

فتاویٰ علم ساریہ

جلد - ۱۰

♦ تیار کردہ —♦



منتخب علماء ہند



♦ زیر سرپرستی —♦

حضرت مولانا مفتی انیس الرحمن قاسمی

♦ زیر نگرانی —♦

حضرت مفتی محمد اسامہ شمیم السدوی

♦ باہتمام —♦

منظمتہ السلام العالمیۃ

مہمانی۔ الہند

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب	:	فقاویٰ علماء ہند (جلد-۱۰)
زیر سرپرستی	:	حضرت مولانا انیس الرحمن قاسمی صاحب
زیر نگرانی	:	حضرت مولانا محمد اسامہ شمیم الندوی صاحب
سن اشاعت	:	جون ۲۰۱۷ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار
کمپوزنگ و ڈیزائننگ	:	محمد رضاء اللہ قاسمی
ناشر	:	منظمة السلام العالمية، ممبائی، الہند

یہ کتاب ”منظمة السلام العالمية“ کی
طرف سے ہدیہ ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے
وقف ہے، اس کو بیچنا جائز نہیں ہے۔

منظمة السلام العالمية

Global Peace Organisation (GPO)

Email: gpo.org@yahoo.com

Mob. : +91-7303 7076 05

کتاب الصلاة

۳۸	۳۵	ٹخنوں سے نیچا کپڑا پہننے والے کی امامت
۴۶	۳۹	تصویر کشی اور امامت
۶۰	۴۷	ٹی وی دیکھنے، ریڈیو اور گانا سننے والے کی امامت
۸۲	۶۱	جھوٹے کی امامت
۹۰	۸۳	بینک کے ملازم اور سودی لین دین کرنے والوں کی امامت
۱۰۲	۹۱	ناجائز آمدنی حاصل کرنے والوں کی امامت
۱۰۸	۱۰۳	چوری کرنے والوں کی امامت
۱۱۴	۱۰۹	رہن سے فائدہ اٹھانے والے کی امامت
۱۳۲	۱۱۵	ناجائز قبضہ اور خیانت کرنے والے کی امامت
۱۴۰	۱۳۳	صدقات، زکوٰۃ اور عطیات لینے والے کی امامت
۱۴۴	۱۴۱	دعوتوں میں شرکت کرنے والے کی امامت
۱۵۸	۱۴۵	تعویذ و چادو، ٹونا کرنے والے کی امامت
۱۶۰	۱۵۹	قاتل کی امامت
۱۷۲	۱۶۱	مسجد کا سامان استعمال کرنے والے کی امامت
۱۸۶	۱۷۳	والدین کی نافرمانی کرنے والے کی امامت
۲۲۲	۱۸۷	الے شخص کی امامت، جس کے رشتہ دار فاسق ہوں
۲۳۶	۲۲۳	نیشلی اشیاء استعمال کرنے والے کی امامت
۲۸۶	۲۳۷	بدعتی کی امامت
۳۵۶	۲۸۷	مختلف عقائد و جماعتوں سے منسلک لوگوں کی امامت
۳۶۰	۳۵۷	جماعت کے احکام و مسائل
۳۶۲	۳۶۱	اذان کے بعد مسجد سے نکلنا
۳۷۴	۳۶۳	گھڑی کے ذریعہ جماعت کا وقت مقرر کرنا
۳۸۰	۳۷۵	وقت مقررہ سے جماعت کو مؤخر یا مقدم کرنا
۳۹۰	۳۸۱	اذان اور جماعت کے درمیان فاصلہ
۴۰۰	۳۹۱	جماعت کے لیے امام یا مفتدی کا انتظار کرنا
۴۰۲	۴۰۱	مسجد کے تہ خانہ یا بالائی منزل پر جماعت
۴۰۶	۴۰۳	تکبیر تحریمہ میں شرکت کے درجات
۴۲۲	۴۰۷	جماعت کے فضائل و مسائل
۴۴۰	۴۲۳	تہا عورتوں کی جماعت
۴۴۶	۴۴۱	جماعت میں جدائی کی شرکت
۴۷۸	۴۴۷	جماعت ثانیہ کے مسائل
۴۸۲	۴۷۹	ایک جماعت کے وقت دوسری جماعت کا حکم
۴۸۶	۴۸۳	امام و مؤذن متعین نہ ہوں، وہاں جماعت ثانیہ
۴۹۴	۴۸۷	جس مسجد میں جماعت ثانیہ جائز ہے
۵۰۰	۴۹۵	جماعت فوت ہو جانے کے بعد نماز ادا کرنے کا طریقہ
۵۳۴	۵۰۱	جماعت اولی کا تعین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قال الله عز وجل:

﴿فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ﴾

(سورة الماعون: ٤)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

الصلاة المكتوبة واجبة خلف كل مسلم براً كان أو فاجراً وإن عمل الكبائر.

(سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة، باب إمامة البر والفاجر، رقم الحديث: ٥٩٤)

”تفضل صلاة الجميع صلاة أحدكم وحده بخمس وعشرين جزءاً“.

(صحيح البخارى، باب فضل صلاة الفجر فى جماعة، رقم الحديث: ٦٤٨)

فہرست عناوین

نمبر شمار	عناوین	صفحات
-----------	--------	-------

فہرست مضامین (۲۸-۵)

- (الف) کلمۃ الشکر، از: نجمین شمیم احمد صاحب، خادم منظمۃ السلام العالمیہ، مومبائی، انڈیا ۲۹
- (ب) تاثرات، از: مولانا سلیم اللہ خان (پاکستان)، مولانا عبدالشکور قاسمی (کیرالہ)، مولانا ڈاکٹر محمد اکرم ندوی (انگلینڈ) ۳۰
- (ج) پیش لفظ، از: مولانا محمد اسامہ شمیم ندوی، رئیس المجلس العالمی للفقہ الاسلامی، ممبئی، انڈیا ۳۳
- (د) ابتدائیہ، از: مولانا مفتی انیس الرحمن قاسمی، ناظم امارت شرعیہ، بہار، ایڈیٹر و جہار کھنڈ، بھلواری شریف، پٹنہ ۳۴

ٹخنوں سے نیچا کپڑا پہننے والے کی امامت (۳۸-۳۵)

- (۱) ٹخنے ڈھانکنے والے کی امامت صحیح نہیں ۳۵
- (۲) ٹخنوں سے نیچا پاجامہ پہننے والے کی امامت ۳۶
- (۳) ٹخنوں سے نیچا پاجامہ پہننے والے کی امامت ۳۷
- (۴) ٹخنہ تک جبہ پہن کر امام کے نماز پڑھانے کا حکم ۳۸

تصویر کشی اور امامت (۳۶-۳۹)

- (۵) تصویر کھینچنے اور کھینچوانے والے کی اقتدا میں نماز کا حکم ۳۹
- (۶) تصویر کھینچوانے والے کی امامت بعد توبہ ۴۰
- (۷) تصویر و پتلا بنانے والے کی امامت ۴۱
- (۸) گروپ فوٹو بنوانے والے امام کی اقتدا کا حکم ۴۱
- (۹) مسجد میں تصویر کشی کرنے والے کی امامت ۴۲
- (۱۰) فوٹو بنوانے والے امام کی اقتداء میں نماز مکروہ ہے ۴۲
- (۱۱) مسجد میں فوٹو بنوانے سے منع نہ کرنے والے امام کی امامت ۴۳
- (۱۲) حریم شریفین کے ائمہ کے پیچھے نماز کیوں جائز ہے جبکہ وہاں بھی ویڈیو بنتی ہے ۴۴

نمبر شمار	عناوین	صفحات
-----------	--------	-------

ٹی وی دیکھنے، ریڈیو اور گانا سننے والے کی امامت (۶۰-۴۷)

۴۷	ٹی وی دیکھنے، گانا سننے والے کے پیچھے نماز	(۱۳)
۴۸	ٹیلی ویژن دیکھنے والے کی امامت	(۱۴)
۴۸	حاجی نمازی ٹی وی دیکھنے والے کے پیچھے نماز ادا کرنا	(۱۵)
۴۸	سوال مثل بالا	(۱۶)
۴۹	مسجد کی چھت پر رہائش پذیر ٹی وی دیکھنے والے امام کی اقتداء میں نماز	(۱۷)
۵۰	مزامیر کیساتھ قوالی سننے والے کی امامت	(۱۸)
۵۰	امام جو چاہے سو پڑھے، یا مقتدی کی ہدایت کے مطابق اور گانے بجانے والے کی امامت	(۱۹)
۵۱	سنیما دیکھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے	(۲۰)
۵۱	مزامیر سننے والے کی امامت	(۲۱)
۵۲	سنیما دیکھنے اور قوالی سننے والے کی امامت	(۲۲)
۵۲	قوالی سننے والے کی امامت	(۲۳)
۵۳	پیشہ ور گانے والے کی امامت درست ہے یا نہیں	(۲۴)
۵۳	غلط پیشے سے تائب متقی اور پرہیزگار کی امامت	(۲۵)
۵۴	ساز پر گانے والے کی امامت	(۲۶)
۵۴	غلط محفل میں شریک ہونے والے کی امامت	(۲۷)
۵۵	گانے بجانے کی مجلس میں نکاح پڑھانے والے کی امامت	(۲۸)
۵۵	گانے بجانے کی فحش مجلس اور اس کے روکنے والے امام کا حکم	(۲۹)
۵۷	جو امام عیدین میں باجے کے ساتھ جاتا آتا ہے اور سو دن خوار بھی ہے، اس کی امامت کیسی ہے	(۳۰)
۵۸	کرکٹ دیکھنے والے کی امامت	(۳۱)
۵۹	ریڈیو سننے والے کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم	(۳۲)
۶۰	ریڈیو، ٹی وی وغیرہ کی مرمت کرنے والے مستری کے پیچھے اقتداء کا حکم	(۳۳)
جھوٹے کی امامت (۶۱-۸۲)		
۶۱	جھوٹی حدیث بیان کرنے والے کی امامت درست ہے، یا نہیں	(۳۴)
۶۱	جھوٹ بولنے والے کے پیچھے نماز کا حکم	(۳۵)

نمبر شمار	عناوین	صفحات
(۳۶)	جھوٹ بولنے والے اور فریب دینے والے کی امامت	۶۲
(۳۷)	جھوٹ بولنے والے تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز کا حکم	۶۲
(۳۸)	جھوٹ بولنے والے گھڑی ساز کی امامت	۶۳
(۳۹)	جھوٹے کی امامت درست ہے، یا نہیں	۶۳
(۴۰)	جھوٹے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے	۶۳
(۴۱)	جھوٹے شخص کی امامت	۶۳
(۴۲)	جھوٹ بولنے والے کی امامت	۶۵
(۴۳)	جھوٹے کو امام و مؤذن بنانا	۶۶
(۴۴)	اندھے جھوٹے کی امامت	۶۶
(۴۵)	وعدہ خلاف کی امامت	۶۷
(۴۶)	مسائل سے ناواقف اور جھوٹ بولنے والے حافظ کی امامت کا حکم	۶۹
(۴۷)	جھوٹ سے توبہ کر لینے کے بعد امامت درست ہے یا نہیں	۷۰
(۴۸)	جھوٹ بولنے والے اور مسجد کا سامان گھر میں استعمال کرنے والے امام کی اقتدا کا حکم	۷۰
(۴۹)	جعل سازی کرنے والے کی امامت	۷۲
(۵۰)	جعل سازی اور فریب دہی جیسی نازیبا حرکات والے کی امامت	۷۲
(۵۱)	دفع ظلم کیلئے جو شخص جھوٹ بولے، اس کی امامت کیسی ہے	۷۴
(۵۲)	جھوٹ بولنے اور کبھی کبھی شرک کرنے والے شخص کی امامت	۷۵
(۵۳)	دولہا کا سہرا باندھنے، مزار سے منت کی چیزیں کھانے والے کی امامت	۷۵
(۵۴)	جو ناجائز دباؤ سے بچنے کی کوشش کرے، اس کی امامت کیسی ہے	۷۶
(۵۵)	جھوٹ بولنے والے کے پیچھے نماز کا حکم	۷۶
(۵۶)	جھوٹی گواہی دینے والے نابینا کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں	۷۷
(۵۷)	جھوٹی گواہی دینے والے کی امامت	۷۷
(۵۸)	جو امام سچی گواہی سے کترائے	۷۸
(۵۹)	سچی گواہی دینے والے کے پیچھے نماز درست ہے	۷۸
(۶۰)	جھوٹی گواہی دینے والے کی امامت	۷۹
(۶۱)	مسجد کی بے حرمتی کرنے اور جھوٹی گواہی دینے والے کی امامت درست ہے، یا نہیں	۸۰
(۶۲)	نسب بدلنے والے کی امامت	۸۰

نمبر شمار	عناوین	صفحات
(۶۳)	جھوٹی قسم سے توبہ کرنے کے بعد اس کی امامت مکروہ نہیں ہے	۸۱
(۶۴)	سوال مثل بالا	۸۱
بینک کے ملازم اور سودی لین دین کرنے والوں کی امامت (۸۳-۹۰)		
(۶۵)	سودی قرض لینے والے کی امامت	۸۳
(۶۶)	بینک کے ملازم کی امامت	۸۳
(۶۷)	انعامی بونڈ رکھنے والے کی امامت	۸۴
(۶۸)	سودی کاروبار میں ملازمت اور خود سود لینے والے کی امامت	۸۴
(۶۹)	سودی قرض لینے والے اور وعدہ ایفانہ کرنے والے کی امامت درست ہے، یا نہیں	۸۵
(۷۰)	سودی قرض لینے والے کی امامت درست ہے، یا نہیں	۸۵
(۷۱)	سود خور کو امامت سے ہٹانا لازم ہے	۸۶
(۷۲)	سودی کاروبار کرنے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے	۸۶
(۷۳)	والد کے دین میں مجبوراً سود ادا کرنے والے کی امامت درست ہے، یا نہیں	۸۷
(۷۴)	مجبوراً سود پر قرض لینے والے کے پیچھے نماز پڑھنا	۸۷
(۷۵)	بینک میں روپیہ رکھنے والے کی امامت	۸۸
(۷۶)	حیلے بہانے سے سود لینے والے کی امامت	۸۸
(۷۷)	سودی رقم سے امام کی تنخواہ	۸۹
(۷۸)	بینک کے ملازم کی امامت مکروہ تحریمی ہے	۸۹
(۷۹)	رشوت خور اور کذاب کی امامت کا کیا حکم ہے	۹۰
ناجائز آمدنی حاصل کرنے والوں کی امامت (۹۱-۱۰۲)		
(۸۰)	ملازمت کے باوجود کارِ منصبی نہ ادا کرنے والے کی امامت	۹۱
(۸۱)	کم تولنے والے کی امامت	۹۱
(۸۲)	وارثوں کو حصہ نہ دینے والے کی امامت	۹۲
(۸۳)	ہیرا پھیری کرنے والے کی امامت	۹۲
(۸۴)	جس کا والد ناجائز کاروبار کرے، اس کی امامت	۹۳
(۸۵)	ملاوٹ کرنے والے کی امامت	۹۳
(۸۶)	ناجائز رقم سے پنکھا خریدنے والے کی امامت	۹۴
(۸۷)	تاڑی بیچنے والے کی امامت	۹۶

نمبر شمار	عناوین	صفحات
(۸۸)	لڑکی کی شادی پر روپے وصول کرنے والے کی امامت جائز ہے، یا نہیں	۹۶
(۸۹)	لڑکی کو بیچنے والے کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم	۹۷
(۹۰)	جو کپڑے کے گھوڑے بنا کر اور اس کا کرتب دکھا کر کمائے اس کی امامت جائز ہے، یا نہیں	۹۸
(۹۱)	تیبیوں کا مال کھانے والے شخص کی امامت	۹۹
(۹۲)	حرام پیشہ کرنے والے کے یہاں دعوت کھانے والے کی امامت	۹۹
(۹۳)	ناجائز چندہ جمع کرنے کے الزام کے بعد امامت کرنے کا حکم	۱۰۱
(۹۴)	دیدہ و دانستہ جوے کا مال لینے والے کی اقتدا مکروہ ہے	۱۰۱
(۹۵)	رشوت دینے اور بلیک کرنے والے کی امامت	۱۰۲
چوری کرنے والوں کی امامت (۱۰۳-۱۰۸)		
(۹۶)	چور کو امام بنانا کیسا ہے	۱۰۳
(۹۷)	جس پر چوری کا الزام ہو	۱۰۳
(۹۸)	چوری کے جانور ذبح کرنے والے کی امامت	۱۰۴
(۹۹)	مال چوری کرنے، جھوٹ بولنے، غلط فتویٰ دینے والے امام کے پیچھے نماز	۱۰۵
(۱۰۰)	جس کا بیٹا چوری کرتا ہو اس کی امامت	۱۰۶
(۱۰۱)	چور کی امامت مکروہ ہے	۱۰۶
(۱۰۲)	چوری سے توبہ کے بعد چور کی امامت	۱۰۷
رہن سے فائدہ اٹھانے والے کی امامت (۱۰۹-۱۱۴)		
(۱۰۳)	رہن سے فائدہ اٹھانے والے کی امامت	۱۰۹
(۱۰۴)	رہن کی آمدنی کھانے والے کی امامت	۱۱۰
(۱۰۵)	گروی پر نفع لینے والے اور پیشہ ورامام کی اقتدا کا حکم	۱۱۱
(۱۰۶)	مرہونہ پر نفع لینے والے کی اقتدا	۱۱۳
ناجائز قبضہ اور خیانت کرنے والے کی امامت (۱۱۵-۱۳۲)		
(۱۰۷)	دوسرے کی زمین پر قبضہ کرنے والے کی امامت	۱۱۵
(۱۰۸)	خائن و غاصب کی امامت	۱۱۶
(۱۰۹)	غاصب کی امامت	۱۱۶

نمبر شمار	عناوین	صفحات
(۱۱۰)	حق داروں کا حق غضب کرنے والے کی امامت	۱۱۷
(۱۱۱)	جس پر خائن ہونے کا شبہ ہو اس کی امامت	۱۲۰
(۱۱۲)	بددیانت درزی اور ناحق زکوٰۃ لینے والے کی امامت	۱۲۰
(۱۱۳)	خائن، بے نمازی اگر عیدین کی امامت کرے تو کیا حکم ہے	۱۲۱
(۱۱۴)	خائن و فاسق کی امامت درست ہے، یا نہیں	۱۲۱
(۱۱۵)	ظالم و خائن کی امامت درست ہے، یا نہیں	۱۲۲
(۱۱۶)	مسجد و مدرسہ کی رقم میں خیانت کرنے والے کی امامت	۱۲۳
(۱۱۷)	ناجائز طور پر حق دبانے والے کی امامت درست ہے، یا نہیں	۱۲۶
(۱۱۸)	ناجائز جرمانہ کرنے والے کی امامت	۱۲۶
(۱۱۹)	دوسروں کا حق دبانے والے کی امامت جائز ہے، یا نہیں	۱۲۸
(۱۲۰)	جبراً کسی کے مکان پر قبضہ کرنے والے کی امامت	۱۲۸
(۱۲۱)	قرض ادا نہ کرنے والے کی امامت	۱۲۹
(۱۲۲)	ورشہ کا حق نہ دینے والے کے معاون کی امامت کا حکم	۱۳۰
(۱۲۳)	مکان کا کرایہ نہ دینے والے کی امامت	۱۳۱
(۱۲۴)	مغصوبہ زمین مزارعت پر لینے والے کی امامت	۱۳۱
صدقات، زکوٰۃ اور عطیات لینے والے کی امامت (۱۳۰-۱۳۳)		
(۱۲۵)	صدقہ الفطر جبراً وصول کرنے اور لوگوں کو مسجد سے منع کرنے والے امام کی اقتدا کا حکم	۱۳۳
(۱۲۶)	صدقۃ الفطر اور چرم قربانی لینے والے کی امامت	۱۳۶
(۱۲۷)	زکوٰۃ کا مال کھانے والے ہاشمی کی امامت	۱۳۸
(۱۲۸)	استقاط لینے والے مالدار امام کی امامت	۱۴۰
دعوتوں میں شرکت کرنے والے کی امامت (۱۴۱-۱۴۴)		
(۱۲۹)	امام کا غیر مسلم کے گھر میت کا کھانا کھانا	۱۴۱
(۱۳۰)	جو امام غلط دعوتوں میں شریک ہو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے	۱۴۱
(۱۳۱)	رسوم ادا کرنے والے کی جو دعوت کھائے اس کی امامت کا کیا حکم ہے	۱۴۲
(۱۳۲)	مرتد عورت کی دعوت کھانے والے امام کا حکم	۱۴۳
(۱۳۳)	منکرات سے بھرپور دعوت و لیمہ میں شریک ہونے والے امام کی اقتدا	۱۴۳
(۱۳۴)	فاسق کے گھر سے کھانے والے کی امامت	۱۴۴

نمبر شمار	عناوین	صفحات
-----------	--------	-------

تعویذ و جادو، ٹونا کرنے والے کی امامت (۱۳۵-۱۵۸)

۱۳۵	چڑھاوے کی چیز کھانے والے کی امامت درست ہے، یا نہیں	(۱۳۵)
۱۳۵	تعویذات میں لگ کر وقت پر امامت نہ کرنے والے کا شرعی حکم	(۱۳۶)
۱۳۶	دعا تعویذ کرنے والے کی امامت	(۱۳۷)
۱۳۷	تعویذ گنڈہ کو پیشہ بنانا کیسا ہے	(۱۳۸)
۱۳۸	تعویذ فروش کی امامت	(۱۳۹)
۱۳۸	تعویذات کے ذریعہ علم یقینی کے قائل کی امامت کا حکم	(۱۴۰)
۱۳۹	غلط اور ناجائز عملیات و تعویذات کرنے والے کی امامت کا حکم	(۱۴۱)
۱۵۰	مسجد میں چماروں کو تعویذ دینے والے کی امامت	(۱۴۲)
۱۵۱	اس شخص کی امامت جس پر ایک شخص نے سفلی عمل کرنے کا الزام لگایا ہو	(۱۴۳)
۱۵۲	جادو کرنے والے شخص کی اقتدا	(۱۴۴)
۱۵۳	کسیوں سے پیے لینے والے کی امامت	(۱۴۵)
۱۵۴	آیات قرآنی سے کمانے والے کی امامت	(۱۴۶)
۱۵۴	سفلی عمل سے توبہ کرنے والے کی امامت	(۱۴۷)
۱۵۴	جو اجرت لے کر مسئلہ شرعی بتلائے، اس کی امامت	(۱۴۸)
۱۵۵	امامت کے مکروہ ہونے کی ایک خاص وجہ	(۱۴۹)

قاتل کی امامت (۱۵۹-۱۶۰)

۱۵۹	قاتل کی امامت	(۱۵۰)
۱۶۰	قاتل اور قمار باز کی امامت کیسی ہے	(۱۵۱)

مسجد کا سامان استعمال کرنے والے کی امامت (۱۶۱-۱۷۲)

۱۶۱	کیا مسجد کا سامان اپنے استعمال میں لاسکتے ہیں	(۱۵۲)
۱۶۱	مسجد کی موم بتی اور بلب وغیرہ امام استعمال کر سکتا ہے، یا نہیں	(۱۵۳)
۱۶۲	مسجد کی ملکیت پر ناجائز مالکانہ حیثیت اختیار کرنے والے کا امام بنانا کیسا ہے	(۱۵۴)
۱۶۲	مسجد کی حق تلفی کرنے والے کی امامت کا حکم	(۱۵۵)
۱۶۲	جو شخص مسجد کا سامان اپنے مکان میں استعمال کرے اس کی امامت	(۱۵۶)

صفحہ	عناوین	نمبر شمار
۱۶۳	جو امام مسجد کا مال اپنی ذات پر خرچ کرے، اس کی امامت کیسی ہے	(۱۵۷)
۱۶۳	امام اہل و عیال کے ساتھ مسجد کے حجرہ میں رہ سکتے ہیں	(۱۵۸)
۱۶۴	مسجد کی دوسری منزل پر امام کا قیام	(۱۵۹)
۱۶۵	امام اپنے رشتہ داروں کو مسجد میں ٹھہرا سکتے ہیں	(۱۶۰)
۱۶۶	امام کے کسی رشتہ دار کا مسجد کے وضو خانہ میں نہانا	(۱۶۱)
۱۶۶	مسجد کا روپیہ اپنی تنخواہ میں وصول کرنے والے کی امامت	(۱۶۲)
۱۶۷	جو امام مسجد کے دروازے پر دوکان لگائے اس کی امامت	(۱۶۳)
۱۶۷	جو امام مسجد کی دوکان بیچ دے اس کی امامت	(۱۶۴)
۱۶۸	مسجد کے قرآن شریف بیچنے والے کی امامت حکم	(۱۶۵)
۱۶۸	مسجد کے حساب کتاب میں دھوکہ دہی کرنے والے کی امامت کا حکم	(۱۶۶)
۱۷۰	مسجد کے چندہ سے کچھ رقم چھپا لینے کے بعد توبہ کر لینے والے کی امامت کا حکم	(۱۶۷)
۱۷۱	شرعی وجوہات کی بنا پر ناپسندیدہ شخص کی امامت	(۱۶۸)

والدین کی نافرمانی کرنے والے کی امامت (۱۷۳-۱۸۶)

۱۷۳	عاق کی امامت	(۱۶۹)
۱۷۳	والدین کی نافرمانی کرنے والے کی امامت	(۱۷۰)
۱۷۴	والدہ کو زد و کوب کرنے والے کی امامت	(۱۷۱)
۱۷۵	والد کو گالی گلوچ کرنے والے کی امامت درست ہے، یا نہیں	(۱۷۲)
۱۷۵	باپ کو گالی دینے والے کی امامت	(۱۷۳)
۱۷۶	باپ کو گالی دینے اور ستانے والے کی امامت	(۱۷۴)
۱۷۶	استاذ کی شان میں بے ادبی کرنے والے کی امامت	(۱۷۵)
۱۷۷	استاذ کے نافرمان شاگرد کی امامت	(۱۷۶)
۱۷۸	والدین کے نافرمان کی امامت	(۱۷۷)
۱۷۹	منکرات سے نہ بچنے والے اور والدین کی نافرمانی کرنے والے کی امامت	(۱۷۸)
۱۷۹	باپ کا جنازہ نہ پڑھنے والے امام کی اقتدا کا حکم	(۱۷۹)
۱۸۰	استاذ کی بے حرمتی کرنے والے کی امامت	(۱۸۰)
۱۸۱	استاذ کی جتک کرنے اور تصویر کھینچوانے والے کی امامت	(۱۸۱)
۱۸۲	اپنے استاذ عالم دین کی بے عزتی اور توہین کرنے والے کی امامت	(۱۸۲)

نمبر شمار	عناوین	صفحات
(۱۸۳)	نا جائز معاملہ پر والدین سے ناراض بیٹے کی اقتدا جائز ہے	۱۸۴
(۱۸۴)	عاق کے پیچھے اقتدا کرنا	۱۸۵
(۱۸۵)	حاصلات میں حصہ مانگنے کے لئے والدہ کا بیٹے کو عاق کرنے والے کی امامت	۱۸۶
ایسے شخص کی امامت، جس کے رشتہ دار فاسق ہوں (۱۸۷-۲۲۲)		
(۱۸۶)	اس شخص کی اقتدا کا حکم، جس کی بیوی بے پردہ رہتی ہو	۱۸۷
(۱۸۷)	ایسے شخص کی امامت جس کی قوم میں پردہ کا اہتمام نہ ہو	۱۸۸
(۱۸۸)	ایسے شخص کی امامت جس کی قوم میں پردہ کا اہتمام نہ ہو	۱۸۸
(۱۸۹)	جس امام کے گھر میں شرعی حجاب نہ ہو، اس کی اقتدا کا حکم	۱۹۰
(۱۹۰)	کبوتر بازی کی امامت، جس کی بیوی بے پردہ ہو	۱۹۱
(۱۹۱)	بے پردہ بیوی کے ساتھ بازار میں گھومنے والے کی امامت	۱۹۲
(۱۹۲)	اس شخص کی امامت، جس کی بیوی غیر محرم رشتہ داروں سے پردہ نہ کرتی ہو	۱۹۲
(۱۹۳)	کسی اجنبی کے گھر میں بے پردہ آنے جانے والے کی امامت	۱۹۴
(۱۹۴)	جس امام کی بالغ لڑکیاں گلیوں میں پھرتی ہوں، ان کی امامت کا حکم	۱۹۵
(۱۹۵)	کیسے شخص کی امامت ہونی چاہئے	۱۹۵
(۱۹۶)	اور جس کی بیوی بے پردہ ہو، اس کی امامت کا حکم	۱۹۵
(۱۹۷)	منکر شاعت اور قادیانی کو کافر نہ سمجھنے والے کی امامت	۱۹۶
(۱۹۸)	جس کی بیوی بدکار اور فاسق ہو، اس کی امامت کا حکم	۱۹۹
(۱۹۹)	اس شخص کی امامت کا حکم، جس کی بیوی اعزہ سے ملاقات کے لئے گھر سے باہر نکلتی ہو	۲۰۱
(۲۰۰)	بدچلن عورت کے خاوند کے پیچھے نماز کا حکم	۲۰۱
(۲۰۱)	جس امام کی بیوی کا تعلق کسی غیر سے ہو، اس کی امامت	۲۰۲
(۲۰۲)	فاجرہ کے شوہر کی امامت	۲۰۲
(۲۰۳)	زانیہ کے شوہر کی امامت	۲۰۳
(۲۰۴)	دیوث کی امامت	۲۰۳
(۲۰۵)	گانے بجانے والی کے شوہر کی امامت	۲۰۴
(۲۰۶)	اس شخص کی امامت، جس کی عورت آوارہ	۲۰۶
(۲۰۷)	جس کی بیوی کبھی کبھی جھانکا کرے، اس کی امامت	۲۰۶

نمبر شمار	عناوین	صفحات
(۲۰۸)	ایک ایسے شخص کی امامت، جس کی بیوی کے نام دوسرے کا خط نکلا	۲۰۷
(۲۰۹)	نامحرم عورتوں سے ہاتھ ملانے والے کی امامت	۲۰۷
(۲۱۰)	اس کی امامت، جو جوان بیوہ لڑکی کو نکاح سے روکے	۲۰۷
(۲۱۱)	جو مرد اپنی لڑکی کی شادی کرنے کو تیار نہ ہو، اس کی امامت کیسی ہے	۲۰۸
(۲۱۲)	اجنبیہ کے ساتھ میل جول رکھنے والے کی امامت	۲۰۹
(۲۱۳)	بے پردہ عورتوں کو پڑھانے والے کی امامت	۲۱۰
(۲۱۴)	فاحشہ بیوی کو بسائے رکھنے، فاحشہ کو طلاق بالمال دینے، بغرض لالچ گاؤں میں عید شروع کرنے، عدالتی طلاق پر نکاح پڑھانے والے کی امامت کا حکم	۲۱۱
(۲۱۵)	ایسے شخص کی امامت کا حکم، جس کی بیوی سے اس کے داماد کے ناجائز تعلقات کا شبہ ہو	۲۱۳
(۲۱۶)	جس کی بیوی غیر مسلم کے تہوار میں شریک ہوتی ہو، اس کی امامت	۲۱۴
(۲۱۷)	ناجائز کھیل کھیلنے والے کی امامت	۲۱۷
(۲۱۸)	شطرنج کھیلنے والے کی امامت	۲۱۵
(۲۱۹)	شطرنج کھیلنے والے کی امامت	۲۱۶
(۲۲۰)	تاش کھیلنے والے کی امامت جائز ہے، یا نہیں	۲۱۷
(۲۲۱)	تاش کھیلنے والے کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں	۲۱۷
(۲۲۲)	کبوتر بازی کی امامت کا حکم	۲۱۸
(۲۲۳)	شطرنج باز لہجہ تراش حقہ نوش کی امامت کا حکم	۲۱۸
(۲۲۴)	کشتی دیکھنے والے کی امامت	۲۲۱
(۲۲۵)	خفیوں کو مشرک کہنے والے غیر مقلدوں کی امامت کا حکم	۲۲۱
نشلی اشیا استعمال کرنے والے کی امامت (۲۲۳-۲۳۶)		
(۲۲۶)	شراب پینے والے کی اقتدا اور جماعت کا ترک کرنا	۲۲۳
(۲۲۷)	شرابی امام کے پیچھے نماز کا حکم	۲۲۴
(۲۲۸)	جو امام دعوت میں شراب کا انتظام کرے، اس کی امامت	۲۲۴
(۲۲۹)	جو امام شراب خور کے گھر دعوت کھائے، اس کی امامت	۲۲۵
(۲۳۰)	شراب پینے والے کی امامت	۲۲۶
(۲۳۱)	شرابی کے مکان میں جو رہتا ہے، اس کی امامت	۲۲۶

نمبر شمار	عناوین	صفحات
(۲۳۲)	افیون کھانے والے کی امامت	۲۲۶
(۲۳۳)	بطور دو افیون کھانے والے کی امامت	۲۲۷
(۲۳۴)	مقرر امام کے رہتے ہوئے دوسرے شخص کی امامت، مکہ اور افیون استعمال کرنے والے کی امامت	۲۲۷
(۲۳۵)	نشہ پینے والے کو امام بنانا مکروہ ہے	۲۲۹
(۲۳۶)	دائمی سگریٹ نوش کی امامت	۲۲۹
(۲۳۷)	نسواری امام کے پیچھے اقتدا	۲۳۰
(۲۳۸)	تمباکو کا مٹن استعمال کرنے والے کی امامت	۲۳۰
(۲۳۹)	قرآن سے فال نکالنے والے اور سگریٹ نوش کی امامت	۲۳۱
(۲۴۰)	حج میں افیون کی اسمگلنگ کرنے والے کی امامت	۲۳۱
(۲۴۱)	افیون کا نشہ کرنے والے، مردوں کو بطور پیشہ غسل دینے والے اور جادو گر امام کی اقتدا	۲۳۲
(۲۴۲)	چرس پینے والے امام کی اقتدا مکروہ تحریمی ہے	۲۳۳
(۲۴۳)	پان، بیڑی خرید و فروخت کرنے والے کی امامت	۲۳۴
(۲۴۴)	جس کے سامنے کے دانت نہ ہوں اس کی امامت	۲۳۴
(۲۴۵)	افیونی کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے	۲۳۴
(۲۴۶)	اس شخص کی امامت، جس کے والد شراب کی تجارت کرتے ہوں	۲۳۵
(۲۴۷)	شرابی کی امامت مکروہ تحریمی ہے	۲۳۶
بدعتی کی امامت (۲۳۷-۲۸۶)		
(۲۴۸)	مبتدع کی اقتدا	۲۳۷
(۲۴۸)	مبتدع کی امامت	۲۳۷
(۲۵۰)	بدعتی کی امامت	۲۳۸
(۲۵۱)	جاہل و مبتدع کی امامت	۲۳۸
(۲۵۲)	بدعتی کی امامت جائز نہیں	۲۳۹
(۲۵۳)	بدعتی کی امامت کا کیا حکم ہے	۲۳۹
(۲۵۴)	مبتدع کی امامت	۲۴۰
(۲۵۵)	شہوت پرست مبتدع کے پیچھے نماز کا حکم	۲۴۳
(۲۵۶)	بدعتی پیر کے موحد خلیفہ کے پیچھے نماز کا حکم	۲۴۴
(۲۵۷)	متکبر و بدعتی کی امامت	۲۴۴

نمبر شمار	عناوین	صفحات
(۲۵۸)	بدعتی کی امامت میں جو نماز پڑھی، اس کا اعادہ کیا ضروری ہے	۲۳۵
(۲۵۹)	بدعتی اور مجہول پڑھنے والے کی اقتداء کا حکم	۲۳۶
(۲۶۰)	غیر مقلد بدعتی اور مخالف مذہب کے پیچھے اقتداء کا حکم	۲۳۶
(۲۶۱)	امام کے بدعتی ہونے پر مسجد کی جماعت ترک کرنے اور گھر میں جماعت کرنے کا حکم	۲۳۷
(۲۶۲)	بدعتی اور غیر مقلد کی اقتداء کا حکم اور ان میں کون اور کس کی اقتداء بہتر ہے	۲۳۹
(۲۶۳)	بدعتی کے پیچھے جو جمعہ پڑھا جائے، اس کا اعادہ کیوں نہ کیا جائے	۲۵۱
(۲۶۴)	محقق نما مشگل کی امامت	۲۵۱
(۲۶۵)	بریلوی امام کے پیچھے نماز پڑھنا	۲۵۲
(۲۶۶)	دیوبندی کی بریلوی مسجد میں امامت	۲۵۲
(۲۶۷)	بریلویوں کی مساجد میں ان کے ائمہ کے پیچھے نماز ادا کرنا	۲۵۲
(۲۶۸)	نجانے میں بریلوی عقائد والے کے پیچھے نماز پڑھ لینے کا حکم	۲۵۳
(۲۶۹)	بے خبری میں بریلوی امام کی اقتداء میں نماز پڑھ لی تو کیا حکم ہے	۲۵۳
(۲۷۰)	”یا رسول اللہ“ کہنے والے کی امامت کا حکم	۲۵۴
(۲۷۱)	اذان و انگشت بوسی کرنے اور ”صدقہ یا رسول اللہ“ کہنے والے کی امامت کا حکم	۲۵۴
(۲۷۲)	قیام میلاد پر حضور کی آمد کا عقیدہ رکھنے والے امام کا حکم	۲۵۵
(۲۷۳)	امام قیام سے انکار کرے	۲۵۵
(۲۷۴)	تعزیرہ داری کا عقیدہ رکھنے والے امام کا حکم	۲۵۶
(۲۷۵)	میلاد میں قیام کرنے والے کی امامت	۲۵۶
(۲۷۶)	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھنے والے امام کا حکم	۲۵۷
(۲۷۷)	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کلی کا عقیدہ رکھنے والے کے پیچھے نماز کا حکم	۲۵۷
(۲۷۸)	پیغمبر علیہ السلام کے حاضر و ناظر، نذر غیر اللہ اور عبدالقادر جیلانی کی امداد کے قائل کی امامت	۲۵۸
(۲۷۹)	ضروریات دین سے منکر کی امامت درست نہیں ہے	۲۵۸
(۲۸۰)	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بشر نہ ماننے والے کی امامت کا حکم	۲۵۹
(۲۸۱)	گیارہویں کو ضروری کہنے والے کی امامت	۲۵۹
(۲۸۲)	فاتحہ نہ پڑھنے والے امام کی امامت کا حکم	۲۶۰
(۲۸۳)	بدعات و رسومات کے مرتکب امام کے پیچھے نماز پڑھنے والے مؤذن کی امامت کا حکم	۲۶۱

نمبر شمار	عناوین	صفحات
(۲۸۴)	مجاور کی ولی اللہ کی امامت کرنا	۲۶۱
(۲۸۵)	قبر پر چراغ روشن کرنے والے کی امامت کا حکم	۲۶۲
(۲۸۶)	قبر والوں سے مشکل کشائی کا عقیدہ رکھنے والے کی امامت کا حکم	۲۶۲
(۲۸۷)	جس کا عقیدہ یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام چیزوں کا علم تھا، اس کی امامت	۲۶۳
(۲۸۸)	مزار کی مٹی کھانے والے اور اس پر سجدہ کرنے والے کی امامت	۲۶۳
(۲۸۹)	چڑھاوا، اور دیگ چڑھانے والے کی امامت	۲۶۴
(۲۹۰)	مرشد کے نام کا جھنڈا لگانے والے کی امامت	۲۶۵
(۲۹۱)	ہندوؤں کا بکرا ذبح کرنے والے کی امامت	۲۶۶
(۲۹۲)	میلا داور دسویں میں شریک ہونے والے کی امامت	۲۶۸
(۲۹۳)	تیجہ چالیسواں کرانے والے کی امامت	۲۶۹
(۲۹۴)	علماء کے حقوق کو انبیاء کے حقوق کے برابر کہنے والے امام کا حکم	۲۶۹
(۲۹۵)	مشائخ حقہ کو برا بھلا کہنے اور ان پر الزام لگانے والے امام کا حکم	۲۶۹
(۲۹۶)	علمائے دیوبند کو کافر اور مرتد کہنے والے امام کا حکم	۲۷۱
(۲۹۷)	دیوبندی اور اس سے مرید ہونے والے بریلوی کی امامت	۲۷۱
(۲۹۸)	امامت سے متعلق چند مسائل	۲۷۳
(۲۹۹)	جس کا عقیدہ یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام چیزوں کا علم تھا اس کی امامت	۲۷۳
(۳۰۰)	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب داں جاننے والے کی امامت	۲۷۴
(۳۰۱)	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر ماننے والے کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم	۲۷۵
(۳۰۲)	علم غیب کے قائل اور احمد رضا کے معتقد کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں	۲۷۵
(۳۰۳)	کس مسجد کے امام کے پیچھے نماز پڑھنا اولیٰ ہے	۲۷۶
(۳۰۴)	تعزیر بنانے اور بعد پیشاب ڈھیلا استعمال نہ کرنے، نیز سگریٹ پینے اور محفل میلاد کرنے والے کی امامت	۲۷۶
(۳۰۵)	میلاد میں قیام کو واجب جاننے اور نجومیوں کی پیشنگویوں کی تصدیق کرنے والے کی امامت	۲۷۶
(۳۰۶)	تعزیر پرست کی امامت کیسی ہے	۲۷۷
(۳۰۷)	مشرک تعزیر پرست کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں	۲۷۷
(۳۰۸)	مرثیہ خواں تعزیر والے کی امامت کیسی ہے	۲۷۸
(۳۰۹)	عرس کرنے والے اور ٹھہیر دیکھنے والے کی امامت	۲۷۸

نمبر شمار	عناوین	صفحات
(۳۱۰)	تعزیرہ دار بدعتی کی امامت درست ہے، یا نہیں	۲۷۸
(۳۱۱)	محرم منانے والے اور شہدی پرست کی امامت	۲۷۹
(۳۱۲)	جلوس محمدی کے داعی امام کے پیچھے نماز	۲۸۰
(۳۱۳)	شرک و بدعت کا جو حامی ہو، اس کی امامت	۲۸۰
(۳۱۴)	میلوں میں شریک ہونے والے کی امامت درست ہے، یا نہیں	۲۸۰
(۳۱۵)	قبروں پر غلاف چڑھانے والے کی امامت	۲۸۱
(۳۱۶)	غوث اعظم سے امداد طلب کرنے والے کی امامت درست ہے، یا نہیں	۲۸۱
(۳۱۷)	غوث پاک کا جھنڈا رکھنے والے کی امامت جائز ہے، یا نہیں	۲۸۱
(۳۱۸)	مولود مر و جہ اور قوالی و عرس کرنے والے کی امامت کا حکم اور مجبوری ہو تو کیا کیا جائے	۲۸۲
(۳۱۹)	جو علماء دیوبند کو کافر کہے، اس کی امامت	۲۸۲
(۳۲۰)	بزرگان دین کو کافر کہنے والے کی امامت درست ہے، یا نہیں	۲۸۳
(۳۲۱)	جمعیت علماء ہند کے فیصلے کو غلط کہنے والے کی امامت	۲۸۳
(۳۲۲)	تعزیرہ اور ماتم کرنے والے کی امامت	۲۸۴
(۳۲۳)	حضرت تھانوی رحمہ اللہ پر بہتان لگانے والے کی اقتدانہ کی جائے	۲۸۴
(۳۲۴)	بریلوی فرقہ کی اقتدا کا حکم	۲۸۶
(۳۲۵)	بریلوی فرقہ کی اقتدا پر دوبارہ استفسار	۲۸۶
مختلف عقائد و جماعتوں سے منسلک لوگوں کی امامت (۲۸۷-۳۵۶)		
(۳۲۶)	غلط عقائد والے کی امامت	۲۸۷
(۳۲۷)	اہل سنت و الجماعت کے خلاف عقائد رکھنے والے کو امام نہیں بنانا چاہیے	۲۸۸
(۳۲۸)	امر حق کے اتباع سے گریز کرنے والے کی امامت	۲۸۹
(۳۲۹)	غلط عقیدہ والے اور دیوانہ کی امامت	۲۸۹
(۳۳۰)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کی امامت	۲۹۰
(۳۳۱)	جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرک کی اولاد کہے، اس کی امامت درست ہے، یا نہیں	۲۹۱
(۳۳۲)	جو یہ کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم بوقت معراج خدا کے جسم سے متصل ہو گیا	۲۹۲
(۳۳۳)	بعد وفات اولیاء کی حیات کا جو قائل نہ ہو، اس کی امامت	۲۹۲
(۳۳۴)	غیر اللہ کے سجدہ کے قائل کی امامت	۲۹۳

نمبر شمار	عناوین	صفحات
(۳۳۵)	قائلین عدم سماع موتی کی اقتدا میں نماز ادا کرنا	۲۹۴
(۳۳۶)	غلط عقیدہ رکھنے والے کی امامت کیسی ہے	۲۹۵
(۳۳۷)	غلط عقائد رکھنے والے کی امامت	۲۹۵
(۳۳۸)	کشف قبور کے قائل کی اقتدا میں نماز کا حکم	۲۹۶
(۳۳۹)	بزید کو اچھا سمجھنے والے کی امامت	۲۹۶
(۳۴۰)	عباسی صاحب کے معتقد کی امامت	۲۹۷
(۳۴۱)	نماز کے بارے میں غلط عقیدہ رکھنے والے کی امامت	۲۹۷
(۳۴۲)	مشتبہ جملہ کہنے والے کی امامت	۳۰۰
(۳۴۳)	اللہ تعالیٰ کے لیے عرش پر جسمانی قیام کا عقیدہ رکھنے والے کی امامت کا حکم	۳۰۱
(۳۴۴)	حدیث شریف کی توہین کرنے والے کی امامت	۳۰۲
(۳۴۵)	جو شخص علمائے حق کی تکفیر کر چکا ہو، اس کی امامت	۳۰۲
(۳۴۶)	جمہور امامت کی تکفیر کرنے والے کی اقتدا مکروہ ہے	۳۰۳
(۳۴۷)	منکر شفاعت کی امامت کا حکم	۳۰۴
(۳۴۸)	منکر رسالت کو امام بنانا جائز نہیں	۳۰۵
(۳۴۹)	غیر مسلم سے سارق کا نام معلوم کرنے والے کی امامت	۳۰۶
(۳۵۰)	مشرک کے جنازہ کی نماز پڑھانے والے کی امامت	۳۰۶
(۳۵۱)	ٹوٹے وغیرہ پر اعتقاد رکھنے والے کی امامت	۳۰۷
(۳۵۲)	کیا کسی اجتماعی مصلحت کی وجہ سے خارجی کا امام بنانا درست ہے	۳۰۷
(۳۵۳)	ڈاکٹر عثمانی کے متبعین کی اقتدا میں پڑھی جانے والی نمازیں واجب الاعداد ہیں	۳۰۸
(۳۵۴)	عثمانی پارٹی والوں کی اقتدا کا حکم	۳۱۱
(۳۵۵)	آغا خانی کا جنازہ پڑھانے والے کی امامت	۳۱۲
(۳۵۶)	مہدوی امام کے پیچھے نماز پڑھنا	۳۱۳
(۳۵۷)	”ما اهل به لغير الله“ کو حلال قرار دینے والے کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم	۳۱۴
(۳۵۸)	غلط عقید بیان کرنے والے خطیب کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم	۳۱۵
(۳۵۹)	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ناشائستہ کلمات کہنے والے کا بعد توبہ امامت کا حکم	۳۱۵
(۳۶۰)	منکر تقدیر کی امامت	۳۱۷

نمبر شمار	عناوین	صفحات
(۳۶۱)	سوشلسٹ امام کی اقتدا کا حکم	۳۱۸
(۳۶۲)	حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ ماننے والے اور روایات درود کو ضعیف کہنے والے کی امامت	۳۱۸
(۳۶۳)	ساحر، جادوگر اور مشرکانہ عقائد رکھنے والے کی امامت کا حکم	۳۱۹
(۳۶۴)	منکرین حدیث کی امامت	۳۲۰
(۳۶۵)	منکرین قرآن و حدیث اور فاسق کے مرید کی امامت	۳۲۰
(۳۶۶)	منکر حدیث کا جنازہ پڑھانے والے کی امامت	۳۲۱
(۳۶۷)	منکرین حدیث سے تعلقات رشتہ داری رکھنے والے کی امامت کا حکم	۳۲۲
(۳۶۸)	پرویزی کا جنازہ پڑھنے والا لائق امامت نہیں	۳۲۳
(۳۶۹)	غیر مسلم کی اقتدا میں پڑھی ہوئی نمازوں کا حکم	۳۲۳
(۳۷۰)	علماء یونان کے عقائد سے جزوی اختلاف رکھنے والے امام کی امامت سے متعلق فتویٰ	۳۲۴
(۳۷۱)	مودودی عقائد رکھنے والے کی امامت	۳۲۹
(۳۷۲)	جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے امام کے پیچھے نماز	۳۳۰
(۳۷۳)	مودودی امام کی اقتدا کا حکم	۳۳۰
(۳۷۴)	جماعت اسلامی کے رکن کی اقتدا میں نماز کا حکم	۳۳۱
(۳۷۵)	مودودی پارٹی کے ساتھ سیاسی جدوجہد میں شریک شخص کی امامت کا حکم	۳۳۱
(۳۷۶)	مودودیت کے اعتراف اور پرچار نہ کرنے والے کی امامت ممنوع نہیں ہے	۳۳۲
(۳۷۷)	مودودی گروپ والوں کی امامت لحاظ سے اقسام	۳۳۲
(۳۷۸)	شیعہ کی اقتدا کرنا	۳۳۳
(۳۷۹)	تفضیلیہ کی امامت	۳۳۳
(۳۸۰)	جوستی نہ ہو اور شیعہ سے متاثر ہو، اس کی امامت	۳۳۴
(۳۸۱)	جس کی شیعوں میں شادی ہو، اس کی امامت درست ہے، یا نہیں	۳۳۵
(۳۸۲)	امامیہ شیعہ کی امامت	۳۳۵
(۳۸۳)	شیعہ تہرائی کی امامت	۳۳۶
(۳۸۴)	روافض کے پیچھے نماز پڑھی تو ہوئی، یا نہیں	۳۳۶
(۳۸۵)	جو شخص خلفائے ثلاثہ کو جاہل بتائے، اسے امام بنانا کیسا ہے	۳۳۷
(۳۸۶)	رافضی کو امام بنانا جائز ہے، یا نہیں	۳۳۷

نمبر شمار	عناوین	صفحات
(۳۸۷)	کبھی شیعہ کبھی سنی بن جانے والے کی امامت	۳۳۸
(۳۸۸)	شیعہ کا حنفی لڑکی سے نکاح اور نکاح پڑھانے والے کی امامت	۳۳۸
(۳۸۹)	شیعہ کے پیچھے نماز پڑھنا	۳۳۹
(۳۹۰)	شیعہ سے اپنی بیٹی کا نکاح کرانے والے کے پیچھے نماز کا حکم	۳۳۹
(۳۹۱)	شیعہ سے جس نے اپنی لڑکی کی شادی کر دی، اس کی امامت کا کیا حکم ہے	۳۴۰
(۳۹۲)	شیعوں کی نماز جنازہ پڑھنے والے کی امامت	۳۴۱
(۳۹۳)	شیعہ کے پیچھے نماز ہوتی ہے، یا نہیں	۳۴۱
(۳۹۴)	اہل سنت والجماعت کب سے نام رکھا گیا	۳۴۱
(۳۹۵)	جو نہ شیعہ ہو اور نہ اہل سنت اس کی امامت کیسی ہے	۳۴۱
(۳۹۶)	جو تفریحیہ مرثیہ کرتا ہو، کیا وہ اہل سنت ہے	۳۴۱
(۳۹۷)	شیعہ سے میل جول درست ہے، یا نہیں	۳۴۱
(۳۹۸)	حضرت حسینؑ کو تمام اصحاب رسول پر فضیلت دینے والے کی امامت کا حکم	۳۴۲
(۳۹۹)	حنفی کے لیے شیعہ مرزائی کی امامت	۳۴۳
(۴۰۰)	مرزائی سے تعلق رکھنے والے کی امامت	۳۴۳
(۴۰۱)	قادیانی کی امامت درست نہیں ہے	۳۴۴
(۴۰۲)	قادیانی کی امامت درست ہے، یا نہیں	۳۴۵
(۴۰۳)	قادیانی سے لڑکی کی شادی کرنے والے کی امامت	۳۴۵
(۴۰۴)	غیر مقلد کی امامت	۳۴۵
(۴۰۵)	قادیانی کی امامت	۳۴۵
(۴۰۶)	قادیانی لڑکے کا نکاح پڑھانے والے امام کے پیچھے نماز جائز نہیں	۳۴۷
(۴۰۷)	تقلید کو ناجائز اور قادیانی کو مسلمان کہنے والے کی امامت	۳۴۸
(۴۰۸)	مرزائیوں کے رکھے ہوئے امام کے پیچھے نماز کا حکم	۳۴۹
(۴۰۹)	جس امام کے قادیانیوں سے تعلقات ہوں	۳۴۹
(۴۱۰)	مرزائیوں سے میل ملاپ رکھنے والے کی امامت	۳۵۰
(۴۱۱)	کیا کوئی شخص مسجد کا مالک ہو سکتا ہے	۳۵۰
(۴۱۲)	کیا ہستی والے کچی مسجد کو شہید کر کے پختہ مسجد بنا سکتے ہیں	۳۵۰

نمبر شمار	عناوین	صفحات
(۴۱۳)	جو مرزائیوں سے میل جول رکھتا ہوں اور چال چلن بھی خراب ہو، وہ مسجد کا متولی ہو سکتا ہے	۳۵۰
(۴۱۴)	قادیانیت و امامت جماعت اور بغیر امامت تنخواہ دینا اور لینا	۳۵۱
(۴۱۵)	مشرک کی اقتدا جائز نہیں	۳۵۲
(۴۱۶)	عرصہ دراز تک امامت کے بعد اقرار کفر	۳۵۳
(۴۱۷)	عرصہ کے بعد معلوم ہوا کہ امام کافر ہے	۳۵۳
(۴۱۸)	غیر مسلم کی اقتدا میں پڑھی ہوئی نمازوں کا حکم	۳۵۴
(۴۱۹)	مشرک کے پیچھے اقتدا باطل ہے	۳۵۵
(۴۲۰)	بتوں کو ہار چڑھانے والے مسلمان کے پیچھے نماز جمعہ کی ادائیگی کا حکم	۳۵۵
جماعت کے احکام و مسائل (۳۵۷-۳۶۰)		
(۴۲۱)	مسجد کسی کی ملک نہیں ہے، اس میں نماز درست ہے	۳۵۷
(۴۲۲)	ناجائز کمائی کی بنائی ہوئی مسجد میں نماز	۳۵۷
(۴۲۳)	غیر آباد مسجد میں نماز کا حکم	۳۵۸
(۴۲۴)	شہر کی غیر آباد مسجد میں اذان و نماز	۳۵۸
(۴۲۵)	جامع مسجد میں نماز بجگانہ افضل ہے، یا مسجد محلہ اور جامع مسجد کی فضیلت جمعہ کے ساتھ مختص ہے، یا عام	۳۵۹
(۴۲۶)	جنگل میں نماز پڑھنے کی فضیلت تھا کے لیے، یا جماعت کے لیے	۳۵۹
اذان کے بعد مسجد سے نکلنا (۳۶۱-۳۶۲)		
(۴۲۷)	امام کو قعدہ میں پا کر دوسری مسجد میں نماز کے لئے جانا	۳۶۱
(۴۲۸)	جس مسجد میں کوئی نہ آئے، کیا مؤذن اذان پکار کر جماعت کے لیے دوسری مسجد جاسکتا ہے	۳۶۱
(۴۲۹)	مسجد کو چھوڑ کر دوسری جگہ نماز پڑھنا درست نہیں	۳۶۲
(۴۳۰)	اذان کہہ کر لوگ نہ آئیں تو مؤذن کس مسجد میں نماز پڑھے	۳۶۲
گھڑی کے ذریعہ جماعت کا وقت مقرر کرنا (۳۶۳-۳۷۴)		
(۴۳۱)	جماعت کے لیے گھنٹوں سے وقت مقرر کر لینے کا حکم	۳۶۳
(۴۳۲)	شناخت اوقات نماز گھڑی کے ذریعہ	۳۶۳
(۴۳۳)	پابندی اوقات مقررہ قوم برائے نماز	۳۶۳
(۴۳۴)	حکم التزام اوقات صلوٰۃ بر گھڑی	۳۶۷

نمبر شمار	عناوین	صفحات
(۴۳۵)	مسجد میں جماعت کی نماز کے لیے وقت مقرر کرنا	۳۶۷
(۴۳۶)	نمازیوں کی آسانی کے لیے جماعت کا وقت مقرر کرنا بہتر ہے	۳۶۸
(۴۳۷)	گھڑیوں کے مقررہ وقت سے پہلے، یا بعد میں نماز پڑھنا	۳۶۹
(۴۳۸)	جماعت کے لیے اوقات صلوة کی تعیین	۳۶۹
(۴۳۹)	فجر کی جماعت طلوع سے آدھ گھنٹہ قبل مناسب ہے	۳۷۱
(۴۴۰)	موسم سرما میں صبح کی جماعت کب ہونی چاہیے	۳۷۱
(۴۴۱)	خبروں کے لیے جماعت کے وقت کی تبدیلی	۳۷۲
(۴۴۲)	امام کا اپنی مرضی سے وقت نماز مقرر کرنا	۳۷۳

وقت مقررہ سے جماعت کو مؤخر یا مقدم کرنا (۳۷۵-۳۸۰)

(۴۴۳)	نماز کو مقررہ وقت سے مؤخر کرنا	۳۷۵
(۴۴۴)	جماعت کے وقت جنازہ آجائے تو کس کو مقدم کیا جائے	۳۷۶
(۴۴۵)	فرض نماز اور نماز جنازہ کا ایک وقت مقرر ہو تو کون سی مقدم پڑھی جائے گی	۳۷۷
(۴۴۶)	مقرر وقت سے جماعت میں تاخیر	۳۷۷
(۴۴۷)	نماز فجر وقت مقررہ سے پہلے پڑھ لینے کا حکم	۳۷۸
(۴۴۸)	نماز کے وقت کا مقدم و مؤخر کرنا	۳۷۹

اذان اور جماعت کے درمیان فاصلہ (۳۸۱-۳۹۰)

(۴۴۹)	اذان مغرب کے بعد لوگوں کے انتظار کا حکم	۳۸۱
(۴۵۰)	مغرب کی اذان و تکبیر میں فصل	۳۸۲
(۴۵۱)	اذان مغرب کے بعد نماز کتنی تاخیر سے ہونی چاہیے	۳۸۳
(۴۵۲)	حکم فصل در اذان و نماز مغرب	۳۸۴
(۴۵۳)	اذان اور جماعت میں کتنا فرق ہونا چاہیے	۳۸۵
(۴۵۴)	نماز مغرب میں افطار کی وجہ سے تاخیر کی گنجائش ہے، یا نہیں	۳۸۶
(۴۵۵)	حکم تاخیر کر دینا در نماز مغرب بہ ماہ رمضان	۳۸۷
(۴۵۶)	رمضان المبارک میں مغرب کی نماز کو تاخیر سے پڑھنا	۳۸۸
(۴۵۷)	نماز مغرب میں تاخیر مکروہ ہے	۳۸۹
(۴۵۸)	روزہ افطار کے دس منٹ بعد جماعت کروانا	۳۹۰

نمبر شمار	عناوین	صفحات
-----------	--------	-------

جماعت کے لیے امام، یا مقتدی کا انتظار کرنا (۳۹۱-۴۰۰)

۳۹۱	جماعت میں عجلت	(۴۵۹)
۳۹۲	جماعت میں تاخیر	(۴۶۰)
۳۹۳	اذان کے بعد جماعت میں تاخیر کی جائے، یا فوراً پڑھی جائے	(۴۶۱)
۳۹۳	امام اور مقتدی کا انتظار درست ہے، یا نہیں	(۴۶۲)
۳۹۳	مسجد میں پہنچ کر نماز سے پہلے کچھ دیر وقفہ کرنا کیسا ہے	(۴۶۳)
۳۹۴	کسی نمازی کا انتظار کرنا کیسا ہے	(۴۶۴)
۳۹۵	جماعت کے وقت کوئی سنت پڑھ رہا ہو تو امام انتظار کرے، یا نہیں	(۴۶۵)
۳۹۵	امام مقرر مقتدی کے نہ آنے کی وجہ سے تہا نماز پڑھے تو کیا حکم ہے	(۴۶۶)
۳۹۵	وقت مقررہ پر امام نہ پہنچے تو کیا کیا جاوے	(۴۶۷)
۳۹۶	اذان کے بعد جماعت کے واسطے انتظار، مقتدی کا امام پر حکم کرنا	(۴۶۸)
۳۹۷	عیدین کی نماز کے لیے مصلیان کا کب تک انتظار کیا جائے	(۴۶۹)
۳۹۸	کسی فرد کے لیے جماعت میں تاخیر جائز نہیں	(۴۷۰)
۴۰۰	نماز میں رئیس محلہ کا انتظار کرنا	(۴۷۱)
۴۰۰	جماعت میں شریک کی رعایت	(۴۷۲)

مسجد کے تہ خانہ یا بالائی منزل پر جماعت (۴۰۱-۴۰۲)

۴۰۱	مسجد کی چھت پر بلا ضرورت جماعت کرنا مکروہ ہے	(۴۷۳)
۴۰۱	مسجد کے حجرے کی چھت پر جماعت	(۴۷۴)
۴۰۲	مسجد کے نیچے اور اوپر والے حصہ میں نماز کا حکم	(۴۷۵)
۴۰۲	بڑی جماعت میں دروں کے بیچ میں نماز پڑھنا	(۴۷۶)
۴۰۲	اگر مسجد میں امام کے نیچے کی منزل خالی ہو	(۴۷۷)

تکبیر تحریمہ میں شرکت کے درجات (۴۰۳-۴۰۶)

۴۰۳	تکبیر اولیٰ کا وقت کہاں سے کہاں تک ہے	(۴۷۸)
۴۰۴	کسی کی تکبیر اولیٰ فوت ہو جائے، یا نماز قضا ہو جائے تو اس کی تلافی	(۴۷۹)
۴۰۴	مقتدی کے لیے تکبیر اولیٰ میں شرکت کے درجات	(۴۸۰)
۴۰۵	تکبیر اولیٰ میں شرکت کی حد	(۴۸۱)
۴۰۵	تکبیر اولیٰ کا وقت کیا ہے	(۴۸۲)

نمبر شمار	عناوین	صفحات
-----------	--------	-------

جماعت کے فضائل و مسائل (۴۰۷-۴۲۲)

- ۴۰۷ (۴۸۳) جماعت کے سنت موکدہ قریب من الواجب ہونے کا مطلب
- ۴۱۰ (۴۸۴) جماعت کی نماز چھوڑنے پر وعید شدید
- ۴۱۱ (۴۸۵) پابندی جماعت کے لیے بالغ لڑکے کو مارنے کا حکم
- ۴۱۱ (۴۸۶) جماعت کا ثواب کتنے مقتدیوں میں ہوتا ہے
- ۴۱۴ (۴۸۷) دو آدمیوں سے جماعت ہوتی ہے، یا نہیں
- ۴۱۴ (۴۸۸) صرف بچے مقتدی ہوں تو بھی جماعت ہوگی:
- ۴۱۴ (۴۸۹) مقتدی نابالغ ہوں تو جماعت ہو سکتی ہے، یا نہیں
- ۴۱۳ (۴۹۰) اکیلا نماز پڑھنے سے گھر میں زیادہ ثواب ہے، یا مسجد میں
- ۴۱۳ (۴۹۱) سنن وضو کا پورا کرنا ضروری ہے، چاہے جماعت ختم ہو جائے
- ۴۱۶ (۴۹۲) سلام پھیرنے کے وقت تکبیر تحریرہ اور شرکت جماعت
- ۴۱۷ (۴۹۲) جماعت کھڑی ہونے کے بعد فجر کی سنت ادا کرنا، سنت فجر کی قضا، فجر کی قرأت کی تفصیل
- ۴۲۰ (۴۹۳) فجر کی سنتیں فرض کے بعد پڑھنے کا مسئلہ
- ۴۲۱ (۴۹۴) آخری رکعت کے قعدہ میں شامل ہونے سے جماعت کا ثواب
- ۴۲۲ (۴۹۵) پہلے سلام کے بعد جماعت میں ملا تو جماعت کا ثواب نہیں ملا

تنہا عورتوں کی جماعت (۴۲۳-۴۴۰)

- ۴۲۳ (۴۹۶) علی الاعلان مردوں کی طرح عورتوں کی جماعت کرنا
- ۴۲۴ (۴۹۷) عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے
- ۴۲۵ (۴۹۸) اشکال بر جواب بالا (بعنوان عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے)
- ۴۲۶ (۴۹۹) تنہا عورتوں کی امامت اور جماعت کا حکم
- ۴۲۶ (۵۰۰) عورتوں کی جماعت اور عورتوں کا اذان و اقامت بلند آواز سے کہنا
- ۴۲۷ (۵۰۱) عورتوں کا نماز کی جماعت میں حاضر ہونا کیسا ہے
- ۴۳۳ (۵۰۲) مستورات کی جماعت کا ثبوت شرعی موجود ہے
- ۴۳۵ (۵۰۳) جماعت النساء بعض فقہاء کے نزدیک جائز اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے
- ۴۳۶ (۵۰۴) عورت کی اقتدا شوہر تراویح میں کرے، یا نہیں
- ۴۳۷ (۵۰۵) حریم شریفین میں عورتوں کا جماعت کی نماز میں شریک ہونا
- ۴۳۷ (۵۰۶) جماعت میں عورتوں کی شرکت
- ۴۳۸ (۵۰۷) جس مسجد میں عورتوں کا انتظام ہو

نمبر شمار	عناوین	صفحات
-----------	--------	-------

جماعت میں جذامی کی شرکت (۲۳۱-۲۳۶)

۲۳۱	جماعت کی شرکت کے لیے جذامی مسجد میں نہ آئے	(۵۰۸)
۲۳۱	جذامی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے، یا نہیں	(۵۰۹)
۲۳۲	مجذوم جماعت میں شریک ہو سکتا ہے، یا نہیں	(۵۱۰)
۲۳۳	کوڑھی کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم	(۵۱۱)
۲۳۴	اگر جذامی سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہو تو افضل طریقہ کیا ہے	(۵۱۲)
۲۳۵	جماعت سے کن لوگوں کو نکالنا جائز ہے	(۵۱۳)
۲۳۶	مخنت مردوں کی جماعت میں مل سکتے ہیں، یا نہیں	(۵۱۴)

جماعت ثانیہ کے مسائل (۲۳۷-۲۴۸)

۲۳۷	مکہ مکرمہ میں چار مصلیٰ کیوں ہیں	(۵۱۵)
۲۳۷	حرم شریف میں پہلی جماعت نہ ملے تو کیا دوسری جماعت میں شریک ہو جائے	(۵۱۶)
۲۳۹	ایک مسجد میں دو اذانیں اور دو جماعتیں جائز ہیں، یا نہیں	(۵۱۷)
۲۳۹	جماعت ثانیہ کے سلسلہ میں وارد حدیث کا مفہوم	(۵۱۸)
۲۵۰	متعین مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم	(۵۱۹)
۲۵۱	ملفوظات متعلق جماعت ثانیہ	(۵۲۰)
۲۵۱	پنج وقتہ مسجد میں بیعتِ اولیٰ سے ہٹ کر جماعت ثانیہ کا حکم	(۵۲۱)
۲۵۲	پنج وقتہ منظم طریقہ پر جماعت ہونے کے بعد جماعت ثانیہ کا حکم	(۵۲۲)
۲۵۲	دوبارہ جماعت کرنے کا حکم	(۵۲۳)
۲۵۵	جماعت ثانیہ مکروہ تحریمی ہے، یا تنزیہی	(۵۲۴)
۲۵۶	مکان سکونہ میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے، یا نہیں	(۵۲۵)
۲۵۶	جماعت ثانیہ کی کراہت و عدم کراہت کی تحقیق	(۵۲۶)
۲۶۱	جماعت ثانیہ کی کراہت کے دلائل	(۵۲۷)
۲۶۳	صحن مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم	(۵۲۸)
۲۶۵	جماعت ثانیہ میں شرکت کی جائے، یا نہیں	(۵۲۹)
۲۶۶	فاسق امام کی وجہ سے جماعت ثانیہ	(۵۳۰)
۲۶۶	بدنیوں کی مخالفت سے امام سابق کی جماعت میں کوئی فرق نہ آئے گا	(۵۳۱)
۲۶۷	مقررہ وقت سے پہلے، مسجد میں جماعت کا حکم اور اس کا ثواب	(۵۳۲)

نمبر شمار	عناوین	صفحات
(۵۳۳)	جب شرک چار سے زائد نہ ہوں تو مسجد کی کسی طرف میں جماعتِ ثانیہ کر سکتے ہیں	۴۶۷
(۵۳۴)	جماعت کی نماز خراب ہونے کی صورت میں دوبارہ نماز	۴۶۷
(۵۳۵)	ایک مسجد میں جمعہ کی دو جمعائیں	۴۶۸
(۵۳۶)	بارش کی وجہ سے جمعہ کی دو جمعائیں	۴۶۹
(۵۳۷)	دوسری جماعت کی ایک صورت	۴۷۰
(۵۳۸)	مسجد میں جماعتِ ثانیہ کا حکم	۴۷۰
ایک جماعت کے وقت دوسری جماعت کا حکم (۴۷۹-۴۸۲)		
(۵۳۹)	ایک وقت میں ایک مسجد میں دو جمعائیں سخت مکروہ ہیں	۴۷۹
(۵۴۰)	ایک جماعت کے وقت دوسری جماعت جائز ہے، یا نہیں	۴۷۹
(۵۴۱)	جماعت ہوتے ہوئے دوسری جماعت کرنا کیسا ہے	۴۸۰
(۵۴۲)	جماعت ہوتے وقت دوسری جماعت کی سعی	۴۸۰
(۵۴۳)	جماعت کے وقت دوسری جماعت والوں کی نماز ہوئی، یا نہیں	۴۸۰
(۵۴۴)	ذاتی زنجش، تفریق جماعت کے لیے ترکِ اقتدا کا حکم	۴۸۰
(۵۴۵)	بوقت تراویح فرض کی جماعت کرنا	۴۸۲
امام و مؤذن متعین نہ ہوں، وہاں جماعتِ ثانیہ (۴۸۳-۴۸۶)		
(۵۴۶)	جماعتِ ثانیہ کے جواز کے لیے امام و مؤذن کے عدم تعین کی شرط اور اس کی حیثیت	۴۸۳
(۵۴۷)	جہاں امام و مؤذن متعین نہ ہو جماعتِ ثانیہ جائز ہے، یا نہیں	۴۸۴
(۵۴۸)	جس مسجد میں امام و مؤذن مقرر نہ ہوں، اس میں دوسری جماعت کا حکم	۴۸۴
(۵۴۹)	جس مسجد میں امام مقرر ہو، وہاں جماعتِ ثانیہ کا حکم	۴۸۴
(۵۵۰)	جس مسجد میں باضابطہ امام و مؤذن و جماعت کا انتظام ہو، اس میں جماعتِ ثانیہ مکروہ ہے	۴۸۵
(۵۵۱)	مسجد جہاں امام و مؤذن مقرر ہو، جماعتِ ثانیہ کا حکم	۴۸۵
جس مسجد میں جماعتِ ثانیہ جائز ہے (۴۸۷-۴۹۴)		
(۵۵۲)	جو مسجد شاہراہ عام پر ہو، اس میں جماعتِ ثانیہ جائز ہے	۴۸۷
(۵۵۳)	مسجد قارعة الطریق کی تشریح	۴۸۷
(۵۵۴)	تکرار جماعت در مسجد شارع عام	۴۸۷
(۵۵۵)	جامع مسجد میں نماز کے بعد دوسری جماعت	۴۸۹

نمبر شمار	عناوین	صفحات
(۵۵۶)	پنج وقتہ جماعت والی مسجد میں جماعت ثانیہ	۴۹۰
(۵۵۷)	مسجد محلہ میں جماعت ثانی اور دوبارہ جمعہ	۴۹۱
(۵۵۸)	مسجد محلہ میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے	۴۹۱
(۵۵۹)	مسجد محلہ میں جماعت ثانیہ میں اختلاف اور اس کا جواب	۴۹۲
(۵۶۰)	جماعت معینہ والی مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم	۴۹۲
(۵۶۱)	پنج وقتہ مسجد میں ہیئت اولی سے ہٹ کر جماعت ثانیہ کا حکم	۴۹۳
(۵۶۲)	ایئر پورٹ کی مسجد میں جماعت ثانیہ مکروہ نہیں ہے	۴۹۳
جماعت فوت ہو جانے کے بعد نماز ادا کرنے کا طریقہ (۴۹۵-۵۰۰)		
(۵۶۳)	جس کو جماعت نہیں ملی وہ کہاں نماز پڑھے	۴۹۵
(۵۶۴)	محلہ کی مسجد میں اگر جماعت فوت ہو جائے تو کیا کرے	۴۹۵
(۵۶۵)	ایک مسجد میں جماعت نزل سکے تو کیا دوسری مسجد میں جائے	۴۹۷
(۵۶۶)	بعد جماعت مسجد میں تنہا تنہا نماز بہتر ہے، یا گھر میں باجماعت	۴۹۷
(۵۶۷)	بعد جماعت کیا ایک درجہ میں الگ الگ نماز پڑھ سکتے ہیں	۴۹۸
(۵۶۸)	جس کی جماعت چھوٹ جائے، وہ تنہا مسجد میں نماز پڑھے، یا گھر میں جماعت کرے	۴۹۸
(۵۶۹)	جماعت ثانیہ کے بعد آنے والے کیا کریں	۴۹۹
(۵۷۰)	جماعت ہو جانے کے بعد چند افراد کے آنے کی صورت میں دوبارہ جماعت	۵۰۰
جماعت اولی کا تعین (۵۰۱-۵۳۲)		
(۵۷۱)	امام کی آمد سے پہلے جو شخص نماز پڑھے، وہ جماعت کے حکم میں نہیں	۵۰۱
(۵۷۲)	وقت مقررہ سے پہلے کی جماعت کا حکم	۵۰۱
(۵۷۳)	مقررہ وقت سے پہلے تکبیر کہنا	۵۰۲
(۵۷۴)	مقررہ وقت جماعت سے پہلے جماعت کرنا	۵۰۲
(۵۷۵)	مقررہ وقت سے پہلے، مسجد میں جماعت کا حکم اور اس کا ثواب	۵۰۳
(۵۷۶)	وقت مقررہ پر امام مسجد سے قبل کوئی دوسرا امام جماعت کرائے تو شرعاً کیسا ہے	۵۰۴
(۵۷۷)	امام متعین کی عدم موجودگی میں امامت	۵۰۵
(۵۷۸)	امام متعین کی اجازت کے بغیر ان کی موجودگی میں دوسرے کی امامت	۵۰۶
(۵۷۹)	رسالہ القطف الدّیّیۃ فی تحقیق الجماعۃ الثانیۃ	۵۰۷
(د)	اردو کتب فتاویٰ	۵۳۶-۵۳۵
(ه)	مصادر و مراجع	۵۵۲-۵۳۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کلمۃ الشکر

الحمد لله الذي جعل الصلاة عماد الدين، وجعلها رسول الله صلى الله عليه وسلم علامة فارقة تميز المسلمين من الكافرين، أحمده سبحانه أن جعلنا من أهل الصلاة، وأشكره على ما حبانا وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله إلى جميع الثقلين، اللهم صل وسلم على عبدك ورسولك محمد، وعلى آله وأصحابه ومن على تبع سنته إلى يوم الدين أما بعد:

الحمد لله فتاویٰ علمائے ہند کی دسویں جلد جو جماعت کی نماز اور اس کی امامت کے مسائل پر مشتمل ہے، تکمیل کو پہنچ رہی ہے۔ دراصل اسلام میں منصب امامت کو بڑی اہمیت دی گئی ہے، اس کو منصب خلافت اور منصب دعوت سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے منصب امامت کو منصب دعوت سے تعبیر کیا ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے امامت کے اوصاف کو خلافت کے اوصاف سے مماثل ذکر کیا ہے۔

اب ہم خلافت سے اتنا دور ہو گئے کہ آج کا امام صرف پانچ وقت کا امام رہ گیا ہے، ورنہ اصل امام تو زندگیوں کا امام ہے، جو تمام شعبوں کی اصلاح و رہبری کو محیط ہے۔ اس امامت کا قیام جماعت کے ساتھ خلافت کا تصور دیتا ہے؛ اس لیے مسلمانوں کا کوئی بھی کام جماعت کی حیثیت سے ہو افراد پر فائق ہے۔

جماعت کی نماز کا اہتمام مسلمانوں کے ہر کام کو جو اجتماعی زندگی سے متعلق ہے جماعت کے ساتھ کرنے کی طرف مشیر ہے؛ اس لیے شریعت اسلامیہ میں جماعت کی نماز کو اہمیت دی گئی ہے کہ یہ سماجی زندگی کا جائزہ روزانہ پانچ وقت لیا کرتی ہے، جس سماجی زندگی کا جائزہ زندگی کے تمام شعبوں میں پانچ وقت لیا جاتا رہے گا، وہ بے مثال ارتقا کا حامل رہے گا اور اس جماعت کا امام منصب سعادت و سیادت پر ہوگا۔

اللہ پاک تمام معاونین کو قبول فرمائے، جن کی محنت شاقہ سے یہ جلد تکمیل کو پہنچی ہے۔ (وما توفیقی إلا باللہ)

بندہ شمیم احمد

ناشر فتاویٰ علمائے ہند

خادم منظمة السلام العالمية بمبئی

۲۰ شعبان المعظم ۱۴۳۸ھ



تأثرات

محترم جناب مولانا محمد اسامہ شمیم ندوی صاحب دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مجھے یہ جان کر بے حد مسرت ہوئی کہ گزشتہ دو صدیوں سے ہندوپاک کے دارالافتاء سے شائع ہونے والے فتاویٰ کو آپ دو سو جلدوں میں جمع کرنے اور ان کو عربی و انگریزی زبان میں شائع کرنے کا عزم واردہ رکھتے ہیں، اس کی ترتیب بھی ماشاء اللہ بہت عمدہ ہے، امید ہے قارئین کو بھی بہت پسند آئے گی اور خوب اس سے استفادہ کریں گے۔

میں ہندوستان کے مفتیان کرام کی ان کوششوں کو سراہتا ہوں، جو انہوں نے دور حاضر کے نئے مسائل کا حل قرآن و سنت کی روشنی میں تلاش کرنے کے لیے کی ہیں۔

یقیناً علماء کرام کی ان کاوشوں کو منصفہ شہود پر لانا امت کے لیے نصیحت کا سامان فراہم کرنا ہے، جس پر عمل درآمد ہو کر دین اسلام کی ترویج و اشاعت، اس کی بقا اور اس کی خوبیوں کو اجاگر کرنے کا کام اچھے طریقے سے انجام دیا جاسکتا ہے، واقعی اس طرح کے کاموں میں بلند عزم و ہمت اور توفیق الہی کی ضرورت ہے، اس مبارک منصوبہ کے لیے میں آپ کی کامیابی کا آرزو مند ہوں۔

اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ کی مجلس اس موسوعہ کو بہتر سے بہتر شکل میں منصفہ شہود پر لانے کے لیے اصحاب فقہ و فتاویٰ کو شامل کرے گی اور ان کے گراں قدر مشوروں اور تجزیوں سے استفادہ کرے گی۔

میں بارگاہ الہی میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس عمل میں برکت عطاء فرمائے، اخلاص نیت اور درستگی کے ساتھ یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچے اور مزید اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔ (إنہ ولی ذلک والقدر علیہ)

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سلیم اللہ خاں
صدر وفاق المدارس پاکستان

۲۵/۱۱/۲۰۱۵ء



علوم دینیہ اسلامیہ زندگی کی بقا اور سرسبز و شادابی کا اہم حصہ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم ہی کے ذریعے سے کار نبوت کو شروع فرمایا اور ذکر و دعوت سے اسے مزین فرمایا، چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیاء عظام بھی علم و ذکر اور دعوت کے ذریعے پورے عالم میں پھیلے اور دین حنیف کو پھیلایا۔

حصول علم و شریعت کے بھی بہت سے ذرائع ہیں؛ مگر اس کا سہل آسان اور کارآمد طریقہ فقہ و فتاویٰ ہے، علما و فقہاء ہمہ وقت کتاب و سنت میں منہمک رہتے ہیں اور امت کے تمام مسائل میں انکی رہنمائی کرتے رہتے ہیں، لہذا ان فتاویٰ کا جمع کرنا اور ان کی اشاعت کرنا بہت بڑی دینی خدمت ہے، ہندوستان میں ماضی قریب میں بہت سارے فتاویٰ کے مجموعے بنام ”فتاویٰ دارالعلوم، فتاویٰ رحیمیہ، فتاویٰ محمودیہ“ شائع ہوئے ہیں، اب ان تمام فتاویٰ کے مجموعات کو یکجا جمع کر دیا جائے تو نور علی نور ہوگا۔

الحمد للہ، اس اہم خدمت کی توفیق اور سعادت منظمۃ السلام العالمیہ کو ملی ہے، صاحب نظر عالم کی نگرانی میں فتاویٰ علماء ہند کے نام سے فتاویٰ کا ایک بہترین مجموعہ تیار کیا جا رہا ہے، جس میں گزشتہ دو سو سالوں میں دیئے گئے علماء برصغیر کے فتاویٰ شامل ہیں، ساتھ ہی قرآن و سنت کے حوالہ جات سے بھی مزین کیا جا رہا ہے اور بڑی خوشی کی بات ہے کہ اس مجموعے کا عربی و انگریزی ترجمہ بھی کیا جا رہا ہے، یہ ایک عظیم صدقہ جاریہ اور تراث اسلامی کا احیاء ہے۔

بندہ ناچیز کی رائے ہے کہ اس مجموعہ میں کوکن، بھٹکل اور کیرالہ کے شوافع علماء کے فتاویٰ شامل کر لیے جائیں اور مختلف اہم زبانوں میں ترجمہ ہو جائے تو بہت اچھی بات ہوگی اور بڑا علمی و دعوتی کام ہوگا، اللہ تعالیٰ منتظمین اور معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس مجموعے کو زیادہ سے زیادہ نفع بخش بنائے۔ آمین

عبدالشکور قاسمی

دارالعلوم اوچرا، کیرالہ

ممبر: آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

۲۳/۴/۲۰۱۷ء



از: سفر نامہ ہند، ۲۳ روپیہ قسط

کل بمبئی میں بنائے ندوہ کے پروگرام میں مولانا محمد اسامہ شمیم ندوی صاحب سے ملاقات ہوئی، انہوں نے فتاویٰ علماء الہند کی پہلی جلد عنایت کی، یہ ایک غیر معمولی اہمیت کا حامل، حوصلہ مند اور طویل المیعاد پروجیکٹ ہے، جس میں گزشتہ دو صدیوں کے ہندوستانی علماء اور مفتیان کرام کے فتاویٰ جمع کئے جا رہے ہیں اور تقریباً 60 جلدوں میں یہ پروجیکٹ پایہ تکمیل کو پہنچے گا، اب تک اس کی آٹھ جلدیں شائع ہوئی ہیں اور پہلی جلد کا عربی اور انگریزی میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے، پروجیکٹ مشہور عالم و فقیہ مولانا انیس الرحمن صاحب قاسمی کی سربراہی اور مولانا محمد اسامہ شمیم ندوی کی نگرانی میں علماء کی ایک ٹیم کی کوششوں کا رہن منت ہے، منظمۃ السلام العالمیہ (گلوبل پیس آرگنائزیشن) بمبئی کے زیر اہتمام اس پروجیکٹ پر کام ہو رہا ہے، جس کے ذمہ دار معروف داعی الی اللہ جناب شمیم احمد انجینئر صاحب ہیں۔

اس عظیم کام کی جہاں علمی و فقہی قیمت ہے، وہیں اس کی تاریخی اہمیت بھی ہے، اس سے بیک نظر اندازہ ہو سکے گا کہ حالات اور زمانہ کی تبدیلی سے فقہاء کی سوچ کس طرح متاثر ہوتی تھی اور فتویٰ دیتے وقت وہ اپنے ماحول کو کس طرح مد نظر رکھتے تھے اور ایک ہی عہد کے فقہاء و مفتیان کرام کے درمیان اختلاف کے اسباب و وجوہ بھی معلوم کرنے میں آسانی ہوگی۔

تاہم اس کوشش کا نقصان وہی ہے جو ہمیشہ اس طرح کی کوششوں کا ہوتا رہا ہے، اندیشہ ہے کہ نا عاقبت اندیش، پست ہمت اور علم و فقہ کی حقیقت سے کم واقف اسے ایک مرجع کی حیثیت سے استعمال کریں گے۔ قرآن و حدیث کی طرف رجوع کا خیال کہاں سے آئے گا، وہ ائمہ متقدمین اور فقہائے محققین کی کوششوں اور کتابوں سے بھی استفادہ کی کوشش نہیں کریں گے۔ بہر حال ہم اس پروجیکٹ کا استقبال کرتے ہیں، اس کے ذمہ داروں کو مبارکباد دیتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ علماء اس کی قدر کریں گے اور اس کا صحیح استعمال کریں گے۔

بقلم: ڈاکٹر محمد اکرم ندوی آکسفورڈ، انگلستان

۲۰۱۷/۸/۱ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

الحمد لله الذي جعل الصلاة راحة للمؤمنين، ومفزعاً للخائفين، ونوراً للمتوحشين، والصلاة والسلام على إمام المصلين المتهجدين وسيد الراكعين والساجدين. أما بعد:

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے فتاویٰ علمائے ہند کی نماز سے متعلق دسویں جلد کی تکمیل کی توفیق مرحمت فرمائے اس جلد میں خاص طور پر جماعت کی نماز اور اس کے متعلق مسائل اور امام کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔ اسلامی معاشرے میں امامت و مؤذنی معزز منصب شمار کئے جاتے ہیں اور اس پر فائز رہنے والے اشخاص ہر طبقے میں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساری زندگی مسجد نبوی کے امام و خطیب رہے اور مسلمانوں کو دی جانے والی تمام تر تعلیمات مسجدوں کے ذریعے ہی پایہ تکمیل کو پہنچتی رہیں۔ خواہ معاشرتی مسائل ہوں یا جہاد میں نکلنے کی تدبیریں، تعلیم و تعلم ہو یا دیگر امور سب امام یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہی لوگوں تک پہنچتے رہے۔ اسی طرح لوگوں کو نماز کے اوقات کی خبر دینا اور انھیں دن کے پانچ وقت کا میانی اور خیر کی طرف بلانا بھی نہایت ہی شرف اور فضیلت والا عمل ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ائمہ کے ساتھ ساتھ مؤذنین کے لیے بھی بڑے اجر و ثواب کی بشارت دی ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تین قسم کے لوگ قیامت کے دن مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے ایک وہ جس نے اللہ کے اور اپنے غلاموں کے حقوق ادا کیے ہوں، دوسرا وہ شخص جس نے لوگوں کی امامت کی اور اس کے مقتدی اس سے خوش رہے اور تیسرا وہ شخص جس نے روزانہ پانچ وقت لوگوں کو نماز کی دعوت دی“۔ یعنی جواز ان دیا کرتا تھا، اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ امام اور مؤذن اللہ کے نزدیک معزز ہیں اور دونوں قسم کے لوگوں کے لیے اللہ کی خاص رحمت و مہربانی ہے۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ ”محشر کے دن مؤذنین کی گردنیں سب سے لمبی ہوگی“۔ یعنی وہ دوسروں سے نمایاں و ممتاز ہوں گے اور باسانی پہچانے جاسکیں گے۔

الحمد للہ سابقہ جلدوں کی طرح اس جلد میں بھی فتاویٰ کے سوال و جواب کو بعینہ ذکر کیا گیا ہے ساتھ ہی تمام فتاویٰ میں اصل کتاب کے حوالہ کو بھی درج کیا گیا ہے اور حاشیہ میں دیگر مفتی بہ مسائل کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ حواشی میں فقہی عبارتوں کے علاوہ آیات قرآنی، احادیث نبوی، صحابہ و تابعین کے اقوال و آثار کو اہتمام کے ساتھ ذکر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے یہ فتاویٰ اور بھی زیادہ مدلل ہو گئے ہیں۔

میں اپنے تمام ان احباب کا شکر یہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اسکی تکمیل میں ہمارا خوب ساتھ دیا جن کی محنت شاقہ سے یہ بخوبی انجام کو پہنچا ہے اسی طرح میں اپنے بزرگوں کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے ہمت افزائی فرمائی اور اپنے تاثرات تحریر فرمائے اور بہت دعائیں دیں اللہ تعالیٰ ہمارے بزرگوں کی دعائوں اور مفتیان کرام کی محنتوں کو قبول فرمائے اور اسے دونوں جہان کی کامیابی کا ذریعہ بنائے، بندہ کو حیا و مینا دعاؤں میں یاد رکھیں۔

بندہ محمد اسامہ شمیم ندوی

رئیس المجلس العالمی للفقہ الاسلامی، ممبئی (الہند)

۲۷ مئی ۲۰۱۷ء، مطابق: یکم رمضان ۱۴۳۸ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ابتدائیہ

الحمد لله الذي يوافي نعمه والصلاة والسلام على أشرف خلقه وخاتم رسله وبعد!

شریعت اسلامی میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی تاکید ہے۔ اللہ جل شانہ نے اقامت صلوٰۃ کا حکم دیا ہے اور اقامت صلوٰۃ کا مکمل مفہوم جماعت کے ساتھ پڑھنا ہے، اس کی ظاہری اور باطنی نعمتیں اور حکمتیں بہت ہیں؛ اسی لیے احادیث میں جماعت والی نماز کی بڑی فضیلتیں آئی ہیں، روایتوں میں آیا ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب تنہا نماز پڑھنے کے مقابلہ میں ۲۵ گنا بڑھا ہوا ہے، (بخاری) نیز جماعت کی صحت اور فساد کا دار و مدار امام کی حالت پر ہے، اگر امام جماعت اہل سنت والجماعت کا پیروکار ہو، ظاہری و باطنی ہر قسم کے رذائل سے پاک و صاف ہو تو اس کی جماعت کا ثواب ہر اعتبار سے بڑھا ہوا ہوگا؛ اس لیے عام مسلمانوں کو چاہیے کہ امام کے انتخاب میں ان تمام باتوں کا لحاظ رکھیں، جن کی وجہ سے جماعت میں بہتری آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ کا شکر ہے کہ اس نے ”فتاویٰ علماء ہند“ کی نماز کے مسائل سے متعلق ”جلد - ۱۰“ کی تکمیل کی توفیق مرحمت فرمائی، اس جلد میں امام کے اوصاف، جماعت اور اس سے متعلق مسائل کو شامل کیا ہے، سابقہ جلدوں کی طرح فتاویٰ علماء ہند کے اس حصہ ذہم میں فتاویٰ کے سوال و جواب کو من و عن نقل کرنے کے ساتھ ہر فتویٰ کے ساتھ اصل کتاب کے حوالہ کو بھی درج کر دیا ہے اور حاشیہ میں دیگر مفتی بہ مسائل کا اضافہ بھی کیا ہے۔

امید ہے کہ علماء، ائمہ، اہل مدارس اور اصحاب افتا خاص طور پر اس سے فائدہ اٹھائیں گے، حواشی میں فقہی عبارتوں کے علاوہ آیات قرآنی، احادیث نبوی، صحابہ و تابعین کے آثار و اقوال کو نقل کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے، جس کی وجہ سے یہ فتاویٰ مدلل بھی ہو گئے ہیں۔ میں اس موقع سے محبت گرامی مولانا محمد اسامہ شمیم ندوی ازہری زید مجدہم اور ابوالکلام ریسرچ فاؤنڈیشن کے ارکان و معاونین کا شکر گزار ہوں، جن کی توجہ سے یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ رہا ہے، اسی طرح شکر گزار ہوں حضرت مولانا سلیم اللہ خاں دامت برکاتہم، حضرت مولانا عبدالشکور قاسمی مدظلہ اور ڈاکٹر محمد اکرم ندوی زید مجدہم کا جنہوں نے اس مجموعہ کے بارے میں اپنے تاثرات تحریر کئے اور جناب محترم اپنے بزرگ انجینئر شمیم احمد مدظلہ کا جن کی توجہ سے یہ فتاویٰ اشاعت پذیر ہو رہے ہیں۔ اللہ انہیں اور تمام معاونین و مخلصین کی اس سعی جمیل کو قبول فرمائے اور میرے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ (آمین)

(ابنیں الرحمن قاسمی)

مرتب فتاویٰ علماء ہند

ناظم امارت شرعیہ بہار، اڈیسہ و جھارکھنڈ

۴ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ

مطابق: ۳۱ مئی ۲۰۱۷ء

ٹخنوں سے نیچا کپڑا پہننے والے کی امامت

ٹخنے ڈھانکنے والے کی امامت صحیح نہیں:

سوال: ایسے امام کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے، جو شلو اور ٹخنوں سے نیچے رکھنے کا عادی ہو؟

الجواب

شلوار، پاجامہ آدھی پنڈلی تک رکھنا سنت نبوی ہے، ٹخنوں تک رکھنے کی اجازت ہے اور ٹخنوں سے نیچے رکھنا حرام ہے، (۱) اور نماز میں یہ فعل اور بھی برا ہے، جو امام شلوار، پاجامہ ٹخنوں سے نیچے رکھنے کا عادی ہو، اگر وہ اس سے باز نہ رہے تو اس کو امامت سے ہٹا دینا ضروری ہے۔ (۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳۳۴/۳)

(۱) عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إزارة المؤمن إلى أنصاف ساقيه، لا جناح عليه فيما بينه وبين الكعبين، وما أسفل من ذلك ففي النار، قال ذلك ثلاث مرات. ولا ينظر الله يوم القيامة إلى من جر إزاره بطراً. (رواه أبو داؤد وابن ماجه) {مشكوة، ص: ۳۷۴} (كتاب اللباس، الفصل الثاني، رقم الحديث: ۴۳۳۱ موطأ الإمام مالك ت: عبد الباقي، باب ماجاء في إسهال الرجل ثوبه (ح: ۱۲) / سنن ابن ماجه، باب موضع الإزار أين هو (ح: ۳۵۷۳) انيس)

اعلم أن النبي صلى الله عليه وسلم نظر إلى عادات العجم وتعمقاتهم في الإطمئنان بلذات الدنيا فحرم رؤوسها وأصولها وكره ما دون ذلك لأنه علم أن ذلك مفض إلى نسيان الدار الآخرة مستلزم للإكثار من طلب الدنيا. فمن تلك الرؤوس اللباس الفاخر فإن ذلك أكبر همهم وأعظم فخرهم والبحث عنه بوجوه منها الإسهال في القميص والسرراويلات فإنه لا يقصد بذلك الستر والتجمل للذين هما المقصودان في اللباس وإنما يقصد به الفخر وإراءة الغنى نحو ذلك والتجمل ليس إلا في القدر الذي يساوى البدن قال صلى الله عليه وسلم: لا ينظر الله يوم القيامة إلى من جر إزاره بطراً. وقال صلى الله عليه وسلم: إزارة المؤمن إلى أنصاف ساقيه لا جناح عليه فيما بينه وبين الكعبين وما أسفل من ذلك ففي النار. (حجة الله البالغة، اللباس والزينة والأواني ونحوها: ۲/۲۹۳، دار الجيل بيروت. انيس)

(۲) وعلى المسلم أن يحذر الإسهال الذي وقع كثيرون لا سيما الشباب فإنه محرم وفيه وعيد عظيم وقد ثبت بنصوص كثيرة بلغت مبلغ التواتر ومن ذلك حديث أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما أسفل من الكعبين من الإزار ففي النار، وعنه أيضاً أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا ينظر الله يوم القيامة إلى من جر إزاره بطراً، وعن ابن الجری- جابر سليم- أن النبي صلى الله عليه وسلم قال له: وإياك والإسهال فإنه من المخيلة. ومن هذه الأدلة وغيرها يؤخذ ما يلي: أولاً: أن الإسهال منهي عنه مطلقاً

==

ٹخنوں سے نیچا یا عجامہ پہننے والے کی امامت:

سوال: امام کا پاجامہ ٹخنوں سے نیچا ہے، سجدہ میں جاتے وقت دونوں ہاتھوں سے پاجامہ کو اوپر کو چڑھا لیتے ہیں اور پھر سجدہ میں جاتے ہیں، یہ فعل نماز میں ہر رکعت میں برابر جاری رہتا ہے، ان سے کہا گیا تو جواب دیا کہ قسم خدا کی اب دونا کروں گا۔ ایسی حالت میں نماز ہم مقتدیوں کی ہو جائے گی، یا نہیں؟ اور ہم نماز ان کے پیچھے پڑھیں، یا نہیں؟ یا علاحدہ پڑھ لیا کریں؟

الجواب

امام مذکور کو ایسا نہ کرنا چاہیے؛ کیوں کہ اول تو ٹخنوں سے نیچا پاجامہ خارج نماز سے پہننا بھی حرام اور ممنوع ہے، (۱) یہ امر موجب فسخ امام ہے، (۲) اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور امام بنانا فاسق کو بدون توبہ کے مکروہ ہے، (۳) اور

== وأما ما ورد على التقييد فلا يفيد أن النهي مختص به لأمرين: الأول: أن الحكم مختلف فإن الوعيد في حال الخيلاء يختلف عن الوعيد في غير الخيلاء وعليه فلا يحمل المطلق على المقيد فإن الإسهال للخيلاء كبيرة وإن كان غير الخيلاء فهو محرم ويخشى أن يكون من الكبائر. الثاني: أن الإسهال ذاته خيلاء لقوله صلى الله عليه وسلم: وإياك والإسهال فإنه من المخيلة. ثانياً: في الإسهال مفسد ومخالفات عديدة ففيه مخالفة السنة في اللباس وارتكاب النهي والخيلاء والإعجاب بالنفس وفيه التشبه بالنساء وفيه الإسراف بتعريض الملبوس للنجاسة والقذر ومسح مواطن الأقدام وقبل هذا كله التعرض للوعيد الشديد في الدنيا والآخرة. (الجامع لأحكام الصلاة، الحكم الثاني حسن اللباس: ۱/۳۶، الكتاب العالمي للنشر بيروت. انيس)

ويكره تقديم العبد... والفاسق. (الهداية متن فتح القدير، باب الإمامة: ۱/۳۵، دار الفكر بيروت)

(۱) ما نزل عن الكعبين من القميص والسرراويل والإزار وغيرها عن ملابس الرجل إن كان خيلاء فهو حرام وإلا فمكروه. (فتاوى النووى، تطويل الثوب والعذبة: ۱/۶۰، دار البشائر الإسلامية. انيس)

واختلفوا في إطلاتها إلى أسفل من الكعبين من غير كبر ولا اختيال ولا حاجة فذهب الجمهور إلى الكراهة التنزيهية. (الموسوعة الفقهية الكويتية، علاج الكبر: ۱۷۰/۳۴، مطابع دار الصفوة مصر، انيس)

(۲) الاختيال في اللباس يحدث بسبب تجاوز حد الاعتدال والقصد في عدم وجود الداعية إلى ذلك. والنية والقصد هما الأصل في ذلك وحد الاعتدال والقصد في اللباس يكون بتابع ما ورد في صفة اللباس من آثار صحيحة واجتناب ما ورد النهي عنه وللعرف مدخل في ذلك ما لم يلغ الشرع وفي المواهب: ما كان على من ذلك على سبيل الخيلاء فلا شك في تحريمه وما كان على طريق العادة فلا تحريم فيه. ما لم يصل إلى جر الذيل الممنوع منه ونقل القاضى عن العلماء كراهة كل ما زاد على العادة في اللباس لمثل لابس في الطول والسعة. (الموسوعة الفقهية الكويتية، مادة إختيال، ب: الإختيال في اللباس: ۲/۳۲، دار السلاسل الكويت. انيس)

(۳) ويكره إمامة عبد، إلخ، وفاسق. (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۱/۵۲۳، ظفير)

ثانیاً نماز میں بار بار ایسی حرکت کرنا بھی نہیں چاہیے کہ اس میں بھی کراہت ہے، (۱) اور بعض صورتوں میں خوف فساد صلوٰۃ ہے، (۲) بہر حال امام مذکور کو فعل مذکور سے روکنا چاہیے اور اگر وہ باز نہ آوے تو اس کو معزول کر دینا چاہیے اور اگر اس پر قدرت نہ ہو تو اسی کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے اور جماعت کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔ (۳) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۱۷/۳)

ٹخنوں سے نیچا یا عجامہ پہننے والے کی امامت:

سوال: اگر امام کا پاؤں عجامہ ٹخنوں سے نیچا ہو تو اس کی امامت کیسی ہے؟

الجواب

قصداً اگر نیچا رکھتا ہو تو نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے۔ (۴) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۶۳/۳)

(۱) (و) کرہ (کفہ) أى رفعه ولو لتراب كمشمر کم أو ذیل (وعبثه به) أو بثوبه. الدر المختار علی هامش رد المختار، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها: ۵۹۸/۱، ظفیر)

(۲) (و) یفسدها أيضا (أكله و شربه) ولو ناسیا لأن كل واحد منهما عمل كثير، قال فی الخانية: لأنه عمل اليد والفم واللسان... ونبه بالأكل والشرب على أن العمل الكثير یفسد لا غیره و اختلفوا فی الفارق بینهما أقوال: فقيل: ما یعمل بید واحدة قليل وبالیدین كثير و اختاره الفضلی وقيل مفوض إلى رأى المصلی إن استكثره فكثير مفسد وإلا لا. قال الحلوانی: وهذا أقرب الأقوال إلى دأب الإمام وقيل الكثير ثلاث والقليل مادونه. (النهر الفائق، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها: ۲۷۳/۱، دارالکتب العلمیة بیروت. انیس)

وقيل: العمل الكثير هو ما یجزم الناظر إليه أنه ليس فی الصلاة، قال الصدر الشهيد: هو الصواب، و اختاره الفضلی، وأشار المصنف بقوله و هو المختار. (منحة السلوك فی شرح تحفة الملوك، كتاب الصلاة، فصل ما یفسد الصلاة وما یکره: ۱۶۱/۱، وزارة الأوقاف قطر. انیس)

(۳) وفي النهر عن المحيط: صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة. (الدر المختار)

أفاد أن الصلاة خلفهما أولى من الانفراد؛ لكن لا ینال كما ینال خلف تقی وورع. (رد المختار، باب الإمامة: ۵۲۵/۱، ظفیر) (مطلب: البدعة خمسة أقسام، انیس)

(۴) قصداً ٹخنوں سے نیچے لنگی، پا جامہ وغیرہ کو نیچے کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ انیس

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ما أسفل من الكعبين من الإزار ففي النار". {رواه البخاري} (مشكوة، كتاب اللباس، ص: ۳۷۳) (الفصل الأول، رقم الحديث: ۴۳۱۴، انیس)

جب یہ ناجائز ہو تو جو اس کا مرتکب ہو گا وہ فاسق ہو، اور فاسق کی امامت مکروہ ہے۔

ویکره إمامة عبد، الخ، و فاسق. (الدر المختار علی صدر رد المختار، باب الإمامة: ۵۵۹/۱-۵۶۰، دار الفکر

بیروت. ظفیر)

ٹخنہ تک جبہ پہن کر امام کے نماز پڑھانے کا حکم:

سوال: امام صاحب جب نماز پڑھاتے ہیں تو جبہ پہن رہتے ہیں، اس سے ان کا ٹخنہ ڈھکا رہتا ہے اور جب سجدے میں جاتے ہیں تو ہاتھ سے اوپر کر کے سجدہ کرتے ہیں، کیا ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی کراہت تو نہیں ہوگی؟

الجواب _____ حامداً ومصلياً

نماز ہو جائے گی۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی (حبیب الفتاویٰ: ۸۷۳-۸۸)



(۱) نماز تو ہو جائے گی، البتہ ایسا کرنا بہتر نہیں ہے؛ کیوں کہ بار بار جبہ کو اٹھانا بسا اوقات عمل کثیر کی وجہ سے مفسد صلوة ہونے کا اندیشہ ہے، نیز ایسا کپڑا پہننا جس سے ٹخنہ ڈھکا رہے، ٹخنہ سے نیچے رہنے کا امکان زیادہ ہے، جو کہ مکروہ ہے۔
حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت ہے:

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: الإِسْبَالُ فِي الْإِزَارِ وَالْقَمِيصِ وَالْعِمَامَةِ مِنْ جَرِّ مَنْهَا شَيْئاً خِيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (سنن أبی داؤد، باب الإِسْبَالِ فِي الصَّلَاةِ (ح: ۴۰۹۴) / سنن ابن ماجہ (ح: ۳۵۷۶) / سنن النسائی، إِسْبَالُ الْإِزَارِ (ح: ۵۳۳۴) / المعجم الكبير للطبرانی، سالم عن ابن عمر (ح: ۱۳۲۰۹) انیس)

تصویر کشی اور امامت

تصویر کھینچنے اور کھینچوانے والے کی اقتدا میں نماز کا حکم:

سوال: عرض اینکہ ماہ رمضان المبارک میں ایک مسجد کے اندر ایک حافظ قرآن صاحب جو مسجد میں تراویح کی نماز پڑھاتے ہیں، اسی مسجد میں پیش امام اور مسجد کے مدرسہ تعلیم القرآن میں مدرس بھی ہیں، حافظ صاحب کی اعانت کے لئے ایک نائب مدرس بھی ہے، جو ان ہی حافظ صاحب کا شاگرد ہے۔ ۲۷ رمضان کی رات ختم قرآن کی مجلس میں جن بچوں نے اس سال قرآن شریف ختم کیا تھا اور جو بچے مانگ پہ آ کر تلاوت کر رہے تھے، ان بچوں کو خطیب مسجد کے ہاتھ سے انعام دیا جا رہا تھا، اس وقت نائب مدرس نے تصویر کھینچنا شروع کر دیا، جس پر ایک شخص نے فوراً تصویر کشی سے منع کر دیا اور خطیب صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیا تصویر کھینچنا مسجد میں جائز ہے؟ خطیب صاحب نے کہا مکروہ ہے۔ اس کے بعد وہ نائب مدرس اس صاحب (جنہوں نے منع کیا تھا) کے پاس آیا اور کہا کہ حافظ صاحب کی اجازت سے کیمرا میں ریل بھری گئی ہے میں تصویر کھینچوں گا، حالانکہ ان سے کہا گیا کہ دوبارہ حافظ صاحب سے پوچھ لو، مگر اس نے ضد کی اور جب حافظ صاحب تقریر کے لیے کھڑے ہو گئے تو ان کی کئی جانب سے تصویر کھینچی، حافظ صاحب نے اس کو منع نہیں کیا، بعد میں دوسرے روز حافظ صاحب نے قرآن پاک ہاتھ میں لے کر قسم کھائی کہ میں نے نہ اجازت دی ہے، نہ ریل بھروائی ہے۔ کیا مسجد میں تصویر کشی جائز ہے؟ ایسے امام کی اقتدا میں جس نے قسم کھا کر اپنی صفائی پیش کر دی ہو، نماز پڑھنا جائز ہے؟

الجواب:

تصویر کھینچنا اور کھینچوانا مسجد سے باہر بھی ناجائز ہے، خاص طور پر مسجد کو اس ناجائز فعل سے آلودہ کرنا تو اور بھی گناہ ہے۔ (۱) اگر واقعہ ان کی اجازت سے ریل بھری گئی تھی اور انہوں نے تصویر کھینچتے دیکھ کر قدرت کے باوجود منع نہیں

(۱) عن عبد اللہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من أشد الناس عذاباً يوم القيامة المصورون. (مصنف ابن ابي شيبة، في المصورين وما جاء فيهم (ح: ۲۰۲۰۹) / صحيح البخاری، باب عذاب المصورين يوم القيامة (ح: ۵۹۵۰) / صحيح مسلم، باب لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب (ح: ۲۱۰۹) انيس)

عن سعيد بن ابي الحسن قال: كنت عند ابن عباس إذ أتاه رجل فقال: يا ابن عباس إنما معيشتي ==

کیا، اس کے باوجود قسم کھالی کہ میری اجازت سے تصویر نہیں کھینچی گئی تو انہوں نے سخت گناہ کا ارتکاب کیا، اگر وہ اس گناہ پر اللہ تعالیٰ سے توبہ کر لیں تو خیر، ورنہ اگر اصرار کریں تو انہیں اپنے اختیار سے امام نہیں بنانا چاہیے، (۱) تاہم جو نمازیں ان کے پیچھے پڑھی گئیں، وہ ادا ہو گئیں۔ واللہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۱۱/۱۱/۱۴۰۸ھ (فتویٰ نمبر ۲۳۴۰/۳۹، ز) (فتاویٰ عثمانی: ۱/۲۳۷-۲۳۸)

تصویر کھینچنے والے کی امامت بعد توبہ:

سوال: ایک لیڈر کی وجہ سے ایک مجلس قائم ہوئی، اس میں امام صاحب بھی آئے، بلانے کی وجہ سے تمام مجمع کے ساتھ امام صاحب کی بھی تصویر لی گئی اور امام صاحب نے باوجود مسئلہ جاننے کے اپنی تصویر کھچوائی تو ان کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟ جب کہ وہ اپنی غلطی کا اب اقرار کرتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں۔

الجواب

تصویر کھینچنا اور کھنچوانا شریعت میں حرام ہے۔ (۲) یہ بے شک ان سے غلطی ہوئی اور گناہ ہوا؛ لیکن جب کہ وہ امام صاحب اب توبہ کرتے ہیں تو نماز ان کے پیچھے بلا کراہت صحیح ہے۔ (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۳۸/۳)

== من صنعة يدى وأنا أصنع هذه التصاویر فقال ابن عباس: لا أحدث إلا ما سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من صور صورة فإن الله معذبه عليها يوم القيامة حتى ينفخ فيها الروح وليس بنافع أبداً، قال: فربما الرجل ربوة شديدة واصفر وجهه فقال: ويحك، إن أبيت إلا أن تصنع فعليك بالشجر وكل شيء ليس فيه روح. (شرح معاني الآثار، باب الصور تكن في الثياب (ح: ۶۹۳۹) انيس)

(۱) وفي الدر المختار: ۱/۵۵۹-۵۶۰، طبع ایچ ایم سعید (كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس): ويكره إمامة عبد... وفاسق.

وفي الشامية، قوله: (وفاسق) من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر... وفي المعراج قال أصحابنا: لا ينبغي أن يقتدى بالفاسق إلخ، وفيه أيضاً: وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً.

وفي الهداية: ۱/۱۲۲ (باب الإمامة، انيس): ويكره تقديم العبد... والفاسق لأنه لا يهتم لأمر دينه... وإن تقدموا جاز لقوله عليه السلام صلوا خلف كل بر وفاجر إلخ.

(۲) وقد اتفق الفقهاء على أن صنعة التصاویر الممسدة لإنسان أو حيوان حرام على فاعلها سواء أكانت من حجر أو خشب أم طين أم غير ذلك، لماروى ابن عمر رضى الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: الذين يصنعون هذه الصور يعدون يوم القيامة، يقال: أحيوا ما خلقتم، وعن مسروق قال: دخلنا مع عبد الله بيتا فيه تماثيل فقال لتمثال منها: تمثال من هذا؟ قالوا: تمثال مريم، قال عبد الله: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن أشد الناس عذاباً يوم القيامة المصورون، والأمر بعمله محرم كعمله، الخ. (الموسوعة الفقهية الكويتية، حكم صنعها وبيعها واقتنائها: ۸/۷، ۹، دار السلاسل الكويت، انيس)

(۳) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "التائب من الذنب كمن لا ذنب له". (مشكوة، باب التوبة والاستغفار: ۲۰۶) (الفصل الثالث، رقم الحديث: ۲۳۶۳، انيس)

تصویر و پتلہ بنانے والے کی امامت:

سوال: ایک امام مسجد تصویر پتلے وغیرہ بناتے ہیں، ان کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب:

ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۸۷/۳)

گروپ فوٹو بنوانے والے امام کی اقتدا کا حکم:

سوال: ایک شخص کسی مسجد کا امام ہے، چند دوستوں کے درمیان بیٹھ کر شوقیہ تصویر بنواتا ہے اور پھر اس گروپ فوٹو کو بطور یادگار اپنے پاس رکھنے کے علاوہ دوستوں میں بھی تقسیم کرتا ہے، جس سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ گویا عمل اس کے نزدیک جائز ہے، کیا ایسے امام کو امامت پر باقی رکھا جاسکتا ہے، یا اس کو معزول کرنا چاہیے؟

الجواب:

بلا ضرورت کسی ذی روح کی تصویر بنانا عند الشریعہ غیر مشروع ہے، چاہے کیمرا سے بنائی جائے، یا قلم سے؛ تاہم ضروریات اس سے مستثنیٰ ہیں، بلا ضرورت اس کا ارتکاب امور فسقیہ میں سے ہے، خاص کر جب کوئی امام اعلانیہ طور پر ان امور فسقیہ کا ارتکاب کر رہا ہو، ان معاصی پر اصرار کے باوجود اگر اس کے معزول کرنے میں فتنہ و فساد کا اندیشہ ہو تو پھر بوجہ مجبوری اس کو باقی رکھا جاسکتا ہے؛ لیکن بہتر یہ ہوگا کہ کسی نیک امام کی اقتدا کی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

(۱) ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا﴾ (سورة الأحزاب: ۵۷)

عن عكرمة قال: الذين يؤذون الله ورسوله هم أصحاب التصاوير. (تفسير الطبري، القول في تأويل قوله تعالى: إن الذين يؤذون، الخ: ۱۷۸/۱۹، دار هجر، انيس)

عن أبي هريرة قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: قال الله عز وجل: ومن أظلم ممن ذهب يخلق كخلقى فليخلقوا ذرة أو ليخلقوا حبة أو شعيرة. (صحيح البخاري، باب قوله تعالى: 'والله خلقكم، الخ (ح: ۷۵۰۹) انيس)

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "أشد الناس عذاباً عند الله المصورون". {متفق عليه} {مشكوة المصابيح، باب التصاوير: ۳۸۵} (كتاب اللباس، الفصل الأول، رقم الحديث: ۴۴۹۷) / صحيح البخاري، باب عذاب المصومين يوم القيامة (ح: ۵۹۵۰) / صحيح مسلم، باب لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب (ح: ۲۱۰۹) انيس)

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تصویر کشی کو کبیرہ میں شمار کرتے ہوئے یہ باب قائم کیا:

الكبيرة الشامنة والأربعون التصوير في الثياب والحيطان والحجر والدرهم وسائر الأشياء سواء كانت من شمع أو عجين أو حديد أو نحاس أو صوف أو غير ذلك والأمر بإتلافها. (انيس)

ويكره إمامة عبد، الخ، و فاسق. (الدر المختار، باب الإمامة، ظفير)

وسلم نے محض قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکنے کی وجہ سے ایک شخص کو امامت کرانے سے روک دیا تھا، تاہم یہ شخص اگر توبہ کر لے اور اس کام کو گناہ سمجھتا ہو اور اس پر اصرار نہ کرتا ہو تو پھر اس کی اقتدا میں کوئی حرج نہیں۔

عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: أشد الناس عذاباً عند اللہ المصورون. {متفق علیہ} (۱)

قال ابن عابدین: قوله: (وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الإستقامة ولعل المراد به من یرتکب الكبائر کشارب الخمر والزانی، واکل الربو، ونحو ذلك، کذا فی البر جندی. (۲) (فتاویٰ حقانیہ: ۱۴۲۳)

مسجد میں تصویر کشی کرنے والے کی امامت:

سوال: مسجد کی تقریب میں امام کے حکم پر ان کا معاون تصویر کشی کرتا ہے، منع کرنے پر امام کا حوالہ دیتا ہے، بعد ازاں امام صاحب دوسرے دن قسم کھا کر انکار کرتے ہیں، کیا یہ فعل درست ہے اور ایسے امام کا کیا حکم ہے؟

الجواب:

تصویر بنانا خصوصاً مسجد کو اس گندگی کے ساتھ ملوث کرنا حرام اور سخت گناہ ہے۔ (۳) اگر یہ حضرات اس سے اعلانیہ توبہ کا اعلان کریں اور اپنی غلطی کا اقرار کر کے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں تو ٹھیک، ورنہ ان حافظ صاحب کو امامت اور تدریس سے الگ کر دیا جائے، ان کے پیچھے نماز ناجائز اور مکروہ تحریمی ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۴۳۹/۳)

فوٹو بنوانے والے امام کی اقتداء میں نماز مکروہ ہے:

سوال: ہمارے محلے کی مسجد کے امام صاحب جو کہ الحمد للہ حافظ قاری، عالم دین ہیں اور ماشاء اللہ شریعت کے پابند ہیں؛ لیکن ان میں یہ بات میں نے بارہا دیکھی اور محسوس کی کہ وہ تصاویر وغیرہ کھنچتے ہیں، چونکہ شریعت میں تصویر کھنچوانا اور کھنچنا دونوں حرام فعل ہیں، لہذا آپ مجھے بتائیں کہ ایسا کرنے والے کے پیچھے نماز ہوتی ہے، یا نہیں؟

(۱) مشکوٰۃ، کتاب اللباس، باب التصاویر، الفصل الأول: ۳۸۵، رقم الحدیث: ۴۴۹۷ / صحیح البخاری، باب

عذاب المصوین یوم القيامة (ح: ۵۹۵۰) / صحیح مسلم، باب لا تدخل الملائکة بیتا فیہ کلب (ح: ۲۱۰۹) انیس

(۲) ردالمحتار علی الدر المختار، باب الإمامة: ۱/۵۶۰ (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

وفی الہندیة: تجوز إمامة الأعرابی والأعمی والعبد وولد الزنا والفاسق، کذا فی الخلاصة، إلأنها تکره، هكذا فی المتون. (باب الإمامة: ۱/۸۵) (الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماماً لغيره، انیس)

(۳) (وظاهر کلام النووی فی شرح مسلم الاجماع علی تحريم تصوير الحيوان، وقال: وسواء صنع له لما یمتنه

أو لغيره فصنعته حرام بكل حال. (ردالمحتار: ۱/۶۴۷) (کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، مطلب: إذا

تردالحکم بین سنة وبدعة کان ترک السنة أولى، انیس)

الجواب

اگر کسی قانونی مجبوری کے لیے بنوائی ہے تو نماز جائز ہے اور اگر شوق سے بنواتا ہے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ (۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳۳۹/۳-۳۵۰)

مسجد میں فوٹو بنوانے سے منع نہ کرنے والے امام کی امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسجد میں نکاح کے وقت فوٹو لینا کیسا ہے؟ نیز اس امام کی امامت کا کیا حکم ہوگا کہ باوجود حاضر مجلس ہونے کے منع نہ کرے کیا، اس کی امامت درست ہے؟ بینوا تو جروا۔ (المستفتی: سراج الدین حقانی خطیب ڈومیل ضلع جہلم، ۱۰/۸/۱۹۸۶ء)

الجواب

مساجد اور بازار منکرات سے بھرے ہوئے ہیں اور یہ لوگ اہل ورع پر غالب ہیں، لہذا امام مجبور ہوگا، ہاں نبی عن المنکر کا فریضہ اپنی جگہ لازم ہے، فوٹو کی حرمت عام مسلمانوں کو بھی معلوم ہے، (۲) تاہم اس امام کی اقتدا درست ہے۔ (البحر الرائق) (۳) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۳۷۲-۳۷۷) ☆

- (۱) ویکرہ تقدیم الفاسق، إلخ. (فتح القدیر: ۲۴۷/۱، طبع: دار صادر، بیروت) (باب الإمامة، انیس)
- (۲) عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: أشد الناس عذاباً عند اللہ المصورون. (مشکوٰۃ المصابیح: ۳۸۵/۲، باب التصاویر، الفصل الأول) (مصنف ابن ابی شیبہ، فی المصورین و ما جاء فیہم (ح: ۲۵۲۰۹) / صحیح البخاری، باب عذاب المصورین یوم القیامة (ح: ۵۹۵۰) / صحیح مسلم، باب لا تدخل الملائکة بیتا فیہ کلب (ح: ۲۱۰۹) / مستخرج أبی عوانة، بیان التشدید فی التصاویر (ح: ۹۲۲۹) انیس)
- (۳) قال العلامة ابن نجیم رحمہ اللہ: وینبغی أن یكون محل کراهة الاقتداء بهم عند وجود غیرهم وإفلا کراهة کما لا یخفی. (البحر الرائق: ۳۴۹/۱، باب الإمامة)

☆ تصویر کشی کی شرعی حیثیت اور ترک جماعت پر وعید:

فوٹو خواہ دستی ہو یا مشین یا کسی آلہ یا ٹیلیو وغیرہ کسی بھی ذریعہ سے بنا ہو، سب کے اعتبار سے مطلقاً فرمایا گیا ہے: ”أشد الناس عذاباً یوم القیمة المصورون“، أو كما قال علیہ السلام. (الصحيح لمسلم، کتاب اللباس، رقم الحدیث: ۲۱۰۹/۹۸) (باب لا تدخل الملائکة بیتا فیہ کلب) / مسند الحمیدی، أحادیث عبد اللہ بن مسعود (ح: ۱۱۷) انیس) اور ایک حدیث میں ہے کہ تصویر بنانے والے سے آخرت میں کہا جائے گا کہ تصویر تو بنائی اب اس میں روح بھی ڈال دو وہ روح نہیں ڈال سکے گا گرز پر گرز مارا جائے گا اور اس پر ہمیشہ ہمیشہ یہی عذاب ہوتا رہے گا۔ (”عن ابن عمر رضی اللہ عنہما أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: الذین یصنعون الصور یعذبون یوم القیامة یقال لهم: أحيوا ما خلقتم“). (الصحيح المسلم، کتاب اللباس: رقم الحدیث: ۲۱۰۸/۹۷) (باب لا تدخل الملائکة بیتا فیہ کلب، انیس) =

حر میں شریفین کے ائمہ کے پیچھے نماز کیوں جائز ہے، جبکہ وہاں بھی ویڈیو بنتی ہے:

سوال: گزشتہ چند دنوں سے آپ کے ایک فتویٰ کے حوالے سے یہ مسئلہ چھاپ کر شائع کیا جا رہا ہے کہ مووی بنانے والے امام کے پیچھے نماز جائز نہیں؛ اس لیے ائمہ حر میں کی اقتدا میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، کیا یہ فتویٰ آپ نے جاری کیا ہے؟ اس سلسلے میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب

میں نے ایک سوال کیا کہ ایسے امام کی اقتدا میں نماز جائز ہے، جو خود مووی (فلم) بنواتا ہو اور تصاویر وغیرہ کھینچواتا

== وفي رواية: من صور صورة في الدنيا كلف أن ينفخ فيها الروح يوم القيامة وليس ينافخ. (الصحيح المسلم، رقم الحديث: ۲۱۱۰/۱۰۰) (باب لا تدخل الملائكة بيتاً فيه كلب عن ابن عباس رضي الله عنهما/ صحيح البخاري، عن عبد الله بن عباس، باب من صور صورة كلف يوم القيامة أن ينفخ فيها الروح (ح: ۵۹۶۳) / الأدب المفرد، باب من استمع إلى حديث قوم وهم له كارهون (ح: ۱۱۵۹) / مسند الإمام أحمد، مسند عبد الله بن عباس (ح: ۳۲۷۲) / ومن مسند أبي هريرة (ح: ۱۰۵۴۹) / شرح السنة للبخاري، باب التصاویر ووعيد المصورون (ح: ۳۲۱۹) / معجم ابن عساکر (ح: ۱۱) انيس) فالأمان والحفيظ.

ان وعیدوں سے فوٹو اتارنے کے گناہ و معیصت کا اندازہ ہوتا ہے اور اس کے مرتکب کی حیثیت شنیعہ بھی مفہوم ہوتی ہے اور ترک جماعت بلا عذر شرعی کر نیوالوں پر جو وعید و عذاب ہے وہ بھی بے انتہا شدید ہے، اس میں سے ایک یہ بھی ہے کہ صحیح احادیث میں وارد ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی میں آتا ہے کہ نوجوانوں کو حکم کروں کہ وہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لائیں اور ترک جماعت کرنے والوں کے گھروں کو ان لکڑیوں سے گھیر کر آگ لگا دوں کہ وہ سب اسی میں جل کر خاک ہو جائیں، مگر عورتوں بچوں پر رحم آجانے سے چھوڑ دیتا ہوں۔ (”عن ابي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: والذى نفسى بيده لقد هممت أن أمر بحطب، فيحطب ثم أمر بالصلوة، فيؤذن لها أمر رجلاً فإقوم الناس، ثم أحالف إلى رجال، فأحرق عليهم بيوتهم، والذى نفسى بيده لو يعلم أحد هم، أنه يجد عرفاً سمياً أو مرماً تين حسنتين، لشهد العشاء“ (صحيح البخاري مع فتح الباري: ۱۲/۵۰۲ (ح: ۶۴۴) (باب وجوب صلاة الجماعة) / الصحيح لمسلم، باب فضل صلاة الجماعة وبيان التشديد (ح: ۶۵۱) / سنن ابن ماجه، باب التغليظ في التخلف عن الجماعة (ح: ۷۹۱) / سنن أبي داود، باب في التشديد في ترك الجماعة (ح: ۵۴۸) انيس)

حافظ ابن حجر نے لکھا ہے:

”فقوله في رواية المقبري: لولا ما في البيوت من النساء والذرية يدل على أنهم لم يكونوا كفاراً“ (فتح

الباري: ۲۷/۲) (باب وجوب صلاة الجماعة، انيس)

یہ معمولی اظہار غصہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے؛ اس لئے ان قبیح عادات پر مشتمل انسان کی امامت کا ادنیٰ حکم وہ ہوگا، جو نمبر ۵ میں بتلایا گیا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دارالعلوم دیوبند سہارنپور ۵/۱۱/۲۰۰۱ھ۔ (منتخبات نظام الفتاویٰ ۳۰۲-۳۰۵)

ہو۔ یہ جواب دیا تھا کہ اگر امام خود قصداً مووی بنوائے تو اس کی اقتدا میں نماز جائز نہیں۔ اس مسئلے کو بنیاد بنا کر بعض لوگوں نے ائمہ حریمین شریفین کے خلاف مہم شروع کر دی کہ ان کی اقتدا میں بھی نماز جائز نہیں، حالانکہ مذکورہ سوال کے جواب میں کہیں بھی ائمہ حریمین کا تذکرہ نہیں تھا، جب کہ ہماری اطلاع کے مطابق ائمہ حریمین جناب المسلسلک ہیں اور ان کے مسلسلک میں بھی مووی اور تصاویر بنانا جائز نہیں۔ (۱)

حریمین میں جو نمازیں ٹیلی کاسٹ کی جاتی ہیں، اس میں ائمہ حریمین کی مرضی کا دخل نہیں؛ اس لیے ان کی اقتدا میں نماز جائز ہے۔

بڑی محرومی کی بات ہوگی کہ بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی کے امام کی امامت میں نماز ادا نہ کی جائے اور ان ائمہ کو متنازع بنانے کی کوشش کی جائے، بیت اللہ شریف کی نماز کا ثواب ایک لاکھ اور مسجد نبوی - زاد اللہ شرفاً - میں نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ (۲)

(۱) ”وصناعة التصاویر محرمة علی فاعلها لما روی ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنه قال: الذین یصنعون هذه الصور یعذبون یوم القيامة یقال له: أحيوا ما خلقتم“. (الشرح الكبير علی المقنع، فصل: وصناعة التصاویر محرمة علی فاعلها: ۳۳۹/۲۱، دار ہجر) / وكذا فی المغنی لابن قدامة، فصل صناعة التصاویر: ۲۸۲/۷، مكتبة القاهرة، انیس)

”وصناعة التصاویر محرمة علی فاعلها للإخبار والأمر بعلمها محرم كعملها“. (المبدع فی شرح المقنع: ۲۳۷/۶، دار الکتب العلمیة بیروت، انیس)

... لأن التصاویر محرمة للأحادیث الصحیحة الدالة علی منع ذلك، فكیف یكون الشفاء فیہ؟. (المدخل لابن الحاج المالکی، التداوی بالیسیر من الخمر: ۱۳۲/۴، دار التراث، انیس)

والثانی: أن تكون صور ذات أرواح من آدمی أو بهیمة فهی محرمة و صانعها عاص لما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعن المصور، وقال: یؤتی به یوم القيامة فیقال له: انفخ فیہ الروح و لیس بنا فخر فیہ أبداً. (بحر المذهب للرویان الشافعی، باب الولیمة والنثر: ۵۳۶/۹، دار الکتب العلمیة بیروت، انیس)

و جوز فی الخلاصة لمن رأى صورة فی بیت غیره أن یزیلها و یجب علیہ، ولو استأجر مصورا فلا أجر له لأن عمله معصیة، كذا عن محمد. (النهر الفائق شرح كنز الدقائق، باب ما یفسد الصلاة وما یكره فیها: ۲۸۵/۱، دار الکتب العلمیة بیروت / البحر الرائق شرح كنز الدقائق، تغمیض عینه فی الصلاة: ۳۱۲، دار الکتب الإسلامی / حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، فصل فی المكروهات: ۳۶۲، دار الکتب العلمیة بیروت / رد المحتار، فرع: لا بأس باتخاذ المسبحة لغير ریاء، الخ: ۶۵۰/۱، دار الفكر بیروت، انیس)

ویكره تقديم... الفاسق... الخ. (فتح القدير: ۲۴۷/۱، طبع دار صادر، بیروت) (باب الإمامة، انیس)

(۲) فی شرح المشكوة: فإنه قال صلاته فی مسجد المدینة بخمسين ألف صلاة، و صلاته فی مسجد الحرام بمائة ألف صلاة. (رواه ابن ماجة) (مراقبة المفاتيح: ۴۴۵/۱، الفصل الأول، باب المساجد و مواضع الصلاة) ==

اور جماعت کی صورت میں اس کا ثواب احادیث نبویہ کی روشنی میں کئی گنا بڑھ جاتا ہے؛ اس لیے اس جماعت میں ضرور شرکت کرنی چاہیے، ایک نماز سے محرومی بھی بہت بڑی محرومی ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳۰/۳۵۱-۳۵۱)



== عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: صلاة الرجل في بيته بصلاة وصلاحه في مسجد القبائل بخمس وعشرين صلاة وصلاحه في الذي يجمع فيه بخمس مائة صلاة وصلاحه في المسجد الأقصى بخمسين ألف صلاة وصلاحه في مسجدي بخمسين ألف صلاة وصلاحه في المسجد الحرام بمائة ألف صلاة. (سنن ابن ماجه، باب ماجاء في الصلاة في المسجد (ح: ۱۴۱۳) انيس)

☆ سوال: 31717

موجودہ زمانہ جدید ایجادات اور خیرہ کن ترقیوں کی اس بلندی پر ہے، جس کا اب سے صرف بیس پچیس سال قبل تصور ہی نہ ہو سکتا تھا، ان ایجادات نے ہر شخص کو متاثر کیا ہے، مثلاً ڈیجیٹل کیمرہ، موبائل فون کیمرہ اور کمپیوٹر کے دیگر آلات وغیرہ، سوال یہ ہے کہ ان کیمروں کے ذریعہ بنائی جانے والی تصاویر شرعاً تصویر کے حکم میں ہے یا نہیں؟ ان تصاویر کا پرنٹ نکال لیا جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ موبائل فون، ڈیجیٹل کیمرے یا کمپیوٹر میں اپنے اہل خانہ کی تصویر اتار کر محفوظ کرنے کا کیا حکم ہے؟

۲۔ جن احادیث میں تصویر اور تصویر سازی پر شدید وعید وارد ہوئی ہے، ان کی موجودگی میں علماء ”خواہ وہ سیاست سے تعلق رکھتے ہوں یا نہ“ کا کردار کس حد تک قابل تقلید یا قابل اصلاح رہ جاتا ہے؟

جواب: 31717

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتویٰ (د): 930=217-5/1432

۱۔ جاندار کی تصویر کشی اور اس کی ویڈیو گرافی چاہے کسی بھی طریقے سے اور کتنے ہی ترقی یافتہ آلے سے ہو، حرام ہے، اس کا پرنٹ بھی اسی حکم میں ہے، حدیث شریف میں وارد ہے: ”أشد الناس عذاباً يوم القيامة المصورون“ کہ تصویر بنانے والے قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب میں ہوں گے۔ ایک دوسری جگہ ہے کہ ان سے کہا جائے گا ”أحيوا ما خلقتم“ کہ جس کو تم نے پیدا کیا ہے، اسے زندہ کرو، ان احادیث سے تصویر کشی کی حرمت و شاعت کا پتہ چلتا ہے، لہذا جاندار کی تصویر کشی، چاہے ڈیجیٹل کیمرے سے ہو، یا موبائل کمپیوٹر سے ہو، اپنے اہل خانہ کی ہو یا کسی اور کی، بہر صورت حرام ہوگی۔

۲۔ اس کا حکم ہر ایک میں ذکر کی گئی تفصیل سے معلوم ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند)

ٹی وی دیکھنے، ریڈیو اور گانا سننے والے کی امامت

ٹی وی دیکھنے، گانا سننے والے کے پیچھے نماز :

سوال: جو مولوی قاضی یا امام مسجد ٹی وی دیکھنے اور گانا سننے کا مشتاق ہو، ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

جو شخص ٹی وی دیکھتا اور گانا سنتا ہو، وہ فاسق ہے، (۱) اس کو امامت سے ہٹا دیا جائے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی

ہے۔ (۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۴۵۲۳)

(۱) ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾ (سورۃ لقمان: ۶) جمہور صحابہ و تابعین اور عام مفسرین کے نزدیک ہوا الحدیث عام ہے، جس سے مراد گانا بجانا اور اس کا ساز و سامان ہے اور ساز و سامان، موسیقی کے آلات اور ہر وہ چیز جو انسان کو خیر اور بھلائی سے غافل کر دے اور اللہ کی عبادت سے دور کر دے۔ اس میں ان بد بختوں کا ذکر ہے جو کلام اللہ سننے سے اعراض کرتے ہیں اور ساز و موسیقی، نغمہ و سرور اور گانے وغیرہ خوب شوق سے سنتے اور ان میں دلچسپی لیتے ہیں۔ خریدنے سے مراد بھی یہی ہے کہ آلات طرب و شوق سے اپنے گھروں میں لاتے ہیں اور پھر ان سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ہوا الحدیث میں بازاری قصبے کہانیاں، افسانے، ڈرامے، ناول اور سنسنی خیز لٹریچر، رسالے اور بے حیائی کے پرچار کرنے والے اخبارات سب ہی آجاتے ہیں اور جدید ترین ایجادات، ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر، ویڈیو فلمیں، ڈش اینٹینا وغیرہ بھی۔ اللہ ہم سب کو اپنا قریبی بننے کی توفیق دے۔ آمین (انیس)

(۲) (ویکروہ امامت فاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزانی و آكل الربوا ونحو ذلك، وفي الشامية وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانة شرعاً. (رد المختار: ۱/ ۵۵۹-۵۶۰) (کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

عن جابر بن عبد الله قال: خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: "يا أيها الناس توبوا إلى الله قبل أن تموتوا وبادروا بالأعمال الصالحة قبل أن تشغلوا وصلوا الذي بينكم وبين ربكم بكثرة ذكر كم له وكثرة الصدقة في السر والعلانية ترزقوا وتنصروا وتجبروا واعلموا أن الله قد افترض عليكم الجمعة في مقامي هذا في يومي هذا في شهرى هذا من يومي هذا إلى يوم القيامة فمن تركها في حياتي أو بعدى وله إمام عادل أو جائر استخفافا بها أو جحودا بها فلا جمع الله له شمله ولا بارك له في أمره ولا صلاة له ولا زكاة له ولا حج له ولا صوم له ولا بر له حتى يتوب فمن تاب تاب الله عليه ألا لا تؤمن امرأة رجلاً، ولا يؤمن أعرابي مهاجراً ولا يؤمن فاجر مومنًا إلا أن يقهر بسطان يخاف سيفه وسوطه". (رواه ابن ماجه) {إعلاء السنن: ۲۰۱/۷-۲۰۲} (سنن ابن ماجه، باب في فرض الجمعة، انیس)

ٹیلی ویژن دیکھنے والے کی امامت:

سوال: ایسے امام کی اقتدا کرنا جو کہ ٹیلی ویژن دیکھتا ہو، جائز ہے؟
ٹیلی ویژن دیکھنا کیسا ہے؟ بینو او تو جروا۔

الجواب: _____ باسم ملہم الصواب

ٹیلی ویژن دیکھنا ناجائز ہے اور ایسے امام کی اقتدا مکروہ تحریمی ہے؛ مگر نماز ہو جائے گی، لوٹانا ضروری نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۳/صفر/۱۳۹۰ھ (احسن الفتاویٰ: ۲۸۸/۳)

حاجی نمازی ٹی وی دیکھنے والے کے پیچھے نماز ادا کرنا:

سوال: ایک شخص حاجی، نمازی، چھوٹی داڑھی، ٹی وی فلم، گانے وغیرہ سب ہی کچھ کرتا ہے اور پھر امامت کے لیے بھی تیار ہو جاتے ہیں تو کیا ان کے پیچھے نماز ہو جائے گی؟

الجواب _____

جائز نہیں۔ (۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۴۵۲/۳)

سوال مثل بالا:

سوال: امام صاحب سنیماد دیکھتے ہیں، بینک سے سود کی رقم حاصل کرتے ہیں اور اپنے خرچ میں وغیرہ وغیرہ ان کے اعمال فسقیہ ظاہر ہیں، ان کی امامت کا کیا حکم ہے؟

هو المصوب _____

اگر واقعی یہ بات ہے کہ امام اعمال فسقیہ میں مبتلا ہیں اور ان اعمال سے ثابت ہو کر اپنی حالت نہیں بدلتا تو ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے، اگر بغیر فتنہ و فساد ان کو علاحدہ کر کے دوسرا امام کو مقرر کیا جاسکتا ہو تو ایسا کر لیا جائے، (۲) ورنہ

(۱) ویکرہ تقدیم الفاسق؛ لأنه لا یہتم لأمر دینہ. (فتح القدیر: ۲۴۷/۱) / ایضاً: رد المختار: ۱/۵۵۹-۵۶۰، باب الإمامة،

مطلب فی تکرار الجماعۃ فی المسجد/ وحديث جابر رضی اللہ عنہ (سنن ابن ماجہ، باب فی فرض الجمعة (ح: ۱۰۸۱) انیس)

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: خالفوا المشرکین، وقرؤا اللّٰحی وأحفوا

الشوارب. (الصحيح للبخاری، باب تقليم الأظفار (ح: ۵۷۹۲) / الصحيح لمسلم، باب خصال الفطرة (ح: ۲۵۹) انیس)

(۲) وذكر الشارح وغيره أن الفاسق إذا تعذر منعه يصلي الجمعة خلفه وفي غيرها ينتقل إلى مسجد آخر وعلل له في

المعراج بأن في غير الجمعة يجد إماماً غيره. (البحر الرائق: ۶۱۱/۱) (باب الإمامة، العبد والأعرابي والفاسق والمبتدع، انیس)

”صلو اختلف کل بر وفاجر“ (۱) کی روایت کو مدنظر رکھ کر ہر نیک و بد کے پیچھے نماز ادا کر لینی چاہیے، انتشار و اختلاف سے ہر حال میں بچنا چاہیے۔ بخاری میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ باغیوں کا امام نماز پڑھاتا ہے تو آپ کی کیا رائے ہے، کیا ہم اس کے پیچھے نماز پڑھیں؟ تو آپ نے فرمایا: اچھے کام میں ان کے شریک ہو جاؤ، (۲) بہر حال مسلمانوں کے مابین نزاع کی صورت نہ اپنائی جائے۔ (۳)

تحریر: محمد ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء، ۲/۳۲۰-۳۲۱)

مسجد کی چھت پر رہائش پذیر ٹی وی دیکھنے والے امام کی اقتدا میں نماز:

سوال: ہمارے علاقے کی جامع مسجد کے پیش امام جو عرصہ دس ماہ سے مسجد کی بالائی چھت پر رہائش پذیر ہیں؛ یعنی مسجد کی حدود کے اندر رہتے ہیں، ان کے یہاں پر ٹی وی بھی ہے، جو اتنی زور سے بجایا، چلایا جاتا ہے کہ جس کی آواز سے نماز میں خلل واقع ہوتا ہے اور امام صاحب جو کہ امامت فرماتے ہیں، عشا کے صرف فرض پڑھا کر اوپر ٹی وی دیکھنے پہنچ جاتے ہیں؛ تاکہ ٹی وی ڈرامہ یا خبر نامہ نہ نکل جائے تو مسئلہ یہ ہے کہ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے، اور مسجد کی حدود میں ٹی وی دیکھنا اور چلانا جائز ہے اور اگر ناجائز ہے تو ایسے امام کا کیا انتظام کیا جائے؟ نکال دیا جائے، یا سزا دی جائے؟

الجواب

ٹی وی دیکھنا اور وہ بھی مسجد کی چھت پر گناہ کبیرہ اور اتہائاتی غلط کام ہے، ایسا شخص اس لائق نہیں کہ اس کو امام رکھا جائے، اس کی اقتدا میں نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (۴) (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ۳/۳۵۳)

(۱) سنن الدار قطنی، کتاب العیدین، باب صفة من تجوز الصلاة معه، رقم الحدیث: ۱۷۸۸ / السنن الکبریٰ

للبيهقي، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی من قتل نفسه، رقم الحدیث: ۷۰۸۰۔

(۲) عن عبید اللہ بن عدی بن خیبار: أنه دخل علی عثمان بن عفان وهو محصور فقال: إنک إمام عامة، ونزل بک

مانری ویصلی لنا إمام فنته ونتحرج فقال: الصلاة أحسن ما يعمل الناس، فإذا أحسن الناس فأحسن معهم، وإذا أسأوا

فاجتنب إساءة تهم. (صحيح البخاری، کتاب الجماعة والإمامة، باب إمامة المفتون والمبتدع، رقم الحدیث: ۶۹۵)

(۳) نیز تہا نماز پڑھنے کے مقابلے فاسق کی امامت میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ وقال ابن عابدین رحمہ اللہ تعالیٰ: ”فإن أمکن

الصلاة خلف غیرهم فهو أفضل وإلا فالإقتداء أولى من الإنفراد... وإن کراهة تقدیمہ کراهة تحریم“۔ (رد المحتار،

کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۹/۱-۵۶۰، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

(۴) یکره تقدیم الفاسق، إلخ. (فتح القدیر: ۲۴۷/۱، باب الإمامة، انیس)

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ

مُهِينٌ﴾ (سورۃ لقمان: ۶)۔ جمہور علماء کے قول کے مطابق ابو الحدیث میں ٹی وی شامل ہے۔ انیس

مزامیر کیساتھ قوالی سننے والے کی امامت:

سوال: ایک آدمی مزامیر کے ساتھ قوالی بھی سنتا ہے اور موجودہ دور کے بریلوی مولویوں خصوصاً عمرا چھروی اور عنایت اللہ ساہی کو بلوا کر تقریر بھی کرواتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ناظر ہونے کا قائل ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

(المستفتی: محمد یوسف رحمانی، ناظم مدرسہ خیر العلوم، لودھراں)

الجواب

در مختار میں ہے: ”(و) کرہ (کل لہو) لقولہ علیہ الصلاة والسلام: کل لہو المسلم حرام إلا ثلاثة: ملاحظتہ أهلہ، وتأديبہ لفرسہ ومناضلتہ بقوسہ، قوله: (و کرہ کل لہو) أى کل لعب وعبث، إلخ، شامل لنفس الفعل واستماعه كالرقص والسخرية والتصفيق وضرب الأوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق، فإنها كلها مكروهة لأنهازي الكفار واستماع ضرب الدف والمزمار وغير ذلك حرام، وإن سمع بغتة يكون معذوراً ويجب أن يجتهد أن لا يسمع، قهستاني. (ردالمحتار: ۱/۲۶۱/۵) / فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۵۱/۳

روایت بالا سے معلوم ہوا کہ مزامیر کے ساتھ قوالی سننا حرام ہے، بناء علیہ سوال میں مذکور صفات کے حامل امام کے

پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ۔ الجواب صحیح: خیر محمد عفا اللہ عنہ۔ (خیر الفتاویٰ: ۳۳۲-۳۳۳)

امام جو چاہے سو پڑھے، یا مقتدی کی ہدایت کے مطابق اور گانے بجانے والے کی امامت:

سوال: تابعداری مقتدی کو کرنی چاہیے، یا امام کو اور امام جو چاہے قرأت پڑھے، یا مقتدیوں کے کہنے کے مطابق پڑھے۔ امام اگر گانا بجانا سنے، یا جھوٹی گواہی دے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے، یا نہیں؟

الجواب

حدیث شریف میں ہے: ”الإمام ضامن“ (۲) پس نماز امام کی متبوع ہے اور مقتدی تابع امام کے ہیں اور قرأت

(۱) کتاب الحظر والاباحہ، باب الاستبراء وغیرہ، فصل فی البیع / جامع الرموز، کتاب الکراهیة: ۴۳۶، نولکشور لکھنؤ، انیس
عن أبی ہریرة أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: کل شیء من لہو الدنيا باطل، إلا ثلاثة انتصالك بقوسک وتأديبک فرسک وملاعتک أهلک فإنها من الحق. (المستدرک للحاکم، کتاب الجهاد: ح: ۶۸، ۲)
قال الذهبي: علی شرط مسلم: ۱۰/۲، دارالکتب العلمیة بیروت. انیس)

(۲) سنن أبی داؤد، باب ما يجب علی المؤمن من تعاهد الوقت (ح: ۵۱۷) عن أبی ہریرة رضی اللہ عنہ، انیس

میں امام رعایت مقتدیوں کی رکھے، (۱) امام اگر گانا بجانا سنے اور جھوٹی گواہی دے تو وہ فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے؛ مگر نماز ہو جاتی ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: ”صلوا خلف کل بر وفاجر“ (۲) اور فقہان نے یہ لکھا ہے کہ امام فاسق کو معزول کر دینا چاہیے؛ (۳) کیوں کہ امام صالح کے پیچھے نماز پڑھنے میں زیادہ ثواب ہوتا ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۲۲/۳-۲۲۳)

سنیما دیکھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے:

سوال: کوئی بالغ حافظ مولانا جو کہ روزہ نماز کا پابند نہ ہو، انگریزی اسکول میں پڑھتا ہو، کبھی کبھی سنیما وغیرہ بھی دیکھتا ہو، اس کے پیچھے نماز تراویح پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب: _____ وباللہ التوفیق

ایسے شخص کے پیچھے نماز ہو جائے گی، البتہ ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے۔ (۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
عبداللہ خالد مظاہری، ۱۲/۹/۱۴۰۰ھ۔ (فتاویٰ امامت شرعیہ: ۲۲۷/۲-۲۲۸)

مزامیر سننے والے کی امامت:

سوال: إمام إذا ذهب في مجلس الفجوة وسمع المزامير والدف والرقص وغيرها من أنواع اللهو واللعب هل يجوز الصلوة خلفه أم لا؟ (۵)

الجواب: _____

تجوز مع الكراهة، أما الجواز فلقوله عليه الصلاة والسلام: ”صلوا خلف كل بر

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”إذا صلى أحدكم للناس فليخفف فإن فيهم الضعيف والسقيم والكبير وإذا صلى لنفسه فليطول ما شاء.“ (ردالمحتار، باب الإمامة عن الصحيحين: ۵۲۷/۱، ظفیر)

والحدیث أخرجه أبو داؤد بلفظه، باب في تخفيف الصلاة، رقم الحدیث: ۷۹۴/۱ وكذا رواه البخاری (رقم الحدیث: ۷۰۳) ومسلم (رقم الحدیث: ۴۶۷) وأحمد (رقم الحدیث: ۱۰۳۰۶) انیس

(۲) الدار قطنی، باب صفة من تجوز الصلاة معه والصلاة عليه (ح: ۱۷۶۸): ۴۰۴/۲، مؤسسة الرسالة، انیس

(۳) وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه (إلى قوله) بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انیس)

(۴) (ويكره) تنزيهاً (إمامة)... (فاسق). (الدر المختار) (الدر المختار على هامش رد المحتار: ۲۹۸/۲)

وفي رد المحتار: بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (ردالمحتار: ۲۹۹/۲) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انیس)

(۵) خلاصہ سوال: کوئی امام فاسق و فاجر کی مجلس میں جائے اور مزامیر، دف، ناچ گانا وغیرہ سنے تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

و فاجر“۔ (الحديث) (۱) وأما الكراهة فالآن في تقديم الفاسق تعظيمه وقد وجب عليهم تحقير ه، كذا في رد المحتار. (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۳۱۷)

سنیما دیکھنے اور قوالی سننے والے کی امامت:

سوال: ایک پیش امام صاحب جو ہمیشہ سنیما دیکھتے ہیں اور قوالی بھی سننے جاتے ہیں اور ان کے لڑکے کی تجارت بھی سنیما کی ہے اور خود امامت کرتے ہیں اور مصلیٰ پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ ہم میں کیا (عیب) ہے؟ اس کا جواب تحریر فرمائیں؟

الجواب _____ حامداً ومصلياً

سنیما دیکھنا اور قوالی سننا مستقل عیب ہے، اس کے باوجود اپنے کو بے عیب سمجھنا بہت بڑا عیب ہے، قوالی کی حرمت ”سکب الانہر“ (۳)، فتاویٰ بزازیہ (۴) اور تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ (۵) میں موجود ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۱۱/۶)

قوالی سننے والے کی امامت:

سوال: جیسا کہ آج کل عرسوں میں قوالی ہوتی ہے، ان میں کسی امام مسجد کا شریک ہو کر سننا، یا اس کو اچھا کہنا کیسا ہے؟ آیا اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے؟

(۱) تقدم تحریجہ، انیس

(۲) دیکھئے: رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

خلاصہ جواب: ایسے امام کی امامت کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ جائز تو اس وجہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: ”ہر اچھے اور برے کے پیچھے نماز پڑھو“ اور کراہت اس وجہ سے کہ وہ شخص فاسق ہے اور فاسق کی تحقیر لازم ہے اور اس کو امامت کے لئے آگے بڑھانے میں اس کی تعظیم ہے۔ ایسا ہی شامی میں ہے۔ انیس

(۳) واستماع الملاهی حرام لقوله عليه السلام: ”استماع صوت الملاهی معصية، والجلوس عليها فسق، والتلذذ بها كفر“ (نیل الأوطار، باب ماجاء فی آلة اللہو: ۱۱۳/۸، دارالحدیث مصر، انیس): أى بالنعمة كما بسطه البزازی، أول تغليظ الذنب كما فی الاختیار، أو للإستحلال، كما فی النهاية. (سکب الأنهر شرح ملتقى الأبحر، كتاب الكراهية، فصل فی المتفرقات: ۵۵۴/۲، دار إحياء التراث العربی بیروت)

(۴) الفتاویٰ البزازیة، كتاب الكراهية، الثالث فيما يتعلق بالمناهی: ۳۵۹/۶، رشیدیة

(۵) العقود الدرية فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیة، مسائل و فوائد شتی من الحظر والإباحة وغير ذلك ومطالبة فی سماع الآلات المطربة: ۳۵۵/۲، تاجران ارگ بازار، قندهار افغانستان

الجواب _____ حامداً ومصلياً

جب تک دوسرا آدمی موجود ہو تو توالی سننے والے عرس میں شریک ہونے والے کو امام نہیں بنانا چاہیے۔ (۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ محمودیہ: ۲۱۱۶-۲۱۲)

پیشہ ورگانے والے کی امامت درست ہے یا نہیں:

سوال: مطرب یعنی اقوام مراٹھی کے پیچھے اقتدا جائز ہے، یا نہیں؛ یعنی مراٹھی خواندہ اگر امامت کراوے تو شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب _____

اگر وہ اپنے پیشہ حرام غنا و مزامیر وغیرہ سے تائب ہے تو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے، ورنہ مکروہ ہے۔ (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۳۶/۳)

غلط پیشے سے تائب متقی اور پرہیزگار کی امامت:

سوال: جو قومیں حرام پیشے کی مرتکب ہیں جیسے گویا، نقال، ڈھاری، میراثی، اگر ان میں سے کوئی حافظ ہو اور وہ بذات خود اپنے پیشے سے تائب ہو اور متقی ہو۔ دوسرے یہ کہ ایک بھلے خاندان کے اس سے علم میں زیادہ متقی اور حفاظت وہاں موجود ہیں تو ان کے مقابل اس کو جامع مسجد کا امام اور شہر کا نکاح خواں بنانا درست ہے، یا نہیں؟ (المستفتی: ۱۴، حافظ رحیم بخش (مترجم) ۹/۱۳۵۲ھ، مطابق ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

الجواب _____

جب کوئی شخص بذات خود متقی اور پرہیزگار ہو اور علم و فضل رکھتا ہو تو اس کو امامت کے لیے مقرر کرنا جائز ہے، اگر اس کے مقابلے میں کوئی اونچے خاندان کا شخص بھی تقویٰ اور پرہیزگاری اور علم و فضل میں اس کے برابر موجود ہو تو اس کو امامت کے لیے ترجیح دینے میں مضائقہ نہیں ہے؛ مگر باوجود اس کے ادنیٰ درجے کی قومیت والے شخص کو امام بنانے میں کراہت نہیں ہے۔ (۳) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ (کفایت المفتی: ۸۰-۸۱)

(۱) و کرہ إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين، فتجب إهانتة شرعاً، فلا يعظم بتقديمه للإمامة. (حاشية

الطحطاوى على مرآة الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في بيان الأحق بالإمامة، ص: ۳۰۲-۳۰۳، قديمي)

(۲) ويكره إمامة عبد، إلخ، وفاسق (الدر المختار) ولعل المراد به (أى الفاسق) من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني

وآكل الربا ونحو ذلك. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) (مطلب في تکرار الجماعة في المسجد، انیس)

(۳) والأحق بالإمامة بتقديمًا ونصبًا... الأعلم بأحكام الصلوة فقط صحة وفسادًا لشرط اجتنابه = =

ساز پرگانے والے کی امامت:

سوال: ایک شخص نائی ہے اور ساز پرگاتا ہے، کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے؟

الجواب: _____ حامداً ومصلياً

نائی کا پیشہ درست ہے بشرطیکہ داڑھی نہ موٹتا ہو، ساز پرگانا جائز ہے، ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ (۱)
فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ محمودیہ: ۲۱۴/۶)

غلط محفل میں شریک ہونے والے کی امامت:

سوال: ایک شخص ہنسی گول کی جگہ اورگانے بجانے کی جگہ شوق سے بیٹھتا ہے، اس کی امامت کیسی ہے؟

الجواب: _____ حامداً ومصلياً

ایسی مجالس میں شرکت ناجائز ہے، اگر اس شخص سے بہتر امامت کے لائق دوسرا آدمی موجود ہو تو اس شخص کی امامت مکروہ ہے، دوسرے کو امام بنانا چاہیے، تاوقتیکہ یہ شخص توبہ نہ کرے۔ (۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۵/۳/۱۳۵۶ھ۔
صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۶/ربیع الاول/۱۳۵۶ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۱۶/۶)

== للفواحش الظاهرة لا يقدم أحد في التزامه إلا بمرجح فإن استنوا يقرع بين المسوين أو الخيار إلى القوم فإن اختلفوا اعتبر أكثرهم ولو قدموا غير الأولى أساؤا بلا إثم. (الدر المختار مع رد المحتار: ۵۵۷/۱-۵۵۹)
(۱) قال الحصكفي رحمه الله تعالى: "ويكره إمامة... فاسق". "قوله: (فاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني واكل الربا ونحو ذلك"... وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانتة شرعاً... بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم". (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۹/۱-۵۶۰، سعيد) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

(۲) ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى ومبتدع لا يكفر بها، وإن كفر بها فلا يصح الاقتداء به أصلاً، وولد الزنا، لهذا إن وجد غيرهم، وإلا فلا كراهة". (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۹/۱-۵۶۰)

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "التائب من الذنب كمن لا ذنب له". (مشكوة المصابيح: ۲۰۶/۱، باب الاستغفار والتوبة، الفصل الثالث/سنن ابن ماجه، باب ذكر التوبة (ح: ۴۲۵۰)/مسند الشهاب القضاعي، التائب من الذنب كمن لا ذنب له (ح: ۱۰۸) انيس)

گانے بجانے کی مجلس میں نکاح پڑھانے والے کی امامت:

سوال: جو شخص ایسی مجلس میں نکاح پڑھائے، جس میں باجے بچتے ہوں تو اس کی امامت درست ہے، یا نہیں؟

الجواب: _____ حامداً ومصلياً

جس شادی میں خلاف شرع امور؛ گانا بجانا وغیرہ ہوں اور پہلے سے معلوم بھی ہو تو اس میں شرکت منع ہے، (۱) امام کو بھی اور مقتدی کو بھی، اگر امام صاحب نے ایسی جگہ نکاح پڑھا دیا اور شرکت کر لی ہے تو اس کو توبہ و استغفار کرنا چاہیے اور آئندہ کو پرہیز کرنا چاہیے، (۲) اگر امام باز نہ آئے تو اس کی امامت مکروہ ہوگی۔ (۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۱۶-۲۱۷)

گانے بجانے کی فحش مجلس اور اس کے روکنے والے امام کا حکم:

سوال: ایک قریہ کے لوگوں نے بوقت نماز عشا بالمقابل مسجد ایک مکان پر باجہ گراموفون لگا کر عوام الناس مذکر و مؤنث کو ہر قسم کے اور ہر عمر کے جمع کر کے تمام رات ایسی بے حیائی میں گزار دی، قریہ مذکورہ کے امام نے بایں الفاظ منع کیا کہ ”او بے حیاء، بے شرم اور بے سلیقہ کنجرو، دیوثو! تمہیں شرم نہیں آتی کہ بچوں کو جمع کر کے عورتوں کو بھی شامل کرتے ہو، یہ انخوا ہو جائیں گے، ایسی بے حیائی کی تعلیم دے رہے ہو، آخر قوم نے یوں ہی رات بے ہودہ گوئی میں گزار دی، جیسے مثال کے طور پر ایک مصرع نقل کرتا ہوں، جس کے معنی یہ ہیں:

(۱) دعی الی ولیمة و ثمة لعب أو غناء قعد و أكل فإن قدر علی المنع فعل وإلا صبر إن لم یکن ممن یقتدی بہ فإن کان (أی کان هو المقتدی) ولم یقدر علی المنع خرج ولم یقعد وإن علم أو لایحضر أصلاً. (الدر المختار، کتاب الحظر والإباحة: ۳۴۷/۶-۳۴۸، سعید)

(۲) قال اللہ تعالیٰ: ﴿إنما التوبة علی اللہ للذین یعملون السوء بجهالة ثم یتوبون من قریب فأولئک یتوب اللہ علیہم، وکان اللہ علیماً حکیماً﴾ (سورة النساء: ۱۷)

وقال اللہ تعالیٰ: ﴿یا ایہا الذین امنوا توبوا الی اللہ توبة نصوحاً﴾ (سورة التحريم: ۸)

وقال الثوری: عن سماک عن النعمان عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: التوبة النصوح أن یتوب من الذنب ثم لایعود فیہ، أو لا یريد أن یعود فیہ.

ولہذا قال العلماء: التوبة النصوح هو أن یقلع عن الذنب فی الحاضر، ویندم علی ما سلف منه فی الماضي، ویعزم علی ألا یفعل فی المستقبل، ثم إن کان الحق لآدمی رده الیہ بطریقه. (تفسیر ابن کثیر: ۵۰۳/۴، دار الفیحاء، دمشق)

(۳) ویکرہ إمامة عبد وأعرابی و فاسق و أعمی. (الدر المختار)

وقال ابن عابدين رحمہ اللہ تعالیٰ: ”قولہ: (فاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، و لعل المراد به

من یرتکب الكبائر کشارب الخمر والزانی و آکل الربا ونحو ذلك... علی أن کراهة تقدیمہ کراهة تحريم“. (رد المحتار، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۹/۱-۵۶۰، سعید) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

”یعنی میری تماک میں تو مکان کی چھت پر چار پائی نہ بچھا کیونکہ اب تو میں تمام کی تمام تیری ہی ہو چکی ہوں، جہاں میں کیوں شہرت کرتا ہے؟ وغیرہ وغیرہ“۔

قوم کا یہ ہی شعار بن گیا ہے، اس سے قبل بھی چند مرتبہ ان کو منع کر دیا گیا تھا؛ مگر قوم باز نہ آئی تو امام نے اس قوم کی امامت چھوڑ دی، تعلیم قرآن چھوڑ دی، اب قوم اپنے استاذ (جو کہ ان کی چند پشتوں کا امام رہ چکا ہے) کے خلاف طرح طرح کے منصوبے، غیبت و ناجائز حملے کر رہی ہے اور اپنا دوسرا امام تلاش کر رہی ہے اور قوم کہتی ہے کہ باجے ہمارے پیر صاحب سنتے اور بجاتے آئے ہیں، منع کہاں، اگر یہ بے حیائی ہوتی تو پیر صاحب کہاں سنتے، وغیرہ وغیرہ اور امام کہتا ہے کہ اگر اسلام میں ایسے کھیل کو دمتاشے کا کام جائز ہے تو میں ایسے اسلام و ایمان سے بیزار ہوں، جو سکھوں کی طرح ہر حال میں؛ یعنی شادی میں ساز وغیرہ کے ساتھ شادی منائی جاوے اور موت کے وقت میں وہی ڈھولک مولک سے ماتم کی رسم ادا کی جاوے۔

علاوہ اس کے چند یوم کے بعد وہی باجہ بجانے والے دوسرے گاؤں سے ایک عورت بال بچے اور شوہر والی عورت اغوا کر کے رائے پور لے گئے اور مغویہ کو مسیحی مذہب میں داخل کرنے کی ناپاک کوشش کی جا رہی ہے؛ تاکہ مرتدہ کر کے نکاح اول تو گر جائے، یہ ہے اس وقت کے مسلمانوں کا ایمان، اب یہ قوم حق پرست ہے، یا امام قوم؟ اب قوم حق استادی فراموش کر سکتی ہے، یا نہیں؟ ایسی قوم کا صوم و صلوة درست ہے، یا نہیں؟ امام عند اللہ مجرم ہے، یا نہیں؟ شرعاً اس کا کیا حکم ہے اور امام کے واسطے کیا حکم ہے؟ جواب صاف صاف تحریر فرمائیں، بحوالہ کتب مع دلائل شرعیہ کے؟ بیٹو اتو جروا۔

(محمد شفیع، عام باغ، فقیر یہ ڈکخانہ ہند، ضلع راولپنڈی، ۱۵/شعبان/۱۳۵۷ھ)

الجواب _____ حامداً ومصلياً

قوم کے یہ افعال شنیعہ ناجائز اور کبیرہ گناہ ہیں، (۱) خاص کر غیر کی عورت کو اغوا کر کے مرتد بنا کر ہے، (۲) اگر وہ

(۱) وفي السراج: ودلت المسئلة أن الملاهي كلها حرام ويدخل عليهم بلاذنيهم لإنكار المنكر. قال ابن مسعود: صوت اللهو والغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء النبات. قلت: وفي البرازية: استماع صوت الملاهي... حرام لقوله عليه الصلاة والسلام: "استماع الملاهي معصية، والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر". (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة: ۳۴۸/۶-۳۴۹، سعيد)

وفي الأشباه: الخلو بالاجنبية حرام، آه. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة: ۳۶۸/۶، سعيد)

(۲) وفي المحيط والفتاوى الصغرى أيضاً: من لقن غيره كلمة الكفر ليتكلم بها، كفر الملقن وإن كان على وجه اللعب والضحك. ومن أمر امرأة بأن ترتد... كفر الأمر... وفي المحيط: من أمر أحداً أن يكفر، كفر الأمر. (شرح فقه الأكبر: ۱۸۲-۱۸۳، قديمي)

خدا خواستہ مرتد ہو کر مسیحی مذہب میں داخل ہو گئی، تب بھی مفتی بہ قول کے موافق پہلا نکاح فسخ نہ ہوگا، (۱) اور اس کو مرتد بنانے والا، یا اس کے لیے مشورہ دینے والا کافر ہو جائے گا، اس عورت کو اس کے پہلے شوہر کے پاس واپس کرنا فرض ہے، (۲) اسی طرح گانے بجانے وغیرہ حرکات سے بھی توبہ لازم ہے، (۳) اور جس طرح ہو سکے، اپنے ناشائستہ افعال سے توبہ کر کے امام صاحب کو بھی راضی کریں اور امام صاحب کو چاہیے کہ ان لوگوں کو نرمی اور شفقت کے ساتھ نصیحت کریں کہ اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے اور سخت الفاظ استعمال نہ کریں اور ان کے لیے دعا بھی کریں اور امام صاحب کو (یہ) بھی چاہیے کہ دوسری جگہ نہ جائیں، کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے قوم کی اصلاح فرمادیں، البتہ اگر قوم سخت مخالف ہو جاوے اور امام صاحب کا رہنما دشوار کر دے اور ان کے وہاں رہنے سے اصلاح کی توقع نہ ہو؛ بلکہ فتنہ پیدا ہو تو امام صاحب کو چاہیے کہ کسی دوسری جگہ اپنا انتظام کر لیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۷/۸/۱۳۵۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۷/شعبان ۱۳۵۷ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۱۷-۲۲۰)

جو امام عیدین میں باجے کے ساتھ جاتا آتا ہے اور سود خوار بھی ہے، اس کی امامت کیسی ہے:

سوال: قاضی صاحب نماز عیدین پڑھانے کو اپنے گھر سے جب نکلتے ہیں تو شیخ نقارچی ڈھول بجاتا ہوا قاضی صاحب کے آگے آگے عید گاہ تک جاتا ہے اور اسی طرح بعد نماز کے گھر تک جاتا ہے، یہ عمل ثواب ہے، یا گناہ؟ اور قاضی کھلم کھلا سود لیتے ہیں اور قرآن شریف بھی غلط پڑھتے ہیں۔

(۱) ”(ولو ارتدت) ... وأفتى مشائخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجراً و تسيراً لا سيما التي تقع في المكفر ثم

تنكر“. (الدر المختار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ۱۹۴/۲، سعید)

(قوله: زجراً لها) عبارة البحر: حسماً لباب المعصية: والحيلة للخلاص منه، إلخ. (ردالمحتار) (باب نكاح

الكافر: ۱۹۴/۳، دار الفکر بیروت، انیس)

(۲) أن من أمر امرأة حتى ترتد عن الإسلام لتبين من زوجها، فهو كافر ... وفي المضمرة: وتجر المرأة على

الإسلام، وتضرب خمسة وسبعين سوطاً، وليس لها أن تتزوج إلا بزوجها الأول. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب أحكام

المرتدين، فصل في تعليم الكفر وتلقينه... ۵۱: ۵۲۶/۵، إدارة القرآن كراچی)

(۳) قال الله تعالى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا توبوا إلى الله توبة نصوحاً﴾ (سورة التحريم: ۸)

وعن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ”يا أيها الناس! توبوا

إلى الله، فإني أتوب إليه في اليوم مائة مرة“. (مشكوة المصابيح، باب التوبة والاستغفار، الفصل الأول: ۲۰۳، قديمي)

(رقم الحديث: ۲۳۲۵، انیس)

”عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”إن العبد إذا اعترف ثم تاب، تاب

الله عليه“. (مشكوة المصابيح، باب التوبة والاستغفار، الفصل الأول: ۲۰۳، قديمي) (رقم الحديث: ۲۳۳۰، انیس)

الجواب

قاضی کا یہ فعل کہ ڈھول بجواتے ہیں، درست نہیں ہے اور سو دُخوار کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (۱) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۱۶/۳)

کُرکٹ دیکھنے والے کی امامت:

سوال (۱) امام پھول مشین کے کارخانہ میں کام کراتے ہیں خود نہیں کرتے، کبھی کبھی ان پر جانور کا پینٹ ہوتا ہے، اس تصویر پر پھول کا کام کرنا ہوتا ہے، ایسا کارخانہ چلانے والے کی امامت درست ہے؟

(۲) اگر امام میدان میں فٹ بال دیکھے، یا ٹیلی ویژن میں فٹ بال، یا کُرکٹ دیکھے تو اس کی امامت کیسی ہے؟

(۳) اگر کوئی صرف للہ مسجد میں، یا اس سے متصل کمرے میں، قرآن پاک کی تعلیم دے اور مسجد سے لگے ہوئے کمرہ میں حفظ، طالب علم کے لیے کھانا پینا، سونا، پڑھنا جائز ہے؟

ہو المصوب

(۱) جاندار کی تصویر بنانا درست نہیں ہے؛ (۲) اسی لیے ایسے امام کی امامت مکروہ ہے۔

(۱) وكذا تكره خلف أمرد، إلخ، وشارب الخمر و آكل الربا و نمام و مرء و متصنع. (الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۵/۱، ظفیر)

عن أبي جحيفة قال: نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن ثمن الكلب و ثمن الدم و نهى عن الواشمة و الموشومة و آكل الربا و موكله و لعن المصور. (صحيح البخارى، باب موكل الربا (ح: ۲۰۸۶) انيس)

عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: اجتنبوا السبع الموبقات قيل: يا رسول الله! وما هن؟ قال: الشرك بالله و السحر و قتل النفس التي حرم الله إلا بالحق و أكل مال اليتيم و أكل الربا و التولى يوم الزحف و ذف المحصنات الغافلات المؤمنات. (صحيح لمسلم، باب بيان الكبر و أكبرها (ح: ۸۹) انيس)

﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلاً﴾ (سورة المزمل: ۴، انيس)

و الأخذ بالتجويد حتم لازم، من لم يجد القرآن اثم. (المقدمة الجزرية، باب التجويد: ۴، دار نور المكتبات، انيس)

و حرر الحلبي و ابن الشحنة أنه بعد بذل جهده دائماً دائماً كالأمرى، فلا يؤم إلا مثله، ولا تصح صلاته إذا أمكنه الاقتداء بمن يحسنه أو ترك جهده. (الدر المختار)

(قوله دائماً) أى فى اناء الليل و أطراف النهار، فمادام فى التصحيح و التعلّم و لم يقدر عليه فصلاته جائزة و إن ترك جهده فصلاته فاسدة كما فى المحيط وغيره. (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فى الألف: ۵۴۴/۱، انيس)

(۲) من صور صورة فإن الله معذبه حتى ينفخ فيه الروح، و ليس بنافخ فيها أبداً فربا الرجل ربوة شديدة، و اصفر وجهه فقال: ويحك، إن أبيت إلا أن تصنع، فعليك بهذا الشجر، كل شئ ليس فيه روح. (صحيح البخارى، كتاب البيوع، باب بيع التصاوير التى فيه الروح و ما يكره من ذلك، رقم الحديث: ۲۲۲۵)

==

- (۲) امام کو میدان میں کرکٹ یا فٹ بال دیکھنا نہیں چاہیے، احتراز لازم ہے، اسی طرح ٹی وی دیکھنے سے بھی احتراز لازم ہے، اگر مجبوراً ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا پڑے تو پڑھ لے، جماعت نہ ترک کرے۔ (۱)
- (۳) قرآن پاک کا حفظ کرنا مسجد میں، یا مسجد سے ملے کمرہ میں جائز ہے، مسجد کے آداب ضروری ہوں گے، اور کمرہ میں جو مسجد سے خارج ہو تو آداب ضروری نہ ہوں گے۔ (۲)
- تحریر: محمد ظہور ندوی۔ (فتاویٰ ندوة العلماء: ۳۵۶/۲-۳۵۷)

ریڈیو سننے والے کی اقتدا میں نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: ایک شخص ایک حد تک بڑا پابند شریعت ہے، صرف ایک بات اس میں پائی جاتی ہے؛ یعنی ریڈیو سنتا ہے، ریڈیو میں صرف تلاوت قرآن مجید اور ترجمہ اور کوئی مسائل دینی اگر نشر ہوں تو سنتا ہے اور خبریں بھی، باقی فلمی ریکارڈ وغیرہ نہیں سنتا اور لوگوں کا امام ہے، نماز اس کے پیچھے جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

اگر ساز و موسیقی اور دوسری نا جائز چیزیں سننے سے اجتناب کیا جائے تو ریڈیو سننا بالکل جائز ہے اور اس کی وجہ سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا، چنانچہ شخص مذکور کے پیچھے نماز درست ہے۔ واللہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۱۳۸۸ھ/۱۲۸ (فتویٰ نمبر ۳۲۲/۱۹، الف) (فتاویٰ عثمانی: ۳۳۶/۱-۳۳۷)

== قال أصحابنا وغيرهم من العلماء تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم وهو من الكبائر؛ لأنه متوعد عليه بهذا الوعد الشديد المذكور في الأحاديث. (شرح الصحيح لمسلم للنووي، كتاب اللباس والزينة: ۲۱۰/۷)

(۱) قوله "نال فضل الجماعة" أفاد أن الصلاة خلفهما أولى من الانفراد لكن لا ينال خلف تقى وورع. (رد المحتار: ۳۰۱/۲) (باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

(۲) (عن أبي هريرة رضي الله عنه أنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من سمع رجلاً يئشذ ضالة أي يطلبها برفع الصوت في المسجد فليقل: لا ردها الله تعالى عليك فإن المساجد لم تبين لهذا) أي لنشذان الضالة بل لذكر الله وتلاوة القرآن والوعظ ويعرف منه كراهة كل أمر لم بين المسجد لأجله، حتى كره مالك البحث العلمي فيه وجوزّه أبو حنيفة وغيره لأنه يحتاج إليه الناس لأن المساجد مجمعمهم. (شرح المصابيح لابن ملك، باب المساجد ومواضع الصلاة: ۴۲۷/۱، إدارة الثقافة الإسلامية، انيس)

يعنى: رفع الصوت في المسجد غير جائز في غير ذكر الله تعالى وتلاوة القرآن والوعظ ودرس العلم. (المفاتيح شرح المصابيح، باب المساجد ومواضع الصلاة: ۶۸/۲، دار النوادر، انيس)

قال المؤلف: المساجد إنما اتخذت لذكر الله تعالى وتلاوة القرآن والصلاة؛ وإنما يجوز فيها من البيع والشراء وسائر أمور الدنيا ما يكون بمعنى تعليم الناس والتنبه لهم على الاحتراس من موقعة الحرام ومخالفة السنن والموعظة في ذلك. (شرح صحيح البخاري لابن بطال، باب ذكر البيع الشراء على المنبر: ۱۰۵/۲، مكتبة الرشد، انيس)

ریڈیو، ٹی وی وغیرہ کی مرمت کرنے والے مستری کے پیچھے اقتدا کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مولوی صاحب کا بیٹا ریڈیو اور ٹی وی کا مستری ہے تو کیا اس مستری بیٹے کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز ہے؟ بینواتو جروا۔
(المستفتی: ہدایت اللہ کانگرہ چارسدہ، ۲۱ شعبان ۱۴۰۹ھ)

الجواب

فاسق کے پیچھے فساق کی اقتدا بلا کراہت جائز ہے۔ (۱) وہو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۲۳۴/۲)



(۱) قال العلامة ابن نجيم رحمه الله: وينبغي أن يكون محل كراهة الاقتداء بهم عند وجود غيرهم وإلا فلا كراهة كما لا يخفى. (البحر الرائق، باب الإمامة: ۳۴۹/۱)
إن الوسيلة أو الذريعة تكون محرمة إذا كان المقصد محرماً وتكون واجبة إذا كان المقصد واجباً. (المقاصد الشرعية للخادمي، ص: ۴۶، انيس)

جھوٹے کی امامت

جھوٹی حدیث بیان کرنے والے کی امامت درست ہے، یا نہیں:

سوال: ایک شخص احادیث جھوٹی بنا کر بیان کرتا ہے اور خلاف عقائد بہت باتیں بیان کرتا ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اور اس شخص کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب

وہ شخص کذاب، یا مفتری، یا دیوانہ ہے، جھوٹی روایات بیان کرتا ہے اور حق تعالیٰ اور رسول برحق پر بہتان لگاتا ہے اور مصداق اس وعید کا ہوتا ہے: ”من کذب علی متعمداً فلیتیواً مقعدہ من النار“ (۱) (یعنی جو شخص مجھ پر جھوٹ بولتا ہے، وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔) وہ شخص مبتدع و فاسق ہے، اس کو امام بنانا درست نہیں ہے اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۰۳-۱۰۴)

جھوٹ بولنے والے کے پیچھے نماز کا حکم:

سوال: ایک شخص جھوٹ بولتا ہے اور اس پر فخر کرتا ہے اور کپڑے صاف نہیں رکھتا، رنڈیوں میں جا کر سبق پڑھاتا ہے اور ساز، مزامیر بجاتا ہے، اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

(۱) مشکوٰۃ، کتاب العلم: ۳۲ (الفصل الأول، رقم الحدیث: ۱۹۸ / مصنف ابن ابی شیبہ، فی تعدد الکذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم (ح: ۲۶۲۳۸) / صحیح البخاری، باب إثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم (ح: ۱۱۰) / صحیح لمسلم، باب فی التحذیر من الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ح: ۳) انیس) (۲) ویکرہ إمامة عبد، إلخ، و فاسق، إلخ، و مبتدع أي صاحب بدعة. (الدر المختار) أما الفاسق، إلخ، ففی شرح المنیة: أن کراهة تقديمه کراهة تحريم (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

الکبيرة الثامنة والتاسعة والأربعون تعدد الکذب علی اللہ تعالیٰ أو علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم. (الزواجر عن إقتراف الكبائر: ۱۶۱/۱، دارالفکر بیروت، انیس)

الکبيرة الرابعة عشر الکذب علی اللہ عزوجل وعلی رسوله صلی اللہ علیہ وسلم. (الکبائر للذهبی: ۷۱/۱، دار الندوة الجديدة بیروت، انیس)

الجواب

ایسا شخص فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

كما في الهداية: وخلف فاسق. (ويكره تقديم العبد... والأعرابي... والفاسق). (۱) (امداد المفتين: ۲/۳۹۷)

جھوٹ بولنے والے اور فریب دینے والے کی امامت:

سوال: مولوی عبدالحق نے جلسہ عام میں اعلان کیا کہ میں نے اسکول کھوٹے کی ملازمت ترک کر دی، اس کے بعد استعفیٰ بھی دے دیا اور ملک لعل خاں صاحب نے مولوی صاحب موصوف کو مفتی امور شرعیہ بمشاہرہ ۳۰/۳۰ روپے ماہوار مقرر کیا، چار پانچ روز کے بعد اس نے استعفیٰ واپس لے لیا تو مسلمانوں کو اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے، اس کے پیچھے نماز پڑھیں، یا نہیں؟

الجواب

اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ اس نے یہ برا کیا کہ نوکری مذکور چھوڑ کر پھر اس کو اختیار کیا، ایسے شخص کے متقدرا بنانے اور امام بنانے میں مسلمانوں کی اور سب کی توہین ہے، پس اس کو امام نہ بنایا جاوے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۱۶۸)

جھوٹ بولنے والے تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز کا حکم:

سوال: ایک شخص مسجد میں بیٹھ کر مجمع عام میں جھوٹ بولے اور علانیہ طمع نفس کے واسطے امامت کرے، ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟ بیوا تو جروا۔

(۱) الهدایة، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱۲۲/۱. انیس

عن عبد الله بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عليكم بالصدق فإن الصدق يهدي إلى البر والبر يهدي إلى الجنة وما يزال الرجل يصدق ويتحرى الصدق حتى يكتب عند الله صديقاً، وإياكم والكذب فإن الكذب يهدي إلى الفجور والفجور يهدي إلى النار وما يزال العبد يكذب ويتحرى الكذب حتى يكتب عند الله كذاباً. (صحيح لمسلم، باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله (ح: ۲۶۰۷) / أبو داؤد (ح: ۴۹۸۹) / الترمذی (ح: ۱۹۷۱) انیس)

عن سعد بن أبي وقاص أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن الله طيب يحب الطيب، نظيف يحب النظافة، كريم يحب الكرم، جواد يحب الجود، فنظفوا بيوتكم، ولا تشبهوا اليهود التي تجمع الأكناف في دورها. (مسند أبي يعلى الموصلي، مسند سعد بن أبي وقاص (ح: ۷۹۰) انیس)

عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: كل شيء من لهو الدنيا باطل، إلا ثلاثة انتضالك بقوسك وتأديبك فرسك وملاعبتك أهلک فإنها من الحق. (المستدرک للحاکم، کتاب الجهاد (ح: ۲۴۶۸))

قال الذهبي: على شرط مسلم: ۱۰۴/۲، دارالکتب العلمیة بیروت. انیس)

الجواب

سوائے ان مواقع کے جہاں تو یہ جائز ہے، (۱) جھوٹ بولنے کی عادت سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے، (۲) رہا طمع نفس سے امامت کرنا تو اگر اس سے مراد یہ ہے کہ امامت کی تنخواہ لیتا ہے اور تنخواہ لے کر امامت کرتا ہے تو متاخرین حنفیہ کے فتویٰ کے مطابق امامت کی اجرت جائز ہے اور جب جائز ہے تو تنخواہ لینا اور تنخواہ لے کر امامت کرنا بھی جائز ہے۔

وفی روضة الزند ویستی: کان شیخنا أبو محمد عبد اللہ الخزاخیزی یقول: فی زماننا یجوز للإمام والمؤذن والمعلم أخذ الأجرة. انتھی (۳)
اور اگر طمع سے مراد کچھ اور ہے تو اسے بیان کیا جائے۔ فقط (کفایت المفتی: ۷۶۳)

جھوٹ بولنے والے گھڑی سازی کی امامت:

سوال: ایک مولوی صاحب نے ایک حافظ امام مسجد کو جو گھڑی سازی بھی ہیں اپنی گھڑی دی کہ اس میں نیا فنر ڈال دو اور ایک روپیہ اس کی قیمت بھی دیدی، حافظ مذکور نے اسی فنر کو جوڑ دیا، نیا فنر نہیں ڈالا، اس وجہ سے گھڑی بند ہوگئی، پھر دوسرے گھڑی ساز کو ایک روپیہ دیکر فنر ڈلوایا، اس حافظ کے لیے کیا حکم ہے، نماز اس کے پیچھے ہوتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ (۴) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۷۸۳-۱۷۹)

(۱) التوریه: ہی أن یرید المتکلم بکلامه خلاف ظاهره مثل أن یقول فی الحرب: مات إمامکم، وهو ینوی به أحدا من المتکلمین. (التعریفات الفقہیة: ۶۴/۱، دارالکتب العلمیة بیروت، انیس)
التوریه من وری، إرادة المتکلم بکلامه أمرا خفیا غیر الظاهر منه. (معجم لغة الفقهاء، حرف التاء: ۱۵۱/۱، دارالنفائس، انیس)
عن أسماء بنت یزید قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا یحل الکذب إلا فی ثلاث یحدث الرجل امرأته لیرضیها والکذب فی الحرب والکذب لیصلح بین الناس. (سنن الترمذی، باب ماجاء فی إصلاح ذات البین (ح: ۱۱۳۹) انیس)

(۲) ویکرہ إمامة عبد، إلخ، وفاسق، إلخ. (الدر المختار مع رد المحتار: ۷۹/۱، ط، سعید کمپنی)

(۳) عینی؛ البیایة شرح الهدایة، باب الأجرة الفاسدة: ۱۵۴/۲، ط، إدارة القرآن، کراچی

ولکن المتأخرین جوزوا علی التعلیم والإمامة فی زماننا لحاجة الناس إلیه وظهور التوانی فی الأمور الدینیة وکسل الناس فی الاحتساب وعلیه الفتوی. (منحة السلوک فی شرح تحفة الملوک، فصل: ۹۶/۱، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية قطر، انیس)

(۴) ویکرہ إمامة عبد... وفاسق. (الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ط، ظفیر)

جھوٹے کی امامت درست ہے، یا نہیں:

سوال: ایک شخص مولوی کہلا کر جھوٹ بولتا ہے اور کہتا ہے کہ میں حاجی ہوں، تحقیق سے معلوم ہوا کہ اس نے کبھی بھی حج نہیں کیا۔ کبھی چندہ مسجد کے نام سے وصول کر لیتا ہے اور کھا جاتا ہے، ان افعال سے توبہ بھی کرائی گئی؛ لیکن پھر بھی باز نہ آیا اور لوگوں سے کہتا ہے کہ میرے پیچھے نماز جمعہ پڑھا کرو، کیا ایسے جھوٹے شخص کے پیچھے نماز صحیح ہے؟

الجواب

ایسا شخص جو امور دین میں صریح جھوٹ بولے، یا چندہ، دھوکہ دیکر مسجد کے نام سے وصول کر کے خود کھا جائے، فاسق و کذاب ہے، اس کے پیچھے نماز جمعہ و پنجگانہ مکروہ ہے؛ یعنی نماز ہو جاتی ہے؛ مگر ایسے شخص کو عداً امام بنانا نہ چاہیے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۳۴، ۲۳۵)

جھوٹے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے:

سوال: جو شخص پچاس روپے لے کر عورت حاملہ کا نکاح پڑھائے اور عدالت میں جھوٹا حلف اٹھاوے، اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب

ایسا شخص فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے، نماز ہو جاتی ہے؛ مگر کراہت ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۵۹، ۲۶۰)

جھوٹے شخص کی امامت:

سوال: زید قاضی شہر تھا اور نماز جمعہ و عیدین بھی پڑھایا کرتا تھا، اندرون شہر زید کے مکان سے قریب ایک قبرستان تھا اور اس کے متصل ایک ہندو کے کھیت ہیں، ہندو نے ان کا احاطہ کرانا چاہا، زید چوں کہ چنگی کا ممبر ہے، اس نے اجازت تعمیر دے دی، اس ہندو نے بعد حصول اجازت اس قبرستان کو کھود کر کھیتوں میں شامل کرنا چاہا اور زید نے باوجود قبرستان سے واقف ہونے کے اجازت تعمیر دیدی، نوبت عدالت میں پہنچی، وہاں زید نے جھوٹی شہادت اس بات کی دی کہ یہاں قبرستان نہیں ہے، غرض کہ قبرستان کا بالکل انکار کر دیا اور اسی وجہ سے وہ قبرستان ہندو کو مل گیا، اس صورت میں زید کو امام بنانا اور اس سے نکاح خوانی کرنا درست ہے، یا نہیں؟

(۲-۱) ویکرہ إمامة عبد ... و فاسق. (الدر المختار)

لعل المراد به من یرتکب الكبائر کشارب الخمر، والزانی و آکل الربوا و نحو ذلك. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

الجواب

اس صورت میں زید فاسق ہے، اس کو امام بنانا اور اس سے نکاح خوانی کرنا اور اس کو مقتدا سمجھنا درست نہیں ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۸۵/۳)

جھوٹ بولنے والے کی امامت:

سوال: زید کے اندر درج ذیل اشیاء پائی جاتی ہیں:

- (۱) خود کو افضل اور تمام نمازیوں کو جاہل سمجھتا ہے۔
- (۲) جھوٹ، دھوکہ دہی، فریب کاری کی عادت ہے۔
- (۳) اہل محلہ و تمام نمازیوں کی بیویوں پر الزام و بہتان تراشی کرنا۔
- (۴) تمام مقتدیوں سے ہیرا پھیری، وعدہ خلافی کرنا۔

از روئے شرع دین حنیف میں کیا مقام ہے؟ زید کا مسجد و مدرسہ کا صدر رہنا امامت کرنا درست ہے، یا نہیں؟ مقتدیوں کی نماز درست ہوگی، یا نہیں؟

هوالمصوب:

اگر واقعہ وہی ہے جیسا کہ آپ نے بیان کیا ہے تو زید کا مذکورہ عمل خلاف شرع ہے، ان اعمال کا مرتکب فاسق ہے، (۲) ان کو اپنے اس عمل سے باز آجانا چاہیے، اگر مجلس انتظامی ان کو صدارت سے علاحدہ کر سکتی ہے اور اس میں عام مسلمانوں کے مابین کسی طرح کے نزاع کا اندیشہ نہیں ہے تو ایسا ہی کیا جائے، ورنہ حالات کے مطابق جو بھی احسن شکل مسلمانوں کے درمیان انتشار سے بچتے ہوئے ممکن ہو، وہ شکل اپنائی جائے، بہر حال مسلمانوں کے درمیان نزاعی صورت نہ پیدا کی جائے۔

تحریر: محمد مستقیم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۷۰/۲-۳۷۱)

(۱) ویکوہ إمامة عبد... وفاسق. (الدر المختار)

بل مشی فی شرح المنیة علی أن کراهة تقدیمہ کراهة تحریم. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

(۲) عن عبد الله بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عليكم بالصدق فإن الصدق يهدي إلى البر والبر يهدي إلى الجنة وما يزال الرجل يصدق ويتحرى الصدق حتى يكتب عند الله صديقاً، وإياكم والكذب فإن الكذب يهدي إلى الفجور والفجور يهدي إلى النار وما يزال العبد يكذب ويتحرى الكذب حتى يكتب عند الله كذاباً. (الصحيح لمسلم، كتاب البر والصلة، باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله، رقم الحديث: ۲۶۰۷)

جھوٹے کو امام و مؤذن بنانا:

سوال: زید کی کذب بیانی پایہ تکمیل کو پہنچ گئی ہے، دھوکے باز ہے، جھوٹے کیس علماء و اہل اللہ پر ڈالے تو کیا اس کو مؤذن رکھا جاسکتا ہے اور امام بنایا جاسکتا ہے، اس کی مؤذنی اور امامت دائمی طور پر درست ہے، یا نہیں؟

الجواب: _____ حامداً ومصلياً

ایسے شخص کو امام بنانا بھی مکروہ تحریمی ہے، (۱) اور مؤذن بنانا بھی مکروہ ہے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۳/۱۳۹۵ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۷۱/۶)

اندھے جھوٹے کی امامت:

سوال: کوئی شخص اندھا ہو اور امامت کرتا ہو، یا قرأت غلط پڑھتا ہو، ہدایت کرنے پر عمل نہ کرتا ہو اور جھوٹ بولتا ہو، ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں، اگر بوجہ ثواب جماعت کی نماز پڑھے اور نماز اپنی دہرا لے تو کوئی گناہ تو نہیں؟

الجواب: _____ حامداً ومصلياً

جب تک کوئی ایسی چیز معلوم نہ ہو جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے تو نماز ادا ہو جائے گی، (۳) ہاں! اگر کوئی چیز ایسی

(۱) (ویکرہ إمامة فاسق) قال ابن عابدين رحمه الله تعالى: "قوله: (وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن

الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر... وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يتهم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعاً... كراهة تقديمه كراهة تحریم". (الدر المختار مع

رد المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۵۹-۵۶۰، سعید) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

عن ابن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا بعث جيوشه قال: اخرجوا باسم الله قاتلوا من كفر بالله لا تغدروا ولا تمثلوا ولا تغلوا ولا تقتلوا الولدان ولا أصحاب الصوامع. (شرح مشكل الآثار، باب بيان

مشكل ما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من نهيه عن قتل أصحاب الصوامع (ح: ۶۱۳۵) انیس)

(۲) (وينبغي أن يكون المؤذن رجلاً عاقلاً صالحاً تقياً عالماً بالسنة... ويكره أذان الفاسق). (الفتاوى الهندية،

كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان: ۱/۵۳-۵۴، رشيدية)

(۳) "صلى خلف فاسق أو مبتدع، نال فضل الجماعة". (الدر المختار)

"أفاد أن الصلاة خلفهما أولى من الانفراد، لكن لا ينال كما ينال خلف تقى ورع". (رد المختار، كتاب

الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۶۲، سعید) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

"وكره إمامة العبد والأعرابي والفاسق والمبتدع والأعمى، وإن تقدموا لجاز لقوله عليه السلام: "صلوا خلف

كل برو فاجر". (تبيين الحقائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۱۳۴، إمدادية، ملتان)

"ينبغي أن يكون محل الكراهة عند وجود غيرهم لاما إذا لم يوجد غيرهم". (النهر الفائق، كتاب

الصلاة، باب الإمامة: ۱/۲۴۴، إمدادية، ملتان)

معلوم ہو مثلاً قراءۃ میں ایسی غلطی کی جس سے معنی بگڑ گئے، یا اس کے جسم یا کپڑے پر نجاست مانعہ موجود تھی تو نماز نہیں ہوئی دوبارہ پڑھنا ضروری ہے، (۱) جب کہ دوسرا شخص صحیح پڑھنے والا طہارت و نماز کے مسائل سے واقف متبع سنت امامت کے لیے موجود ہو تو جھوٹ بولنے والے غلط قرأت کرنے والے نایبنا کو امام بنانا مکروہ ہے، (۲) جب تک بہتر امام کا انتظام نہ ہو تو ایسی موجودہ صورت میں امام مذکور کے پیچھے نماز ادا کر لی جائے تو نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ (۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۷۳-۱۷۴)

وعدہ خلاف کی امامت:

سوال: زید تجارت کرتا ہے، مگر قرض وقت پر ادا نہیں کرتا؛ بلکہ وعدہ پر وعدہ کرتا رہتا ہے، اکثر اشخاص کو تجارت میں شرکت کی دعوت دے کر روپیہ وصول کر لے جاتا ہے اور ادائیگی میں حیلہ بہانہ کرتا رہتا ہے۔ بکر سے زیور مستعار لیا جاتا ہے کہ ان کی اہلیہ کسی شادی میں شریک ہوں گی اور تین چار یوم کا وعدہ کیا جاتا ہے؛ مگر وقت پر واپس نہیں کیا جاتا، متعدد تقاضوں پر مختلف بہانوں سے جواب ملتا ہے، بالآخر اقرار کیا جاتا ہے کہ زیور رہن رکھا ہے اور اہلیہ کہیں نہیں گئی۔ اگر کوئی بات مسئلہ کی اسے کبھی جاتی ہے تو تیوری پر شکن ڈال لیتے ہیں اور ترش روئی سے ہم کلام ہوتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ زید امامت کے قابل ہے، یا نہیں؟ زید کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟ اگر نہیں تو جو نمازیں پڑھی ہیں، ان کا کیا ہوگا؟ عمر زید کی ان حرکات کی بنا پر زید کے پیچھے نماز ترک کر دیتا ہے؛ مگر کلام ترک نہیں کرتا؛ تاکہ شریعت نہ ہو، زید عمر کو منافق کہتا ہے، زید کا یہ فعل کہاں تک درست ہے؟

(۱) (و) لا یصح الإقتداء (غیر الأئنفغ بالأئنفغ علی الأصح ... ولا تصح صلاتہ إذا أمکنہ الإقتداء بمن یحسنہ أو ترک جہدہ ... وکذا من لا یقدر علی التلفظ بحرف من الحروف أو لا یقدر علی إخراج الفاء إلا بتکرار). (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۸۱/۱، سعید)

(وإذا ظهر حدث إمامہ) وکذا کل مفسد فی رأی مقتد (بطلت فیلزم إعادتها) لتضمنها صلاة المؤمن صحۃ وفساداً، کما یلزم الإمام إخبار القوم إذا أمهم وهو محدث أو جنب) أو فاقد شرط أورکن. (الدر المختار) فلو قال المصنف کما فی النهر: ولو ظهر أن یمامہ ما یمنع صحۃ الصلاة، لکان أولى، لیشمل ما لو أخل بشرط أو رکن ... لو علم من إمامہ ما یعتقد أنه مانع والإمام خلافه أعاد). (رد المحتار، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۹۱/۱، سعید) (مطلب: المواضع التي تفسد صلاة الإمام دون المؤمن، انیس)

(۲) ویکرہ إمامة عبد وأعرابی و فاسق وأعمی ... لهذا إن وجد غیرهم، وإلا فلا کراهة. (الدر المختار مع الرد، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۹/۱-۵۶۲، سعید)

(۳) فإن أمکن الصلاة خلف غیرهم، فهو أفضل، وإلا فالإقتداء أولى من الإنفراد وینبغی أن یکون محل کراهة الإقتداء بهم عند وجود غیرهم وإلا فلا کراهة کما لا یخفی. (البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۶۱۱/۱، رشیدیہ)

الجواب _____ حامداً ومصلياً

بلا وجہ شرعی وعدہ خلافی کرنا ناجائز اور گناہ ہے، (۱) اگر وعدہ کرتے وقت تو پورا کرنے کی نیت تھی؛ لیکن بعد میں کسی مجبوری سے پورا نہیں کر سکا تو اس میں مضاائقہ نہیں، (۲) مسئلہ بتانے پر چین: جبیں ہونا بھی برا ہے، اگر زید کی وعدہ خلافی اور بد معاملگی کی عادت ہوگئی ہے، جس سے دوسروں کو بھی اذیت ہوتی ہے تو اولاً زید کو نرمی سے سمجھانا چاہیے کہ یہ عادت خلاف شرع اور ناجائز ہے، (۳) اسی طرح مسئلہ شرعیہ پر ترش رو ہونا اور سخت کلام ہونا بھی منع ہے، (۴) اس سے توبہ لازم ہے۔ اسی طرح کسی مسلم کو بلا وجہ شرعی منافق کہنا سخت گناہ ہے، اس سے بھی توبہ ضروری ہے۔ (۵)

(۱) قال الله تعالى: ﴿وَأوفوا بالعهد إن العهد كان مسئولاً﴾ (سورة الإسراء: ۳۴)

وقال الله تعالى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أوفوا بالعقود﴾ (سورة المائدة: ۱)

”وقد اشتمل قوله تعالى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أوفوا بالعقود﴾ على الزام الوفاء بالعهود والذمم التي نعقدتها لأهل الحرب وأهل الذمة والخوارج وغيرهم من سائر الناس“. (أحكام القرآن للجصاص: ۴۱۸/۲، قديمي)
عن عبد الله بن عمرو أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: ”أربع من كن فيه كان منافقاً خالصاً ومن كانت فيه خصلة منهن، كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها: إذا أؤتمن خان، وإذا حدث كذب، وإذا عاهد غدر، وإذا خاصم فجر“. (صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب علامة المنافق: ۱۰/۱، قديمي)

(۲) ”عن زيد بن أرقم عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: ”إذا وعد الرجل أخاه ومن نيته أن يفى له فلم يف ولم يجى للميعاد، فلا إثم عليه“ {رواه أبو داؤد و الترمذی} {مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب الوعد، الفصل الثاني: ۴۱۶/۲، قديمي}

(۳) قال الله تعالى: ﴿ادع إلى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتي هي أحسن﴾ (سورة النحل: ۱۲۵)

(۴) ”إذا كان المستفتى بعيد الفهم فليفرق به، ويصبر على تفهم سؤاله وتفهم جوابه، فإنه ثوابه جليل“. (آداب المفتي للنووي) (قال المحشي: (قوله: فإنه ثوابه جليل) ”قال العلامة الآلوسی فی تفسیر قوله تعالى: ﴿فاحكم بيننا بالحق﴾ (سورة ص: ۲۲) ما لخصه أنه ينبغي للمفتي: وكذا للحاكم أو من له نوع رجوع إليه من أهل الحاجة والخصومة أن يتحمل على شطاطة الخصم وأغلاطه، ويفتدي في مثل ذلك بالنبي داؤد الأواب عليه السلام في قوله تعالى: ﴿فاحكم بيننا بالحق ولا تشطط﴾ فإنه لم يغضب ولم يؤيهم على فعلهم تسور المحراب آه“. (آداب المفتي للإمام النووي مع حاشيته، ص: ۴۷، الرشيد، كراچی)

(۵) حدثني عبد الله أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: ”سباب المسلم فسوق، وقتاله كفر“. (صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب خوف المؤمن أن يحبط عمله وهو لا يشعر، آه: ۱۲/۱، قديمي) (رقم الحديث: ۴۸، انيس)
عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ”لله أشد فرحاً بتوبة أحدكم من أحدكم، بضالته، إذا وجدها وأنها واجبة“.

وقال الإمام النووي: ”واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة وأنها واجبة على الفور، لا يجوز تأخيرها، سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة، آه. (الصحيح لمسلم مع شرحه الكامل للنووي، كتاب التوبة: ۳۵/۲، قديمي)

اگر زید توبہ کر لے اور آئندہ ان چیزوں کو چھوڑ دے تب تو خیر، (۱) ورنہ زید کو امامت سے علاحدہ کر دیا جائے، بشرطیکہ زید سے بہتر امامت کے لائق دوسرا موجود ہو، (۲) عمر حرکات مذکورہ کی بنا پر زید کے پیچھے نماز نہ پڑھنے سے منافق نہیں ہوا، (۳) زید کا اس کو منافق کہنا جائز نہیں، بلکہ سخت گناہ ہے، ایسے کلام سے زبان کو روکنا نہایت ضروری ہے، (۴) جو نمازیں پڑھے ہیں، ان کا اعادہ لازم نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۲/۵/۱۳۵۷ھ۔

صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۳/جمادی الثانیہ ۱۳۵۷ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۶۶۶-۱۷۹)

مسائل سے ناواقف اور جھوٹ بولنے والے حافظ کی امامت کا حکم:

سوال: زید ایک مسجد کا امام ہے اور حافظ ہے؛ لیکن نماز کے مسائل ضروریہ سے اچھی طرح واقف نہیں ہے، جھوٹ بولنے سے پرہیز نہیں، آمدنی میں حلال و حرام، جائز و ناجائز کا خیال نہیں، ایسے شخص کو امام مقرر کرنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

(المستفتی: ۲۰۲۹، شیخ حاجی بیگن محمد مصطفیٰ سلطانپور (اودھ) ۱۱/رمضان ۱۳۵۶ھ، م ۱۶/نومبر ۱۹۳۷ء)

الجواب

دوسرا اچھا امام جو مسائل سے واقف ہو اور متقی پرہیزگار ہو، پیدا (تلاش) کر کے اس کو مقرر کرنا چاہیے۔ (۵)

محمد کفایت اللہ کان اللہ (کفایت المفتی جلد: ۱۰۵/۳)

(۱) عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "التائب من الذنب کمن لا ذنب له". (مشکوٰۃ المصابیح، باب الإستغفار والتوبة: ۲۰۶/۱، قدیمی) (الفصل الثالث، رقم الحدیث: ۲۳۶۳، انیس)

(۲) ویکرہ إمامة عبد وأعرابی وفاسق وأعمى... وولد الزنا، هذا إن وجد غیرهم وإلا فلا کراهة". (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۹/۱-۵۶۲، سعید)

(۳) عن عبد اللہ بن عمرو أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول: "ثلاثة لا یقبل منهم صلاة من تقدم قوماً وهم لهم کارهون". قال الشوکانی فی النیل: وأحادیث الباب یقوی بعضها بعضاً فینتھضن للإستدلال بها علی تحريم أن یكون الرجل إماماً لقوم یکرهونه، ویدل علی التحريم نفی قبول الصلاة، وأنها لاتجاوز أذان المصلین ولعن الفاعل لذلك... قال فی الدر المختار: ولوأم قوماً وهم له کارهون إن الكراهة لفساد فيه أولأنهم أحق بالإمامة منه". (بذل المجهود، کتاب الصلاة، باب الرجل یؤم قوماً وهم له کارهون: ۳۳۱/۱، إمدادیة، ملتان)

(۴) حدثني عبد الله أن النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال: "سباب المسلم فسوق، وقتاله كفر". (صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب خوف المؤمن أن یحبط عمله وهو لا یشعر، آه: ۱۲/۱، قدیمی)

(۵) والأحق بالإمامة تقدیمًا ونصبا الأعلّم بأحكام الصلاة فقط صحة وفسادًا بشرط اجتناب الفواحش الظاهرة، إلخ. (الدر المختار مع رد المحتار: ۵۵۷/۱)

جھوٹ سے توبہ کر لینے کے بعد امامت درست ہے یا نہیں:

سوال: زید لوگوں سے جھوٹ بولتا تھا اور دھوکہ دہی کرتا تھا؛ مگر اب اس نے توبہ کر لی ہے اور لوگوں نے اس کو امام بنا لیا ہے، آیا اس کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

حدیث شریف میں ہے:

”التائب من الذنب کمن لا ذنب له“ (۱).

پس بعد توبہ کے اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۴۶/۳)

جھوٹ بولنے والے اور مسجد کا سامان گھر میں استعمال کرنے والے امام کی اقتدا کا حکم:

سوال: عرض یہ ہے کہ یہاں سعودی گورنمنٹ بلا تابعیہ مسجد بنانے نہیں دیتی؛ اس لیے مولوی صدیق تابعیہ والا کے نام سے ہمارے محلہ کی مسجد کو تعمیر کرنا پڑا، مولوی موصوف چونکہ تابعیہ والا ہے؛ اس لیے مولوی موصوف کو متولی مسجد بنا کر ہم نے تقریباً پندرہ سولہ سال تک مسجد کو چلایا ہے، آج عرصہ تین سال سے مولوی موصوف نے ایک مولوی صاحب کو ہماری مسجد کا امام بنا دیا ہے، مولوی موصوف نے امام مسجد کو خادم کہہ کر اقامہ بھی بنا دیا ہے، مولوی موصوف خود امام کا کفیل بھی ہے، جس پاسپورٹ پر اقامہ بنا دیا ہے، وہ پاسپورٹ چوں کہ جعلی تھا، گذشتہ سال جب جعلی پاسپورٹ والوں کی یہاں جوازات کی طرف سے پکڑ دھکڑ اور تلاش ہو رہی تھی تو امام صاحب نے اپنا پاسپورٹ چھپا لیا، پھر حکومت میں پاسپورٹ گم ہونے کا اعلان کر کے درخواست دیدی، پھر سفارت خانہ سے نیا پاسپورٹ حاصل کیا، اس پر پھر اقامہ بنایا، امام صاحب نے پاسپورٹ گم ہونے کا جو اعلان کیا ہے، وہ بالکل جھوٹ اور کذب ہے، اس میں توریہ و تعریض بھی نہیں کیا، حالانکہ پہلا پاسپورٹ امام کے پاس موجود ہے، اس بات پر مقتدیوں نے امام سے ناراض ہو کر اس کے خلف میں اقتدا کرنا چھوڑ دیا، مقتدیوں نے دوسری مسجد میں جا کر نماز پڑھنا شروع کر دیا ہے، یہ تو ساری پہلی بات تھی۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس امام صاحب نے مسجد کا سامان گھر میں استعمال کیا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ ایک آدمی نے مسجد کے لیے پانی دیا تھا؛ تاکہ اس سے لوگ وضو کریں، امام صاحب نے یہ پانی بجائے مسجد کے مدرسہ میں اور مسجد کے کرایہ کے مکانوں میں خرچ کیا، جب محلہ کے لوگوں نے امام صاحب سے یہ سب باتیں پوچھیں تو امام صاحب ایسی حرکتوں سے باز آنے کے بجائے ضد پر آگئے۔ مذکورہ باتیں کہنے والوں سے

(۱) مشکوٰۃ، باب التوبۃ والاستغفار، الفصل الثالث: ۲۰۶، ظفیر (الفصل الثالث، رقم الحدیث: ۲۳۶۳، انیس)

امام صاحب سختی سے پیش آیا، جھگڑا فساد کیا ہے، ان کی وجہ سے محلہ کے اکثر لوگوں نے ناراض ہو کر اس کی اقتدا میں نماز پڑھنا چھوڑ دیا، دوسری مسجد میں نماز پڑھنا شروع کر دیا، مولوی صدیق صاحب جس کا اوپر ذکر آچکا ہے، اس کو بلا کر محلہ والوں نے یہ ساری مذکورہ باتیں سنائیں، اس پر مولوی موصوف نے مذکورہ امام کو معزول کرنے کی اور دوسرا امام رکھنے کی اجازت تو دی ہے، مگر موجودہ امام متولی مسجد رہے گا اور سب کا سرپرست ہوگا، یہ بات محلہ والوں پر مشکل گذری۔ خلاصہ یہ ہے کہ اولاً امام صاحب نے اقامہ اور پاسپورٹ کی وجہ سے صریح جھوٹ بولا، ثانیاً مسجد کے فرش مسجد کے ایئر کنڈیشن اور مسجد کے پانی میں ناجائز تصرف کیا۔ ثالثاً امام صاحب مقتدیوں سے سختی سے پیش آیا، جھگڑا فساد کیا۔ رابعاً امام صاحب کو معزول کرنے کی طاقت بھی مقتدیوں کو نہیں ہے اور امام صاحب کے ساتھ اختلاط کی صورت میں فتنہ و فساد کا قوی اندیشہ ہے، شرعی حکم سے آگاہ کریں؟ ان وجوہ کی بنا پر جو لوگ دوسری مسجد میں نماز پڑھتے ہیں، کیا وہ لوگ غلطی پر ہیں؟

الجواب:

جھوٹ بولنا اور مسجد کا سامان گھر میں استعمال کرنا حرام ہے، (۱) جو اس حرام کا مرتکب ہو، جب تک وہ اس سے توبہ نہ کرے، فاسق کے حکم میں ہے۔ (۲) اسے باختیار خود امام بنانا، یا کسی صالح امام کے ہوتے ہوئے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، تاہم جو نمازیں ان کے پیچھے پڑھی گئیں، وہ ادا ہو گئیں، اعادہ کی ضرورت نہیں ہے؛ (۳) لیکن اگر یہ امور محرمہ ان سے ثابت ہوں اور توبہ بھی نہ کریں تو منتظمین مسجد پر واجب ہے کہ وہ کسی صالح امام کا انتظام کریں۔ واللہ اعلم
احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۲۵/۷/۱۴۰۸ھ (فتویٰ نمبر ۲۲۹۹/۳۹ھ) (فتاویٰ عثمانی: ۱/۲۴۸-۲۵۰)

(۱) ﴿وانما يفترى الكذب الذين لا يؤمنون بآيات الله وأولئك هم الكاذبون﴾ (سورة النحل: ۱۰۵، انیس)

ولا يجوز للقيم شراء شيء من مال المسجد لنفسه ولا البيع له وإن كان فيه منفعة ظاهرة للمسجد،

آه. (البحر الرائق، تصرفات الناظر في الوقف: ۲۵۹/۵، دار الكتاب الإسلامي، انیس)

(۲) ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى. (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۹/۱-۵۶۲، انیس)

توبہ کرنے کے بعد فتنے سے نکل جاتا ہے۔ عن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلى الله عليه

وسلم: "التائب من الذنب كمن لا ذنب له". (مشکوٰۃ المصابيح: ۲۰۶/۱، باب الاستغفار والتوبة، الفصل الثالث/سنن

ابن ماجه، باب ذكر التوبة (ح: ۴۲۵۰) / مسند الشهاب القضاعي، التائب من الذنب كمن لا ذنب له (ح: ۱۰۸) انیس)

(۳) الإقتداء بالفاسق أولى من الإنفراد. (درر الحکام شرح غرر الحکام، قبیل جماعۃ النساء و حدھن: ۸۶/۱،

دار إحياء الكتب العربية. انیس)

"صلوا خلف كل بر وفاجر". (سنن الدار قطنی، کتاب العیدین، باب صفة من تجوز الصلاة معه، رقم

الحديث: ۱۷۸۸ / السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الجنائز، باب الصلاة على من قتل نفسه، رقم الحديث: ۷۰۸۰)

جلساسازی کرنے والے کی امامت:

سوال: زید ایک اسلامی ادارہ میں تنخواہ دار امام ہے، زید نے ادارہ کو اپنے حجرہ مسکونہ کی مرمت کرانے کی اطلاع دی اور مبلغ چالیس روپے مطالبہ کیا، ادارہ نے اس سے ادائیگی مبلغ چالیس روپے کی رسید طلب کی تو امام مذکور نے ایک رسید اپنی ادائیگی کی تصدیق کر کے ادائیگی کا مطالبہ کیا۔ ادارہ کے افسر اعلیٰ نے اس مرمت کی جانچ کے لئے ایک شخص کو متعین کر دیا، جس پر اس نے رپورٹ دی کہ حجرہ کی مرمت ایک صاحب خیر نے اپنی جانب سے کرا دی ہے اور امام مذکور کا مطالبہ غلط ہے اور رسید جعلی ہے، امام مذکور نے اپنی غلطی تسلیم کر لی۔ کیا اس صورت میں امام قابل امامت ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب ————— حامداً ومصلياً

امام نے جلساسازی کر کے غلط طریقہ پر ناحق روپیہ وصول کرنا چاہا؛ مگر اللہ پاک نے ناکام کر کے اس کو بچا دیا، وہ ناحق روپیہ وصول نہیں کر سکا، جب اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی اور کرم کر کے ناجائز روپیہ اس تک نہیں پہنچنے دیا تو اب اگر وہ اپنی غلطی پر نادم ہو کر توبہ کر لے تو مقتدی کو بھی چاہیے کہ اس کو معاف کر دیں۔

”التائب من الذنب كمن لا ذنب له“۔ (الحديث) (۱)

امید ہے کہ اس سے امام کی اصلاح ہوگی اور وہ آئندہ ایسا اقدام نہیں کرے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۹/۱۳۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/۹/۱۳۸۷ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۷۹/۶-۱۸۰)

جلساسازی اور فریب دہی جیسی نازیبا حرکات والے کی امامت:

سوال: ایک شخص مسمیٰ محی الدین جس پر ہم لوگوں کے بہت احسانات ہیں، چچا مرحوم نے انہیں نہایت پریشانی اور خستہ حالی کے وقت ایک کمرہ کرایہ پر دلایا، کھانے وغیرہ کا انتظام کیا اور ایک مسجد میں کمیٹی والوں سے بڑی سفارش کر کے ان کو مسجد کی امامت دلوائی وغیرہ وغیرہ؛ مگر وہ شخص نہایت جعل ساز، فریبی اور جھوٹا ثابت ہوا، کرایہ کا مکان بھی

(۱) والحديث بتمامه: ”عن أبي عبيدة بن عبد الله عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”التائب من الذنب كمن لا ذنب له“۔ (سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، ص: ۳۲۳، مير محمد كتب خانة، كراچی)۔ (رقم الحديث: ۴۲۰۰، انيس)

عن أنس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ علیہ وسلم: ”کل بنی آدم خطاؤن وخیر الخطائین التوابون“۔ (سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، ص: ۳۲۳، مير محمد) (رقم الحديث: ۴۲۰۱، انيس)

جعل کر کے غضب کر لیا اور مسجد میں تفرقہ، فتنہ و فساد پیدا کر دیا، جس کی وجہ سے کافی خلفشار ہے اور متولیان و ممبران مسجد نے آنا چھوڑ دیا اور اس کی نازیبا حرکتوں کی وجہ سے الگ جماعت اسی مسجد کے بالائی حصہ میں کرتے ہیں، جن کی تعداد بیس چالیس آدمی ہیں تو کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟ جو اپنے مفاد کی خاطر غلط بیانی اور کذب بیانی سے مسجد کے اندر شر و فساد برپا کئے ہوئے ہیں اور بہت خلفشار پھیلا دیا؟ امید ہے کہ جواب سے مطلع فرمائیں گے۔

الجواب _____ حامداً ومصلياً

جھوٹ بولنا اور دھوکہ دے کر جعلی بیع نامہ، اور دوسرے کے مکان پر غاصبانہ قبضہ کرنا شرعاً ناجائز ہے اور سخت گناہ ہے۔ (۱) اگر یہ تحریر کردہ واقعات اسی طرح ہیں، ان میں جھوٹ نہیں تو ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، تا وقتیکہ امام توبہ کر کے اپنی اصلاح نہ کرے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ادا ہوگی، (۲) دوسری جماعت اسی مسجد میں کرنا بھی مکروہ ہے،

(۱) قال الله تعالى: ﴿أَلَا لعنة الله على الظالمين﴾ (سورة هود: ۱۸)

”آية المنافق ثلاث: إذا حدث كذب، وإذا وعد أخلف، وإذا عاهد غدر“. زادمسلم في رواية: ”وإن صام وصلى، وزعم أنه مسلم“. {رواه الشيخان}

ويل للذي يحدث بالحديث ليضحك به القوم فيكذب، ويل له ويل له“. {رواه أبو داؤد والترمذی وحسنه النسائي والبيهقي}. (الزواجر عن اقتراف الكبائر، كتاب الشهادات، الكبيرة الأربعون بعد الأربعمئة: الكذب الذي فيه حداؤ ضرر: ۳۲۳/۲-۳۲۵، دار الفكر، بيروت)

قال الله تعالى: ﴿يا أيها الذين آمنوا أوفوا بالعقود﴾ {سورة المائدة: ۱} ”وأخرج الشيخان أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أربع من كن فيه كان منافقاً خالصاً، ومن كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها: إذا أوْتمن خان، وإذا حدث كذب، وإذا عاهد غدر، وإذا خاصم فجر“. (صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب علامة النفاق: ۱۰/۱، قديمي) (رقم الحديث: ۳۴، انيس)

وفي مسلم وغيره: ”إذا جمع الله الأولين والآخرين يوم القيامة، يرفع لكل غادر لواء يعرف به يقال: هذه غدرة فلان بن فلان“. (الزواجر عن اقتراف الكبائر، كتاب الجهاد، الكبيرة الثانية والثالثة والرابعة بعد الأربع مائة: قتل أو غدر أو ظلم، آه: ۲۹۴/۲، دار الفكر، بيروت)

أخرجه الشيخان عن عائشة رضی اللہ عنہا أن رسول اللہ صلى الله عليه وسلم قال: ”من ظلم قيد شبر من أرض“: ”أى قدره،”طوقه من سبع أرضين“... ومسلم: ”لا يأخذ أحد شبراً من الأرض بغير حقه، طوقه إلى سبعين أرضاً“. (الزواجر عن اقتراف الكبائر، باب الغصب، وهو الاستيلاء على مال الغير ظلماً: ۴۳۴/۱، دار الفكر بيروت)

(۲) ويكره إمامة عبدو أعرابي وفاسق وأعمى.
وقال ابن عابدين رحمہ اللہ تعالیٰ: ”قوله: (وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر... وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه، وبأن تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعاً... كراهة تقديمه كراهة تحريم“. (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۰۹/۱-۵۰۶، سعيد) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

اس سے بھی پرہیز لازم ہے، اس سے مستقل خلفشار پیدا ہو جاتا ہے، اس کی اجازت نہیں۔ (۱) مناسب یہ ہے کہ چند معزز دیندار آدمی سر جوڑ کر تعصب سے علاحدہ ہو کر اصل واقعہ کی تحقیق و تفتیش کر کے خلفشار کو ختم کر دیں، یا امام کو الگ کر دیں، یا جماعت ثانیہ کو ختم کر دیں، جس کی غلطی ہو، وہ اپنی غلطی تسلیم کرے اور سب اتفاق کے ساتھ رہیں۔

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ (الآیة) (۲)

تنبیہ: اس کا بھی لحاظ ضروری ہے کہ امام اور مقتدی ہر ایک کے منصب کی رعایت رکھتے ہوئے بیان لیا جائے اور معاملہ نمٹا دیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود وغفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/۱۳۹۴ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۸۰۶-۱۸۱۲)

دفع ظلم کیلئے جو شخص جھوٹ بولے، اس کی امامت کیسی ہے:

سوال: خلاصہ یہ کہ زید نے عمر پر جھوٹا دعویٰ عدالت میں دائر کیا، حال یہ ہے کہ زید کو عمر نے کسی بات پر مجبور ہو کر جوتے مارے تھے؛ مگر دعویٰ دوسرے عنوان سے اور دوسرے پیرایہ میں کیا گیا، عمر کے وکیل نے عمر کی طرف سے قطعاً انکار کیا؛ کیوں کہ اقرار سے سزا ہو جانے کا اندیشہ تھا، ایسی صورت میں عمر کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

درمختار میں ہے کہ دفع ظلم کے لیے جھوٹ بولنا جائز ہے۔

”الكذب مباح لإحياء حقه ودفع الظلم عن نفسه والمراد التعريض، إلخ. (۳)

لہذا اس صورت میں عمر کی امامت صحیح ہے اور نماز اس کے پیچھے بلا کراہت درست ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۰۷/۳)

(۱) أقول وبالله التوفيق: ما قاله الإمام الحلواني مبنی علی ما كان في زمن السلف من صلاة الجماعة مرة واحدة وعدم تكرارها كما هو في زمنه صلى الله عليه وسلم وزمن الخلفاء بعده، وقد علمت أن تكرارها مكروه في ظاهر الرواية، إلا في رواية عن الإمام ورواية عن أبي يوسف كما قدمنا. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الأذان: ۳۹۶/۱، سعيد) (مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

(۲) سورة الحجرات: ۱۰، انيس.

والأحق بالإمامة الأعم بأحكام الصلاة فقط صحة وفساداً بشرط إجتنابه للفواحش الظاهرة، ثم الأحسن

تلاوة وتجويداً للقراءة، ثم الأروع، ثم الأسن، إلخ. (الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۷/۱، سعيد)

(۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ۳۷۷/۵. ظفیر (باب الاستبراء، انيس)

عن أبي الطفيل قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا إنه لا يصلح الكذب إلا في إحدى ثلاث: رجل كذب امرأته ليستصلح خلقها ورجل كذب ليصلح بين امرأين مسلمين ورجل كذب في خديعة حرب، إن الحرب خدعة. (شرح مشکل الآثار، باب بيان مشکل ماروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الخ: ح: ۲۹۱۷) ==

جھوٹ بولنے اور کبھی کبھی شرک کرنے والے شخص کی امامت:

سوال: میرے گھر کے سامنے جو مسجد ہے، اس کے امام صاحب جھوٹ بھی بولتے ہیں اور کبھی کبھی شرک بھی کرتے ہیں، جھوٹ کا تو مجھے پتہ ہے؛ لیکن شرک کا شک ہے اور وہ جادو، تعویذ وغیرہ بھی کرتے ہیں، کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے؟

الجواب

اس امام کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، اس امام کو بدل دو۔ (۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳۴۶/۳)

دولہا کا سہرا باندھنے، مزار سے منت کی چیزیں کھانے والے کی امامت:

سوال: ہماری مسجد کا امام شادی والے دن ڈھول باجے والوں کے ساتھ جا کر دولہا کا سہرا باندھتا ہے، مسجد کے ساتھ واقع فقیر کے مزار پر دی جانے والی غیر اللہ کی منت کی چیزیں لے لیتا ہے، مسجد کے لئے کوئی شخص اس کو رقم دے کہ منتظم کو دے دو، تو خود کھا جاتا ہے، اور باوجود اس واقعے کے گواہ موجود ہونے کے، انکار کر دیتا ہے کہ مجھے رقم نہیں دی گئی۔ نیز اگر کوئی شخص اس کو قربانی کی کھالیں نہ دے تو اس کے بچوں کو قرآن کریم پڑھانے سے انکار کر دیتا ہے حالانکہ امام خود صاحب نصاب ہے، اس کے رویے کی وجہ سے کافی نمازی اس سے خفا ہیں، کیا کیا جائے۔

الجواب

اس شخص کو امام نہ رکھا جائے، کسی دوسرے کو امام مقرر کیا جائے۔ واللہ اعلم (۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳۴۶/۳)

== عن أم كلثوم ابنة عقبة أنها قالت: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ليس الكذاب الذي يصلح بين الناس فيقول خيراً أو ينمي خيراً.

وعن أم كلثوم ابنة عقبة وكانت من المهاجرات اللاتي بايعن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنها سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ليس الكذاب الذي ينمي خيراً أو يقول خيراً ليصلح بين الناس.

وكان في هذين الحديثين نفى رسول الله صلى الله عليه وسلم الكذب عن يصلح بين الناس فينمي خيراً أو يقول خيراً، ولم يكن ذلك إلا على القول الذي بمعارض الكلام مما ليس قائله كاذباً. (أيضاً ج: ۲۹۱۷) (انيس)

(۱) ويكره تقديم الفاسق، إلخ. (فتح القدير: ۲۴۷/۱)

عن جابر بن عبد الله قال: خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا أيها الناس توبوا إلى الله... ألا لا تؤمن امرأة رجلاً، ولا يؤم أعرابي مهاجراً ولا يؤم فاجر مؤمناً إلا أن يقهره بسلطان يخاف سيفه وسوطه. (رواه ابن

ماجة) (إعلاء السنن: ۲۰۱/۷-۲۰۲) (سنن ابن ماجه، أبواب الصلاة، باب فرض الجمعة ج: ۱۰۸۱) (انيس)

(۲) ويكره إمامة عبدو فاسق. (الدر المختار: ۵۵۹/۱-۵۶۰) (كتاب الصلاة، باب الإمامة، انيس)

جو ناجائز دباؤ سے بچنے کی کوشش کرے، اس کی امامت کیسی ہے:

سوال: امام مسجد پر ایک جھوٹا مقدمہ ڈگری کرایا ہے، مولوی صاحب امام مسجد نے اپنی عزت بچانے کے لیے عدالت میں یہ عرض کیا کہ میں ڈگری شدہ روپیہ کے ادا کرنے سے قاصر ہوں، اس صورت میں مولوی صاحب کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

حدیث شریف میں ہے:

”صلوا خلف کل برو فاجر“ (۱) (نماز پڑھو، ہر ایک نیک و بد کے پیچھے۔) پس نماز اس امام کے پیچھے صحیح ہے۔ اتنا ہے کہ جھوٹی گواہی دینے والے وغیرہ کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور ظلم سے بچنے کے لیے جھوٹ بولنا درست ہے، پس وہ شخص جبکہ مظلوم ہے، فاسق نہ ہوگا اور اس کے پیچھے نماز مکروہ نہ ہوگی۔ (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۲۲۸-۲۲۹)

جھوٹ بولنے والے کے پیچھے نماز کا حکم:

سوال: امام اگر جھوٹ بولے، یا جھوٹی قسم کھائی تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟ اور اس کی کیا سزا ہوگی؟

الجواب

جو شخص جھوٹ بولتا ہو، یا جھوٹی قسم کھاتا ہو، وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے اور فاسق ہے، جب تک ان گناہوں سے توبہ نہ کرے، اس وقت تک اسے امام بنانا جائز نہیں، (۳) شرعی سزاؤں کو نافذ کرنے کا اختیار صرف اسلامی حکومت کو ہے، عوام کو نہیں۔ (۴) واللہ اعلم بالصواب

احقر محمد تقی عثمانی رضی اللہ عنہ، ۱۱/۱۱/۱۳۸۷ھ (فتویٰ نمبر: ۱۳۲۷/۱۸، الف) (فتاویٰ عثمانی: ۱/۳۳۸-۳۳۹) ☆

- (۱) سنن الدار قطنی، کتاب العیدین، باب صفة من تجوز الصلاة معه، رقم الحدیث: ۱۷۸۸/السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی من قتل نفسه، رقم الحدیث: ۷۰۸۰، انیس
- (۲) فقہاء لکھتے ہیں: الکذب مباح لإحياء حقه ودفع الظلم عن نفسه. (الدر المختار علی هامش رد المحتار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع: ۳۷۷/۵. ظفیر) (باب الاستبراء، انیس)
- (۳) وفي الدر المختار: ۱/۵۵۹-۵۶۰، طبع ایچ ایم سعید (کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)؛ ویکره إمامة عبد... وفاسق، وفي الشامية: قوله: (وفاسق) من الفسق؛ وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر... وفي المعراج قال أصحابنا: لا ينبغي أن يقتل بالفسق إله، وفيه أيضاً: وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً. ==

جھوٹی گواہی دینے والے نایدینا کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں:

سوال: ایک اندھا لالچ کی وجہ سے جھوٹی گواہی دیتا ہے اور طہارت و نجاست میں فرق نہیں کر سکتا، ایسے اندھے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

جبکہ وہ اندھا محتاط نہیں رہتا اور مرتکب کبائر ہونے کی وجہ سے فاسق ہو گیا تو اس کی امامت مکروہ ہے۔ (۱) فقط
(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۷۸/۳-۲۷۹)

جھوٹی گواہی دینے والے کی امامت:

سوال: جھوٹی گواہی دینے والے کے پیچھے نماز درست ہے، یا مکروہ؟ اور نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟

وفی الهدایة: ۱۲۲/۱ (باب الإمامة، انیس): ویکره تقدیم العبد... والفاسق؛ لأنه لایهتم لأمر دینہ... وإن تقدموا جاز لقلوله علیه السلام صلوا خلف کل بر وفاجر، إلخ.

(۲) دیکھئے: الدر المختار مع رد المحتار: ۵۴۹/۶، طبع سعید

☆ امور شرعیہ کی پابندی نہ کرنے والے اور جھوٹ بولنے والے کی امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے امام میں درج ذیل خامیاں موجود ہیں۔

- (۱) رمضان میں صرف تین روزے رکھے۔
 - (۲) پیشاب کے بعد کلوخ وغیرہ نہیں کرتے۔
 - (۳) نماز کی کوئی پابندی نہیں کرتے۔
 - (۴) بغیر عذر کے کبھی کبھی نماز نہیں پڑھتے۔
 - (۵) قرآن مجید بھی کبھی کہیں سے کبھی کہیں سے پڑھتے ہیں اور بولتا ہے کہ میں نے ختم کیا۔
 - (۶) جھوٹ بولنے سے بھی گریز نہیں کرتا کیا ایسے امام کے پیچھے اقتدا صحیح ہے؟ مینواتو جروا۔
- (المستفتی: نامعلوم..... ۲۱/۱۱/۱۹۷۷ء)

الجواب

بشرط صدق وثبوت ایسے امام کے پیچھے صالحین کی اقتدا مکروہ ہے۔

یدل علیہ ما فی البحر: ۳۴۹/۱: وینبغی أن یکون محل کراهة الافتداء بهم الفاسق والعبد وغیره عند وجود غیرهم وإلا فلا کراهة. (البحر الرائق: ۳۴۹/۱، باب الإمامة). وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۲۴۲/۲)

حاشیہ صفحہ ۷۷:

(۱) ویکره إمامة عبد الخ وفاقس. (الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر)

الجواب

اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے، جب توبہ کر لے تو درست ہے بلا کراہت اور نماز اس کے پیچھے ہر حال میں ہو جاتی ہے؛ لیکن بدون توبہ کے مکروہ ہے۔ (۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۰۸/۳)

جو امام سچی گواہی سے کترائے:

سوال: ایک امام مسجد نے ایک شخص کا نکاح پڑھایا تھا، بعد میں زوجین کے اقربا میں ناچاقی ہو گئی اور مقدمہ شروع ہوا، جس وقت گواہ کی ضرورت ہوئی، امام صاحب چھپ گئے اور عورت کو سکھا دیا کہ تم یہ کہنا کہ میرا نکاح نہیں ہوا، قاضی اور گواہ کے نہ ملنے سے وہ شخص ہار گیا، اس امام کے لیے شرعاً کیا حکم ہے، اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

ایسا شخص جو جان بوجھ کر حق کو چھپا دے، فاسق ہے، (۲) لائق امام بنانے کے نہیں ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے، کذا فی الشامی وصرح فیہ: أن کراہة تقدیمہ کراہة تحریم. (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۷۳-۱۷۴)

سچی گواہی دینے والے کے پیچھے نماز درست ہے:

سوال: جو شخص بوجہ کسی ضرورت کے سچی گواہی دے، اس کے پیچھے نماز درست ہے، یا مکروہ؟

الجواب

سچی گواہی دینا موجب ثواب ہے اور بعض مواقع میں ضرورت ہو جاتی ہے، (۴) پس نماز اس کے پیچھے بلا کراہت

درست ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۰۸/۳)

(۱) ویکرہ إمامة عبد وأعرابی وفاسق. (الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۶/۱، ظفیر)

(۲) ﴿ولا یأب الشهداء إذا ما دعوا﴾ (سورة البقرة: ۲۸۲)

﴿ومن أظلم ممن كتم شهادة عنده من الله وما الله بغافل عما تعملون﴾ (سورة البقرة: ۱۴۰)

قال الحسن البصری: كانوا یقرءون فی کتاب اللہ الذی آتاهم إن الدین الإسلام وإن محمدا رسول اللہ وإن ابراهیم وإسماعیل وإسحاق و یعقوب والأسباط كانوا براء من الیهودیة والنصرانیة فشهدوا للہ بذلك وأقروا علی أنفسهم للہ فکتبوا شهادة اللہ عندهم من ذلك. (تفسیر ابن کثیر، سورة البقرة: ۱/۳۲۴، دار الکتب العلمیة، انیس)

ومتی أخر شاهد الحسبة شهادته بلا عذر فسق. (الدر المختار علی رد المحتار، کتاب الشهادة: ۵۱۴، ظفیر)

(۳) رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

(۴) (الشهادة فرض) یعنی أداؤها وهذا إذا تحملها والتزم حکمها أما إذا لم يتحملها فهو مخیر بین التحمل وتركه لأنه التزام للوجوب فهو كما یوجبہ علی نفسه من النذر وغيره وللإنسان أن يتحرز عن قبول الشهادة وتحملها. (الجوهرة النيرة علی مختصر القدوری، الشهادة علی مراتب: ۲/۲۲۴، المطبعة الخیریة، انیس)

جھوٹی گواہی دینے والے کی امامت:

سوال: مسجد موقوفہ محمد بخش ۱۱۲۶، بینا جھابرا کا پور کی کچھ اراضی آتی ہے، جس پر شمس الدین مرحوم کے پسر غلام مصطفیٰ قابض ہیں اور یہ زمین راجہ رام پانڈے کو بیچ دیا ہے، اس سلسلہ میں ۱۹۹۵ء میں مسجد کی طرف سے راجہ رام کو زمین خریدنے اور غلام مصطفیٰ وغیرہ کو زمین بیچنے سے روکا گیا اور رسول بیچ کی عدالت سے اسٹے لے کر مقدمہ چل رہا ہے، مسجد کی طرف سے مقدمہ کی پیروی صابر حسین کر رہے ہیں، صابر حسین مسجد خدا کے متولی مقبول حسین کے فرزند ہیں، ان کی حیات میں مسجد کا سارا کام صابر حسین انجام دیتے تھے، ان کو مسجد سے متعلق تمام حالات سے واقفیت ہے۔

(۱) پیش امام نے جھوٹا حلف نامہ داخل کیا ہے، مسجد ہذا میں ان کی امامت درست ہے، یا نہیں؟

(۲) ایسی حالت میں علیحدہ مدرسہ میں جماعت سے نماز پڑھی جاسکتی ہے، یا نہیں؟

(۳) مقتدیوں کی ناراضگی، جھوٹا حلف نامہ داخل کرنا بعض کا مسجد چھوڑ دینا، بعض کا علاحدہ نماز پڑھنا ایسی

صورت میں مولانا سمیع اللہ صاحب کو مسجد ہذا میں امامت کرنا درست ہے، یا نہیں؟

هو المصوب

(۱) اگر واقعہ صحیح ہے تو ایسے امام کی امامت مع الکرہت درست ہوگی۔ (۱)

(۲) الگ جماعت نہ قائم کی جائے، آپس میں اتحاد و اتفاق قائم رکھا جائے، حکمت عملی سے اگر ممکن ہو تو

امامت سے امام کو معزول کر دیا جائے، اگر یہ ممکن نہ ہو تو مقتدیوں کی نماز میں کوئی کراہت نہ ہوگی۔

(۳) ایسا امام جس سے لوگ دینی مقصد کے تحت نفرت کرتے ہیں، اسے اپنے طور پر امامت ترک کر دینا

چاہیے۔ حدیث میں ایسے امام کے بارے میں وعید آئی ہے۔ (۲)

تحریر: محمد مستقیم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲۰۱/۲-۲۰۲)

(۱) عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: إن الصدق یهدی إلى البر وإن البر یهدی إلى الجنة وإن الرجل لیصدق حتی یشکک صدیقاً وإن الکذب یهدی إلى الفجور وإن الفجور یهدی إلى النار وإن الرجل لیکذب حتی یشکک عند اللہ کذاباً. (صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب قول اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ... رقم الحدیث: ۶۰۹۴) صحیح لمسلم، باب قبح الکذب وحسن الصدق وفضله، رقم الحدیث: ۲۶۰۷، انیس)

(۲) عن عبد اللہ بن عمرو أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ثلاثة لا یقبل اللہ منهم صلاة: من تقدم قوما

وهم له کارهون ورجل أتى الصلاة دباراً - والدبار أن یأتیها بعد أن تفوته - ورجل اعتبد محرره. (سنن أبی داؤد، کتاب الصلاة، باب الرجل یؤم القوم وهم له کارهون، رقم الحدیث: ۵۸۹) المعجم الكبير للطبرانی، عمران بن عبد

المغافری عن عبد اللہ بن عمرو، رقم الحدیث: ۱۷۶، انیس)

مسجد کی بے حرمتی کرنے اور جھوٹی گواہی دینے والے کی امامت درست ہے، یا نہیں:

سوال: ایک شخص قاضی ہے اور وہ اپنا گھوڑا احاطہ مسجد میں چراتا ہے، اس کا گھوڑا وقتاً فوقتاً مسجد کے حوض میں پانی پیتا ہے اور صحن مسجد میں بول و براز کرتا ہے، باوجود منع کرنے کے وہ قاضی مسلمانوں کے ساتھ ضد کرتا ہے اور باز نہیں آتا، حرام حلال مال کے استعمال کرنے میں باوجود واقف ہونے کے دریغ نہیں کرتا، مقدمات میں جھوٹی گواہی دیتا ہے، ایسا شخص قضا کے قابل ہے، یا نہ؟ اور اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

وہ شخص فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور معزول کرنا اس امام کا لازم ہے اور قاضی بنانے کے وہ لائق نہیں ہے۔ (۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۷۳/۳)

نسب بدلنے والے کی امامت:

سوال: ایک شخص اپنی ذات تبدیل کر لیتا ہے، مثلاً پہلے وہ سید نہیں تھا؛ لیکن اب وہ اپنے آپ کو سید کہلواتا ہے، کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے؟

الجواب

غیر قوم کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا فسق ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ! ”ومن ادعیٰ اِلٰی غیر اَبیہِ اَوْ انتَمٰی اِلٰی غیر مَوٰلیہِ فعَلیہ لعنة اللہ المتتابعۃ اِلٰی یوم القیمۃ۔ (أبو داؤد: ۶۹۷/۲) (۲)

حدیث کا حاصل یہ ہے کہ ایسے شخص پر لعنت ہے، لہذا ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، نائب مفتی خیر المدارس ملتان، ۲۷/۲/۱۳۹۵ھ۔ (خیر الفتاویٰ: ۳۳۵/۲)

(۱) مسجد کی بے حرمتی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی کے ساتھ روکا ہے، ایک امام نے ایک مرتبہ قبلہ کی طرف تھوک دیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے امامت سے علیحدہ کرنے کا حکم دے دیا۔ عن السائب بن خلاد و هو رجل من أصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: إن رجلاً م قوماً، فبصق فی القبلة، ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ينظر، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقومه حين فرغ: ”لا یصلی لکم“ فأراد بعد ذلك أن یصلی لهم فمنعوه، فأخبروه بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فذكر ذلك لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فقال: نعم، وحسبت أنه قال: إنک قد آذیت اللہ ورسوله“. {رواه أبو داؤد} {مشکوٰۃ المصابیح، باب المساجد، الفصل الثالث: ۷۱ (باب المساجد ومواضع الصلاة، رقم الحدیث: ۷۴۷، انیس) اسی طرح جھوٹی گواہی پر بڑی وعیدیں آئی ہیں۔

(۲) کتاب الأدب، باب فی الرجل ینتمی اِلٰی غیر مَوٰلیہ، رقم الحدیث: ۵۱۱۵، انیس

جھوٹی قسم سے توبہ کرنے کے بعد اس کی امامت مکروہ نہیں ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی شخص نے جھوٹی قسم کھائی، پھر اس شخص نے توبہ بھی کی اور کفارہ بھی ادا کیا تو توبہ اور کفارہ کے بعد اس کی امامت جائز ہوگی، یا مکروہ؟ بیٹا تو جروا۔

(المستفتی: سید غلام حیدر شاہ سورجال، راولپنڈی، ۱۱/۲۷/۱۹۶۹ء)

الجواب

بیمین غموس گناہ کبیرہ ہے، (۱) یہ شخص جب توبہ کر لے تو اس کے پیچھے اقتدا مکروہ نہیں ہے، (۲) بشرطیکہ دیگر امور مفسدہ سے پاک ہو۔ وہو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۳۹۲/۲-۳۹۵)

سوال مثل بالا:

سوال: جو شخص دیندار بنتا ہو اور اس کے اندر درج ذیل اوصاف پائے جاتے ہوں، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۱) جھوٹی وجعلی وصیت نامہ لکھنے اور لکھانے والا۔

(۲) جھوٹی گواہیاں دینے اور دلوانے والا۔

(۳) خاندانی شجرہ سے کسی فرد کا نام دنیاوی جائیداد کو بٹرنے کی غرض سے حذف کرنے والا۔

(۴) مقدمہ بازی سے دلچسپی کی بنا پر حفظ قرآن سے محروم ہونے والا۔

(۵) عبا پہن کر عیدین کی نماز پڑھانا، جبکہ خود عالم نہیں ہے۔

(۶) لین دین میں بددیانتی، نادہندہ، دروغ گو، چرب زبان۔

(۷) موروثی جائیداد میں دوسروں کا حصہ غصب کرنے والا۔

(۱) عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: الكبائر الإشرک باللہ

وعقوق الوالدين وقتل النفس واليمين الغموس. {رواه البخاری} {صحيح البخاری، باب يمين الغموس، رقم

الحديث: ۶۶۷۵، انيس} وفي رواية أنس: "وشهادة الزور" بدل اليمين الغموس. {متفق عليه} {مشكوة

المصابيح: ۱۷/۱، باب الكبائر وعلامات النفاق} {صحيح البخاری، باب ما قيل في شهادة الزور، رقم الحديث: ۲۶۵۳} /

الصحيح لمسلم، باب بيان الكبائر وأكبرها، رقم الحديث: ۸۸، انيس}

(۲) وعن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "التائب من الذنب كمن

لا ذنب له". {مشكوة المصابيح: ۲۰۶/۱، باب الاستغفار والتوبة، الفصل الثالث} {سنن ابن ماجه، باب ذكر التوبة، رقم

الحديث: ۴۲۵۰ / مسند الشهاب القضاعي، التائب من الذنب كمن لا ذنب له، رقم الحديث: ۱۰۸، انيس}

(۸) قبرستان کی دکانوں کی آمدنی اور ہزار ہا پیشگی رقم لے کر کرایہ پر دینا، محلہ والے اعزہ ناراضگی کی وجہ سے اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہیں؟

هوالمصوب

مذکورہ بالا اوصاف فسق کے ہیں، (۱) اگر شخص مذکور میں واقعتاً پائے جاتے ہیں تو اس کی امامت مکروہ ہے؛ تاہم نماز بالکراہت ادا ہو جائے گی۔ فتاویٰ تارتا خانہ میں ہے:

”الصلاة خلف أهل الأهواء يكره“۔ (۲)

نوٹ: اگر فاسق صاحب اقتدار ہے اس کو لوگ امام بنانا نہیں چاہتے پھر بھی وہ امام بن جاتا ہے تو اختلاف و انتشار سے بچتے ہوئے اس کی اقتداء میں نماز پڑھنے میں کوئی کراہت نہ ہوگی۔ (۳)

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۲۳/۲-۳۲۴)



(۱) عن أنس رضی اللہ عنہ قال سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الكبائر قال: الاشرک باللہ وعقوق الوالدين وشهادة الزور. (صحيح البخاری، کتاب الشهادات، باب ما قيل في شهادة الزور، رقم الحديث: ۲۶۵۳ / الصحيح لمسلم، کتاب الإیمان، باب بیان الكبائر وأکبرها، رقم الحديث: ۸۸) / مسند الحارث، باب ماجاء في الكبائر عن عمران بن حصین (ح: ۲۹) انیس)

عن أبی أمامة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: يطبع المؤمن على كل شيء إلا الخيانة والكذب. (السنة لابن أبی عاصم، باب ما يطبع المؤمن عليه (ح: ۱۱۴) / السنة لأبى بكر بن الخلال، باب مناقحة المرجئة (ح: ۱۵۲۵) انیس)

(۲) الفتاوى التاتارخانية: ۳۷۶/۱۔

(۳) ويكره أن يكون الإمام فاسقاً ويكره للرجال أن يصلوا خلفه ... وفي الكافي وإن تقدم الفاسق جاز خلافاً لمالك. (الفتاوى التاتارخانية: ۳۷۸/۱)

بینک کے ملازم اور سودی لین دین کرنے والوں کی امامت

سودی قرض لینے والے کی امامت:

سوال: ایک شخص سودی قرض لیتا ہے اور جو معاملہ شیعہ سنیوں کا ہوتا ہے، اس میں ہر طرح سے شیعہ کی امداد کرتا ہے اور سنیوں کی مخالفت کرتا ہے، ایسے شخص کو امام مقرر کرنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب

ایسا شخص لائق امام بنانے کے نہیں ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے۔ (۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۸۹/۳)

بینک کے ملازم کی امامت:

سوال: اوقاف کے ملازم ائمہ جن کی ڈاڑھی مشیت سے کم ہے، نیز بینک ملازم حفاظ و قراء داڑھی خور کی اقتدا میں نماز ہو جائے گی، یا نہیں؟ بینواتو جروا۔

الجواب ————— باسم ملہم الصواب

یہ داڑھی خور بینک میں ملازمت کی وجہ سے سود خور بھی ہے، ان دونوں گناہوں میں سے ہر ایک موجب فسق ہے؛ اس لیے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۶/ صفر ۱۳۹۶ھ (حسن الفتاویٰ: ۳۰۳)

(۲-۱) ﴿الذین یأکلون الربا لا یقومون إلا كما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس ذلک بانہم قالوا إنما البیع

مثل الربا وأحل اللہ البیع وحرم الربا﴾ (سورۃ البقرۃ: ۲۷۵) انیس

عن أبی جحیفۃ قال: نہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ثمن الکلب و ثمن الدم ونہی عن الواشمۃ والموشومۃ و آکل الربا و موکلہ و لعن المصور. (صحیح البخاری، باب موکل الربا (ح: ۲۰۸۶) انیس)

إن التقرب بین السنة والشیعۃ مستحیل إذ کیف یمکن الجمع بین الحق والباطل والکفر والإیمان والنور والظلام فما دعوی الشیعۃ التی ینادون بہا إلا من باب التحذیر والتغطیۃ لمخططاتہم الخبیثۃ. (حقیقۃ الشیعۃ، الخاتمۃ: ۲۱۸، دار الإیمان أسکندریۃ، انیس)

ویکرہ أن یمکن الإمام فاسقاً للرجال أن یصلوا خلفہ. (الفتاویٰ التاتاریخانیۃ: ۳۷۸/۱)

(ردالمحتار: ۵۲۳/۱، انیس)

انعامی بونڈ رکھنے والے کی امامت:

سوال: ایسا شخص امامت کے لائق ہے، جو پرائز بونڈ رکھے اور اس پر انعام کی رقم وصول کرے اور انعام سودی رقم سے تقسیم ہوتے ہیں؟ بینواتو جروا۔

الجواب: _____ باسم ملہم الصواب

انعامی بونڈ سود اور قمار کا مجموعہ ہونے کی وجہ سے حرام ہے؛ اس لیے انعامی بونڈ رکھنے والا فاسق ہے اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
۵/شوال ۱۳۹۴ھ (احسن الفتاویٰ: ۲۹۷/۳)

سودی کاروبار میں ملازمت اور خود سود لینے والے کی امامت:

سوال: ایک شخص سرکاری بینک میں ملازم ہے اور سودی قرض کو لکھتا ہے اور خود بھی سود لیتا ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے، یا نہیں؟ اور نماز کا اعادہ واجب ہے، یا نہیں؟

الجواب: _____

حدیث شریف میں سود کے لینے والے اور دینے والے اور گواہوں وغیرہم پر لعنت وارد ہوئی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ”ہم سواء“۔ (۲) یعنی وہ سب برابر ہیں گناہ میں، لہذا شخص مذکور کو بوجہ فاسق ہونے کے تا وقتیکہ توبہ نہ کرے لائق امام بنانے کے نہیں ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے۔ (کذا فی الشامی) (۳)
لیکن درمختار میں دوسری جگہ نقل کیا ہے:

”صلی خلف فاسق أو مبتدع، نال فضل الجماعة، أفاد أن الصلاة خلفهما أولى من الانفراد“۔ (ردالمحتار) (۴)

(۱) الكبيرة الثانية عشر الربا. (الکبائر للذہبی: ۶۱۱/۱، دار الندوة الجديدة بیروت، انیس)

ویکروہ أن یکون الإمام فاسقاً للرجال أن یصلوا خلفه. (الفتاویٰ التاتارخانیة: ۳۷۸/۱) (کذا فی ردالمحتار: ۵۲۳/۱، انیس)

(۲) عن جابر قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربا ومؤکله وکاتبه وشاہدیه وقال: هم سواء. (صحیح مسلم، باب لعن آکل الربا ومؤکله (ح: ۱۵۹۸) انیس)

(۳) ویکروہ إمامة عبد، إلخ، وفاسق. (الدرالمختار)

بل مشی فی شرح المنیة أن کراهة تقدیمه کراهة تحريم. (ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر)

(۴) ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۵/۱، ظفیر

البتہ یہ قاعدہ بھی فقہانہ لکھا ہے: ”کل صلاة أدیت مع کراهة التحريم تجب إعادتها“۔ (۱)
اس میں یہ بھی بعض نے تفصیل فرمائی ہے کہ وقت کے اندر اعادہ واجب ہے اور وقت کے بعد مستحب ہے، مگر شامی نے اس کو مرجوح کہا ہے اور کہا کہ راجح یہی ہے کہ وقت کے اندر اور بعد وقت کے اعادہ واجب ہے، (۲) البتہ جو علما اصل سے اعادہ کو مستحب ہی فرماتے ہیں، وہ ہر دو حال میں مستحب ہی کہیں گے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۳۳-۱۳۵)

سودی قرض لینے والے اور وعدہ ایفانہ کرنے والے کی امامت درست ہے، یا نہیں:

سوال: زید مقروض ہے اور قرضہ مع سود بلا سود دونوں قسم کا ہے، وعدہ ہر قسم کا کرتا ہے؛ مگر ایسا کسی کا نہیں ہوتا، ایسی صورت میں زید کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

نماز اس کے پیچھے صحیح ہے؛ لیکن اگر سودی قرض لیتا ہے تو گنہگار ہے، اس حالت میں نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے۔ (۳) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۲۰-۲۲۱)

سودی قرض لینے والے کی امامت درست ہے، یا نہیں:

سوال: جو شخص امام ہو، وہ اپنے دوسرے کام؛ یعنی تجارت وغیرہ کے واسطے پیسہ سود پر لے کر کام کرتا ہے، اس کے پیچھے نماز درست ہے کہ نہیں؟

الجواب

سود پر قرض لینے والا موافق حدیث کے مستحق لعنت اور فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ (کما حقیقہ فی الشامی، من باب الإمامة فی المجلد الأول) (۴) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۳۳-۲۳۴)

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب صفة الصلاة، مطلب واجبات الصلاة: ۴۲۵/۱، ظفیر

(۲) قید فی البحر فی باب قضاء الفوائت وجوب الإعادة فی أداء الصلاة مع کراهة التحريم بما قبل خروج الوقت، أمابعدہ فتستحب، و سیاتی الکلام فیہ ہناک إلخ وترجیح القول بالوجوب فی الوقت وبعده. (رد المحتار، باب صفة الصلاة، تحت مطلب: کل صلاة أدیت مع کراهة التحريم: ۴۲۶/۱، ظفیر)

(۳) ویکرہ الإمامة عبد، إلخ، و فاسق. (الدر المختار) المراد به من یرتکب الكبائر کشارب الخمر واکل الربو ونحو ذلک. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

﴿وأحل الله البيع وحرم الربا﴾ أي حرم أن یزاد فی القرض علی القدر المدفوع. (النهر الفائق، باب الربا: ۴۶۹/۳، دار الکتب العلمیة بیروت، انیس)

(۴) وکذا تکرہ خلف أمر دلخ واکل الربا ونام و مرآة متصنع. (الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۵/۱، ظفیر)

سود خور کو امامت سے ہٹانا لازم ہے:

سوال: ایک امام یہاں امامت کے فرائض سرانجام دیتا ہے، مع ہذا سود پر لوگوں کو قرض دیتا ہے، وہ بینک سے سود پر قرض لیتا ہے اور لوگوں سے دس فیصد سود وصول کرتا ہے، پتہ چلنے پر اس کو امامت کی گئی تو اس نے یہ کام اپنے بیٹے کے نام کر دیا؛ مگر حقیقت میں نفع وہی لیتا ہے، ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟

الجواب

چونکہ سود لینا شرعاً حرام قطعی ہے؛ (۱) اس لیے اگر واقعی امام مذکور سود لیتا ہے تو وہ شرعاً فاسق اور مرتکب کبیرہ ہے، (۲) فاسق لائق امامت نہیں، (۳) اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، (۴) ایسے امام کو امامت سے ہٹانا مقتدیوں پر لازم ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ، نائب مفتی قاسم العلوم ملتان، ۱۲/۳۰/۱۳۸۳ھ۔ اصاب من اجاب: عبداللطیف غفرلہ، قاسم العلوم ملتان۔ الجواب صحیح: محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ، مفتی خیر المدارس ملتان۔ الجواب صحیح: سید علی قادری، مفتی انوار العلوم، ملتان، المحرم الحرام، ۱۳۸۴ھ۔ (خیر الفتاویٰ: ۳۶۲/۲-۳۶۳)

سودی کاروبار کرنے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے:

سوال: ایک شخص حافظ ہے اور وہ بیاج؛ یعنی سود وغیرہ کا کاروبار کرتا ہے اور مسجد میں کھڑے ہو کر قرآن شریف سناتا ہے، کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز تراویح جائز ہو سکتی ہے، یا نہیں؟

(المستفتی: ۱۹۵۴، عبید اللہ صراف (فیروز پورٹی) ۲۴ شعبان ۱۳۵۶ھ، ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۷ء)

(۱) ﴿الذین یأکلون الربا لا یقومون إلا كما یقوم الذی یتخبطه الشیطان من المس ذلک بانہم قالوا إنما البیع

مثل الربا وأحل اللہ البیع وحرم الربا﴾ (سورة البقرة: ۲۷۵) انیس

(۲) عن عمیر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: الکبائر سبع: الإشراک باللہ وقتل النفس المؤمنة والفرار من الزحف وأکل الربا وأکل مال الیتیم وعقوق الوالدین والإلحاد بالیتیم الحرام. (المعجم الکبیر للطبرانی، عمیر بن قتادة الليثی أبو عبید (ح: ۱۰۲) انیس)

(۳) وأما الفاسق فقد عللوا کراهة تقديمه بأنه لا یهتم لأمر دینہ، وبأن فی تقديمه للإمامة تعظیمه، وقد وجب علیهم إهانته شرعاً، الخ. بل مشی فی شرح المنیة علی أن کراهة تقديمه کراهة تحريم لما ذکرنا. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

(۴) ویکره إمامة فاسق. (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۶۰/۱، طبع ایچ ایم سعید، انیس)

(فالحاصل أنه یکره) قال الرملي: ذکر الحلبي فی شرح منیة المصلي أن کراهة تقديم الفاسق والمبتدع کراهة التحريم. (منحة الخالق علی البحر الرائق، إمامة العبد والأعرابي والفاسق والمبتدع والأعمى وولد الزنا: ۳۷۰/۱، دار الكتاب الإسلامی بیروت، انیس)

الجواب

سود کا کاروبار کرنے والوں کے پیچھے نماز تراویح وغیرہ تو ہو جائے گی؛ لیکن مکروہ ہوگی، لہذا اس کے پیچھے قرآن شریف سننے سے نہ سننا بہتر و افضل ہے، ہاں! اگر سود کے لین دین سے توبہ کرے گا تو اس کے پیچھے بغیر کراہت کے نماز پڑھنی جائز ہو جائے گی۔ (۱) (کفایت المفتی: ۱۰۳/۳)

والد کے دین میں مجبوراً سود ادا کرنے والے کی امامت درست ہے، یا نہیں:

سوال: میرے والد نے کچھ زمین بننے کے پاس رہن کر دی تھی، والد فوت ہو گئے اور میرے پاس روپیہ اس کے چھڑانے کو نہیں ہے، میں مجبور ہوں اور مجبوراً سود دے رہا ہوں، مجھ پر کچھ مواخذہ ہے، یا نہیں؟ اور میرے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

چونکہ تم مجبور ہو، اس وجہ سے تم پر مواخذہ نہیں ہے اور نماز تمہارے پیچھے بلا کراہت صحیح ہے۔ (۲) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۳۲/۳)

مجبوراً سود پر قرض لینے والے کے پیچھے نماز پڑھنا:

(الجمیعة، مورخہ فروری ۱۹۲۸ء)

سوال: امام متشرع اور نیک ہے؛ لیکن حوادث زمانہ سے مجبور ہو کر سودی قرضہ غیر مسلم سے لیا، اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟

(۱) وكذا تكره خلف أمرد واكل الربا أو مرءاء، إلخ. (الدر المختار، باب الإمامة: ۱/۵۵۹، ط: سعید)

عن عبد اللہ بن مسعود قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "التائب من الذنب كمن لا ذنب له". (سنن ابن ماجہ، باب ذكر التوبة: ۳۱۳، ط: قدیمی کتب خانہ کراچی)

وفی المحيط: لوصولی خلف فاسق أو مبتدع أحرز ثواب الجماعة. (فتح القدير: ۱/۲۴۷، باب الإمامة، دار صادر بیروت، انیس)

وفی الحاشیة: والفساق لأنه لا یهتم بأمر دینہ وقال مالک لا تجوز الصلاة خلفه لأنه لما ظهر منه الخیانة فی الأمور الدینیة لا یؤتمن فی أهم الأمور قلنا: عبد اللہ بن عمرو وأنس بن مالک و غیرهما من الصحابة والتابعین صلوا خلف الحجاج و كان أفسق أهل زمانه. (فتح القدير: ۱/۲۴۷، انیس)

(۲) الضرورات تبیح المحظورات. (الأشباه والنظائر، ظفیر) (القاعدة الثالثة، انیس)

الجواب

سود لینا دینا دونوں حرام ہیں؛ لیکن اگر اضطراری حالت میں کسی نے سود دیا ہو تو یہ اس کے لیے موجب فسق نہ ہوگا۔ (۱)
محمد کفایت اللہ غفرلہ (کفایت المفتی: ۱۰۷/۸)

بینک میں روپیہ رکھنے والے کی امامت:

سوال: جو شخص بینک میں روپیہ داخل کرتا ہے، اس کی امامت درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

اس کی امامت بھی مکروہ ہے۔ (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۲۳/۳-۲۲۵)

حیلے بہانے سے سود لینے والے کی امامت:

سوال: مسٹی احسان علی موضع مرشد آباد کے قاضی اور پیش امام ہیں، عرصہ پانچ چھ برس کا ہوا کہ مسٹی احسان علی نے بذریعہ تحریری تمسک دستاویزات کے اس طریقہ سے سود لینا شروع کیا کہ دستاویزات اپنے پوتے اور لڑکے کے نام لکھنا شروع کیا اور بعض بعض سے سود بھی وصول کیا، دریافت کرنے پر جواب دیا کہ میں اس کو نہیں کرتا ہوں؛ بلکہ میرے لڑکے ایسا کرتے ہیں، یہ حیلہ برائے نام ہے، احسان علی امام ہونے کے قابل ہیں، یا نہیں؟

(۱) قال تعالیٰ: ﴿فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ﴾ (سورة البقرة: ۱۷۳، انیس)

فعلق الإباحة بوجود الضرورة والضرورة هي خوف الضرر بترك الأكل إما على نفسه أو على عضو من أعضائه فمتى أكل بمقدار ما يزول عنه الخوف من الضرر في الحال فقد زالت الضرورة ولا اعتبار في ذلك بسد الجوع لأن الجوع في الإبتداء لا يبيح أكل الميتة إذا لم يخف ضرراً بتركه. (أحكام القرآن للجصاص، مطلب الدهن المتنحس يجوز الانتفاع به، الخ: ۱/۵۹۱، دارالكتب العلمية بيروت، انیس)

مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا اگر وہ سودی قرض اس صورت میں لیا، جبکہ اسے اپنے نفس، یا کسی عضو کے تلف ہونے کا خطرہ لاحق ہو، سودی قرض لے کر یہی اس ضرورت کو پوری کر سکتا ہو تو بقدر ضرورت سودی قرض لینا درست ہوگا، سودی قرضہ کے احکام علماء سے معلوم کر کے عمل کریں۔ انیس

(۲) وكذا تذكره خلف أمر رد (إلى قوله) واكل الربوا ونحو ذلك. (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۱/۵۲۵، ظفیر)

مگر اس زمانہ میں جبکہ چوری ڈکیتی عام ہے اور روپیہ کی حفاظت کا ذریعہ سوائے بینک کے دوسرا نہیں، بینک میں بغرض حفاظت رکھنا درست ہے اور اس کی امامت بھی درست ہے۔ واللہ اعلم، ظفیر

یہ فتویٰ ڈیڑھ سو سال پہلے کا ہے، اب ملکی حالات و ضروریات کی وجہ سے بینک میں رکھنے کی اجازت ہے، مگر سود لینے کی اجازت نہیں ہے، بینک سے اس روپیہ کو نکال کر بلا نیت ثواب غربا پر صرف کر دے۔ انیس

الجواب

مسٹی احسان علی اس صورت میں لائق امام بنانے کے نہیں ہے، اگر وہ تائب نہ ہو تو اس کو معزول کیا جائے اور دوسرا امام صالح مقرر کیا جاوے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۵۰/۳)

سودی رقم سے امام کی تنخواہ:

سوال: اسٹیٹ بینک کی طرف سے تعمیر شدہ مسجد میں امامت کرانا اور بینک ہی کی طرف سے تنخواہ وصول کرنا جائز ہے، یا یہ بھی بینک میں ملازمت کرنے جیسا فعل ہے، جو کہ حرام بتایا جاتا ہے؟

الجواب

یہ مسجد اگر سودی رقم سے بنی ہو تو اس میں نماز مکروہ ہے، (۲) اور امام کو تنخواہ اگر سودی رقم سے دی جاتی ہو تو یہ تنخواہ حرام ہے۔ (۳) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۴۴۶/۳)

بینک کے ملازم کی امامت مکروہ تحریمی ہے:

سوال: اگر پیش امام بینک میں ملازم ہے تو کیا اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔ (خاص کر اس کی ڈیوٹی سودی لین دین ہو) اور تنخواہ حرام ہے، یا حلال؟

الجواب

بینک کی ملازمت جائز نہیں۔ (۴) اور ایسے امام کی امامت مکروہ تحریمی ہے، (۵) بینک کی تنخواہ چونکہ سود سے ملتی ہے؛ اس لیے وہ بھی حلال نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۴۴۷/۳)

(۱) وكذا تكروه خلف أمره، الخ، و آكل الربا. (الدر المختار، باب الإمامة، ظفیر)

(۲) قال تاج الشريعة: أمالو أنفق في ذلك مالا خبيثاً و مالا سببه الخبيث والطيب فيكره؛ لأن الله تعالى لا يقبل إلا الطيب. (رد المحتار: ۶۵۸/۱) (كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أحكام المسجد، انيس)

(۳) وفي حظر الأشباه: الحرمة تتعدد مع العلم بها لإففى حق الوارث.

وفي الشامية: وما نقل عن بعض الحنفية من أن الحرام لا يتعدى ذمتين... هو محمول على ما إذا لم يعلم بذلك، أمالورأى المكاس مثلاً يأخذ من أحد شيئاً من المكس ثم يعطيه آخر ثم يأخذ من ذلك الآخر فهو حرام. (رد المحتار مع الدر المختار: ۹۸/۵) (مطلب: الحرمة تتعدد، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، انيس)

(۴) موجودہ بینک کا نظام سودی ہے؛ اس لئے اس میں ملازمت ناجائز ہے اور اگر غیر سودی بینک ہے تو پھر جائز ہے، انیس)

عن جابر رضى الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا ومؤكله و كاتبه و شاهده و قال: هم سواء. رواه مسلم. (مشکوٰۃ: ۲۴۴، الفصل الأول باب الربا) (رقم الحديث: ۲۸۰۷، انيس)

وتكروه الصلاة خلف شارب الخمر و آكل الربا؛ لأنه فاسق. (الجوهرة النيرة: ۵۸/۱) أيضاً (رد المحتار: ۵۶۰/۱) (باب الإمامة، انيس)

رشوت خور اور کذاب کی امامت کا کیا حکم ہے:

سوال: زید حد درجہ کارشوت خور اور کذاب ہے، نماز پنجگانہ کا بہت محافظ نہیں، بلاوجہ ترک کرتا ہے اور بزرگانِ دین کی شان میں کلمات گستاخانہ کہتا ہے، اس کی امامت کے متعلق کیا حکم ہے؟

الجواب:

قال فی رد المحتار:

”وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانتته شرعاً، ولا يخفى أنه إذا كان أعلم من غيره لا تزول العلة، فإنه لا يؤمن أن يصلى بهم بغير طهارة، فهو كالمبتدع تكرر إمامته لكل حال، بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا، وقال: لذلالم يجز الصلاة خلفه أصلاً عند مالك ورواية عن أحمد، إلخ. (۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۲۹/۳-۲۳۰)



(۱) معلوم ہوا کہ اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ ظفیر

رد المحتار: ۵۲۳/۱، باب الإمامة، ظفیر (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)
عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ أنه قال: لا يصلح صفقتان فی صفقة، إن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن آكل الربا وموكله وشاهديه وکاتبه. (السنة للمروزی (۱۸۷) / موارد الظمان إلى زوائد ابن حبان، باب مانهی عنه فی البيع عن الشروط (ح: ۱۱۱۲) انیس)

ناجائز آمدنی حاصل کرنے والوں کی امامت

ملازمت کے باوجود کارِ منصبی نہ ادا کرنے والے کی امامت:

سوال: جو شخص کسی محکمہ میں ملازم ہو اور کارِ منصبی ادا نہ کرتا ہو اور ماہ ب ماہ تنخواہ لیتا ہو، اس کی امامت جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

ایسے شخص کی امامت بوجہ فسق کے مکروہ ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۱۰/۳)

کم تولنے والے کی امامت:

سوال: جو شخص کم تولے اور جھوٹ بولے اور کبھی کبھی نماز بھی قضا کرے اور قرأت بھی صاف نہ پڑھے اور سودی دستاویز بھی لکھتا ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

ایسا شخص لائق امام بنانے کے نہیں ہے اور نماز اس کے پیچھے بحالت مذکورہ مکروہ ہے، (۲) پس اہل محلہ و اہل مسجد کو چاہئے کہ اس کو معزول کر کے کسی لائق بالامامت کو امام بناویں۔ (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۷۱/۳)

(۱) ملازم کی ذمہ داری ہے کہ وہ مفوضہ ذمہ داری کو ادا کرے، اگر اس میں کوتاہی کر رہا ہے تو خلاف شریعت کام کر رہا ہے۔ انیس

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ألا کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ فالإمام الذی علی الناس راع وهو مسئول عن رعیتہ والرجل راع علی أهل بیتہ وهو مسئول عن رعیتہ والمرأة راعیة علی أهل بیتها وولده وہی مسئولة عنهم وعبدا الرجل راع علی مال سیدہ وهو مسئول عنه ألا کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ. (صحیح البخاری، باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿أطیعوا اللہ وأطیعوا الرسول﴾ الخ (ح: ۷۱۳۸) / الصحیح لمسلم، باب فضیلة الإمام العادل (ح: ۱۸۲۹) انیس)

(ألا کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ) أي حافظ مؤتمن والرعیة کل من شمله حفظ الراعی ونظره. (النهاية فی غریب الحدیث والآثار، مادة رغب: ۲/۲۳۶، المكتبة العلمية، بیروت، انیس)

ویکره إمامة عبد، إلخ، وفاسق. (الدر المختار)

ولعل المراد به من یرتکب الكبائر. (رد المحتار، باب الإمامة: ۱/۲۳۱، ظفیر) (مطلب فی تکرار الجماعة فی

وارثوں کو حصہ نہ دینے والے کی امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسٹی زید فوت ہو گیا اور اس کی اولاد میں سے تین لڑکے ایک لڑکی ہے، زید مذکور پاکستان بننے سے پہلے کئی سال گزرے فوت ہوا تھا؛ لیکن جائیداد اولاد کے نام منتقل نہیں ہوئی، پاکستان بننے میں جب شرعی طور پر وراثت تقسیم کرنا منظور ہوا تو زید متوفی کی جائیداد اس کی اولاد پر تقسیم ہونے کے وقت بڑے لڑکے خالد نے کہا کہ ہماری ہمیشہ ہندہ وراثت کی حقدار نہیں، چونکہ ہمارا باپ پاکستان بننے سے پہلے کئی سال گزرے فوت ہوا، اس وقت قانوناً لڑکی ورثہ لینے کی حقدار نہ تھی تو اس صورت پر ہندہ کے نام جائیداد منتقل نہ کی گئی، اب استفسار ہے کہ عدالت میں دعویٰ کرے تو شرعاً ہندہ اپنا حصہ لے سکتی ہے، یا نہ؟ اور خالد جس نے ہمیشہ کو حصہ سے محروم کر دیا، اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟ اگر امام مسجد ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ مینو اتو جروا۔

الجواب: ————— باسم ملہم الصواب

ہندہ اپنا حصہ بہر کیف وصول سکتی ہے، خالد حکم قرآنی کی خلاف ورزی کی وجہ سے فاسق اور ظالم ہے، (۱) لہذا اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
۱۲/ محرم ۱۳۹۶ھ (حسن الفتاویٰ: ۳۰۲)

ہیرا پھیری کرنے والے کی امامت:

سوال: چوستان کے لوگوں کو گورنمنٹ زمین تقسیم کرتی ہے، جس میں شرط یہ ہوتی ہے کہ جس شخص کو زمین تقسیم کی جاتی ہے، وہ چوستان کا رہائشی ہو، نمبر وار اس کی تصدیق کرے کہ یہ فلاں کا بیٹا ہے اور یہاں کا مستقل رہائشی ہے، مذکورہ شرائط سے وہ شخص زمین کا حقدار ہے؛ لیکن ایک شخص نے نمبر وار سے سے دھوکہ سے تصدیق کروا کر اور ہیرا پھیری کر کے زمین حاصل کر لی۔ آیا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے اور یہ امامت کے لائق ہے، یا نہیں؟

== ویکرہ أن یکون الإمام فاسقاً للرجال أن یصلوا خلفه. (الفتاویٰ التاتاریخانیة: ۳۷۸/۱، انیس)

(۲) وأن کراهة تقدیمه أی الفاسق کراهة تحریم. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر)

(۳) نعم أخرج الحاكم فی مستدرکہ مرفوعاً: "إن سرکم أن یقبل اللہ صلاتکم فلیؤمکم خیارکم، فإنہم وفدکم فیما بینکم و بین ربکم"، ۵۱. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۵/۱، ظفیر) (مطلب: البدعة خمسة أقسام) / المستدرک للحاکم، ذکر مناقب مرثد بن أبی مرثد الغنوی (ح: ۴۹۸۱) انیس)

حاشیہ صفحہ ہذا:

(۱) ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ﴾ ... ﴿وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ﴾ (سورة النساء: ۱۱-۱۴، انیس)

الجواب

امام صاحب تا وقتیکہ توبہ کر کے اس ہیرا پھیری کی تلافی نہ کریں، ان کی امامت مکروہ ہے۔ (۱) فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان، ۱۸/۱۱/۱۴۰۷ھ
الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، صدر مفتی۔ (خیر الفتاویٰ: ۳۷۲-۳۸۰)

جس کا والد ناجائز کاروبار کرے، اس کی امامت:

سوال: ایک لڑکا عالم فارغ دارالعلوم ہے اور اس کا والد نکاح پر نکاح کا کاروبار کرے تو لڑکے کی امامت درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

والد کے اس ناجائز کاروبار سے لڑکے کی امامت میں کوئی خرابی نہیں۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمود وغفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۵۱-۲۵۲)

ملاوٹ کرنے والے کی امامت:

سوال: ایک امام مسجد جو موہل آئل کا کاروبار کرتے ہیں اور موہل آئل میں ملاوٹ کرتے ہیں؛ تاکہ نفع زیادہ ہو، مقتدی ان پر ناراض ہیں، اگر ان امام صاحب کو منع کیا جاوے تو جمعہ میں منع کرنے والوں کی مختلف طریق پر مذمت کرتے ہیں، نیز مسجد کے لاؤڈ اسپیکر پر بسوں وغیرہ کی آمدورواگی کا اعلان کرتے ہیں، کیا ان صفات کا مالک امام بن سکتا ہے؟

(۱) عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة طعام فأدخل يده فيها فنالت أصابعه بلالا فقال: ما هذا يا صاحب الطعام؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله، قال: أفلا جعلته فوق الطعام كي يراه الناس، من غش فليس منا. (الصحيح لمسلم، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: من غش فليس منا (ح: ۱۰۲) انيس)
عن عبد الله عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: ليس منامن غش في البيع والشراء) وكذا في غيرهما من الأشياء وقد روى أحمد وأبو داؤد وابن ماجه والحاكم عن أبي هريرة: ليس منا من غش وفي رواية الترمذی: من غش فليس منا، وفي رواية الطبرانی وأبي نعیم في الحلیة عن ابن مسعود: من غشنا فليس منا وفي أكثر طرقه أن ذلك بسبب الطعام رآه النبي صلى الله عليه وسلم في السوق مبتلا داخله، كما أخرجه الشيخان عن أبي هريرة رضى الله عنه وأشار إليه في الحديث الأصل بقوله في البيع والشراء إيماء إلى أنه سبب الورود وإلا فالغش مطلقا مذموم. (شرح مسند أبي حنيفة للقارى، ليس منا من غش في البيع والشراء: ۲۳۶/۱، دارالكتب العلمية، انيس)

(۲) قال الله تعالى: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾ (سورة الفاطر: ۱۸)

ولا تزر وازرة أى لا تحمل نفس آثمة وزر أى ثقل يعنى إثم نفس أخرى. (التفسير المظهرى، سورة الفاطر:

الجواب

اگر واقعہً وہ ملاوٹ کرتے ہیں اور خالص کہہ کر فروخت کرتے ہیں تو وہ دھوکہ دہی کی وجہ سے فاسق ہیں، (۱) ایسے شخص کی امامت شرعاً مکروہ تحریمی ہے، اگر وہ توبہ کر کے اصلاح نہ کریں تو انہیں امامت سے علاحدہ کر دیا جاوے، نیز مسجد کے لاؤڈ اسپیکر پر بسوں وغیرہ کا اعلان کرنا درست نہیں، فوراً بند کر دیا جائے۔ فقط واللہ اعلم
محمد انور عفا اللہ عنہ، نائب مفتی خیر المدارس ملتان۔

الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، ۱۱/۸/۱۳۹۸ھ۔ (خیر الفتاویٰ: ۳۷۳/۲) ☆

ناجائز رقم سے پنکھا خریدنے والے کی امامت:

سوال: زید مسجد کا امام ہے؛ مگر زید کے حجرہ میں جو بجلی کا پنکھا لگا ہے، وہ چندہ سے لایا گیا ہے، جس میں ایسے لوگوں کا پیسہ ہے، جن کا شراب کا مکمل دھندہ ہے اور سنیما کا بھی پیسہ ہے اور زید ان سب باتوں کو خوب جانتا ہے، لہذا جو امام ایسے روپے سے لائے ہوئے پنکھے سے ہوا استعمال کرتا ہے تو کیا شریعت کے نزدیک ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھے تو نماز ہوگی، یا نہیں؟

الجواب _____ حامداً ومصلياً

امام کو ناجائز پیسوں سے پنکھا خریدنا درست نہیں تھا، (۲) اگر جائز و ناجائز دونوں قسم کا پیسہ پنکھے کی قیمت میں لگایا تو

(۱) "لأن الغش حرام". (الدر المختار علی صدر رد المحتار، مطلب فی جملة ما يسقط به الخيار: ۷/۵، دار الفکر بیروت، انیس)

☆ ناجائز کاروبار والے کے یہاں کھانے والے امام کی اقتدا کا حکم:

سوال: ایک شخص کا ناجائز کاروبار ہے اور مسجد کے امام صاحب ان کے گھر کا کھاتے ہیں ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب _____ حامداً ومصلياً

مذکورہ سوال امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے: "صلوا خلف كل بروفاجر". (نصب الرأية، باب الإمامة، انیس) (اگر غالب مال حرام کا ہے تو کھانا نہ کھائے البتہ یہ معلوم ہو کہ وہ جائز آمدنی سے کھلاتا ہے تو جائز ہے پھر بھی مشتبہات سے پرہیز کرنا چاہئے۔ (فتاویٰ الہندیہ: ۳۴۲/۵، انیس) فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی۔ (حبیب الفتاویٰ: ۵۲۲)

(۲) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنَّ كُنتُمْ لِيَاهُ تَعْبُدُونَ﴾ (سورۃ

اس میں گنجائش ہے؛ تاہم شراب کی قیمت اور سنیما کی آمدنی سے امام صاحب کو پیسہ لینا نہیں چاہیے، اگر سنیما و شراب والوں کے پاس جائز پیسہ بھی ہو تو وہ پیسہ لینا درست ہے، (۱) امامت ان امام صاحب کی درست ہے، ایسے سیکھے کی حجرہ میں ہوا لگنے کی وجہ سے ان کی نماز اور ان کے پیچھے مقتدیوں کی نماز فاسد نہیں ہوگی، اگر امام صاحب ناجائز پیسے سے خریدے ہوئے سیکھے کو وہاں سے ہٹا کر جائز پیسے سے خریدا ہوا پیکھا استعمال کریں تو معترض کا یہ اعتراض بالکل ختم ہو جائے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ (فتاویٰ محمودیہ: ۶/۱۳۵) ☆

== عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أيها الناس إن الله طيب لا يقبل إلا طيباً وإن الله أمر المؤمنين بما أمر به المرسلين فقال: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ (سورة البقرة: ۱۷۲) ثم ذكر الرجل يطيل السفر أشعث أغبر يمد يديه إلى السماء يا رب يارب ومطعمه ومشربه حرام وملبسه حرام وغذى بحرام فأني يستجاب لذلك؟ (صحيح لمسلم، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب (ح: ۱۰۱۵) انيس)

اكتسب حراماً واشترى به أو بالدرهم المغصوبة شيئاً، قال الكرخي رحمه الله تعالى: إن نقد قبل البيع تصدق بالربح، وإلا لا، ولهذا قياس. وقال أبو بكر: كلاهما سواء، ولا يطيب له. (الدر المختار، كتاب البيوع، باب المتفرقات: ۲۳۵/۵، سعيد)

(۱) أهدى إلى رجل شيئاً أو أضافه إن كان غالب ماله من الحلال فلا بأس إلا أن يعلم بأنه حرام، فإن كان الغالب هو الحرام ينبغي أن لا يقبل الهدية، ولا يأكل الطعام إلا أن يخبره بأنه حلال ورثه أو استقرضه من رجل، كذا في الينابيع. (الفتاوى الهندية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات: ۳۴۲/۵، رشيدية)

ولو أن رجلاً أهدى إلى إنسان يكتسب من ربا أو رجل ظالم يأخذ أموال الناس أو أضافه فإن كان غالب ماله من حرام فلا ينبغي له أن يقبل ولا يأكل من طعامه مالم يخبره أن ذلك المال أصله حلال ورثه أو استقرضه أو نحو ذلك، فإن كان غالب ماله حلال فلا بأس بأن يقبل هديته ويأكل منه لم يتبين عنده أنه من حرام. (عيون المسائل للسمرقندی، هدية من ظالم أو غاصب أو مراب: ۴۷۸/۱، مطبعة أسعد بغداد، انيس)

☆ رشوت میں تعاون کرنے والے کی امامت:

سوال: گاؤں میں ایک رہزن قتل کیا گیا، اس کے قاتلوں نے گاؤں والوں سے چندہ لیا کہ پولس کو رشوت دینا ہے، جس میں ہماری جامع مسجد کے امام صاحب نے بھی چندہ دیا ہے، جبکہ رہزن نے امام صاحب کو کوئی اذیت نہیں پہنچائی، کیا ان کی اقتداء جائز ہے؟

هو المصوب

امام صاحب کا چندہ دینا غلط ہے، (وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ. (سورة المائدة: ۲) ان کو اس عمل سے توبہ کرنا چاہئے اور ایسی حرکت سے آئندہ باز رہیں۔

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۵۷/۲)

تاثری بیچنے والے کی امامت:

سوال: بکر تاثری اپنے تاثروں کی بیچتا ہے، اس کے پیچھے نماز اور اس کے ساتھ کھانا، پینا جائز ہے؟

الجواب _____ وباللہ التوفیق

تاثری بیچنا، یا بچوانا ناجائز ہے، (لہذا اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے)۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عباس، ۲۴/۱۱/۱۳۵۲ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۳۲۶/۳-۳۲۷)

لڑکی کی شادی پر روپے وصول کرنے والے کی امامت جائز ہے، یا نہیں:

سوال: ایک شخص نے اپنی لڑکی کی شادی میں لڑکے کے والدین سے دو سو روپیہ لے لیے، ایسا شخص امامت کراوے تو جائز ہے، یا نہیں؟ اب وہ تو بہ کرتا ہے؛ لیکن روپیہ واپس نہیں دیا جاتا تو بدوین روپیہ واپس دینے تو بہ کرنے سے، وہ لائق امامت ہو سکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب _____

لڑکی کے والدین کو شوہر سے یا شوہر کے والدین سے کچھ روپیہ لینا درمختار میں رشوت اور حرام لکھا ہے، (۲) پس اس روپے کو واپس کرنا ضروری ہے اور تو بہ اس کی یہی ہے کہ روپیہ واپس کر دے، اگر روپیہ واپس نہ کیا تو فاسق رہا اور فاسق کی امامت مکروہ ہے، فاسق لائق امام بنانے کے نہیں ہے، اس کے اور اس کے معاونین کے پیچھے اگرچہ نماز ہو جاتی

(۱) تاثر اور کھجور کے درخت سے نکالا جانے والا رس تاثری کہلاتا ہے، اس سلسلہ میں اصول یہ ہے کہ اگر اس میں جھاگ پیدا ہوگی

تو وہ نشہ آور ہو جاتا ہے، ایسی صورت میں اس کا بیچنا جائز نہیں ہے۔ (ہدایہ آخرین: ۳/۹۷۷)

جب تک جھاگ نہ اٹھے، نشہ پیدا نہیں ہوتا، ایسی صورت میں اس کے پینے کی گنجائش ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ ایسے مشروبات کو بالکل ہی استعمال نہ کرے؛ کیوں کہ اگرچہ جھاگ نہ اٹھا ہو اور پیتے وقت دیکھنے والا سمجھے گا کہ یہ نشہ ور چیز استعمال کر رہا ہے، اس طرح وہ اپنے آپ کو مقام تہمت میں ڈال رہا ہے اور موافق تہمت سے بچنا چاہئے۔ انیس

ویکرہ... (إمامة عبد)... (وفاسق)... (الدر المختار)

و کراهة تقدیمہ کراهة تحریم۔ (رد المحتار، باب الإمامة: ۲/۹۹۷) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

عن جابر بن عبد اللہ قال: خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال: "یا ایہا الناس توبوا إلى اللہ... ألا لا تؤم امرأة رجلاً، ولا یؤم أعرابی مهاجراً ولا یؤم مؤمناً إلا أن یقهره بسلطان یخاف سیفہ وسوطہ". {رواہ ابن ماجہ} (إعلاء السنن: ۲۰۱/۷-۲۰۲) ابن ماجہ، أبواب إقامة الصلاة، باب فرض الجمعة، انیس)

(۲) ومن السحت ما یأخذہ الصهر من الختن بسبب بنته بطیب نفسه حتی لو کان بطلبه یرجع الختن به، مجتبیٰ۔ (رد المحتار، کتاب الحظر والإباحة: ۵/۴۷۴، ظفیر) (باب الإستبراء، فصل فی البیع، انیس)

ہے، لقولہ علیہ السلام: ”صلوا خلف کل بر وفاجر“۔ (الحديث) (۱) لیکن مکروہ ہوتی ہے۔ (کذا فی الدر المختار و رد المحتار) (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۶۰۳-۲۶۱)

لڑکی کو بیچنے والے کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: ایک آدمی مسمی احمد دین جو ایک گاؤں کا پیش امام بھی ہے، پچیس آدمیوں کے روبرو قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر وعدہ کرتا ہے کہ میں نے اپنی زمین فلاں شخص کو اتنے روپیہ پر فروخت کر دی ہے، کچھ رقم نقد بھی وصول کر لی ہے اور باقی بوقت بیع نامہ وصول کروں گا، دو ماہ کے بعد مسمی مذکور اپنے وعدہ سے منحرف ہو گیا کہ میں زمین نہیں دیتا ہوں، مسمی مذکور نے اپنی دختر فروخت کر دی تھی، جس کا عوام کو ابھی تک علم نہیں ہوا ہے اور رقم لے کر ہضم کر چکا ہے، جو ایک زندہ خاوند کی بیوی تھی اور بدستور امامت بھی کرتا ہے، کیا ایسے شخص کی اقتدا درست ہے؟

الجواب

ایسا شخص جو وعدہ خلافی اور لڑکی کو بیچنے اور دوسروں کی رقم ناجائز طور سے کھانے کا مرتکب ہو، فاسق ہے اور جب تک وہ ان گناہوں سے علانیہ توبہ نہ کرے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں؛ (۳) لیکن اگر کسی وجہ سے کوئی نماز پڑھ لی گئی تو نماز ہو جائے گی، واجب الاعادہ نہ ہوگی۔ فقط واللہ اعلم
احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۲۳/۱/۱۳۸۸ھ، الجواب صحیح: بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔ (فتاویٰ عثمانی: ۴۳۰/۱-۴۳۱)

(۱) رواہ الدار قطنی، کتاب العیدین، باب صفة من تجوز الصلاة معه والصلاة عليه، رقم الحديث: ۱۷۶۸
: ۴۰۴/۲، مؤسسة الرسالة) / وأبو داؤد: ۳۴۳، بلفظ: الصلاة المكتوبة واجبة خلف كل مسلم براً كان أو فاجراً وإن عمل الكبائر، کتاب الصلاة، باب إمامة البر والفاجر، رقم الحديث: ۵۹۴ / والإمام الزبلي في نصب الرأية: ۲/۲۶، کتاب الصلاة، باب الإمامة، الحديث الثالث و الستون، رقم الحديث: ۱۹۷۹، انیس)

(۲) ويكره إمامة عبد الخ و فاسق. (الدر المختار)

بل مشى في شرح المنية أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر)
(مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

(۳) عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: آية المنافق ثلاثة: إذا حدث كذب وإذا وعد أخلف وإذا أؤتمن خان. (صحيح البخارى، باب علامة المنافق (ح: ۳۳) / صحيح لمسلم، باب بيان خصال المنافق (ح: ۵۸) انیس)
عن أنس بن مالك عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: تقبلوا لى ستا أتقبل لكم بالجنة قالوا: وماهى؟ قال: إذا حدث أحدكم فلا يكذب وإذا وعد فلا يخلف وإذا أؤتمن فلا يخن و غصوا أبصاركم و كفوا أيديكم و احفظوا فروجكم. (مسند أبي يعلى الموصلى، سعيد بن سنان عن أنس بن مالك (ح: ۴۲۵۷) / مكارم الأخلاق للخرائطي، باب حفظ الأمانة و ذم الخيانة (ح: ۱۸۶) انیس)

جو کپڑے کے گھوڑے بنا کر اور اس کا کرتب دکھا کر کمائے اس کی امامت جائز ہے، یا نہیں:

سوال: ایک شخص کپڑے کے گھوڑے نچاتا کداتا ہے اور اس سے کماتا ہے، اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب:

اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے، وہ شخص فاسق و مبتدع ہے۔ (۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۲۱۷)

== وفي حاشية الطحطاوى على مرقى الفلاح: ۱۸۱، مطبع مصطفى البابی مصر (باب الإمامة، انيس):
(و) لذا كره إمامة الفاسق العالم لعدم إهتمامه بالدين فتجب إهانتة شرعاً فلا يعظم بتقديمه للإمامة.
قال الطحطاوى: فتجب إهانتة شرعاً فلا يعظم بتقديمه للإمامة تبع فيه الزيلعي ومفاده كون الكراهة في
الفاسق تحريمية.

وفي الدر المختار: ۱/۵۵۹-۵۶۰ (كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد،
انيس): "ويكره إمامة عبد... وفاسق" وفي رد المحتار: وفاسق: من الفسق وهو الخروج عن الإستقامة، ولعل المراد به
من يرتكب الكبائر... وفيه أيضاً: وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه تعظيمه وقد
وجب عليهم إهانتة شرعاً. (و كذا في فتاوى دارالعلوم ديوبند: ۳/۱۳۶)

(۱) ومن السحت ما يؤخذ على كل مباح كملح وكلا وماء ومعادن وما يأخذه غاز لغزو وشاعر لشعر ومسخرة
وحكواتي قال الله تعالى: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ﴾ وأصحاب معازف وقواد وكاهن ومقامر وواشمة
وفروعه كثيرة. (الدر المختار، باب الإستبراء وغيره: ۱/۶۶۹، دارالكتب العلمية بيروت، انيس)
(قوله: لهو الحديث) أى ما يلهى عما يعنى كالأحاديث التي لا أصل لها والأساطير التي لا اعتبار لها
والمضاحك وفضول الكلام. (رد المحتار: ۶/۴۲۴، دارالفكر بيروت، انيس)

وفي التتمة: ومن السحت ما يأخذ الشاعر على الشعر والضحك للناس أو السخرية ويحدث بمغازي
رسول الله صلى الله عليه وسلم وأصحابه لا سيما بأحاديث العجم مثل الرستم والأسفنديار وما تأخذه المغنية
والنائحة والكاهنة والواشمة والمقامر والمتسوط لعقد النكاح والقواد والمصلح بين المتشاحنين وثمان الخمر
والمسكر وعسب التيس وثمان جلود الميتات قبل الذبح ومهر البغي وأجر الحجام والشافعي جوز أجر الحجام
ولكن قال الآبي: وإن ينزهه، وأصحاب جميع المحارف ولا يعلم فيه خلاف. (البنية شرح الهداية، كتاب
الكراهية: ۱۲/۸۹، دارالكتب العلمية بيروت، انيس)

ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى و مبتدع. (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب
الإمامة: ۱/۵۲۳، ظفیر)

عن جابر بن عبد الله قال: خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا أيها الناس توبوا إلى الله... ألا لا
تؤمن امرأة رجلاً، ولا يؤم أعرابي مهاجراً ولا يؤم فاجر مؤمناً إلا أن يقهره بسلطان يخاف سيفه وسوطه. {رواه ابن
ماجة} (إعلاء السنن: ۷/۲۰۱-۲۰۲) (ابن ماجة، أبواب الصلاة، باب فرض الجماعة، انيس)

یتیموں کا مال کھانے والے شخص کی امامت:

سوال: ایک امام مسجد چند یتیم بچوں کو پریشان کرتا ہے، ان کی حق رسی میں روڑے اٹکا کر ان کا حق ضبط کراتا ہے، کچھ عرصہ ہوا یہی امام مسجد ان یتیموں کی حق رسی کا ضامن ہوا تھا؛ مگر اب پر زور مخالفت کرتا ہے، اس کی مخالفت کی وجہ محض ذاتی ہے، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے نماز میں کوئی خلل واقع تو نہیں ہوتا؟

(المستفتی: ۲۳۷۱، عبداللہ صاحب (مالیر کوئلہ) ۱۴/ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ، ۱۳/ جولائی ۱۹۳۸ء)

الجواب:

اگر امام مسجد یتیموں کا حق تلف کرتا ہے، یا کراتا ہے، یا اتلاف میں سعی کرتا ہے تو وہ فاسق ہے، (۱) اس کی امامت مکروہ ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی (کفایت المفتی: ۱۱۷/۳)

حرام پیشہ کرنے والے کے یہاں دعوت کھانے والے کی امامت:

سوال: ایک شخص رام لیلہ وغیرہ میں باجا بجاتا ہے، اسی طرح دیگر حرام پیشے سے پیسہ حاصل کرتا ہے، ایسے شخص کے یہاں دعوت کھانے والے امام کی اقتدا صحیح ہے، یا نہیں؟ ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا۔

الجواب:

حامدًا ومصليًا ومسلمًا: أهدى إلى رجل شيئًا أو أضافه إن كان غالب ماله من الحلال فلا بأس إلا أن يعلم بأنه حرام، فإن كان الغالب هو الحرام ينبغي أن لا يقبل الهدية ولا يأكل الطعام إلا أن يخبره بأنه حلال أو ورثه أو استقرضه من رجل، كذا في البنايع. (۳)

(۱) ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلُونَ سَعِيرًا﴾ (سورة النساء: ۱۰، انیس)

عن أبي سعيد الخدري أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في المعراج: فإذا أنا برجال وقد وكل بهم رجال يفكون لحاهم وآخرون يجيئون بالصخور من النار فيقدفونها بأفواههم وتخرج من أذبارهم فقلت: يا جبريل! من هؤلاء؟ قال: الذين يأكلون أموال اليتامى ظلماً إنما يأكلون في بطونهم ناراً. (رواه مسلم) (الكبائر للذهبي: ۶۵/۱، ۶۵، دار الندوة، انیس)

الكبيرة الثالثة عشرة أكل مال اليتيم وظلمه. (الكبائر للذهبي: ۶۵/۱، دار الندوة الجديدة بيروت، انیس)

(۲) ويكره إمامة عبد، إلخ، وفاسق، إلخ، ومبتدع، أي، صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا لمعادنة بل بنوع شبهة. (الدر المختار مع رد المحتار، باب الإمامة: ۵۶۰/۱-۵۶۱)

(۳) الفتاوى الهندية: ۳۴۲/۵، دار إحياء التراث العربي، بيروت، لبنان

عبارت بالا سے مستفاد ہوا کہ اگر شخص مذکور کی آمدنی مذکورہ آمدنی کے سوا حلال آمدنی بھی ہے اور وہی زائد اور غالب ہے تو جب تک یقین نہ ہو کہ وہی حرام کمائی کھلا رہا ہے تو اس کی دعوت کھالینا جائز ہے اور کمائی کے کل یا زائد کے حرام ہونے کی شکل میں اگر داعی یہ کہے کہ یہ کھانا جو کھلا رہا ہوں، حلال ہے، قرض لایا ہوں اور کسی صحیح ذریعہ سے ملا ہے، تب بھی جائز ہے، ورنہ مکروہ تحریمی ہے۔

باقی جو لوگ مقتدا اور پیشوا ہوں، ان حضرات کو ایسے لوگوں کی دعوت سے احتراز کرنا چاہیے؛ تاکہ داعی کو تنبیہ ہو اور خود طعن و تشنیع سے محفوظ رہیں، (۱) باقی ایک بار اس طرح کی چوک سے خصوصاً جب کہ آئندہ کے لیے تو بہ بھی کر لے، امامت کی اہلیت سے خارج نہیں ہوگا، نماز تو بہر حال ہو جائے گی، (۲) یہ اور بات ہے کہ امام جس قدر صالح، متقی، مسائل سے واقف ہو؛ اولیٰ اور افضل ہے۔ (۳) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبداللہ غفرلہ، ۹/۸/۱۴۱۰ھ۔ الجواب صحیح: محمد حنیف غفرلہ۔ (فتاویٰ ریاض العلوم: ۲/۳۳۰-۳۳۱)

(۱) عن النعمان بن بشیر قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: إن الحلال بین وإن الحرام بین وبينهما مشتبہات لا یعلمهن کثیر من الناس فمن یتقی الشبہات استبرأ لدينه وعرضه ومن وقع فی الشبہات وقع فی الحرام کالراعی یرعی حول الحمی یوشک أن یرتع فیہ، ألا وإن لكل ملک حمی ألا وإن حمی اللہ محارمہ ألا وإن فی الجسد مضغۃ إذا صلحت صلح الجسد کلہ وإذا فسدت فسد الجسد کلہ ألا وہی القلب. (صحیح مسلم، باب أخذ الحلال وترک الشبہات (ح: ۱۵۹۹) / البدر المنیر، الحدیث الثالث عشر: ۳/۱۰، دار الهجرة، انیس)

(۲) عن أبی ہریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "صلوا خلف کل بروفاجر". (سنن الدارقطنی، کتاب العیدین، باب صفة الصلاة من تجوز الصلاة معه (ح: ۱۷۸۸) وقال الدارقطنی: مکحول لم یسمع من أبی ہریرۃ ومن دونہ ثقات. (السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی من قتل نفسه (ح: ۷۰۸۰) انیس)

(۳) عن مرثد بن أبی مرثد الغنوی وکان بدریا قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إن سرکم أن تقبل صلاتکم فلیأتمکم خیارکم، الخ. (المعجم الکبیر للطبرانی، ما أسند مرثد بن أبی مرثد الغنوی (ح: ۷۷۷) انیس) (والأحق بالإمامة تقدیماً بل نصباً، الأعلیٰ بأحكام الصلوة، إلخ، ثم الأحسن تلاوة و تجویذاً. (الدر المختار) أفاد بذلك أن معنی قولهم أقرأ: أى أجود، لا أكثرهم حفظاً... ومعنی الحسن فی التلاوة أن یكون عالماً بکيفية الحروف والوقف وما یعلق بها، قهستانی. (رد المحتار، باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد: ۱/۵۲۱، انیس)

... ولذلک نقل عن الصحابة رضی اللہ عنہم أجمعین أنهم كانوا یتدافعون الإمامة والصحیح أن الإمامة أفضل، إذ واطب علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وأبو بکر وعمر رضی اللہ عنہما والأئمة بعدهم... فقد قال صلی اللہ علیہ وسلم: أنتمکم شفاعتکم، وأقول: وقد کم إلى اللہ فإن أردتم أن تزکوا صلاتکم فقدموا خیارکم. وقال بعض السلف: لیس بعد الأنبياء أفضل من العلماء، ولا بعد العلماء أفضل من الأئمة المصلین؛ لأن هؤلاء قاموا بین یدی اللہ عزوجل و بین خلقه: هذا بالنبوة وهذا بالعلم وهذا بعماد الدين وهو الصلاة. (احیاء علوم الدين: ۱/۲۳۵) (کتاب أسرار الصلاة، الباب الرابع فی الإمامة والقدرة، وفي أركان الصلاة وبعد السلام، إلخ، انیس)

ناجائز چندہ جمع کرنے کے الزام کے بعد امامت کرنے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید جو کہ حافظ قرآن ہے، وہ ایک مسجد میں عرصہ آٹھ سال سے امام و مدرس ہے، آج تک اس سے کوئی غلطی سرزد نہیں ہوئی اور مقتدیوں کا اس پر پورا اعتماد ہے، یہی زید ایک مدرسہ کا ناظم بھی ہے، تقریباً مدرسہ ہذا میں آٹھ سال سے مدرس ہے اور نظامت بھی اس کے سپرد رہی، اس کام کو ۲۸ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ تک ایمانداری سے کرتا رہا، ذاتی دشمنی کی وجہ سے اس پر ایک آدمی نے الزام لگایا، جس کی تفصیل یہ ہے کہ مدرسہ ہذا کا چندہ اکٹھا کرتا تھا تو جو رسید بک اس کو دی گئی تھی، وہ ختم ہوئی اور اس کی رقم بھی مدرسہ میں جمع کرادی، اور پھر رمضان شریف میں رسید بک نہ ہونے کی وجہ سے ایک پرانی رسید بک پر جو پہلے ہی (سے) اس کے پاس تھی، چندہ جمع کرنا شروع کیا، انتظامیہ کو اطلاع دے بغیر اور جو چندہ جمع کیا تھا، وہ مدرسہ کے حوالہ کر دیا، اس پر اس کے ایک مخالف نے مشہور کر دیا کہ حافظ صاحب ایک ناجائز رسید بک پر چندہ جمع کرتا ہے، حالانکہ وہ بھی مدرسہ کی چھپی ہوئی رسید بک ہے اور اس پر ایک مولوی صاحب نے فتویٰ دیا کہ اس حافظ صاحب کے پیچھے نماز نہیں ہوتی تو مدرسہ والوں نے باعزت طور پر اس کو رخصت کر دیا تو اس حافظ کی امامت جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب:

بشرط صحت سوال اس شخص کی امامت بلا کراہت جائز ہے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان، کلیم محرم الحرام ۱۳۹۷ھ۔ (فتاویٰ مفتی محمود: ۱۷۴/۲)

دیدہ و دانستہ جوے کا مال لینے والے کی اقتدا مکروہ ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں میں ایک مولوی صاحب پیش امام ہے، اس کا ایک بھائی بمبئی میں رہائش پذیر ہے، اس مولوی صاحب کا بھائی جو اٹھلے گاؤں میں یہ مولوی صاحب امیر ترین آدمی ہے اور اس کا بھائی کڑور پتی ہے اور یہ مولوی صاحب لکھ پتی ہے اور خود بھی اقرار کرتا ہے کہ میں پرانے مال کا چوکیدار ہوں اور جو ابھی اقرار کرتا ہے، اس امام کے پیچھے نماز باجماعت پڑھنا جائز ہے، یا ناجائز؟ بینوا تو جروا۔

(المستفتی: حیات خان شیوندر ڈویژنل انسپکٹر آف سکولز پشاور، ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ)

(۱) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "صلوا خلف كل برو فاجر". (سنن الدارقطني، كتاب العيدين، باب صفة الصلاة من تجوز الصلاة معه (ح: ۱۷۸۸) انيس)

الجواب

مولوی صاحب کا بھائی فاسق ہے (جو بازی کی تقدیر پر)، (۱) اور اس مولوی کے لیے دیدہ دانستہ ایسا مال لینا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ غنی ہے، (۲) اور ایسے امام کے پیچھے (یعنی باوجود غنی ہونے کے جو کا مال دیدہ دانستہ کھاتا ہو) اقتدا مکروہ ہے؛ لیکن انفرادے افضل ہے، (۳) (منقول از فتاویٰ مولانا لکھنوی وغیرہ) و ہوا لموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۲۰۹، ۲۱۰)

رشوت دینے اور بلیک کرنے والے کی امامت:

سوال: زید رشوت دے کر اور بلیک کر کے اپنی روزی کما تا ہے اور زید کا لڑکا زید کی شرکت میں ہے اور زید دیگر تجارت بھی کرتا ہے، وہ بلیک سے کہیں زیادہ ہے اور زید نے دوسروں کا روپیہ مار کر دیوالہ نکالا ہے، کیا زید کے لڑکے کی امامت درست ہے؟

الجواب

زید اور اس کے لڑکے کی امامت ناجائز ہے؛ کیوں کہ لڑکا بھی اس حرام کاروبار میں شریک ہے۔ (۴)

(کفایت المفتی: ۱۲۳/۳)

(۱) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رَجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ﴾ (سورة المائدة: ۹۰ - ۹۱، انیس)

الكبيرة العشرون: القمار. (الكبائر للذهبي: ۸۸/۱، دار الندوة الجديدة بيروت، انیس)

(۲) قال العلامة عبد الحي اللكهنوي: جس کے پاس حرام مال ہے اور اگر حلال مال بھی اس کے پاس ہے اور وہ نسبت حرام کے زائد ہے تو اس کی نذر قبول کرنا اور اس کی دعوت کھانا اور اس کا صدقہ اور ہدیہ لینا اور کرایہ مکان یا علاج کی اجرت لینا درست ہے، بشرطیکہ یہ نہ معلوم ہو کہ جو اس نے دیا ہے عین مال حرام سے ہے اور اگر یہ معلوم ہو یا یہ کہ مال حرام غالب ہو تو کچھ درست نہیں ہے۔ الا شباہ والنظائر میں ہے: إذا كان غالب مال المهدى حلالاً فلا بأس لقبول هديته وأكل ماله مالم يتبين أنه من حرام وإن كان غالب ماله

الحرام لا يقبلها ولا يأكل إلا إذا قال أنه حلال ورثه أو استقرضه. (مجموعۃ الفتاویٰ: ۱۹۴/۲، کتاب الحظر والإباحة)

(۳) قال العلامة ابن عابدين: فإن أمكن الصلاة خلف غيرهم فهو أفضل والا فلاقتداء أولى من الإفراد. (رد المحتار هامش الدر المختار: ۴۱۳/۱، قبيل مطلب إمامة الأئمة)

(۴) ويكره إمامة عبد و أعرابي و فاسق و أعمى. (الدر المختار مع رد المحتار: ۵۵۹/۱ - ۵۶۰)

وصح أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يدخل الجنة لحم نبت من السحت، النار أولى به. (الكبائر للذهبي: ۸۸/۱، دار الندوة الجديدة بيروت) / أمالي بن بشران: ۴۷/۱، دار الوطن الرياض، انیس)

”لأن الغش حرام“. (الدر المختار على رد المحتار، مطلب في جملة ما يسقط به الخيار: ۴۷/۵، دار الفكر، انیس)

عن عبد الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا والمكر والخداع في النار. (موارد الظمان إلى زوائد ابن حبان، باب ماجاء في الغش والخديعة (ح: ۱۱۰۷) انیس)

چوری کرنے والوں کی امامت

چور کو امام بنانا کیسا ہے:

سوال: پیش امام نے مسجد کے فرش چرائے اور سزا پا کر آیا، اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

ایسے فاسق (۱) شخص کو امام بنانا مکروہ ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، لہذا اس کو معزول کر کے دوسرا امام عالم وقاری و صالح مقرر کرنا چاہیے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۰۰۳)

جس پر چوری کا الزام ہو:

سوال (۱) ایسا شخص جو چوری کے الزام میں قید کیا جا چکا ہو اور دوسرے الزامات بھی اس پر لگائے جاتے ہوں، امامت کر سکتا ہے، یا نہیں؟

(۲) رشوت دے کر رہائی حاصل کرنے والے کی امامت کیسی ہے؟

(۱) ﴿والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما جزاء بما كسبا نكالا من الله والله عزيز حكيم﴾ (سورة المائدة: ۳۸، انیس)

عن أبي هريرة رضى الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: لا يزنى الزانى حين يزنى وهو مؤمن ولا يشرب الخمر حين يشرب وهو مؤمن ولا يسرق حين يسرق وهو مؤمن ولا ينتهب نهبة يرفع الناس إليه فيها أبصارهم حين ينتهبها وهو مؤمن. (صحيح البخارى، باب النهبى بغير إذن صاحبه (ح: ۲۴۷۵) انیس)

الكبيرة الثالثة والعشرون السرقة. (الكبائر للذهبي: ۹۷/۱، دار الندوة الجديدة بيروت، انیس)

(۲) ويكره إمامة عبد، إلخ، وفاسق. (الدر المختار)

بل مثلى فى شرح المنية على أن كراهة تقديمه: أى الفاسق كراهة تحريم. (ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱) (مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد، انیس)

أخرج الحاكم فى مستدركه: إن سركم أن يقبل الله صلاتكم فليؤمكم خياركم فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين ربكم، آه. (ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۵/۱، ظفير) (مطلب: البدعة خمسة أقسام/ والحديث رواه الحاكم فى المستخرج، ذكر مناقب مرثد بن أبى مرثد الغنوى (ح: ۴۹۸۱) / المقاصد الحسنة، حرف القاف: ۴۶۸/۱، دار الكتاب العربى بيروت، انیس)

هو المصوب

- (۱) اگر واقعی زید کی عادت چوری کی ہے اور اس سے وہ تائب نہیں ہے تو اس کی امامت مکروہ ہے۔ (۱)
- (۲) اگر مجرم نہیں ہے اور مجبور ارشوت دے کر رہائی حاصل کرتا ہے تو امامت جائز ہے۔ (۲)
- تحریر: اختر جمال رشید ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۲۱۰۲-۳۱۱)

چوری کے جانور ذبح کرنے والے کی امامت:

سوال: ایک شخص کی عورت بے پردہ ہر جگہ پھرتی ہے اور وہ خود بھی چوری کے جانور ذبح کر ڈالتا ہے اور علاوہ ازیں امامت بھی کرتا ہے، ایسے شخص کی امامت شرعاً کیا حکم رکھتی ہے؟

الجواب

ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ فقط

کتبہ: رشید احمد عفی عنہ

الجواب صحیح: عزیز الرحمن عفی عنہ، مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند (۳) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۶۱) ☆

- (۱) إبراہیم عن محمد أنه سئل هل يصلي خلف شارب الخمر به؟ قال: لا ولا كراهة، ومعنى قول محمد: لا، لا ينبغي فأما الصلاة خلفه فحائزة. (الفتاوى التاتارخانية: ۳۷۶/۱)
- (۲) القاعدة الخامسة: الضرر يزال... الضرورات تبيح المحظورات. (الأشباه والنظائر مع غمز عيون البصائر: ۲۷۴/۱-۲۷۵، دار الكتب العلمية بيروت، انيس)
- (۳) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مرتبہ مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب، باب امامت وجماعت، ص: ۲۹۷، ج: ۳ (دیوبند: ۱۳۹۰ھ)

☆ جاہل چوری کی امامت:

سوال: زید امام ہے اور بے علم ہے، فقط قرآن شریف پڑھا ہوا ہے وہ بھی غلط پڑھتا ہے اور معلوم نہیں کہ کس طرح پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور کس طرح نہیں اور اگر موقع ملے تو چوری بھی کر لیتا ہے اور غسلی اس کا پیشہ ہے، نکاح سابقہ پر دیگر نکاح کرا دیتا ہے، مسجد میں آکر نماز پڑھ لی اگر کسی دوسری جگہ ہو تو نماز قضا کر دیتا ہے، قوم کو اس سے نفرت ہے، زید کی وجہ سے جامع مسجد میں صرف بیس پچیس آدمی موجود رہتے ہیں حالانکہ آبادی گاؤں کی ہزار تک ہے۔ اب ایسے شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب _____ حامداً ومصلياً

اگر واقعی یہ امور اس میں موجود ہیں اور اس سے بہتر امامت کا اہل آدمی موجود ہے تو اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، بہتر شخص کو امام بنانا چاہئے۔ (ویکروہ إمامة عبد و أعرابي و فاسق و أعمى). (الدر المختار) وقال ابن عابدين رحمه الله تعالى "فإن أمكن الصلاة خلف غيرهم فهو أفضل، وإلا فلا اقتداء أولى من الانفراد... على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم". (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۹/۱-۵۶۰، سعيد) (مطلب: البدعة خمسة أقسام، انيس) ==

مال چوری کرنے، جھوٹ بولنے، غلط فتویٰ دینے والے امام کے پیچھے نماز:

سوال: جب باخبر ذرائع سے معلوم ہو جائے کہ مسجد کا پیش امام کئی ناجائز امور میں ملوث ہے، مثلاً: مسجد کے مال کی چوری کرنا، جھوٹ بولنا اور جھوٹی قسمیں کھانا، غلط فتوے جاری کرنا اور اپنے باپ اور استاذ کی نافرمانی کرنا وغیرہ تو اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی، یا نہیں؟

الجواب

اگر شرعی شہادت سے یہ امور ثابت ہو جائیں تو ایسے امام کی اقتدا میں نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (۱)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۴۴۷)

== اگر یہ شخص ان امور سے توبہ کر لے اور آئندہ ایسی ممنوعات نہ کرے، نیز قرآن شریف صحیح پڑھے تو اس کی امامت منع نہیں ہے۔ (والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة فقط صححةً وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة، ثم الأحسن تلاوة للقراءة، ثم الأورع، آه. الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۵۷، سعید)

اگر گواہوں کی آبادی صرف ایک ہزار ہے تو اس میں جمعہ جائز نہیں جواز جمعہ کے لئے کم از کم تین چار ہزار آدمی اور بازار میں ضروریات کا وہاں پایا جانا ضروری ہے۔ (عن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ أنه قال: لا جمعة ولا تشريق إلا فی مصر جامع“. (إعلاء السنن، أبواب الجمعة، باب عدم جواز الجمعة فی القرى: ۱/۱۸، إدارة القرآن، کراچی) / ”لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض ومنبر وخطیب کما فی المضمرة. والظاهر أنه أريد به الكراهة لکراهة النفل بالجماعة، ألا ترى أن فی الجواهر لو صلوا فی القرى لزمهم أداء الظهر“. (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الجمعة: ۱۳۸/۲، سعید) / (عن مرثد الغنوی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ”إن سرکم أن تقبل صلاتکم فلیؤمکم علماء کم فاینهم وفدکم فیما بینکم وبين ربکم“. {رواه الطبرانی فی الكبير} إعلاء السنن: ۱۹۳/۷، مجمع الزوائد

(۶۷/۲) باب الإمامة (احکام نماز اور احادیث و آثار، ص: ۳۲۶-۳۲۷، انیس) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حرره العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۸/۸/۱۳۵۵ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، ۹ شعبان ۱۳۵۵ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱۰/۶)

(۱) ویکرہ تقدیم الفاسق، إلخ. (فتح القدير: ۱/۲۴۷) (باب الإمامة، انیس)

أيضاً: ویکرہ إمامة عبد وأعرابی وفاسق وأعمى. (الدر المختار)

قوله: (وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الكبائر کشارب الخمر، والزانی واکل الربا ونحو ذالک). (رد المحتار: ۱/۵۵۹-۵۶۰) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

عن أبی هريرة قال: سمعت خلیلی أبا القاسم صلی اللہ علیہ وسلم یقول: لا یسرق السارق وهو مؤمن ولا

یزنی الزانی وهو مؤمن، الإیمان أکرم علی اللہ من ذلک. (مسند البزار، مسند أبی هريرة (ح: ۶/۹۷۱) انیس) ==

جس کا بیٹا چوری کرتا ہو اس کی امامت:

سوال: ایک شخص مسجد میں امام ہے اور اس کا بیٹا چوری کا ارتکاب کر چکا ہے تو کیا اس امام کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

الجواب: _____ حامدًا ومصليًا

اگر اس نے اپنے بیٹے کو چوری کے لئے خود ترغیب نہ دی ہو اور اس کی حرکت سے خوش نہیں تو اس کی وجہ سے امام کی امامت میں خلل نہیں آئے گا۔ (۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۲۵۱/۶)

چور کی امامت مکروہ ہے:

سوال: ایک شخص حافظ ہے اور اس نے چوری کی اور سزا بھی کاٹی اور اب امامت کرنا چاہتے ہیں، کیا ان کے پیچھے نماز ہو جائے گی، یا نہیں؟
(المستفتی: عزیز احمد مدرس کتب عبداللہ پور (میرٹھ))

== عن عبد اللہ بن مسعود قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: علیکم بالصدق فإن الصدق یهدی الی البر والبر یهدی الی الجنة وما یزال الرجل ینصدق ویتحری الصدق حتی یکتب عند اللہ صدیقًا، وإیاکم والكذب فإن الکذب ینهدی الی الفجور والفجور ینهدی الی النار وما یزال العبد ینکذب ویترحی الکذب حتی یکتب عند اللہ کذابًا. (صحیح لمسلم، باب قبح الکذب وحسن الصدق وفضله (ح: ۲۶۰۷) / أبو داؤد (ح: ۴۹۸۹) / الترمذی (ح: ۱۹۷۱) انیس)

عن أنس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الکبائر؟ قال: الاشرک باللہ وعقوق الوالدین وشهادة الزور. (صحیح البخاری، کتاب الشهادات، باب ما قبل فی شهادة الزور، رقم الحدیث: ۲۶۵۳ / الصحیح لمسلم، کتاب الإیمان، باب بیان الکبائر وأکبرها، رقم الحدیث: ۸۸)

عن أبی ہریرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من أفتی بغير علم کان إثمہ علی من أفتاه - زاد سلیمان المہری فی حدیثہ - ومن أشار علی أخیہ بأمر یعلم أن الرشد فی غیرہ فقد خانہ. (سنن أبی داؤد، باب التوقی فی الفتیا (ح: ۳۶۵۷) / الجامع الصغیر وزيادته (ح: ۱۱۰۱۳) انیس)

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾ (سورة الفاطر: ۱۸)

”﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾ أى: لا تحمل نفس آثمة وزر، أى: ثقل، یعنی: إثم نفس أخرى“. (التفسير المظهری، من

تفسير سورة الفاطر: ۵۱/۸، مكتبة الرشدية الباكستان، انیس)

﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾ أى لا يحمل أحد ذنب أحد ولا يجنى جان إلا على نفسه، كما قال تعالیٰ: ﴿وَإِنْ

تدع مثقلة إلى حملها لا يحمل منه شيء﴾ (سورة الفاطر: ۱۸). (تفسير ابن كثير، من تفسير سورة الإسراء: ۴۹/۵، دار الكتب العلمية بيروت، انیس)

الجواب

اس شخص کی امامت مکروہ ہے۔ (۱) ہاں! جب وہ نیک ہو جائے اور لوگوں کو اس پر اعتماد ہو جائے تو پھر امامت میں مضائقہ نہ ہوگا۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی (کفایت المفتی: ۱۰۰/۳)

چوری سے توبہ کے بعد چور کی امامت:

سوال: ایک شخص کو چوری کے معاملہ میں کئی مرتبہ سزا ہو چکی ہے، اب بھی اس کا اندیشہ ہے، مگر وہ شخص توبہ کر چکا ہے، نماز کا پابند ہے، یہ شخص لوگوں کو نماز پڑھا سکتا ہے، یا نہیں؟

(۱) ”ویکرہ إمامة عبد وأعرابی وفساق وأعمى“۔ (الدر المختار، باب الإمامة) (رد المحتار: ۵۵۹/۱ - ۵۶۰) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

”وقد ثبت أن السرقة من الكبائر“۔ (شرح صحيح البخاری لابن بطلال، باب عقوق الوالدين من الكبائر:

۱۹۶/۹، مكتبة الرشد الرياض، انیس)

فقیل عن بعضهم: إن كل ذنب قرن به وعيد أو لعن أو حد فهو من الكبائر فتغيير منار الأرض كبيرة لاقتران اللعن به وكذا قتل المؤمن لاقتران الوعيد به والمحاربة والزنا والسرقة والقذف كبائر الخ. (احکام الأحكام، مسألة اختلف الناس فی الكبائر: ۲۷۳/۲، مطبعة السنة المحمدية، انیس)

(۲) ﴿إن الله يحب التوابين ويحب المتطهرين﴾ (سورة البقرة: ۲۲۲، انیس)

﴿إن الله يحب التوابين﴾ من الكفر والمعاصي. (التفسير المظهری، من تفسير سورة البقرة: ۱/۲۸۰، مكتبة الرشدية، انیس)

﴿إن الله يحب التوابين﴾ من الذنوب. (تفسير البيضاوی: ۱/۳۹۱، دار إحياء التراث العربی / تفسير الجلالین: ۱/۴۷، دار الحديث القاهرة، انیس)

عن الشعبي قال: التائب من الذنب كمن لا ذنب له ﴿إن الله يحب التوابين ويحب المتطهرين﴾ فإذا أحب الله عز وجل عبدا لم يضره ذنبه. (أحكام القرآن للطحاوی، تأویل قوله تعالى: إن الله يحب التوابين، الخ: ۱/۱۳۰، مركز البحوث الإسلامية إستانبول، انیس)

عن عبد الله بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (سنن ابن ماجة، باب ذكر التوبة (ح: ۴۲۵۰) / مسند الشهاب القضاعی، التائب من الذنب كمن لا ذنب له (ح: ۱۰۸) / انیس)

نوٹ: چور کی توبہ اس وقت صحیح ہوگی، جب اس نے چوری کئے سامان کو لوٹا دے، یا مالک یا اس کے وارث اسے معاف کر دے۔ انیس

(التائب من الذنب) أي توبة صحيحة (كمن لا ذنب له) أي في عدم المؤاخذة بل قد يزيد عليه بأن ذنوب التائب تبدل الحسنات. (مرواة المصاييح، باب الإستغفار والتوبة: ۴/۶۳۶، دار الفكر بيروت، انیس)

الجواب: _____ حامدًا ومصليًا

اگر اپنی گزشتہ زندگی پر نادم ہو کر اس نے سچی توبہ کر لی اور جن کا مال چوری کیا تھا، ان سے معاف کر لیا، یا اس کے واپس کرنے کی فکر میں لگ گیا تو امید قوی ہے کہ حق تعالیٰ معاف فرمادیں اور اس حالت میں اس کی امامت بھی درست ہوگی۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمد وغفر لہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۱۱۱/۶)



(۱) قال سبحانه وتعالى: ﴿وإني لغفار لمن تاب﴾ (سورة طه: ۸۲)

”وعن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ”إن العبد إذا اعترف ثم تاب تاب اللہ علیہ“. (مشکوٰۃ المصابیح، باب الاستغفار والتوبة، الفصل الأول: ۲۰۳، قديمی). (رقم الحديث: ۲۳۳۰) / والحديث رواه البخاری، باب تعديل النساء بعضهن بعضا (ح: ۲۶۶۱) الصحيح لمسلم، باب فی حديث الإفک وقبول توبة القاذف (ح: ۲۷۷۰) انیس

(إن العبد إذا اعترف) أى إذا أقر بكونه مذنباً وعرف ذنبه (ثم تاب) أى: ثم ندم على ما فعل من الذنوب الماضية وعزم فيما بعد ذلك أنه لا يعود إلى الإذنب (تاب اللہ علیہ) أى قبل اللہ تعالیٰ توبته وغفر ذنبه. (المفاتيح شرح المصابيح، باب الاستغفار والتوبة: ۱۷۸/۳، دار النوادر، انیس)

”ثم هذا إن كانت التوبة فيما بينه وبين اللہ ... وإن كانت عما يتعلق بالعباد، فإن كانت من مظالم الأموال فتتوقف صحة التوبة منها مع ما قدمناه فى حقوق اللہ تعالیٰ على الخروج عن عهدة الأموال وإرضاء الخصم فى الحال والاستقبال بأن يتحلل منهم، أو يردها اليهم، أو إلى من يقوم مقامهم من وكيل أو وارث“. (شرح الفقه الأكبر، بحث التوبة: ۱۵۸، قديمی)

رہن سے فائدہ اٹھانے والے کی امامت

رہن سے فائدہ اٹھانے والے کی امامت:

سوال: ایک شخص نے زمین گروی رکھی، راہن کو کوئی نفع وغیرہ مجرا نہیں دیتا اور اس فعل کو جائز سمجھتا ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

الجواب:

شامی نے یہ تحقیق کیا ہے کہ نفع اٹھانا زمین مرہونہ سے سود میں داخل ہے اور ”کل قرض جرنفعاً فہو ربا“ (۱) میں داخل ہے، پس بناءً جو شخص مرتکب اس فعل حرام کا ہوگا وہ عاصی و فاسق ہوگا اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ (۲)
☆ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۱۱/۳)

(۱) رواہ الحارث بن أبی أسامة في مسنده عن علي عن النبي صلى الله عليه وسلم بلفظ: ”كل قرض جرنفعة فہو ربا“، رقم الحديث: ۴۳۷، انيس

ويكره إمامة عبد، إلخ، و فاسق. (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر)

اس طرح گروی رکھنا کہ جس کے پاس گروی ہے؛ یعنی راہن وہ کچھ نہ لے، صرف ضمانت کے طور پر اس نے رکھ لیا ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اس کی امامت جائز ہے۔ ظفیر

☆ رہن سے نفع اٹھانے والے کی امامت مکروہ تحریمی ہے:

سوال: کوئی شخص زمین رہن پر لیوے اور نفع کھاوے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی۔

الجواب:

مکروہ تحریمی ہے، کذا فی الشامی. (ویکره إمامة عبد، إلخ، و فاسق. (الدر المختار) بل مشی فی شرح المنیة کراهة تقدیمه (أی الفاسق) کراهة تحريم، رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انيس) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۲۸/۳-۱۲۹)

رہن شدہ زمین سے فائدہ اٹھانے والے کی امامت کیسی ہے:

سوال: قاضی امام مسجد نے زمین رہن لی ہے اور اس زمین کا منافع کھا جاتا ہے، یہ منافع سود میں داخل ہے، یا نہیں؟

اور ایسے شخص کے پیچھے اقتداء کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

==

رہن کی آمدنی کھانے والے کی امامت:

سوال (۱) ایک شخص امام مسجد ہے اور قوم سے راعی ہے اور وہ زمین رہن رکھتا ہے اور بٹائی کے لیے دیا ہے۔ اس کے پیچھے نماز جماعت جائز ہے، یا نہیں؟

(۲) اور اس امام سے جو دریافت کیا کہ آپ کے پاس زمین رہن ہے تو امام صاحب نے قرآن شریف کی قسم کھائی کہ میرے پاس زمین رہن نہیں، اس کے پیچھے پٹواری صاحب حلقہ کے جو کاغذات رجسٹری انتقال دیکھا تو کئی رہن امام صاحب کے نام نکلے۔ اب عند الشرح اس امام کے پیچھے نماز جائز ہے، یا کہ نہیں؟

الجواب _____ حامداً ومصلياً

(۱) رہن کی آمدنی مرتہن کو کھانا جائز نہیں، (۱) امام اگر اس سے باز نہ آئے تو اس کی امامت ناجائز ہے، (۲) جب کہ اس سے بہتر امامت کے لائق دوسرا اور امام موجود ہو، البتہ اگر اس آمدنی کو زر رہن میں منہا کر دے تو درست ہے۔

الجواب

==

زمین مرہون کا نفع مرتہن کو لینا صحیح نہیں ہے کہ سود میں داخل ہے اور ایسے شخص کو امام بنانا ممنوع ہے، نماز اس کے پیچھے اگرچہ بکراہت ادا ہو جاتی ہے؛ لیکن امام دائمی بنانا اس کو نہ چاہئے، کذا فی الشامی. (ویکروہ إمامة فاسق) (الدر المختار) المراد به من یرتکب الكبائر کشارب الخمر، والزانی واکل الربو ونحو ذلك. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۱۸-۲۱۹)

(۱) قال فی المنح: وعن عبد الله محمد بن أسلم السمرقندی - وكان من كبار علماء سمرقند - أنه لا يحل له أن ينتفع بشيء منه بوجه من الوجوه وإن أذن له الراهن؛ لأنه أذن له في الربا؛ لأنه يستوفي دينه كاملاً فتبقي له المنفعة فضلاً، فيكون ربا، وهذا أمر عظيم... قلت: وهذا مخالف لعامة المعتمرات من أنه يحل بالإذن... ثم رأيت في جواهر الفتاوى: إذا كان مشروطاً، صار قرصاً فيه منفعة وهو ربا... قلت: والغالب من الناس أنهم يريدون عند الدفع الانتفاع، ولولاه لما أعطاه الدراهم، وهذا بمنزلة الشرط؛ لأن المعروف كالمشروط. (رد المحتار، كتاب الرهن: ۴۸۲/۶، سعید)

(۲) لكونه فاسقاً، لو قدموا فاسقاً ياثمون ببناءً على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم الخ. (الحلبی الكبير، كتاب الصلاة، الأولى بالإمامة، ص: ۵۱۳، سهیل اکیڈمی، لاہور)

”ویکروہ إمامة عبد وأعرابی وفاسق وأعمى ومبتدع لا یكفر بها وإن کفر بها، فلا یصح الاقتداء به أصلاً، وولد الزنا. هذا إن وجد غیرهم، وإلا فلا كراهة“، (الدر المختار)

وفی رد المحتار: ”قوله: (وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، أى ولعل المراد به من یرتکب الكبائر کشارب الخمر، والزانی واکل الربا، ونحو ذلك... علی أن كراهة تقديمه كراهة تحريم (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۹/۱-۵۶۰، سعید) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

(۲) اگر واقعہ امام نے جھوٹی قسم کھائی ہے اور وہ رہن کی آمدنی لیتا ہے تو جب تک وہ توبہ نہ کرے، اس کو امام بنانا مکروہ ہے۔ (۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۳ شعبان ۱۳۵۹ھ۔

صحیح: عبداللطیف، مدرسہ ہذا۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۴۱/۶-۱۴۳)

گروی پر نفع لینے والے اور پیشہ ورا امام کی اقتدا کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ!

(۱) ایک پیش امام صاحب کسی آدمی کو مبلغ تین ہزار روپے دے کر زمین مرہونہ بنا لیتا ہے اور زمین کے حاصلات سے مالک کو کچھ نہیں دیتے اور دی ہوئی رقم بدستور رکھتا ہے، کیا اس طرح کے معاملہ کرنے والے امام کی اقتدا جائز ہے؟

(۲) ایسا شخص جو ہمیشہ کے لئے پیشہ امامت اختیار کرے اس کے پیچھے ہمیشہ کے لیے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۳) اگر اس پیشہ ورا امام کے پیچھے اقتدا صحیح نہ ہو تو اس کو کس طرح راہ راست پر لایا جاسکتا ہے؟ بینوا تو جروا۔

(المستفتی: شوکت علی ولد تاج ملوک خان طور و مرادان، ۱۹۶۹/۴/۸ء)

(۱) لكونه فاسقاً، لو قدموا فاسقاً ياثمون ببناءً على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم، إلخ. (الحلبى الكبير، كتاب

الصلاة، الأولى بالإمامة، ص: ۵۱۳، سهيل اكيڈمی لاہور)

”ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى ومبتدع لا يكفر بها وإن كفر بها، فلا يصح الاقتداء به أصلاً، وولد الزنا.

هذا إن وجد غيرهم، وإلا فلا كراهة“. (الدر المختار)

وفى رد المحتار: ”قوله: (فاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب

الكبائر كشارب الخمر والزاني وأكل الربا، ونحو ذلك، إلخ. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب

الإمامة: ۵۵۹/۱-۵۶۰، سعيد) (مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد، انيس)

جھوٹی قسمیں کھانا حرام و ناجائز ہے، حدیث شریف میں ہے:

عن عبد اللہ بن عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: الكبائر الإشرک باللہ وعقوق الوالدین وقتل

النفس واليمين الغموس. (صحيح البخارى، باب اليمين الغموس (ح: ۶۶۷۵) انيس)

واليمين الغموس وهو الحلف على فعل ماض كاذباً سميت غموساً لأنها تغمس صاحبها فى الإثم. (شرح

المصابيح لابن ملك، باب الكبائر علامات النفاق: ۷۲/۱، إدارة الثقافة الإسلامية، انيس)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

”لا تحلفوا بآبائکم من کان حالفاً فلیحلف باللہ أو لیصمت. (صحیح البخاری، باب السوال بآساء اللہ تعالیٰ

والاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۰۱)

الجواب

(۱) مرہونہ پر نفع لینا جائز نہیں ہے، خواہ مشروط ہو، یا معروف ہو اور ہمارے علاقوں میں معروف ہے، لہذا حرام ہے اور اس کا مرتکب فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے؛ (۱) لیکن انفراد سے اقتداء افضل ہے۔
عن سعید بن ابی بردة عن أبيه أتيت المدينة فلقيت عبد الله بن سلام رضى الله عنه فقال: ألا تجيء فأطعمك سويقاً وتمراً وتدخل في بيت ثم قال: إنك بأرض الربا بها فاش إذا كان لك على رجل حق فأهدى إليك حمل تبن أو حمل شعير أو حمل قن فلا تأخذه فإنه ربا. {رواه البخارى فى الصحيح} (۲)

وقال ابن عابدين: قلت والغالب من أحوال الناس إنهم إنما يريدون عند الدفع الانتفاع و لولاه لما اعطاه الدراهم وهذا بمنزلة الشرط؛ لأن المعروف بمنزلته كالمشروط وهذا مما يعين المنع. (ردالمحتار: ۵/۲۷۰) (۳)

وفى منحة الخالق قال الرملى: ذكر الحلبى فى شرح المنية إن كراهة تقديم الفاسق والمبتدع كراهة تحريم وفى البحر بعد عبارة وإلا فالافتداء بهم أولى من الانفراد. (البحر الرائق: ۱/۳۴۹) (۴)

(۱) قال العلامة الحصفى رحمه الله تعالى: صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة، وكذا تكره خلف أمرد. (الدر المختار)

قال ابن عابدين رحمه الله: أفاد أن الصلاة خلفهما أولى من الانفراد. (الدر المختار مع ردالمحتار: ۱/۴۱۵، مطلب فى إمامة الأمر، باب الإمامة) علماء اصول کے نزدیک قاعدہ ہے:

المعروف بالعرف كالمشروط بالنص. (شرح السير الكبير، باب المواعدة مما يصلح عليه المسلمون: ۱۷۲۱/۱، الشركة الشريفة للإعلانات، انيس)

المعروف عرفاً كالمشروط شرطاً. (مجلة الأحكام العدلية، المادة: ۴۳، انيس)

المعروف بين التجار كالمشروط بينهم. (مجلة الأحكام العدلية، المادة: ۴۴، انيس)

التعيين بالعرف كالتعيين بالنص. (مجلة الأحكام العدلية، المادة: ۴۵، انيس)

المعلوم بالعرف كالمعلوم بالنص أو بالشرط. (مبسوط السرخسى، باب كل الرجل يستصنع الشيء: ۵/۹۰۱، انيس)

المعروف كالمشروط. (مبسوط السرخسى، كتاب الهيئة: ۲/۵۴۱، دار المعرفة بيروت، انيس)

(۲) صحيح البخارى، باب مناقب عبد الله بن سلام رضى الله عنه (ح: ۳۸۱۴) / شعب الإيمان للبيهقى، قبض اليد عن الأموال المحرمة (ح: ۵۱۴۵) انيس

(۳) ردالمحتار هامش الدر المختار: ۵/۳۴۳، كتاب الرهن

(۴) منحة الخالق على هامش البحر الرائق: ۱/۳۴۹، باب الإمامة

(۲-۳) پیشہ امامت بذات خود امر مستحسن ہے، (۱) بے شک جب اجرت میں فرائض اور واجبات لیتا ہے، یا باوجود غنی شرعی کے زکوٰۃ فطرہ لیتا ہے تو امر مستحب ہے، اہل محلہ پر ضروری ہے کہ اس کے لیے تنخواہ مقرر کرے اور زکوٰۃ وغیرہا اجرت پر نہ دیوے۔ (۲) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۴۳۲-۴۳۳)

مرہونہ پر نفع لینے والے کی اقتدا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو پیشہ امام مرہونہ سے نفع لیتا ہو، اس کی اقتدا جائز ہے، یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔
(المستفتی: محمد جان مقام مجھو رمانسہرہ)

(۱) ﴿وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ﴾ (سورة البقرة: ۴۳)

یعنی صلوا مع المصلین۔ (التفسیر المظہری، من تفسیر سورة البقرة: ۳/۴۲، مکتبۃ الرشیدیہ، انیس)
ای صلوا مع المصلین و عبر بالركوع عن الصلاة احترازاً عن صلاة اليهود فإنها لا ركوع فيها وإنما قيد ذلك بكونه مع الرَّاكِعِينَ لأن اليهود كانوا يصلون وحداناً فأمرُوا بالصلاة جماعة لما فيها من الفوائد ما فيها. (تفسیر الآلوسی-روح المعانی، من تفسیر سورة البقرة: ۱/۲۴۹، دارالکتب العلمیۃ بیروت، انیس)
عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "الإمام ضامن والمؤذن مؤتمن اللهم ارشد الأئمة واغفر للمؤذنين." (سنن أبي داؤد، باب ما يجب على المؤذن من تعاهد الوقت (ح: ۵۱۷) / سنن الترمذی، باب ماجاء أن الإمام ضامن والمؤذن مؤتمن (ح: ۲۰۷) انیس)
(ہی) أي الإمامة (أفضل من الأذان). (مراقی الفلاح شرح نور الإيضاح، باب الإمامة: ۱۰۹، المکتبۃ العصریۃ، انیس)

الإمامة في الصلاة ولاية شرعية ذات فضل، لقول النبي صلى الله عليه وسلم: "يَوْمَ الْقَوْمِ أَقْرَوْهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ" ومعلوم أن الأقرأ أفضل فقرنها بأقرأ يدل على أفضليتها. (الإمامة في الصلاة للدكتور سعيد بن علي بن وهف القحطاني، فضل الإمامة في الصلاة: ۷، مطبعة سفير الرياض، انیس)
(۲) کیوں کہ شریعت میں زکوٰۃ کے مستحقین کی فہرست میں امام کا شمار نہیں ہوا ہے۔ مستحقین زکوٰۃ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَمِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمَوْلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغُرْمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾ (سورة التوبة: ۶۰)

(ترجمہ: یہ صدقات تو دراصل! (۱) فقیروں (۳) اور مسکینوں (۳) اور صدقات کے وصولی پر مامور افراد (۴) اور مولفہ قلوب کے لیے ہے۔ (۵) اور (غلاموں کو) آزاد کرنے میں مدد کرنے (۶) اور قرض داروں کو (۷) اور راہ خدا میں (۸) اور مسافروں کے لیے ہے۔ یہ ایک فریضہ ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ سب کچھ جاننے والا دانا و بینا ہے۔) انیس)

الجواب

چونکہ مرہونہ سے نفع لینا ناجائز اور ربا ہے، لہٰذا کل قرض جرم نفعاً فہور بوا، ہوا لفظ الحدیث و کذا حاصل الحدیث. (۱)

لہٰذا ایسے امام کے پیچھے اقتدا کرنا (جنازہ وغیرہ میں) مکروہ تحریمی ہے؛ (۲) لیکن بشرطیکہ قوم کا حال اس امام سے بدتر نہ ہو، ورنہ اندھوں میں کاناراجہ ہوتا ہے۔

یشیر الیہ کلام البحر: وینبغی أن یکون محل کراہة الاقتداء بهم عند وجود غیرہم. (۳/۱۰۹۱) (۳) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۳۷۲-۳۷۱/۲)



(۱) عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "کل قرض جرم نفعاً فہور با". رواہ الحارث بن أبی أسامة وإسناده ساقط وله شاهد ضعيف عن فضالة بن عبيد عند البيهقي وآخر موقوف عن عبد اللہ بن سلام عند البخاری. (بلوغ المرام من أدلة الأحكام، ص: ۲۸۲، رقم حدیث: ۸۱۲) / التلخیص الحبیبر: ۹۰/۳، دارالکتب العلمیة / الدراریة فی تخریج أحادیث الهدایة، باب الکفالة والحوالة: ۱۶۴/۲، دار المعرفة بیروت، انیس) ورواہ ابن أبی شیبہ فی مصنفہ حدثنا خالد الأحمر عن حجاج عن عطاء قال: کانوا یکرہون کل قرض جرم نفعاً. (فتح القدیر شرح الهدایة: ۳۵۶/۶، قبیل کتاب أدب القاضی)

وفی إمداد الفتاویٰ رسالة كشف الدجی: ومما يدل علی عدم حل القرض الذی یجر الی المقرض نفعاً ما أخرجه البيهقي فی المعرفة عن فضالة بن عبيد موقوفاً بلفظ كل قرض جرم نفعاً فهو وجه من وجوه الربا، ورواه فی السنن الكبرى عن ابن مسعود وأبى بن كعب وعبد اللہ بن سلام وابن عباس موقوفاً علیہم. (ص: ۹۹)

وأیضاً قال فی (ص: ۲۱۵) وقال صلی اللہ علیہ وسلم: "کل قرض جرم نفعاً فہور با". وهو حدیث حسن لغيره صرح به العزیزی فی شرح الجامع الصغیر: (۷۸۴/۳) (إمداد الفتاویٰ: ۲۱۵/۳-۲۷۰، كشف الدجی عن وجہ الربا)

(۲) قال الشامي: قوله (ويكره إمامة عبد... وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزاني وآكل الربا ونحو ذلك، كذا في البرجندی. (رد المحتار هامش الدر المختار: ۴۱۴/۱، قبیل مطلب البدعة، خمسة أقسام)

(۳) البحر الرائق: ۳۴۹/۱، باب الإمامة

ناجائز قبضہ اور خیانت کرنے والے کی امامت

دوسرے کی زمین پر قبضہ کرنے والے کی امامت:

سوال: عمر نے زید کی زمین سے سولہ بسوہ زمین اور چھ ہزار اینٹ اپنی زمین پر تعمیر میں شامل کر لیا ہے اور ایک مذہبی نمائندہ اور امام ہوتے ہوئے بھی زید کی جبراً زمین و اینٹ پر جا برانہ قبضہ کیے ہوئے ہے، ایسی صورت میں امام کی اقتدا میں جو نماز ادا کی جا رہی ہے اور جو کی گئی، اس پر شریعت مطہرہ کا حکم، نیز عمر کے جا برانہ قبضہ کے سلسلہ میں ہدایات فرمائیں؟

هوالمصوب
جا برانہ زمین پر قبضہ کرنے والا شخص فاسق ہے، (۱) جس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔
ردالمحتار میں مذکور ہے:

یکرہ امامة عبد... و فاسق. (۲)

بل مشی فی شرح المنیة علی أن کراهة تقدیمہ کراهة تحریم. (۳)

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء، ۲/۳۴۷)

(۱) عن أبي سلمة بن عبد الرحمن: وكانت بينه وبين أناس خصومة في أرض فدخل على عائشة رضي الله عنها فذكر لها ذلك فقالت: يا أبا سلمة! اجتنب الأرض، فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من ظلم قيد شبر طوقه من سبع أرضين. (صحيح البخاري، باب ماجاء في سبع أرضين (ح: ۳۱۹۵) / صحيح لمسلم، باب تحريم الظلم وغصب الأرض وغيرها (ح: ۱۶۱۲) انيس)

عن سالم عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أخذ من الأرض شيئاً بغير حقه خسف به يوم القيامة إلى سبع أرضين. (صحيح البخاري، باب إثم من ظلم شيئاً من الأرض (ح: ۲۴۵۴) انيس)

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يأخذ أحد شبراً من الأرض بغير حقه إلا طوقه الله إلى سبع أرضين يوم القيامة. (صحيح لمسلم، باب تحريم الظلم وغصب الأرض وغيرها (ح: ۱۶۱۱) انيس)

الكبائر: ۱/ ۴۳۷، دار الفكر بيروت، انيس)
الكبائر: ۱/ ۴۳۷، دار الفكر بيروت، انيس)

(۲) الدر المختار مع رد المحتار: ۲/ ۲۹۸ (باب الإمامة، انيس)

(۳) رد المحتار: ۲/ ۲۹۹ (كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

خائن و غاصب کی امامت:

سوال: اولادِ زید کے محلّہ میں جو امام ہے، وہ سالونٹ ہے؛ یعنی لوگوں کا روپیہ مارنے کے خیال سے اپنے آپ کو گورنمنٹ میں نادار لکھوادیں اور حلف کریں، اگرچہ اس کے پاس بہت سامال ہو، اسی طرح اس امام کے پاس جمع محقول ہے، ایسے خائن اور غاصب کی اقتدارِ درست ہے، یا نہیں؟ جبکہ مقتدی اس سے نفرت کرتے ہوں اور اولادِ زید اس بات پر ہٹ کریں کہ ہم اسی امام سالونٹ سے نمازِ عید پڑھوایں۔ فقط

الجواب:

جو شخص لوگوں کے حقوق و دیون باجود استنطاعت کے ادا نہ کرے اور ماریوے، وہ ظالم اور فاسق ہے، (۱) اس کے

پیچھے نمازِ مکروہ ہے۔ (کذا فی رد المحتار) (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۳۶/۳)

غاصب کی امامت:

سوال: ایک امام جو مدت سے مسجد میں رہتا تھا اس نے پانچ ملزموں پر دعویٰ کیا کہ ان لوگوں نے زمین مسجدِ معانی خدمت ہوئی ہے یا جبراً گاؤں والوں نے ہوائی ہے اور میرے ہل چھڑادیئے اور یہ کہتا ہے کہ یہ زمین ملک مسجدِ معانی خدمت نہیں ہے اور زمین دار اہل ہنود سے ہے، جس نے زمین مسجد کے نام کی ہے وہ کہتا ہے کہ ملک مسجدِ معانی

(۱) عن أبي امامة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من اقتطع حق امرئ مسلم بيمينه فقد أوجب الله له النار وحرم عليه الجنة، فقال له رجل: وإن كان شيئاً يسيراً يا رسول الله؟ قال: وإن قضينا من أراك. (صحيح لمسلم، باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين (ح: ۱۳۷) / أمالي ابن بشران (ح: ۲۶۶) انيس)

عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من كانت عنده مظلمة لأخيه فليتحللها منها فإنه ليس ثم دينار ولا درهم من قبل أن يؤخذ لأخيه من حسناته فإن لم يكن له حسنات أخذ من سيئات أخيه فطرح عليه. (الصحيح للبخاري، باب القصاص يوم القيامة (ح: ۶۵۳۴) انيس)

عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لتؤدن الحقوق إلى أهلها يوم القيامة حتى يقاد للشاة الجلجاء من الشاة القرناء. (صحيح لمسلم، باب تحريم الظلم (ح: ۲۵۸۲) انيس)

عن أبي بردة بن أبي موسى الأشعري يقول عن أبيه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: إن أعظم الذنوب عند الله أن يلقاه بها عبد بعد الكبائر التي نهى الله عنها أن يموت رجل وعليه دين لا يدع له قضاء. (سنن أبي داود، باب في التشديد في الدين (ح: ۳۳۴۲) انيس)

(۲) بل مشى في شرح المنية أن كراهة تقديمه (أي الفاسق) كراهة تحريم. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) (مطلب في تکرار الجماعة في المسجد، انيس)

خدمت ہے اور امام کہتا ہے کہ میری ہے، اس میں مسجد کا کوئی حق نہیں تو اس شخص کے پیچھے، یا اس کے بھائی، اولاد وغیرہ کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب _____ حامداً ومصلياً

جو شخص مسجد کی ملک کو اپنی ملک بتائے اور دعویٰ اپنی ملک کا کرے اور زمین مسجد دانا چاہے، وہ شخص شرعاً فاسق ہے، لہذا اس سے بہتر اگر امامت کا اہل کوئی دوسرا شخص مل جاوے تو اس کو امام بنا نا چاہیے، اس کو امام بنا نا مکروہ ہے، جب تک کہ وہ پختہ توبہ نہ کرے، اسی طرح اس کا بھائی، یا اولاد اس کے فعل پر راضی اور اس کے مددگار ہوں تو ان کو بھی امام نہ بنا نا چاہیے، جب تک کہ وہ سچے دل سے توبہ نہ کریں؛ (۱) لیکن اگر وہ نماز پڑھا دے تو ادا ہو جائے گی۔ (۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۲/۷/۱۳۵۲ھ۔

صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۶/رجب المرجب ۱۳۵۲ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۳۶/۶-۱۳۷)

حق داروں کا حق غصب کرنے والے کی امامت:

سوال: زید، بکر، خالد تین حقیقی بھائی تھے، خالد بفضلم تعالیٰ علوم دینیہ کے فاضل ہیں، تینوں بھائیوں کو جائداد موروثی و خریداری تھی، جس میں ہر سہ برادران کو مساوی حصہ تھا، بکر نے مسماة فہمیدہ (زوجہ) و مسماة خاتون نابالغہ (لڑکی) کو چھوڑ کر فوت کیا، خالد اس وقت تحصیل علوم دینیہ میں مصروف تھے، زید نے کل جائداد پر اپنا نام و خالد کا نام درج کرایا اور مسماة فہمیدہ و مسماة خاتون کا نام درج نہیں کرایا، باوجودیکہ دونوں خواتین حصہ دار تھیں اور ایک مکان میں ساتھ ہی تھیں، بعدہ زید نے زوجہ نابالغ لڑکے کو چھوڑ کر فوت کیا، اب خالد نے مسماة فہمیدہ و مسماة خاتون کو حصہ

(۱) واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة وأنها واجبة على الفور لا يجوز تأخيرها سواء كانت

المعصية صغيرة أو كبيرة“۔ (شرح النووی علی الصحیح لمسلم، کتاب التوبة: ۲/۳۵۴، قدیمی)

(۲) وإن تقدموا جازاً، لقوله عليه السلام: “صلوا خلف كل بر وفاجر“۔ (تبیین الحقائق، کتاب الصلاة، باب

الإمامة: ۱/۳۴۶، دارالکتب العلمیة، بیروت) (والحدیث أخرجه الدار قطنی، کتاب العیدین، باب صفة من تجوز الصلاة

معه والصلاة عليه، رقم الحدیث: ۱۷۶۸: ۲/۴۰۴، مؤسسة الرسالة/أبو داؤد: ۳/۳۴۳، بلفظ: الصلاة المكتوبة واجبة

خلف كل مسلم برّاً كان أو فاجراً وإن عمل الكبائر. (کتاب الصلاة، باب إمامة البر والفاجر، رقم الحدیث: ۵۹۴) / والإمام

الزلیعی فی نصب الرأیة: ۲/۲۶۲، کتاب الصلاة، باب الإمامة الحدیث الثالث و الستون، رقم الحدیث: ۱۹۷۹ (انیس)

”هذا إن وجد غيرهم، وإلا فلا كراهة، آه... صلی خلف فاسق أو مبتدع، نال فضل الجماعة“۔ (الدر

المختار، باب الإمامة: ۱/۵۶۲، سعید)

دینے سے دیدہ و دانستہ انکار کیا اور ان لوگوں کے آرام و سکون میں خلل انداز ہوا، مسماۃ فہمیدہ خاتون نے اپنے حصہ کا مطالبہ کیا اور بذریعہ اشخاص بہی خواہاں کے خالد کو سمجھایا بجھایا؛ مگر کچھ سود مند نہیں ہوا، مجبور ہو کر مسماۃ فہمیدہ و مسماۃ خاتون نے اپنے حقوق کی بازیابی کے لیے انگریزی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا، خالد نے محض جھوٹا بیان، باطل عدالت مذکور میں پیش کیا اور خود بھی اظہار کیا اور دوسروں سے بھی باطل اظہار کرایا کہ مورث بکر مسماۃ فہمیدہ و مسماۃ خاتون نے اپنی حیات میں اپنا حصہ بدست زید و خالد تھوڑی قیمت میں بیچ دیا تھا اور اس وجہ کر یہ دونوں حصہ کی مستحق نہیں ہیں اور زوجہ زید کو بھی اپنی سازش میں لا کر اپنے حق میں جواب داخل کرایا، بعد گرفت ثبوت عدالت مذکور نے فیصلہ حسب خواہ مسماۃ فہمیدہ و مسماۃ خاتون کے صادر کیا و بیان خالد کو ناراست قرار دیا۔

عدالت کے فیصلہ سے کچھ غرض نہیں ہے، احتیاطاً تحریر کیا ہے، اس موضع میں جہاں خالد کا مکان ہے، ایک مسجد واقع ہے اور مسلمانان کثرت سے آباد ہیں اور قرب و جوار میں بھی مسلمانان آباد ہیں اور کل مسلمانان اسی مسجد میں نماز جمعہ و عیدین ادا کرتے ہیں، نماز پنجگانہ و جمعہ و عیدین کی امامت خالد کے سر پر ہے اور کل مسلمان خالد کے مقتدی ہوتے ہیں، شبہ یہ ہے کہ ایسے شخص کی امامت جائز ہے، یا نہیں؟ جب کہ دوسرے مسلمان کو خالد کی موجودگی میں امامت کی صلاحیت ہووے، نیز ایسے شخص کی نسبت شرعی حکم کیا ہو سکتا ہے اور ایسے شخص کو شرعاً کس لقب سے نامزد کیا جائے؟

الجواب: ————— وباللہ التوفیق

صورت مسئلہ میں اگر حالات و واقعات حقیقتاً ویسے ہی ہیں، جیسا کہ سوال میں مذکور ہیں تو خالد نے نہایت ظلم کیا، حق العباد کو تلف کرنے کے علاوہ قطع رحم کا بھی ارتکاب کیا، جو گناہ کبیرہ ہے، (۱) جس سے خالد کو توبہ کرنا چاہئے اور جن لوگوں کو ان کے اس رویہ سے تکلیف پہنچی ہے، ان سے معافی مانگنی چاہیے اور جن صاحب کا حق اس کے ذمہ ہے، اسے ادا کر دینا چاہیے اور ان مظلوموں کو بھی چاہیے کہ معاف کر دیں؛ تاکہ خدا اور رسول دونوں اس سے راضی و خوش

(۱) عن أبي حميد الساعدي رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يحل لامرئ أن يأخذ مال أخيه بغير حقه، وذلك لما حرم الله مال المسلم على المسلم. (مسند الإمام أحمد، حديث أبي حميد الساعدي (ح: ۲۳۶۰۵) انیس)

عن أبي هريرة قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن أعمال بني آدم تعرض كل خميس ليلة الجمعة فلا يقبل عمل قاطع رحم. (مسند الإمام أحمد، مسند أبي هريرة (ح: ۱۰۲۷۲) انیس)

عن أبي بكره قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من ذنب أحرى أن يجعل لصاحبه العقوبة مع ما يؤخر له في الآخرة من بغى أو قطيعة رحم. (مسند الإمام أحمد، حديث أبي بكره نفع بن الحارث (ح: ۲۰۳۷۴) انیس)

عن جبير بن مطعم أنه سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول: لا يدخل الجنة قاطع، قال سفیان: تفسيره: قاطع رحم. (مسند الحميدي، أحاديث جبير بن مطعم (ح: ۵۶۷) انیس)

ہو جائیں، باقی رہی امامت مسجد کی بحث تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ امام مسجد کو ذمی علم اور مسائل سے واقف کار ہونے کے علاوہ متقی بھی ہونا چاہیے، (۱) اور کم از کم گناہ کبیرہ کے ارتکاب پر دلیر تو نہ ہونا چاہیے اور اگر لوگ اس طرح کے اعلانیہ فسق و فجور سے نالاں ہوں اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے کو برا جانتے ہیں تو امام کو چاہیے کہ وہ خود امامت چھوڑ دے، اگر نہ چھوڑے گا تو مزید کٹہہ کار ہوگا، ایسے شخص کے بارے میں سخت وعید ہے۔ (۲)

مگر جماعت نماز کو کسی حال میں بھی نہیں چھوڑنا چاہیے اور جب تک بلافتہ و فساد ایسا امام کہ جس سے تمام مصلیٰ بوجہ احکام شرع ناپسندیدگی رکھتے ہوں، علاحدہ نہ ہو لے، سب لوگوں کو اس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے، جماعت ترک نہیں کرنی چاہیے اور نہ باہمی فساد، (۳) اگر کوئی خاص واقعہ قابل اصلاح ہے اور مقامی طور پر حل نہ ہو تو امارت شرعیہ میں مفصل درخواست مصلیوں کے دستخط سے بھیجنی چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ابوالحسن محمد سجاد کان اللہ، ۲۱/۱۰/۱۳۲۴ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۵۱/۱: ۵۳)

(۱) قال أبو جعفر: (أحق القوم بالإمامة أقرؤهم لكتاب الله عز وجل وأعلمهم بالسنة فإن كانوا في ذلك سواء فأورعهم فإن كانوا في ذلك سواء فأكبرهم سناً) قال أبو بكر: وذلك لما روى أوس بن ضميج عن أبي مسعود الأنصاري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يوم القوم أقرؤهم لكتاب الله عز وجل فإن كانوا في القراءة سواء فأعلمهم بالسنة فإن كانوا في السنة سواء فأقدمهم هجرة فإن كانوا في الهجرة سواء فأقدمهم سناً وإنما لم يشترط أصحابنا الهجرة لأن المهاجرين انقضوا قبل عصرهم وقال النبي صلى الله عليه وسلم: لا هجرة بعد الفتح. (شرح مختصر الطحاوی، باب الإمامة: ۶۲/۲-۶۳، دار البشائر الإسلامية، انیس)

(۲) عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول: ثلاثة لا يقبل الله منهم صلاة، من تقدم قوماً وهم له كارهون، ورجل أتى الصلاة دباراً، والدبار: أن يأتيها بعد أن تفوته ورجل اعتبد محررة. (أبو داؤد مع بذل المجهود: ۳۳۱/۱-۳۳۲) (كتاب الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون، رقم الحديث: ۵۹۳، انیس)

درختاریں ہے: ”ویکره تقلید الفاسق، ویعزل به إلا لفتنة، ویجب أن یدعی له بالصلاح“. (۵۱۲/۱)

الفتاویٰ الہندیہ میں ہے: ”ولو صلی خلف مبتدع أو فاسق فهو محرر ثواب الجماعة لكن لا ینال مثل ما ینال خلف تقی“. (الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماماً لغيره، انیس)

اور فتاویٰ قاضی خاں میں ہے: ”و کذا الاقتداء بمن کان معروفاً بأکل الربا والفسق، مروی ذلک عن أبی حنیفة وأبی یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ لا ینبغی للقوم أن یؤمهم صاحب خصومة فی الدین فإن صلی رجل خلفه جاز“. (فتاویٰ قاضی خان علی ہامش الفتاویٰ الہندیہ: ۹۱/۱) (فصل فیمن یصح الاقتداء فیمن لا یصح، انیس)

(۳) (قوله: وإذا أساءوا فاجتنب) فيه تحذير من الفتنة والدخول فيها ومن جميع ما ينكر من قول أو فعل أو اعتقاد وفي هذا الأثر الحض علي شهود الجماعة ولا سيما في زمن الفتنة لئلا يزداد تفرق الكلمة وفيه أن الصلاة خلف من تكره الصلاة خلفه أولى من تعطيل الجماعة (فتح الباری: ۱۵۹/۲) (باب یقوم أى المؤمن عن یمین الإمام، انیس)

جس پر خائن ہونے کا شبہ ہو اس کی امامت:

سوال: اگر کسی شخص پر لوگوں کو مثلاً خائن ہونے کی بدگمانی ہو تو اس کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں:

الجواب

نماز صحیح ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۱۳۰)

بددیانت درزی اور ناحق زکوٰۃ لینے والے کی امامت:

سوال: ایک صاحب مال دار (صاحب نصاب) ہیں وہ بجائے زکوٰۃ دینے کے زکوٰۃ لیتے ہیں اور امامت کرتے ہیں۔ ایک صاحب بہت جھوٹ بولتے ہیں اور امامت کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔ ایک صاحب درزی ہیں، یا کٹن میکر ہیں اور ضرورت سے زیادہ کپڑا لیتے ہیں؛ یعنی جتنا لیتے ہیں اتنا لگاتے نہیں، بچا لیتے ہیں، بعض صورت میں نئے کی جگہ پرانا مال اندر لگا دیتے ہیں اور نیا بچا لیتے ہیں اور امامت بھی کرتے ہیں، کیا ایسے اماموں کے پیچھے نماز درست ہے؟

الجواب

المدار (جس پر زکوٰۃ واجب ہے) کا زکوٰۃ لینا، جھوٹ بولنا اور درزی کا کپڑا اچھپانا اور خیانت کرنا یہ سب گناہ ہیں اور ان کا مرتکب فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے؛ کیوں کہ عہدہ امامت عزت و احترام کا منصب ہے، جس کا وہ فاسق اہل نہیں؛ اس لیے ایسے شخص کی اقتدا میں نماز جائز نہیں؛ بلکہ مکروہ تحریمی ہے۔ (۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۴۴۸)

(۱) ”الیقین لایزول بالشک“۔ (الأشباه والنظائر، القاعدة الثالثة، ص: ۷۵، ظفیر) (القاعدة الثانية: الیقین لایزول بالشک) / كشف الأسرار شرح أصول البزدوی، حکم المعارضة بین الآيتين: ۳/۸۷، دارالکتاب الإسلامی، انیس) (۲) ویکرہ إمامة فاسق، من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد من یرتکب الكبائر کشارب الخمر، والزانی واکل الربا ونحو ذلك وأما الفاسق عللوا کراهة تقدیمه بأن لایهتم لأمر دینہ. وبأن فی تقدیمه للإمامة تعظیمه وقد وجب علیهم إهانته شرعاً، إلخ. (رد المحتار مع الدر المختار: ۱/۵۵۹، ۵۶۰) (کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

عن عبد اللہ بن عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ”لا تحل الصدقة لغنی ولا ذی مرة سوی“۔ (سنن أبی داؤد، باب من یعطی من الصدقة (ح: ۱۶۳۴) انیس)

عن عبد اللہ بن مسعود قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: علیکم بالصدق فإن الصدق یرتکب الی البر والبر یرتکب الی الجنة وما یزال الرجل یرتکب الصدق حتی یرتکب عند اللہ صدیقاً، وإیاکم والكذب فإن الکذب یرتکب الی الفجور والفجور یرتکب الی النار وما یزال العبد یرتکب الی الجنة حتی یرتکب عند اللہ کذاباً. (صحیح لمسلم، باب قبح الکذب وحسن الصدق وفضله (ح: ۲۶۰۷) / أبو داؤد (ح: ۴۹۸۹) / الترمذی (ح: ۱۹۷۱) انیس) =

خائن، بے نمازی اگر عیدین کی امامت کرے تو کیا حکم ہے:

سوال: زید نماز پجگانہ کا پابند و عادی نہیں، شاید کبھی پڑھتا ہو، مگر جدی حق موروثیت کے سبب عیدین کی نماز پڑھاتا ہے اور غلط بھی پڑھتا ہے اور متدین نہیں، امانت میں خیانت کرتا ہے تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اور ایسے امام کو موقوف کرنا نمازیوں پر واجب ہے، یا نہ؟

الجواب:

حدیث شریف میں ہے:

”صلوا خلف کل برو فاجر“۔ (۱) (یعنی نماز پڑھو ہر ایک نیک و بد کے پیچھے۔)

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک ہے کہ نماز فاجر و فاسق کے پیچھے ہو جاتی ہے؛ البتہ فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے؛ (۲) لیکن اگر اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنے میں فتنہ ہو تو اسی کے پیچھے پڑھ لیں، فتنہ کونہ اٹھائیں۔ قال اللہ تعالیٰ:

﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ (۳) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۲۸/۳)

خائن و فاسق کی امامت درست ہے، یا نہیں:

سوال: ایسے شخص کی امامت جس کے ولد الزنا ہونے کا یقین کامل ہو، فاسق فاجر، جاہل بدعتی بھی ہو اور عدالت میں خائن بھی ثابت ہو چکا ہو، امامت جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب:

ایسے ولد الزنا کی امامت، جس کا حال وہ ہے، جو سوال میں درج ہے، مکروہ ہے اور چوں کہ علاوہ ولد الزنا ہونے

== عن أبی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا یدخل الجنة سبیء المملکة ملعون من خان مسلماً أو غره. (مسند البزار، ما روی محمد بن أبی بکر عن أبیہ أبی بکر: ۱/۹۷، المدینة المنورة، انیس)

عن المستورد الفهری قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ردوا المخیط والخیاط من غل مخیطاً أو خیاطاً کلف أن یجیء به ولیس بجاء. (المعجم الکبیر للطبرانی، إسماعیل عن قیس عن المستورد الفهری (ح: ۷۲۱) انیس)

(۱) سنن الدار قطنی، کتاب العیدین، باب صفة من تجوز الصلاة معه، رقم الحدیث: ۱۷۸۸/السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی من قتل نفسه، رقم الحدیث: ۷۰۸۰.

(۲) ”وکرہ إمامة العبد والأعرابی والفاسق والمبتدع والأعمی، وإن تقدموا جاز لقلوله علیه السلام: ”صلوا خلف

کل برو فاجر“۔ (تبيين الحقائق، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۳۴، إمدادية، ملتان)

(۳) سورة البقرة: ۱۹۱، انیس

کے وہ فاسق بھی ہے تو امامت اس کی مکروہ تحریمی ہے اور ایسا امام لائق معزول کرنے کے ہے، جیسا کہ علامہ شامیؒ نے تحریر فرمایا ہے:

وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً إلخ. (رد المحتار: ۱/۴۱، مصری) (۱)

وفی الدر المختار: وولد الزنا إلخ قوله: (و ولد الزنا) إذ ليس له أب يربيه ويؤدبه ويعلمه فيغلب عليه الجهل، بحر، أول نفرة الناس عنه. (رد المحتار: ۱/۵۱، ۴۱) (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۳۴-۲۳۵)

ظالم و خائن کی امامت درست ہے، یا نہیں:

سوال: زید نے ایک مکان عمر و سے گیارہ سو روپے میں خریدا اور مصلحت سے بائع سے یہ معاہدہ لے لیا کہ بیع نامہ میں اس کی قیمت بارہ سو روپیہ ڈالی جائے گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا؛ مگر رجسٹری کے بعد جب روپیہ اس کے قبضہ میں آیا اور مشتری نے رقم زائد واپس لینی چاہی تو معاہدہ فسخ کر کے رقم زائد کے دینے سے انکار کر دیا، جس کی وجہ سے بائع مذکور تمام شہر میں بدنام ہو گیا اور بددیانت اور غدار مشہور ہو گیا، علاوہ ازیں شب و روز تعذبات و دیگر معاہدات مخالف شرع میں منہمک رہتا ہے، پس کیا ایسا شخص عند الشرع امامت مسجد، یا اہتمام مدارس اسلامیہ کے منصب جلیلہ کا مستحق ہے، یا نہیں؟ لہذا اگر اس کو کسی ایسے منصب پر برقرار کیا جاتا ہے تو لوگوں کو بدظنی پیدا ہوتی ہے اور اس مسجد و مدرسہ کی اعانت میں کمی واقع ہوتی ہے۔

الجواب:

بائع کو شمن مقررہ سے زیادہ روپیہ رکھ لینا صریح ظلم اور خیانت ہے اور ظالم و خائن امام بنانے اور مہتمم بنانے کے قابل نہیں ہے، ہکذا فی کتب الفقہ: وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعاً إلخ. (رد المحتار المعروف بالشامی) (۳) وأيضاً في كتاب الوقف منه: المجلد: ۳، عن الإسعاف: ولا يولي إلا أمين قادر بنفسه أو بنائبه لأن الولاية مقيدة بشرط النظر وليس من النظر تولية الخائن لأنه يخل بالمقصود. (۴)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۱۲-۳۱۳)

(۱) رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

(۲) رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۵/۱، ظفیر (مطلب: البدعة خمسة أقسام، انیس)

(۳) رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

(۴) رد المحتار، كتاب الوقف، مطلب فی شروط المتولی: ۵۳۲/۳، ظفیر

خائن کی امامت:

سوال: امام صاحب حج کو گئے، مسجد کا گھنٹہ لانے کے لئے پیسے دئے گئے، انہوں نے بمبئی میں لا کر بیچ دیا اور کم روپے کا بمبئی سے خرید کر مسجد میں دیدیا، ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

الجواب: _____ حامداً ومصلياً

جو گھنٹہ مسجد کے روپیہ سے خریدا، اس کو فروخت کر کے خود نفع کمانا ناجائز نہیں، یہ خیانت ہے، (۱) پھر جو پرانا گھنٹہ خرید کر دیا ہے، اگر وہ مسجد کے لئے مناسب ہو تو اس کو رکھ لیا جائے اور جو نفع پہلے گھنٹہ کو فروخت کرنے سے ملا ہے، وہ بھی مسجد کے واسطے لے لیا جائے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱/۷/۱۳۹۳ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عنہ، دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۳۸/۶-۱۳۹)

مسجد و مدرسہ کی رقم میں خیانت کرنے والے کی امامت:

سوال (۱) اگر کسی مسجد کے پیش امام نے مسجد یا مدرسہ کے حساب و کتاب میں جو کہ منتظمین نے اس کے ذمہ کر دیا ہو اور اس نے کوئی خیانت کی ہو اور منتظمہ کمیٹی کو اس کا مکمل ثبوت بھی مل گیا، ایسی حالت میں مذکورہ کمیٹی پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟ امام موصوف سے امامت کراتے رہیں، یا منصب امامت سے انہیں علاحدہ کر دیں؟ ایسی حالت میں نمازیوں کی نماز کے بگڑنے کے ذمہ دار صرف امام صاحب ہوں گے، یا مذکورہ کمیٹی پر بھی کوئی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور اللہ کے یہاں مذکورہ کمیٹی بھی ذمہ دار ٹھہرائی جائے گی؟

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَّا نَاتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ (سورة

الأنفال: ۲۷)

قلت: والصحيح أن الآية عامة، وإن صح أنها وردت على سبب خاص، فالأخذ بعموم اللفظ لا بخصوص السبب عند الجماهير من العلماء. والخيانة تعم الذنوب الصغار والكبار اللازمة والمتعدية. (تفسير ابن كثير: ۳۹۸/۲، دار الفحاء بيروت)

”عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ”أربع من كن فيه كان منافقاً خالصاً، ومن كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها: إذا أومن خان، وإذا حدث كذب، وإذا عاهد غدر، وإذا خاصم فجر.“ (صحيح البخارى، كتاب الإيمان، باب علامة المنافق: ۱۰/۱، قديمي) (ح: ۳۴، انيس)

(۲) وأهله أن الغاصب والمودع إذا تصرف في المغصوب، أو الودیعة، وربح لا يطيب له الربح عندهما خلافاً لأبي يوسف... وقال مشائخنا: لا يطيب له قبل أن يضمن وكذا بعد الضمان بكل حال، وهو المختار، لإطلاق الجواب في الجامعين والمبسوط. (الهداية، كتاب الغصب: ۳۷۳/۳-۳۷۴، مكتبة إمدادية، ملتان)

(۲) پیش امام کی سپردگی میں ایک دینی مدرسہ ہے، مسجد کی منظمہ کمیٹی امام صاحب کو مدرسہ کے چندہ وغیرہ صدقۃ الفطر، زکوٰۃ، عطیات و خیرات و چرم قربانی کی رقومات جمع کر کے باقاعدہ حساب رکھتے ہوئے... مناسب خرچ کرنے کا ذمہ دار بنا دیتی ہے، جب ان سے حساب مانگا گیا اور انہوں نے حساب پیش کیا اس میں کچھ رسیدات و اخراجات پیش نہیں کئے گئے اور تحقیقات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حساب اخراجات سے بے شمار زیادہ ہے، جس سے بددیانتی ثابت ہوتی ہے، کیا از روئے شریعت ایسا حساب جائز ہے اور ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا، یا اس سے نماز پڑھوانا کیسا ہے؟ اور شریعتِ مطہرہ میں ایسے امام کی کیا سزا مقرر ہے۔

(۳) امام موصوف نے چار طلبہ کو کپڑے بنا کر دینا حساب میں لکھا ہے، تحقیقات سے معلوم ہوا کہ نہ کپڑے بنوائے گئے اور نہ طلبہ کو دئے گئے اور بددیانتی سے وہ رقم حساب میں لکھ دی گئی، اس پیسہ کی خیانت ہوئی اور جھوٹا حساب منظم کمیٹی کو دیا گیا، کیا امام صاحب کا یہ عمل از روئے شرع جائز ہے؟

(۴) امام صاحب کے حساب پیش کرنے کے بعد جو رقم تحویل باقی نکالی جو کہ اخراجات کے علاوہ ان کے پاس باقی رہی تھی، انہوں نے اس میں سے کچھ رقم جمع کر کے لکھ دیا۔

(۵) امام موصوف سے جب ایک دوسرے مد کا حساب لیا گیا تو انہوں نے بہت کم رقم تحویل باقی میں بتلائی اور جب ان کے حساب کے مطابق پانچ کمیٹی کے معزز اہل شرع حضرات نے جانچ کی تو وہ رقم تحویل باقی جو امام صاحب نے پیش کی تھی، اس سے چار گنا زیادہ نکلی، تحویل کی یہ رقم موصوف نے خود خرچ کر ڈالی، مطلوبہ رقم مانگنے پر تنخواہ میں سے کاٹنے کو کہہ دیا، حالانکہ یہ رقم موصوف کے پاس ہمیشہ امانت رکھی جاتی تھی۔

(۶) امام موصوف کو جب یہ پتہ چلا کہ میرے دئے ہوئے حساب کے لئے کمیٹی مقرر کر دی گئی ہے اور میری خیانتیں اب منظر عام پر منظمہ کمیٹی کے اور عوام کے سامنے آجائیں گی تو امام صاحب نے سیدھے سادے مسلمانوں کو منظمہ کمیٹی کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کی اور اپنے بچاؤ کے لئے ایک گٹ بنایا اور پارٹی بندی کرنے کی کوشش کی اور مسلمانوں میں انتشار پھیلانے کی بھرپور کوشش کی اور قوم کے اندر تفرقہ پیدا کر دیا، اس امام کا یہ عمل کیسا ہے اور ایسے امام کی کیا سزا ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا یا پڑھوانا کیسا ہے؟

الجواب: ————— حامدًا و مصلیًا

(۶-۱) جھوٹ، خیانت، غبن، اپنے تصور کو چھپانے کے لیے تفرقہ و انتشار پھیلانا یہ امور ایسے ہیں، جن کا حکم کسی مسلمان پر بھی مخفی نہیں، (۱) سب ہی جانتے ہیں کہ یہ چیزیں ناجائز اور گناہ ہے اور منصبِ امامت بلند منصب ہے، امام

کو سب مقتدیوں سے زیادہ متبع سنت اور بلند کردار ہونا چاہیے، (۱) یہ بد قسمتی ہے کہ مقتدیوں کو ایسے امام ملتے ہیں؛ تاہم اگر امام صاحب امانت کی چیزیں اور ان کا حساب صحیح صحیح سے دیں اور پختہ تو بہ کر لیں اور یہ تو بہ امامت کی خاطر نہ ہو؛ بلکہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے ہو اور ان کے حالات سے اطمینان ہو جائے کہ وہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے تو ان کو معاف کر دیا جائے، (۲) ورنہ دوسرے دیانت دار لائق امام کو تجویز کر لیا جائے۔ اولاً کچھ روز کے لیے عارضی طور پر امامت کا انتظام کسی اور دیانتدار کے سپرد کر دیا جائے تو بہتر ہے؛ تاکہ امام موصوف اس الجھن سے علاحدہ رہیں اور صرف نماز پڑھانا ان کے ذمہ رہے۔ (۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود وغفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۴۰۱ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۶/۱۳۹-۱۴۱)

== "إذا كذب العبد تباعد عنه الملك ميلاً من نتن ما جاء به. (مشکوٰۃ المصابيح، باب حفظ اللسان: ۱۳/۲، قديمي) (الفصل الثاني، رقم الحديث: ۴۸۴۴) / سنن الترمذی، باب ما جاء في الصدق والكذب (ح: ۱۹۷۲) انيس

"وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "آية المنافق ثلاث: إذا حدث كذب وإذا وعد أخلف وإذا أوتمن خان". (مشکوٰۃ المصابيح، باب الكبائر، الفصل الأول: ۱۷/۱، قديمي) (رقم الحديث: ۵۵) / صحيح البخارى، باب علامة المنافق (ح: ۳۳) / صحيح لمسلم، باب بيان خصال المنافق (ح: ۵۹) انيس

"عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إياكم والظن فإن الظن أكذب الحديث ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تناجسوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تبادروا وكونوا عباد الله إخواناً". (مشکوٰۃ المصابيح، باب ما ينهى عنه من التهاجر، الفصل الأول: ۴۲۷، قديمي) (رقم الحديث: ۵۰۲۷) / صحيح البخارى، باب: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ﴾ (ح: ۶۰۶۶) انيس

"وعن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم: "إياكم وسوء ذات البين، فإنها الحالقة". (مشکوٰۃ المصابيح، باب ما ينهى عنه من التهاجر، الفصل الثاني: ۴۲۸، قديمي) (الفصل الأول، رقم الحديث: ۵۰۴۱) / سنن الترمذی، باب (ح: ۲۵۰۸) / مسند البزار، مسند أبي هريرة (ح: ۸۴۸۲) انيس

(۱) فإن استووا في العلم فأورعهم... قال النبي صلى الله عليه وسلم: "من صلى خلف عالم تقى، فكأنما صلى خلف نبي". (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان من هو أحق بالإمامة: ۶۷۰/۱، دارالكتب العلمية بيروت) (قال الزيلعي في نصب الرأية: "من صلى خلف عالم تقى فكأنما صلى خلف نبي" قلت: غريب، وروى الطبراني في معجمه... عن مرثد بن أبي مرثد الغنوي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن سرکم أن تقبل صلاتکم فليؤمکم علماءؤکم فإنهم وفدکم فيما بینکم وبين ربکم، انتهى ورواه الحاكم في المستدرک في کتاب الفضائل عن يحيى بن يعلى به سنداً ومثناً إلا أنه قال: فليؤمکم خيارکم وسکت عنه، الخ. (نصب الرأية، باب الإمامة: ۲۶۷/۲، مؤسسة الريان، انيس)

(۲) وقدمنا أنه لا يعزله القاضي بمجرد الطعن في أمانته، ولا يخرج به إلا بخيانة الظاهرة بينة... ثم تاب وأتاب أعاده". (البحر الرائق، كتاب الوقف: ۴۱۱/۵، رشيدية) (شروط الواقفين، انيس)

(۳) إذا ظهرت خيانتها فإن القاضي يعزله وينصب أميناً... فرأى الحاكم أن يدخله معه آخر أو يخرج من يده ويصيره إلى غيره... لا ينبغي للقاضي أن يأمن الخائن بل سبيله أن يعزله... أو يضم إليه ثقة، الخ.

==

ناجائز طور پر حق دبانے والے کی امامت درست ہے، یا نہیں:

سوال: زید ایک مسجد کا امام ہے اور جبراً اپنے پڑوسی کے حق کو دبا نا چاہتا ہے اور مکان کا دروازہ آگے کو بڑھا کر اپنے صحن کو زیادہ کرانا چاہتا ہے اور جھوٹا قبضہ ثابت کرنے کے لیے حلف کرتا ہے، آیا یہ حلف درست ہے، یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

سوال کی صورت سے معلوم ہوا کہ زید نے جھوٹا حلف کیا اور بکر کا حق دبا یا اور مبتدع بھی ہے، ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

كما في الشامى: فهو كالمتبدع فتكره إمامته بكل حال، بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم، لما ذكرنا. (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۹۱/۳-۲۹۲) ☆

ناجائز جرمانہ کرنے والے کی امامت:

سوال: ایک مسلمان نے ایک چماری کو مسلمان کر کے اس سے نکاح کر لیا، اس پر ایک شخص مسٹی قاضی وزیر شاہ نے ان کو برادری سے علاحدہ اور حقہ پانی بند کر دیا اور نکاح کو ناجائز کہتا ہے اور وزیر شاہ نے چیٹی اور ڈنڈ کے پانچ روپے بھی لیے، ایسے شخص کی امامت کا شرعاً کیا حکم ہے، اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟

== وقد يقال: إن المراد من عزله إزالة ضرره عن الوقف، وذلك حاصل بضم ثقة“. (البحر الرائق مع منحة الخالق، كتاب الوقف: ۳۹۱/۵-۳۹۲، رشیدیہ)

(۱) رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

☆ خیانت کرنے والے کی امامت:

کیا ایسے مولوی صاحب کو نماز جماعت، نماز عیدین و نماز جنازہ کی امامت سپرد کرنی درست ہوگی، جو مسجد کی چیز کو اپنی ملکیت بتاتا ہے، غریب لوگوں کی زمین پر زرتی قبضہ کرتا ہے، قبرستان کی لکڑی جلاتا ہے، اجرت لے کر جھوٹی گواہی دیتا ہے، امانت میں خیانت کرتا ہے، قرض لے کر قرض ادا نہیں کرتا، بغیر طلاق کے عورت کا نکاح دوسرے مرد سے کر دیتا ہے، سود کے کاروبار میں حصہ لیتا ہے، وغیرہ وغیرہ؟

الجواب ————— وباللہ التوفیق

یوں تو نماز فاسق کے پیچھے بھی ہو جاتی ہے، (لقوله عليه الصلاة والسلام: صلوا خلف كل بر وفاجر. (سنن الدار قطنی: ۵۷۱/۲) (باب صفة الصلاة من تجوز الصلاة منه و الصلاة عليه، رقم الحديث: ۱۷۶۸، انیس) مگر مذکورۃ الصدر اوصاف والے کو امام نہ بنایا جائے، متقی صاحب علم کو امام بنایا جائے۔ (ویکروہ تقلید الفاسق و يعزل به إلا للفتنة“). (الدر المختار

علی ہامش رد المحتار: ۲۸۲/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالصمد رحمانی (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۹۵/۳)

الجواب

وزیر شاہ کا یہ معاملہ جو اس نے اس مسلمان اور نو مسلمہ کے ساتھ کیا اور ان کو برادری سے علاحدہ کر دیا، خلاف شریعت ہے اور حرام و ناجائز ہے، (۱) اور مسلمان ہونا اس نو مسلمہ کا اور نکاح کرنا اس کا شرعاً درست ہے اور صحیح ہے، (۲) قاضی مذکور کو اس کو ناجائز کہنا غلط ہے اور سخت جہالت ہے اور چیٹی اور ڈنڈ لینا حرام اور باطل ہے، (۳) ایسا شخص قابل امامت کے نہیں ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی اور معزول کرنا اس کا امامت سے ضروری ہے۔ (۴) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۵۱/۳-۲۵۲)

(۱) عن ابن شمامة المهری قال: حضرنا عمرو بن العاص وهو في سبابة الموت يكي طويلا وحول وجهه إلى الجدار فجعل ابنه يقول: يا أبتاه! أما بشرک رسول الله صلى الله عليه وسلم بكذا؟ أما بشرک رسول الله صلى الله عليه وسلم بكذا؟ قال: فأقبل بوجهه فقال: إن أفضل ما تعد شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله إني قد كنت على أطباق ثلاث، لقد رأيتني وما أحد أشد بغضاً لرسول الله صلى الله عليه وسلم مني ولا أحب إليّ أن أكون قد استمكنت منه فقتلته فلو مت على تلك الحال لكنت من أهل النار فلما جعل الله الإسلام في قلبي أتيت النبي صلى الله عليه وسلم فقلت: أبسط يمينك فلأباعدك فبسط يمينه قال: فقبضت يدي، قال: مالک يا عمرو! قال: قلت: أردت أن أشرط، قال: تشرط بماذا؟ قلت: أن يغفر لي، قال: أما علمت أن الإسلام يهدم ما كان قبله؟ وأن الهجرة تهدم ما كان قبلها؟ وأن الحج يهدم ما كان قبله؟ وما كان أحد أحب إليّ من رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا أجل في عيني منه وما كنت أطيق أن أملاً عينيّ منه إجلالاً له ولو سئلت أن أصفه ما أطقت لأنني لم أكن أملاً عينيّ منه ولو مت على تلك الحال لرجوت أن أكون من أهل الجنة ثم ولينا أشياء ما أدرى ما حالي فيها فإذا أنا مت فلا تصحبنى نائحة ولا نار فإذا دفنتموني فشنوا على التراب شنأ ثم أقيموا حول قبري ما تنحر جزور ويقسم لحمها حتى أستأنس بكم وأنظر ماذا أراجع به رسل ربّي. (الصحيح لمسلم، باب كون الإسلام يهدم ما كان قبله (ح: ۱۲۱) انيس)

عن الحارث الأشعري عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من دعا بدعوى الجاهلية فإنه من جثا جهنم. (السنن الكبرى للنسائي، الوعيد لمن دعا بدعوى الجاهلية (ح: ۸۸۱) انيس)

(۲) ﴿ولا تنكحوا المشركات حتى يؤمن ولأمة مؤمنة خير من مشركة ولو أعجبتكم ولا تنكحوا المشركين حتى يؤمنوا ولعبد مؤمن خير من مشرك ولو أعجبكم أولئك يدعون إلى النار واللّه يدعو إلى الجنة والمغفرة بإذنه ويبين آياته للناس لعلهم يتذكرون. (سورة البقرة: ۲۲۱، انيس)

(۳) (لا يأخذ مال في المذهب) بحر، وفيه عن البرازية: وقيل يجوز، معناه أن يمسكه مدة لينزجر ثم يعيده له، إلخ، وفي المجتبى: أنه كان في ابتداء الإسلام ثم نسخ. (الدر المختار)

والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال. (رد المحتار، باب التعزير، مطلب في التعزير بأخذ المال: ۲۴۶/۳، ظفیر)

(۴) ويكره إمامة عبد، إلخ، وفاسق. (الدر المختار) بل مشي في شرح المنية أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

دوسروں کا حق دبانے والے کی امامت جائز ہے، یا نہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارہ میں کہ ایک شخص جاہل مطلق ہے، اپنے قریب کے شخص کی زمین، روپیہ اور لاٹھی اور آدمیوں کے زور سے دبانے ہوئے ہے، ہر وقت لڑنے مرنے کو تیار ہے، بد معاشیاں کئے ہوئے سزا یافتہ سرکار انگریزی کا جیل خانوں میں زندگی گزارے ہوئے ہے، دوسرے کی زمین پر مکان بنا لیا ہے۔ اب وہ لوگ تو فوت ہو گئے، ان کی اولاد اسی طریقہ پر ہے؛ یعنی زور بھی سب اپنا دکھلاتے ہیں اور زبردستی بھی کرتے ہیں، انہیں لوگوں میں زنا بھی ہوتا ہے، سردار حافظ کے نام سے مشہور ہے، درحقیقت حافظ نہیں ہے اور کہتا ہے کہ میں پابند شرع ہوں، مگر وہ زمین جس پر اس کے والد وغیرہ نے مکان بنایا تھا، اس پر زبردستی سے بدستور قابض ہے اور ظلم پر کمر بستہ ہے۔ از روئے شرع اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟ اور اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب:

ایسا شخص جو ناحق دوسرے مسلمان کی زمین دبا ليوے اور اس پر مکان بنا کر قابض ہے، شرعاً گنہگار اور فاسق ہے، اس کی امامت مکروہ ہے، کسی نیک شخص کو جو مسائل نماز سے واقف ہو امام بنانا چاہیے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۹۳-۲۹۴)

جبراً کسی کے مکان پر قبضہ کرنے والے کی امامت:

سوال: ایک شخص عرصہ سے جاہلانہ طور پر کسی کے مکان میں بغیر معاوضہ یا کرایہ کے رہائش پذیر ہے، مالک مکان بوجہ نحیف و کمزور ہونے کے مکان کی واپسی کے لیے کوئی کارروائی کرنے سے قاصر و معذور ہے تو کیا اس قابض شخص کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں؟ اور بحالت مجبوری جب کہ دوسری جگہ جماعت کی نماز نہ مل سکتی ہو تو مذکور امام کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے، یا تنہا اپنی علاحدہ نماز پڑھیں؟

(۱) ویکرہ (إلی قولہ) و فاسق، إلخ. (الدر المختار)

الممراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی واکل الربا ونحو ذلک، کذا فی البرجندی إسمعیل،
وفی المعراج: قال أصحابنا لا ینبغی أن یقتدی بالفاسق إلا فی الجمعة لأنه فی غیرها یجد إماماً غیره، آ، (رد
المختار: ۵۲۳/۱) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)
”بناء علی أن کراهة تقدیمه کراهة تحریم“. (شرح المنیة) (الکبیری شرح منیة المصلی، کتاب
الصلاة، الأولى بالإمامة، ص: ۵۱۳، سهیل اکادمی لاہور، انیس)

(۲) قبر اطہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت شرعاً کیا حیثیت رکھتی ہے؛ یعنی قبر اطہر کی زیارت کرنا مستحب

ہے، یا سنت، یا واجب؟

الجواب

اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو یہ شخص ظالم و فاسق ہے اور امامت اس کی مکروہ ہے؛ لیکن اگر اور امام نہ ملتا ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا تنہا پڑھنے سے اولیٰ و افضل ہے۔

(۲) روضہ اطہر کی زیارت مستحب ہے؛ بلکہ ایک قول ذی وسعت کے لیے وجوب کا بھی ملتا ہے۔

”و زیارة قبره - صلی اللہ علیہ وسلم - مندوبۃ، بل قیل واجبة لمن له سعة“۔ (۱)

بندہ اصغر علی غفرلہ، ۹/۳۷۳/۱۳۷ھ۔ الجواب صحیح: محمد عبداللہ غفرلہ۔ (خیر الفتاویٰ: ۶۱۲/۳)

قرض ادا نہ کرنے والے کی امامت:

سوال: کوئی آدمی تاجر تھا، اس کا کام فیل ہو گیا، لوگوں کا پیسہ اس کے پاس موجود ہے اور دوسرے لوگوں کے پاس اس کا روپیہ موجود ہے، جب وہ دائن اپنا قرض طلب کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ دوسرے لوگوں نے ہمارا روپیہ مار لیا، ہم تمہارا پیسہ نہیں دیں گے، حق العباد کیا تلف کرنے والے کے پیچھے نماز درست ہے، جب کہ وہ معاف بھی نہ کرایا ہو؟

الجواب ————— حامداً و مصلیاً

جو شخص دوسروں کا روپیہ مار لے اور استطاعت کے باوجود واپس نہ دے اور مطالبہ کرنے پر یہ کہہ دے ”میرا روپیہ غیروں کے پاس مارا گیا؛ اس لیے میں تمہارا روپیہ نہیں دیتا“، وہ شخص بہت گنہگار ہے، اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ (۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۸/۷۸/۱۳۹۲ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، ۸/۷۸/۱۳۹۲ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۶/۱۳۷)

(۱) الدر المختار علی رد المحتار: ۳۵۲/۲ (باب الہدی، انیس)

(۲) (ویکروہ إمامة عبد وأعرابی وفاسق وأعمی) ”قولہ: (وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، و لعل المراد به من یرتکب الكبائر کشارب الخمر، و الزانی و آکل الربا، و نحو ذلك، إلخ. (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۹/۱ - ۵۶۰، سعید) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

عن أبی ہریرة رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: من أخذ أموال الناس یرید أدائها أدى اللہ عنه و من أخذ یرید إتلافها أتلفه اللہ. (صحیح البخاری، باب من أخذ أموال انسا یرید أداءها، الخ (ح: ۲۳۸۷) انیس)

الکبائر: ۴۳۴/۱، دار الفکر بیروت، انیس) (الزواج عن اقتراب

ورثہ کا حق نہ دینے والے کے معاون کی امامت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں مسئلہ ذیل میں کہ ایک آدمی عالم پابند شریعت فوت ہو گیا، بوقت وفات موصوف و رثاء: اہلیہ دولڑکیاں اور دو بھائی، دو ہمیشہ اور والدہ تاحال زندہ ہیں، تمام وراثت کا انتقال موصوف کی اہلیہ ہندہ کے نام پر ہو چکا ہے اور باقی وراثت تاحال محروم ہیں؟

- (۱) کیا وراثت موجودہ وراثت موصوف سے شرعاً حقدار ہیں، یا نہ؟
- (۲) اہلیہ موصوف پر بحالت مذکورہ کیا حکم عائد ہوگا، واضح فرمادیں؟
- (۳) معاونین اہلیہ موصوف کا شرعاً کیا حکم ہے، کیا امامت ان کی شرعاً جائز ہے؟

الجواب:

- (۱) حقدار ہے۔ (۱)
- (۲) ظالم ہے، تو بہ کرنا لازم ہے، ظالم کی حمایت و تعاون ظلم ہے۔ (۲)
- (۳) اگر واقعی پیش امام صاحب ایسی عورت کا حامی ہے اور یہ بات ثابت ہو جائے تو ایسے شخص کو پیش امام نہیں بنانا چاہئے، اگر ہے تو اس کو معزول کر کے کسی دوسرے متقی شخص کو امام بنایا جائے؛ (۳) لیکن شرط یہ ہے کہ وہاں کے لوگوں کے سامنے یہ بات اگر واضح ہو تو اس پر عمل کریں، ورنہ وہاں کی تحقیق کے مطابق عمل ہو۔ واللہ اعلم

(فتاویٰ مفتی محمود: ۲۳۲۲)

(۱) ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ فَإِن كُن نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلِلْأُولَادِ اثْنَتَيْنِ فَلِلْأُمِّهِنَّ ثُلُثُ مَا تَرَكَ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلِلْأُمِّهِ النِّصْفَ وَلِلْأَبِيهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِن لَمْ يَكُن لَّهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِلْأُمِّهِ ثُلُثُ مَا تَرَكَ وَإِن كَانَتْ إِخْوَةٌ فَلِلْأُمِّهِ السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ بَعْدَ وَصِيَّةِ يَوْصِي بِهَا أَوْ دِينَ آبَائِكُمْ وَابْنَاؤُكُمْ لَاتَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةٌ مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا﴾ (سورة النساء: ۱۱، انیس)

(۲) ﴿تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مَّهِينٌ﴾ (سورة النساء: ۱۳-۱۴، انیس)

﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (سورة المائدة: ۲، انیس)

(۳) قال أبو جعفر: (أحق القوم بالإمامة أقرؤهم لكتاب الله عز وجل وأعلمهم بالسنة فإن كانوا في ذلك سواء فأورعهم فإن كانوا في ذلك سواء فأكبرهم سناً) قال أبو بكر: وذلك لما روى أوس بن ضمجع عن أبي مسعود الأنصاري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يؤم القوم أقرؤهم لكتاب الله عز وجل فإن كانوا في القراءة سواء فأعلمهم بالسنة فإن كانوا في السنة سواء فأقدمهم هجرة فإن كانوا في الهجرة سواء فأقدمهم سناً وإن مالهم يشترط أصحابنا الهجرة لأن المهاجرين انقرضوا قبل عصرهم وقال النبي صلى الله عليه وسلم: لا هجرة بعد الفتح. (شرح مختصر الطحاوي، باب الإمامة: ۶۲/۲-۶۳، دار البشائر الإسلامية، انیس)

مکان کا کرایہ نہ دینے والے کی امامت:

سوال: جو شخص نہ مکان خالی کرے اور نہ ہی کرایہ ادا کرے اور مالک مکان کو پریشان کرے تو ایسے شخص کی امامت کیسی ہے؟

الجواب: _____ حامداً ومصلياً

مکان خالی نہ کرنا، نہ کرایہ ادا کرنا، یہ ظلم و غصب ہے، ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، جب تک وہ توبہ کر کے اصلاح نہ کر لے۔ (۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمود وغفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۶/۱۳۳)

مغصوبہ زمین مزارعت پر لینے والے کی امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں میں ایک صاحب جائیداد کافی عرصہ سے مفلوج ہے، گاؤں کو چھوڑ کر بیوی کے رشتہ داروں کے ہاں سکونت پذیر ہے، اس کی جائیداد پر بڑے بیٹے نے قبضہ کیا ہے، باپ اس پر سخت ناراض ہے اور کہتا ہے کہ اس کا بیٹا اور اس کے زیر نگرانی سارے کاشتکار اس کی زمین میں تصرف نہ کریں، باپ نے احتجاجاً کافی عرصہ سے زمین کے محصولات لینے سے بھی انکار کیا ہے اور سرکار کے ہاں مقدمہ بھی دائر کیا ہے، ان کاشتکاروں میں ایک مولوی صاحب نے بھی زمین مزارعت پر لی ہے، اس پر ایک مقتدی اعتراض کرتا ہے کہ وہ خان صاحب کی مرضی کے بغیر قابض بیٹے کے زیر نگرانی جو کاشتکاری کر رہا ہے، از روئے شرع

(۱) ”ویکرہ إمامة عبد وأعرابی وفاسق وأعمى“. (الدر المختار)

وقال ابن عابدين: ”قوله: (وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزانی و آكل الربا، ونحوها... وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجد عليهم إهانتة شرعاً... بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم“. (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۹/۱-۵۶۰، سعيد) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)
”وأن الظلم حرام“. (الفتاوى الهندية، مطلب في موجبات الكفر، الخ: ۲/۲۵۷، دار الفكر بيروت، انيس)
واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة على الفور لا يجوز تأخيرها سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة. (شرح النووي على الصحيح لمسلم، كتاب التوبة: ۲/۳۵۴، انيس)

إن وقعت الإجارة على المدة كما في إجارة الدار والأرض أو على قطع المسافة كما في كراء الدابة يجب الأجر بحصة ما استوفى من المنافع إذا كان للمستوفى أجر معلومة من غير مشقة وفي الدار يجب لكل يوم وفي المسافة لكل مرحلة، الخ. (تبيين الحقائق، كتاب الإجارة: ۱۰۹/۵، انيس)

ناجائز ہے اور اس جرم کا مرتکب نماز پڑھانے کا اہل نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ واقعی اس مولوی صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے؟ بیوقوف تو جروا۔

(المستفتی: محمد شفیق حقانی لیکچر فیڈرل گورنمنٹ بوائز کالج پشاور، ۳۱/۷/۱۹۸۴ء)

الجواب

بشرط صدق وثبوت اس زمین میں بلا اجازت تصرف کنندگان غصب اور ظلم کے مرتکب ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "لا یحل مال امرئ إلا بطیب نفس منه". (رواہ البیہقی

فی شعب الإيمان) (۱)

وفی شرح المجلة: ۶۱/۶: "لا یجوز لأحد أن یتصرف فی ملک غیرہ إلا بإذنه". (۲)

واضح رہے کہ جس امام کی دینی حالت مقتدیوں سے بدتر ہو تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے، ورنہ اندھوں میں کانا

راجا ہوتا ہے۔

یدل علیہ مافی إمامة البحر. (۳) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۳۷۸/۲)



(۱) مشکوٰۃ المصابیح: ۲۵۵/۱، باب الغصب والعاریة، الفصل الثانی (شعب الإيمان، باب فی قبض الید عن

الأموال المحرمة (ح: ۵۱۰۵) انیس)

(۲) المادة: ۹۶، انیس

(۳) قال العلامة ابن نجیم رحمہ اللہ: وینبغی أن یكون محل کراهة الاقتداء بهم عند وجود غیرهم وإلا فلا

کراهة کما لا یخفی! (البحر الرائق، ص: ۳۴۹/۱، باب الإمامة)

صدقات، زکوٰۃ اور عطیات لینے والے کی امامت

صدقہ الفطر جبراً وصول کرنے اور لوگوں کو مسجد سے منع کرنے والے امام کی اقتدا کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ایک پیش امام نے ایک مولوی صاحب کو اپنی مسجد سے اس سبب سے منع کر دیا کہ وہ بچوں کو قرآن مجید کا درس دے رہے ہیں، پیش امام نے مولوی صاحب کا درس قرآن مجید اپنی مسجد میں اس لیے بند کر دیا؛ کیوں کہ اسے یہ خدشہ تھا کہ وہ مجھ سے امامت چھین لے گا، اس پر لوگ اس سے ناراض ہو گئے، دوسرا اس کے مقتدیوں کا قول ہے کہ یہ امام دل میں بہت زیادہ بغض رکھتا ہے، تیسرا اس کا یہ معمول ہے کہ خواہ کوئی غریب ہو، یا امیر سب سے جبراً صدقۃ الفطر وصول کرتا ہے، اگر کوئی نہ دے تو اس کو نماز میں اپنے پیچھے کھڑا ہونے سے منع کر دیتا ہے، اب اس کے اس سخت رویہ کی وجہ سے تمام مقتدی اس سے بھاگ گئے ہیں اور صرف دو آدمی اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، کیا ایسے پیش امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو بصورت کراہیت ہے، یا عدم کراہیت؟ اور لوگ پیش امام کے اس سخت رویہ کی وجہ سے اپنی مسجد چھوڑ کر تقریباً تین ماہ سے دوسرے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھتے ہیں تو کیا وہ گنہگار ہیں، یا نہیں؟

الجواب:

شریعت کی رو سے امام دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک وہ جسے محکمہ اوقاف، یا خود اوقاف نے منصب امامت پر اسے مقرر کیا ہو اور وقف کی آمدنی سے اس کے لیے وظیفہ بصورت تنخواہ امامت مقرر کیا گیا ہو، ایسے امام کو فقہائے احناف نے اہل و وظائف میں شمار کیا ہے اور اس کو وہ امام الحکم اور منصوب اوقاف کے ناموں سے ذکر کرتے ہیں اور کبھی اسے ذو وظیفہ بھی کہتے ہیں، ایسے پیش امام کے بارے میں فقہانے لکھا ہے کہ اسے شرعی جرم، یا نااہلی کے بغیر معزول نہیں کیا جاسکتا ہے، چنانچہ علامہ ابن نجیم المصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”فلا يحل للقاضي عزل صاحب وظيفة بغير جنحة وعدم أهلية ولو فعل لم يصح“۔ (البحر

الرائق: ۲۲۷/۵) (۱)

(۱) البحر الرائق، جعل الواقف غلة الوقف لنفسه: ۲۴۵/۵، دارالكتاب الإسلامی بیروت، انیس

دوسری قسم کا پیش امام وہ ہے، جسے اہل محلہ نے امام مقرر کیا ہو اور اہل محلہ ہی اسے اپنی آمدنیوں سے تنخواہ بصورت اجرت امامت دے رہے ہوں تو ایسے پیش امام کو نہ تو اہل و طائف میں شمار کیا جاسکتا ہے اور نہ اس کے عزل کا وہ حکم ہے، جو پہلی قسم کے امام کا ذکر اوپر کیا گیا ہے؛ بلکہ اس کی حیثیت محض اجیر خاص کی ہے اور قوم کے ساتھ عہد امامت ایک عقد اجارہ ہے، لہذا ایسے پیش امام پر اجیر خاص کے اور اس کی امامت پر عقد اجارہ کے احکام جاری ہوں گے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

ابتدائی تقرر: فقہاء کرام نے اس کے ابتدائی انتخاب اور تقرر کے بارے میں یہ تصریحات ذکر کی ہیں کہ اگر قوم اور اہل محلہ سب اس کی امامت پر متفق ہوں تو بلا کسی نزاع کے اسے منتخب کیا جائے گا اور اگر قوم میں اس کے انتخاب کے بارے میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اکثریت کا اعتبار کیا جائے گا۔

در مختار: ۵۲۳/۱ میں جہاں احقیق الامامت پر بحث کی گئی ہے، وہاں یہ لکھا گیا ہے:

”والأحق بالإمامة تقديماً بل نصباً: الأعلم بأحكام الصلاة، إلخ، فإن استو وافق ع أو الخيار

إلى القوم فإن اختلفوا اعتبروا أكثرهم“ (۱)

اس عبارت میں صراحتاً یہ ذکر پایا جاتا ہے کہ نصب الامام میں اگر قوم میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اکثریت کی رائے پر عمل کیا جائے گا اور اس کا اعتبار ہوگا؛ یعنی اکثریت اس کے تقرر اور انتخاب پر متفق ہو تو اسے امام منتخب کیا جائے گا، ورنہ نہیں، باقی رہا اس کے عزل کا مسئلہ تو اس کے بارے میں مسلمہ قواعد کی روشنی میں شرعی حکم یہی معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح اس کے ابتدائی تقرر اور انتخاب میں اکثریت کی رائے معتبر ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اگر اس کے عزل میں اختلاف واقع ہو جائے تو اکثریت کی رائے کا اعتبار نہ کیا جائے گا، اس میں بھی اگر اکثریت اس کے عزل پر متفق ہو تو اسے معزول کیا جائے گا، ورنہ نہیں؛ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ قوم کے لیے ہر حالت میں پیش امام کو معزول کرنا جائز ہے اور اس میں شرعاً کوئی گناہ نہیں؛ بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ اگر کسی شرعی نقص اور عیب کی وجہ سے اسے معزول کر دیا گیا تو عزل کا فیصلہ بھی نافذ ہے اور اگر اس میں کوئی شرعی عیب بھی نہیں ہے اور اسے ذاتی عناد یا کسی دنیوی معاملہ کی بنیاد پر معزول کر دیا گیا تو قوم کا یہ اقدام جرم اور شرعاً گناہ ہے؛ مگر عزل کا فیصلہ نافذ ہوگا اور پیش امام کو معزول سمجھا جائے گا اور کسی فعل کے جرم اور گناہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ سرے سے نافذ اور کسی درجہ میں معتبر ہی نہ ہو، اس لئے فقہاء کے مسلمات میں بکثرت نظر موجود ہیں:

(۱) قاضی کا کسی فاسق کی شہادت پر فیصلہ کر دینا۔

(۲) ایفون کی بیچ۔

(۳) قربانی کی کھالوں کی بیچ۔

پس اس طرح شرعی جرم اور نقص کے بغیر اگر قوم نے پیش امام کے عزل کا فیصلہ کر دیا تو اگرچہ قوم اس فیصلہ کی وجہ سے گناہ گار ہوگی، مگر عزل کا فیصلہ بہر حال نافذ ہوگا اور پیش امام کو معزول سمجھا جائے گا، اس کے لئے مسلمات کی روشنی میں وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

وجہ اول: عقد امامت ایک قسم کا عقد اجارہ ہے اور جب قوم کل، یا اس کی اکثریت اس عقد پر امضاء کرنے کے لیے تیار نہ ہو اور کسی صورت میں اس کو امام نہیں رکھنا چاہتی ہو تو ایسی صورت اور حالت میں ظاہر ہے کہ عقد امامت کا اصل مقصد حاصل نہیں ہو سکتا، لوگ نماز باجماعت کو یا تو اکثر چھوڑ دیں گے، یا ایک ہی مسجد میں بیک وقت دو جماعتیں، مختلف اماموں سے کرائی جائیں گی اور یہ طرز عمل امامت کے اصل مقصد اور غرض و غایت ہی کے منافی اور جزو کاٹ دینے والا ہے اور ایسے مواقع میں بارہا اس کا مشاہدہ بھی کیا گیا ہے، فساد کا بھی قوی ذریعہ ہے۔

وجہ دوم: اور جب اس اجارے کا اصل مقصد اس صورت میں حاصل نہیں؛ بلکہ فوت ہو جاتا ہے تو چاہیے کہ یہ اجارہ فسخ کر کے امام مذکور کو معزول کر دیا جائے اور کسی دوسرے صالح اور دیندار پیش امام کا انتخاب کیا جائے کہ جس پر قوم متفق ہوتا کہ امامت کا اصل مقصد جو کہ اقامت جماعت ہے، فوت نہ ہونے پائے، ایسی صورتوں میں فقہاء کرام نے فسخ اجارہ کی تصریحات کی ہیں، اس کے امثلہ کتب فقہ میں ”کتاب الاجارہ“ کے عنوان سے موجود ہیں، وہاں دیکھا جاسکتا ہے۔ (۱)

وجہ سوم: عزل کو ابتدائی تقرر پر قیاس کر کے یہ کہا جاسکتا ہے کہ کل قوم، یا اس کی اکثریت در صورت اختلاف معزول کرنے کی مجاز ہے اور اس کی رائے کا اعتبار کیا جائے گا، یہی وجہ ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر قوم کی اکثریت پیش امام کی مخالف ہو اور نماز پڑھنا اس کے پیچھے چھوڑ دے تو امام کو امامت کرنے کا حق باقی نہیں رہتا۔

قال أحمد: إذا كرهه واحد أو إثنان أو ثلاثة، فله أن يصلي بهم حتى يكرهه أكثر الجماعة. (مراقبة) (۲)

(۱) والأصل هنا أن المعقود عليه إذا انتقض بطل الأجر بالإنفاق. (تبیین الحقائق، کتاب الإجارة: ۱۱۲/۵،

المطبعة الأميرية بولاق، انیس)

لأن المقصود من الإجارة الإنتفاع حتى لا يصح إجارة ما لا يمكن الإنتفاع به في الحال كإجارة المهر

للركوب وغير ذلك. (لسان الحکام، الفصل الثانی عشر فی الإجارة: ۳۶۴، البابى الحلبي القاهرة، انیس)

(۲) مرقاة المفاتیح، باب الإمامة: ۸۶۵/۳، دار الفکر بیروت، انیس

احناف نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے اس قول کو نقل کرنے کے بعد کوئی اختلاف ظاہر نہیں کیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم احناف بھی اس کے مخالف نہیں ہیں، نیز فقہائے احناف رحمہم اللہ نے اس بات کی بھی تصریح کی ہے کہ اگر پیش امام میں کوئی شرعی عیب ہو اور اس وجہ سے لوگ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھتے ہوں تو گناہ امام پر ہے اور اگر امام میں کوئی شرعی عیب نہ ہو اور مقتدی بلا وجہ اس سے ناراض ہو کر دوسری جگہ نماز پڑھتے ہوں تو گناہ ان پر ہے۔ (۱)

اس تمہید کو مد نظر رکھتے ہوئے صورتِ مسئلہ مذکورہ پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ پیش امام صاحب کی حیثیت دوسرے قسم کے پیش امام کی ہے، جو اجیر خاص کے حکم میں ہے اور پہلی قسم کے امام کی نہیں کہ اس کو اہل وظائف میں شمار کیا جاسکے اور مسئلہ عنہ پیش امام کے وہ نقائص جس کی وجہ سے تمام قوم اس سے ناراض ہو کر دوسری مسجدوں میں نمازیں پڑھتی ہے، جس کی وجہ سے عقد امامت کا اصلی مقصد فوت ہو جاتا ہے، یہ وہ نقائص ہیں، جو شرعاً معتبر ہیں، لہذا اگر کل قوم، یا اکثریت اس عقد کو فسخ کر کے امام مذکور کو معزول کر دے اور اس کی جگہ دوسرے کسی صالح اور دیندار شخص کو پیش امام مقرر کرے، جس پر تمام قوم متفق ہو تو قوم کا یہ عزل نافذ ہوگا اور اس طرح امامت کا اصل مقصد بھی فوت نہ ہونے پائے گا اور قوم بھی گنہگار نہ ہوگی؛ کیوں کہ یہ عزل بوجہ نقص شرعی کے ہوگا اور اگر مذکورہ پیش امام صاحب باوجود کل قوم، یا اکثریت کے ناراض ہونے کے بدستور نمازیں پڑھانے پر بضد ہو اور لوگ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں؛ بلکہ دوسری مسجدوں میں پڑھیں تو گناہ پیش امام پر ہے، قوم پر نہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ حقانیہ: ۱۶۱۳-۱۶۲۱)

صدقۃ الفطر اور حرم قربانی لینے والے کی امامت:

سوال: ایک شخص قوم سید متمول صاحب ایک مسجد میں امام ہیں اور اس مسجد میں دو طرح کی آمدنی ہے: ایک آمدنی شب قدر رمضان میں ۵۰۴۰ روپیہ ہے اور دوسری آمدنی فطرہ اور صدقہ اور کھالیں قربانی کی ہیں تو ان دونوں

(۱) (و لوأم قوما وهم له کارهون) أن الكراهة (لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره) له ذلك تحريمًا لحديث أبي داؤد لا يقبل الله صلاة من تقدم قوماً وهم له كارهون وإن هو أحق لا) والكراهة عليهم. (الدر المختار بهامش ردالمحتار: ۵۲۲/۱) (كتاب الصلاة، باب الإمامة، انیس)

عن عبد الله بن عمرو أن رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ثلاثة لا يقبل الله منهم صلاة: من تقدم قوماً وهم له كارهون ورجل أتى الصلاة دباراً - والدبار أن يأتيها بعد أن تفوته - ورجل اعتبد محرره. (سنن أبي داؤد، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون (ح: ۵۹۳) انیس)

عن ابن عباس رضي الله عنهما عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ثلاثة لا ترفع صلاتهم فوق رؤوسهم شبراً رجل أم قوماً وهم له كارهون وامرأة باتت زوجها عليها ساخط وأخوان متصارمان. (سنن ابن ماجه، كتاب إقامة الصلاة، باب من أم قوماً وهم له كارهون، رقم الحديث: ۹۷۱، ص: ۱۲۲، بيت الأفكار، انیس)

آمدنیوں میں سے امام کے لئے کونسی جائز ہے اور کونسی ناجائز؟ باوجود اس کے کہ امام کو صدقات اور قربانی کی کھالیں لینا ناجائز ہونے کا علم ہے اور پھر وہ منت اور خوشامد سے لیتا ہے اور دینے والوں کو بھی معلوم ہے کہ یہ امام متمول سید ہے؛ مگر چونکہ سید منت خوشامد کرتا ہے، اس کی منت خوشامد کی وجہ سے ان کو دیتے ہیں۔ پس ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے کہ جو دانستہ کھلم کھلا ناجائز آمدنی لے رہا ہے؟ اور اہل قربانی جو علم کے باوجود کھالیں، ان کو دیتے ہیں، ان کی قربانیوں کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب _____ حامداً ومصلياً

مالدار صاحب نصاب آدمی کو صدقہ فطر لینا ناجائز ہے اور ایسے شخص کو دینے سے صدقہ فطر ادا نہیں ہوتا، (۱) نیز امامت وغیرہ کی اجرت میں دینا بھی جائز نہیں، قربانی کی کھال خود استعمال کرنا، امیر وغریب سب کو دینا جائز ہے؛ لیکن امامت وغیرہ کی اجرت میں اس کا دینا بھی درست نہیں، اگر کھال فروخت کر دی ہے تو اس کی قیمت کو کسی غریب مستحق کو صدقہ کرنا واجب ہے، کسی مالدار کو دینا، یا کسی اجرت میں، یا خود رکھنا ہرگز جائز نہیں؛ تاہم قربانی میں اس سے خرابی نہیں آتی، قربانی ادا ہو جاتی ہے، صرف کھال یا اس کی قیمت کو بے محل صرف کرنے کا گناہ ہوتا ہے، جس کی مکافات لازم ہے، اگر امام اس کا مستحق نہیں اور پھر لیتا ہے اور اس کو مسئلہ بھی معلوم ہے تو اس کو امامت سے علاحدہ کر دیا جائے، بشرطیکہ اس سے بہتر امام موجود ہو۔ (۲)

”صدقۃ الفطر کالزکاة فی المصارف، آہ“۔ (۳)

(۱) عن عبد اللہ بن عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا تحل الصدقة لغنی ولا لذی مرة سوی. (سنن

أبی داؤد، باب من یعطی من الصدقة وحد الغنی (ح: ۱۷۵۴) انیس)

عن عبد اللہ بن مسعود قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من سأل وله ما یغنیه جاءت مسألته یوم القیامة خدوشاً أو خموشاً أو کدوحاً فی وجهه، قیل: یا رسول اللہ! وما یغنیه؟ قال: خمسون درهماً أو قیمتها من الذهب. (سنن ابن ماجہ، باب من سأل عن ظہر غنی (ح: ۱۸۴۰) انیس)

(۲) ”فان أمکن الصلاة خلف غیرهم فهو أفضل، وإلا فالافتداء أولى من الانفراد“۔ (رد المحتار، کتاب الصلاة،

باب الإمامة: ۵۵۹/۱، سعید)

(۳) الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، باب صدقة الفطر: ۳۶۹/۲، سعید (وکذا فی البحر الرائق، وقت وجوب أداء

صدقۃ الفطر: ۲۷۵/۲، دارالکتاب الإسلامی بیروت، انیس)

﴿انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیہا والمؤلفة قلوبہم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل

اللہ وابن السبیل فریضة من اللہ واللہ علیم حکیم﴾ (سورة التوبة: ۶۰، انیس)

” (ویتصدق بجلدها أو يعمل منه نحو غربال أو جراب) وقربة وسفرة ودلو (أو يبده بما ينتفع به باقيا) ... فإن بيع ... تصدق بثمانه“ آ۵۔ (الدر المختار) (۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳۰/۱۱/۱۳۵۶ھ۔
صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، ۲/ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۷۶۶-۷۷۷) ☆

زکوٰۃ کا مال کھانے والے ہاشمی کی امامت:

سوال: ایک شخص ہاشمی صاحب نصاب زکوٰۃ لیتا ہے اور غزل خوانی کرتا ہے اور نفاہہ بجواتا ہے اور اپنے برادر حقیقی کو رسوا کرتا ہے، ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟

الجواب:

غنی کو مال زکوٰۃ لینا اور کھانا ناجائز ہے، (۲) اور مزامیر و نفاہہ وغیرہ امور حرام و معصیت ہیں، (۳) اسی طرح کسی

(۱) رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الأضحية: ۶/۳۲۸-۳۲۹، سعید

☆ کیا امام کے لئے منبر پر زکوٰۃ و عطیات اپنے لئے لینے کا سوال کرنا جائز ہے:

سوال: امام صاحب نے مسجد کمیٹی کی اجازت کے بغیر جمعہ کی نماز کے بعد اعلان کر دیا کہ وہ مسجد کے مقروض ہیں اور وہ لوگوں کے بھی مقروض ہیں اور اس وقت ان کے حالات قابل رحم ہیں، لہذا وہ درخواست کرتے ہیں کہ زکوٰۃ، عطیات اور فطرے سے ان کی مدد کی جائے اور انہوں نے اپنے آدمی مسجد کے دروازوں پر بیٹھا دیئے، کیا امام صاحب کے لیے اس طرح کی اپیل کرنا جائز ہے؟

الجواب:

مسجد کے امام کا اس قسم کا اعلان کرنا، جو آپ نے ذکر کیا ہے، نہایت ذلت کی بات ہے، اللہ تعالیٰ کسی پر برا وقت نہ لائے، میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ امام کا بھوکوں مر جانا، اس قسم کے ذلت آمیز سوال سے بہتر ہے، باقی اہل محلہ اور اہل مسجد کو امام کی ضروریات کا خود ہی خیال رکھنا چاہئے۔ (اگر وہ مستحق زکوٰۃ یعنی آٹھ صنفوں میں سے کسی ایک صنف میں داخل ہے تو وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے، اگر اس کو زکوٰۃ دے دیا تو زکوٰۃ دینے والے کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، البتہ مسجد میں اس طرح کا اعلان کرنا مناسب نہیں ہے، عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من سمع رجلا ينشد ضالة في المسجد فليقل لا ردّها الله عليك فإن المساجد لم تبين لهذا). (صحيح لمسلم، باب النهي عن نشد الضالة في المسجد، رقم الحديث: ۵۶۸، انيس) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۴۳۱/۳)

(۲) وهذا ما قلنا في قوله تعالى ﴿إنما الصدقات للفقراء﴾ أنه ينفي وجوب الصدقات للأغنياء، الخ. (شرح

مختصر الطحاوی للجصاص، باب القسامة: ۶/۳۹، دار البشائر الإسلامية، انيس)

وأما الذي يرجع إلى المؤدى إليه فأنواع: منها أن يكون فقيرا فلا يجوز صرف الزكاة إلى الغنى إلا أن يكون

عاملاً عليها، الخ. (بدائع الصنائع، فصل الذي يرجع إلى المؤدى إليه: ۴۳۱/۲، دار الكتب العلمية، انيس)

==

(۳) عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: كل شيء من لهو الدنيا باطل،

مسلمان کو تہمت لگانا اور ذلیل کرنا اور عیب جوئی کرنا حرام ہے، (۱) مرتکب ایسے امور کا فاسق ہے، لائق امام بنانے کے نہیں ہے۔ شامی وغیرہ کتب فقہ میں ہے کہ امام بنانا فاسق کا حرام ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے؛ کیوں کہ فاسق واجب الاباہتہ ہے اور امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۲۲/۳-۱۲۳)

== إلا ثلاثة اتصالك بقوسك وتأديك فرسك وملاعبتك أهلک فإنها من الحق. (المستدرک للحاکم، کتاب الجهاد (ح: ۲۶۸) قال الذہبی: علی شرط مسلم. ج: ۲/ص: ۱۰۴، دارالکتب العلمیة بیروت. انیس) قوله: (کره کل لہو) أى کل لعب وعبث، إلخ، شامل لنفس الفعل، واستماعه كالرقص والسخریة والتصفیق وضرب الأوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق، فإنها كلها مکروهة لأنها زی الکفار، واستماع ضرب الدف والمزمار وغير ذلك حرام، وإن سمع بغتة یكون معذوراً ویجب أن یجتهد أن لا یسمع، قهستانی. (ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع: ۳۹۵/۶، دارالفکر بیروت، انیس) ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن یَشْتَرِی لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَن سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَیَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ﴾ (سورۃ لقمان: ۶)

جمہور صحابہ و تابعین اور عام مفسرین کے نزدیک لہو الحدیث عام ہے، جس سے مراد گانا بجانا اور اس کا ساز و سامان ہے اور ساز و سامان، موسیقی کے آلات اور ہر وہ چیز جو انسان کو خیر اور بھلائی سے غافل کر دے اور اللہ کی عبادت سے دور کر دے، اس میں ان بد بختوں کا ذکر ہے، جو کلام اللہ سننے سے اعراض کرتے ہیں اور ساز و موسیقی، نغمہ سرور اور گانے وغیرہ خوب شوق سے سنتے اور ان میں دلچسپی لیتے ہیں، خریدنے سے مراد بھی یہی ہے کہ آلات طرب و شوق سے اپنے گھروں میں لاتے ہیں اور پھر ان سے لطف اندوز ہوتے ہیں، لہو الحدیث میں بازاری قصے کہانیاں، افسانے، ڈرامے، ناول اور سنسنی خیز لٹریچر، رسالے اور بے حیائی کے پرچار کرنے والے اخبارات سب ہی آجاتے ہیں اور جدید ترین ایجادات، ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر، ویڈیو فلمیں، ڈش انٹینا وغیرہ بھی، اگر ان لہو و لعب کا کام لیا جاتا ہے اور اگر صرف خبریں سناتی ہیں تو جائز ہے۔ (انیس)

(۱) ﴿مَن یَکسِب خَطِیئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ یَرْمِ بِهٖ بَرِیْئًا فَقَدْ اِثْمٰمَیْنٰ﴾ (سورۃ النساء: ۱۱۲)

عن أبی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: "اجتنبوا السبع الموبقات، قالوا یا رسول اللہ وما هن؟ قال الشریک باللہ والسحر وقتل النفس التي حرم اللہ الا بالحق واکل الربوا واکل مال الیتیم والتولی یوم الزحف وقذف المحصنات الغافلات المؤمنات". (صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق (ح: ۲۷۶۶) / الصحیح لمسلم، باب بیان الکبائر وأکبرها (ح: ۸۹) انیس)

﴿یا ایہا الذین آمنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ای یکنوا خیراً منهم﴾ (سورۃ الحجرات: ۱۱)

﴿ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضاً، ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرتہم وہ، واتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم﴾ (سورۃ الحجرات: ۱۲)

(۲) ویکرہ إمامة عبد، إلخ، وفاسق (الدر المختار)

من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الكبائر، إلخ، بل مشی فی شرح المنیة علی أن کراهة تقدیمہ کراهة تحریم. (ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

اسقاط لینے والے مالدار امام کی امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک پیش امام کی آمدنی فصلات کے عشر کے علاوہ اجرت امامت بھی ہے اور سالانہ آمدنی گزارہ سے بڑھ کر غلہ مکی فروخت بھی کرتا ہے، نیز ٹیلر ماسٹر بھی ہے، کیا ایسے امام کے لیے دائرہ حیلہ اسقاط میں بیٹھنا جائز ہے؟ اگر نہیں تو کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا افضل ہے، یا کیلے پڑھنا؟ بیوا تو جروا۔

(المستفتی: محمد شفیع، سورجال راولپنڈی، ۱۷/۳/۱۹۶۹ء)

الجواب

اگر امام غنی ہو تو اس کے لیے دائرہ اسقاط (۱) میں بیٹھنا جائز نہیں ہے، (۲) اور حیلہ کے بعد اسقاط لینا جائز ہے اور باوجود غنی ہونے کے اگر فدیہ لیتا ہو، دائرہ اسقاط میں بیٹھا ہو تو اس کے پیچھے اقتدا مکروہ تحریمی ہے؛ لیکن اقتدا انفرادی سے بہت افضل ہے۔ (۳) وہو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۲/۴۱۵)



(۱) کچھ علاقوں میں رواج ہے کہ میت کو جنازہ گاہ لے جاتے وقت کچھ سامان اور رقم بھی میت کے ساتھ لے جاتے ہیں، جنازہ کے بعد اس سامان اور رقم کے ارد گرد جنازہ میں شامل افراد بیٹھ جایا کرتے ہیں اور اس پر قرآن مجید رکھ کر ایک دوسرے کو بخشتے ہیں، پھر رقم اور سامان لوگوں میں تقسیم کر دیتے ہیں، اس عمل سے یہ سمجھتے ہیں کہ میت کی بخشش ہوگئی، اسی کو دائرہ اسقاط کہتے ہیں۔ قرآن وحدیث، ائمہ اربعہ کے علاوہ اسلاف میں سے کسی سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ہے، یہ بدعت ومنکر عمل ہے، اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے، مرنے کے بعد صدقہ وخیرات کرنے سے گناہوں کے معاف ہونے کی امید کرنی چاہیے۔ انیس

(۲) قال العلامة مرغینانی: ولاتدفع إلى غنی لقوله صلى الله عليه وسلم لا يحل الصدقة لغنی، وهو باطلاقه حجة على الشافعی رحمه الله في غنی الغزاة وكذا حديث معاذ رضی الله عنه علی ماروینا، قال العلامة ابن الهمام: أخرج أبو داؤد والترمذی عن ابن عمر عنه عليه السلام: لا تحل الصدقة لغنی ولالذی مرة سوی، حسنه الترمذی. (الهدایة مع فتح القدیر: ۲/۲۰۸، باب من يجوز دفع الصدقة إليه ومن لا يجوز) (سنن أبی داؤد عن عبد الله بن عمرو، باب من يعطى من الصدقة وحده الغنی (ح: ۱۷۵۴) والترمذی، باب من لا تحل له الصدقة (ح: ۶۵۲) انیس)

(۳) قال الحصکفی: صلی خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة. (الدر المختار) قال ابن عابدين: أفاد الصلاة خلفهما أولى من الأفراد. (الدر المختار مع رد المحتار: ۱/۴۱۵، باب الإمامة)

دعوتوں میں شرکت کرنے والے کی امامت

امام کا غیر مسلم کے گھر میت کا کھانا کھانا:

سوال: آندھرا پردیش میں ہندوؤں کی آبادی زیادہ ہونے کی وجہ سے ہندو مسلمان ملے جلے رہتے ہیں اور ایک دوسرے کی تقریب میں شریک ہوتے ہیں، ایک مشہور ہندو رئیس کی موت پر ان کے ورثانے اپنی قوم کے ساتھ مسلمانوں کو بھی کھانے پر بلایا، امام صاحب اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ دعوت میں تشریف لے گئے اور کھا کر واپس آ گئے، اس کھانے میں جو دس دن کے بعد کھلایا جاتا ہے، برہمن منتر پڑھتے ہیں، کیا مسلمانوں کے لیے ہندو موت کا کھانا جائز ہے، ایسا شخص امامت کے قابل رہتا ہے، یا مرتد ہو جاتا ہے، کیا کوئی حرام حلال جان کر بھی مسلمان رہ جاتا ہے؟

هو المصوب

بشرط صحت واقعہ دریافت کردہ صورت میں شخص مذکور کا عمل فسق کے دائرہ میں ہو اور فسق کی امامت مکروہ ہے؛

تا آنکہ اس عمل سے توبہ نہ کر لے۔ (۱)

تحریر: محمد مستقیم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۶۶/۲)

جو امام غلط دعوتوں میں شریک ہو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک دولت مند مسلمان جامع مسجد کے پیش امام کے پاس آئے اور ان کو ساتھ لے کر اپنے مکان پر لے گئے، اس کے بعد محلہ کے ایک ایماندار آدمی کو بلائے، ان دنوں آدمیوں کے سامنے بہ ہوش و حواس اپنی بیوی کو جو دس بچوں کی ماں ہے، طلاق دے دیا، اس کی برادری نے پیش امام سے دریافت کیا کہ اس نے صحیح طلاق دے دیا، پیش امام نے بتایا کہ طلاق دے دیا اور طلاق ہو گئی، وہ شخص بلا حلالہ کئے ہوئے اپنی بیوی کو جو طلاق کے بعد بیوی نہیں رہی، اسے اپنے مکان میں رکھ لیا، پیش امام کی

(۱) ویکرہ تنزیہاً امامہ عبد... و فاسق و اعمی. (الدر المختار مع رد المحتار: ۲۹۸/۲)

قولہ: (فاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزانی و اكل الربو ونحو ذلك. (الدر المختار: ۲۹۸/۲) (كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انیس)

شہادت پر برادری والوں نے اس شخص کو برادری سے خارج کر دیا، ایک سال کے بعد اسی شخص نے مسلمانوں کو دعوت دی، کچھ لوگ دولت مند سمجھ کر اس کے یہاں کھانا کھائے، سمجھدار لوگوں نے کھانے سے انکار کر دیا، مگر پیش امام صاحب نے ان کے یہاں کھانا کھایا، کیا پیش امام کے لیے یہ کھانا جائز ہے، پیش امام صاحب کے محلے میں ایک ہندو کی ترہی پڑی، وہ انسان سودخور بھی تھا، اس میں پیش امام صاحب شریک ہو کر پوڑی کچوڑیاں اڑائیں، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب: ————— حامداً ومصلياً

مذکورہ سوال امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔

”لقوله عليه الصلاة والسلام: ”صلوا خلف كل بر وفاجر“۔ (مراقی الفلاح، ص: ۱۶۵) /

أبو داؤد: ۳۴۳۱ / نصب الرأية: ۲۶۱۲ (۱)

امام صاحب کو سمجھائیں کہ اس انداز کی دعوتوں میں شرکت نہ کیا کریں، شفقت و محبت سے سمجھانے پر ان شاء اللہ اثر ہوگا، ویسے امام کو رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار نمازیوں کو ہوتا ہے، باہم صلاح و مشورہ سے کام لیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی (حبیب الفتاویٰ: ۶۱/۶۲)

رسوم ادا کرنے والے کی جو دعوت کھائے، اس کی امامت کا کیا حکم ہے:

سوال: زید جو عالم سند یافتہ اور ہمارے یہاں امام جامع بھی ہے، ایک ایسی بارات میں جس میں آتش بازی، انگریزی باجہ وغیرہ ممنوعات شرعی وغیرہ تھے، شریک ہوئے اور کھانا وغیرہ کھایا، شریعت غرا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے میں کیا حکم دیتی ہے، اس کو توبہ کرنا چاہیے، یا نہ؟

الجواب: —————

اس بارہ میں درمختار میں یہ تفصیل کی ہے کہ اگر ایسی بارات اور ولیمہ میں جانے اور شریک ہونے سے پہلے علم نہ تھا کہ وہاں ایسے امور منکرہ ہیں تو اگر وہ مقتدا شخص ہے تو اس کو وہاں ٹھہرنا اور شریک نہیں ہونا چاہیے اور اگر مقتدا نہیں ہے تو دل سے برا سمجھتا رہے اور کھانا وغیرہ کھالیوے اور اگر جانے سے پہلے خبر ہو جائے تو ہرگز شریک نہ ہو۔ (۲)

(۱) مراقی الفلاح، باب الإمامة / سنن الدارقطنی، باب صفة من تجوز الصلاة معه (ح: ۱۷۶۸)

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الصلاة المكتوبة واجبة خلف كل مسلم برأ كان

أو فاجراً وإن عمل الكبائر. (سنن أبي داؤد، باب إمامة البر والفاجر (ح: ۵۹۴) انیس)

(۲) ولودعی إلی دعوة فالواجب أن یجیبه، إلخ، إذا لم یکن هناك معصية، ولا بدعة، إلخ، والامتناع أسلم فی

زماننا إلا إذا علم یقیناً بأنه لیس فیها بدعة، ولا معصية، إلخ، لا یجیب دعوة الفاسق المعلن. (الفتاویٰ الہندیة، کتاب

الکراهية، الباب الثانی عشر: ۳۰۵/۵، ظفیر)

پس صورتِ مسئلہ میں امام مذکور کو توبہ کرنی چاہیے اور بعد توبہ کے نماز اس کے پیچھے بلا کر اہت صحیح ہے۔
جاء فی الحدیث: ”التائب من الذنب کمن لا ذنب له“۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۶۱/۳)

مرتد عورت کی دعوت کھانے والے امام کا حکم:

سوال: ایک عورت مرتد ہو گئی، جو حالتِ اسلام میں فاجرہ تھی اور حالتِ ارتداد میں بھی فاجرہ ہے، اس نے ایک ضیافت میں اپنے ہم مذہب لوگوں کو کھلایا اور دو مسلمانوں کے کھلانے کے لیے بھی ایک بکری وغیرہ دی، اگر کوئی مولوی کھاوے تو اس کی اقتدا جائز ہوگی، یا نہیں؟

الجواب

امام کو ایسا کھانا نہ کھانا چاہیے تھا، اس کو چاہیے کہ اس فعل سے توبہ کرے، (۲) اور بعد توبہ کے اقتدا اس کی درست ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۱۳-۱۱۴)

منکرات سے بھرپور دعوتِ ولیمہ میں شریک ہونے والے امام کی اقتدا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک دفعہ نماز جمعہ کے بعد گاؤں والوں نے اتفاق کیا کہ جو آدمی شادی میں گانا بجانا لائے گا اور طوائف کو ڈانس وغیرہ کے لیے بلائے گا تو ان کی دعوتِ ولیمہ میں شرکت نہیں کی جائے گی، بعد میں ایک شخص نے اس کا ارتکاب کیا، جس میں اکثر لوگ شامل نہیں ہوئے؛ لیکن بعض لوگ شامل ہو گئے اور ان کی وجہ سے امام صاحب نے بھی دعوتِ ولیمہ میں شرکت کی، اب لوگ اس امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہیں، ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟ مینواتو جروا۔

(المستفتی: مولوی گل زمان، راولپنڈی، ۱۹۸۷ء)

الجواب

اس امام میں دینی حمیت اور غیرت نہیں ہے اور جنہوں نے شرکت نہیں کی ہے، ان میں دینی حمیت اور غیرت موجود

- (۱) مشکوٰۃ، باب التوبۃ والاستغفار، الفصل الثالث، ص: ۲۰۶، ظفیر (رقم الحدیث: ۲۳۶۳) / سنن ابن ماجہ، باب ذکر التوبۃ (ح: ۴۲۵۰) / الدعاء للطبرانی، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: التائب من الذنب، الخ (ح: ۱۸۰۷) / مسند الشہاب القضاعی، التائب من الذنب کمن لا ذنب له (ح: ۱۰۸) / شعب الإيمان، معالجات کل ذنب بالتوبۃ (ح: ۶۷۸۰) انیس (۲) سئل الفقیہ أبو جعفر عن اکتساب مالہ من أمراء السلطان و جمع المال من أخذ الغرامات المحرمات و غیر ذلك هل يحل لمن عرف ذلك أن يأکل من طعامه؟ قال: ”أحب إلي أن لا يأکل منه“ الخ. (رد المحتار، باب زکوٰۃ الغنم، مطلب فی التصدق من المال الحرام: ۳۵ / ۲، ظفیر)

ہے، (۱) پس اگر یہ امام اپنے فعل پر نادم ہو (۲) تو لوگوں پر ضروری ہے کہ اس کے پیچھے نماز پڑھیں اور اپنے آپ کو امامت اور جماعت کی ثواب سے محروم نہ کریں۔ (۳) وھو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۳۹۲/۲)

فاسق کے گھر سے کھانے والے کی امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام صاحب ایسے آدمی کے گھر سے کھاتا پیتا ہو، جو دائمی نماز نہ پڑھنے والا ہے، بد معاش اور ظالم ہے، ہر ناجائز کام میں پیش پیش ہوتا ہے تو اس کھانے والے امام کی امامت صحیح ہے، یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

(المستفتی: ایک مسلمان بھائی کو ہاٹ، ۲۹، ۷/۷/۱۹۸۷ء)

الجواب

حرام خوری موجب فسق ہے؛ (۴) لیکن کافر، یا فاسق کے گھر سے کھانا مفسق نہیں ہے۔

لأنه النبي صلى الله عليه وسلم أجاب دعوة يهود خيبر. (۵)

صحت امامت کے لیے پابند نماز کا خوراک کھانا شرط نہیں ہے، کسی امام نے اس کو شرط قرار نہیں دیا ہے۔ وھو الموفق

(فتاویٰ فریدیہ: ۳۹۷/۲-۳۹۸)

(۱) قال العلامة الحصكفي: دعى الى وليمة وثمة لعب أو غناء أكل لوان المنكر في المنزل فلو على المائدة لا ينبغي أن يقعد بل يخرج معرضاً لقوله تعالى: ﴿فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين﴾ فإن قدر على المنع فعل وإن لم يقدر صبر إن لم يكن ممن يقتدى به فإن كان مقتدى ولم يقدر على المنع خرج ولم يقعد لأنه فيه شين الدين، إلخ. (الدر المختار على هامش رد المحتار: ۲۴۵/۵، كتاب الحظر والإباحة)

(۲) عن عبد الله بن مسعود رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "التائب من الذنب كمن لا ذنب له"، رواه ابن ماجه والبيهقي في شعب الإيمان... وفي شرح السنة روى عنه موقوفاً قال: الندم توبة والتائب كمن لا ذنب له. (مشکوٰۃ المصابيح: ۲۰۶/۱، باب الاستغفار)

(۳) عن ابن عمر رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "صلاة الجماعة تفضل صلاة الفرد سبع وعشرين درجة متفق عليه. (مشکوٰۃ المصابيح: ۹۵/۱، باب الجماعة وفضلها)

(۴) قال العلامة ابن عابدين: قوله: (وفاسق) من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وأكل الربا ونحو ذلك. (رد المحتار على هامش الدر المختار: ۱/۴۱، قبيل مطلب البدعة، خمسة أقسام)

(۵) عن جابر أن يهودية من أهل خيبر سمت شاة مصلية ثم أهدتها لرسول الله صلى الله عليه وسلم فأخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم الذراع فأكل منها وأكل رهط من أصحابه معه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ارفعوا أيديكم وأرسل إلى اليهود فدعاها فقال: سمت هذه الشاة، إلخ. {رواه أبو داود و الدارمي} (مشکوٰۃ المصابيح: ۵۴۱/۲، باب في المعجزات)

وكان يوسف عليه السلام من بيت العزيز (قال الله تعالى: ﴿وقال الذي اشتراه من مصر لامرأته أكرمي مشواه عسى أن ينفعنا أو نتخذه ولداً، وكذلك مكننا ليوسف في الأرض ولنعلمه من تأويل الأحاديث والله غالب على أمره ولكن أكثر الناس لا يعلمون﴾. (سورة يوسف: ۲۱)

تعویذ و جادو، ٹونا کرنے والے کی امامت

چڑھاوے کی چیز کھانے والے کی امامت درست ہے، یا نہیں:

سوال: جو شخص چڑھاوے کی اشیا کھاوے، اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟ اور اس کو قاضی بنایا جاوے، یا نہیں؟

الجواب

ایسا شخص جو کہ پابند شریعت نہ ہو اور بدعات میں مبتلا ہو اور چڑھاوے سے پرہیز نہ کرتا ہو، لائق امام بنانے کے نہیں ہے، (۱) اور اس کو قاضی بھی نہ بنایا جاوے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۲۰/۳)

تعویذات میں لگ کر وقت پر امامت نہ کرنے والے کا شرعی حکم:

سوال: ہمارے محلے کی دوسری مسجد کا پیش امام جماعت کے وقت کی پابندی نہیں کرتا ہے، چوبیس گھنٹے تعویذ لکھنے، دم کرنے کی بھاگ ڈور میں لگا ہوا ہے، محرم اور غیر محرم عورتوں کے جھر مٹ میں جا بیٹھتا ہے، ظہر کی نماز ہر روز دیر سے آ کر پہلے جماعت پڑھاتا ہے، اس کے بعد سنتیں پڑھتا ہے، اسی وجہ سے چند آدمی اس مسجد کو چھوڑ کر اب دوسری مسجد میں نماز پڑھنے جاتے ہیں، پیش امام کو کئی دفعہ سمجھایا ہے کہ نماز کے وقت کی پابندی کرو؛ لیکن وہ اپنے تعویذ لکھنے میں لگا ہے، اس بارے میں تفصیل سے جواب دیں کہ آیا وہ امامت کے قابل ہے، یا نہیں؟

الجواب

یہ شخص اس لائق نہیں کہ اس کو امام رکھا جائے، اس کو تبدیل کر دینا چاہیے۔ (۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳۳۳-۳۳۵)

(۱) ویکرہ إمامة عبد (إلى قوله) ومبتدع: أي صاحب بدعة. (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب الإمامة، مطلب البدعة خمسة أقسام: ۵۲۳/۱، ظفیر)

(۲) ویکرہ تقدیم ... الفاسق ... إلخ. (فتح القدير: ۲۴۷/۱)

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن أثقل على المنافقين صلاة العشاء وصلاة الفجر ولو يعلمون ما فيهما لأتوهما ولو حبواً ولقد هممت أن أمر بالصلاة فتقام ثم أمر رجلاً فيصلي بالناس ثم أنطلق معي برجال معهم حزم من حطب إلى قوم لا يشهدون الصلاة فأحرق عليهم بيوتهم بالنار. (الصحيح لمسلم، باب فضل صلاة الجماعة وبيان التشديد ح: ۶۵۱) / صحيح البخاري، باب وجوب صلاة الجماعة (ح: ۶۴۴) انيس

دعا تعویذ کرنے والے کی امامت:

سوال: ہمارے گاؤں میں دو امام صاحب جھاڑ پھونک کو تجارت بکثرت بنا رکھا ہے، جھاڑ پھونک میں سفلی کا استعمال کرتے ہیں اور مرغ کے خون کا استعمال کرتے ہیں، جب میں نے ان سے پوچھا کہ یہ تو حرام ہے تو جواب میں کہا کہ سفلی کی کاٹ سفلی سے کرتے ہیں، اگر اس طرح کا کوئی عمل کرتے ہیں تو یہ کیا جائز ہے کہ نہیں؟ اور کیا ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں، یا نہیں؟ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ دین کے حساب سے چلے تو گھر کا خرچ کیسے چلائے؟

ہو المصوب

سفلی عمل جائز نہیں ہے، ان کی امامت مکروہ ہے۔ (۱)

تحریر: محمد ظہور ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۸۹/۲) ☆

(۱) وتلك الرقى المنهى عنها التي يستعملها المعزم وغيره ممن يدعى تسخير الجن له فيأتي بأمر مشبهة مركبة من حق وباطل يجمع إلى ذكر الله وأسمائه ما يشوبه من ذكر الشياطين والاستعانة بهم والتعوذ بمر دتهم. (فتح الباری: ۲۴۲/۱) ((باب الرقى بالقرآن والمعوذات، رقم الحديث: ۵۷۳۵، انیس) عن جابر بن عبد الله قال: خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: "يا أيها الناس توبوا إلى الله... ألا لا تؤمن امرأة رجلاً، ولا يؤمن أعرابي مهاجراً ولا يؤمن مؤمناً إلا أن يقهره بسلطان يخاف سيفه وسوطه". {رواه ابن ماجة} (إعلاء السنن: ۲۰۱/۷ - ۲۰۲) ابن ماجة، أبواب الصلاة، باب فرض الجمعة، انیس)

☆ تعویذ گندہ کی اجرت لینا کیسا ہے:

سوال (۱) زید ایک مسجد میں امامت کے فرائض انجام دیتا ہے، جس کی اسے باقاعدہ اجرت دی جاتی ہے اور رہائش کے لئے کمرہ بھی دے رکھا ہے، متولی صاحب اور دیگر منظمہ کمیٹی امام صاحب کی دیگر ضروریات کا بھی خیال رکھتے ہیں، پھر اس کے باوجود زید جو مسجد کا امام ہے، کیا اس کا مسجد میں بیٹھ کر تعویذ گندہ کرنا درست ہے؟ تعویذ لینے والوں کی اکثریت ہمارے غیر مسلم بھائی اور ان کی عورتیں ہی ہوتی ہیں، جنہیں پاکی ناپاکی سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا اور پھر صحن مسجد سے گزر کر ہی امام صاحب سے ملا جاسکتا ہے، کیا ایسے امام کی امامت میں نماز ادا کرنا درست ہے؟

(۲) تعویذ گندہ کی اجرت لینا کیسا ہے؟ جو شخص تعویذ گندہ کی اجرت لیتا ہو پھر امامت کے فرائض انجام دیتا ہے، کیا اس کے پیچھے نماز ادا کرنے میں کوئی کراہت نہیں ہے؟

(۳) امام صاحب اپنے تعویذ گندہ کی کمائی سے فارم ہاؤس اور کئی مکانات کے مالک ہیں، پھر اس کے باوجود مسجد کے حجرہ میں خود اور اپنی تمام فیملی کو رکھتے ہیں، جن میں ان کی اولاد اور ان کی بیویاں اور بچے بھی ہیں، بچے نمازیوں کے سامنے سے دوڑ بھاگ کرتے ہیں اور مسجد کا غسل خانہ جو نمازیوں اور امام صاحب کے استعمال کے لیے ہے، ان کے بچے اور گھر کی عورتیں استعمال کرتی ہیں، جن کا راستہ مسجد میں سے گزرنے کے بعد ہی غسل خانہ تک پہنچتا ہے، کیا امام صاحب کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے ساتھ اپنی پوری فیملی کو بغیر متولی اور منظمہ کمیٹی کی اجازت کے رکھیں؟ کیا متولی اور منظمہ کمیٹی کو شریعت اجازت دیتی ہے کہ وہ ایسے امام اور ان کے اہل و عیال کو مسجد اور ان کی رہائش گاہ سے دستبردار کر دے؟

تعویذ گنڈہ کو پیشہ بنانا کیسا ہے:

سوال: ہمارے شہر میں ایک مسجد کے امام صاحب جو عالم بھی ہیں اور مفتی بھی، گھر گھر جا کر تعویذ گنڈے اور فلیتے باندھتے ہیں، کیا ایک امام، جو عالم بھی ہو اور مفتی بھی ہو، اس طرح کے کام کر سکتے ہیں؟ کیا ان کی امامت درست ہے؟ کیا ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں، شرعی نقطہ نظر سے واضح کریں؛ تاکہ سادہ لوح مسلمانوں کو ان کے ہتھکنڈوں سے بچایا جاسکے؟

هو المصوب

تعویذ اگر قرآنی آیات سے دی جا رہی ہو تو شرعاً اس کی گنجائش ہے، (۱) البتہ مستقل یہ پیشہ اختیار نہیں کرنا چاہیے؛ تاہم اس وجہ سے امامت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، نماز درست ہوگی۔

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۹۳۲)

هو المصوب

==

(۱) تعویذ اور گنڈہ اجازت پر بھی ہوتا ہے اور ناجائز طریقہ بھی اختیار کیا جاتا ہے۔ (اختلاف فی الإسترقاء بالقرآن نحو أن یقرأ علی المریض والملدوغ أو یکتب فی ورق ویعلق أو یکتب فی طست فیغسل المریض فاباحه عطاء ومجاهد وأبو قلابة وكره النخعی والبصری، كذا فی خزانة الفتاوی. (الفتاویٰ الہندیة: ۳۵۶/۵)) (الباب الثامن عشر فی التداوی والمعالجات وفيه العزل وإسقاط الولد، انیس) جو لوگ پیشہ کے طور پر کرتے ہیں، وہ غلط طریقہ پر کرتے ہیں؛ اس لیے ان کی امامت مکروہ ہے۔

(۲) جو پیشہ وارانہ طریقہ پر کرتے ہیں اور اجرت لیتے ہیں، ان کی امامت مکروہ ہے اور اجرت بھی درست نہیں ہے۔ (الأصل أن كل طاعة یختص بها المسلم لا یجوز الإستنجار علیها عندنا لقوله علیه الصلاة والسلام: اقرءوا القرآن ولا تأكلوا به، وفي آخر ما عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى عمرو بن العاص: وإن اتخذت مؤذنا فلا تأخذ علی الأذان أجراً، ولأن القربة منی حصلت وقعت علی العامل ولهذا تتعین أهلیته فلا یجوز له الأجرة من غیره كما فی الصوم والصلاة، هداية، ... قال فی الهدایة: وبعض مشایخنا استحسنوا الإستنجار علی تعلیم القرآن الیوم لظهور التوانی فی الأمور الدینیة، ففی الإمتناع تضییع حفظ القرآن وعلیه الفتوی وقد اقتصر علی استثناء تعلیم القرآن ایضاً فی متن الكنز و متن مواهب الرحمن و کثیر من الکتب وزاد فی مختصر الوقایة و متن الإصلاح: تعلیم الفقه، وزاد فی متن المجمع: الإمامة، ومثله فی متن الملتنقی ودرر البحار. (رد المحتار، کتاب الإجارة، مطلب فی الإستنجار علی الطاعات: ۵۵۶/۶، دار الفکر، انیس)

(۳) امام کو بغیر اجازت متولی اور منظمہ کمیٹی کی اجازت کے بغیر فیملی کو رکھنے کا اختیار نہیں ہے، خلاف کرنے کی صورت میں ایسے امام کو سبکدوش کیا جاسکتا ہے۔

تحریر: محمد ظہور ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۹۰۲)

(۱) أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان ینفث علی نفسه فی المرض الذی مات فیہ بالمعوذات، فلما ثقل کنت أنفث علیہ بہن، وأمسح بید نفسه لبرکتها فسألت الزهری: کیف ینفث؟ قال: کان ینفث علی یدیه، ثم یمسح بہما وجهه. (صحیح البخاری، کتاب الطب، باب الرقی بالقرآن و المعوذات، ح: ۵۷۳۵)

==

تعویذ فروش کی امامت:

سوال: زید ایک مسجد میں امام ہے، ساتھ ہی تعویذ بھی بیچتا ہے، اس کی اقتدا میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب

زید کی امامت صحیح ہے؛ کیوں کہ تعویذ دے کر پیسے لینا شرعاً جائز ہے۔ (۱) فقط واللہ اعلم

بندہ اصغر علی عفا اللہ عنہ، خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح: بندہ محمد عبداللہ غفرلہ، خیر المدارس ملتان۔ (خیر الفتاویٰ: ۳۳۹/۲)

تعویذات کے ذریعہ علم یقینی کے قائل کی امامت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں! کسی آدمی نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ مجھے کیا ہے؟ مولوی صاحب نے فرمایا: تیرے ساتھ ایک فقیر رہتا ہے اور دو سال تک رہے گا، پھر چلا جائے گا اور تیری طبیعت ٹھیک ہو جائے گی، تعویذ لے جاؤ، پھر چند دنوں کے بعد ایک آدمی نے مولوی صاحب سے پوچھا: یہ کس طرح معلوم کیا ہے کہ تیرے ساتھ فقیر رہتا ہے؟ مولوی صاحب نے جواب دیا: میرا فنی علم ہے، یہ ایک فن ہے، جس سے معلوم کر لیتا ہوں اور کسی آدمی کو کہنا کہ تجھے فلاں مرض ہے، تعویذ لے جاؤ، خیر ہو جائے گی اور بیمار آدمی کو قبروں پر بھیجنا اور زبان سے کہنا کہ میرا عقیدہ ہے کہ قبر والوں سے جسمانی اور روحانی فائدہ حاصل ہوتا ہے اور حلقیہ کہنا کہ میں

== واختلف فی الإسترقاء بالقرآن نحو أن یقرأ علی المريض والمملوغ أو یکتب فی ورق ویعلق أو یکتب فی طست فیغسل ویسقی المريض فأباحه عطاء ومجاهد وأبو قلابة وكرهه النخعی والبصری، كذا فی خزنة الفتاوی.

(الفتاویٰ الہندیة: ۳۵۶/۵) (الباب الثامن عشر فی التداوی والمعالجات وفيه العزل وإسقاط الولد، انیس)

(۱) عن ابن عباس: أن نفراً من أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم مروا بماءٍ فیہم لیدیغ أو سلیم، فعرض لهم رجل من أهل الماء فقال: هل فیکم من راقٍ إن فی الماء لیدیغا أو سلیمما فانطلق رجل منهم فقرأ بفاتحة الكتاب علی شاء فبرأ فجاء بالشاء إلى أصحابه فکروا ذلك وقالوا: أخذت علی کتاب اللہ أجرأ حتی قدموا المدینة فقالوا: یا رسول اللہ! أخذ علی کتاب اللہ أجرأ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إن أحق ما أخذتم علیہ أجرأ کتاب اللہ. (صحيح البخاری، باب الشرط فی الرقية بقطع من الغنم (ح: ۵۷۳۷) / الصحيح لمسلم، باب جواز أخذ الأجرة علی الرقية (ح: ۲۲۰۱) انیس)

عن خارجة بن الصلت عن عمه: أنه مر بقوم فأتوه فقالوا: إنک جئت من عند هذا الرجل بخیر، فارق لنا هذا الرجل فأتوه برجل معنوه فی القيود فرقاه بأمر القرآن ثلاثة أيام غدوة وعشية وكلما ختمها جمع بزاقه ثم تفل فکانما أنشط من عقال فأعطوه شینا فأتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکره له فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: کل، فلعمری لمن أکل برقية باطل، لقد أكلت برقية حق. (سنن أبی داؤد، باب فی کسب الأطباء (ح: ۳۴۲۰) انیس)

جانتا ہوں تو کہتا ہوں، اگر کوئی آدمی گم ہو جائے تو اس کے بارے میں کہنا کہ فلاں جگہ ہے اور اس کے رشتہ دار وہاں سے پھر پھر اکر واپس آگئے اور وہ آدمی وہاں نہیں ملتا، اگر اپنا جوتا گم ہو جائے، اس کا پتہ لگانا نہیں سکتے، اگر جوتا مل بھی جائے تو جوتا لے جانے والے کو بھی معلوم نہیں کر سکتے، یہ باتیں دیکھ کر اور سن کر جماعت کے ساتھ میں نماز ادا نہیں کرتا؛ کیوں کہ مجھے شرک معلوم ہوتا ہے، آپ فرمائیں کہ یہ باتیں شرک ہیں، یا نہیں؟ اور اس جیسے امام کے پیچھے نماز ادا ہوتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

شخص مذکور مبتدع ہے، (۱) اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود: ۱۸۸/۲)

غلط اور ناجائز عملیات و تعویذات کرنے والے کی امامت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عامل صاحب نے مبلغ اڑھائی روپے وصول کر کے تعویذ دے دیا، یہ تعویذ ایک ایسے شخص نے حاصل کیا، جو ایک منکوحہ عورت سے راہ و رسم پیدا کرنا چاہتا ہے، جب کہ عورت اس شخص کے علاوہ کسی دوسرے شخص سے منکوحہ ہے، عامل نے ایک آسیب زدہ مسلمان عورت کے لیے برائے علاج فیثہ کے ہمراہ کتے کا پاخانہ جلا کر اس کا دھواں ناک کے ذریعہ چڑھانے کا حکم دے دیا، چھوٹے شیرخوار بچوں کے علاج کے سلسلہ میں تعویذ کے ہمراہ سات مختلف کنوؤں کا پانی منگوا کر استعمال کرنے کا حکم دیا، ایسے عامل صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے؟ کیا یہ گناہ کبیرہ کی تعریف سے باہر ہے؟

الجواب

(۱) صورت مسئلہ میں اگر واقعی یہ عامل اس قسم کے ناجائز عمل کرتا ہے اور کسی شخص کی درخواست پر غیر کی منکوحہ سے تعلق دوستی قائم کرنے کے بارے میں اس شخص کے لیے عمل کرتا ہے تو یہ عامل گنہگار مرتکب کبیرہ و فاسق ہے، امامت کے قابل نہیں، اسے امامت سے ہٹایا جائے۔ (۲)

(۱) عن عبد اللہ بن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أبى الله أن يقبل عمل صاحب بدعة حتى يدع بدعته. (سنن ابن ماجه، باب اجتناب البدع والجدل (ح: ۵۰) / السنة لابن أبي عاصم، باب ما ذكر عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: لا يقبل الله عمل صاحب بدعة (ح: ۳۸) انيس)

(۲) منکوحۃ الغیر ومعتدته ومطلقاته الثلاث بعد التزوج کالمحرم. (فتح القدیر، باب الوطاء الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ: ۲۶۰/۵، دار الفکر بیروت. انیس)

﴿والمحصنات من النساء﴾ معطوف علی قوله تعالیٰ: ﴿حرمت علیکم امہاتکم﴾ معناه: وحرمت المحصنات من النساء وذلك عبارة عن منکوحۃ الغیر ومعتدته فیکون نفیا لا نهیا. (أصول السرخسی، فصل فی بیان موجب الأمر فی حق الکفار: ۹۰/۱، دار المعرفۃ بیروت) / کذا فی الکافی شرح البزدوی: ۱۰۹۸/۳، مکتبۃ الرشید. انیس) ==

(۲) نیز اس عامل کا آسیب زدہ کے لئے علاج فیتہ اور کتے کے پاخانہ کا دھواں آسیب زدہ کے ناک میں کرنا

بھی ناجائز ہے۔ (۱)

(۳) عامل کا چھوٹے شیرخوار بچوں کے علاج کے سلسلہ میں تعویذ کے ہمراہ سات مختلف کنوؤں کے پانی کے

استعمال کا حکم دینا جائز و مباح ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ (فتاویٰ مفتی محمود: ۱۸۹/۲)

مسجد میں پھماروں کو تعویذ دینے والے کی امامت:

سوال: ہماری مسجد میں ایک امام صاحب نے ایک شخص کو جس کی دو بیویاں تھیں تعویذ دے کر ایک بیوی کو طلاق دلا دی، نیز پھماروں کو مسجد میں تعویذ دیتے ہیں، جس سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ امام کے والد اور چند لوگ انہیں وجوہات کی بنا پر ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہیں، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے؟

الجواب: _____ حامداً ومصلياً

بغیر شرعی ثبوت کے یہ کہنا: ”فلاں شخص نے تعویذ کے ذریعہ طلاق دے دی“ ناجائز اور گناہ ہے، (۲) جس طرح کہ شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی کر دینا اور بلا وجہ شرعی طلاق ولو دینا گناہ ہے، (۳) پس اگر مقتدیوں نے امام پر

== ﴿والمحصنات من النساء﴾ وہی معطوبة علی قوله تعالیٰ: ﴿حرمت علیکم امہاتکم﴾ والمراد بها ذوات الأزواج. (الكافی شرح البزدوی، باب حکم الأمر والنہی فی أضدادها: ۱/۳، ۱۲۰، مكتبة الرشد. انیس)

(۱) عن سويد بن طارق أو طارق بن سويد أنه سأل النبي صلى الله عليه وسلم عن الخمر فنهاه ثم سأله فنهاه فقال له: يا نبي الله! إنها دواء، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: ولكنها داء. (سنن أبي داؤد، باب في الأدوية المكروهة ح: ۳۸۷۳) معلوم ہوا کہ ناجائز و حرام اشیاء سے علاج و معالجہ درست نہیں ہے۔ انیس

(۲) قال الله تعالى: ﴿يا أيها الذين آمنوا اجتنبوا كثيراً من الظن إن بعض الظن إثم﴾. (الحجرات: ۱۲)
”عن أبي هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”إياكم والظن، فإن الظن أكذب الحديث“. {متفق عليه} {مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع: ۲/۲۷، قديمي)
(الفصل الأول، رقم الحديث: ۵۰۲۸، انیس)

(۳) قال تعالیٰ: ﴿فیتعلمون منہما ما یفرقون بہ بین المرء و زوجته﴾ (سورة البقرة: ۱۰۲)
”وعن جابر بن عبد الله رضى الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ”أن الشيطان ليضع عرشه على الماء ثم يبعث سراياه في الناس، فأقربهم عنده منزلة أعظمهم عنده فتنة، ويحیی أحدہم فيقول: ما زلت بفلان حتى تركته وهو يقول كذا وكذا، فيقول إبليس: لا والله ما صنعت شيئاً. ويحیی أحدہم فيقول: ما تركته حتى فرقت بينه وبين أهله، قال: فيقر به و يدينه و يلتزمه، و يقول: نعم أنت.“. (تفسير ابن كثير: ۲/۲۰، دار الفحاء دمشق)

بہتان لگایا ہے تو وہ توبہ کریں اور معافی مانگیں، آئندہ احتیاط رکھیں، (۱) مسجد میں ایسے شخص کو نہ آنے دیں، جس سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہو، (۲) تعویذ کسی اور جگہ بیٹھ کر دیں، (۳) لوگوں میں لڑائی کر دینا بھی گناہ ہے، (۴) اگر امام صاحب کا گناہ ثابت ہو جائے اور وہ توبہ نہ کریں تو وہ علاحدگی کے مستحق ہیں؛ (۵) تاہم مقتدی ترک جماعت نہ کریں۔ (۶) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۷۸۶-۷۹۰)

اس شخص کی امامت جس پر ایک شخص نے سفلی عمل کرنے کا الزام لگایا ہو:

سوال: ایک شخص قرآن شریف عمدہ پڑھتا ہے اور شریف آدمی ہے، غرض شہر بھر قابل امامت کے اس شخص کو جانتا ہے، صرف ایک شخص اس پر یہ الزام لگاتا ہے کہ یہ سفلی عمل پڑھتا ہے، وہ امام بالکل انکار کرتا ہے، اب یہ فرمائیے کہ جو شخص ایسے نیک امام پر کہ جس کو تمام بہتی کے آدمی اچھا جانتے ہوں، الزام لگا دے، اس کی کیا سزا ہے؟

(۱) ”أن لها (أى التوبة) ثلاثة أركان: الإقلاع والندم على فعل تلك المعصية والعزم على أن لا يعود إليها أبداً، فإن كانت المعصية لحق آدمي فلها ركن رابع وهو التحلل من صاحب ذلك الحق. وأصلها الندم وهو كونها الأعظم. واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة وأنها واجبة على الفور لا يجوز تأخيرها سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة“. (النووى على الصحيح لمسلم، كتاب التوبة: ۲۵۴/۲، قديمي)

(۲) ”ولا يحضر فى المسجد بترماء؛ لأنه لو حضر يدخل فيه النسوان والصبيان فيذهب حرمة المسجد“. (فتاوى قاضى خان، كتاب الطهارة، فصل فى المسجد: ۶۵/۱، رشيدية)

(۳) ”رجل يبيع التعويذ فى المسجد الجامع، ويكتب فى التعويذ التوراة والإنجيل والفرقان، ويأخذ عليه المال، ويقول: ادفع إلى الهدية، لا يحل ذلك، كذا فى الكبرى، ويكره كل عمل من عمل الدنيا فى المسجد“. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب الخامس فى آداب المسجدين والقبلة والمصحف الخ: ۳۲۱/۵، رشيدية)

(۴) قال الله تعالى: ﴿واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا﴾. (سورة آل عمران: ۱۰۳)

وقال تعالى: ﴿ولا تنازعوا فتشعلوا وتذهب ربحكم﴾. (سورة الأنفال: ۴۷)

(۵) ”أن للأمة خلع الإمام وعزله بسبب يوجب، مثل أن يوجد منه ما يوجب إختلال أحوال المسلمين وانتكاس أمور الدين، كما كان لهم نصبه وإقامته لانتظامها وإعلائها، وإن أدى خلعه إلى فتنة احتمل إدنى المضرتين“. (ردالمحتار، كتاب الجهاد، باب البغاة: ۲۶۴/۴، سعيد)

(۶) ”ويكره إمامة عبد و أعرابي و فاسق و أعمى“. (الدر المختار)

وقال ابن عابدين: ”فإن أمكن الصلاة خلف غيرهم، فهو أفضل وإلا فلا اقتداء أولى من الانفراد“. (ردالمحتار،

الجواب

جب کہ اس الزام و تہمت کا ثبوت نہ ہو، جو امام پر لگایا تو امامت اس کی بلا کراہت صحیح ہے، جھوٹا الزام لگانے والا فاسق ہے اور عاصی ہے، توبہ کرے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۱۵/۳)

جادو کرنے والے شخص کی اقتدا:

سوال: ایک شخص جادو اور منتر کے ذریعہ مال جمع کر رہا ہے، بسا اوقات اس عمل کے دوران وہ غیر اللہ سے استعانت جیسے قبیح فعل کا بھی مرتکب ہوتا ہے، کیا ایسے شخص کی اقتدا جائز ہے، جب کہ کبھی کبھی موصوف اپنی غیب دانی کا بھی دعویٰ کرتا ہے؟

الجواب

نفس تعویذ کرنا از روئے شرع ممنوع نہیں، البتہ جادو کرنا اور استعانت میں غیر اللہ کے مشرکانہ الفاظ سے تعویذ کرنا، منتر پڑھنا ناجائز اور حرام ہے۔

قال ابن عابدين: قال في الخانية: امرأة تضع آيات التعويذ ليحبها زوجها بعد ما كان يبغضها ذكر في الجامع الصغير: أن ذلك حرام ولا يحل، آه، وذكر ابن وهبان في توجيهاه: أنه ضرب من السحر والسحر حرام، آه، ومقتضاه أنه ليس مجرد كتابة آيات، بل فيه شيء زائد، قال الزيلعي: وعن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه أنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن الرقى والتمايم والتولة شرك. {رواه أبو داؤد وابن ماجه} (۲)

نیز غیب کی باتوں کے علم کا دعویٰ کرنا بے بنیاد اور باطل عقیدہ ہے، ایسے عقائد و نظریات رکھنے والے شخص کی اقتدا نہ کی جائے؛ کیوں کہ ایسی باتیں عقیدہ نہ بنانے کے باوجود بھی حرام اور ناجائز ہیں۔

قال الحصكفي: تحت هذا القول: ويكره إمامة... مبتدع: أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعادنة بل بنوع شبهة. (۳) (فتاویٰ حقانیہ: ۱۳۲/۳-۱۳۳)

(۱) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا﴾ (سورة الحجرات: ۲، ظفیر)

(۲) ردالمختار علی الدر المختار: ۲۷۵/۵، کتاب الحظرو الإباحة (باب الإستبراء وغیره) / سنن ابن ماجه باب

تعليق التمايم (ح: ۳۰۳۰) / سنن أبي داؤد، باب في تعليق التمايم (ح: ۳۸۸۳) انيس

(۳) الدر المختار علی صدر الدر المختار، باب الإمامة: ۵۶۰/۱

(وفی الہندیہ: قال المرغینانی تجوز الصلاة خلف صاحب هوى وبدعة، وفيه... واصله إن كان هوى لا يكفر به صاحبه تجوز الصلاة خلفه مع الكراهة وإلا فلا، هكذا في التبيين والخلاصة. (الفتاوى الهندية، باب الإمامة: ۸۴/۱) (الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره، انيس) =

کسیوں سے پیسے لینے والے کی امامت:

سوال: امام مسجد ان مستورات سے آمدنی لیتا ہے، جو ناجائز طور پر؛ یعنی بطور پیشہ کسبیاں (جسم فروشی) اپنا گزارہ کرتی ہیں اور جب کوئی عورت درزہ کی حالت میں فوت ہو جاتی ہے تو امام مذکور اس کو آہنی پریگن اور سرسوں سے کیلتا ہے کہ وہ چڑیل نہ ہو جاوے، یہی اعتقاد متوفیہ کے ورثا کو ہوتا ہے، اس سے امام نقدی بطور اجرت کے لیتا ہے۔

زید مرگیا، بہ نیت ثواب پسماندگان نے امام کے سوا کسی دوسرے یتیم مسکین کو خیرات از قسم پارچہ وغیرہ دی تو کیا امام کو نہ دینے کا گناہ ہوا، یا ثواب، یا حق اس امام کا تھا؟ ایسا امام قابل امامت ہے، یا نہیں؟

الجواب

حرام آمدنی سے لینا کسی کو بھی درست نہیں ہے، (۱) خصوصاً امام مسجد کو ایسے امور میں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے اور جو عورت درزہ، یا نفاس میں مرے، وہ شہید ہے، (۲) اس کی طرف چڑیل ہونے کا عقیدہ رکھنا غلط ہے، ایسے خیال سے توبہ کرنی چاہیے اور ایصال ثواب کے لیے غربا، یتامی اور مساکین کو دینا موجب ثواب میت ہے، امام کا کچھ خاص حق اس میں نہیں ہے، اگر وہ بھی محتاج و غریب ہے تو اس کو بھی دے دیا جاوے؛ لیکن یہ سمجھنا کہ اسی کا حق ہے اور اس کے سوا دیگر محتاجوں، یتیموں کو دینا گناہ ہے، بالکل غلط اور محض افتراء ہے، ایسا امام لائق امام بنانے کے نہیں ہے۔ (۳) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۳۱۳-۱۳۲)

== قال ابن نجيم تحت هذا القول: (والمبتدع) وعرفها الشمني بأنها ما أحدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من علم أو عمل أو حال بنوع شبهة واستحسان وجعل ديناً قويمًا وصرطاً مستقيماً. (البحر الرائق: ۳۴۹/۱) (باب الإمامة، إمامة العبد والأعرابي والفاسق، انيس)

(۱) الحرمة تتعدد مع العلم بها. (الدر المختار)

أما لورأى المكاس مثلاً يأخذ من أحد شيئاً من المكس ثم يعطيه آخر ثم يأخذ من ذلك الآخر فهو حرام. (رد المحتار، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: الحرمة تتعدد: ۱۸۰/۴، ظفير)

(۲) عن جابر بن عتيك أن رسول الله صلى الله عليه وسلم جاء يعود عبد الله بن ثابت فوجده قد غلب فصاح به فلم يجبه فاسترجع رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال: غلبنا عليك يا أبا الربيع! فصاح النسوة وبكين، فجعل ابن عتيك يسكنهن، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: دعهن فإذا وجب، فلا تبكين باكية، قالوا: وما الواجب؟ يا رسول الله! قال: إذا ماتت قالت ابنته: والله إنى كنت لأرجو أن تكون شهيداً فإنك قد كنت قضيت جهازك، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله تعالى قد أوقع أجره على قدر نيته، وما تعدون الشهادة؟ قالوا: القتل في سبيل الله، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الشهادة سبع سوى القتل في سبيل الله: المطعون شهيد، والغريق شهيد وصاحب ذات الجنب شهيد وصاحب الحريق شهيد والذي يموت تحت الهدم شهيد والمرأة تموت بجمع شهيد والمبطون شهيد. (موطأ الإمام محمد بن الحسن الشيباني، باب ما يكون من الموت شهادة ح: ۳۰۲) انيس)

(۳) ويكره إمامة عبد... وفساق... ومبتدع. (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفير)

آیات قرآنی سے کمانے والے کی امامت:

سوال (۱) ایسے شخص کی امامت درست ہے، یا نہیں؟ جو آیات قرآنی سے عمل کرتا ہو اور اجرت لیتا ہو؟

سفلی عمل سے توبہ کرنے والے کی امامت:

(۲) جو شخص سفلی عمل کرتا ہو اور پھر توبہ صادقہ کر ليوے، اس کی امامت درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

(۱) درست ہے۔ (۱)

(۲) بعد توبہ کے امامت اس کی درست ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۲۰۸-۲۰۹)

جو اجرت لے کر مسئلہ شرعی بتلائے، اس کی امامت:

سوال: ایک امام مسجد اجرت لے کر مسئلہ شرعی بتلاتا ہے، اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب

ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور ایسا شخص لائق امام بنانے کے نہیں ہے، جب تک وہ تائب نہ ہو۔ (۳) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۱۸۵)

(۱) آیات قرآنی سے جھاڑ پھونک پر اجرت جائز ہے۔ لأن المتقدمين المانعين الاستيجار مطلقاً جوزوا الرقية بالأجرة ولو بالقرآن كما ذكره الطحاوي؛ لأنها ليست عبادة محضة بل من التداوي. (رد المحتار، كتاب الإجارة، مطلب في الاستيجار على الطاعات: ۴۸/۵، ظفیر)

عن أبي سعيد الخدري أن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم قد كانوا في غزاة فمروا بحى من أحياء العرب فقالوا: هل فيكم من راق؟ فإن سيد الحى قد لدغ أو قد عرض له شيء، قال: فرقاه رجل بفتحة الكتاب فبرأ فأعطى قطيعاً من الغنم فأبى أن يقبله فسأل عن ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له: بم رقيته؟ فقال: بفتحة الكتاب قال: وما يدريك أنها رقية؟ قال: ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خذوها واضربوا لى معكم فيها بسهم. (شرح معانى الآثار، باب الاستيجار على تعليم القرآن هل يجوز (ح: ۶۰۱۸) انيس)

(۲) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "الثائب من الذنب كمن لا ذنب له". (مشكوة، باب الاستغفار، فصل ثالث، ص: ۲۰۶، ظفیر) (رقم الحديث: ۲۳۶۳، انيس)

﴿فمن تاب من بعد ظلمه وأصلح فإن الله يتوب عليه إن الله غفور رحيم﴾ (سورة المائدة: ۳۹، انيس)

(۳) لأن أخذ الأجرة على بيان الحكم الشرعى لا يحل عندنا، وإنما يحل على الكتابة لأنها غير واجبة عليه والله أعلم (رد المحتار، كتاب القاضى، مطلب فى حكم الهدية للمفتى: ۴/۳۲، ظفیر)

امامت کے مکروہ ہونے کی ایک خاص وجہ:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

سوال: محترم المقام حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم

بعد سلام مسنون! امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر و عافیت ہوں گے۔

دیگر عرض یہ ہے کہ ایک اہم مسئلہ کی وجہ سے آپ حضرات کو زحمت دے رہا ہوں، امید ہے کہ بندہ کے مسئلہ کا جواب مفصل مدلل عنایت فرما کر شکر یہ کا موقع عنایت فرمائیں گے۔

ہماری مسجد میں ایک امام صاحب تقریباً آٹھ سال سے امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں، الحمد للہ امام صاحب سے سب خوش تھے؛ مگر ابھی ابھی کچھ ایسے حالات پیش آ گئے، جن کی وجہ سے کچھ مصلیان ان کی اقتدا میں نماز پڑھنے سے کراہت کرتے ہیں۔

(۱) مسجد کے اصولوں میں سے ایک اصول یہ ہے کہ مسجد کی پراپرٹی (مسجد کی دکانیں وغیرہ) مسجد میں جو کام کرتے ہیں، انہیں نہیں دیتے ہیں، مسجد کا مکان، دوکانیں بھی مسجد میں قیام کرنے والوں کو نہیں دیا جاتا ہے؛ مگر امام صاحب نے مسجد کی ایک دوکان تقریباً چار سال قبل ایک بھائی سے، وہ دوکان کسی مصلیٰ کے نام پر مولانا نے خرید لی، کچھ پگڑی دے کر، مسجد والوں کو بتلایا نہیں، دو تین سال بعد وہ دوکان مولانا نے دوسرے ایک صاحب کو چھ ہزار پونڈ پگڑی لے کر مرع سامان فروخت کر دی، جب کمیٹی والوں نے امام صاحب سے پوچھا کہ دوکان آپ کی ہے تو امام صاحب جھوٹ بولے اور انکار کر دیا، جب کمیٹی والے اس بھائی سے جس کے نام سے امام صاحب نے دوکان خریدی تھی، اس سے پوچھا تو اس نے حقیقت حال کو واضح کر دیا کہ یہ دوکان میری نہیں ہے؛ بلکہ امام صاحب ہی کی ہے، امام صاحب چون کہ مسجد کے قوانین کے اعتبار سے خود اپنے نام پر دوکان نہیں لے سکتے تھے، اس وجہ سے فقط میرا نام استعمال کیا، جس کی وجہ سے مسجد کو بھی نقصان ہوا، بنا بریں کمیٹی والوں نے امام کو پندرہ سو پانڈ جرمانہ کیا۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ پچھلے دو سال قبل تقریباً ۱۴۰۸ھ رمضان المبارک سے قبل امام صاحب نے ایک جامعہ اسلامیہ مدرسہ کے قیام کا کام شروع کیا ہے اور لندن سے قریب ایک مڈل اسکول جو تقریباً بیس لاکھ پونڈ کا تھا، خریدنے کے لئے درخواست دے دی اور اس کے لیے لوگوں سے چندہ فرضہ حسنہ بھی جمع کرنا شروع کر دیا، رمضان المبارک میں جمعہ کے دن خطبہ سے قبل بھی اس کے چندہ کے لیے اعلان کیا اور تقریباً اٹھارہ ہزار پونڈ جمع ہو گئے، امام صاحب نے مذکورہ رقم اپنے نام پر اپنے اکاؤنٹ میں جمع کر لیا، بعد ازاں مدرسہ اسلامیہ کے خریدنے کے لیے خاطر خواہ رقم جمع نہ ہو سکی، اس وجہ سے وہ اسکول مدرسہ کے لیے خرید نہ سکے، اس وجہ سے مسجد کے سکرٹری نے امام صاحب سے جمع شدہ رقم

کا حساب طلب کیا تو امام صاحب چھ ماہ تک ٹال مٹول کرتے رہے، جب سکر بیٹری نے زیادہ حساب کی باز پرس کی تو امام صاحب نے ایک خط کے ذریعہ جواب دیا، یہ ادارہ جامعہ اسلامیہ میرا ہے، میں نے سات سال سے قائم کیا ہے، لہذا یہ میرا ذاتی معاملہ ہے، آپ کو اس کا حساب مانگنے کا کوئی حق نہیں ہے، جس کی وجہ سے مسجد میں بڑا انتشار ہوا، بعد میں مولانا نے ایک حساب داں (اکاؤنٹر) سے حساب بھی پیش کیا، جس میں چھ پونڈ کی کمی تھی، یہ حساب بھی تسلی بخش نہ ملا، ان کے اس طرح کے چکر سے بعض حضرات ان کی اقتدا میں نماز پڑھنے سے کراہت کرتے ہیں۔

تو آیا ایسے شخص کی اقتدا میں نماز پڑھنا جائز ہے، یا نہیں، امید کہ رمضان سے قبل جواب عنایت فرما کر شکر یہ کا موقع عنایت فرمائیں گے، جواب کے لیے ایک پونڈ ڈاک ڈرافٹ بھی روانہ کیا، مولانا صاحب کی کمیٹی مسجد کی طرف سے رہائش، بجلی، گیس، ٹیلیفون، وغیرہ کا کل خرچ مسجد برداشت کرتی ہے، اس وقت ۴۳۰، پونڈ ماہانہ تنخواہ تھی، فی الحال ۴۸۰، پونڈ تنخواہ ہے، مطلب یہ ہے کہ مسجد والوں نے ہر طرح سے امام صاحب کا لحاظ رکھا ہے، اطلاعاً عرض ہے۔ فقط

الجواب ————— وباللہ التوفیق

علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکرمی بندہ

احقر طویل رخصت پر وطن گیا ہوا تھا اور یہ استفتا یہاں دیوبند میں احقر کے مکان پر رکھا ہوا تھا، احقر کو واپس آنے پر ملا؛ اس لئے ارسال جواب میں تاخیر پر معذرت خواہ ہوں، اصل مسئلہ یہ ہے کہ جو شخص کسی ادارہ کا ملازم ہو، اس شخص پر اس ادارہ کے دستور کی، اس مجلس شوریٰ کے متفق علیہ حکم کی حدود شرع میں رہتے ہوئے اطاعت واجب ہوتی ہے، ہاں! اگر شروع ہی میں عقد ملازمت کا معاملہ کرتے کرتے کچھ استثناء کرائی جائے تو اس استثناء کے مطابق گنجائش ہو جاتی ہے، لأن المسلمین علی شروطہم، (۱) پس جب مسجد کے اصولوں میں سے یہ اصل بھی ہے کہ مسجد کا کوئی مکان، یا دوکان، یا کوئی پراپرٹی مسجد میں کام کرنے والوں کو نہیں دی جائے گی اور نہ دی جاتی ہے تو مسجد کا ایک دستور اور قانون ہو گیا اور بنا بر مصالح شرعیہ یہ دستور حدود شرع کے خلاف نہیں ہے؛ بلکہ حدود شرع کے اندر ہے اور شروع عقد ملازمت

(۱) عن عمرو بن عوف المزنی أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: الصلح جائز بین المسلمین إلا صلحاً حرم حلالاً أو أحل حراماً والمسلمون علی شروطہم إلا شرطاً حرم حلالاً أو أحل حراماً. (سنن الترمذی، باب ما ذکر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلح بین الناس (ح: ۱۳۵۲) / المعجم الکبیر للطبرانی، عمرو بن عوف بن ملحہ المزنی (ح: ۳۰) / المستدرک للحاکم، کتاب الأحکام (ح: ۷۰۵۹) / السنن الصغیر للبیہقی، باب الشرط فی المہر والنکاح (ح: ۲۵۶۴) / مسند البزار، مسند عمرو بن عوف عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم (ح: ۳۳۹۳) انیس

عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: المسلمون علی شروطہم والصلح

جائز بین المسلمین. (المستدرک للحاکم، حدیث أبی ہریرۃ (ح: ۲۳۰۹) انیس)

میں امام صاحب نے اس دستور سے اپنا استثنا نہیں کرایا تو اب مسجد کی دوکان اپنے لیے خریدنا شرعاً و دیناً درست نہیں تھا اور وہ دوسرے شخص کے فرضی نام سے اپنے لیے خریدنا یہ شرعاً خداع بھی ہوا۔ (۱)

پھر کچھ دنوں یا برسوں کے بعد نفع لے کر دوسرے شخص کے نام فروخت کر دیا، یہ دوسرا قصور ہوا اور جب دریافت کرنے پر جھوٹ بولے اور انکار کر دیا تو کذب بیانی کا بھی ارتکاب کیا، (۲) اس خرید و فروخت سے مسجد کا مالی نقصان بھی محتمل ہے، ایسی صورت میں امام مذکور پر لازم تھا کہ اگر مسجد کا مالی نقصان بھی ہو گیا ہو تو اس مسجد میں دے کر اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے معافی تلافی کر کے معاملہ کو صاف کرا لیتے تو امامت میں کوئی قباحت نہیں رہتی۔

لیکن امام صاحب کا اگلا معاملہ جو جامعہ اسلامیہ کے وصولی چندہ میں ہوا، اس میں امام موصوف پر لازم تھا کہ جب حسب ضرورت پورا چندہ نہیں ہوا تھا تو وصول شدہ چندہ پر شرعی معاملہ کر کے، یا ایک کمیٹی بنا کر اس کی نگرانی میں بینک میں محفوظ کر دیتے، لہذا اس کو اپنے نام سے جمع کر کے اس کو اپنی ذاتی ملکیت قرار دینا شرعاً صحیح نہیں ہوا، لہذا جب تک مسجد

(۱) عن عبد اللہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من غشنا فلیس منا والمکر والخداع فی النار. (صحیح ابن حبان، ذکر الزجر عن أن یمکر المرأأ احاه المسلم أو یخداعه فی أسبابه (ح: ۵۵۵۹) / المعجم الکبیر للطبرانی، باب (ح: ۱۰۲۳۴) / مسند الشہاب القضاعی، باب من غشنا فلیس منا (ح: ۳۵۴) / موارد الظمان إلی زوائد ابن حبان، باب ماجاء فی الغش والخدیعة (ح: ۱۰۷) انیس)

عن عیاض بن حمار المجاشعی أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ذات یوم فی خطبته ... وأهل النار خمسة: الضعیف الذی لا زبر له الذین هم فیکم تبعاً لا یتفقون أهلاً ولا مالاً والخائن الذی لا یخفی له طمع وإن دق إلا خانہ ورجل لا یصبح ولا یمسی إلا وهو یخداعک عن أهلک ومالک و ذکر البخل أو الکذب والشنظیر الفحاش، الخ. (صحیح مسلم، باب الصفات التی یعرف بها فی الدنیا (ح: ۲۸۶۵) انیس)

عن أبی بکر رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا یدخل الجنة خب ولا خائن. (مسند أبی داؤد الطیالسی، أحادیث أبی بکر وإسمه عبد اللہ (ح: ۸) / مسند الإمام أحمد، مسند أبی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ (ح: ۳۲) / سنن الترمذی، باب ماجاء فی البخیل (ح: ۱۹۶۳) انیس)

عن أبی ہریرة أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر علی صبرة طعام فأدخل یدہ فیہا فنالت أصابعہ بللاً فقال: ما هذا یا صاحب الطعام؟ قال: أصابته السماء یا رسول اللہ، قال: أفلا جعلتہ فوق الطعام کی یراہ الناس من غش فلیس منا. (صحیح لمسلم، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من حمل علینا السلاح فلیس منا (ح: ۱۰۲) انیس)

(۲) جھوٹ بولنا اور کذب بیانی کا ارتکاب شریعت میں ناجائز و حرام ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: علیکم بالصدق فإن الصدق یرشد الی البر والبر یرشد الی الجنة وما یزال الرجل یرشد الی الجنة حتی یکتب عند اللہ صدیقاً، وإیاکم والکذب فإن الکذب یرشد الی الفجور والفجور یرشد الی النار وما یزال العبد یرشد الی النار حتی یکتب عند اللہ کذاباً. (صحیح لمسلم، باب قبح الکذب وحسن الصدق وفضله (ح: ۲۶۰۷) / سنن أبی داؤد (ح: ۴۹۸۹) / سنن الترمذی (ح: ۱۹۷۱) انیس)

کا نقصان مسجد کو دیکر اور دیگر غلطیوں کی تلافی کر کے اہل مسجد سے صلح و مصالحت نہ کر لیں، ان کی امامت مکروہ رہے گی اور ان کے پیچھے اگرچہ نماز ادا ہو جائے گی، دہرانا واجب نہ رہے گا؛ مگر بکراہت تحریمی ادا ہوگی؛ اس لیے جن مصلیوں کو ان کی اقتدا میں کراہت ہوتی ہے، وہ کراہت صحیح ہے، باقی اس کی کراہت سے ان مقتدیوں کو جماعت چھوڑ کر تنہا نماز پڑھنا بھی درست نہ رہے گا؛ بلکہ امام موصوف کو ایسی صورت میں خود منصب امامت سے دست بردار ہو جانا چاہیے، ورنہ حدیث پاک ”لا یقبل اللہ صلاة من أم قوماً وهم له کارهون“، أو كما قال علیه السلام. (۱) وفي الترمذی، ص: ۴۷: ”لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثة: رجل أم قوماً وهم له کارهون“ الخ، (۲) کی زد میں محفوظ نہ رہیں گے، اسی طرح چوں کہ جرمانہ مالی لینا شرعاً جائز نہیں ہے؛ اس لیے اہل مسجد نے جو جرمانہ لیا ہے، اس میں سے صرف نقصان کی مقدار تو رکھ سکتے ہیں، باقی اس سے زیادہ امام موصوف کو واپس کر دینا چاہیے۔

ہاں! اگر امام موصوف اس زائد رقم کو خود اپنی رضامندی و خوشی سے بغیر کسی دباؤ کے مسجد کو دیدیں تو اس صورت میں اس زائد رقم کو بھی بحق مسجد رکھ سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبہ العبد نظام الدین الاعظمی عفی عنہ، مفتی دارالعلوم دیوبند (نظام الفتاویٰ: ۲۳۸-۲۳۱)



(۱) عن عبد اللہ بن عمرو أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول: ثلاثة لا یقبل اللہ منهم صلاة، من تقدم قوماً وهم له کارهون، الخ. (سنن أبی داؤد، باب الرجل یؤم القوم وهم له کارهون (ح: ۵۹۳) / المعجم الکبیر للطبرانی، عمران بن عبد المغافر عن عبد اللہ بن عمرو (ح: ۱۷۶) / مسند ابن أبی شیبہ، حدیث سلمان الفارسی (ح: ۴۵۳) / سنن ابن ماجہ، باب من أم قوماً وهم له کارهون (ح: ۹۷۰) / صحیح ابن خزيمة، باب الزجر عن إمامة المرء من یکره إمامته (ح: ۱۵۱۸) عن عطار بن دینار الہذلی مرسلًا / مسند الشامیین، معاویة عن عبد الوہاب بن یخت المکی (ح: ۲۰۷۳) انیس)

(۲) سنن الترمذی، باب ماجاء فیمن أم قوماً وهم له کارهون (ح: ۳۵۸) انیس

قاتل کی امامت

قاتل کی امامت:

سوال: خونی قتل کرنے والے کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

خونی نے اگر اپنے فعل سے توبہ کر لی ہے تو اس کے پیچھے نماز درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (تالیفات رشیدیہ: ۳۰۳) ☆

☆ قاتل کے پیچھے نماز:

سوال: پندرہ بیس سال قبل ایک شخص کا قتل ہوا تھا، جن لوگوں نے اسے قتل کیا تھا، ان میں زید بھی شامل تھا، اس نے بہت پہلے توبہ کر لی تھی اور برسوں سے صوم و صلوة کا پابند ہے، کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

هوالمصوب

ایسے شخص کی امامت درست ہے۔ ”التائب من الذنب کمن لا ذنب له“۔ (عن جبیر بن مطعم، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: وليس منامن قاتل على عصبية، وليس منامن مات على عصبية. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب، باب في العصبية، رقم الحديث: ۵۲۱)

تحریر: محمد ظہور ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۴۳۹)

قاتل جس نے صرف توبہ کر لی اس کی امامت کیسی ہے:

سوال: قاتل سے قصاص نہیں لیا گیا، مقتول سے خون معاف کر نہیں سکتا، فقط، توبہ کر لی، اب بعد توبہ بوجہ ذمہ داری حق العبد فاسق قرار دیا جاوے گا، یا نہیں؟ اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہوگی، یا نہیں؟

الجواب

در مختار میں ہے: لا تصح توبة القاتل حتى يسلم نفسه للقتود، وهبانية. شامی میں ہے: أي لا تكفيه التوبة وحدها، قال في تبیین المحارم: واعلم أن توبة القاتل لا تكون بالاستغفار والندامة فقط بل يتوقف على إرضاء أولياء المقتول، إلخ. (رد المحتار، كتاب الجنایات، فصل فيما يوجب القود وما لا يوجب: ۴۸۴/۵، ظفیر) اس موقع پر شامی کو بھی دیکھ لیجئے، اتنی بات معلوم ہوئی کہ محض توبہ سے قتل کا گناہ معاف نہ ہوگا اور فاسق رہے گا اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہوگی۔ (وبکرہ امامتہ عبد، إلخ، وفاسق. (الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۱۲/۳)

قاتل کی اقتدا میں نماز:

سوال: قاتل کے پیچھے چاہے وہ قید ہو، یا آزاد ہو، نماز پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟ کیوں کہ یہاں اکثر قاتل لوگ نماز پڑھتے ہیں؟

قاتل اور قمار بازی کی امامت کیسی ہے:

سوال: کسی شخص نے ایک آدمی کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا، یا دوسرے سے قتل کرایا تھا اور قمار بازی کا بھی عادی تھا؛ مگر چند روز سے سنا جاتا ہے کہ قمار بازی وغیرہ ترک کر دی، ایسے شخص کو کسی مسجد کا امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے، یا مکروہ؟

الجواب

یہ مسلم ہے: ”التائب من الذنب کمن لا ذنب له“ (۱) پس جبکہ مرتکب کبیرہ نے گناہ سے توبہ کر لی اور فسق

اس کا مرتفع ہو گیا، امامت اس کی بلا کراہت درست ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۲۰/۳) ☆

الجواب

==

قاتل کے پیچھے نماز جائز ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”صلوا خلف کل بر وفاجر“ (سنن البیہقی: ۱۹/۴) یعنی ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت ہے، اگر قاتل نے اپنے گناہ سے توبہ کر لی ہو تو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے، ورنہ مکروہ تحریمی ہے۔ (ویکرہ تقدیم الفاسق؛ لأنه لا یهتم بأمر دینہ. (الجوہرۃ النیرۃ: ۱/ ۵۸) (باب الإمامۃ، انیس) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳۵۱/۳) (۱) مشکوٰۃ، باب التوبۃ والاستغفار، الفصل الثالث، ص: ۲۰۶، ظفیر (رقم الحدیث: ۲۳۶۳) / انیس)

☆ قاتل عمد کی امامت:

ایک آدمی خانگی جھگڑوں کو مٹانے کی خاطر کسی کو عمداً قتل کرنے کے بعد مقدمہ قتل سے بری ہوا ہے اور اس گناہ کبیرہ سے توبہ پختہ بھی کر چکا ہے، چنانچہ اس توبہ پر بارہ تیرہ سال سے پختہ ہے؛ لیکن اولیا مقتول سے صلح نہیں کر سکا ہے، بوجہ انقلاب پاک و ہند، ورنہ خلوص دل سے صلح کا خواہاں ہے تو کیا ایسے شخص کے پیچھے فرض نماز پڑھنی جائز ہے، یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو باطل ہوگی یا مکروہ؟ اور مکروہ بھی کون سا؟ اسی طرح اگر نماز پنجگانہ کے علاوہ تراویح میں اس کا امام بنانا جب کہ یہ شخص حافظ ہو، درست ہے، یا نہ؟

الجواب

جس مقام پر ورثہ مقتول مقیم ہوں قاتل پر لازم ہے کہ وہاں جا کر ان سے صلح و صفائی کرے اگر چہ اسے اس معاملہ میں خون کا معاوضہ مالی ہی ادا کرنا پڑے اور جس معاوضہ مالی پر بھی ورثہ مقتول راضی ہو جائیں، اسے قبول کر کے ادا کرنا چاہیے، جب یہ صلح ہو جائے تب قاتل مذکور کی امامت سب نمازوں میں درست ہو جائے گی بلا کراہت۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عرفا اللہ عنہ، نائب مفتی خیر المدارس ملتان۔ الجواب صحیح: محمد عبداللہ غفرلہ، مفتی خیر المدارس، ملتان، ۱۷/۷/۱۳۹۶ھ (خیر الفتاویٰ: ۳۵۳/۲)

بدچلن بیوی کو قتل کرنے والے کی امامت:

سوال: ایک شخص نے اپنی عورت کو بوجہ بدچلنی کے قتل کر دیا، اسی وجہ سے گیارہ سال قید میں رہا، ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

قتل کرنا اس کو جائز نہ تھا اور اس قتل کی وجہ سے وہ فاسق مرتکب گناہ کبیرہ کا ہوا، توبہ کرنا اور وارثوں سے معاف کرنا اس کے ذمہ لازم ہے۔ (وعن معاویۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ”کل ذنب عسی اللہ أن یغفرہ إلا الرجل یموت کافراً، والرجل یقتل مؤمناً متعمداً“). (کتاب الترغیب والترہیب لابن حجر، کتاب الحدود: ۲۲۲، ظفیر) اگر اس نے توبہ کر لی اور وارثوں سے ان کا حق معاف کرایا تو امامت اس کی صحیح ہے۔ (قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ”التائب من الذنب کمن لا ذنب له“). (مشکوٰۃ، باب الاستغفار والتوبۃ، الفصل الثالث: ۲۰۶، ظفیر) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۵۸/۳)

مسجد کا سامان استعمال کرنے والے کی امامت

کیا مسجد کا سامان اپنے استعمال میں لاسکتے ہیں:

سوال: اس امام کے بارے میں جو مسجد کو اپنی ملکیت سمجھتا ہو اور مسجد کا تمام کا تمام سامان اپنے استعمال میں لیتا ہو اور مسجد کی آمدنی اور اخراجات کا کوئی حساب نہ دیتا ہو اور مسجد کو اپنے گھر کے مثل سمجھتا ہو، کافی آدمی انہی باتوں کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز پڑھنا گوارا نہیں کرتے ہیں؟

هو المصوب:

بشرط صحت واقعہ امام باخوہ کو فرض امامت سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے، مسجد کے سامان کو استعمال کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے اور ذاتی ملکیت کی طرح نہیں سمجھنا چاہیے، امام مذکور کو حکمت عملی کے ذریعہ سے مذکور غیر شرعی عمل سے باز رکھنے کی حتی المقدور کوشش کریں، لڑائی جھگڑے سے گریز کریں۔ (۱)
 تحریر: محمد مستقیم ندوی / تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۰۶/۳)

مسجد کی موم بتی اور بلب وغیرہ امام استعمال کر سکتا ہے، یا نہیں:

سوال (۱) امام مسجد مسجد کی موم بتی اور بلب وغیرہ استعمال کر سکتا ہے، یا نہیں؟
 (۲) وظیفہ کم ہو تو زندگی گزارنے کی صورت کیا ہوگی؟

هو المصوب:

(۱) مسجد کی روشنی، خواہ موم بتی ہو، یا بلب وغیرہ، امام مسجد اس کو انہی اوقات میں استعمال کر سکتے ہیں، جن میں دیگر نمازیوں کو اجازت ہوگی۔ ہاں مسجد کے متولی مسجد کی کسی ضرورت کے تحت امام کو دیگر واقعات میں روشنی کے استعمال کی اجازت دیں تو استعمال جائز ہوگا، ورنہ نہیں۔ (۲)

(۱) ویجتنب الفواحش الظاہرة. (الفتاویٰ الہندیة: ۸۳/۱) (الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثالث فی بیان

من یصلح إماماً لغيره، انیس)

(۲) ولا بأس بأن یتروک سراج المسجد فی المسجد إلى ثلث اللیل ولا یتروک أكثر من ذلك ==

(۲) اگر مسجد کے ذمہ داران زیادہ وظیفہ نہیں دے سکتے ہیں تو دیگر اوقات میں کوئی ذریعہ معاش اختیار کر کے گزارہ زندگی کی صورت نکالی جائے۔

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲۰۶/۲)

مسجد کی ملکیت پر ناجائز مالکانہ حیثیت اختیار کرنے والے کا امام بنانا کیسا ہے:

سوال: ایک مسجد کے متعلق دو دکانیں ہیں، جن پر امام صاحب مالکانہ تصرف کرنا چاہتے ہیں، مسلمان چاہتے ہیں کہ دوکانوں کا کرایہ مسجد کی مرمت اور ضروری کاموں فرش وغیرہ میں خرچ ہو، اس پر امام صاحب کسی طرح رضامند نہیں ہوتے، اگر امام صاحب اپنے اصرار پر قائم رہیں تو ان کو امامت پر قائم رکھیں، یا اور امام منتخب کریں؟

الجواب

مسجد کی دوکانوں کا کرایہ بے شک مسجد کی مرمت اور ضروریات میں صرف ہونا چاہیے، امام مذکور کی رضا و اجازت کی ضرورت اس میں نہیں ہے اور اگر امام مذکور اپنے قول و فعل پر اصرار کرے تو اس کو امامت سے معزول کر دیا جاوے اور دوسرا امام صالح مقرر کیا جاوے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۶۰/۳)

مسجد کی حق تلفی کرنے والے کی امامت کا حکم:

سوال: جو شخص امامت کرتا ہو اور دیگر خدمت، مگر مسجد کی حق تلفی کرے اور خود کھا جاوے، وہ امامت کے قابل ہے، یا نہ؟

الجواب

جو شخص مسجد کی آمدنی بلا استحقاق اپنے صرف میں لاوے، وہ فاسق ہے، امامت اس کی مکروہ ہے۔ (۲) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۷۷-۲۷۸)

جو شخص مسجد کا سامان اپنے مکان میں استعمال کرے اسکی امامت:

سوال: جس شخص نے مسجد کو برباد کر کے اس کی مٹی اور پتھر اپنے رہنے کے مکان میں صرف کیا اور نماز روزہ ادا

== إلا إذا شرط الواقف ذلك أو كان ذلك معتاداً في ذلك الموضع. (الفتاویٰ الہندیۃ: ۱۱۰/۱) (الباب

السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثاني فيما يكره الصلاة وما لا يكره، انیس)

(۲-۱) ویکرہ إمامة عبد، إلخ، وفسق. (الدر المختار)

بل مشی فی شرح المنیة کراهة تقدیمہ کراهة تحریم. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) (مطلب

فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

نہیں کرتا اور کفار کے گھر کا کھانا کھاتا ہے اور سو دیتا ہے اور خطبہ غلط پڑھتا ہے، اس شخص کا ممبر پر کھڑا ہو کر وعظ اور خطبہ پڑھنا اور امامت کرنا درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

مسجد کا سامان ازراہ خیانت و غضب اپنے گھر لے جانا اور اپنے صرف میں لانا اور رمضان شریف کے روزے نہ رکھنا اور نماز ادا نہ کرنا اور کفار کو سو دینا، یہ جملہ افعال حرام ہیں، (۱) مرتکب ان امور کا فاسق ہے اور امامت اس کی مکروہ ہے، (۲) اور کفار کے گھر کا کھانا درست ہے، اس پر کچھ طعن کرنا بے جا ہے اور غلط خطبہ پڑھنے والے کو خطیب نہ مقرر کرنا چاہئے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۱۹/۳-۱۲۰)

جو امام مسجد کا مال اپنی ذات پر خرچ کرے، اس کی امامت کیسی ہے:

سوال: طاعون کے زمانہ میں لوگوں نے امام مسجد کو زیور و پارچہ و نقد مسجد میں لگانے کے لیے دیا؛ لیکن امام نے اس کو مسجد میں صرف نہیں کیا؛ بلکہ اپنے مصارف میں خرچ کر لیا، اس امام کے لیے کیا حکم ہے؟ وہ لائق امامت ہے، یا نہیں؟

الجواب

یہ صریح خیانت ہے اور ضمان اس کے ذمہ لازم ہے اور اگر وہ امام تو بہ نہ کرے اور ضمان ادا نہ کرے تو امام رکھنے کے لائق نہیں۔ (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۷۸/۳)

امام اہل و عیال کے ساتھ مسجد کے حجرہ میں رہ سکتے ہیں:

سوال (۱) مسجد کا امام کیا اپنی اہلیہ کو مسجد کے حجرہ میں رکھ سکتا ہے؟

(۱) لكن مر عن ابن السلام نفسه أنه حكى الإجماع على أن غضب الحبة وسرقها كبيرة. (الزواج عن اقترب الكبائر: ۳۲۱/۲، دارالفكر، انيس)

وسياتى أن ترك الصلاة أو الزكاة أو الحج أو الصوم كبيرة. (الزواج عن اقترب الكبائر: ۱۸۳/۱، انيس)
﴿الذين يأكلون الربا لا يقومون إلا كما يقوم الذي يتخبطه الشيطان من المس ذلك بانهم قالوا إنما البيع مثل الربا وأحل الله البيع وحرم الربا﴾ (سورة البقرة: ۲۷۵) انيس)

عن أبي جحيفة قال: نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن ثمن الكلب و ثمن الدم ونهى عن الواشمة والموشومة و آكل الربا و موكله و لعن المصور. (صحيح البخارى، باب موكل الربا (ح: ۲۰۸۶) انيس)

(۳-۲) و يكره إمامة عبد، إلخ، و فاسق. (الدر المختار)

بل مشلى فى شرح المنية أن كراهة تفديمه كراهة تحريم. (ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر)
(مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد، انيس)

(۲) مسجد کا حجرہ مسجد کے اندرونی حصہ میں ہے، جبکہ مسجد کا راستہ ایک ہی ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے؟
 (۳) مسجد کے امام سے اگر کسی شخص، یا مسجد کے ذمہ داروں سے کچھ بات ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے نا اتفاقی ہو جاتی ہے، اس کی وجہ سے چند لوگ بغیر مسئلہ کی وضاحت کئے ہوئے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہیں، کیا یہ شرعاً درست ہے؟

(۴) مسجد کے ذمہ دار اگر چاہیں تو امام کو ہٹا سکتے ہیں، کیا مفتیوں اور محلّہ والوں سے رائے مشورہ لینا ضروری نہیں ہے، جب کہ اکثریت کی رائے نہ کی ہے اور کیا بات ہے، چند لوگوں کو چھوڑ کر کسی کو نہیں پتہ؟
 (۵) مسجد کا کرایہ دار کیا مسجد میں نہانا، کپڑے دھونا، بیت الخلاء اور دیگر چیزیں استعمال کر سکتا ہے؟ یا محلّہ والے استعمال کر سکتے ہیں، اگر سب پنج وقتہ نمازی ہوں؟

هو المصوب

(۲-۱) حجرہ کا راستہ دوسرا ہونا چاہیے، اس صورت میں حجرہ میں بیوی کو رکھ سکتے ہیں۔ (۱)
 ۳- بات معلوم ہونے پر اس کا جواب دیا جاسکتا ہے۔
 ۴- چند لوگوں کے علاوہ لوگ ذمہ دار سے دریافت کر سکتے ہیں، وجہ معلوم ہونے پر جواب دیا جاسکتا ہے۔
 ۵- غسل خانہ، بیت الخلاء وغیرہ مسجد میں وقتی ضرورت کے لیے بنائے جاتے ہیں، وقتی ضرورت رفع کی جاسکتی ہے، مستقلاً استعمال کہ اپنا گھر بنا لے، درست نہ ہوگا۔

تحریر: محمد ظہور ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲۰۹/۲-۲۱۰)

مسجد کی دوسری منزل پر امام کا قیام:

سوال: ہمارے ہی محلّہ میں دوسری مسجد ہے، جس کی اوپری منزل کے حجرہ میں امام صاحب مع اہل و عیال رہتے ہیں اور زینہ مسجد کے اندر سے ہو کر جاتا ہے، کیا امام صاحب کا مع اہل و عیال رہنا جائز ہے؟

هو المصوب

اگر اوپر کا حصہ حقیقی مسجد میں نہیں ہے تو اس میں امام صاحب کا مع اہل و عیال رہنا درست ہے، ورنہ نہیں۔ کمرہ کا راستہ مسجد سے علاحدہ بنا دیا جائے۔

تحریر: محمد مسعود حسن حسی / تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲۱۲/۲)

(۱) لو بنی فوقہ بیتاً للإمام لا یضر؛ لأنہ من المصالح، أما لو تمت المسجدية ثم أراد البناء منع ولو قال: عنیت ذلك، لم یصدق. (الدر المختار مع رد المحتار: ۵۴۸/۶) (کتاب الوقف، انیس)

امام اپنے رشتہ داروں کو مسجد میں ٹھہرا سکتے ہیں:

سوال: زید ایک مسجد میں امامت کرتا ہے، ظاہری وضع قطع میں مناسب ہے؛ لیکن اول تو اپنے عزیز واقارب میں سے پانچ چھ لوگوں کو اپنے ساتھ رکھتا ہے، ایک بھائی ہے، جس کی ایک دکان ہے، دن بھر وہ دکان پر بیٹھتا ہے؛ لیکن رات میں مسجد ہی میں رہتا ہے اور کھانا بھی مسجد ہی میں کھاتا ہے، نیز مسجد میں نہانے دھونے کا پانی، بیت الخلاء، پنکھا، کولر وغیرہ کا استعمال بھی یہ سارے لوگ آزادانہ طور پر کرتے ہیں اور پورے سال عزیز واقارب کی آمد کا سلسلہ جاری رہتا ہے، علاوہ ازیں زید مصلیوں اور غیر مصلیوں میں سے کئی لوگوں کے نہایت بھونڈے الزام لگانے کی بات بھی بہت کثرت سے پھیلی ہوئی ہے، جس کا زید کے پاس کوئی مناسب جواب نہیں ہے، وہ کہتا ہے کہ ہم نے یہ کام صرف مزاق میں کئے اور وہ ایک نامحرم کے گھر میں جاتا ہے اور عورتوں سے بے پردہ باتیں کرتا ہے، اعتراض کرنے پر انہوں نے یہ مسئلہ بتا کر لوگوں کو خاموش کرنا چاہا کہ جب صاحب خانہ اجازت دے دے تو اس میں کوئی گناہ نہیں، یہ مسئلہ کہاں تک درست ہے؟ یہ ساری چیزیں لوگوں پر انتہائی ناگوار گزرتی ہیں، سات آٹھ لوگوں نے نماز پڑھنا چھوڑ دی ہے، دوسری مسجد میں جاتے ہیں زید کو برطرف کرنے کی عام فضائیں چچی ہے تو کیا زید کو امامت سے برطرف کرنا درست ہے؟ جب کہ وہ ظاہری وضع قطع میں مناسب نیز حافظ قرآن ہیں، غلطیاں سب سے ہوتی ہیں؛ لیکن علوم نبوت کے حامل کا درجہ بہت بلند ہے، جس کی بنا پر بڑی غلطیوں کو نظر انداز کیا جاسکتا ہے، ان کو برقرار رکھنا زیادہ بہتر ہے، یا حکمت کے ساتھ امامت سے برطرف کرنا بہتر ہے؟ آئندہ نمازیوں کی تعداد مزید گھٹ جانے کا اندیشہ ہے؛ کیوں کہ ان کے خلاف نہایت خراب باتیں پھیل رہی ہیں اور ان کے پاس کوئی مناسب جواب نہیں ہے؟

هو المصوب:

بشرط صحت واقعہ امام صاحب کو مذکور عمل سے احتراز لازم ہے، (۱) مسجد میں کسی کو ٹھہرانا صحیح نہیں ہے، ذمہ داران مسجد کو چاہیے کہ امام کو مذکور عمل سے روکے، اگر مذکور عمل سے باز آجاتے ہیں تو فہما (ٹھیک ہے)، ورنہ امام صاحب کو امامت سے حکمت عملی کے ساتھ سبکدوش کر سکتے ہیں۔

تحریر: محمد مستقیم ندوی / تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء، ۲۰۱۲ء، ۲۱۳-۲۱۴)

(۱) يكره كل عمل من عمل الدنيا في المسجد. (الفتاوى الهندية، الباب الخامس في آداب المسجد، الخ: ۳۲۱/۵) / منحة السلوك شرح تحفة الملوك، كتاب الصلاة: ۴۲۸/۱، وزارة الأوقاف قطر) / الإختيار لتعليل المختار، فصل في مسائل مختلفة: ۱۶۶/۴، دار الكتب العلمية (انيس)
عن معاذ بن جبل قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: جنبوا مساجدكم مجانينكم وصبيانكم ورفع أصواتكم وسل سيفوكم وبيعكم وشراءكم وإقامة حدودكم وخصوصتكم وجمروا يوم جمعكم واجعلوا مظاهركم على أبوابها. (مصنف عبدالرزاق، باب البيع والقضاء في المسجد وما يجنب (ح: ۱۷۲۶) انيس)

امام کے کسی رشتہ دار کا مسجد کے وضو خانہ میں نہانا:

- سوال (۱) مسجد کے پیش امام اور ان کے ساتھی مسجد کے اندر وضو کے لیے لگے ہوئے نلوں سے نہاتے ہیں، برتن وغیرہ بھی وہیں دھوتے ہیں، کیا پیش امام صاحب کا مذکورہ عمل شریعت کے دائرہ میں ہے؟
- (۲) امام صاحب کے چھوٹے بھائی مسجد میں مغرب سے عشا تک زور زور سے قرأت کی مشق کرتے ہیں، جس سے دوسرے نمازی اور وظیفہ کرنے والوں کو دقت ہوتی ہے، کیا یہ جائز ہے؟

هو المصوب

- (۱) وضو خانہ میں غسل اور کپڑے دھوسکتے ہیں، مسجد کے فرش جہاں نماز پڑھی جاتی ہے، اس پر غسل یا کپڑا نہیں دھوسکتے ہیں۔ (۱)
- (۲) امام صاحب کے بھائی کو چاہیے کہ اتنی بلند آواز سے مشق کریں، یا تلاوت کریں، جس سے اور نمازیوں یا وظیفہ پڑھنے والوں کو خلل نہ واقع ہو۔
- تحریر: محمد ظہور ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء، ۲/۳۳۸)

مسجد کا روپیہ اپنی تنخواہ میں وصول کرنے والے کی امامت:

- سوال: جس امام کو مسجد کا حساب سپرد کیا ہو، وہ امام صاحب جب کہ اس کی تنخواہ بتائی گئی ہو کہ جو مسجد کی دکانوں کا کرایہ ہے، وہ اپنی تنخواہ میں لے لیا کرو، وہ امام جو روپے شادی میں لوگ دے گئے، کیا اس امانت کو بغیر محلہ والوں کے، یا بغیر ان لوگوں کے وہ اس روپے کو جو کہ امانت ہے، اٹھا سکتا ہے؟ یہ اگر اٹھائے تو کیا امانت میں خیانت کرنے سے اس امام کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے؟

الجواب: _____ حامداً ومصلياً

جو روپے مسجد کے لیے دیا گیا ہو، امام کو اس کے رکھنے کا حق نہیں۔ (۲)

- (۱) ويكره كل عمل من عمل الدنيا في المسجد. (الفتاوى الهندية: ۳۲۱/۵) (الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف، إلخ // الفتاوى العياضية، فصل فيما يتعلق به وما يكره وما لا يكره: ۲۰، المكتبة الملوكية مصر، انيس)
- (۲) بعث شمعاً في شهر رمضان إلى مسجد، فاحترق و بقي منه ثلثه أو دونه ليس للإمام ولا للمؤذن أن يأخذه بغير إذن الدافع“. (البحر الرائق، كتاب الوقف: ۴۱۹/۵، رشيدية)
- (یعنی اپنی ذات پر خرچ نہیں کر سکتا ہے۔ انیس) ”ولو جمع مالاً لينفقہ في بناء المسجد فأنفق بعضه في حاجته ثم رد بدله في نفقة المسجد لا يسعه أن يفعل ذلك“ (البحر الرائق، كتاب الوقف: ۴۲۰/۵، رشيدية)
- ==

وہ اپنی تنخواہ وصول کر سکتا ہے، (۱) اس کے علاوہ مسجد کی امانت میں خیانت کرے گا تو اس کی امامت مکروہ ہوگی۔ (۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۵/۱۳۹۶ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۹۳/۶)

جو امام مسجد کے دروازے پر دوکان لگائے اس کی امامت:

سوال: ایک امام مسجد نے مسجد کے دروازے پر الماری کھڑی کر کے دوکان لگالی، جس کی بنا پر راستہ مسجد کا نمازیوں کی آمد و رفت کے لیے تنگ ہو گیا، کیا ایسے امام لائق امامت ہیں؟

الجواب: ————— حامداً ومصلياً

امام کو ایسے تصرف کا حق نہیں۔ (۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۸۱/۶)

جو امام مسجد کی دوکان بیچ دے اس کی امامت:

سوال: مسجد کے دروازہ میں ایک دوکان تھی، امام مسجد نے اس دوکان کو فروخت کر دیا، جب لوگوں نے شور مچایا تو رقم واپس کی، کیا ایسے امام کے لیے امامت کرنا جائز ہے؟

== ”وإذا رأى حشيش المسجد... فإن كان له أدنى قيمة، لا يأخذه... وكذا الجنائز والعنق أو الحصر المقطعة والمنابر والقناديل المكسرة“. (البحر الرائق، كتاب الوقف: ۲۰/۵، رشيدية)

(۱) ولو أذن قيم مؤذناً ليخدم مسجداً أو قطع له الأجر وجعل ذلك أجرة المنزل وهو أجر المثل، جاز... المتولى إذا أمر المؤذن أن يخدم المسجد وسمى له أجراً معلوماً لكل سنة... فإذا نقد الأجر من مال المسجد حل للمؤذن أخذه، إلخ“. (البحر الرائق، كتاب الوقف: ۴۰۵/۵، رشيدية)

(۲) (ويكره إمامة... فاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد من يرتكب الكبائر... بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم“. (تنوير الأبصار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۶۰/۱، سعيد) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

(۳) (أما لو تمت المسجدية ثم أراد البناء منع... فإذا كان هذا في الواقف فكيف بغيره، فيجب هدمه ولو على جدار المسجد... ولأن يجعل شيئاً منه مستغلاً ولا سكنى.)

”قلت: وبه حكم ما يصنعه بعض جيران المسجد من وضع جذوع على جداره، فانه لا يحل... والمراد بالمستغل أن يؤجر منه شيء لأجل عمارته“. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الوقف: ۳۵۸/۴، سعيد)

”لا يجوز للقيم أن يضيق فناء المسجد للمارة والجماعة ببناء الحانوت فيه“. (الفتاوى البزازية، كتاب الوقف، الرابع في المسجد وما يتصل به: ۲۷۲/۶، رشيدية)

الجواب _____ حامدًا ومصليًا

اگر مسئلہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے ایسا کر لیا تھا، پھر توبہ کر لی تو وہ درگزر کے قابل ہے، (۱) ورنہ اس کی امامت مکروہ ہے۔ (۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمد وغفر لہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۸۱۶-۸۲)

مسجد کے قرآن شریف بیچنے والے کی امامت حکم:

سوال: ایک امام مسجد نے مسجد کے دو عدد قرآن شریف بعوض ایک سیرگھی اپنے شاگردوں کو فروخت کئے اور کچھ قرآن شریف جو کہ خستہ حالت میں تھے، گلا کر ان میں مٹی ملا کر اپنی شاگردوں کیوں سے برتن بنوائے تو ایسے امام مسجد کے تعلق شرعی فتویٰ تحریر کریں، اسلام میں اس کی سزا کیا ہے؟

الجواب _____

اس پیش امام نے یقیناً جہالت کی وجہ سے اس بے ادبی کا ارتکاب کیا ہوگا: اس لیے اسے توبہ کرنی چاہیے، توبہ کے بعد اس کا گناہ معاف ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمد وعفا اللہ عنہ، یکم رجب ۱۳۸۰ھ۔ (فتاویٰ مفتی محمود: ۱۹۲۲)

مسجد کے حساب کتاب میں دھوکہ دہی کرنے والے کی امامت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص امامت کرتا ہے، تنخواہ بھی لیتا ہے، مسجد کا تمام چندہ بھی اس کے سپرد کیا گیا اور امام نے ایسے خرچ کئے ہیں کہ ۱۲۰ کی چیز خریدی ہے اور ۲۲۵ روپے لکھ رہے ہیں اور اسی طرح کئی اور چیزوں میں رقم زیادہ کر رکھی ہے اور ان کے پاس رسید بھی موجود ہے اور جس شخص کو بھیجتے رہے، وہ شخص بھی ان

(۱) قال سبحانه تعالیٰ: ﴿وإني لعفار لمن تاب﴾. (سورة طه: ۸۲)

”وعن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ”إن العبد إذا اعترف ثم تاب، تاب اللہ علیہ“. (مشکوٰۃ المصابیح، باب الاستغفار والتوبة، الفصل الأول: ۲۰۳، قدیمی) (رقم الحدیث: ۲۳۳۰، انیس)

وعن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ”التائب من الذنب کمن لا ذنب له“. (مشکوٰۃ المصابیح، باب الاستغفار والتوبة، الفصل الثالث: ۲۰۶، قدیمی) (رقم الحدیث: ۲۳۶۳، انیس)

(۲) ویکرہ إمامة عبد و فاسق... لهذا إن وجد غیرهم وإفلا کراهة... آه“ (قوله فاسق: ولعل المراد به من یرتکب الكبائر... وأما الفاسق فقد عللوا کراهة تقديمه بأنه لا یهتم لأمر دینہ، وبأن فی تقديمه للإمامة تعظیمه، وقد وجب علیهم إهانتہ شرعاً“). (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۹/۱-۵۶۲) (مطلب فی

تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

کے سامنے کہتا ہے اور مانتے نہیں ہیں، اس کے بعد دوسری چیز یہ ہے کہ قربانی کی کھالوں کی قیمت امام صاحب نے میرے سپرد کئے، ایسے ایسے خرچ انھوں نے کیے ہیں، اب اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے، یا نہیں؟ بیواؤ تو جروا۔

الجواب

اہل محلہ و مسجد ایک کمیٹی معزز و بیدار حضرات کی منتخب کر لیں، وہ اس امام صاحب کے حساب کی پڑتال کریں، اگر حساب اس کا ٹھیک ہو تو اس کے پیچھے نماز درست ہے اور مخالف اور خیانت کی تہمت (۱) لگانے والوں کو تو بہ تائب ہو جانا اور امام صاحب سے معافی مانگنا ضروری ہے اور اگر واقعی خیانت ثابت ہو جائے، (۲) تو اس سے خیانت کی رقم

(۱) عن أنس أن النبي صلى الله عليه وسلم كان مع امرأة من نسائه، فمر رجل، فقال: يا فلان هذه امرأتى فلانة، فقال: يا رسول الله من كنت أظن به، فإني لم آكن أظن بك، فقال: إن الشيطان يجرى من ابن آدم مجرى الدم. (الآداب للبيهقي، باب ما يستحب من إبعاد المرء عن نفسه مواضع التهم، رقم الحديث: ۲۸۲، ص: ۹۴، انيس)
عن زيد بن ثابت موقوفاً عليه أنه قال: إني لأكره أن أرى في مكان يساء بي فيه الظن. (المرجع السابق، رقم الحديث: ۲۸۳، مؤسسة الكتب الثقافية، انيس)

أخبرني علي بن حسين، أن صفية زوج النبي صلى الله عليه وسلم أخبرته أنها جاءت النبي صلى الله عليه وسلم تزوره في إعتكافه في المسجد في العشر الأواخر من رمضان فتحدثت عنده، ساعة ثم ساعة ثم قامت تنقلب، وقام النبي صلى الله عليه وسلم معها يقلبها حتى إذا بلغت باب المسجد الذي عند باب أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم مريهما رجلان من الأنصار فسلموا على النبي صلى الله عليه وسلم ثم نفذوا، فقال لهما رسول الله صلى الله عليه وسلم: علي رسلكما إنما هي صفية بنت حبي فقالا: سبحان الله يا رسول الله وكبر عليهما ذلك، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: إن الشيطان يبلغ من ابن آدم مبلغ الدم، وإني خشيت أن ينقذ في قلوبكما شيئاً. (السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الصيام، باب المرأة تزور زوجها في إعتكافه وما في تلك القصة، من السنة في ترك الوقوف في مواضع التهم، رقم الحديث: ۵۲۹/۴، ۸۶۰، دار الكتب العلمية، بيروت، انيس) / الجامع لشعب الإيمان للبيهقي، حديث أويس القرني، فصل فيمن أبعده نفسه عن مواضع التهم، رقم الحديث: ۶۳۸۱، ۱۳۰/۹، مكتبة الرشد، انيس)

(۲) عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: آية المنافق ثلاث، إذا حدث كذب، وإذا وعد أخلف، وإذا أؤتمن خان. (صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب علامة المنافق، رقم الحديث: ۳۳، ص: ۳۰ / كتاب الشهادات، باب من أمر بإنجاز الوعد، رقم الحديث: ۲۶۸۲، ص: ۵۱۰ / كتاب الأدب، باب قول الله تعالى: ﴿يَأْيُهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وكونوا مع الصادقين﴾، رقم الحديث: ۶۰۹۵، ص: ۱۱۷۷، بيت الأفكار، بيروت، انيس)

ولا يحل مال المسلمين، لقول النبي صلى الله عليه وسلم: أنه آية المنافق ثلاث إذا أؤتمن خان، وقال الله تعالى: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُوَدُّوا أَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾. (صحيح البخاري، كتاب الوصايا، باب قول الله تعالى: من بعد وصية يوصي بها أو دين، رقم الحديث: ۲۷۴۸-۲۷۴۹، انيس)

وقال آية المنافق ثلاث، وإن صام وصلى وزعم أنه مسلم. (الصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب بيان خصال المنافق، رقم الحديث: ۵۹، ص: ۵۶، بيت الأفكار / جامع الترمذی، كتاب الإيمان،

وصول کریں، نیز اسے سمجھائیں کہ آئندہ اس قسم کی خیانت آپ سے نہ ہو، پھر اگر وہ تائب ہو جائے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے اور آئندہ کے لیے بہتر یہ ہے کہ مالیات کے شعبہ سے اسے برطرف رکھیں اور کمیٹی خود حساب و کتاب اپنے ہاتھ میں لے لے، یا کسی اور بہتر شخص کے سپرد کر دے اور اگر کمیٹی کی تحقیق وثبوت کے باوجود بھی وہ تائب نہ ہو تو وہ امامت کا اہل نہیں ہے، اسے امامت سے علاحدہ کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد جان عفا اللہ عنہ، الحواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ۔ (فتاویٰ مفتی محمود: ۱۹۲/۲)

مسجد کے چندہ سے کچھ رقم چھپا لینے کے بعد توبہ کر لینے والے کی امامت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسجد کا امام ہے اور اس کی تنخواں بھی مقرر ہے اور جمعہ کے روز نماز جمعہ کے بعد چندہ برائے مسجد کیا جاتا ہے، امام مذکور نے اس چندے میں سے دو تین دفعہ کچھ پیسے چھپا لیے اور اس کا اعتراف بھی کر لیا اور مقتدیوں سے معافی بھی مانگ لی تو کیا اب جب کہ اس نے توبہ کر لی اور معافی مانگ لی تو اس کی امامت درست، یا نہیں؟

الجواب

صورت مسئلہ میں بر تقدیر صحت واقعہ امام مذکور اگر صدق دل سے توبہ و تائب ہو چکا ہے اور جو رقم مسجد کی اس نے چھپائی ہے، وہ مسجد کے چندہ میں جمع کر دے تو اس کی امامت درست ہے۔

”التائب من الذنب کمن لا ذنب له“۔ (الحديث) (۱) فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ، نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان۔

الجواب صحیح: محمد انور شاہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان، ۲/ بیج الثانی ۱۳۹۸ھ۔ (فتاویٰ مفتی محمود: ۱۷۳/۲)

== باب ماجاء فی علامة المنافق، رقم الحديث: ۲۶۳۱، ص: ۴۲۶ / مسند الإمام احمد بن حنبل، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، رقم الحديث: ۴۸۶۸۵، ۳۱۴/۱، مؤسسة الرسالة/ السنن الكبرى، كتاب الاقار، باب ماجاء في اقرار المريض، رقم الحديث: ۱۱۴۵۶-۱۱۴۵۸ / كتاب الوديعة، باب ماجاء في التريغيب في اداء الامانات، رقم الحديث: ۴۷۰۶، ۱۱۶۸۹ / كتاب الشهادات، من كان منكشف الكذب مظهره مستتره لم تجز شهادته، رقم الحديث: ۳۳۰۱، ۲۰۸۱۹، دار الكتب العلمية، بيروت / مسند إسحاق بن راهويه (ح: ۳۸۳) / تعظيم قدر الصلاة للمروزي (ح: ۶۷۵) / السنة لأبي بكر بن الخلال، باب مناقحة المرجئة (ح: ۱۶۳۳) / مساويء الأخلاق للخرائطي، باب ماجاء في الكذب (ح: ۱۴۶) / الإيمان لابن منده (ح: ۵۲۹) انيس

(۱) سنن ابن ماجه، باب ذكر التوبة (ح: ۴۲۵۰) / الدعاء للطبراني، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: التائب من الذنب، الخ (ح: ۱۸۰۷) / مسند الشهاب القضاعي، التائب من الذنب كمن لا ذنب له (ح: ۱۰۸) / شعب الإيمان، معالجة كل ذنب بالتوبة (ح: ۶۷۸۰) انيس

شرعی وجوہات کی بنا پر ناپسندیدہ شخص کی امامت:

سوال: زید جو مسجد کا تنخواہ دار ملازم ہے، اس کے اعمال و افعال سے مسلمان ناراض ہیں؛ کیوں کہ یہ باتیں اس میں موجود ہیں:

(الف) جھوٹ بولنا اور جھوٹی شہادت دینا، (ب) مسجد کا روپیہ اپنے ذاتی مفاد میں خرچ کرنا، (ج) مسجد کا روپیہ اپنی وجاہت پیدا کرنے یا قائم رکھنے کے لیے خرچ کرنا، (د) مسجد کے ملازموں سے اپنے گھر کے ذاتی کام لینا اور اپنی خدمت کرانا، (ه) قبرستان کی قبروں کو منہدم کر کے اس پر ذاتی مکان بنانا، (و) اپنے رشتہ داروں کو مسجد کا ملازم مقرر کرنا اور پھر ان سے مسجد کے کام میں غفلت اور بے پروائی پر باز پرس نہ کرنا، (ز) اپنے مخالف مسلمانوں کی شکایتیں افسران و حکام بالاتک پہنچا کر ان کو نقصان پہنچانا۔

سوال یہ ہے کہ جس شخص میں یہ باتیں موجود ہوں تو مسلمانوں کا اس کی امامت سے ناخوش ہونا درست ہے، یا نہیں؟ اور وہ باوجود ان اعمال کے امامت کا اہل ہے، یا نہیں؟

(المستفتی: ۴۶۶۷، محمد یوسف صاحب، پشاور، ۱۲/رجب ۱۳۵۹ھ، ۱۹/اگست ۱۹۴۰ء)

الجواب

اگر یہ واقعہ ہو کہ کسی امام میں یہ باتیں پائی جائیں، جو سوال میں الف سے ز تک لکھی گئی ہیں تو ایسا شخص امامت کے لائق نہیں ہے، (۱) اور جماعت کا اس کی امامت سے ناخوش ہونا بجا ہے اور جب کہ امام سے تمام جماعت یا جماعت کی

(۱) عن عبد اللہ بن مسعود قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: علیکم بالصدق فإن الصدق یهدی إلى البر والبر یهدی إلى الجنة وما یزال الرجل یرجى الصدق یتحرى الصدق حتی یکتب عند اللہ صدیقاً، وإیاکم والكذب فإن الکذب یهدی إلى الفجور والفجور یهدی إلى النار وما یزال العبد یرجى الکذب یتحرى الکذب حتی یکتب عند اللہ کذاباً. (الصحيح لمسلم، کتاب البر والصلة، باب قبح الکذب وحسن الصدق وفضله، رقم الحدیث: ۲۶۰۷) / مسند الإمام أحمد، مسند عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (ح: ۳۶۳۸) انیس)

عن أنس رضی اللہ عنہ قال سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الکبائر قال: الاشرک بالله وعقوق الوالدين وشهادة الزور. (صحيح البخاری، کتاب الشهادات، باب ما قبل فی شهادة الزور، رقم الحدیث: ۲۶۰۳ / الصحيح لمسلم، کتاب الإیمان، باب بیان الكبائر وأکبرها، رقم الحدیث: ۸۸)

”ولو جمع مالا لینفقہ فی بناء المسجد فأنفق بعضہ فی حاجتہ ثم رد بدله فی نفقة المسجد لا یسعه أن یفعل ذلك“ (البحر الرائق، کتاب الوقف: ۴۲۰/۵، رشیدیة)

”وإذا رأى حشيش المسجد... فإن كان له أدنى قيمة، لا يأخذه... وكذا الجنائز والعق أو الحصر المقطعة والمنابر والقناديل المكسرة“. (البحر الرائق، کتاب الوقف: ۴۲۰/۵، رشیدیة)

اکثریت وجوہ شرعیہ کی بنا پر ناراض ہو تو امام کو ہرگز امامت کرنا جائز نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ”یعنی تین شخص ہیں: جن کی نماز ان کے کانوں سے تجاوز نہیں کرتی؛ (یعنی درجہ قبولیت کو نہیں پہنچتی)، ایک: غلام جو آقا کے پاس سے بھاگ گیا ہو، جب تک واپس نہ آئے، دوم: وہ عورت جو خاوند کی ناراضی اور خفگی میں رات بسر کرے، سوم: وہ امام جس سے جماعت بیزار ہو“ (۱)

یہ واضح رہے کہ جماعت کی بیزاری وہی معتبر ہے، جو وجوہ شرعیہ پر مبنی ہو؛ کیوں کہ اگر امام صالح امامت کی اہلیت رکھنے والا متدین متبع سنت ہو تو جماعت کی ناراضی اور بیزاری مؤثر نہ ہوگی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی (کفایت المفتی: ۱۱۹/۳-۱۲۰)



(۱) عن أبی أمامة قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ثلاثة لا تجوز صلاتهم آذانهم: العبد الآبق حتی یرجع وامرأة باتت وزوجها علیها ساخط وأمام قوم وهم له کارهون. (جامع الترمذی، باب ما جاء من قوما وهم له کارهون: ۸۲/۱، ط: سعید کمپنی، رقم الحدیث: ۳۶۰/۳، وكذا فی الدر المختار، باب الإمامة: ۵۵۹/۱) / مصنف ابن أبی شیبہ، ما حق الزوج علی امرأته (ح: ۱۷۱۳۸) / فیض القدير، حرف الناء: ۳۲۳/۳، المكتبة التجارية مصر / حاشية السندي علی سنن ابن ماجه، باب من أم قوما وهم له کارهون: ۳۰۷/۱، دار الجیل بیروت / انیس)

والدین کی نافرمانی کرنے والے کی امامت

عاق کی امامت:

سوال: عاق کی امامت جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

حدیث شریف میں ”صلوا خلف کل بر وفاجر“۔ (الحديث) (۱) پس عاق بھی چونکہ مسلمان ہے، کافر نہیں؛ اس لیے نماز اس کے پیچھے صحیح ہے، مگر مکروہ ہے؛ کیوں کہ عاق والدین و عاق استاذ فاسق ہے، (۲) اور امامت فاسق کی مکروہ ہے۔ (کذا فی رد المحتار) (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۳۲/۳)

والدین کی نافرمانی کرنے والے کی امامت:

سوال (۱) جس عالم و حافظ قاری حاجی کے اخلاق ایسے ہوں کہ والدین کی نافرمانی اور ساتھ کی عیب جوئی کرے، اس کو دوسروں میں پھیلاتا ہو اور اس کے پڑوسی بھی نالاں ہوں تو کیا ایسے کو امام بنایا جاسکتا ہے؟

(۲) جو شخص مسلمانوں کا اتحاد ختم کرے، جب کہ اس دور میں مسلمان خود اس قدر منتشر ہیں تو جہاں کہیں اتحاد ہے، اس کو برباد کرے اور ساتھ میں یہ دعویٰ کرے کہ میری آواز بھی اچھی ہے؛ اس لیے میں امامت کا مستحق ہوں تو کیا ایسے شخص کو امام بنانا جائز ہے؟

(۱) عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: صلوا خلف كل بر وفاجر وصلوا على كل بر وفاجر وجاهدوا مع كل بر وفاجر. (السنن الكبرى للبيهقي، باب الصلاة على من قتل نفسه غير مستحل (ح: ۶۸۳۲) انیس)

(۲) عن أنس قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن الكبائر؟ قال: الإشراف بالله وعقوق الوالدين وقتل النفس وشهادة الزور. (صحيح البخاري، باب ما قيل في شهادة الزور (ح: ۲۶۵۳) / الصحيح لمسلم، عن أبي بكر، باب بيان الكبائر وأكبرها (ح: ۸۷) انیس)

(۳) أما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب إهانته شرعاً، إلخ، بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

هو المصوب

- (۲-۱) دریافت کردہ صورت میں بشرط صحت واقعہ شخص مذکور کی امامت مکروہ تحریمی ہوگی۔ (۱)
تحریر: محمد ظفر عالم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۴۰۴/۲)

والدہ کو زد و کوب کرنے والے کی امامت:

سوال: جو شخص والدہ خود کو گھر سے نکال دے اور زد و کوب کرے اور گالیاں دے اور بے ادبی کرے، وہ شخص امام ہو سکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب

ایسا شخص سخت ظالم اور فاسق و بدکار خسر الدنیا والآخرۃ (دنیا و آخرت کا نقصان) کا مصداق ہے، (۲) ہرگز لائق امام بنانے کے اور پیر و مقتدی بنانے کے نہیں ہے، (۳) اور مصداق ”ضلوا و أضلوا“ (۴) اور شعر مولانا رومی قدس سرہ السامی کا ہے:
اے بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے نباید داد دست (۵) فقط
(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۲۴/۳)

(۱) عن عبد اللہ بن عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: الإشرک باللہ وعقوق الوالدین وقتل النفس والیمین الغموس. (صحیح البخاری، باب الیمین الغموس (ح: ۶۶۷۵) انیس)
﴿وأطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ریحکم واصبروا إن اللہ مع الصابین﴾ (سورۃ الأنفال: ۶، انیس)

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: سمعت رجلاً قرأ آیة وسمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ خلافہا فجئت بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فأخبرته فعرفت فی وجهه الکراهة وقال: کلا کما محسن، ولا تختلفوا فإن من کان قبلکم اختلفوا فہلکوا. (صحیح البخاری، باب حدیث الغار (ح: ۳۴۷۶) انیس)

(۲) عن المغیرة بن شعبه قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: إن اللہ حرم علیکم عقوق الأمهات ووأد البنات ومنع وهات وکره لکم قیل وقال وكثرة السؤال وإضاعة المال. (صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب عقوق الوالدین من الکبائر (ح: ۵۹۷۵) / الصحیح لمسلم، کتاب الأقضية، باب النهی عن كثرة السؤال من غیر حاجة (ح: ۵۹۳) انیس)
(۳) أن کراهة تقدیمه: أی الفاسق کراهة تحریم. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) (مطلب فی

تکرار الجماعۃ فی المسجد، انیس)

(۴) ﴿قد ضلوا من قبل وأضلوا كثيرا وضلوا عن سواء السبیل﴾ (سورۃ المائدہ: ۷۷، انیس)

(۵) کیوں کہ ابلیس بسا اوقات انسانوں کی شکل رکھتا ہے ☆ لہذا ہر کسی کے ہاتھ کی طرف ہاتھ نہیں دینا چاہئے۔ (ترجمہ، انیس)

اس لئے کہ قرآن پاک میں صراحت ہے: ﴿فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا﴾ (الآیۃ) ظفیر (بنی

إسرائیل: ۲۳، انیس)

والد کو گالی گلوچ کرنے والے کی امامت درست ہے، یا نہیں:

سوال: شخصے پدر خود را نیک و بد دہد و ہمیشہ دشنام دہد، غرض بسیار سیاست میکنند و دروغ میگویند موافق کتب چه حکم دارد و بر این شخص اقتدا جائز است، یا نہ؟ (۱)

الجواب

پدر را ایذاء دادن گنہ کبیرہ و معصیت سخت است، اگر توبہ نہ کند و معافی از پدر نخواہد، نماز پس او مکروہ است کہ او فاسق است۔

قال الله تعالى: ﴿وَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرُهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا﴾ (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۳۱۶)

باپ کو گالی دینے والے کی امامت:

سوال: جو شخص باپ کو ”حرامی، تیرے جنم میں نطفہ کا فرق ہے“ بول کر گالی دے، اس کے اوپر از روئے شرع کیا حکم ہے؟ ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب: حامدًا و مصلیًا

ایسا شخص فاسق اور نہایت کمینہ ہے، اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ (۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۶/۱۰/۱۳۹۲ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۶/۱۲۳)

(۱) خلاصہ سوال: ایک شخص اپنے باپ کو ہمیشہ برا بھلا کہتا رہتا ہے، سیاست بھی بہت کرتا ہے اور جھوٹ بھی بولتا ہے، اس کا کیا حکم ہے اور ایسے شخص کی اقتدا درست ہے یا نہیں؟ انیس

(۲) سورة بنی اسرائیل: ۲۳۔

خلاصہ جواب: باپ کو کسی قسم کی تکلیف دینا گنہ کبیرہ اور سخت معصیت ہے، اگر توبہ نہ کرے اور باپ سے معافی نہ مانگے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے؛ کیونکہ وہ وہ اس وقت فاسق ہے، جیسا کہ اللہ جل شانہ نے خود قرآن مجید میں اس سے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ والدین کو اف تک بھی نہ کہو اور کسی بات پر ان کو مت جھڑکو؛ بلکہ ان سے نرمی سے بات کرو۔ انیس

(۳) عقوق الوالدین: قال ابن الصلاح وأقره النووي: المحرم كل فعل يتأذى به الوالد أو نحوه تأذيا ليس بالهين، الخ. (شرح السيوطي لمسلم، باب بيان الكبائر وأكبرها: ۱/۱۰۴، دار ابن عفان، انیس)

ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى. (الدر المختار)

”قوله: (وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب

الخمر، والزاني وأكل الربا، نحو ذلك“. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۵۹-۵۶۰، سعيد) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

باپ کو گالی دینے اور ستانے والے کی امامت:

سوال: ایک شخص اپنے بوڑھے باپ کو بہت ستاتا ہے، اس پر کبھی کبھی فاقہ ڈالتا ہے، جھگڑتا ہے، کبھی والد کو دھوکا بھی دیا، والد بے نمازی ہے۔ ایسے شخص کو امام مقرر کرنا کیسا ہے؟

الجواب: ————— حامداً ومصلياً

جب باپ غریب اور ضعیف ہو، کھانے کمانے کے قابل نہ ہو تو اس کا نفقہ بیٹے کے ذمہ ہوتا ہے، (۱) باپ اگر چہ بے نمازی اور گنہ گار ہو، تب بھی باپ کا احترام واجب اور لازم ہے، اس کو گالی دینا اور ستانا حرام ہے، (۲) جو شخص باپ کے ساتھ وہ معاملہ کرے، جو سوال میں درج ہے، وہ فاسق اور بہت بڑا گنہ گار و ظالم ہے، اس کو ہرگز امام نہ بنایا جائے۔ (۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۱۲/۱۳۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔ الجواب صحیح: سید احمد علی سعید۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۶۵/۶)

استاذ کی شان میں بے ادبی کرنے والے کی امامت:

سوال (۱) عالم خالد نے عباس کو عرصہ دراز تک دینی تعلیم پڑھا لکھا کر دین اسلام سے آشنا کیا، علم فقہ سے مفصل واقف کار کرایا، بعد ازیں اگر عباس مذکور اپنے پدر بزرگوار، یا برادر کے کہنے پو مولوی خالد کو کسی مجلس سے برخواست کر دے، زد و کوب کی دھمکی دے اور خود پیشوا بنے، کیا ایسا بے ادب شاگرد امام بن سکتا ہے، یا نہیں؟

(۱) قال: ويجبر الولد الموسر على نفقة الأبوين المعسرين مسلمين كانا أو ذميين، قدرا على الكسب أو لم يقدر، بخلاف الحربيين. ولا يشارك الولد الموسر أحداً في نفقة أبيه المعسرين، كذا في العتبية“. (الفتاوى

الهندية، كتاب النكاح، الباب السابع عشر في النفقات، الفصل الخامس في نفقة ذوى الأرحام: ۵۶۴/۱، رشيدية)

(۲) قال اللہ تعالیٰ: ﴿وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه وبالوالدين إحساناً، إما يبلغن عندك الكبر أحدهما أو كلاهما، فلا تقل لهما أف ولا تنهرهما، وقل لهما قولا كريماً﴾. (سورة الإسراء: ۲۳)

وقال اللہ تعالیٰ: ﴿وصاحبها في الدنيا معروفاً﴾. (سورة لقمان: ۱۵)

”ثم بين صفة الإحسان إليهما بالقول والفعل والمخاطبة الجميلة على وجه التذلل والخضوع ونهى عن التبرم والتضجر بهما بقوله ﴿فلا تقل لهما أف﴾. ونهى عن الإغلاظ والزجر لهما بقوله ﴿ولا تنهرهما﴾ فأمر بلين القول والاستجابة لهما إلى ما يأمر أنه ما لم يكن معصية“. (أحكام القرآن للخصاص: ۲۹۱/۳، قديمي)

(۳) ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى. (الدر المختار) قال ابن عابدين رحمه الله تعالیٰ ”قوله: (وفاسق) من الفسق، وهو الخروج عن الإستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزاني وأكل الربا، إلخ“. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۹/۱-۵۶۰، سعید) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

(۲) جب تک عباس توبہ واستغفار نہ کرے، یا اپنی خطا کی اپنے استاذ سے معافی نہ مانگے، کیا اس کے پیچھے نماز جنازہ نماز عید وغیرہ پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب: _____ حامداً ومصلياً

جس استاذ نے دین اسلام کی تعلیم دی اور علم فقہ سے مفصل واقف بنایا، وہ بہت بڑا محسن ہے، (۱) اس کا حق باپ بھائی سے زیادہ ہے، باپ بھائی، یا کسی اور کے کہنے پر استاذ کو زد و کوب کی دھمکی دینا نہایت کمینہ حرکت ہے، (۲) ایسا شخص امامت کا مستحق نہیں، جب تک نالائق حرکت پر نادم ہو کر توبہ نہ کرے اور استاذ سے معافی نہ مانگ لے، اس کو امام نہ بنایا جائے۔ (۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۶/۳/۱۳۹۶ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۶۵/۶-۱۶۶)

استاذ کے نافرمان شاگرد کی امامت:

سوال: ایک استاذ مثلاً (زید) نے اپنے شاگرد مثلاً (عمر) کو کسی ناراضگی کی بنا پر عاق کر دیا، کیا عاق کرنا شرعاً کوئی حکم رکھتا ہے؟ بصورتِ دوم کیا حکم ہے اور اس شخص کو امام مسجد بنانا کیسا ہے، جائز ہے، یا ناجائز ہے؟

نوٹ: استاذ کی ناراضگی کا سبب یہ ہے کہ شاگرد اپنے استاذ کی زوجہ سے ناجائز تعلق رکھتا ہے۔

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من لم يشكر الناس لم يشكر الله". (مشکوٰۃ المصابيح، کتاب البيوع، باب الرجوع في الهبة، الفصل الثاني: ۲۶۱/۱، قديمي) (رقم الحديث: ۳۰۲۵ / سنن الترمذی، باب ماجاء في الشكر لمن أحسن إليك (ح: ۱۹۵۵) / مسند أبي يعلى الموصلي، من مسند أبي سعيد الخدري (ح: ۱۱۲۲) انيس)

(۲) اعلم أن طالب العلم لا ينال العلم ولا ينتفع به إلا بتعظيم العلم وأهله وتعظيم الأستاذ وتوقيره، فقد قيل: ما وصل من وصل إلا بالحرمة، وما سقط من سقط بترك الحرمة، وقيل: الحرمة خير من الطاعة، ألا ترى أن الإنسان لا يكفر بالمعصية وإنما يكفر باستخفافها وبترك الحرمة، ومن تعظيم العلم تعظيم المعلم، قال علي كرم الله وجهه: "أنا عبد من علمني حرفاً واحداً، إن شاء باع وإن شاء اعتق، وإن شاء استرق... فإن من علمك حرفاً مما تحتاج إليه في الدين فهو أبوك في الدين... وفي الجملة يطلب رضاه، ويحسب سخطه، ويمثل أمره في غير معصية الله". (تعليم المتعلم، تاليف الإمام برهان الإسلام تلميذ صاحب الهداية، ص: ۲۱، قديمي)

حق العالم على الجاهل وحق الأستاذ على التلميذ واحد على السواء وهو أن لا يفتح الكلام قبله ولا يجلس مكانه، إلخ". (رد المحتار، مسائل شتى: ۷۵۶/۶، سعيد)

(۳) وقد نصوا على أن أركان التوبة ثلاثة: الندامة على الماضي، والإقلاع في الحال، والعزم على عدم العود في الاستقبال... وإن كانت عمائتعلق بالعباد... وأما إن كانت المظالم في الأعراض... فيجب في التوبة فيها مع ما قدمناه في حقوق الله أن يخبر أصحابها بما قال من ذلك ويتحلل منهم". (شرح الفقه الأكبر، ص: ۱۵۸-۱۵۹، قديمي)

الجواب: _____ حامداً ومصلياً

عاق کہتے ہیں: نافرمان کو، شاگرد صورتِ مسئولہ میں یقیناً ایسی حرکت کا مرتکب ہے کہ جو استاذ کی ناخوشی کا موجب ہے، شاگرد کو ایسی حرکت سے توبہ کرنا اور استاذ کو راضی کرنا ضروری ہے، جب تک وہ توبہ نہ کرے، تب تک اس کو امام نہ بنانا چاہئے، (۱) بعد توبہ اس کی امامت درست ہے۔ (۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمد گنگوہی، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۸/۸/۱۳۵۸ھ۔
الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔ صحیح: عبداللطیف، ۲۱ شعبان/۱۳۵۸ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۶۷/۲)

والدین کے نافرمان کی امامت:

سوال: جو شخص اپنے والدین کا نافرمان ہے، اس کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟ اور اپنے ہاتھ کی کمانی میں والدین کو کچھ مل سکتا ہے، یا نہیں؟ اگر والدین فقیر ہوں تو اولاد مقدم ہے، یا والدین؟

الجواب: _____

امامت اس کی مکروہ ہے، بہ سبب فاسق ہونے کے، (۳) اور نکاح خوانی و ذبیحہ اس کا درست ہے کہ وہ مسلمان ہے اور والدین اس کے اگر محتاج ہیں، ان کا خرچ اور نفقہ بیٹے پر واجب ہے، اپنے عیال و اطفال کو بھی دیوے اور والدین کو

(۱) عن أبي أمامة الباهلي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من علم عبداً آية فهو مولاة لا ينبغي له أن يخذله ولا يستأثر عليه فإن هو فعل قضم عروة من عرى الإسلام - وفي رواية الماليني: "من علم رجلاً" - الخ. (شعب الإيمان للبيهقي، فصل في تعليم القرآن (ح: ۲۰۲۳) / المعجم الكبير للطبراني، محمد بن زياد الألهاني عن أبي أمامة (ح: ۷۵۲۸) انيس)

ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى. (الدر المختار)

"قوله: (وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وأكل الربا، ونحو ذلك". (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۰۹، ۵۱۰، سعید) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

(۲) ﴿وهو الغفور الرحيم﴾ أي لمن تاب إليه وتوكل عليه، ولو من أي ذنب كان حتى من الشرك به فإنه يتوب إليه. (تفسير ابن كثير، من تفسير سورة يونس: ۴/۲۶۱، دار الكتب العلمية بيروت، انيس)

والأحق بالإمامة الأعمى بالصلاة فقط صحةً وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة، ثم الأحسن تلاوة وتجويداً للقراءة، ثم الأورع، آه. (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۰۷، سعید)

(۳) ويكره تقديم الفاسق أيضاً لتساهله في الأمور الدينية. (غنية المتتملي، ص: ۳۵۱، ظفیر) (باب الإمامة وفيها مباحث، انيس)

بھی دیوے، سب کا نفقہ اس پر لازم ہے۔ و توجب علیٰ موسر (إلی قولہ) النفقة لأصوله الفقراء ولو قادرین علی الکسب، إلخ. (الدر المختار) (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۰۷-۳۰۸)

منکرات سے نہ بچنے والے اور والدین کی نافرمانی کرنے والے کی امامت:

سوال: بکر پہلوانوں کی کشتی میں۔ جہاں ڈھول وغیرہ منکرات ہوں۔ جاتا ہے اور میلوں میں۔ جہاں ہر قسم کے افعال قبیحہ ہوں۔ جاتا ہے، تماشا دیکھتا ہے، تارک جماعت ہے اور بکمر نے اپنے داماد عمر کو ورغلا کر اور بہکا کر اس کے والد زید کا عاق اور نافرمان بنا دیا ہے، یہاں تک کہ عمر نے اپنے والد کو مارا، حالانکہ نکاح سے پہلے عمر زید کا بہت تابع در تھا اور بکمر نے اپنے داماد عمر کو باپ سے معافی مانگنے سے روکا اور علم دین حاصل کرنے سے بھی روک دیا، کیا بکر و عمر کو امام بنانا درست ہے، یا نہیں؟ اور عمر اپنے والد زید کا عاق ہے، یا نہیں؟

الجواب

عمر اس صورت میں موافق بیان سائل کے اپنے باپ کا عاق اور نافرمان اور شرعاً فاسق و عاصی ہے، پس امام بنانا اس کا حرام ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے، اسی طرح بکر جو عمر کو عقوق والدین پر آمادہ کرتا ہے اور منکرات شرعیہ کا مرتکب ہے، فاسق ہے، (۱) اس کو امام بنانا حرام ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے۔ علامہ شامی نے فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہونے اور فاسق کو امام بنانے کی حرمت کی دلیل میں یہ لکھا ہے کہ فاسق از روئے احادیث واجب الایمانت ہے اور اس کو امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے؛ اس لیے امام بنانا اس کو حرام ہوا۔ عبارت شامی کی یہ ہے:

أما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتتم بأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً، إلخ. (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۲۹، ۱۳۰)

باپ کا جنازہ نہ پڑھنے والے امام کی اقتدا کا حکم:

سوال: ایک امام مسجد اپنے والدین سے بوجہ دنیاوی معاملات ناراض ہے اور اس ناراضگی کی بنا پر اس کے دوسرے بہن بھائی بھی اس سے لاتعلقی ہوں، پھر اس امام نے اپنے والد کے مرض الوفات میں نہ تو اس کی عیادت کی اور نہ دوسرے بھائیوں کے ڈر کی وجہ سے اس کی نماز جنازہ میں شرکت کی تو اس کی اقتدا کا کیا حکم ہے؟

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب النفقة: ۹۳۱/۲-۹۳۳، ظفیر

(۲) ﴿وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واتقوا اللہ إن اللہ شدید العقاب﴾ (سورۃ

المائدة: ۲، انیس)

(۳) رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

الجواب

والدین سے ناراض ہونا امر فبیح ہے، پھر ان کی عیادت اور جنازہ میں شریک نہ ہونا یہ ایقہ القباح ہے؛ لیکن اگر کسی شرعی امر اور جائز کام کی وجہ سے بیٹا اپنے باپ سے ناراض ہو تو اس کے پیچھے اقتدا درست ہے، البتہ اگر وہ کسی غیر شرعی امر یا شرعی امور میں حد سے تجاوز کر کے باپ کے حق میں کوتاہی کرتا ہے تو بوجہ فسق ہونے کے اس کی اقتدا مکروہ ہے۔ (۱)

قال ابن عابدین تحت هذا القول (يكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق أعمى): أي من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الرباء ونحو ذلك. (رد المحتار: ۱/۵۶۰) (۲) (فتاویٰ حقانیہ: ۱۵۰۳-۱۵۱)

استاذ کی بے حرمتی کرنے والے کی امامت:

سوال: گل بابا نے مولوی ثناء اللہ سے ایک کتاب حدیث کی اور ایک فقہ کی پڑھی، اس کے بعد گل بابا نے کسی بات پر اپنے استاذ مذکور کو گالیاں دیں اور بُرے الفاظ کہے، بعد چندے مولوی صاحب نے وفات کی، اب گل بابا کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

اب جبکہ گل بابا کا استاذ مذکور فوت ہو گیا ہے تو گل بابا سے کہا جاوے کہ اپنے استاذ مذکور کے لیے دعا کرے اور جو کچھ بے ادبی و گستاخی اس سے ہوئی، اس سے توبہ کرے اور استغفار کرے، اللہ تعالیٰ اس کا گناہ معاف فرما دیوے گا اور استاذ بھی خوش ہو جاوے گا اور بعد توبہ کے امامت گل بابا کی بلا کراہت درست ہے۔

در مختار میں ہے کہ اگر فاسق و مبتدع کے پیچھے نماز پڑھے گا تو بزرگی اور ثواب جماعت کا اس کو ملے گا اور شامی میں

(۱) ﴿وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه وبالوالدين إحسانا﴾ (سورة الإسراء: ۲۳، انیس)

﴿ووصينا الإنسان بوالديه حسنا وإن جاهداك لتشرك بي ما ليس لك به علم فلا تطعهما﴾ (سورة

العنكبوت: ۸، انیس)

عن علي رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا طاعة في معصية الله عز وجل. (مسند البزار، ومما روى سعد بن عبيدة عن أبي عبد الرحمن عن علي (ح: ۵۸۶) / وفي رواية أبي يعلى الموصلي في مسنده عن علي رقم الحديث: ۲۷۹ بلفظ: "لا طاعة لبشر في معصية الله"، انیس)

(۲) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انیس

وفي الهندية: تجوز إمامة الأعرابي والأعمى والعبد وولد الزنا والفاسق، كذا في الخلاصة، إلا أنها تكروه،

هكذا في المتنون. (الفتاوى الهندية، باب الإمامة الفصل الثالث: ۸۰/۱)

ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ عبارت درمختار کی یہ ہے:

صلی خلف فاسق و مبتدع نال فضل الجماعة، إلخ. قال فی الشامی: أفاد أن الصلاة خلفهما أولى من الانفراد، إلخ. (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۱۶/۳)

استاذ کی ہتک کرنے اور تصویر کھینچوانے والے کی امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنے پاس اپنے پیر، یعنی مرشد کی تصویر رکھی ہوئی ہے، صورت رکھنے کی یہ ہے کہ محض زیارت مقصد ہے؛ یعنی کبھی نہ کبھی چوم لیتا ہے، اس کے بارے میں علماء دین کیا فرماتے ہیں؛ یعنی اپنے مرشد کی تصویر کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے، یا نہیں؟

دیگر عرض یہ ہے کہ ایک آدمی نے اپنے استاد صاحب کو گالیاں دی ہیں اور اس پر طعن و تشنیع کرتا ہے؛ یعنی برا سمجھتا ہے، کیا ایسے شخص کی امامت ہو سکتی ہے، یا نہیں؟ شاگرد کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟ کیوں کہ شاگرد استاد کو گالیاں دیتا ہے، نیز جو شخص اپنے مرشد کی تصویر رکھتا ہے، اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے، وہ امامت کرا سکتا ہے، یا نہیں؟ (المستفتی: عبدالرؤف)

الجواب

عن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: أشد الناس عذاباً عندنا لله المصورون. {متفق علیہ} (۲)

تصویر بنانا اور کھینچنا اور کھینچوانا شریعت میں حرام ہے، لہذا شخص مذکور کے پیچھے نماز مکروہ ہے، بلا وجہ اپنے استاد عالم دین کی مخالفت کرنا اور عداوت اور توہین کرنا معصیت ہے۔

شامی میں ہے:

”قال الزند ویستی: حق العالم علی الجاهل وحق الأستاد علی التلمیذ واحد علی

السواء“۔ (۳)

(۱) رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۵/۱، ظفیر (البدعة خمسة أقسام، انیس)

(۲) مشکوٰۃ، کتاب اللباس، باب التصاویر، الفصل الأول (ح: ۴۴۹۷) ص: ۱۲۷، المكتب الإسلامی / صحیح

البخاری، باب عذاب المصورین يوم القيامة (ح: ۵۹۵۰) / صحیح لمسلم، کتاب اللباس والزینة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان (ح: ۲۱۰۹) / مسند البزار، عبد اللہ بن مرة وغيره من أصحاب مسروق عن مسروق عن عبد اللہ (ح: ۱۹۶۴)، انیس

(۳) رد المحتار، کتاب الخنثی، مسائل شتی: ۴۸۷/۱۰، المكتبة العلمية، انیس

گالی بکنانی نفسہ معصیت ہے اور پھر استاد کو گالیاں دینا تو اور برا ہے، پس شخص مذکور اگر فعل بد سے توبہ تائب نہ ہو تو اس کو امام بنانا نہیں چاہئے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ، نائب مفتی خیر المدارس ملتان راجواب صحیح: محمد عفا اللہ عنہ۔ (خیر الفتاویٰ ۲: ۳۳۴) ☆

اپنے استاذ عالم دین کی بے عزتی اور توہین کرنے والے کی امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اپنے ایک استاذ، جو عالم دین بھی ہے، کی دنیاوی لالچ کی وجہ سے بے عزتی اور توہین کرتا ہے، کیا یہ شخص اس جزئیہ فقہیہ کے تحت داخل نہیں ہے کہ ”من اهان عالماً بغیر سبب خیف علیہ الکفر“؟ اور اس سلسلہ میں یہ شاگرد عاق ہے، یا نہیں؟ اور اس کی امامت جائز ہوگی، یا نہیں؟ بیوا تو جروا۔

(المستفتی: حافظ ہدایت الرحمن مالکی صوابی ۱۲/ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ)

الجواب

عالم سے علم دین کی وجہ سے عداوت کرنا موجب کفر ہے، ذاتیات کی وجہ سے عداوت کفر نہیں ہے، (۱) البتہ ”سباب المسلم فسوق“ (۲) کی بنا پر یہ شخص فاسق ہے اور ایسے شخص کے پیچھے اقتدا مکروہ تحریمی ہے، (۳) جب کہ

☆ استاذ کی بدو عا والے شاگرد کی امامت:

سوال: ایک امام مسجد نے اپنے شاگرد کو کسی ذاتی تنازع کی بنا پر (زمین کا تنازع) بددعا دی اور چند بعد پیش امام کا انتقال ہو گیا اور شاگرد اسی مسجد میں پیش امام بن جاتے ہیں، اب مقتدیوں میں اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ اس (موجودہ امام) کو استاذ کی بددعا ہے؛ اس لیے اس کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی، جبکہ دوسرا گروہ یہ کہتا ہے کہ نماز ہو سکتی ہے، جبکہ اس گاؤں میں دوسرا کوئی شخص نماز پڑھانے کے لائق اور قابل ہی نہیں ہے۔

الجواب

استاذ کی بددعا اگر بے وجہ تھی تو اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے اور اگر معقول وجہ کی بناء پر تھی تو شاگرد کو استاذ کے لیے بلندی درجات کی دعاء کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے بھی معافی مانگے، نماز اس کے پیچھے صحیح ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳: ۴۴۳)

(۱) قالہ الملا علی القاری: من أبغض عالماً من غیر سبب ظاہر خیف علیہ الکفر قلت: الظاهر أنه یکفر؛ لأنه إذا أبغض العالم من غیر سبب دنیوی أو آخروی فیکون بغضه لعلم الشریعة ولا شک فی کفر من أنکره فضلاً عن أبغضه. (شرح فقہ الأكبر لملا علی قاری، ص: ۱۷۳، فصل فی العلم والعلماء)

(۲) عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ”سباب المسلم فسوق وقتاله کفر“. (الصحيح لمسلم: ۵۸۱، کتاب الإیمان) (رقم الحدیث: ۶۴، انیس)

(۳) قال العلامة الحصکفی رحمه اللہ: ویکره إمامة عبد وفاسق وأعمى. = =

قوم میں اس شخص سے نیک لوگ موجود ہوں اور عاق کا بھی یہی حکم ہے۔ (ماخوذ از شرح الفقہ الاکبر والبحر الرائق)

وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۲۳۳/۲) ☆

== قال ابن عابدين: (قوله: أي غير الفاسق) وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً ولا يخفى أنه إذا كان اعلم من غيره لا تزول العلة فإنه لا يؤمن أن يصلح بهم بغير طهارة فهو كالمبتدع تكره إمامته بكل حال بل مشي في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (الدر المختار مع رد المحتار: ۱/۴۱، مطلب البدعة خمسة أقسام، باب الإمامة)

☆ والدور استاذ کی اہانت کرنے والے کی امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید، عمر اور بکر تین بھائی ہیں، ان میں سے زید سند یافتہ عالم ہے اور شادی شدہ بھی ہے، جب کہ بکر اور عمر گھر پر نہیں ہوتے؛ بلکہ کاروبار کے سلسلے میں سفر پر ہوتے ہیں، بکر اور عمر نے زید کے ساتھ یہ فیصلہ کیا تھا کہ والدین کا خرچہ مشترک طور پر ادا کریں گے؛ لیکن زید کا رویہ والدین کے ساتھ بہت توہین آمیز ہے، جب کہ زید اپنے والد کا شاگرد بھی ہے، زید نے ضعیف العمر والدین کو گھر سے نکال کر تھپڑ مارے اور چائے کا پیالہ بھی زور سے اٹھیل دیا، زید والدین کو گھر میں عزت کے ساتھ روٹی وغیرہ بھی نہیں دیتے، اپنے والد کو ہر بات پر ٹوکتا ہے اور برا بھلا کہتا ہے، سوال یہ ہے کہ اس قسم کے آدمی کی اقتدا کا کیا حکم ہے؟ بیٹو تو جروا۔

(المستفتی: مولانا غلام حیدر لنڈا احمد خیل، بنوں، ۱۲/صفر ۱۳۹۲ھ)

الجواب

بشرط صدق مستفتی زید عاق اور فاجر ہے، اس کے پیچھے اقتدا مکروہ تحریمی ہے، لحديث الكباير ومنها عقوق الوالدين. (عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "الكباير الاشرار بالله وعقوق الوالدين وقتل النفس واليمين الغموس، رواه البخاري، وفي رواية أنس وشهادة الزور بدل اليمين الغموس، متفق عليه. (مشكوة المصابيح: ۱۷۱)، باب الكباير وعلامات النفاق، الفصل الأول) وفي منحة الخالق قال الرملي ذكر الحلبي أن تقديم الفاسق والمبتدع كراهة التحريم (هامش البحر الرائق: ۱/۳۴۹) (منحة الخالق على هامش البحر الرائق: ۱/۳۴۹، باب الإمامة)

نوٹ: اگر قوم اس سے بدتر ہو تو اقتدا مکروہ نہیں ہے۔ (بحر) (قال العلامة ابن نجيم: وينبغي أن يكون محل

كراهة الاقتداء بهم عند وجود غيرهم وإلا فلا كراهة لما لا يخفى) (البحر الرائق: ۱/۳۴۹، باب الإمامة) وهو الموفق

(فتاویٰ فریدیہ: ۲۳۵/۲-۳۲۶)

استاذ سے عاق کی نماز اور امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو شخص اپنے استاذ اور پیش امام جو آباء و اجداد سے یکے بعد دیگرے علم دین کی تعلیم دے رہا ہے، اس شخص نے بھی نماز اور قرآن اس استاذ سے سیکھ لیا ہے اور استاذ امامت کے جملہ حقوق ادا کرتا رہا ہے اور عالم دین سے واقف ہے تو بلا تصور شرعی استاذ کو گالیاں دینا، ناجائز کبواس کرنا، تحقیر کی نظر سے دیکھنا اور ان کے خلاف پروپیگنڈے کرنا وغیرہ عند الشرع اس شخص کا کیا حکم ہے؟ استاذ نے اسے عاق بھی کیا ہے، کیا اس کی نماز وغیرہ عبادات قبول ہیں، یا نہیں، اس کی امامت کرنے کا کیا حکم ہے؟ بیٹو تو جروا۔

(المستفتی: نامعلوم) ==

نا جائز معاملہ پر والدین سے ناراض بیٹے کی اقتدا جائز ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک پیش امام اپنی والدہ سے ناراض ہے، اس کو قوم کہتا ہے کہ والدہ سے راضی نامہ کر لے، یا معافی طلب کرے؛ لیکن وہ نہ راضی نامہ کرنا چاہتا ہے اور نہ معافی طلب کرتا ہے، جب کہ ماں کا بیان یہ ہے کہ ”واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ میرا بیٹا فلاں ولد فلاں قوم.....سکنہ.....ناراض ہو کر کسی کے مکان میں چلا گیا ہے اور میرے خاوند کوفوت ہوئے آٹھ سال ہو گئے ہیں، ان آٹھ سالوں میں اس نے میری کوئی امداد نہیں کی، پچھلے سال وہ گھر آیا، ہم نے جرجہ بٹھا کر اس کو کہا اور وہ ناراض ہو کر کسی کے مکان میں چلا گیا، اب وہ کہتا ہے کہ میں والدہ سے ناراض ہی رہوں گا، اگر آپ نے میرا اور والدہ صاحبہ کا راضی نامہ کرنا ہے تو میرا گوشت کاٹ کر بوری میں ڈال کر لے جائیں اور میں دندہ مانی سے معافی نہیں مانگوں گا، وغیرہ“۔ اس صورت میں ایسے بیٹے کی امامت جائز ہے، یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

(المستفتی: مولوی محمد غنی راولپنڈی، ۲۲/۱۱/۱۹۶۹ء)

الجواب

==

بعض فتاویٰ مثلاً فتاویٰ نور الہدیٰ، ص: ۳۸۶ میں مسطور ہے کہ استاذ سے عاق کی نماز امامت عبادات نامنظور ہے اور دنیا سے بے ایمان جائے گا، حیث قال:

وينبغي للمتعملم أن يعظم أستاذه؛ لأن في تعظيمه بركة ومن لم يعظم أو شتم فهو عاق ولا تقبل صلاة ولا إمامته ويعزر ويشهر وعليه الفتوى في زماننا ثم قال بعد أحرف: وتسقط عدالته ولا يعتبر قوله ولا يعمل بفتواه لو كان مفتياً.

(وقال أيضاً: لا يحل ذبيحة العاق ولا إمامته؛ لأنه يصير مرتداً في الحال ومثواه في النار، انتهى).

لیکن یہ احکام چونکہ نہ دلیل شرعی سے ثابت ہیں اور نہ کسی معتبر کتاب سے منقول ہیں، لہذا ایسے احکام، (علی تقدیر الثبوت) سدباب اور تعزیر پر محمول کئے جائیں گے اور حقیقت یہ ہے کہ عاق فاسق ہے، اس کے پیچھے اقتدا مکروہ ہے، (قال العلامة ابن عابدین: وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه كراهة تحريم؛ بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانتته شرعاً ولا يخفى أنه إذا كان أعلم من غيره لا تزول العلة فإنه لا يؤمن أن يصلح بهم بغير طهارة فهو كالمبتدع تكره إمامته بكل حال بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا قال ولذا لم تجز الصلاة خلفه أصلاً عند مالك ورواية عن أحمد فلذا حاول الشارح في عبارة المصنف وحمل الاستثناء على غير الفاسق) واللہ أعلم. (رد المحتار هامش الدر المختار: ۱/۴۱۴، قبیل مطلب البدعة، خمسة أقسام) واجب التعزیر ہے اور عاق پر ضروری ہے کہ استاذ کو راضی کرے اور اللہ تعالیٰ سے بھی معافی مانگے۔ والدلیل علی التعزیر ما فی الدر المختار وللشباب العالم أن يتقدم الشيخ الجاهل وقال الرملي: فالمتقدم ارتكب معصية فيعزر. (رد المحتار: ۵/۴۹۸) ==

الجواب

آپ نے کوئی تفصیل نہیں بتائی ہے کہ ناراضگی کی وجہ کیا ہے، لہذا تعلقاً جو اب دیا جاتا ہے؛ یعنی اگر والدہ کے جائز معاملہ سے یہ ناراضگی ہو تو فسق کی وجہ سے اس کے پیچھے اقتدا مکروہ تحریمی ہے، (۱) اور اگر والدہ کے کوئی ناجائز معاملہ سے ناراضگی ہو تو اس پر کوئی حرج نہیں ہے، لحدیث: ” لا طاعة للمخلوق فی معصیة الخالق“۔ (۲) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۲/۴۳۰-۴۳۱)

عاق کے پیچھے اقتدا کرنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مولوی صاحب، جو ہمارا پیش امام ہے، اپنے والد سے لڑ پڑا، والد نے بیک وقت طلاق ثلاثہ ڈال دیں کہ یہ بیٹا مجھ سے عاق ہے، کیا اب اس عاق شدہ امام صاحب کے پیچھے نماز درست ہے؟ بیٹو اتو جروا۔
(المستفتی: ڈاکٹر ظہور محمد واڑی ضلع دیر، ۳۱/۸/۱۹۸۳ء)

الجواب

عاق کے پیچھے اقتدا مکروہ ہے؛ (۳) لیکن اس کے پیچھے اقتدا انفرادی سے افضل ہے۔ (شامی وغیرہ) (۴) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۲/۳۸۱-۳۸۲)

== قال العلامة ابن عابدین رحمہ اللہ: قوله: وللشباب العالم أن يتقدم) لأنه أفضل منه ولهذا يقدم في الصلاة وهي أحد أركان الإسلام وهي تالية الإيمان زيلعي وصرح الرملي في فتاواه بحرمة تقدم الجاهل على العالم حيث أشعر نزول درجته عند العامة لمخالفة لقوله تعالى: ﴿ يرفع الله الذين آمنوا منكم والذين أوتوا العلم درجات ﴾ إلى أن قال وهذا مجمع عليه فالمتقدم ارتكب معصية فيعزز (رد المحتار: ۵/۳۳۰، مسائل شتى قبيل كتاب الفرائض) خلاصہ ہے کہ بشرط صدق وثبوت یہ شخص فاسق اور واجب التعزیر ہے۔ وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۲/۳۱۳-۳۱۴)

(۱) قال العلامة الحصكفي رحمه الله: ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى و مبتدع.
قال ابن عابدین: تكره إمامته بكل حال بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديم كراهة تحريم. (رد المحتار مع الدر المختار: ۱/۴۱۴، قبيل مطلب البدعة خمسة أقسام، باب الإمامة)

(۲) مشکوٰۃ المصابيح: ۱/۳۲۱، الفصل الثاني، كتاب الإمارة (المعجم الكبير للطبراني، هشام بن حسان عن الحسن عن عمران بن حصين (ح: ۳۸۱) انيس)

(۳) لأن العقوق من الكبائر وفي الحديث عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الكبائر الاشرار بالله وعقوق الوالدين إلخ. (مشکوٰۃ المصابيح: ۱/۱۷۱، باب الكبائر، الفصل الأول)

(۴) قال العلامة الحصكفي رحمه الله: صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة. ==

حاصلات میں حصہ مانگنے کے لئے والدہ کا بیٹے کو عاق کرنے والے کی امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کا والد فوت ہوا ہے اور والدہ، دو بہن اور تین بھانجے اس کے ذمہ رہ گئے ہیں، اس آدمی نے والدہ اور بہنوں کو جائیداد میں حصہ بھی دیا ہے، اب امامت کے جو حاصلات ہیں، اس میں ان کا حصہ بنتا ہے، یا نہیں؟ باوجودیکہ گاؤں کے معززین اور ممبران نے اس آدمی پر تین ہزار پانچ سو روپیہ رکھ دئے کہ اپنی والدہ کو دیدیں، اب اس آدمی کی بہن اور بھانجے والدہ کو بھڑکاتے ہیں کہ اپنے بیٹے کو عاق کر دیں اور ساتھ یہ بھی کہہ دیں کہ میں تم کو دودھ نہیں بخشتی، کیا ان الفاظ سے یہ آدمی عاق ہوگا، یا نہیں؟ اب عوام بھی بگڑ گئے ہیں کہ ان کو والدہ نے عاق کر دیا ہے، لہذا اس کے پیچھے اقتدا درست نہیں، کیا واقعی ان کی اقتدا درست نہیں؟ بینوا تو جروا۔

(المستفتی: سیدروخان شکر پورہ پشاور، ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ)

الجواب

منصب امامت کوئی جائیداد نہیں ہے اور نہ ترکہ ہے، حتیٰ کہ اس میں والدہ کا حصہ بھی ہو، یہ محض خلافت ہے، البتہ اگر اس شخص کے والد کو کوئی مکانہ بطور ملک کے دیا گیا ہو، اس میں ورثہ کا حصہ ہوگا اور اگر یہ مکانہ بطور ملک کے نہ دیا گیا ہو اور اوقاف مسجد سے ہو تو اس میں ماسوائے موجودہ امام کے دیگر اس (اس امام کی والدہ اور ہمشیرہ گان) کا کوئی حق نہیں ہے۔

ملاحظہ: صورت اولیٰ کی تقدیر پر والدہ کی ناراضگی بر محل ہے اور صورت ثانیہ کی تقدیر پر بے محل

ہے، (۱) اور یہ بیٹا عاق نہیں ہے۔ و هو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۳۴۷/۲)



== قال ابن عابدین: (قوله: نال فضل الجماعة) أفاد أن الصلاة خلفهما أولى من الانفراد. (الدر المختار مع رد المحتار: ۱/۵۱، مطلب فی إمامة الأُمرد، باب الإمامة)

(۱) قال العلامة: ملا علی قاری: (قوله: عقوق الوالدين) أى قطع صلتهما ما حوذ من العق وهو الشق والقطع والمراد عقوق أحدهما قيل: هو ايذاء لا يتحمل مثله من الولد عادة وقيل: عقوقهما مخالفة أمرهما فيما لم يكن معصية. (هامش مرقاة على المشكوة المصابيح: ۱۷/۱، باب الكبائر وعلامات النفاق)

وفى منهاج السنن: (قوله: عقوق الوالدين) أى قطع صلتهما وايذاءهما وملخصه ارتكاب أمر يؤذيهما ولا يتحمل مثله من الولد، والعقوق حرام إلا إذا كان فى طاعتها معصية الخالق أو كان فيها تغير الشرع، والعاق فاسق فيجرى عليه ما يجرى على الفاسق. (منهاج السنن شرح جامع السنن: ۳/۲، باب ما جاء فى التغليظ فى الكذب والزور)

ایسے شخص کی امامت، جس کے رشتہ دار فاسق ہوں

اس شخص کی اقتدا کا حکم، جس کی بیوی بے پردہ رہتی ہو:

سوال: جس شخص کی زوجہ، یا دختر، یا والدہ اور خواہر بلا حجاب و نقاب بازار میں جاتی ہیں، آیا ایسے شخصوں کے ساتھ مشاربت و موالکت کرنا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا شرعاً بلا کراہت جائز ہے، یا نہیں؟ اور حجاب عامہ مؤمنات کے حق میں بھی واجب ہے، یا سنت ہے، یا مستحب ہے؟ فقط

الجواب

کتب فقہ میں مصرح ہے کہ حرہ (آزاد عورت) کا تمام بدن بجز وجہ (چہرہ) اور کفین (ہتھیلیاں) اور قدمین (دونوں پیر) کے فی نفسہ اور وجہ وغیرہ بعارض فتنہ واجب الستر (چھپانا واجب) ہے، (۱) اور ترک واجب معصیت (گناہ) ہے، (۲)

(۱) ﴿وقل للمؤمنات يغضضن من ابصارهن ويحفظن فروجهن ولا يبدين زينتهن إلا ما ظهر منها وليضربن بخمرهن على جيوبهن ولا يبدين زينتهن إلا لبعولتهن أو آبائهن أو أبناء بعولتهن أو إخوانهن أو بنى إخوانهن أو بنى أخواتهن أو نسائهن أو مملكت أيمانهن أو التابعين غير أولى الإربة من الرجال أو الطفل الذي لم يظهروا على عورات النساء لا يضربن بأرجلهن ليعلم ما يخفين من زينتهن وتوبوا إلى الله جميعاً أيها المؤمنون لعلكم تفلحون﴾ (سورة النور: ۳۱، انیس)

”إعلم أنه لا ملازمة بين كونه ليس عورة وجواز النظر إليه فحل النظر منوط لعدم خشية الشهوة مع انتفاء العورة ولذا حرم النظر إلى وجهها ووجه الأمر إذا شك في الشهوة ولا عورة“۔ (فتح القدير، باب شروط الصلاة التي تتقدمها: ۲۵۹/۱-۲۶۰، دار الفكر بيروت، انیس)

وهذا كله إذا لم يكن النظر عن شهوة فإن كان يعلم أنه إن نظر إشتهى لم يبح له النظر إلى شيء منها. (مبسوط السرخسي، النظر إلى الأجنبية: ۱۰۳/۱، دار المعرفة بيروت، انیس)

(فإن خاف الشهوة) أو شك (امتنع النظر إلى وجهها) فحل النظر مقيدة بعدم الشهوة وإلا فحرام وهذا في زمانهم وأما في زماننا فممنوع من الشابة قهستاني وغيره (إلا النظر لا المس (لحاجة) كقاض وشاهد يحكم (ويشهد عليها). (الدر المختار على صدر رد المحتار، فصل في النظر والمس: ۳۷۰/۶، دار الفكر بيروت، انیس)

(وتمنع) المرأة الشابة (من كشف الوجه بين رجال) لا لأنه عورة بل (لخوف الفتنة). (الدر المختار، مطلب في ستر العورة: ۴۰۶/۱، دار الفكر بيروت، انیس)

(۲) وكل من ترك الواجب فهو عاص. (بيان المختصر شرح مختصر ابن الحاجب، الواجب الموسع: ۳۶۲/۱، دار المدني، انیس)

لأن ترك الواجب مفسق. (فتح القدير، كتاب الزكاة: ۱۰۶/۲، دار الفكر بيروت، انیس)

اور معصیت پر باوجود قدرتِ منع کے سکوت و تسامح (خاموشی اور درگزر) فسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے، تحریماً علی الاربح، (۱) پس جس شخص کو اپنے جن اقارب (رشتہ داروں) پر اس قدر قدرت ہو اور وہ منع نہ کرے تو وہ اس حکم میں داخل ہو جاوے گا اور اگر قدرت نہیں، یا اس کی زوجہ و خواہر (بیوی اور بہن) وغیرہ سن رسیدہ (بوڑھی) ہیں کہ کشف وجہ (چہرہ کھلنے) سے خوف فتنہ نہیں، یا کپڑا چہرہ پر لٹکا کر نکلتی ہیں تو چونکہ اس طرح نکلتا حواج کے لیے جائز ہے؛ اس لیے منع واجب نہیں اور ترک منع فسق نہیں؛ اس لیے امامت میں کچھ حرج نہیں اور یاد رکھنا چاہیے کہ جو صورتیں فسق کی اوپر مرقوم (درج) ہوئی ہیں، کچھ باہر نکلنے والیوں کے ساتھ خاص نہیں؛ بلکہ ان پردہ نشینوں کے حق میں بھی عام ہیں، جو اپنے نامحرم اقارب کے روبرو بے حجاب سامنے آتی ہیں، وھذا کلمہ ظاہر۔ فقط

۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۱ھ (امداد: ۱۵۴/۲) (امداد الفتاویٰ جدید: ۳۵۵-۳۵۴) ☆

(۱) عن حذیفة بن الیمان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: والذی نفسی بیدی لتأمرن بالمعروف و لتنتھون عن المنکر أو لیوشکن اللہ أن یبعث علیکم عقابمانہ ثم تدعونہ فلا یستجاب لکم. (سنن الترمذی، باب ماجاء فی الأمر بالمعروف و النہی عن المنکر (ح: ۲۱۶۹) انیس)

(کرہ إمامة الفاسق) و الفسق لعنة: خروج عن الإستقامة و هو معنی قولہم خروج الشیء عن الشیء علی وجه الفساد، و شرعاً: خروج عن طاعة اللہ تعالیٰ بأرتکاب کبیرة، قال القہستانی: آی أو إصرارہ علی صغیرة (فتجب إہانتہ شرعاً فلا یعظم بتقدیمہ للإمامة) تبع فیہ الزیلعی، و مفادہ کون الکراہة فی الفاسق تحریمیة. (الطحطاوی علی مراقی الفلاح، باب الإمامة، فصل فی بیان الأحق بالإمامة، انیس)

☆ جس کے گھر میں پردہ کا اہتمام نہ ہو، اس کی امامت:

سوال: جس شخص کے یہاں پردہ نہیں ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے، یا کسی قدر کراہت ہے اور پردہ واجب ہے یا فرض اور پردے کا نہ کرنے والا کس درجہ کا گنہگار ہوگا؟

الجواب

جتنا پردہ فرض و واجب ہے، اس کے ترک سے گناہ اور اس میں بے پروائی کرنے سے امامت میں کراہت ہے، ورنہ نہیں، تفصیل اس کی فقہ کے اردو رسائل میں موجود ہے۔

(تمتہ اولیٰ، ص: ۱۷) (امداد الفتاویٰ جدید: ۳۵۵/۱)

پردہ کی حدود کا اہتمام نہ کرنے والوں کی امامت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جن کی عورتیں منہ کھول کر سر بازار پھرتی ہیں اور باذن خاوند کے پھرتی ہیں اور جو کوئی غیر شخص آوے تو خاوند ان کے ان سے کہیں کہ چلے آؤ، عورتوں سے پردہ نہیں کراتے، تو ایسے فاسق معلن کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی؟ یا بالکل ناجائز ہے، شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب

اگر فقط چہرہ عورت کا کھلا ہے اور کوئی عضو مثلاً سر کے بال اور ٹانگ نہیں کھلتی اور علیٰ ہذا جس کے گھر میں کوئی خالہ، ماموں کا پسر جاوے اور سوائے چہرہ کے اور کوئی عضو نہ دیکھے تو وہ عورت اور اس کا خاوند فاسق نہیں ہوتا، فاسق کے پیچھے خواہ کسی طرح کا فاسق ہو، =

ایسے شخص کی امامت، جس کی قوم میں پردہ کا اہتمام نہ ہو:

سوال: اگر کوئی شخص کسی قوم سے ہو، جس کی عورتیں پردہ نہ کرتی ہوں اور وہ شخص امام ہو تو اس کے پیچھے نماز میں اقتدا کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب

پردہ شرعی شریعت میں یہی ہے کہ عورت سر سے قدم تک چادر اوڑھے رہے تو اگر کسی کے گھر کی عورتیں بغیر چادر کے پھرا کرتی ہوں؛ لیکن زنا کاری ان عورتوں کی لوگوں میں مشہور نہ ہو تو نماز میں ایسے شخص کے پیچھے اقتدا کرنا مکروہ ہے اور اگر زنا کاری ان عورتوں کی مشہور ہو تو اس شخص کے پیچھے اقتدا کرنا حرام ہے اور مردوں پر فرض ہے کہ اپنی عورتوں کو زنا کاری اور بے پردگی سے باز رکھیں اور اگر وہ باز نہ آئیں تو ان کو طلاق دے دینا چاہیے، ورنہ جو لوگ اپنی عورتوں کو زنا کاری اور بے پردگی سے باز نہ رکھیں گے، وہ دیوث ہوں گے، ایسے لوگوں کے پیچھے نماز میں اقتدا کرنا منع ہے۔ (۱)

لیکن اگر وہ لوگ خواندہ ہوں تو ان کے پیچھے نماز میں اقتدا کرنے سے نماز ہو جائے گی، اس کی قضا لازم نہ ہوگی، اس واسطے کہ ہر فاسق و فاجر کے پیچھے نماز میں اقتدا کرنا جائز ہے، نماز ہو جاتی ہے۔ (۲) (فتاویٰ عزیزی: ۴۶۳)

جس شخص کے یہاں پردہ شرعی نہ ہو، اس کی امامت:

سوال: جس شخص کے یہاں پردہ نہ ہو، وہ امامت کے قابل ہے، یا نہیں؟

الجواب

جس کے یہاں پردہ شرعی نہ ہو، اس کی امامت درست نہیں ہے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (۳ ایضاً رشیدیہ: ۳۰۳)

== نماز مکروہ تنزیہی (اصل میں اسی طرح ہے، جو بظاہر سبقت قلم یا سہو کا تب ہے، صحیح یہ ہے کہ فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے، جیسا کہ حضرت کے آئندہ تمام فتاویٰ میں بھی صراحت ہے۔ [نور] ہوتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد گنگوہی رضی اللہ عنہ، (مجموعہ کلاں، ص: ۱۷۱) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۶۰)

(۱) ... "لا يدخل الجنة ديوث". وفي رواية: "ثلاثة لا يدخلون الجنة" الخ، وفيه الديوث، وفي رواية: "ثلاثة حرم الله عليهم الجنة: مدمن الخمر، والعاق لوالديه، والذي يقر في أهله الخبث". (تفسير ابن كثير: ۲۵۵/۳، سورة النور تحت ﴿الزاني لا ينكح﴾ الآية: ۳) انيس)

(۲) واعلم أنه لا ملازمة بين كونه ليس بعورة وجواز النظر إليه فحل النظر منوط بعدم خشية الشهوة مع انتفاء العورة. ولذا حرم النظر إلى وجهها ووجه الأُمرد إذا شك في الشهوة ولا عورة، كذا في شرح المنية، قال مشايخنا: تمنع المرأة الشابة من كشف وجهها بين الرجال في زماننا للفتنة وشمل كلامه في الشعر المترسل وفيه روايتان وفي المحيط والأصح أنه عورة. (البحر الرائق، باب شروط الصلاة: ۲۸۴/۱، دار الكتاب الإسلامي، انيس)

جس امام کے گھر میں شرعی حجاب نہ ہو، اس کی اقتدا کا حکم:

سوال: ایک شخص کسی مسجد کا امام ہے؛ لیکن اس کے گھر میں پردہ کی رعایت کے بغیر عام لوگوں کی آمد و رفت آزادی کے ساتھ ہو، باوجود قدرت کے موصوف ان لوگوں کو منع بھی نہیں کرتا تو شرع میں ایسے شخص کی اقتدا کا کیا حکم ہے؟

الجواب

اگر باوجود قدرت ہونے کے اپنے گھر کی عورتوں کو حجاب پر مجبور نہ کرے اور اس کی عورتیں بے پردگی سے گھومتی پھرتی رہیں اور موصوف باوجود علم اور قدرت کے کوئی قدم نہیں اٹھاتا تو یہ شخص دیوث اور فاسق کے حکم میں ہو کر اس کی اقتدا مکروہ تحریمی ہے۔

قال الحصكفي: (ياديوث) هو من لا يغار على امرأته أو محرمة. (۱)

قال ابن عابدين: تحت لهذا القول (ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق) أي من الفسق: وهو الخروج عن الإستقامة، ولعل المراد من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك. (۲) (فتاویٰ حنافية: ۱۵۵/۳) ☆

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار، باب التعزير: ۲۰۲/۳

(۲) رد المحتار على الدر المختار، باب الإمامة: ۵۶۰/۱ (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

وفي الهندية: تجوز إمامة الأعرابي والأعمى والعبد وولد الزنا والفاسق كذا في الخلاصة لأنها تكره هكذا في المتن. (۸۵/۱، باب الإمامة) (الفصل الثالث، انيس)

☆ ایسے شخص کی امامت جس کے ہاں شرعی پردہ نہ ہو:

سوال: اگر امام صاحب کی بیوی پردہ نہ کرے تو ایسے شخص کو امام بنانا جائز ہے؟ بیٹو تو جروا۔

الجواب: باسم ملهم الصواب

جس شخص کے ہاں شرعی پردہ کا اہتمام نہ ہو، وہ فاسق ہے، اس کو امام بنانا جائز نہیں، اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، البتہ

جسے بیوی کو پردہ کروانے پر قدرت نہ ہو، اس کی امامت بلا کراہت جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

۲۰ ربیع الآخر ۱۳۸۹ھ (حسن الفتاویٰ: ۲۸۸-۲۸۹)

بے پردہ عورت کے شوہر کی امامت:

سوال: جس شخص کی منکوحہ بے حجاب پھرے اور خاندان اس کو ہدایت نہ کرے اور نہ طلاق دے تو اس کے پیچھے نماز جائز

ہے، یا نہیں؟

الجواب

ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے مع الکراہة؛ اس لئے اگر کوئی اس سے اچھا دیندار آدمی امامت کے لئے مل جائے تو بہتر ہے۔

۲۳ صفر ۱۳۵۰ھ (امداد المفتیین: ۲۸۰/۲)

کبوتر بازی کی امامت، جس کی بیوی بے پردہ ہو:

سوال: جو امام کبوتر بازی کھیل کرتا ہو، وہ نہ مانے تو شریعت میں نماز کے لیے کیا حکم ہے، اس کے پیچھے نماز ہوگی، یا نہیں؟ شریعت میں امام کی بیوی کے لیے پردہ کی کیا شرائط ہیں؟ وہ تحریر فرمائیں۔

الجواب _____ حامداً ومصلياً

امام صاحب نے شوقیہ کبوتر پال رکھے ہیں، جن کو اڑاتے بھی ہیں، تب تو محض نامناسب کام کیا ہے، جس کی وجہ سے امامت میں خلل نہیں، اگر ہارجیت میں اڑاتے ہیں تو پھر ان کی امامت مکروہ ہے، جب تک کہ توبہ کر کے اپنی اصلاح نہ کر لیں، (۱) ہر ایسے آدمی سے پردہ لازم ہے، جس سے نکاح جائز ہو، (۲) اگر گھر سے باہر کا بھی عورت کو کچھ کام کرنا پڑتا ہے تو میلے کپڑے پہن کر سب بدن ڈھانپ کر باہر جائے اور ضرورت پوری کر کے واپس آجائے، اچھے کپڑے پہن کر اور خوشبو لگا کر نکلنے کی اجازت نہیں، (۳) اگر کوئی امام اپنی بیوی کو پردہ میں رکھنا چاہتا ہے اور اس پر زور بھی دیتا ہے، مگر بیوی نہیں مانتی، گھر سے نکلتی ہے، امام اس سے ناخوش ہے تو اس کی وجہ سے اس کی امامت میں خلل نہیں آئے گا۔ (۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۳۰/۶-۲۳۱)

(۱) ”ویکفرہ إمامة عبدٍ وأعرابی وفاسقٍ وأعمی“.

”وقال ابن عابدین رحمہ اللہ: قوله: (وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الإستقامة، ولعل المراد به من یرتکب الكبائر کشارب الخمر، والزانی واکل الربا ونحو ذلك“. (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۹/۱-۵۶۰، سعید) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

(۲) قال اللہ تعالیٰ: ﴿ولا یریدین زینتھن إلا لبعولتھن أو آبائھن أو أبناءھن أو أبناء بعولتھن أو إخوانھن أو بنی إخوانھن﴾ (سورۃ النور: ۳۱)

”ومن لا یحل لہ نکاحها أبداً بنسب أو سبب أو لوزنا“. (الدر المختار، کتاب الحظر والإباحہ، فصل فی النظر واللمس: ۳۶۷/۶، سعید)

(۳) قال اللہ تعالیٰ: ﴿وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الأولى﴾ (سورۃ الأحزاب: ۳۳)

”ولا یکن خراجات ولا طوافات فی الطرق والأسواق وبیوت الناس، وھذا لانیافی خروجھن للحج أو لما فیہ مصلحۃ دینیۃ مع التستر وعدم الابتذال“. (روح المعانی: ۹/۲۲، دار إحياء التراث العربی، بیروت)

عن أبی موسیٰ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: إذا استعطرت المرأة، فمرت علی القوم لیجدوا ریحها فہی کذا وكذا“. قال قولاً شديداً. (سنن أبی داؤد، باب ماجاء فی المرأة تنطیب للخروج: ۲۱۹/۲، سعید) (ح: ۴۱۷۵، انیس)

عن أبی ہریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ”أیما امرأة أصابت بخوراً، فلا تشهدن معنا العشاء“. قال ابن نفیل: الآخرة. (سنن أبی داؤد، باب ماجاء فی المرأة تنطیب للخروج، رقم الحدیث: ۴۱۷۳: ۲۱۹/۲، سعید)

(۴) قال اللہ تعالیٰ: ﴿ولا تنزر وازرة ووزر أخرى﴾ (سورۃ الفاطر: ۱۸)

بے پردہ بیوی کے ساتھ بازار میں گھومنے والے کی امامت:

سوال: ہمارے یہاں جامع مسجد کے پیش امام صاحب اپنا لباس پینٹ شرٹ وغیرہ بھی پہنتے ہیں اور دوسرے ان کے گھر کے اندر بالکل بے پردگی ہے، میاں بیوی دونوں کو بازار اور تمام جگہوں پر گھومتے دیکھا گیا ہے، امام صاحب سے جب کہا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ احمد آباد اور مہاراشٹر کے لیے پردہ کی ضرورت نہیں ہے، کیا یہ ٹھیک ہے اور دوسرے یہ بھی روزانہ کا معمول ہے کہ دونوں میاں بیوی دروازے اور کھڑکی وغیرہ کھلی رکھتی ہیں، مستی کرتے رہتے ہیں، کیا یہ ٹھیک ہے؟ اور ان سے کہنے پر انہوں نے کہا ہے کہ جو میرے پیچھے نماز نہیں پڑھتا ہے، وہ مشرک ہے۔

الجواب: _____ حامداً ومصلياً

جو امام بیوی کو ساتھ لے کر اس کی بے پردگی کی حالت میں بازار میں گھومتا پھرتا رہتا ہے اور شوقیانہ زندگی بسر کرتا ہے، اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ (۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۱۰/۱۳۹۲ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۳۲۶)

اس شخص کی امامت، جس کی بیوی غیر محرم رشتہ داروں سے پردہ نہ کرتی ہو:

سوال: زید کی بیوی اپنے ماموں اور چچا کے لڑکے سے پردہ نہیں کرتی؛ بلکہ سامنے آتی ہے اور زید اس کو منع بھی کرتا ہے؛ مگر صرف زبان سے منع کرتا ہے اور کوئی تشدد نہیں کرتا تو زید پر بیوی کے پردہ نہ کرنے کا گناہ ہوتا ہے، یا نہیں؟ اور زید کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے، یا مکروہ؟ اور زید کو کس قدر تشدد کرنا چاہیے؟ اگر تشدد کرنے سے فساد کا اندیشہ ہو، پھر بھی تشدد کرے، یا نہیں؟ اگر زید کی بیوی اور زید کا بھائی عمر ایک ہی گھر میں رہتے ہوں اور دوسرے گھر میں رہنے کی گنجائش نہ ہو، ایسی صورت میں پردہ کی کیا صورت ہوگی؟ اگر زید کی بیوی عمر سے پردہ نہ کرے تو اس کا گناہ عمر کو بھی ہوگا، یا نہیں؟ اگر اندیشہ فساد کا نہ ہو تو پھر بھی پردہ نہ کرنے کا گناہ ہوگا، یا نہیں؟ اگر زید اوپر جو مذکور ہے، مسائل خوب جانتا ہو تو جاہل کے مقابلہ میں امامت کا حق رکھتا ہے، یا نہیں؟

(۱) ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَأَزْوَاجِكُمْ وَبَنَاتِكُمْ وَنِسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ (سورة الأحزاب: ۵۹، انیس)

ویکرہ امامتہ عبد و اعرابی و فاسق و اعمی۔ (الدر المختار)

وقال ابن عابدين رحمه الله تعالى: قوله: (وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزاني واكل الربا ونحو ذلك... فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يتهم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً... على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/ ۵۵۹ - ۵۶۰، سعيد) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

الجواب _____ حامداً ومصلياً

چچا اور ماموں کے لڑکے سے شرعاً پردہ ضروری ہے، اگر زید کی بیوی ان سے پردہ نہیں کرتی تو وہ گنہگار ہے، (۱) اور زید کو منع کرنا ضروری ہے، اگر منع نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا، (۲) زید کو تشدد کرنا اور اپنی زوجہ کو پردہ نہ کرنے سے شرعاً مارنا بھی درست ہے، اگر ناقابل برداشت فساد کا خیال ہو اور اس وجہ سے زید اپنی بیوی پر تشدد نہ کرے اور بلا تشدد کے نہ مانے تو شرعاً زید پر گناہ نہیں۔ اول صورت میں زید کی امامت مکروہ ہے، جبکہ اس سے بہتر امامت کا اہل موجود ہو، (۳) ثانی صورت میں زید کی امامت مکروہ نہیں۔

”يجوز له: أى الزوج أى يضربها فى أربعة أشياء وما فى معناها... ومنه إذا كشفت وجهها لغير محرم، ومنه ما إذا سمعت صوتها للأجنبى“. (كذا فى الخيرية، ص: ۱۱۸) (۴)

پردہ کرنا ہر حال میں ضروری ہے، خواہ اندیشہ فساد ہو، یا نہ ہو۔ (۵)

عن نبهان مولى أم سلمة رضى الله عنها أنه حدثه أن أم سلمة رضى الله عنها حدثته: أنها كانت عند رسول الله صلى الله عليه وسلم وميمونة، قالت: فبينما نحن عنده أقبل ابن أم مكتوم

(۱) قال الله تعالى: ﴿وقل للمؤمنات يغضضن من أبصارهن ويحفظن فروجهن ولا يبدين زينتهن إلا ما ظهر منها وليضربن بخمرهن على جيوبهن ولا يبدين زينتهن إلا لبعولتهن أو آبائهن أو آباء بعولتهن أو أبنائهن وأبناء بعولتهن أو إخوانهن أو بنى إخوانهن أو بنى أخواتهن أو نسائهن أو ما ملكت أيمانهن أو التابعين غير أولى الإربة من الرجال أو الطفل الذين لم يظهروا على عورات النساء﴾ (سورة النور: ۳۱)

وقال الله تعالى: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَأَزْوَاجِكُمْ وَبَنَاتِكُمْ وَنِسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ (سورة الأحزاب: ۵۹)

(۲) إن سالمًا حدثه أن عبد الله بن عمر رضى الله عنه يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ”كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته فالإمام راع ومسئول عن رعيته والرجل فى أهله راع وهو مسئول عن رعيته والمرأة فى بيت زوجها راعية ومسئولة عن رعيته والخادم فى مال سيده راع ومسئول عن رعيته. (صحيح البخارى، كتاب الجمعة، باب الجمعة فى القرى والمدن: ۱۲۲/۱، قديمي) (رقم الحديث: ۲۵۵۸، انيس)

(۳) (ويكره إمامة عبد و أعرابى و فاسق و أعمى و مبتدع لا يكفر بها وإن كفر بها فلا يصح الاقتداء به أصلاً و ولد الزنا، هذا إن وجد غيرهم وإلا فلا كراهة، بحر بحثاً)... وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يتهم لأمر دينه وبأن فى تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانتة شرعاً“. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۹/۱-۵۶۲، سعيد) (مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد، انيس)

(۴) البحر الرائق، كتاب الحدود، باب حد القذف، فصل فى التعزير: ۸۲/۵، رشيدية

(۵) ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَأَزْوَاجِكُمْ وَبَنَاتِكُمْ وَنِسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ (سورة الأحزاب: ۵۹)

فدخل عليه - وذلك بعد ما أمرنا بالحجاب - فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "احتجبا منه" فقلت: يا رسول الله! ليس هو أعمى لا يبصرنا ولا يعرفنا؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "أو عميا وإن أنتما؟" (۱)

مگر شریعت نے جن مواقع کو مستثنیٰ کر دیا ہے، وہ مستثنیٰ ہیں، (۲) اگر وسعت ہے تو زید کے ذمہ اپنی عورت کے لیے مستقل مکان؛ یعنی کوٹھادینا ضروری ہے، جس میں اس کا بھائی وغیرہ کوئی نہ رہتا ہو، (۳) اگر وہ پردہ کرنے کو کہتا ہے اور زید کی بیوی باوجود کوشش اور فہمائش کے پردہ نہیں کرتی تو اس کا گناہ زید کے ذمہ نہیں ہوگا، (۴) اس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ محمودیہ: ۲۳۳-۲۳۵)

کسی اجنبی کے گھر میں بے پردہ آنے جانے والے کی امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص بالکل اجنبی اور علاقہ غیر کا رہنے والا ہو اور یہاں پر اس کا کوئی رشتہ دار نہ ہو اور نہ کوئی اس کو پہچانتا ہو، یہ شخص کسی ایسے گھر میں بلا تکلف اور بے پردہ آتا جاتا ہو، جس میں اکثریت نوجوان لڑکیوں کی ہو اور کچھ شادی شدہ اور کچھ بیوہ عورتیں بھی اس گھر میں رہتی ہوں؛ یعنی تمام کے تمام غیر محرم ہوں اور اسی گھر میں کھاتا پیتا بھی ہو، شریعت میں ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے، جائز ہے، یا ناجائز؟ بیوقوف تو جروا۔ (المستفتی: عطاء اللہ جان مانگی صوابی، ۲۳/۱۲/۱۹۷۱ء)

الجواب:

چونکہ عوام بھی اس شہنچ کام میں مبتلا ہیں، لہذا اس امام کے پیچھے عوام کی اقتدا کرو نہیں ہے، البتہ متقدموں میں غیر فاسق

(۱) تفسیر ابن کثیر، من تفسیر سورة النور: ۳/۳۷۸، دار الفیحاء دمشق

(۲) (فإن خاف الشهوة) أو شك (امتنع نظره إلى وجهها... إلا لحاجة) كقاضي وشاهد يحكم (ويشهد عليها) - لف ونشر مرتب - لا لتحمل الشهادة في الأصح (وكذا مرید نكاحها... وشرائها ومدادتها ينظر) الطبيب (إلى موضع مرضها بقدر الضرورة إذا الضرورات تتقدر بقدرها وكذا نظر قابلة وختان). (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر واللمس: ۳۷۰/۶، سعید)

(۳) وكذا تجب لها السكنى في بيت خال عن أهله وأهلها بقدر حالهما كفاها) وفي البحر عن الخانية: يشترط أن لا يكون في الدار أحد من أحماء الزوج يؤذيها. (الدر المختار)

وقال ابن عابدين رحمه الله تعالى: "قوله: من أحماء الزوج صوابه من أحماء المرأة كما عبر به في الفتاوى الهندية عن الظهيرية: لأن أقارب الزوج أحماء المرأة وأقاربها أحماءه، آه". (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطلاق، باب النفقة: ۳/۵۹۹-۶۰۱، سعید) (مطلب في مسكن الزوجة، انيس)

(۴) قال الله تعالى: ﴿ولا تزرر وزرا أخرى﴾ (سورة الفاطر: ۱۸)

موجود ہوں تو پھر اس کے پیچھے اقتدا مکروہ ہوگی، یدل علیہ ما فی البحر: ۳۴۹/۱: وینبغی أن یکون محل کراهة الاقتداء بهم عند وجود غیرهم وإلا فلا کراهة لما لا ینحفی. (۱) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۲۲۲۲)

جس امام کی بالغ لڑکیاں گلیوں میں پھرتی ہوں، ان کی امامت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام کی دو بالغ لڑکیاں ہیں، جو دسویں اور چھٹی میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں، گلیوں میں پھرتی ہیں اور شریعت کا مسئلہ ہے کہ لڑکیوں کو خطبہ (پیغام نکاح) آئے تو نکاح پر دیا کرے؛ لیکن اس امام نے ایک خطبہ کو رد بھی کیا ہے، کیا ایسے امام کی اقتدا کی جائے گی، یا انفرادی نماز پڑھیں گے؟ بینوا تو جروا۔

(المستفتی: حسین احمد سرگودھا، ۳۰/۷/۱۹۷۸ء)

الجواب:

انفراداً نماز پڑھنے سے فاسق کے پیچھے اقتدا افضل ہے، خصوصاً جب کہ امام کی دینی حالت بنسبت قوم کی اچھی ہو، کما فی شرح التنویر: صل خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة، وفي رد المحتار: ۲۵۲/۱: أفاد أن الصلاة خلفها أولى من الانفراد ولكن لا ينال كما ينال خلف تقى. (۲) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۳۸۰/۲)

کیسے شخص کی امامت ہونی چاہئے:

اور جس کی بیوی بے پردہ ہو، اس کی امامت کا حکم:

سوال (۱) امامت کیسے شخص کی ہونی چاہیے، اس کی تفصیل بیان کیجئے؟

(۲) امامت میرا سی کی اور غنڈہ گردی اور لوگوں میں اشتعال پھیلانے اور جھوٹ بولنے والے اور جس کی

عورت بے پردہ ہو، ایسے آدمی کی امامت کا کیا حکم ہے؟

(المستفتی: ۲۱۱۴، شیخ محمد شفیع صاحب (فیروز پور) ۱۱/شوال ۱۳۵۶ھ)

الجواب:

(۱) امامت کے لیے ایسا شخص مستحق ہے، جو علم دین خصوصاً نماز روزہ کے مسائل سے واقف ہو، متشرع ہو

اور جماعت میں افضل و بہتر ہو۔ (۳)

(۱) البحر الرائق: ۳۴۹/۱، باب الإمامة

(۲) الدر المختار مع رد المحتار: ۴۱۵/۱، قبیل مطلب فی إمامة الأمر، باب الإمامة

(۳) عن إسماعيل بن رجاء قال سمعت أوس بن ضمخ يقول: سمعت أبا مسعود رضی اللہ عنہ =

(۲) میرا ہی ہونا تو امامت کے منافی نہیں، ہاں! جن لوگوں کی عورتیں بے پردہ پھریں اور وہ منع نہ کریں، جھوٹ بولنے کے عادی ہوں، لغویات کے مرتکب ہوں، وہ امامت کے مستحق نہیں ہیں۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی (کفایت المفتی: ۱۱۲/۳)

منکر شفاعت اور قادیانی کو کافر نہ سمجھنے والے کی امامت:

سوال: ایک شخص اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت کہے اور ظاہر نمازیں پڑھتا ہو اور روزہ رکھتا ہو اور شکل مسلمانوں والی ہو اور حافظ قرآن ہو اور دیوبندی ہو؛ لیکن مرزا ملعون اور اس کے تبعین کو کافر نہ کہے؛ بلکہ اصلی مسلمان سمجھے اور اس کے گھر سے شادی کی ہو اور اس کے ساتھ تعلق اور برت برتاؤ ہو اور عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا قائل ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی معراج کا منکر ہو اور شفاعت اور کرامت اولیاء اللہ کا منکر ہو، آیا ایسے عقیدہ والا شخص عند اللہ شریعت محمدیہ میں مسلمان ہے، یا کافر ہے؟ اور اس کے پیچھے نماز جمعہ و عیدین وغیرہ پڑھنی درست ہے، یا نہیں؟

(المستفتی: ۲۱۶۳، خلیل الرحمن (پنڈی بہاؤ الدین) ۲۸ شوال ۱۳۵۶ھ، مطابق یکم جنوری ۱۹۳۸ء)

الجواب

جو شخص مرزا اور مرزائی جماعت کو کافر نہ سمجھے اور مرزائیوں سے رشتہ نانا رکھتا ہو اور وفات عیسیٰ علیہ السلام کا قائل ہو اور معراج جسمانی کا منکر ہو اور شفاعت کا منکر ہو، وہ گمراہ اور بددین ہے، اس کی امامت جائز نہیں۔

در مختار میں ہے:

وإن أنکر بعض ما علم من الدین ضرورة کفر بها کقولہ إن اللہ تعالیٰ جسم کالأجسام وأنکاره صحبة الصديق فلا یصح الإقتداء به أصلاً، ۵. آ. (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی (کفایت المفتی: ۱۱۲/۳-۱۱۳)

== یقول لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یؤم القوم أقرأهم لكتاب اللہ وأقدمهم قراءةً فإن كانت قرائتهم سواء فلیؤم أقدمهم هجرةً فإن كانوا فی الهجرة سواء فلیؤم أكبرهم سنًا... (الصحيح لمسلم، كتاب المساجد من أحق بالإمامة: ۲۳۶/۱، بحوالہ فتاویٰ محمودیہ: ۳۳۶)

(۱) ویکرہ امامت عبد و اعرابی و فاسق و اعمی. (الدر المختار مع رد المحتار: ۵۵۹/۱-۵۶۰)

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، باب الإمامة: ۵۶۱/۱-۵۶۲

☆ پردہ کے دیگر احکام:

عورتوں اور مردوں کو کن لوگوں سے پردہ کرنا چاہئے اور کن لوگوں سے نہیں؟ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- شوہر سے بیوی کا کسی عضو کا پردہ نہیں ہے، گرچہ اعضاء مخصوصہ کو بلا ضرورت دیکھنا خلاف اولیٰ ہے۔

==

== ۲- اسی طرح لڑکی اپنے باپ کے سامنے چہرہ اور ہتھیلیاں کھول سکتی ہے، اس کے علاوہ دیگر اعضا کو چھپانا ضروری ہے، اس حکم میں دادا اور پردادا بھی داخل ہیں۔

۳- شوہر کے باپ یعنی سسر کے سامنے چہرہ اور ہتھیلیوں کا چھپانا ضروری نہیں ہے یہی حکم دادا، پردادا سسر کا ہے۔

۴- اپنے بالغ لڑکے کے سامنے چہرہ اور ہتھیلی کا پردہ نہیں ہے۔

۵- شوہر کے لڑکے جو کسی دوسری بیوی سے ہوں، ان کے سامنے بھی چہرہ و ہتھیلی کھولنا جائز ہے۔

۶- اپنے بھائی (اس میں حقیقی بھائی بھی داخل ہے اور باپ شریک؛ یعنی علاقائی، ماں شریک یعنی اخیانی بھی، ان) کے سامنے چہرہ اور ہتھیلی کا پردہ نہیں ہے؛ لیکن ماموں، خالہ یا چچا اور بھو بھی کے لڑکے، جن کو عرف عام میں بھائی کہا جاتا ہے، وہ اس میں داخل نہیں، وہ غیر محرم ہیں۔

۷- بھائیوں کے لڑکے، یہاں بھی صرف حقیقی، یا علاقائی، یا اخیانی بھائی کے لڑکے مراد ہیں، دوسرے عربی بھائیوں کے لڑکے شامل نہیں۔ حقیقی، علاقائی، اخیانی بھائیوں کے سامنے بھی ہتھیلی، چہرہ وغیرہ کھولنا جائز ہے، جو اپنے باپ بیٹوں کے سامنے کھولے جاسکتے ہیں۔

۸- بہنوں کے لڑکوں کے سامنے چہرہ اور ہتھیلی کا پردہ ضروری نہیں ہے، اس سے بھی حقیقی اور علاقائی و اخیانی بہنیں مراد ہیں، ماموں زاد، چچا زاد بہنیں داخل نہیں، یہ آٹھ قسمیں تو محرم کی ہیں۔

۹- مسلمان عورتوں کے لیے غیر مسلم عورتوں کے سامنے ان تمام اعضا کا کھولنا جائز ہے، جن کو اپنے باپ بیٹوں کے سامنے کھولنا جائز ہے۔

قرآن میں ”نسائھن“ کا لفظ آیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر و مشرک عورتوں سے بھی پردہ واجب ہے، وہ غیر محرم مردوں کے حکم میں ہیں۔

علامہ ابن کثیرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے:

”اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ کسی کافر عورت کے سامنے اپنے اعضا کھولے“۔

لیکن احادیث صحیحہ میں ایسی روایات موجود ہیں، جن میں کافر عورتوں کا ازواج مطہرات کے پاس جانا ثابت ہے؛ اس لیے اس مسئلہ میں ائمہ مجتہدین کا اختلاف ہے۔

امام رازیؒ نے فرمایا کہ اصل یہ ہے کہ لفظ ”نسائھن“ میں سبھی مسلم و کافر عورتیں داخل ہیں اور سلف صالحین سے جو کافر عورتوں سے پردہ کرنے کی روایات منقول ہیں، وہ استحباب پر مبنی ہیں۔

مفتی بغداد علامہ آلوسیؒ نے روح المعانی میں اسی قول کو اختیار کرتے ہوئے فرمایا:

”یہی قول آج کل لوگوں کے مناسب حال ہے؛ کیوں کہ اس زمانہ میں تمام مسلمان عورتوں کا غیر مسلم عورتوں سے پردہ تقریباً

ناممکن سا ہو گیا ہے“۔ (روح المعانی، من تفسیر سورة النور: ۳۳۸/۹، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

۱۰- عورت باندیوں کے سامنے بھی چہرہ اور ہتھیلیاں کھول سکتی ہے۔

۱۱- اسی حکم میں داخل ہیں، ایسے مغفل اور بدحواس قسم کے لوگ جن کو عورتوں سے کوئی رغبت و دلچسپی نہ ہو اور نہ ان کے اوصاف

حسن اور حالات سے تعلق رکھتے ہوں، البتہ منجنت سے پردہ ضروری ہے؛ کیوں کہ یہ عورتوں کے اوصاف خاص سے تعلق رکھتے ہیں، اسی طرح نامرد، محبوب یا بہت بوڑھا غیر محرم سے پردہ کرنا ضروری ہے۔

== ۱۲- اسی طرح ایسے نابالغ بچے جو ابھی بلوغ کے قریب بھی نہیں پہنچے اور عورتوں کے مخصوص حالات و صفات اور حرکات و سکنات سے بالکل بے خبر ہوں، ان سے پردہ ضروری نہیں ہے اور جو لڑکا ان امور سے دلچسپی لیتا ہو، وہ مراہق؛ یعنی قریب البلوغ ہے، اس سے پردہ واجب ہے۔

امام بصاصؒ نے فرمایا ہے:

”طفل سے مراد وہ بچے ہیں جو مخصوص معاملات کے لحاظ سے عورتوں اور مردوں میں کوئی امتیاز نہ کرتے ہوں۔“ (احکام

القرآن: ۴۱۲/۳، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

کن اعضا کا دیکھنا جائز ہے:

۱- شوہر بیوی کے سر سے پیر تک سارے اعضاء کو دیکھ سکتا ہے، اسی طرح بیوی شوہر کے سارے اعضاء کو دیکھ سکتی ہے، البتہ مخصوص عضو کو دیکھنا خلاف اولیٰ ہے۔ (بدائع الصنائع: ۲۹۴۹/۶)

۲- وہ عورتیں جن سے نکاح کرنا حرام ہے، ان کے سر، بال، کان، سینہ، کلائی، پنڈلی اور پیر پر نگاہ پڑ جائے تو گناہ نہیں، چنانچہ باپ، دادا، پردادا وغیرہ محرم نے عورت کے سر، یا سر کے بال کو دیکھ لیا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ردالمحتار: ۶/۶: ۳۷)

۳- اجنبی عورتوں کے بدن میں سے صرف چہرہ اور ہتھیلیوں کو دیکھنا جائز ہے، البتہ یہ حکم اس وقت ہے، جب کہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو، اگر شہوت کا اندیشہ ہو تو جائز نہیں ہے؛ لیکن اس زمانہ میں مرکز فتنہ چہرہ ہی ہے؛ اس لیے نوجوان عورت کو چہرہ چھپانا ضروری ہے۔ (ردالمحتار: ۶/۶: ۳۷)

۶- جس طرح مرد، مرد کو دیکھ سکتا ہے، اسی طرح عورت، عورت کو دیکھ سکتی ہے۔

۸- ہر وہ عضو جس کا جسم سے الگ ہونے سے پہلے دیکھنا جائز نہیں ہے، اس کا جسم سے الگ ہونے کے بعد بھی دیکھنا جائز نہیں ہے، اگرچہ وہ عضو مرنے کے بعد جسم سے الگ ہوا ہو۔ (ردالمحتار: ۶/۶: ۳۷)

محرم کا عورتوں کو چھونا:

جو قریبی رشتہ دار ہیں اور ان کے درمیان نکاح حرام ہے، گھر میں رہنے کی وجہ سے، یا ضرورت کی وجہ سے کام کاج، یا مسافرت میں ایک دوسرے کی مدد کے دوران ایک دوسرے کے بدن سے مس (چھونا) ہوتا ہے، اس میں کوئی گناہ نہیں ہے؛ اس لیے کہ یہ ضرورۃً اور شفقۃً ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اپنی ماں، باہٹی کی پیشانی، یا چہرے کا بوسہ لینے کا ثبوت متعدد احادیث میں آیا ہے اور یہ محبت و شفقت کی بنیاد پر ہے اور عادتاً اس میں کسی طرح کی نفسانی خواہش کا دخل نہیں ہوتا ہے۔ (بدائع الصنائع: ۶/۶: ۲۹۵۳)

البتہ ان کے پیٹ، پیٹھ یا ناف و گھٹنہ کے درمیان، جس طرح دیکھنا جائز نہیں ہے، ان کا مس بھی جائز نہیں ہے؛ اس لیے کہ اس میں حاجت و ضرورت کا کوئی دخل نہیں ہے، البتہ یہ حصہ کھلا ہوا نہ ہو؛ بلکہ کپڑے سے ڈھکا ہوا ہو تو ایسی عورتوں کو سواری پر سوار کرنے اور اتارنے میں بدن کے اس حصہ پر ہاتھ چلا جائے تو گناہ نہیں ہوگا۔ (بدائع الصنائع: ۶/۶: ۲۹۵۴)

اور یہی حکم عورتوں کے لیے بھی ہے کہ وہ اپنے محرم کے ناف اور گھٹنہ کے درمیان کے حصہ بدن کو ضرورۃً کپڑے کے ساتھ چھوسکتی ہیں۔ محرم چاہے خونی رشتہ کی بنیاد پر ہو یا رضاعت کی بنیاد پر، دونوں کا حکم یکساں ہے۔ (بدائع الصنائع: ۶/۶: ۲۹۵۴) ==

جس کی بیوی بدکار اور فاسق ہو، اس کی امامت کا حکم:

سوال: ہندہ ایک عورت نامعلوم الاسم والنسب ہے (جو تحقیق کرنے سے اس قدر پتہ چلتا ہے کہ ہندہ مفورہ نامسلمان تھی)، اوّل وہ ایک رافضی کے (بسبب خواہش نفسی) ساتھ فرار ہوئی اور کچھ عرصہ تک اس کے پاس رہی، پھر دوسرے رافضی کے پاس اس اوّل مرد کو زندہ چھوڑ کر ساتھ رہی، نکاح غالباً دونوں میں سے کسی سے ہوا ہو جس کا علم نہیں، بعد مرنے دوسرے شخص کے کچھ دنوں آزاد بدچلن رہی، اب ایک لڑکی ہے جس کو اپنے بطن سے بتلاتی ہے، اور لڑکی کا نکاح ایک رافضی مرد سے کر دیا ہے؛ بلکہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ خود بھی اس رافضی داماد سے ناجائز تعلق رکھتی ہے؛ بلکہ اس رافضی داماد کی خوشی کی وجہ سے، یا کسی اور وجہ سے جس خاندان اہل سنت میں ہندہ نے نکاح کیا ہے، اس کی عورت کو بھی

== چھوٹی بیگی:

چھوٹی بیگی جب تک بالغ نہ ہو، اس کے لیے پردہ نہیں ہے، اسی طرح اس کے بدن کو چھونا بھی حرام نہیں ہے؛ اس لیے اس کو دیکھنا، یا اس کو گود میں لینا، رشتہ دار وغیر رشتہ دار سب کے لیے جائز ہے، جو بچیاں مرابقہ؛ یعنی قریب البلوغ ہو جائیں تو وہ پردہ کریں گی۔ (رد المحتار: ۶/۳۶۲)

بوڑھی عورتیں:

اجنبی بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں، جن کے اندر شہوت وفتنہ کا اندیشہ نہ ہو، ایک دوسرے کو دیکھ سکتی ہیں اور اگر سلام و مصافحہ کریں تو کر سکتی ہیں۔ (بدائع الصنائع: ۶/۲۹۵۹)

عورتوں کے لیے شہرت والا لباس:

شہرت والے لباس کے بارے میں جو حکم مردوں کا ہے، وہی حکم عورتوں کا بھی ہے؛ بلکہ عورتوں کے لیے ہی زیادہ ضروری ہے کہ وہ ایسا لباس اختیار نہ کریں، جس سے لوگوں کے درمیان مشہور ہوں، چاہے ان کا لباس پوری طرح ساتر ہی کیوں نہ ہو، وہ اپنے دوپٹے، چادر اور نقاب وغیرہ میں اس کا لحاظ کریں کہ اس کی بناوٹ یا اس کی نقاشی ایسی نہ ہو جو لوگوں کی نگاہوں کو اپنی طرف مائل کرتی ہو، ایسا کپڑا پہن کر گھروں سے باہر نکلنا مکروہ ہے۔

امام آلوسی اپنے دور کی عورتوں کے اس طرح کے لباس کے بارے میں لکھتے ہیں:

”ابتداءً جو ممنوعہ بنتیں ہیں، ان میں ہمارے زمانے کی عورتوں کے اکثر استعمال کردہ کپڑے داخل ہیں، جو عورتیں اپنے کپڑوں کے اوپر گھر سے نکلنے پر پردہ کے لیے ڈالتی ہیں اور وہ مختلف رنگوں والے ریشم کے بنے ہوئے ڈھکنے والے کپڑے ہیں، جن میں سونے چاندی کے نقوش بھی ہوتے ہیں، جو آنکھوں کو خیرہ کر دیتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ان کے شوہروں کا اپنی عورتوں کو اس طرح نکلنے پر قدرت دینا، غیرت کی کمی کی وجہ سے ہے اور یہ فعل عام ہو رہا ہے، اس سے پرہیز ضروری ہے۔ (روح المعانی: ۱۸/۱۳۶)

موجودہ دور میں عورتیں اکثر نقوش ونگار والے کپڑے پہن کر مارکیٹ وغیرہ نکلتی ہیں، جس سے دکھاوا مقصود ہوتا ہے، ستر و پردہ نہیں، یہ مناسب نہیں ہے، بسا اوقات بعض دفعہ وہ ایسے کپڑے پہنتیں ہیں، جن سے قابل ستر اعضاء بھی ظاہر ہوتے ہیں، ایسا کپڑا پہننا درست نہیں ہے۔ (ماخوذ از کتاب ”لباس کے احکام و مسائل“، صفحہ: ۳۷-۳۸، انیس)

اس سے ناجائز تعلق کرانا چاہتی ہے، جو واقعات سے ظاہر ہو چکا ہے اور اگر اس کے داماد کی نگرانی کی جاتی ہے تو کہتی ہے کہ میں شوہر کے ساتھ نہیں داماد رافضی کے ساتھ..... رہوں گی اور اس کے لڑکے؛ یعنی نواسہ کو پرورش کرتی ہے اور متنہنی جانتی ہے، اب اہل سنت مرد سے نکاح کر لیا ہے؛ مگر شوہر و اس کے رشتہ داروں سے رافضیوں کو ترجیح دیتی ہے، اب اس نکاح کی وجہ سے ہندہ اپنے کو اہل سنت کہتی ہے؛ بلکہ اس تحقیق مذہب کے خیال سے اس نے ایک بزرگ اہل سنت سے بیعت کر کے دھوکہ میں ڈال دیا ہے؛ مگر چونکہ اس کے شوہر کی رشتہ داری رافضیوں میں پہلے سے ہوتی رہی ہے اور بعض رشتہ دار اس کے شوہر کے مکائد اہل رض سے خوب واقف ہیں، جب اس سے تحقیق نام و مذہب و نسب چاہتے ہیں تو وہ کہتی ہے کہ اگر میں رافضی ہوں تو پیشاب پیلاؤں گی اور نام و نسب وغیرہ نہیں بتلاتی؛ بلکہ بعض وقت تحقیق حالات میں شوہر کے رشتہ دار ان اہل سنت کو کافر بھی کہتی ہے تو ایسی عورت کو جو نام و نشان وغیرہ اپنے سابقہ حالات کچھ نہ بتلاتی ہو اور حالات بالاموجود ہوں، اس کو اہل سنت سمجھیں، یا کیا؟ اور اس سے مثل رافضیوں کے احتیاط کریں، یا نہیں؟

الجواب

جب ہندہ نے رافضی مردوں سے ناجائز تعلق رکھا اور اپنی بیٹی کو بھی رافضی سے بیاہا اور خود بھی داماد سے ناجائز تعلق رکھتی ہے، اس صورت میں بظاہر ہندہ پر رافضی ہونے کا شبہ ہے اور بدکار و فاسق ہونے میں تو شبہ بھی نہیں، اگر ہندہ کے شوہر کو یہ سب حالات معلوم ہیں اور وہ پھر بھی اس پر تنبیہ نہیں کرتا، نہ اس کو علاحدہ کرتا ہے تو وہ بھی فاسق و دیوث ہے، اہل سنت کو ایسے شخص کے گھر میں اپنی مستورات کو نہ بھیجنا چاہیے اور مستورات اہل سنت کو ہندہ سے پوری طرح احتراز کرنا چاہیے اور ہندہ کے شوہر کے پیچھے اس حالت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (۱)

۲۷ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ (امداد الاحکام: ۱۱۲/۲-۱۱۳)

(۱) واعلم أن الرافضی عند علماء الجرح والتعديل من سب الصحابة رضی اللہ عنہم ومن كان حبه مع أهل البيت أزيد كان يسمونه شيعيا ولم يكن العرف عندهم كما شاع الآن، فإن الشيعي والرافضی عندنا واحد. (فيض الباری، فائدة: ۲۱/۳، دارالکتب العلمیة بیروت، انیس)

وقال أصحابنا: نكره الصلاة خلف صاحب هوى وبدعة ولا تجوز خلف الرافضی والجهمی والقدری لأنهم يعتقدون أن اللہ لا يعلم الشيء قبل حدوثه وهو كفر. (عمدة القاری، باب إمامة المفتون والمبتدع: ۲۳۲/۵، دار إحياء التراث العربی بیروت، انیس)

”الديوث هو من لا يغار على أهله وهو من يرى في أهله ما يسوؤه ولا يغار عليه ولا يمتنعها“۔ (مجمع

بحار الأنوار، حرف ديف، دائرة المعارف العثمانية: ۲۱۹/۲، انیس)

ويكره إمامة فاسق. (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۶۰/۱، طبع ايچ ايم سعيد، انیس)

اس شخص کی امامت کا حکم، جس کی بیوی اعزہ سے ملاقات کے لیے گھر سے باہر نکلتی ہو:

سوال: بکر ایک امام مسجد ہے اور ایک چھوٹے موضع کا رہنے والا ہے اور اکثر بکر کی زوجہ اپنے عزیز واقارب سے بغرض ملاقات ایک چادر اوڑھ کر چلی آتی ہے اور عام طور سے کسی جگہ نہیں آتی جاتی، جیسا کہ عام زمینداران کی مستورات کھیت وغیرہ میں کھلے منہ روٹی وغیرہ لے کر جاتی ہیں اور دن میں بہت کم ادھر ادھر آتی جاتی ہے؛ بلکہ اکثر رات کو چلی جاتی ہے، بکر کی امامت کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

صورت مذکورہ میں بکر کی امامت درست ہے؛ لیکن یہ لازم ہے کہ بکر اپنی زوجہ کو تائید کرے، جب اعزہ واقارب سے ملنے جایا کرے تو چادر سے سارا بدن خوب چھپا کر جایا کرے۔ (۱)

۵ ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ (امداد الاحکام: ۱۳۰۲)

بدچلن عورت کے خاوند کے پیچھے نماز کا حکم:

سوال: ہندہ ایک عورت نامعلوم الاسم والنسب والمذہب ہے اور جس نے اس خاندان میں نکاح کیا ہے، اس کے خاندان اور مردوں کو بھی اپنے ساتھ اپنی خواہش سے زانی بنایا اور اس کے داماد سے بھی جو رافضی ہے، زنا کرتی ہے اور اس رافضی کی رضامندی کے واسطے اس خاندان کے دوسری عورتوں کو بھی خراب کرانا چاہتی ہے، جو واقعات سے ظاہر ہوتا ہے؛ بلکہ غیروں کے تعلق کو زیادہ پسند کرتی ہے اور اگر اس کی نگرانی کی جاوے تو نگرانی کرنے والوں کو مہم کرتی ہے، اب ہندہ کے شوہر کا باپ چاہتا ہے کہ ایسی عورت جو خود بدچلن اور مخرب عزت خاندان ہو، اس کے شوہر اور اس خاندان سے علیحدہ ہو جائے، چونکہ ہندہ بہت چالاک اور جادو و تعویذ وغیرہ لغویات کرنے والے لوگوں سے واقف ہے، اپنے شوہر کو ایسا مجبور کر دیا ہے کہ باوجود علم کے علاحدہ کرنا نہیں چاہتا، کیا ایسی عورت کو شرعاً علیحدہ کرنا جائز ہے؟ اور اگر ایسی عورت کو علیحدہ کرنا جائز ہے تو کیا تدبیر کی جاوے، کوئی دعا، یا اسم باری تعالیٰ، یا جو کچھ مناسب ہو، تعلیم فرمایا جاوے اور اس کے شوہر کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

نماز جائز نہیں اور اصلاح کی تدبیر یہ ہے کہ ساری برادری اس کا کھانا پینا، اس کے یہاں آنا جانا ترک کر دیں۔

۲۷ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ (امداد الاحکام: ۱۱۳۲)

جس امام کی بیوی کا تعلق کسی غیر سے ہو، اس کی امامت:

سوال: ایک حافظ صاحب ایک محلہ کی مسجد میں امامت کرتے تھے، اس محلہ کا ایک لڑکا امام صاحب کے گھر آتا جاتا تھا، بتلایا گیا کہ امام صاحب کی بیوی سے اس لڑکے کا ناجائز تعلق ہے، اتفاق سے ایک روز وہ لڑکا پکڑا گیا، اس حالت میں کہ عورت مکان کے باہر صحن میں تھی اور لڑکا مکان کے اندر دروازہ بند کئے ہوئے تھا، اس پر کچھ تنبیہ کر کے چھوڑ دیا گیا، اس کے بعد امام صاحب نے مسجد سے امامت چھوڑ دی اور اپنے گھر رہے اور کوئی بات آج تک نہیں ہوئی، امام صاحب بذات خود نیک اور شریف ہیں، دوسرے محلہ کے لوگ ان کو اپنی مسجد میں امام رکھنا چاہتے ہیں، آیا ان کو امام رکھنا ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب: _____ حامداً ومصلياً

شخص مذکور کی امامت، جب کہ وہ نیک ہیں، شریف ہیں، قطعاً جائز ہے۔ (۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
املاہ العبد محمود وغفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۷/۶/۱۴۰۱ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۶/۲۳۸)

فاجرہ کے شوہر کی امامت:

سوال: ایک شخص کی بیوی دوسرے آدمی کے ساتھ چلی گئی اور کافی عرصہ اس کے پاس رہی، اس عرصہ میں اس عورت سے ایک بچہ انغوا کنندہ کا پیدا ہوا ہے، بعدہ اس کا خاوند عورت مذکورہ کو لایا اور اپنے گھر عورت مذکورہ کو آباد کیا، کیا اس عورت کا خاوند امام بن سکتا ہے، یا نہیں؟ نیز اس کا خاوند یہ بھی کہتا ہے کہ عورت تائب ہو گئی ہے، بالذلیل بیان فرمایا جائے؟

الجواب: _____ حامداً ومصلياً

اگر عورت فاجرہ ہو اور شوہر اس کے فجور سے رضا مند نہ ہو؛ بلکہ اس کو منع کرتا ہو اور عورت باز نہ آتی ہو تو اس کا گناہ شوہر پر کچھ نہیں اور شوہر کے ذمہ ایسی عورت کو طلاق دینا واجب نہیں۔

له امرأة فاسقة لاتنزجر بالزجر، لايجب تطليقها، كذا في القنية، آه. (الفتاوى الهندية: ۵/۳۷۲) (۲)
لايجب على الزوج تطليق الفاجرة، آه، ولا عليها تسريح الفاجرة إلا إذا خاف أن لا يقيما حدود الله فلا بأس أن يتفرقا، آه، مجتبیٰ والفجور يعم الزنا وغيره وقد قال صلى الله عليه وسلم لمن زوجته لا ترد يد لامس، وقد قال: إني أحبها: "استمتع بها"، آه. (الدر المختار: ۵/۳۰۳) (۳)

(۱) والأحق بالإمامة الأعلّم بأحكام الصلاة فقط صحةً وفساداً بشرط إجتنابه للفواحش الظاهرة، ثم الأحسن تلاوةً وتجويداً للقراءة، ثم الأورع، ثم الأسن. (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵/۵۵۷، سعيد)

(۲) الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات: ۵/۳۷۲، رشيدية

(۳) الدر المختار مع رد المختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ۶/۴۲۷، سعيد

اور پھر جب کہ زوجہ نے توبہ کر لی ہے تو شوہر کی امامت میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم، سہارنپور۔ الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ
الجواب صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۴/۱۲/۱۳۶۲ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۶/۲۳۹)

زانیہ کے شوہر کی امامت:

(الجمعیۃ، مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۲۸ء)

سوال: ایک شخص کی عورت غیر مرد کے ساتھ کھلم کھلا زنا کرتی ہے، خاوند کو بھی اس کا علم ہے، ایسے شخص کو امام بنانا، یا مقرر کرنا کیسا ہے؟

الجواب

اگر یہ شخص اپنی عورت کو اس فعل شنیع سے منع کرتا ہو اور اس کو روکنے کی کوشش کرتا ہو؛ مگر وہ باز نہ آتی ہو تو یہ معذور ہے؛ (۲)
لیکن اگر منع نہ کرے اور نہ اس کو روکنے کی کوشش کرے تو یہ دیوث اور بے غیرت ہوگا اور اس کی امامت مکروہ ہے۔ (۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ، دہلی۔ (کفایت الہفتی: ۱۲/۳)

دیوث کی امامت:

سوال: زید کی زوجہ کو بوجہ زنا کرانے کے حمل رہ کر ایک لڑکا پیدا ہوا ہے، ایسی عورت کو طلاق دینا چاہیے، یا نہ؟ زید کہتا ہے کہ چاہے اللہ تعالیٰ مجھے دوزخ میں ڈال دے، میں طلاق نہیں دوں گا۔ ایسے شخص کو دیوث کہنا جائز ہے، یا نہیں؟ اور دیوث کہنے والے پر کیا جرم ہے اور عورت برابر حرام کاری میں مبتلا ہے، اس شخص کے پیچھے نماز ہوتی ہے، یا نہ؟ اگر پیش امام اونچے مقام پر ہو اور مقتدی نیچی جگہ پر تو نماز صحیح ہوگی، یا نہ؟

(۱) عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ". {رواہ ابن ماجہ والبیہقی فی شعب الإیمان وقال: تفرد بہ النہرانی وهو مجهول} وفي شرح السنة: روی عنہ موقوفاً قال: الندم توبة، والتائب من الذنب کمن لا ذنب لہ. " (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الدعوات، باب الاستغفار والتوبة: ۲۰۶/۱، قدیمی) (الفصل الثالث، رقم الحدیث: ۲۳۶۳، انیس)

(۲) عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من رأى منك منكرًا فليغيره بيده فإن لم يستطع فبلسانه فإن لم يستطع فبقلمه وذلك أضعف الإيمان. (الصحيح لمسلم، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان: ح: ۴۹) (انیس)

(۳) ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى. (الدر المختار مع رد المحتار: ۵۰۹/۱، ۵۶۰) (كتاب الصلاة، باب الإمامة، انیس)

الجواب

طلاق دینا ضروری اور واجب نہیں ہے۔ (کذافی الدر المختار) (۱) ایسا کہنا نہ چاہیے، یہ کہنا حرام ہے۔ نہیں گنہ گار ہے اور نماز اس کے پیچھے صحیح ہے؛ لیکن اگر وہ اپنی زوجہ کے فعل سے راضی ہے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ (۲) زیادہ اونچا ہو تو مکروہ ہے، ورنہ درست ہے۔ (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۳۱۸)

گانے بجانے والی کے شوہر کی امامت:

سوال (۱) وہ حفاظ جو مختلف مساجد میں امامت کراتے ہوں اور ان کے مکانات مسکونہ کسی ایک مسجد سے بہت ملحق ہوں؛ مگر ان کی عورتیں ان کی موجودگی ہی میں اپنے ناپچ گانے اور بے ہودہ نعمات سے نمازیوں کے خیالات منتشر کرتی ہوں، حالاں کہ مسلمان غیر مسلموں سے فوراً دست و گریبان ہو جاتے ہیں، اگر وہ کسی مسجد کے پاس سے باجا بجاتے ہوئے نکل جاتے ہیں۔

(۲) اگر ان کے ان شوہروں کو کہ وہ امام ہیں، روکنے کے لیے کہا جاتا ہے تو وہ حجت کرتے ہیں اور دین سے بے خبر لوگوں کی عورتوں کو اپنی عورتوں کے لیے مثال بناتے ہیں، لہذا:

(الف) ان کا یہ فعل دین میں کس قسم کا ہے؟

(ب) ان لوگوں کی امامت جائز ہے، یا نہیں؟ اور ان کی سزا کیا ہے، نیز وہ عورتیں جن کے شوہر امام ہیں اور وہ یہ ہی اگر تقاریب میں اپنے اس بے ہودہ گانے کی آواز سے طوفانِ بدتمیزی اٹھائیں اور اسے جائز سمجھیں تو ان کے لئے کیا حکم ہے؟ اس قسم کے گھروں کا مسلمان اگر مقاطعہ کر دیں تو ان کا یہ فعل کیسا ہے؟ فقط والسلام

(احقر العباد بوعلی سنساری پوری، ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ)

(۱) ولذا زنت امرأة رجل لا تحرم عليه و جاز له و طؤها عقب الزنا. (ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ۳/۳۴، دارالفکر بیروت، انیس)

وفی آخر حظر المجتبی: لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرة. (الدر المختار، فصل فی المحرمات: ۳/۵۰، انیس)

(۲) ویکره إمامة عبد و أعرابی و فاسق، إلخ، مختصراً۔ (الدر المختار، باب الإمامة: ۱/۵۶، طبع ایچ ایم سعید، انیس)

(۳) و انفراد الإمام علی الدکان) للنهی و قدر الارتفاع بذراع، و لا بأس بما دونه. (الدر المختار)

قوله: (للنهی) وهو ما أخرج الحاکم أنه صلی الله علیه وسلم نهی أن یقوم الإمام فوق و ینقی الناس خلفه. (ردالمحتار: ۱/۶۰، ظفیر) (کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة و ما یکره فیها، مطلب: إذا تردد الحکم بین سنة و بدعة کان ترک السنة أولى) والحديث رواه الحاکم، و من کتاب الإمامة و صلاة الجماعة، عن عبد الله بن مسعود، رقم الحديث: ۷۶۱، انیس)

الجواب _____ حامدًا و مصليًا

اگر وہ امام اپنی عورتوں کے روکنے پر قادر ہیں اور پھر نہیں روکتے تو وہ لوگ گنہگار ہیں، ان کے ذمہ واجب ہے کہ عورتوں کو ناشائستہ اور ناجائز افعال سے منع کریں، (۱) اگر وہ روکنے پر قادر نہیں، یا روکتے ہیں، لیکن نہیں مانتے، پھر ان اماموں پر عورتوں کے ان افعال کا گنہ نہیں اور اس صورت میں ان کی امامت میں بھی اس سے نقصان نہیں آتا، (۲) البتہ اگر باوجود قدرت کے نہیں روکتے؛ بلکہ عورتوں کے افعال مذکورہ کو اچھا سمجھتے ہیں تو ان کی امامت منع ہے، بشرطیکہ دوسرا شخص امامت کے لائق ان سے بہتر موجود ہو، (۳) اگر مقاطعہ کرنے سے ان کی اصلاح کی توقع ہو تو مقاطعہ کرنا مناسب ہے۔ (۴)

”قوله: ولا يحل لمسلم) إلى آخرنية التصريح بحرمة الهجران فوق ثلاثة أيام، وهذا فيمن لم يجن على الدين جنابة، فأما من جنى عليه وعصى ربه، فجاءت الرخصة في عقوبته بالهجران كالثلاثة المتخلفين عن غزوة تبوك، فأمر الشارع بهجرانهم، فبقوا خمسين ليلة حتى نزلت توبتهم“ الخ. (۵) فقط والله سبحانه تعالى أعلم

حرره العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۱/۲/۱۳۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفر لہ۔ صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۱/۲/۱۳۵۸ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۳۵/۶-۲۳۶)

(۱) عن أبي سعيد الخدري - رضي الله عنه - عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "من رأى منك منكرًا

فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذلك أضعف الإيمان". (رواه مسلم)

"وعن العرس بن عميرة - رضي الله عنه - عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "إذا عملت الخطيئة في

الأرض من شهدها فكرها، كان كمن غاب عنها. ومن غاب عنها فرضيها، كان كمن شهدها". (رواه أبو داود {مشكوة

المصابيح، كتاب الآداب، باب الأمر بالمعروف: ۴۳۶/۲، قديمي) (الفصل الأول، رقم الحديث: ۵۱۳۷-۵۱۴۱، انيس)

(۲) قال الله تعالى: ﴿ولا تزر وازرة وزر أخرى﴾ (سورة الفاطر: ۱۸)

(۳) ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى ومبتدع لا يكفر بها، وإن كفر بها فلا يصح الاقتداء به أصلاً، وولد

الزنا، هذا إن وجد غيرهم، وإلا فلا كراهة". (التنوير مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۹/۱-۵۶۲، سعید)

(۴) وعن أبي أيوب الأنصاري رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "لا يحل لرجل أن يهجر

أخاه فوق ثلاث ليال، فيلنتقيان فيعرض هذا ويعرض هذا، وخيرهما الذي يبدأ بالسلام". (صحيح البخاري، كتاب

الأدب، باب الهجرة: ۸۹۷/۲، قديمي) (رقم الحديث: ۶۰۷۷، انيس)

قال الملا على القاري تحت هذا الحديث: "قال الخطابي: رخص للمسلم أن يغضب على أخيه ثلاث ليال

لقلنته، ولا يجوز فوقها، إلا إذا كان الهجران في حق من حقوق الله تعالى، فيجوز فوق ذلك... فإن هجرة أهل الأهواء

والبدع واجبة على مر الأوقات ما لم يظهر منه التوبة والرجوع إلى الحق". (مراقبة المفاتيح لملا على القاري، كتاب

الأدب، باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات، الفصل الأول (رقم الحديث: ۵۰۲۷): ۷۵۸/۸، رشيدية)

(۵) عمدة القاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى من التحاسد، إلخ: ۱۳۷/۲۲، مطبعة خيرية، بيروت

اس شخص کی امامت، جس کی عورت آوارہ ہو:

سوال: زید امام مسجد ہے، ایک روز عمر نے دیکھا کہ زید کے گھر میں ایک اجنبی شخص گیا ہے، عمر نے زید سے کہہ دیا، زید نے مکان میں اس کو چھپا ہوا پایا، زید نے اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکال دیا، زید کی زوجہ نے ایک اور مرتبہ کا اقرار کیا؛ مگر فعل ناجائز سے انکار کرتی ہے، زید اس کو طلاق دے، یا نہ دے؟ زید کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟ عمر بہت پشیمان ہے کہ پردہ فاش کرنے کی وجہ سے میں گنہگار ہوں گا، کیا حکم ہے؟

الجواب

طلاق دینا ضروری نہیں ہے، رکھنا اس عورت کا جائز ہے، (۱) اور زید کے پیچھے نماز درست ہے، (۲) اور عمر نے بھی اچھا کیا؛ کیوں کہ اب اس غیر شخص کو تنبیہ ہوگئی اور عورت بھی شاید ایسی حرکت پھرنے لگے، اس سے توبہ کرائی جاوے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۴۰/۳-۱۴۱)

جس کی بیوی کبھی کبھی جھانکا کرے، اس کی امامت:

سوال: زید پیش امام کی اہلیہ اپنے سکنائی مکان کے درجوں میں سے شاہراہ عام کی آمد و رفت کو اپنا منظر رکھتی ہے اور ممانعت پر امام مذکور کہتا ہے کہ کون سی عورت ہے جو تاشہ باجہ کے وقت دروازہ پر آ کر نہ دیکھتی ہو، ایسے امام کے پیچھے سب کی نماز درست ہے، یا نہیں؟ یا جن لوگوں نے چشم خود واقعہ مذکورہ دیکھا ہے، ان کی نماز ناجائز، یا مکروہ ہوگی؟

الجواب

اس کے پیچھے سب کی نماز صحیح ہے؛ لیکن اس امام کو اس میں احتیاط کرنی چاہیے اور اپنی اہلیہ کو اس فعل منکر سے روکنا چاہیے، منع کرنے کے بعد اگر وہ نہ مانے تو گناہ اس پر ہے، شوہر بری الذمہ ہے۔ (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۶۶/۳)

(۱) لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرة ولا علیها تسریح الفاجر. (الدر المختار علی هامش رد المحتار، فصل فی

المحرمات: ۴۰۲/۲، ظفیر) (وکذا فی کتاب الحظر والإباحة: ۴۲۷/۶، دار الفکر بیروت، انیس)

(۲) جب زید کی مرضی کے خلاف اس کی بیوی نے یہ حرکت کی ہے تو زید کا اس میں کوئی جرم نہیں ہے، البتہ زید کا فرض ہے کہ وہ بیوی کو تنبیہ کرے اور ایسا انتظام کرے کہ اس کی بیوی کو نہ اس طرح کی حرکت پر جرأت ہو اور نہ اسے کوئی ایسا موقع مل سکے، زید کی طرف سے اس سلسلہ میں چشم پوشی ہوگی تو اسے دیوث کہا جائے گا اور اس کی امامت مکروہ ہوگی۔ واللہ اعلم (ظفیر)

(۳) اس لئے کہ عورتوں کو غیر محرم کو دیکھنا درست نہیں ہے اور شوہر بیوی کا نگران ہے، ارشاد نبوی ہے:

”والرجل راع علی اهل بيته وهو مسئول عن رعيته“. (مشکوٰۃ، کتاب الإمارة، ص: ۳۳۰) واللہ اعلم (ظفیر)

(الفصل الأول، رقم الحدیث: ۳۶۸۵)، والحدیث رواه البخاری، عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب كراهية التطاول علی الرقيق، رقم الحدیث: ۲۵۵۴، انیس)

ایک ایسے شخص کی امامت، جس کی بیوی کے نام دوسرے کا خط نکلا:

سوال: زید و بکر دونوں بھائی ہیں، زید کی شادی ہوگئی ہے، دونوں بھائی پر دیس میں ملازم ہیں، بوقت رخصت دونوں زید کی زوجہ کے مکان پر قیام کرتے ہیں، زید نے ایک کتاب میں ایک خط رکھا ہوا دیکھا، جو زید کی زوجہ کے نام ہے اور اس پر دستخط بکر کے نہیں ہیں، جب زید نے اپنی زوجہ سے دریافت کیا تو اس نے حلفیہ خط سے لاعلمی ظاہر کی تو اس صورت میں زید کی بیوی اور بھائی شرعاً مجرم ہیں، یا نہیں اور زید اگر امام ہو تو اس کے پیچھے نماز صحیح ہے، یا نہ؟

الجواب:

اس صورت میں زید کی زوجہ اور بھائی پر کچھ جرم ثابت نہیں ہے اور زید کی امامت درست ہے اور اس کے پیچھے نماز صحیح ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۷۳/۳)

نامحرم عورتوں سے ہاتھ ملانے والے کی امامت:

سوال: جو شخص نامحرم عورتوں سے ہاتھ ملاتا ہو، اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ بیوقوف تو جروا۔

الجواب: باسم ملہم الصواب

نامحرم عورتوں سے ہاتھ ملانے والا فاسق ہے؛ اس لیے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
۹ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ (احسن الفتاویٰ: ۲۹۹/۳)

اس کی امامت، جو جوان بیوہ لڑکی کو نکاح سے روکے:

سوال: ایک شخص کی جوان بیوہ لڑکی نکاح کرنا چاہتی ہے، مگر والد اس کا نہیں چاہتا، اس کے پیچھے نماز کیسی ہوگی؟

الجواب:

نماز اس کے پیچھے صحیح ہے؛ لیکن باوجود اچھا موقع کفو میں ملنے کے اپنی دختر کا نکاح نہ کرنا بہت بُرا ہے، ایسا نہ کرنا

چاہیے۔ (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۳۳/۳)

- (۱) ولا يحل النظر إلى بطنها وظهرها وإلى ما بين السرة والركبة منها ومسها لعموم قوله تبارك وتعالى: ﴿قل للمؤمنين يغضوا من أبصارهم﴾ (النور: ۳۰) الآية إلا أنه سبحانه وتعالى رخص النظر للمحارم إلى مواضع الزينة الظاهرة والباطنة بقوله عز شأنه: ﴿ولا يبدين زينتهن إلا لبعولتهن أو آبائهن﴾ (النور: ۳۱) فبقى غض البصر عما وراءها مأموراً به وإذا لم يحل النظر فالمس أولى لأنه أقوى، الخ. (بدائع الصنائع، كتاب الاستحسان: ۱۲۱/۵، بيروت، انيس)
- (۲) اس لئے کہ ارشاد باری ہے: ﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ﴾ (النور: ۲۴، انيس) ایامی میں بیوہ بھی داخل ہے۔ ظفیر

☆ جو مرد اپنی لڑکی کی شادی کرنے کو تیار نہ ہو، اس کی امامت کیسی ہے:

سوال: ایک شخص امام مسجد ہے اور اس کی لڑکی بالغہ جوان ہے، وہ اس کی شادی نہیں کرتا، کہتا ہے کہ میں ہرگز اس کی شادی نہ کروں گا، چاہے یہ کسی شخص کے ساتھ فرار ہو جائے، اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

مشکوٰۃ شریف میں ابوسعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”من وُلد له من ولد فليحسن إسمه وأدبه وإذا بلغ فليزوج وجه فإن بلغ ولم يزوج فإصاب إثمًا

فإنما إثمہ علی أبیہ۔“ (۱)

اور دوسری روایت میں عمر بن الخطاب اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”تورات میں لکھا ہوا ہے کہ جس کی دختر بارہ سال کی ہوگئی اور اس نے اس کا نکاح نہ کیا، پس وہ گناہ کو پہنچی تو وہ گناہ

اس کے باپ پر ہے۔“ (۲)

☆ شخص لڑکی کی شادی نہ کرے اور اس کے ناجائز بچے ہوں، اس کی امامت:

سوال: زید نے اپنی بالغہ لڑکی کو گھر میں بٹھا رکھا ہے، نکاح نہیں پڑھتا، لڑکی کے دو بچے زنا سے پیدا ہو چکے ہیں، زید کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

زید نے اگر بلا عذر ایسا کیا ہے تو وہ گنہگار ہے، (عن أبی سعید و ابن عباس قالا: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم: ”من ولد له ولد فليحسن إسمه وأدبه فإذا بلغ فليزوج وجه“۔ {الحديث} {مشکوٰۃ، باب المولی، ص: ۲۷۱، ظفیر} {الفصل الثالث، رقم الحديث: ۳۱۳۸، انیس} اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ (ویکرہ إمامة عبد، إلخ، وفاسق۔ {الدر

المختار علی هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۷۱/۳)

(۱) مشکوٰۃ، کتاب النکاح، باب الولی فی النکاح: ۲۷۱، ظفیر {شعب الإیمان للبيهقي، حقوق الأولاد والأهلين،

رقم الحديث: ۸۲۹۹، انیس}

(۲) عن عمر بن الخطاب و أنس بن مالک رضی اللہ عنہم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ”فی التوراة

مکتوب: من بلغت بنتہ إثنی عشرة سنة ولم يزوجها فأصاب إثمًا فإثم ذلك علیہ“۔ {رواهما البيهقي فی شعب

الإيمان} {مشکوٰۃ، باب الولی فی النکاح، ص: ۲۷۱، ظفیر} {الفصل الثالث، رقم الحديث: ۳۱۳۹، شعب الإیمان،

حقوق الأولاد والأهلين، رقم الحديث: ۸۳۰۳، انیس}

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ لڑکی جب بالغہ ہو جاوے اور نکاح کا مناسب موقع ملے تو ضروری ہے کہ اس کے عقد میں دیر نہ کرے اور ایسا ارادہ رکھنا کہ ہرگز اس کا نکاح نہ کروں گا، بُرا ہے اور خلاف حکم خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے، چاہیے کہ اس ارادہ سے باز رہے اور نکاح اس کا کرے، خصوصاً امام مسجد کو زیادہ اتباع شریعت کا خیال چاہیے اور بُرے خیال سے توبہ کرنی چاہیے، نماز اس کے پیچھے صحیح ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۲۷-۲۲۸) ☆

اجنبیہ کے ساتھ میل جول رکھنے والے کی امامت:

سوال: ایک امام مسجد جو قرآن مجید صرف ناظرہ پڑھا ہوا ہے، دیگر مسائل سے بھی واقف نہیں ہے، ایک نامحرم عورت کو روزانہ سائیکل پر اسٹیشن سے چک تک لاتا ہے، جو تین میل کا فاصلہ ہے، کیا ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھنا، یا اسے مستقل امام رکھنا درست ہے؟

☆ جس کا لڑکا کالج اور لڑکی نارمل اسکول میں پڑھتی ہو، اس کی امامت کا حکم:

سوال: امام صاحب جن کا لڑکا کنز الدقائق وغیرہ پڑھتا ہے، نیز مقامی کالج میں ایف اے میں داخل ہے، خود پابند شریعت ہیں اور اولاد میں بھی اس کا اہتمام کرتے ہیں، نیز انہوں نے اپنی بیٹی کو گھر پر قرآن مجید کے ساتھ اور کچھ مسائل کی کتابیں پڑھا کر مقامی زنانہ اسکول میں داخل کر دیا ہے، اب کچھ لوگ ان کی امامت پر اعتراض کرتے ہیں، شریعت کے حکم سے آگاہ فرمادیں؟

الجواب

اگر کوئی مسلمان اپنے دینی فرائض و واجبات بجالا کر کوئی دنیوی علم حاصل کرتا ہے تو اس پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں؛ کیوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے زمانہ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کو عبرانی زبان اور دیگر علوم حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی، اس وقت سے اس وقت تک علمانے دینی تعلیم کے ساتھ دنیوی تعلیم کو مستحسن سمجھا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

بندہ محمد اسحاق عفی عنہ، نائب مفتی خیر المدارس ملتان۔ الجوب صحیح: محمد علی خطیب سنہری مسجد، لاہور، ۱۶/۹/۱۳۷۷ھ۔

شخص مذکور کی امامت میں کوئی خلل نہیں؛ کیونکہ دین کو محفوظ رکھتے ہوئے دنیاوی تعلیم حاصل کرنا مضر نہیں اور اگر پردے وغیرہ کا معقول انتظام ہو تو لڑکی کو نارمل اسکول میں بھیجنے میں کوئی حرج نہیں۔

عبید اللہ انور، دفتر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

الجوب صحیح: بندہ اصغر علی غفرلہ، معین مفتی خیر المدارس، ملتان، ۱۷/۹/۱۳۷۷ھ۔

الجوب صحیح: بندہ محمد عبداللہ غفرلہ، مفتی خیر المدارس، ملتان

ہذا کذلک وانا مصدق بذلك

افقرالی اللہ محمد عبداللہ درخواسی: مہتمم مدرسہ مخزن العلوم خانپور، ۱۹/۹/۱۳۷۷ھ۔

دنیوی تعلیم کا مستحسن ہونا صحیح نیت پر موقوف ہے، علی الاطلاق مستحسن قرار دینا درست نہیں والباقی صحیح۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، نائب مفتی خیر المدارس ملتان (خیر الفتاویٰ: ۲۰۳/۳۷۷)

الجواب

اجنبیہ عورت کے ساتھ اس قدر میل جول رکھنے والا شخص قابل امامت نہیں، (۱) اور قطع نظر ان تعلقات کے امام کے لئے نماز کے مسائل کا عالم ہونا بھی ضروری ہے، لہذا کسی تبع سنت عالم کو امام بنایا جائے۔ فقط واللہ اعلم
 احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی خیر المدارس ملتان، غرہ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ۔
 الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، صدر مفتی۔ (خیر الفتاویٰ: ۳۸۲۲)

بے پردہ عورتوں کو پڑھانے والے کی امامت:

سوال: زید کہتا ہے کہ بے پردہ عورتوں کو بالغہ ہوں، یا قریب البلوغ، بیٹا ہوں، یا ناپینا، نرسیں ہوں، یا لیڈی ڈاکٹر، یا ہوائی جہاز کی ہوسٹیس، جلوت میں ہوں، یا خلوت میں، اسکول یا کالج کے کمروں میں ہوں، یا مسجد کے حجرہ میں، جماعت کی صورت میں ہوں، یا گھر کے اندرا کیلی، نا محرم مرد عالم ہو، یا مفتی، پیر ہو، یا مرید، جوان ہو، یا بوڑھا، بیٹا ہونا بیٹا، نہیں پڑھا سکتا، جب کہ بکر اس کی اجازت دیتا ہے۔

بکر کا استدلال یہ ہے کہ جب تک ان بے پردہ عورتوں کو احکام شرعیہ سے واقف نہیں کرایا جائے گا، اس وقت تک ان کا پردہ کرنا ممکن نہیں اور اگر ان کو نظر انداز کر کے دینی تعلیم سے صرف اس لیے بے بہرہ رکھا جائے کہ یہ بے پردہ ہیں تو یہ صحیح نہیں، مزید یہ کہ نرسیں، لیڈی ڈاکٹر، ایئر ہوسٹیس وغیرہ جو اکثر پردہ نہیں کرتیں، اس پردہ والی شرط سے دینی تعلیم سے محروم رہ جائیں گی، جب کہ عملاً اس کا تجربہ کیا گیا کہ ایسی عورتوں کو دینی تعلیم دی گئی تو انہی بے پردہ عورتوں میں سے بعض تہجد گزار بن گئیں۔

زید کا استدلال یہ ہے کہ شرعی حدود کو کسی بھی خود پیدا کردہ مجبوری کی وجہ سے نہیں توڑا جاسکتا، بے پردگی ایک خود پیدا کردہ اضطراب ہے، شرعاً ایسے اضطراب کی کوئی اہمیت نہیں ہے، اگر اس طرح عوام خود ایسے افعال کے مرتکب ہوں، جن سے ان کی مشکلات میں اضافہ ہوتا جائے، آئندہ چل کر ہر ایسی مجبوری کو اضطراب کا نام دیتے جائیں اور شرعی حدود وسدود کو توڑتے جائیں تو حدود شرعی باقی نہیں رہے گا، حالانکہ پردہ کی غرض و غایت صنفی اختلاط کا ختم کرنا ہے، اگر یہ اختلاط برقرار رہا تو پردہ کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا، جب کہ اختلاط مرد و زن اسی لیے جائز نہیں رکھا کہ اس سے ہر دو صنف کے سفلی جذبات کو ہوا ملتی ہے، اگر اختلاط اس لیے ناگزیر ہے کہ بصورت عدم اختلاط دینی تعلیم سے محرومی واقع ہوتی ہے، تو پھر دنیوی مخلوط تعلیم میں کوئی قباحت نہیں رہتی؛ کیوں کہ بعض لوگ مرد و زن کا اختلاط دنیوی تعلیم کے لیے

(۱) الخلوۃ بالاجنبیۃ حرام. (الأشباه والنظائر، کتاب الخطر والإباحة: ۷، ۲، دار الکتب العلمیۃ بیروت، انیس)

ضروری سمجھتے ہیں اور آپ دینی تعلیم کے لیے، حدود شرعیہ کے توڑنے میں دونوں برابر کے شریک ہیں، اگرچہ اغراض مختلف ہیں، جہاں بے پردہ عورتوں میں احکام شرعیہ کی واقفیت کے بعد چند عورتیں تہجد گزار بن گئی ہیں، وہاں بڑی عمر کے اساتذہ اور کم سن بچیوں سے زنا کے ارتکاب تک کی بھی نوبت پہنچی ہے، چند عورتوں کے تہجد گزار بن جانے کے بعد ثواب کے مقابلہ میں ایک زنا ہو جانے کا نہایت سنگین اور ناقابل معافی جرم ہے، نیز خیر القرون میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نابینا صحابی حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سے پردہ کرنے کے لیے فرمایا تھا، آج چودھویں صدی کے معاشرہ میں پردہ کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔

اگر زید کا استدلال درست ہے تو مزید وضاحت طلب امر یہ ہے کہ بے پردہ عورتوں کو پڑھانے والے آدمی کو امام مسجد و خطیب بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب _____ باسم ملہم الصواب

زید کا خیال و استدلال صحیح ہے، عورتوں کی دینی تعلیم عورتوں کی وساطت، یا پس پردہ ہو سکتی ہے، (۱) علاوہ ازیں اردو میں مستند دینی کتابوں کے مطالعہ سے یہ ضرورت پوری ہو سکتی ہے، بے پردہ عورتوں کو بالمشافہہ پڑھانے والا فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اس کو امام و خطیب بنانا جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۵ شعبان ۱۴۰۰ھ (احسن الفتاویٰ: ۳۱۹/۳-۳۲۰)

فاحشہ بیوی کو بسائے رکھنے، فاحشہ کو طلاق بالمال دینے،

بغرض لالچ گاؤں میں عید شروع کرنے، عدالتی طلاق پر نکاح پڑھانے والے کی امامت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ!

(۱) ایک شخص جس کی عورت نہایت بدکار اور فاحشہ ہو، خاوند کو باوجود پورا علم ہونے کے اس کو گھر میں رکھتا ہے؛ لیکن عورت بد فعلی سے باز نہ آئے اور خاوند بھی اسے طلاق نہ دے تو کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے۔

(۲) ایک فاحشہ عورت جو بالکل آوارہ ہو؛ یعنی خاوند کے قبضہ میں نہ رہے اور خاوند کو خاوند ہی نہ سمجھے اور اسے

(۱) ﴿وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الأولى﴾ (الأحزاب: ۳۳)

عن ابن عمر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "لیس للنساء نصیب فی الخروج إلا مضطرة، یعنی: لیس لہا خادم إلا فی العیدین الأضحی والفتور، ولیس لہم نصیب فی الطرق إلا الحواشی. (المعجم الکبیر للطبرانی، مسند عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، رقم الحدیث: ۱۳۸۷۱: ۱۳/۱۲/۱۰، انیس)

طلاق دینے پر مجبور کر دے، خاوند اس عورت کے رشتہ دار سے طلاق دینے کے عوض کچھ رقم لے کر طلاق دیدیتا ہے تو کیا ایسے شخص کو امام بنایا جاسکتا ہے۔

(۳) کسی گاؤں میں بروے مسئلہ شریعت نماز عید نہیں ہو سکتی، ایک شخص جو اس وقت امام مقرر نہ ہو تو وہاں نہ خود نماز عید پڑھتا ہو اور دوسروں کو بھی منع کرے، بعد ازاں وہی شخص امام مقرر ہو جاتا ہے اور پھر خود بھی وہیں نماز عید پڑھے اور دوسروں کو پڑھائے بغرض لالچ جائز قرار دے تو کیا اس کو امام بنایا جاسکتا ہے۔

(۴) ایک عورت جس کا نکاح الف کے ساتھ ہے؛ لیکن بروے فیصلہ عدالت (سرکاری) عورت طلاق حاصل کرتی ہے، چند آدمی مل کر اس کا نکاح ج کے ساتھ کر دیتے ہیں، جب کہ بد فعلی کی وجہ سے عورت حاملہ ہو گئی ہو تو کیا ایسا نکاح پڑھانے والے اور دیگر شریک ہونے والوں کے نکاح میں کوئی خلل آتا ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱) اگر یہ شخص اپنی بیوی کو بدکاری سے روکتا ہے اور وہ نہیں رکتی تو اس کو طلاق دے دینا مستحب ہے، اس کے ذمہ طلاق دینا واجب نہیں ہے، اگر طلاق نہ دے، تب بھی اس کے پیچھے نماز جائز ہے؛ کیوں کہ یہ شخص تارک مستحب ہے، نہ تارک واجب۔

كما قال في البحر: ۲۳۷/۳: وفي غاية البيان: يستحب طلاقها إذا كانت سليطة مؤذية أو تاركة للصلاة لا تقم حدود الله تعالى، آه، وهو يفيد جواز معاشرته من لا تصلي ولا إثم عليه بل عليها ولذا قالوا في الفتاوى: له أن يضربها على ترك الصلاة ولم يقو لو اعليه مع أن في ضربها على تركها روايتين ذكرهما قاضي خان. (۱)

ہاں ایسے شخص کو مستقل امام نہ رکھا جائے تو بہتر ہے، اگر کوئی دوسرا امام میسر ہو سکتا ہے۔
(۲) ایسی عورت سے کچھ رقم عوض طلاق لے لینا شرعاً جائز ہے۔

قال في الدر المختار: (وكره) تحريمًا (أخذ شيء) ويلحق به الإبراء عما لها عليه. (۲)
(۳) معمولی گاؤں میں عید کی نماز پڑھنی جائز نہیں ہے، باقی اس امام کی نیت پر ہم حملہ آور نہیں ہو سکتے اور نہ اس وجہ سے کہ وہ گاؤں میں عید کی نماز پڑھاتا ہے، اس کی امامت میں کوئی فساد آتا ہے۔

(۱) البحر الرائق شرح كنز الدقائق، كتاب الطلاق: ۲۵۵/۳، دار الكتاب الإسلامي بيروت، انیس

(۲) (إن نشز وان نشزت لا) ولو مننه نشوز أيضا وبأكثر مما أعطاها على الأوجه فتح وضح الشمني كراهة الزيادة وتعبير الملتقى لأبأس به يفيد أنها تنزيهية وبه يحصل التوفيق. (الدر المختار على صدر رد المحتار: ۴۴۵/۳، دار الفکر)

(۴) اگر عورت کی تنسیخ نکاح (طلاق) کا فیصلہ عدالت کر چکی ہے وہ شریعت کے مطابق ہو اور اس فیصلہ کے بعد عدت گزار لینے کے بعد یہ عورت زنا سے حاملہ ہوگئی ہے تو اس کا نکاح شرعاً دوسرے شخص کے ساتھ ہو سکتا ہے؛ لیکن یہ شخص اگر وہی زانی نہیں ہے تو اس کے لیے وضع حمل سے قبل اس کے ساتھ صحبت کرنی ناجائز ہے، ویسے نکاح صحیح ہوا ہے، جو لوگ اس نکاح میں شریک ہوئے ہیں، ان پر کوئی گناہ وغیرہ نہیں ہے اور اگر عدالتی فیصلہ شریعت کے مطابق نہ ہو تو اس کا نکاح دوسری جگہ صحیح نہیں ہے اور جو لوگ باوجود علم رکھنے کے اس نکاح میں شریک ہوئے ہیں، وہ گناہ گار ہیں، ان کو توبہ کرنی ضروری ہے، خود ان کے نکاحوں میں پھر بھی کوئی خلل نہیں آیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ۔ الجواب صحیح: محمود عفا اللہ عنہ، ۲۵/شوال ۱۳۸۵ھ۔ (فتاویٰ مفتی محمود: ۱۶۲۲-۱۶۲۳) ☆

ایسے شخص کی امامت کا حکم، جس کی بیوی سے اس کے داماد کے ناجائز تعلقات کا شبہ ہو:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ!

ایک امام صاحب کی بیوی سے اس کے داماد کے ناجائز تعلقات کا شبہ ہے اور اس بنا پر اس کو اس کے گھر آنے جانے سے روک دیا گیا؛ لیکن اس کے باوجود وہ اس کے گھر آتا رہا تو مقتدیوں نے اس بنا پر اس کو امامت سے ہٹا دیا تو وہ کہتا ہے کہ میں نے بیوی کو طلاق دی، مجھے دوبارہ رکھ لو، حالاں کہ بیوی اس کے گھر میں موجود ہے؟

الجواب:

کسی نیک دیندار عالم کو امام مقرر کریں، ایسے شخص کو امام نہ مقرر کریں، جس کی دیانت اور تقویٰ پر عام نمازیوں کو اعتماد نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ، یکم محرم ۱۳۹۷ھ۔ (فتاویٰ مفتی محمود: ۱۵۷/۲)

☆ ایسے شخص کی امامت، جس کی بیوی کچھ دنوں اجنبی کے پاس رہی ہو:

سوال: ایک امام ہے، اس کی بیوی اپنے باپ کے یہاں گئی تھی، باپ کے گھر سے کسی دوسرے آدمی کے ساتھ چلی گئی، دو ماہ تک اس اجنبی آدمی کے پاس رہی، اب وہ عورت مذکور اپنے باپ کی کوشش سے امام صاحب کے یہاں واپس آگئی، اب جناب کی خدمت میں یہ گزارش ہے کہ اس امام صاحب کے پیچھے قوم کی نماز درست ہے، یا نہیں؟

(المستفتی: ۱۹۸۸ء، مولوی محمد سعید صاحب (ضلع روہنگ) یکم رمضان ۱۳۵۶ھ/ نومبر ۱۹۳۷ء)

الجواب:

ہاں امام کی اس میں خطا نہیں اس کی امامت ناجائز نہیں ہوئی۔

﴿ولا تزر وازرة وزر اخرى﴾ {الآیة} (سورۃ الفاطر: ۱۸)

محمد کفایت اللہ کان اللہ (کفایت المفتی: ۱۰۴/۳)

جس کی بیوی غیر مسلم کے تہوار میں شریک ہوتی ہو، اس کی امامت:

سوال: زید ایک مسجد کا امام ہے، پنج وقتہ نماز جا کر پڑھایا کرتا ہے؛ لیکن اس کی زوجہ ہندوؤں کا تہوار، چھٹ جس میں پھل پھلیری، ٹھیکو وغیرہ، سوپ میں رکھ کر صبح وشام بوقت طلوع وغروب آفتاب دریا کے کنارے ہاتھ اٹھا کر آفتاب کی نذر کر کے واپس لاتی ہیں اور کھاتی ہیں، زید کی بیوی خود تو نہیں؛ بلکہ یہ تمام رسومات کے طریقے بذریعہ ایک ہندوئی عورت سے کراتی ہے تو ایسی حالت میں زید جو کہ اس عورت کے شوہر ہیں، پنج وقتہ امامت کرتے ہیں تو ان کے پیچھے نماز جائز ہوگی، یا نہیں؟ اور زید کا نکاح باقی رہا، یا فسخ ہو گیا؟ اور زید کی واقفیت و عدم واقفیت میں کیا ارشاد ہے؟

الجواب: ————— وباللہ التوفیق

صورت مسئلہ میں زید کی بیوی کے متعلق، جو باتیں لکھی گئیں ہیں، وہ سخت معصیت اور گناہ ہیں۔ زید کا فریضہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کو غیر اسلامی افعال سے روکے، اگر زید ان کو ان افعال سے نہ روکے، یا اس کے منع کرنے سے عورت باز نہ آئے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ زید کو امامت سے علاحدہ کر دیں اور اس کے پیچھے اس وقت تک نماز نہ پڑھیں، جب تک کہ اس کی بیوی غیر اسلامی افعال سے توبہ نہ کر لے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۲۲/۱/۱۳۷۵ھ۔ (فتاویٰ امارت شریعہ: ۱۶۵/۲-۱۶۶)



(۱) لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام: ”ألا کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ فالإمام الذی علی الناس راع وهو مسئول عن رعیتہ والرجل راع علی أهل بیتہ“۔ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الإمارة والقضاء: ۳۲۰/۲)
 دراصل بیوی کے کسی بڑے عمل سے شوہر فاسق نہیں ہوگا کہ اصول ہے: ﴿الْأَلْوَانُ وَارْتِدَاءُ وَرُزُّ الْأَخْوَى﴾ (النجم: ۳۸)
 اور البتہ اگر وہ اس بڑے عمل سے راضی ہے تو بُرائی پر راضی ہونے کی وجہ سے وہ گنہگار ہوگا۔ اور اگر باوجود استطاعت کے وہ زوجہ کو اس بُرائی سے نہ روکے تو نبی عن المنکر سے گریز کی وجہ سے اس پر ذمہ داری آئے گی۔ ”من رأى منکم منکرًا فلیغیرہ بیدہ فمن لم یستطع فبلسانہ“ (الصحيح لمسلم، رقم الحدیث: ۴۹)

پس اگر امام جو قوم میں مقتدی اور پیشوا ہے اور جس کا عمل قوم کے لئے نمونہ ہے اگر وہ ان بڑے اعمال پر راضی ہے، یا باوجود استطاعت نہیں روکتا، تب تو اسے منصب امامت سے علیحدہ کیا جانا ہی چاہئے، اگر منع کرتا ہے، پھر اس کی بیوی ان اعمال سے تاب نہیں ہوتی تو ایسی صورت میں بھی معاشرہ میں بُری مثال قائم ہوگی؛ اس لئے اس شخص کی امامت سے اجتناب کیا جانا چاہئے۔ [مجاہد]

ناجائز کھیل کھیلنے والے کی امامت

شطنج کھیلنے والے کی امامت:

سوال: ایک شخص فارغ التحصیل ہو کر دین کی تعلیم دیتا ہے اور تعلیم بھی احادیث وغیرہ کی؛ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ تفریح طبع کے لیے شطنج بھی کھیلتا ہے اور اسے کئی مرتبہ فعل سے روکا بھی گیا ہے۔ کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے؟

الجواب

شطنج کھیلنا مکروہ تحریمی ہے۔ (۱)

قال فی الدر: ”(و) کرہ تحریمًا (اللعب بالنرد و) کذا الشطنج. (قوله: والشطنج) (إلی قوله)

فهو حرام وکبيرة“. (الدر المختار مع رد المحتار: ۲۶۱/۵) (۲)

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ شطنج کھیلنا موجب فسق ہے؛ لیکن امام ابو یوسفؒ سے ایک روایت میں اباحت بھی ثابت ہے اور امام شافعیؒ نے بھی مباح فرمایا ہے اور یہ اختلاف اس وقت ہے، جب کہ اس پر تمار نہ ہو؛ یعنی شرط وغیرہ نہ بانڈھی جائے اور اس کے شغل میں واجبات (صلوٰۃ وجماعت) میں خلل نہ پڑتا ہو اور دوام بھی نہ کرتا ہو، ورنہ حرام بالاجماع۔

(۱) قال یحیی: سمعت مالکاً یقول: لا خیر فی الشطنج وکرهها وسمعتہ یکره اللعب بها ولغیرها من الباطل. یتلو هذه الآية: ﴿فماذا بعد الحق إلا الضلال﴾. (مؤطا الإمام مالک، کتاب الجامع، باب ماجاء فی النرد، رقم الحدیث: ۱۳۹۶/۵: ۳۵۲۱، دولة الإمارات العربية، بتحقیق محمد مصطفیٰ الأعظمی، انیس)

عن الحکم فی الشطنج قال: کانوا ینزلون الناظر إليها کالناظر إلى لحم الخنزیر والذی یقلبها کالذی یقلب لحم الخنزیر. (کتاب الأدب، فی اللعب فی الشطنج، رقم الحدیث: ۲۶۶۸۴: ۳۵۱/۱۳، انیس)

عن أبی جعفر: أنه کره اللعب بالشطنج، (کتاب الأدب، فی اللعب فی الشطنج، رقم الحدیث: ۲۶۶۸۳: ۳۵۱/۱۳، انیس)

عن المیسرة النهدی قال: مر علی قوم یلعبون بالشطنج، فقال: ما هذه التماثل التي أنتم لها عاکفون؟ (کتاب الأدب، فی اللعب فی الشطنج، رقم الحدیث: ۲۶۶۸۲: ۳۵۱/۱۳، مؤسسة علوم القرآن، انیس)

(۲) کتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغیره، فصل فی البیع، انیس

”كما قال في الدر: وهذا إذا لم يقامر ولم يداوم ولم يخل بواجب وإلا فحرام بالإجماع، قال في الشرح: وبدون هذه المعاني لا تسقط عدالته للاختلاف في حرمة، عبد البر عن أدب القاضی“۔ (الدر المختار مع رد المحتار: ۲۶۱/۵) (۱)

حاصل کلام یہ ہے کہ اگر شطرنج کھیلنے والا دوام کرتا ہو، یا اس میں منہمک ہو کر واجبات میں خلل ڈالتا ہے، یا اس پر شرط باندھی جاتی ہو تو فاسق ہونے کی وجہ سے اس کو امام بنانا مکروہ ہوگا اور اگر مفسد سے خالی ہو کر کھیلتا ہے تو اس کی عدالت ساقط نہ ہوگی اور اس کے پیچھے نماز بھی مکروہ نہ ہوگی؛ لیکن اولیٰ ہر حال میں یہی ہے کہ امام ایسے کام سے جس کو عرف میں فتیح سمجھا جاتا ہے، پرہیز کرے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ غفرلہ، خادم الافاء خیر المدارس ملتان۔ الجواب صحیح: خیر محمد عفا اللہ عنہ، ۲۱/۱۱/۱۳ھ۔ (خیر الفتاویٰ: ۳۶۱/۲)

شطرنج کھیلنے والے کی امامت:

سوال: شطرنج کھیلنا کیسا ہے؟ اور شطرنج کھیلنے والے کی امامت جائز اور درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

شطرنج کے ساتھ کھیلنا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے، (۲) پس عادت کرنے والا اس کا لائق امام بنانے کے نہیں ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۰۲/۳)

(۱) کتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغيره، فصل فی البیع، انیس

(۲) قال یحیی: سمعت مالکاً یقول: لاخیر فی الشطرنج وکرهها وسمعتہ یکره اللعب بها ولغیرها من الباطل. یتلو هذه الآية: ﴿فماذا بعد الحق إلا الضلال﴾. (مؤطا الإمام مالک، کتاب الجامع، باب ماجاء فی الرد، رقم

الحديث: ۳۵۲۱: ۱۳۹۶/۵: دولة الإمارات العربية، بتحقیق محمد مصطفیٰ الأعظمی، انیس)

عن الحكم فی الشطرنج قال: كانوا ينزلون الناظر إليها كالناظر إلى لحم الخنزير والذي يقلبها كالذي يقلب لحم الخنزير. (کتاب الأدب، فی اللعب فی الشطرنج، رقم الحديث: ۲۶۶۸۴: ۳۵۱/۱۳، انیس)

عن أبي جعفر: أنه كره اللعب بالشطرنج، (کتاب الأدب، فی اللعب فی الشطرنج، رقم الحديث: ۲۶۶۸۳:

۳۵۱/۱۳، انیس)

عن الميسرة النهدي قال: مر على قوم يلعبون بالشطرنج، فقال: ما هذه التماثيل التي أنتم لها عاكفون؟ (کتاب

الأدب، فی اللعب فی الشطرنج، رقم الحديث: ۲۶۶۸۲: ۳۵۱/۱۳. مؤسسة علوم القرآن، انیس)

ويكره تحريماً اللعب بالنرد وكذا الشطرنج. (الدر المختار على هامش رد المحتار، كتاب الحظر

والإباحة: ۳۴۷/۵)

ويكره إمامة عبد الخ وفاسق. (الدر المختار، ظفیر) (باب الإمامة، انیس)

تاش کھیلنے والے کی امامت جائز ہے، یا نہیں:

سوال: اگر امام مسجد تاش کھیلنے والوں کے پاس بیٹھا رہے، یا طریقہ کھیلنے کا بتلاتا رہے تو کیا حکم ہے اور امامت اس کی کیسی ہے؟

الجواب

درمختار میں ہے:

و کره تحريماً اللعاب بالنرد و كذا الشطرنج، إلخ. (۱)

پس جبکہ شطرنج سے کھیلنا حرام ہوا تو اس کی تعلیم دینا اور بتلانا ظاہر ہے کہ حرام ہے اور کھیلنے والوں کے پاس بیٹھنا اور دیکھنا بھی حرام ہے، پس امامت اس کی مکروہ ہے۔ (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۳۹/۳)

تاش کھیلنے والے کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں:

سوال: ایک شخص بغیر بازی (بغیر ہار جیت) کے تاش کھیلتا ہے، اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے؛ کیوں کہ بغیر بازی کے تاش کھیلنا بھی ممنوع اور مکروہ ہے، ایسے لہو و لعب سے مسلمانوں کو احتراز لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عزیز الرحمن، مفتی مدرسہ دیوبند (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۳۳/۳)

☆ = شطرنج کھیلنے والے کی امامت:

سوال: جو حافظ شطرنج کھیلے کہ نماز بھی قضا ہو جاوے، اس کی امامت جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

اس کی امامت مکروہ ہے۔ (ویکرہ إمامة عبد، إلخ، و فاسق). (الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱) اس وجہ سے کہ شطرنج کھیلنا مکروہ تحریمی ہے؛ و کره تحريماً اللعاب بالنرد و كذا الشطرنج. (الدر المختار علی هامش رد المحتار، كتاب الحظرو الإباحة، فصل في البيع: ۳۴۷/۵، ظفیر) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۵۵/۳)

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار، كتاب الحظرو الإباحة، فصل في البيع: ۳۴۷/۵، ظفیر

(۲) ویکرہ إمامة عبد، إلخ و فاسق. (الدر المختار)

بل مشی فی شرح المنیة علی أن کراهة تقدیمه: أي الفاسق کراهة تحریم. (رد المحتار، باب

الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

(۳) و کره تحريماً اللعاب بالنرد و كذا الشطرنج، وأباحه الشافعی رحمه الله وأبو يوسف رحمه الله في رواية، وهذا إذا لم يقامر ولم يداوم ولم يدخل لواجب وإلّا فحرام بالإجماع، اه. (الدر المختار)

کبوتر بازی کی امامت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ایسے شخص کی نسبت کہ امامت کرتا ہے اور کبوتر بازی کرتا ہے؟

الجواب

کبوتر پالنے درست ہیں، (۱) مگر اڑانا اور بازی کرنا منع ہے، ایسے آدمی کی امامت مکروہ ہے اور نماز اس کے پیچھے ہو جاتی ہے۔ (۲)

(مجموعہ کلاں، ص: ۲۳۳-۲۳۴) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۵۹-۱۶۰)

شطرنج بازی کی امامت کا حکم:

سوال (۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کسی مسجد کی امامت سے مستعفی ہوتے ہوئے اس کے پاس اتنا گزارہ کافیل ہے کہ کسی قسم کا محتاج نہیں اور پھر زید لا ولد بھی ہے، تقریباً اس کی چھ ایکڑ زمین بھی ہے، کیا اسے مسجد

== تاش کی حالت شطرنج جیسی ہے۔ دلیلہ قال فی الدر المختار: وکره کل لهول قوله عليه الصلاة والسلام: "كل لهو المسلم حرام إلا ثلاثة ملاحظته أهله وتأديبه لفرسه ومناصلته بقوسه" وقال في رد المحتار: كل لعب عبث فالثلاثة بمعنى واحد، كما في شرح التاويلات والإطلاق شامل لنفس الفعل. (۳۴۷/۵) (كتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغيره، فصل في البيع، انيس)

(۱) عن أنس بن مالك قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم أحسن الناس خلقا وكان لي أخ يقال له: أبو عمير، قال: أحسبه قال: كان فطينا، قال: فكان إذا جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فراه قال: أبا عمير ما فعل النغير، قال: فكان يلعب به. (صحيح لمسلم، باب استحباب تحنيك المولود عند ولادته (ح: ۲۱۵۰) / صحيح البخاري، باب الكنية للصبى (ح: ۶۲۰۳) انيس)

قال: وإنه لا بأس أن يعطى الصبى الطير ليلعب به من غير أن يعذبه. (مرقاة المفاتيح، باب المزاح: ۳۰۶۲/۷، دار الفكر بيروت، انيس)

مذکورہ حدیث اور ملا علی قاری کی تشریح سے معلوم ہوتا ہے کہ پرندوں کا پالنا مباح اور درست ہے، کبوتر بھی اس میں شامل ہے۔ انیس

(۲) عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى رجلاً يتبع حمامة فقال: شيطان يتبع شيطانة. (سنن أبي داؤد، باب في اللعب بالحمام (ح: ۴۹۴۰) انيس)

قال الثوري شتى: وإنما سماه شيطانا لمباعدته عن الحق واشتغاله بما لا يعنيه وسماها شيطانة لأنها أورثته الغفلة عن ذكر الله والشغل عن الأمر الذي كان يصدده في دينه ودنياه، قال النووي: اتخاذ الحمام للفرح والبيض أو الأنس أو حمل الكتب جائز بلا كراهة وأما اللعب بها للتطير فالصحيح أنه مكروه فإن ضم إليه قمار ونحوه ردت شهادته. (مرقاة المفاتيح، باب التصاوير: ۲۸۵۶/۷، دار الفكر بيروت، انيس)

کے فنڈ سے غبن کرنے کی اجازت ہے اور اگر مسجد کے نام کچھ رقبہ بھی ہو تو اس میں سے بھی غبن کر سکتا ہے، کتاب وسنت سے بیان کریں؟

(۲) بالغ غیر بالغ مسجد میں تعلیم دین حاصل کر سکتے ہیں، حالاں کہ ان کو طہارت غیر طہارت کا امتیاز نہ ہو؟

(۳) شطرنج باز، حقہ نوش، لہجہ تراش بغیر اجازت امام خطابت سرانجام دے سکتا ہے، یا نہیں؟

(۴) بدعتی اور مردہ شو کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے، یا نہیں؟ مینواتو جروا۔

الجواب

(۱) امام مذکور غبن بمعنی خیانت کا تو کسی طرح مجاز نہیں ہے، (۱) البتہ مسجد کی کمیٹی ہو تو اس کمیٹی کی رائے اور مشورہ سے اپنے لیے تنخواہ مقرر کر سکتا ہے، باقی گزارہ کا ذریعہ اگر اس کا موجود ہے، جس سے فارغ اور مطمئن ہو کر امامت کا کام کر سکتا ہے تو اچھا ہے کہ مسجد کے فنڈ سے کچھ نہ لے؛ لیکن اگر لے تو بھی جائز ہے۔

(۲) فقہاء کرام نے مسجد میں اس تعلیم سے جو بالمعاوضہ ہو، منع فرمایا ہے، اس طرح حدیث شریف میں چھوٹے بچوں کو مسجد میں لانے سے منع فرمایا، (۲) ایسے چھوٹے بچوں کی پلیدی کی تمیز نہیں ہوتی، پس اولیٰ وانسب یہ ہے کہ تعلیم صبیان کے لیے خارج از مسجد کسی مکان کا انتظام کیا جائے، چاہے وہ مکان کرایہ پر ہی کیوں نہ لیا جائے اور جب تک اس کا انتظام نہ ہو، اس وقت تک مسجد کو احتیاط سے استعمال کیا جائے۔

(۳) شطرنج باز، حقہ نوش اور لہجہ تراش امامت کے مستحق تو ہرگز نہیں، (۳) اور خطبہ بھی اس سے سننا مکروہ

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیانت سے پناہ مانگتے تھے۔ روایت میں ہے:

عن ابي هريرة قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: اللهم اني اعدو ذك من الجوع فانه بئس

الضجيع وأعدو ذك من الخيانة فإنها بئس البطانة. (سنن أبي داؤد، باب في الاستعاذة (ح: ۱۰۴۷) انيس)

(۲) عن وائل بن الأسقع أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: جنبوا مساجدكم صبيانكم ومجانينكم وشراءكم وبيعكم وخصوماتكم ورفع أصواتكم وإقامة حدودكم ووسل سيوفكم واتخذوكم على أبوابها المظاهر وجمروها في الجمع. (سنن ابن ماجه، كتاب المساجد، باب ما يكره في المسجد، رقم الحديث: ۷۶۰، ص: ۹۱، بيت الأفكار، انيس)

عن معاذ بن جبل قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: جنبوا مساجدكم مجانينكم، وصبيانكم، ورفع أصواتكم، ووسل سيوفكم، وبيعكم وشراؤكم، وإقامة حدودكم، وخصومتكم وجمروها يوم جمعكم واجعلوا مظاهركم على أبوابها. (المصنف لعبد الرزاق، باب البيع والقضاء في المسجد وما يجنب المسجد، كتاب الصلاة: ۴۱۱/۴ (رقم الحديث: ۱۷۲۶) السنن الكبرى، كتاب آداب القاضي، باب ما يستحب للقاضي من أن لا يكون قضاؤه في المسجد: ۱۷۷/۱۰ (رقم الحديث: ۲۰۲۶۸) دار الكتب العلمية، انيس)

(۳) وكره تحريماً للعب بالنرد وكذا الشطرنج. (الدر المختار على هامش رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ۳۴۷/۱۰، انيس)

ہوگا اور صرف تقریر و وعظ اگر وہ بغیر اجازت متولی مسجد، یا امام مسجد کے شروع کر دے تو یہ بھی درست نہیں ہے اور اجازت کے ساتھ نفس تقریر، اگر وہ اچھی باتیں کرے تو سنا جائز ہوگا، بعد میں فہمائش کی جائے کہ خود بھی اپنی عملی اصلاح فرماوے۔

(۳) بدعتی کی امامت مکروہ ہے، (۱) اور مردہ شونی کرنے والا اگر محتاط ہو کر غسل دیتے وقت چھینٹوں سے اپنے آپ کو بچائے، پاک کپڑے رکھے اور غسل بھی کرے اور مردہ شونی کو بطور پیشہ اختیار نہ کرے؛ (۲) بلکہ ضرورت کے وقت اس کو بطور خدمت کے انجام دے بلا معاوضہ تو نماز بلا کراہت اس کے پیچھے درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ (فتاویٰ مفتی محمود: ۱۹۳۲-۱۹۳۱) ☆

== عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن أكل البصل والكرات فغلبتنا الحاجة فأكلنا منها فقال: من أكل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن مسجدنا فإن الملائكة تأذى مما يتأذى منه الإنس. (صحيح لمسلم، باب نہی من أكل ثوما أو بصلا أو كراثا (ح: ۵۶۳) انیس)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر حق کی وجہ سے بدبو آتی ہو تو اس کو صاف کر لے، ورنہ بدبو کے رہتے ہوئے امامت مکروہ ہے۔ انیس
عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: انہکوا الشوارب واعفوا اللحي. (صحيح البخاری، باب اعفاء اللحي (ح: ۵۸۹۳) انیس)

وقال العلاءي في كتاب الصوم قبيل فصل العوارض: إن الأخذ من اللحية وهي دون القبضة كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال لم يبحه أحد وأخذ كلها فعل يهود والهنود ومجوس الأعاجم. (العقود الدرية في تنقيح الفتاوى الحامدية، كتاب الشهادة: ۳۲۹/۱، دار المعرفة بيروت، انیس)

(۱) فهو كالمبتدع تكروه إمامته بكل حال بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۶۰/۱، دار الفكر بيروت، انیس)

(۲) وعبارة الفتح: ولا يجوز الإستئجار على غسل الميت ويجوز على الحمل والدفن وأجازه بعضهم في الغسل أيضا، فلي تأمل. (رد المحتار، باب صلاة الجنابة: ۲۰۰/۲، دار الفكر بيروت، انیس)

☆ والی بال اور کپڑی کھیلنے والے کی امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام کا بچا بیس سالہ پابند صوم و صلوة، صورت و سیرت موافق شرع و سنت صحیح ہے، کبھی کبھی امامت کرتا ہے؛ لیکن اس لڑکے میں یہ عیب بھی ہے، ہم عمروں کے ساتھ والی بال اور کپڑی بھی کھیلتا ہے اور ان کے ساتھ مچھلی کا شکار بھی کرتا ہے، اب بعض شریکین اور غیر متشرع ارکان ان ہر سہ کھیلوں کو ناجائز اور حرام قرار دیتے ہیں، کیا اس لڑکے کی امامت جائز ہے؟ نیز کبھی کبھی وہ لوگ اس لڑکے کی توہین اور بے عزتی بھی کرتے ہیں، کیا اس لڑکے کی توہین اور بے عزتی نہیں ہے؟ بینوا تو جروا۔

کشتی دیکھنے والے کی امامت:

حنفیوں کو مشرک کہنے والے غیر مقلدوں کی امامت کا حکم:

سوال (۱) پہلوانوں کی کشتی اور کبڈی دیکھنا کیسا ہے، زید کہتا ہے کہ ان چیزوں کا دیکھنا جائز نہیں اور حدیث پیش کرتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو زندہ اور مردہ کی ران دیکھنے سے منع فرمایا، عمر کہتا ہے کہ یہ تمام باتیں جائز ہیں اور کبڈی و کشتی وغیرہ کی تعریف بھی کرتا ہے، اب ایسی صورت میں عمر کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟ اور ہوتی ہے تو کیسی ہوتی ہے اور عمر کا کیا حکم ہے؟

(۲) جو غیر مقلدین ڈھیلے سے استنجا نہیں کرتے اور میں رکعت تراویح جو صحابہ کی سنت ہے، اسے بدعت کہتے ہیں اور احناف کو کافر و مشرک بتاتے ہیں، ان کا کیا حکم ہے اور ایسے لوگوں کے پیچھے نماز ہوتی ہے، یا نہیں؟ اگر ہوتی ہے تو کیسی ہوتی ہے؟

الجواب

==

(۱) واضح رہے کہ شکار کرنا مباح ہے، کما یدل علیہ القرآن (قال اللہ تعالیٰ: ﴿أحل لكم صید البحر و طعامه متعاً لكم وللسیارة و حرم علیکم صید البر ما دمتم حراماً و اتقوا اللہ الذی الیہ تحشرون﴾ (سورة المائدة: ۹۶) والأحادیث (مشکوٰۃ المصابیح: ۳۰۷/۲، کتاب الصید والذبائح/ عن عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: إذا أرسلت کلبک و سمیت فأمسک و قتل فکل، وإن أکل فلا تأکل فإنما أمسک علی نفسه و إذا خالط کلاباً لم یدکر اسم اللہ علیہا فأمسکن و قتلن فلا تأکل فإنک لا تدری آیاها قتل وإن رمیت بصید فوجدته بعد یوم أو یومین لیس به إلا أثر سهمک فکل، وإن وقع فی الماء فلا تأکل. (صحیح البخاری، باب الصید إذا غاب عنه یومین أو ثلاثة (ح: ۵۴۸۴) و صرح به الفقہاء الکرام (قال الحصکفی: الصید هو مباح... إلا لمحرم فی غیر الحرم أو للتلہی، إلخ. (الدر المختار علی هامش رد المحتار: ۳۲۸/۵، کتاب الصید)

اور کبڈی کھیلنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، جب کہ کشف عورت سے خالی ہو، البتہ والی بال کھیلنا مکروہ ہے؛ کیونکہ انگریزوں کا ایجاد کردہ کھیل ہے اور اس میں منفعت ہے، وہ دیگر ذرائع سے حاصل ہو سکتی ہے اور کشف عورت وغیرہ اس کے لوازم عادیہ ہیں، لہذا اس سے اجتناب بہتر ہے، بہر حال صحت اقتدا سے مانع نہیں ہے۔

(۲) ہر مسلمان کی توہین اور بے عزتی ناجائز ہے، خصوصاً جب کہ حقدار ہو؛ یا امام کی اولاد ہو، لحديث: المسلم أخو المسلم لا یظلمہ ولا یخذلہ ولا یحقرہ بحسب أمرأ من الشران یحقرأخاه المسلم، وکل المسلم علی المسلم حرام دمہ و مالہ و عرضه {رواه مسلم} (الصحيح لمسلم: ۳۱۷۲، باب تحريم ظلم المسلم) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۲۰۲/۲-۲۰۳)

الجواب

کشتی اس طرح دیکھنا کہ ستر کھلے، نا جائز ہے، (۱) اور عمر جو اسے جائز کہتا ہے، غلطی پر ہے اور اگر وہ باوجود ستر کھلنے کے اسے جائز کہنے پر اصرار کرے تو اس کی امامت مکروہ ہے۔

(۲) جو غیر مقلدین کہ خفیوں کو مشرک اور کافر کہیں صحابہ کو بدعتی بتائیں، ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (۲)
کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولانا (کفایت المفتی: ۲۳۳-۲۳۷)



- (۱) يجوز أن ينظر الرجل إلى الرجل إلا إلى عورته وعورته ما بين سرتيه حتى يجاوز ركبتيه والأصل فيه حديث عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: عورة الرجل ما دون سرتيه حتى تجاوز ركبته. (المحيط البرهاني في الفقه النعماني، الفصل التاسع فيما يحل للرجل النظر إليه: ۳۳۰/۵، دار الفكر بيروت، انيس)
- (۲) ويكره إمامة عبد، إلخ، وفاسق، إلخ، ومبتدع: أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندة بل بنوع شبهة. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ومطلب البدعة خمسة أقسام: ۵۶۰/۱-۵۶۱، انيس)

نشلی اشیا استعمال کرنے والے کی امامت

شراب پینے والے کی اقتدا اور جماعت کا ترک کرنا:

سوال: میں نے ایک شخص کو شراب پیتے ہوئے بذات خود دیکھا ہے اور ایک دفعہ اتفاق سے اس شخص کو باجماعت نماز کی امامت کرتے ہوئے پایا، اس صورت میں اس کے پیچھے جماعت سے نماز ادا کروں، یا نماز الگ پڑھوں؟ باجماعت نماز کی حیثیت کیا ہے، واجب ہے، یا سنت؟

الجواب

ایسا شخص اگر توبہ نہ کرے تو فاسق ہے، نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے، (۱) مگر تنہا پڑھنے سے بہتر ہے، (۲) جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے، (۳) کبھی اتفاقاً جماعت نہ مل سکے تو خیر، ورنہ جماعت چھوڑنے کی عادت بنا لینا گناہ کبیرہ ہے، (۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر وعیدیں فرمائیں ہیں اور اس کو منافقوں کی علامت فرمایا ہے۔ (۵)
(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳۵۴/۳)

(۱) ویکرہ إمامة عبد وأعرابی وفاسق. تنویر. قوله: (فاسق) وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من یرتکب الكبائر کشارب الخمر. (ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۹/۱. طبع ایچ ایم سعید) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

(۲) فإن أمکن الصلاة خلف غیرهم فهو أفضل وإلا فالافتداء أولى من الانفراد. (ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۹/۱. طبع ایچ ایم سعید)

(۳) الجماعة سنة مؤکدة للرجال، وقيل: واجبة وعليه العامة فتسن أو تجب. (الدر المختار: ۵۵۲/۱-۵۵۴، کتاب الصلاة، باب الإمامة)

(۴) وعند الخراسانيين: إنما یأثم إذا اعتاده، كما فی القنية. (ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۴/۱، طبع ایچ ایم سعید)

(۵) عن عبد اللہ بن مسعود قال. لقد رأيتنا وما يتخلف عن الصلاة إلا منافق قد علم نفاقه أو مريض إن كان المريض ليمشى بين رجلين حتى يأتي الصلاة وقال أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علمنا سنن الهدى وإن من سنن الهدى الصلاة فی المسجد الذى يؤذن فيه. (مشکوٰۃ، باب الجماعة وفضلها، ص: ۹۶، طبع قديمی) (الفصل الثالث، رقم الحديث: ۱۰۷۲، انیس)

شرابی امام کے پیچھے نماز کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ذیل کے مسئلہ میں کہ ایک شرابی امام کے پیچھے نماز ہوگی، یا نہیں؟

الجواب: _____ حامداً ومصلياً

فاسق کی امامت مکروہ ہے، بایں وجہ اس کے پیچھے نماز بھی مکروہ ہے۔

کذا فی رد المحتار مع الدر المختار: ۳۷۶/۱:

”و یکره إمامة عبد وأعرابی وفاسق“.

قوله: (فاسق) ولعل المراد به من یرتکب الكبائر کشارب الخمر، إلخ.

وفی الدر المختار، ص: ۳۷۸:

و کذا تکره خلف أمرد وسفیه- إلی أن قال- وشرب الخمر، إلخ. (۱)

لیکن اگر اس کی پیچھے نماز پڑھی تو نماز ہو جائے گی، البتہ متقی امام کے پیچھے پڑھنے پر جتنا ثواب ملتا ہے، اتنا فاسق کے پیچھے نہیں ملے گا؛ تاہم تنہا پڑھنے سے اچھا یہ ہے کہ فاسق ہی کے پیچھے پڑھ لے کہ جماعت کا ثواب مل جائے۔

”وفی النهر عن المحيط: صلی خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة (قوله: فضل الجماعة) أفاد أن الصلاة خلفهما أولى من الانفراد ولكن لا ینال کما ینال خلف تقی ورع،

إلخ. (رد المحتار مع الدر المختار: ۳۷۷/۱) فقط واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب

حرره العبد حبیب اللہ القاسمی (حبیب الفتاویٰ: ۵۴۳)

جو امام دعوت میں شراب کا انتظام کرے، اس کی امامت:

سوال: ایک حافظ کی دختر کی شادی ہوئی، اس جلسہ میں طوائف بھی اور غیر مسلم بھی مدعو کئے گئے، ان کے لیے

شراب منگا کر ان کو پلائی گئی، ایسی حالت میں نکاح ہوا، یا نہیں؟ اور ایسے حافظ کی اقتدا کر سکتے ہیں، یا نہ؟

الجواب: _____

نکاح ہو گیا؛ لیکن وہ لوگ بہ سبب ارتکاب معاصی کے فاسق و عاصی ہوئے، تو بہ کریں اور ایسے حافظ قرآن کے

پیچھے اقتدا کرنا مکروہ ہے؛ تا وقتیکہ وہ تو بہ نہ کرے، اس کو امام نہ بناویں۔ (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۰۵/۳)

(۱) کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس

(۲) کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: البدعة خمسة أقسام، انیس

(۳) قال اللہ تعالیٰ: ﴿ولا تعاونا علی الإثم والعُدوان﴾ الآية (سورة المائدة: ۲)

جو امام شراب خور کے گھر دعوت کھائے، اس کی امامت:

سوال: جو شخص ماہ رمضان، یا دیگر ماہ میں ہمیشہ کھلم کھلا شراب خوری کرے، اس کے گھر کا کھانا پینا اور نکاح و جنازہ امام کو کرنا، کرانا کیسا ہے اور جو امام کرے، کراوے اور کھانے پینے کا پرہیز نہ کرے، اس کے واسطے کیا حکم ہے؟ اور یہ لوگ جس مجلس میں دعوت و نکاح و جنازہ میں بلائے جائیں، یا خود حاضر ہو جائیں، اس مجلس میں جانے کا کیا حکم ہے؟

الجواب

شراب خور اور ماہِ صیام میں بلا عذر روزہ نہ رکھنے والا فاسق و عاصی ہے، اس سے مسلمانوں کو ترک سلام و کلام و ترک مواکلت و مشاربت لازم ہے، (۱) نمازِ جنازہ اس کی بے شک پڑھنی چاہیے؛ لیکن زندگی میں اس کے ساتھ میل جول رکھنا نہ چاہیے اور جو امام بلا کسی ضرورت اور مجبوری کے ایسے لوگوں کے ساتھ میل جول رکھے اور بلا کراہت و انکار کے ان کے ساتھ کھاوے، پیوے، وہ بھی گنہگار ہے، لائق امام بنانے کے نہیں ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۱۳/۳)

== ویکرہ إمامة عبد، إلخ و فاسق. (الدر المختار)

من الفسق: وهو الخروج عن الإستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزاني، إلخ، وأمّا الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه، إلخ، بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) (كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انیس)

(۱) ”عن أبي الدرداء رضی اللہ عنہ قال: أوصاني خليلي: ”أن لا تشرك بالله شيئاً وإن قطعت وحرقت، ولا تترك صلاة مكتوبة متعمداً، فمن تركها متعمداً فقد برئت منه الذمة، ولا تشرب الخمر فإنها مفتاح كل شر“. (رواه ابن ماجة) {مشکوٰۃ المصابيح، كتاب الصلاة، الفصل الثالث: ۵۹/۱، قديمی، رقم الحديث: ۵۸۰، انیس}

عن أبي هريرة قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: لا يزني الزاني حين يزني وهو مؤمن ولا يشرب الخمر حين يشرب وهو مؤمن ولا يسرق حين يسرق وهو مؤمن ولا ينتهب نهبة يرفع الناس إليه فيها أبصارهم حين ينتهبها وهو مؤمن. (صحيح البخاري، باب النهي بإذن صاحبه (ح: ۲۴۷۵) / سنن ابن ماجة، باب النهي عن الهبة (ح: ۳۹۳۶) انیس)

عن أنس بن مالك قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن من أشراط الساعة أن يرفع العلم ويكثر الجهل ويكثر الزنا ويكثر شرب الخمر ويقل الرجال ويكثر النساء حتى يكون لخمسين امرأة القيم الواحد. (صحيح البخاري، باب يقل الرجال ويكثر النساء (ح: ۵۲۳۱) انیس)

وفي فصول العلامى: ولا يسلم على الشيخ الممازح والكذاب واللاغى، ولا على من يسب الناس أو ينظر وجوه الأجنبية ولا على الفاسق المعلن، إلخ. (ردالمحتار، مطلب المواضع التي يكره فيها السلام: ۵۷۷/۱، ظفیر) (باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، انیس)

(۲) ویکرہ إمامة عبد، إلخ، و فاسق. (الدر المختار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر)

شراب پینے والے کی امامت:

سوال: زید شاہی خطیب ہے، مگر پابند صوم و صلوة نہیں، رمضان المبارک میں ہوٹلوں میں بیٹھ کر چائے پینے اور عام گذرگا ہوں میں پان کھانے اور بیڑیاں پیتے پھرنے کا عادی ہے، علاوہ اس کے دائم الخمر ہے، قمار بازی روزمرہ کا مشغلہ ہے اور زانی ہے، باوجود ان حرکات کے جامع مسجد میں خطبہ پڑھتا ہے، ایسا شخص خطبہ پڑھ سکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب

ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے اور وہ لائق امام بنانے کے نہیں ہے، اس کو معزول کرنا چاہیے اور تا وقتیکہ وہ افعال شنیعہ سے توبہ نہ کرے، اس کو امام نہ بنایا جائے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۳۹/۳)

شرابی کے مکان میں جو رہتا ہے، اس کی امامت:

سوال: جو امام مسجد شرابی کے مکان میں رہتا ہو، اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

جائز ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۶۳/۳)

افیون کھانے والے کی امامت:

سوال: اگر امام افیون کھاتا ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ (حاجی عبداللہ، ممتاز آباد ملتان)

الجواب

ضرورت کی بنا پر افیون کی اتنی مقدار جو نشہ آور نہ ہو، کھانی جائز ہے، اس صورت میں کھانے والے کی امامت میں بھی کوئی کراہت نہ ہوگی اور اگر لہو و لعاب کے لیے کھائی جاتی ہے تو یہ حرام ہے اور امامت ایسے شخص کی مکروہ تحریمی ہے۔ (۳)

”وَأَمَّا الْقَلِيلُ فَإِن كَانَ لِلْهُوِّ فَهُوَ حَرَامٌ“ آہ۔ (ردالمحتار: ۴۵۳/۱۰) (۴) فقط

محمد انور عفا اللہ عنہ۔ الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ۔ (خیر الفتاویٰ: ۳۶۳/۳) ☆

(۱) ویکرہ إمامة عبد، إلخ، و فاسق، إلخ، و کذا تکوہ خلف أمر د، إلخ، و شارب الخمر. (الدر المختار)

بل مشلی فی شرح المنیة أن کراهة تقدیمه (أی الفاسق) کراهة تحريم. (ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

(۲) صرف کسی شرابی کے مکان میں رہنے سے فسق لازم نہیں آتا۔ بعض فقہا لکھتے ہیں کہ: (و) جاز تعمير كنيسة و (حمل خمر

ذمی) بنفسه أو دابة (بأجر) لا عصرها لقيام المعصية بعينه (و) جاز (إجارة بيت، إلخ). (الدر المختار علی هامش

ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع: ۳۴۵/۱۰، ظفیر) (باب الإستبراء وغیره، انیس)

(۳) و یحرم أكل البنج والحشيشة وهي ورق قنب والأفیون. (الدر المختار علی ردالمحتار، کتاب الأشربة: ۴۲۵/۱۰، انیس)

==

(۴) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، باب الإستبراء وغیره، انیس

بطور دو ایفون کھانے والے کی امامت:

سوال: عمر بوجہ ضیق النفس ایفون کھاتا ہے، بدیں وجہ کبھی نماز میں ٹول جاتا ہے، وہ قابل امامت ہے، یا نہیں؟ اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے، یا نہیں؟

الجواب:

نماز تو اس کے پیچھے ہو جاتی ہے، بشرطیکہ کوئی امر مفسد صلوة اس سے سرزد نہ ہو؛ لیکن اگر دوسرا شخص اولیٰ بالامامت موجود ہو تو اس دوسرے کو امام بنانا چاہیے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۲۶۱)

مقرر امام کے رہتے ہوئے دوسرے شخص کی امامت، مدک اور ایفون استعمال کرنے والے کی امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں! عید کی نماز پڑھانے کے لیے امام مقرر تھے، پھر امام مذکور دس بارہ برس غائب ولا پتہ ہو گئے، اس عرصہ میں مقتدیوں نے دوسرا امام مقرر کر لیا، پھر جو امام صاحب غائب تھے، وہ آگئے، عید کے روز عید گاہ میں آکر منبر پر بیٹھ گئے اور دریافت کرنے لگے کہ کون نماز پڑھاتا ہے؟ مقتدیوں نے جواب دیا کہ آپ تو اتنے روز سے غائب تھے، ہم لوگ دوسرا امام مقرر کر چکے ہیں، اب آپ کے پیچھے ہم لوگ نماز نہیں پڑھ سکتے، تب وہ جواب دیتے ہیں کہ جس کو آنا ہے، ہم اس کے لیے گردن دینے کو تیار ہیں، جب ان کو سمجھانے لگے تو کہتے

== ☆ ایفون استعمال کرنے والے کی امامت:

سوال: امام مسئلہ سے واقف ہیں، نماز میں قرآن شریف قرأت سے پڑھتے ہیں اور الفاظ پورے طور سے ادا کرتے ہیں، مگر ایفون کھاتے ہیں، ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب:

ایفون کھانے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اس کو امام نہ بنانا چاہئے۔ (وکذا تکره خلف الأمر وسفیه ومفلوج و أبرص شاع برصه وشارب الخمر واکل الربا ونام و مرء متصنع. الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۱/۵۲۵، ظفیر) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۱۴۹)

ایفون کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں:

سوال: جو شخص غیر منشرع پابند صوم و صلوة نہ ہو اور ایفون ہو، اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب:

ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے؛ کیوں کہ وہ فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ (ویکره إمامة عبد، إلخ، وفاسق. الدر المختار) وأما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه، إلخ، بل مشی فی شرح المنیة علی أن کراهة تقدیمه کراهة تحریم. (رد المحتار، باب الإمامة: ۱/۵۲۳، ظفیر) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۲۴۰)

ہیں کہ انسان ہی سے قصور ہوتا ہے، ہم سے بھی قصور ہوتا ہے، تم سے بھی قصور ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی قصور ہوا ہے، ہم اور آپ کس گنتی میں ہیں، اس پر مقتدی اور بگڑے اور کہنے لگے کہ اس نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسا کلام کیا، ہم لوگ ایسے شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتے، ایسے شخص کی امامت درست ہے، یا نہیں؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسا کلام کرنے والا کیسا ہے؟ اور ثانی امام کا کوئی قصور نہیں ہے، ایسی حالت میں ثانی امام کو امامت سے خارج کرنا کیسا ہے؟ اور اول امام کو امامت کرنا کیسا ہے؟ اور مدک لینے والا اور ایون کھانے والے کا امامت کرنا کیسا ہے؟ اور اس کے پیچھے مقتدیوں کی نماز درست ہوگی، یا نہیں؟ اور دفعہ دار، داروغہ اور سرکاری پولس کی امامت درست ہے، یا نہیں؟ اور ان کے پیچھے نماز درست ہوگی، یا نہیں؟

الجواب: ————— وباللہ التوفیق

- (۱) امام اول نہایت بے ادب اور خود غرض ہے، ان کو امامت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے، جب کہ قوم نے دوسرا امام مقرر کر لیا ہے۔ (۱)
- (۲) امام اول نے اپنی غرض و مطلب برآری کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ کلمہ استعمال کیا، اس کو توبہ و استغفار کرنا چاہیے۔
- (۳) مدک اور ایون استعمال کرنے والے کی امامت مکروہ ہے، اگر اس کو ترک نہ کرے تو ایسے امام کو معزول کرنا چاہیے۔ (۲)
- (۴) امام ثانی جس کو قوم نے امام مقرر کیا ہے، وہی امام ہے، اس کو بلا قصور معزول کرنا غیر مستحسن ہے۔

(۱) واعلم أن (صاحب البيت) ومثله إمام المسجد الراتب (أولى بالإمامة من غيره) مطلقاً. (الدر المختار على هامش رد

المحتار: ۵۲۲/۱) (باب الإمامة، انیس)

(۲) لو قدموا فاسقاً يأتون ببناءً على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتناءه بأمور دينه و تساهله في الإتيان

بلوازمه فلا يبعد منه الإخلال ببعض شروط الصلاة وفعل ما ينافيها بل هو الغالب بالنظر إلى فسقه لذا لم تجز الصلاة خلفه أصلاً عند مالك ورواية عن أحمد إلا أنا جوزناهما مع الكراهة لقوله عليه الصلاة والسلام: "صلوا خلف كل بر

وفاجر". (غنية المستملی شرح منية المصلی لإبراهيم الحلبي الحنفی: ۵۱۳-۵۱۴) (فصل في الإمامة، وفيها مباحث، انیس)

وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمور دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم

إهانتته شرعاً، ولا يخفى أنه إذا كان أعلم من غيره لا تزول العلة، فإنه لا يؤمن أن يصلى بهم بغير طهارة، فهو كالمبتدع

تكروه إمامته بكل حال، بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم مما ذكرنا، ولذا لم تجز الصلاة

خلفه أصلاً عند مالك ورواية عن أحمد، فلذا حاول الشارح في عبارة المصنف وحمل الاستثناء على غير الفاسق. (رد

المحتار: ۵۲۳/۱) (كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انیس)

(۵) دفعہ دار، داروعدہ وغیرہ (ملازمین حکومت انگریزی) جو بہ رضا و رغبت اس کی ملازمت اختیار کئے ہوئے ہوں اور حکومت کی منشا کے مطابق ہر کام بجالاتے ہوں، چاہے وہ احکام شرعاً جائز ہوں، یا ناجائز تو ویسے لوگوں کو امام بنانا نہیں چاہئے؛ لیکن کسی وقت ان کے پیچھے نماز کوئی شخص پڑھ لے تو نماز درست ہو جائے گی، اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ابوالحسن محمد سجاد کان اللہ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۳۹۸-۵۱)

نشر پینے والے کو امام بنانا مکروہ ہے:

سوال: جو امام گانجہ پیتے ہیں، ان کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

گانجہ جو مسکر ہے پینا ناجائز ہے اور پینے والا فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، لہذا ایسے امام کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہئے، جو گانجہ پیتا ہو؛ لیکن جو نمازیں پڑھی گئی ہیں، ان کے لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

كما في الأشباه: من أن كل صلاة أديت مع الكراهة تجب أعادتها في الوقت وبعده لا. (۲)
وقال في الهداية وغيرها في مكروهات الصلاة: وخلف فاسق. (امداد المفتين: ۲۷۹/۲)

دائمی سگریٹ نوش کی امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دائماً سگریٹ نوشی کرنے والے مقیم امام کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

(العارض محمد نواز، مقام شتاب گڑھ، براستہ ملتان)

الجواب

نماز ہو جاتی ہے۔ (۳) فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ، نائب مفتی خیر المدارس ملتان (خیر الفتاویٰ: ۳۷۳/۲)

(۱) یہ خیال رہے کہ یہ اس وقت کا فتویٰ ہے، جب حکومت برطانیہ کے ساتھ ترک موالات کے وجوب کا فتویٰ علماء دے چکے تھے اور بہ رضاء و رغبت سرکاری ملازمت کو ممنوع قرار دیا گیا تھا۔ [مجاہد]

(۲) وفي الأشباه بلفظ: كل صلاة أديت مع ترك واجب أو فعل مكروه تحريماً فإنها تعاد وجوباً في الوقت فإن خرج لا تعاد. (الأشباه والنظائر، كتاب الصلاة: ۱۴۰، دار الكتب العلمية بيروت، انيس)

(۳) قلت: وألف في حله أيضاً سيدنا العارف عبد الغني النابلسي رسالة سماها "الصلح بين الإخوان في إباحة شرب الدخان" وتعرض له في كثير من تأليفه الحسان وأقام الطامة الكبرى على القائل بالحرمة أو بالكراهة = =

نسواری امام کے پیچھے اقتدا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو امام نسوار (تمباکو منہ میں رکھنے) کا عادی ہو، کیا اس کے پیچھے اقتدا صحیح ہے؟ مینو اتوجروا۔ (المستفتی: شاہ مست درہ آدم خیل، ۱۹ مارچ ۱۹۷۵ء)

الجواب

چوں کہ تمباکو کا استعمال مباح ہے، لہذا اس کا استعمال امامت سے متصادم نہیں ہے۔

كما في رد المحتار: ٤٠٦/٥: فإنه لم يثبت إسكاره ولا تفتيره ولا إضراره بل ثبت له منافع فهو داخل تحت قاعدة الأصل في الأشياء الإباحة. (۱) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۲۰۴/۲)

تمباکو کا منجن استعمال کرنے والے کی امامت:

سوال: ہماری مسجد میں ایک امام صاحب ہیں، وہ توحید کے قائل اور شرک و بدعت کے خلاف ہیں، بہت سے بدعتی کام مسجد میں ہوتے تھے وہ بند ہو گئے ہیں، کسی قسم کا فساد وغیرہ کچھ نہیں ہوا، مگر اب چند لوگ محرم والے، جنگ نامہ والے، گیارہویں کرنے والے ان کے خلاف کچھ بھی الزام لگا کر ان کو نکالنے کی کوشش کرتے ہیں، مگر اللہ کے فضل سے امام صاحب اپنی باتوں پر اٹل ہیں، وہی لوگ عوام میں کچھ نہ کچھ باتیں امام صاحب کے خلاف پھیلا رہے ہیں، وہ یہ کہ امام صاحب تمباکو کا منجن دانتوں پر لگاتے ہیں، ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، ایسا کہتے ہیں تو یہ بتائیے کہ جو امام تمباکو جلا کر دانتوں پر ملتے ہیں اور نماز سے پہلے مسواک لگا کر وضو کرتے اور نماز پڑھاتے ہیں، ایسے امام کے پیچھے نماز ہوتی ہے، یا نہیں؟

الجواب _____ حامداً ومصلياً

جو شخص تمباکو کا منجن دانتوں میں استعمال کرے اور پھر مسواک وغیرہ سے اچھی طرح منہ صاف کر لے تو اس منجن کی وجہ سے اس کی امامت میں کوئی نقصان نہیں بلا کراہت درست ہے۔ (۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حرره العبد محمود غفر له، دارالعلوم دیوبند، ۶/۹/۱۳۹۶ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۸۵/۶-۸۶)

== فإنهما حکمان شرعیان لا بد لهما من دلیل ولا دلیل علی ذلك فإنه لم يثبت إسكاره ولا تفتيره ولا إضراره بل ثبت له منافع وهو داخل تحت قاعدة الأصل في الأشياء الإباحة وأن فرض إضراره للبعض لا يلزم منه تحريمه علی کل أحد فإن العسل يضر بأصحاب الصفراء الغالبة وربما أضرهم مع أنه شفاء بالنص القطعي، الخ. (رد المحتار، كتاب الأشربة: ٤٥٩/٦، دار الفکر بیروت، انیس)

(۱) رد المحتار علی هامش الدر المختار: ۳۲۶/۵، كتاب الأشربة

(۲) والأحق بالإمامة الأعلیٰ بأحكام الصلاة ثم الأحسن تلاوة وتجويداً للقراءة ثم الأورع ثم الأسن ثم الأحسن خلقاً ثم الأحسن وجهاً ثم الأشرف نسباً ثم الأنظف ثوباً. (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۷/۱-۵۵۸، سعید)

قرآن سے فال نکالنے والے اور سگریٹ نوش کی امامت:

سوال: قرآن شریف کے ذریعہ سے فال کھولنا جائز ہے، یا نہیں؟ اور ایسے عامل کی امامت جائز ہے، یا نہیں؟ اسی طرح دوسرے ذرائع سے فال کھولنا کیسا ہے؟ اور سگریٹ نوشی کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: _____ حامدًا ومصلياً

قرآن شریف یا کسی اور کتاب سے فال کھول کر اس کو حجّت شرعیہ سمجھنا اور اس پر حق و باطل کا فیصلہ رکھنا صحیح نہیں، غلط ہے۔ (۱) حق اور باطل کے فیصلے کے لیے شرعی دلائل کی ضرورت ہوتی ہے، محض رجحان قلبی کے لیے اگر فال لی جائے تو مضائقہ نہیں، (۲) ایسے شخص پر کوئی سخت حکم نہیں لگے گا اور نہ اس کی امامت میں کوئی خرابی آئے گی، جو شخص پیٹ کی خرابی کی وجہ سے بطور دواء سگریٹ پیتا ہے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں، مگر مسواک وغیرہ سے منہ صاف کر کے مسجد میں آئے، اس کی امامت بھی درست ہے۔ (۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاء العبد محمود وغفر لہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۴/۱۱/۲۰۱۴ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۸۵/۶-۸۶)

حج میں افیون کی اسمگلنگ کرنے والے کی امامت:

سوال: ایک امام مسجد حج کے بہانے افیون لے کر عرب جاتے ہیں اور وہاں سے سونا لاتے ہیں اور رشوت دے کر نکل آتے ہیں، ایسے شخص کے متعلق کیا حکم ہے؟ اس سے اکثر مقتدی ناراض ہیں۔ فقط (منور حسین، محلہ دیپاسرائے سنجل، مراد آباد)

(۱) وقد صرح ابن العجمی فی منسکھ کما قال: ولا یؤخذ الفال من المصحف، فإن العلماء اختلفوا فی ذلک، فکفره بعضهم... ونص المالکیۃ علی تحریمہ... ومن حرمه اعتبر حروف المبنی، فإنه فی معنی الاستقسام بالأزلام". (شرح الفقہ الأكبر للملا علی قاری، ص: ۱۴۹، قدیمی)

(۲) ومنہ حدیث: کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتفائل ولا یتطیر... ووجهه أن الفال أمل ورجاء للخیر من اللہ تعالیٰ عن کل سبب ضعیف أو قوی. (رد المحتار، باب العیدین، کتاب الصلاة، مطلب فی الفال والطیرة: ۱۶۶/۲، سعید)

(عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتفاءل ولا یتطیر ویعجبه الاسم الحسن. (مسند الامام أحمد (ح: ۲۳۲۸) انیس)

(۳) عن جابر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من أكل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن مسجدنا... آة. (مشکوٰۃ المصابیح، باب المساجد ومواضع الصلاة: ۶۸، قدیمی) (الفصل الأول (ح: ۷۰۷) انیس)

عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن أكل البصل والكراث فغلبتنا الحاجة فأكلنا منها فقال: من أكل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن مسجدنا فإن الملائكة تأذى مما يتأذى منه الإنس. (صحيح لمسلم، باب نهی من أكل ثوماً أو بصلاً أو كراثاً (ح: ۵۶۳) انیس)

الجواب _____ حامداً ومصلياً

اگر شخص مذکور کو اس کا اعتراف ہے، یا اس پر شرعی شہادت موجود ہے تو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے۔ (۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ محمودیہ: ۶/۱۳۷-۱۳۸) ☆

افیون کا نشہ کرنے والے، مردوں کو بطور پیشہ غسل دینے والے اور جادو گر امام کی اقتدا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو شخص ہمیشہ افیون کے نشہ میں مست ہو اور مردوں کو بطور پیشہ مستقلاً غسل دیتا ہو، سحر، جادو ٹونہ اور غلط تعویذات کرتا ہو، اس کی امامت درست ہے، یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔ (المستفتی: شمس الرحمن، کالکس ضلع دیر، ۵/۳۷/۱۹۷۷ء)

الجواب _____

واضح رہے کہ افیون کھانا حرام ہے۔

(۱) ویکرہ إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى“.

وقال ابن عابدين رحمه الله تعالى: ”قوله: (وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الإستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزانی وأكل الربا، ونحو ذلك“. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۵۹-۵۶۰، سعید) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

☆ **تمباکو پان کھانے والے کی امامت:**

سوال (۱) تمباکو، پان، بیڑی، سگریٹ، پان مسالہ، یا گٹکا جن کے استعمال کرنے سے نشہ کی لت ہونے کے علاوہ سائنسی اعتبار سے مہلک امراض، جیسے: کینسر وغیرہ پیدا ہوتے ہیں، جس کا علاج نہیں ہے، جسم کو کمزور و لاغر بنا دیتے ہیں، لہذا ایسی چیزوں کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے اور ان کا استعمال جائز ہے، یا ناجائز؟

(۲) جو لوگ اس کا استعمال کرتے ہیں ان کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

(۳) ایسا امام جو وعدہ خلافی کرتا ہو اس کی اقتدا میں کیا نماز درست ہے، جبکہ وعدہ خلافی کرنا حدیث کے اعتبار سے

نفاق کی علامتوں میں سے ایک ہے؟

هو المصوب _____

(۱) تمباکو، بیڑی سگریٹ اور گٹکا کا استعمال مکروہ ہے اور نشہ آور پان مسالہ بھی مکروہ ہے، البتہ اگر ان چیزوں کی ایسی

عادت ہو جائے کہ چھوڑنا مضر ہو تو اس کا کھانا مباح ہے۔

(۲) ان کی اقتدا میں کوئی حرج نہیں، البتہ ایسے لوگوں کو چاہئے کہ منہ صاف کر کے نماز پڑھائیں۔

(۳) بلا عذر وعدہ خلافی کرنے والے کی امامت مکروہ ہے، اگر توبہ نہ کی ہو؛ لیکن اگر توبہ کر لے تو اس کے بعد کراہت نہیں۔

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳/۴۱۸-۴۱۹)

لما فی الدر المختار: ويحرم أكل البنج والحشيشة هي ورق القنب والأفيون، إلخ وبمعناه
فی سائر کتب الفتاویٰ. (۱)

اور حرام کار خصوصاً جبکہ علی الدوام کرنے والا ہو، فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے اقتدا مکروہ تحریمی ہے، صرح بہ فی
الکبیری، (۲) نیز پیشہ ور غسال لوگوں کی نظر میں خفیف ہوتا ہے، جو کہ مورث کراہت اقتدا ہے۔

كما يدل عليه تعليل الهداية حيث قال: ولأن في تقديم هؤلاء تنفير الجماعة. (۱۱۰/۱) (۳)

اور جادوگری فسق یا کفر سے خالی نہیں ہوتا، (۴) لہذا ایسے امام کے پیچھے اقتدا نہ کرنا چاہیے۔ (۵) وهو الموفق

(فتاویٰ فریدیہ: ۲۲۹/۲-۲۳۰)

چرس پینے والے امام کی اقتدا مکروہ تحریمی ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص باقاعدگی کے ساتھ دن میں ایک دو
دفعہ چرس پیتا ہے، نیز کبھی کبھی ہیروئن کاش بھی کرتا ہے، ایسے امام کے پیچھے اقتدا درست ہے، یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔
(المستفتی: نور الحق صاحب باڑہ بازار خیبر ایجنسی، ۵/۱۱/۱۹۸۸ء)

الجواب

چرس اور ہیروئن پینا مکروہ تحریمی ہے، لحديث: كل مسكر حرام. (۶)

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار: ۳۲۵/۵، کتاب الأشربة

(۲) قال العلامة الحلبي في شرح المنية: في فتاوى الحجة وفيه إشارة إلى أنهم قدموا فاسقاً يأثمون بناءً على أن
كراهة تقديمه كراهة تحريم. (الشرح الكبير، ص: ۴۷۵، فصل في الإمامة)

(۳) الهداية: ۱۱۰/۱، باب الإمامة، كتاب الصلاة

(۴) عن جنبد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حد الساحر ضربة بالسيف. (جامع الترمذی، کتاب
الحدود، باب ما جاء في حد الساحر، رقم الحديث: ۱۴۶۰، ص: ۲۵۷، بيت الأفكار، انیس)

(۵) قال الحصكفي: حرام وهو علم الفلسفة والشعبذة والتنجم والرمل وعلوم الطبائعين والسحر.

قال العلامة ابن عابدين: فهذه أنواع السحر الثلاثة قد تقع بما هو كفر من لفظ أو اعتقاد أو فعل وقد وقع
بغيره كوضع الأحجار وللشعر فصول كثيرة في كتبهم فليس كل ما يسمى سحراً كافراً إذ ليس التكفير به لما يترتب
عليه من الضرر بل لما يقع به مما هو كفر كاعتقاد انفراد الكواكب بالربوبية وإهانة قرآن أو كلام مكفرو ونحو
ذلك. (رد المحتار هامش الدر المختار: ۳۳/۱، مطلب السحر أنواع)

(۶) عن بريدة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نهيتكم عن الظروف فإن ظرفاً لا يحل شيئاً ولا يحرمه
وكل مسكر حرام... {رواه مسلم} {مشكوة المصابيح: ۲/۳۷۲، باب النقيع والأنبذة}

وفی شرح التنویر: ۴۰/۵: یحرم أكل البنج والحشيشة هی ورق العنب والأفیون، انتھی، (۱) قلت: والشرب فی حکم الأكل. پس ایسے امام کے پیچھے اقتدا کرنا مکروہ تحریمی ہے، وهو فی حکم الفاسق كما فی شرح الكبير، (۲) البتة واجب الاعادة نہیں ہے، وهو حکم الاقتداء بكل فاسق كما صرحوا به. (۳) وهو موفق (فتاویٰ فریدیہ: ۲۱۱/۲)

پان، بیڑی خرید و فروخت کرنے والے کی امامت:

سوال (۱) بکر کہتا ہے کہ زید پان، بیڑی و پارچون خرید و فروخت کرتا ہے؛ اس لیے اس کے پیچھے نماز درست نہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

جس کے سامنے کے دانت نہ ہوں اس کی امامت:

(۲) امام صاحب کے سامنے کے چند دانت نہیں ہیں، ان کی امامت درست ہے، یا نہیں؟

الجواب ————— وباللہ التوفیق

(۱) بکر غلط کہتا ہے، زید کے پیچھے نماز جائز و درست ہے، کیا بکر نے کبھی ایسی چیزیں نہیں خریدی ہیں؟ (۳)

(۲) اگر وہ قرأت صحیح کرتے ہیں تو ان کی امامت درست ہے۔ (۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۲۹/۳/۱۳۷۹ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۶۱/۲)

افیونی کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے:

سوال: افیونی کے پیچھے نماز صحیح ہوگی، یا نہیں؟

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار: ۳۲۵/۵، کتاب الأشریة

(۲) فی فتاویٰ الحججة: وفيه إشارة إلى أنهم قدموا فاسقاً يَأْتُمُونَ بِنَاءً عَلَى أَنْ كَرَاهَةَ تَقْدِيمِهِ كَرَاهَةَ تَحْرِيمِ. (الشرح الكبير، ص: ۴۷۵، فصل فی الإمامة)

(۳) قال العلامة ابن عابدين: فإن أمكن الصلاة خلف غيرهم فهو أفضل والافلاقتداء أولى من الانفراد وفي الدر المختار هذان وجد غيرهم وإفلا كراهة بحر بحثاً وفي النهر عن المحيط صلي خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة. (الدر المختار مع رد المحتار: ۱۳۱/۱-۴۱۵، مطلب فی إمامة الأُمرد، باب الإمامة)

(۴) اس لئے کہ پان، بیڑی اور پارچون کی خرید و فروخت شرعاً جائز و درست ہے، لہذا زید کے پیچھے نماز کے صحیح ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے۔ ﴿أَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾ (سورة البقرة: ۲۷۵) [مجاهد]

(۵) ”شروط الإمامة للرجال الأصحاء ستة أشياء: الإسلام والبلوغ والعقل والذكورة والقراءة والسلامة من الأعداء كالرعاف والفأفة والتمتمة واللثغ“. (رد المحتار، باب الإمامة: ۲۸۴/۲)

الجواب _____ وباللہ التوفیق

اگر ایونی ہوش و حواس میں نماز پڑھائے تو اس کے پیچھے نماز صحیح ہو جائے گی، (۱) اور اگر وہ ایونی کی پینک میں نماز پڑھائے تو اس کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہوگی؛ کیوں کہ اس حالت میں خود اس کی نماز درست نہیں ہوگی۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ﴾ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
محمد عثمان غنی، ۲۸/۲۵/۱۳۷۷ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۷۰۲)

اس شخص کی امامت، جس کے والد شراب کی تجارت کرتے ہوں:

سوال: زید حافظ قرآن ہے، تحصیل علم عربی میں مشغول ہے، سوائے پڑھنے کے اور کسی چیز کا خیال نہیں ہے اور زید کے والدین کو کاشتکاری و زمینداری و ٹھیکہ داری و کچھ چرسہ کا کاروبار اور کچھ آبکاری؛ یعنی شراب کی تجارت بھی ہے؛ لیکن زید کو سوائے پڑھنے کے اور کوئی تعلق نہیں ہے اور زید کا نہ کوئی اختیار ہے، زید مجبور ہے، زید کے والدین کو سب سے زیادہ حصہ کاشتکاری و زمینداری کا منافع ہے تو اس صورت میں زید کے پیچھے تراویح اور نماز پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟ چوں کہ لوگوں کا اعتراض ہوتا ہے؛ اس لیے جلد جواب دیجئے؟

الجواب _____ وباللہ التوفیق

زید کے پیچھے نماز جائز ہے، حدیث میں ہے کہ ہر اچھے بُرے کے پیچھے نماز پڑھو۔ (۳)
قرآن شریف میں ہے کہ ایک کے گناہ کا ذمہ دار دوسرا نہیں ہوگا۔ (۴)

اس لئے زید کا باپ اگر شراب فروش کی وجہ سے فاسق ہے تو اس کی وجہ سے زید کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی بُرائی نہیں ہے۔ سود خوار، شراب خوار اور شراب فروش سب فاسق ہیں۔ (۵)
اور ہر فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ (۶)

(۱) البتہ اگر بلا ضرورت شرعی استعمال کیا ہو تو مکروہ ہے۔ [مجاہد]

”و کذا تکره خلف أمر دوسفیه ومفلوج، وأبرص شاع برصه، وشارب الخمر وأکل الربا

ونمام“۔ (الدر المختار: ۳۰۲/۲)

(۲) سورة النساء: ۴۳

(۳) لقوله عليه الصلاة والسلام صلوا خلف كل برو فاجر. (سنن الدارقطني: ۵۷/۲)

(۴) ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ﴾ (سورة الفاطر: ۳۸)

(۵) والفاسق من فعل كبيرة أو أصغر على صغيرة (ردالمحتار: ۴۱۸/۲۰)

(۶) ويكره تقليد الفاسق (الدر المختار: ۲۸۲/۲)

جب اچھے لوگ موجود ہوں تو ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھنا چاہیے، اگرچہ پڑھنے سے نماز ہو جائے گی؛ مگر اچھے لوگوں کی موجودگی میں فاسق کو امام بنانے والے گنہگار ہوں گے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
محمد عثمان غنی، ۷/رمضان ۱۳۴۲ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۶۷/۲)

شرابی کی امامت مکروہ تحریمی ہے:

سوال: ایک شخص ہمیشہ شراب پیتا ہے اور اس کی ڈاڑھی خشکی ہے اور قنہ مچانے والا ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے، یا نہیں؟

(المستفتی: ۱۹۰۶، شیخ سکندر صاحب نائب کو تو ال ۷/شعبان ۱۳۵۶ھ، ۲۳/اکتوبر ۱۹۳۷ء)

الجواب

شراب پینے والے اور ڈاڑھی خشکی رکھنے والے کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، کسی نیک شخص کو امام بنانا چاہیے۔ (۲) فقط
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی (کفایت المفتی: ۱۰۳/۳)



(۱) لو قدّموا فاسقاً آثمون. (غنیة المستملی، ص: ۵۱۳)

(۲) عن أبی الدرداء رضی اللہ عنہ قال: أوصانی خلیلی: "أن لا تشرك بالله شیئاً وإن قطعت وحرقت، ولا تنترك صلاة مكتوبة متعمداً، فمن تركها متعمداً فقد برئت منه الذمة، ولا تشرب الخمر فإنها مفتاح كل شر". (رواه ابن ماجة) {مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلاة، الفصل الثالث: ۵۹/۱، قدیمی، رقم الحدیث: ۵۸۰، انیس)
وقال العلائی فی کتاب الصوم قبیل فصل العوارض: إن الأخذ من اللحية وهی دون القبضۃ كما یفعله بعض المغاربة ومخنة الرجال لم یبحه أحد وأخذ کلها فعل یهود والهنود ومجوس الأعاجم. (العقود الدرية فی تنقیح الفتاوی الحامدية، کتاب الشهادة: ۳۲۹/۱، دار المعرفۃ بیروت، انیس)

ویکره امامة عبد وأعرابی وفاسق وأعمی. (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب

فی تکرار الجماعة فی المسجد: ۵۵۹/۱-۵۶۰، انیس)

بدعتی کی امامت

مبتدع کی اقتدا:

سوال: بعض موحد مومن نیت پیچھے بدعتی کے نہیں کرتے، یہ کیسا ہے؟ اور بعض کا قول ہے کہ پڑھ لے وے؛ مگر دوبارہ نماز اپنی اعادہ کر لے وے؟

الجواب

ہر چند کہ مبتدع کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے، (کما فی الدر المختار) (۱) مگر تنہا نماز پڑھنے سے جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے۔

وفی النہر عن المحیط: صلی خلف فاسق و مبتدع نال فضل الجماعة. (الدر المختار)

وفی رد المحتار: أفاد أن الصلاة خلفهما أولى من الانفراد، ۵۱۰ھ. (۲)

اور اعادہ ہر چند کہ وقت ترک سنت کے مستحب ہے؛ لیکن بشرطیکہ اعادہ میں ترک سنت لازم نہ آوے اور یہاں اعادہ میں ترک جماعت کہ سنت ہے، لازم آتا ہے، پس اعادہ کچھ ضروری نہیں۔

(امداد: ۱۰۲/۱) (امداد الفتاویٰ جدید: ۳۷۹/۱)

مبتدع کی امامت:

سوال: در کشمیر بعض جہال شیوع ساختہ اند کہ بوقت ختنہ اذان میگویند و اس را از قبیل سنن پندارند اگر امام محلہ اس

بدعات را ترویج دہد خلف وی نماز قوم درست است، یا مکروہ؟ (۳)

(۱) (و مبتدع) أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندة بل بنوع شبهة وکل من

کان من قبلتنا. (الدر المختار مع رد المحتار، باب الإمامة، مطلب: البدعة خمسة أقسام: ۵۶۰/۱، دار الفکر بیروت، انیس)

کیوں کہ امامت قابل تعظیم عہدہ ہے، بدعتی شخص قابل اہانت ہے، نہ کہ قابل تعظیم۔ حدیث شریف میں ہے: ”من وقّر صاحب بدعة فقد أعان

علی ہدم الإسلام“. (المعجم الأوسط عن عائشة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، من اسمه محمد (ح: ۶۷۷۲) انیس)

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، باب الإمامة: ۵۶۲/۱

(۳) خلاصہ سوال: کشمیر میں بعض جاہلوں نے یہ رائج کر دیا ہے کہ وہ ختنہ کے وقت اذان کہتے ہیں اور اس کو سنت سمجھتے ہیں، اگر محلہ کا امام

ان بدعات و خرافات کو رائج رکھے تو اس کے پیچھے لوگوں کی نماز جائز ہے، یا مکروہ؟ انیس

الجواب

بوقت ختنہ اذان گفتن مشروع نیست و سنت پنداشتن اور اجہل است و امامت مکروہ است۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۵۰۳-۱۵۱)

بدعتی کی امامت:

سوال: جو بدعت میں شریک ہو، یا کوشش کرے اور برہنہ ہو کر کھیلے، اس کی امامت کیسی ہے؟

الجواب

ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۵۱/۳)

جاہل و مبتدع کی امامت:

سوال (۱) ایک شخص ملا جمال الدین سے بیعت ہے، وہ محض ایک پارہ عم کا پڑھا ہوا ہے اور جمال الدین کے کہنے سے نماز تنگ وقت کر کے پڑھتا ہے، حتیٰ کہ نماز جمعہ بوقت تین بجے آج کل پڑھتا ہے اور عشا ۱۱ بجے اور کہتا ہے کہ عشا کی نماز سے پہلے سونا فرض ہے اور اپنی منکوحو کو طلاق دے کر تین سو روپے میں فروخت کر دی۔

(۲) حافظ مولانا بخش کو اردو فارسی اور مسئلہ مسائل سے خوب واقفیت ہے، اکثر بوجہ کاروبار کے ایک دو وقت کی نماز قضا بھی ہو جاتی ہے، قصد نماز قضا نہیں کرتا، دونوں شخصوں میں سے کس کے پیچھے نماز جائز ہے؟

الجواب

(۱) وہ شخص جو ملا جمال کا مرید ہے اور نمازوں میں تاخیر کرتا ہے اور عشا کی نماز سے پہلے سونا فرض بتلاتا ہے اور دیگر امور خلاف شریعت کرتا ہے، جاہل اور مبتدع و فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے اور امام بنانا اس کو ناجائز اور حرام ہے، (۳) اور دوسرا شخص جو حافظ قرآن اور مسئلہ مسائل سے واقف ہے اور پابند نماز ہے، اگر وہ شخص نماز فوت شدہ کو قضا کر لیتا ہے تو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے، بمقابلہ اول شخص کے مولانا بخش کو امام بنانا چاہیے۔ (۴)

(۱) ختنہ کے وقت اذان دینا مشروع نہیں ہے اور اس کو سنت سمجھنا جہالت ہے اور ایسے شخص کی امامت بھی مکروہ ہے۔ انیس

ویکرہ إمامة عبد، إلخ، وفاسق، إلخ، ومبتدع: أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لابمعاندة بل بنوع شبهة. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر)

(۲-۳) ویکرہ إمامة عبد، إلخ، وفاسق، إلخ، ومبتدع، إلخ. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

(۴) والأحق بالإمامة تقدیماً بل نصباً الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحةً وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة، إلخ. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۱/۱، ظفیر)

(۲) اور مولابخش کو لازم ہے کہ اگر کسی وقت کی نماز اتفاق سے فوت ہو جائے تو اس کو ضرور قضا کر لیا کرے کیونکہ ایک وقت کی نماز بھی قصداً بالکل ترک کر دینے والا فاسق ہے، (۱) اور اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۶۲/۳-۱۶۳)

بدعتی کی امامت جائز نہیں:

سوال: امام مسجد عرس میں جانے اور قبر پر طواف کرنے اور کلمات شریک کو حلال سمجھتا ہے، اس وجہ سے نمازی ناراض ہیں، آیا ایسے شخص کو امام بنانا جائز ہے، یا نہیں اور اس امام نے ایک عورت مشرکہ غیر منکوحہ بھی رکھ لی ہے؟

الجواب

بے تحقیق بات کا تو اعتبار نہیں؛ لیکن عرس وغیرہ میں شریک ہونا اور قبر پر طواف کرنا اور بوسہ دینا افعال حرام و بدعت ہیں، خصوصاً طواف قبر کرنا کفر ہے کہ یہ عبادت خاص بیت اللہ کے ساتھ مخصوص ہے، لہذا ناراضی نمازیوں کی بجا اور باموقع ہے، اس حالت میں اس کو امام بنانا جائز نہیں اور اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی۔ (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۳۱/۳)

بدعتی کی امامت کا کیا حکم ہے:

سوال: جو شخص بالکل جاہل ہو اور قرآن مجید کو سوائے چند سورہ کے پوری طرح نہ پڑھ سکتا ہو اور قبر پرستی کو اچھا خیال کرتا ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہتا ہو؛ بلکہ علی الاعلان کہتا ہے کہ اللہ اور رسول میں کوئی تمیز نہیں، ناچ وغیرہ میں شامل ہوتا ہے، اس کو امام بنانا جائز ہے، یا کیا حکم ہے؟

الجواب

ایسا شخص امام بنانے کے لائق نہیں ہے، امام بنانا اس کا حرام ہے اور امامت سے معزول کرنا اس کا لازم ہے، سب مسلمانوں کو چاہیے کہ اتفاق کر کے اس کو امامت سے علاحدہ کر دیں، (۳) اور کسی دوسرے عالم و صالح و متقی کو امام بناویں۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۳۰/۳)

(۱) إذ التاخير بلا عذر كبيرة لاتزول بالقضاء بل بالتوبة. (الدر المختار على هامش رد المحتار، كتاب الصلاة،

باب قضاء الفوائت: ۶۷۶/۱، ظفیر)

(۲) ولا يمسح القبر ولا يقبله فإن ذلك من عادة النصارى. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب السادس: ۳۶۲/۵)

أما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه، إلخ، بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة

تحريم. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

(۳) ويكره إمامة عبد، إلخ، ومبتدع: أي صاحب بدعة. (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب

الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر)

مبتدع کی امامت:

سوال: ایک چھوٹی اسٹیٹ میں صرف ایک مسجد ہے، جس میں نماز ہوتی ہے، مسجد کی امامت شہر قاضی صاحب (جو شافعی مذہب ہونے کے علاوہ رسومات محرم الحرام کے حامی، عربی علوم میں بھی مباحثہ عبور نہیں) کے نائب جو خفی ہیں اور ملازم سرکار مغرب میں صرف آکر نماز پڑھاتے ہیں اور گاہ بگاہ عشا بھی اور نماز جمعہ ہمیشہ، بقیہ اوقات میں جماعت نہ ہونے کے باعث مقتدیوں نے دوسرے پیش امام کا تقرر کیا، جو حالاتِ حاضرہ کے مطابق خطبہ جمعہ دیتے ہیں اور قرآن شریف تجوید کے ساتھ پڑھتے ہیں، بخلاف سابق امام کہ اکثر مقامات پر کچھ غلطیاں بھی ہو جایا کرتی ہیں، اب کثرت مقتدیان کی امام ثانی کے پیچھے نماز پڑھنے کی ہے، چنانچہ ثانی امام کی اقتدا میں نماز ادا کرتے ہیں۔

اگر سابق امام صاحب جن کو مقتدی اپنا امام مقرر کرنا نہیں چاہتے، نماز جمعہ چند اشخاص کو لے کر (جن کی تعداد غالباً چھ سات یا اور کچھ زائد ہو) اول ادا کر لیں، بنا بر شرفساد کے (امام اول امام ثانی کی اقتدا کرتے چلے آ رہے ہیں) تو دوسری جماعت جمعہ کی (جس میں ساٹھ ستر کے قریب اشخاص ہیں) ادا کریں، یا ظہر، یا فرداً نماز ظہر پڑھیں؟ امام صاحب کے صاحبزادے کی شادی قادیانیوں میں ہوئی اور ان کے ان سے تعلقات ہیں، قاضی صاحب کسی نماز میں بھی نہیں آتے ہیں بجز عیدین کے۔

(عین الحق معرفت مولوی عبدالستار پشاوری)

الجواب _____ حامداً و مصلیاً

سوال میں چند امور غور طلب ہیں:

اول: یہ کہ امام شافعی المذہب ہے۔

اس کے متعلق فقہا فرماتے ہیں کہ اگر شافعی المذہب امام کے متعلق یہ معلوم ہو کہ وہ مقتدی کے مذہب کی رعایت کرتا ہے، تب تو اس کی اقتدا صحیح ہے، اگر معلوم ہو کہ وہ رعایت نہیں کرتا تو اقتدا صحیح نہیں، اگر رعایت و عدم رعایت کا کچھ علم نہ ہو تو اس کی اقتدا مکروہ ہے، اگر بعد میں امام کے متعلق کسی ایسی چیز کا علم ہو کہ وہ مقتدی کے مذہب کے اعتبار سے مفسد صلوة ہے تو مقتدی کو عادیہ نماز ضروری ہے۔

الحاصل: أنه إن علم الأحتیاط منه فی مذهبنا فلا کراهة فی الاقتداء به وإن علم عدمه فلا

صحة، وإن لم یعلم شیئاً کره. (رد المحتار: ۶۹۸/۱) (۱)

دوم: یہ کہ امام رسومات محرمی کا حامی ہے۔

پس اگر ایسی رسوم کرتا ہے، جو شرک نہیں، فقط گناہ ہیں تو وہ فاسق ہے، فاسق کی اقتدا مکروہ تحریمی ہے اور اگر ایسی رسوم کرتا ہے، جو شرک تک پہنچ جاتی ہیں تو اس کی اقتدا کسی حال میں درست نہیں، (۱) جب تک تو بہ کر کے تجدید ایمان نہ کرے۔ (۲)

سوم: یہ کہ عربی علوم میں بھی اس کو مکاحقہ عبور نہیں۔

پس اگر روزمرہ کے مسائل ضروریہ سے واقف ہے تو عبور نہ ہونا مفسد صلوة نہیں اور مسائل ضروریہ فساد صلوة ہے وصحت صلوة وغیرہ سے بھی واقف نہیں تو اس کی امامت ناجائز ہے؛ کیوں کہ صحت و فساد صلوة کا اس کو علم ہی نہ ہوگا۔ (۳) چہارم: یہ کہ اکثر مقامات پر غلطیاں بھی ہو جایا کرتی ہیں۔ پس اگر وہ غلطیاں مفسد صلوة ہیں تو نماز کا اعادہ ضروری ہے، ورنہ نہیں۔ (۴)

(۱) ویکرہ إمامة عبد وأعرابی و فاسق و أعمى، إلا أن يكون أعلم القوم، و مبتدع لا يكفر بها، وإن كفر بها لا يصح الاقتداء به أصلاً“. (الدر المختار)

فإن أمكن الصلاة خلف غيرهم فهو أفضل، وإلا فالافتداء أولى من الإنفراد... قوله: (و فاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزاني واكل الربا ونحو ذلك، بل مشى فى شرح المنية: على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۰۹/۱، ۵۶۰، سعيد) (مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد، انيس)

(۲) ما كان فى كونه كفراً اختلافاً، فإن قائله يؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك، وبتجديد النكاح بينه وبين امرأته، كذا فى المحيط. (الفتاوى الهندية، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ومنها ما يتعلق بتلقين الكفر والأمر بالإرتداد، إلخ، قبيل الباب العاشر فى البغاة: ۲۸۳/۲، رشيدية)

(۳) والأحق بالإمامة: الأعلم بأحكام الصلاة فقط، صحةً وفساداً بشرط إجتنابه للفواحش الظاهرة، إلخ. (الدر المختار)

قوله: (بأحكام الصلاة فقط): أى وإن كان غير متبحر فى بقية العلوم، وهو أولى من المتبحر، كذا فى زاد الفقير عن شرح الإرشاد. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۰۷/۱، سعيد)

(۴) إذا لحن فى الإعراب لحناً فهو على وجهين: إما أن تغير المعنى بأن قرأ ﴿لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ﴾ (الحجرات: ۲) ... وفى هذا الوجه لا تفسد صلاته بالإجماع، وأما إن غير المعنى بأن قرأ ﴿هو الخالق البارئ المصور﴾ (الحشر: ۲۴) بنصب الواو ورفع الميم ... وفى هذا الوجه اختلف المشايخ، قال بعضهم: لا تفسد صلاته وهكذا روى عن أصحابنا وهو الأشبه لأن فى اعتبار الصواب فى الإعراب إيقاع الناس بالحرج والحرج مرفوع شرعاً وروى عن هشام عن أبى يوسف إذا لحن القارىء فى الإعراب وهو إمام قوم وفتح عليه رجل إن صلاته جائزة وهذه المسئلة دليل على أن أبى يوسف كان لا يقول بفساد الصلاة بسبب اللحن فى الإعراب فى المواضع كلها، إلخ. (المحيط البرهاني، الفصل العاشر فى اللحن فى الإعراب: ۳۳۱/۱، ۳۳۲، دار الكتب العلمية بيروت، انيس)

پہنجم: یہ کہ مقتدی ان کو امام بنانا نہیں چاہتے۔

اور بظاہر افعال مذکورہ کی وجہ سے امام بنانا نہیں چاہتے ہوں گے تو اس کو امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (۱) ششم: یہ کہ اس کی قادیانیوں سے رشتہ داری وغیرہ کے تعلقات ہیں۔

سو یہ بھی بہت مخدوش اور خطرناک حالت ہے۔ اگر اس کے عقائد بھی قادیانیوں کے ہی ہیں تو وہ مرتد کے حکم میں ہے۔ (۲)

المرتد فی الشرع: الرجوع عن دین الإسلام، وورکنها إجراء كلمة الكفر علی اللسان بعد الإيمان. (۳) ہفتم: یہ کہ وہ بجز عیدین کے کسی نماز میں نہیں آتا تو تارک جماعت ہے۔ (۴)

(۱) عن عبد اللہ بن عمرو أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول: "ثلاثة لا یقبل اللہ منهم صلاة: من تقدم قوماً وهم لهم کارهون، ورجل أتى الصلاة دباراً—والدباران یأتیها بعد أن تفوته—ورجل اعتبد محرره". (سنن أبی داؤد، کتاب الصلاة، باب الرجل یؤم القوم وهم لهم کارهون: ۹۵/۱، مکتبۃ إمدادیة، ملتان) (ح: ۵۹۳، انیس)

(۲) قال اللہ تعالیٰ: ﴿فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین﴾ (سورة الأنعام: ۲۸) یعنی بعد ما تذکر نہی اللہ تعالیٰ لا تقعد مع الظالمین. وذلك عموم فی النهی عن مجالسة سائر الظالمین من أهل الشرك وأهل الملة لوقوع الإسم علیهم جميعاً، وذلك إذا کان فی تقیة من تغییره بیده أو بلسانه بعد قیام الحجة علی الظالمین بقیح ما هم علیہ، فغیر جائز لأحد مجالستهم مع ترک النکیر سواء كانوا مظهرین فی تلك الحال للظلم والقبايح أو غیر مظهرین له؛ لأن النهی عام عن مجالسة الظالمین؛ لأن فی مجالستهم مختاراً مع ترک النکیر دلالة علی الرضاء بفعلهم، ونظیره قوله تعالیٰ: ﴿لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل﴾ (سورة المائدة: ۷۸) وقال اللہ تعالیٰ: ﴿ولا ترکنوا إلی الذین ظلموا فتمسکم النار﴾ (سورة هود: ۱۱۳) (أحكام القرآن للجصاص: ۵/۳، قدیمی)

(۳) الدر المختار، کتاب الحدود، باب المرتد: ۲۲۱/۴، سعید (مطلب فیما إذا مات المؤمن أو الإمام قبل أخذ وظیفتهما، انیس)

(۴) "وهو أن صلاة الجماعة واجبة علی الرجح فی المذهب، أو سنة مؤكدة فی حکم الواجب، كما فی البحر، وصرحوا بفسق تارکها وتعزیرہ، وأنه یأثم". (ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۴۵۷/۱، سعید) (واجبات الصلاة، انیس)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: "من سره أن یلقى اللہ غداً مسلماً فلیحافظ علی هؤلاء الصلوات حیث ینادی بہن فإن اللہ شرع لنبیکم سنن الہدی وإنهن من سنن الہدی ولو أنکم صلیتم فی بیوتکم كما یرضی هذا المتخلف فی بیته لتركتم سنة نبيکم ولو ترکتم سنة نبيکم لضللتم"، الخ. (فتح القدیر، باب الإمامة: ۳۴۶/۱، دارالفکر بیروت، انیس)

تارک الصلاة متمعداً فإنه یقتل فی قول الشافعی و فی قول أبی حنیفة وصاحبه و أبی عبد اللہ لا یقتل و یعزر علی ذلك. (النتف فی الفتاوی، تارک الصلاة: ۶۹۴/۲، مؤسسة الرسالة بیروت، انیس)

من ترک الصلاة بالجماعات استخفافاً بها و هو انناً بترکها فلا عدالة له لأن الجماعة واجبة. (بدائع الصنائع، فصل فی شرائط رکن الشهادة: ۲۶۹/۶، دارالکتب العلمیة، انیس)

غرض امور مذکور کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کو ہرگز ہرگز امام نہ بنایا جاوے، ثانی امام میں اگر منکرات یا دوسرے اس قسم کے منکرات جو امام کے مخالف ہوں موجود نہ ہوں تو ان کو مستقل امام بنا لیا جاوے۔ (۱)

اور نماز جمعہ کی صورت مسنولہ میں مسجد کے علاوہ کسی دوسری جگہ آبادی میں یا آبادی کے بالکل متصل عید گاہ وغیرہ میں پڑھ لی جائے، (۲) اور اگر وہ جگہ اتنی چھوٹی ہے کہ جہاں جمعہ جائز نہیں تو پھر سب کو ظہر پڑھنی چاہیے، (۳) اور جواز جمعہ کے متعلق وہاں کی آبادی اور بازار وغیرہ کی حالت لکھ کر دریافت کر لیا جاوے۔ (۴) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۵/۴/۱۳۵ھ۔

صحیح: عبداللطیف، ۲۶/محرم الحرام ۱۳۵۴ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۵۴۶-۲۵۴۷)

شہوت پرست مبتدع کے پیچھے نماز کا حکم:

سوال: یہاں کا ایک امام مسجد باوجود سخت مبتدع ہونے کے فاحشہ اور بازاری عورتوں کی دعوتیں بلا غدغہ لکھاتا ہے، ان کے دینے ہوئے کپڑے پہنتا ہے اور باوجود متعدد بار سمجھانے کے باز نہیں آتا، ایسے امور کے ارتکاب کی وجہ سے لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے رک گئے ہیں، وہ بوقت فہمائش یہی جواب دیتا ہے کہ تم ان کنجریوں اور بازاری عورتوں کو روکو کہ میری دعوت نہ کیا کریں اور نہ مجھے اپنے گھر بلایا کریں، ورنہ میں تو ضرور کھاؤں گا اور ان کے ہاں ضرور جاؤں گا، ہمارے شہر میں جھگڑا پڑا ہوا ہے، عید کا بھی وہی امام ہے، ایسے شخص کو عیدین و جمعہ و صلوات خمسہ میں امام بنانا جائز ہے، یا نہیں؟

(المستفتی: ۱۸۵، محمد لائل پوری دیوبندی، رائے کوٹ ضلع لدھیانہ، ۸/شوال ۱۳۵۲ھ)

(۱) والأحق بالإمامة الأعلّم بأحكام الصلاة فقط صحة وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة، ثم الأحسن

تلاوة وتجويداً للقراءة ثم الأورع ثم الأسن ثم الأحسن خلقاً، آ. (الدر المختار، باب الإمامة: ۵۵۷/۱، سعید)

(۲) ومقتضى هذا الاستدلال كراهة التكرار في مسجد المحلة ولويدون أذان، ويؤيده ما في الظهيرية: لو دخل

جماعة المسجد بعد ما صلى فيه أهله، يصلون وحداناً، وهو ظاهر الرواية. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب

الإمامة: ۵۵۳/۱، سعید)

(۳) تقع فرضاً في القصابات والقرى الكبيرة التي فيها الأسواق... ألا ترى أن في الجواهر: لو صلوا في القرى

لزمهم أداء الظهر. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الجمعة: ۳۸/۲، سعید)

”ومن لم تجب عليهم الجمعة من أهل القرى والوادي، لهم أن يصلوا الظهر بجماعة يوم الجمعة بأذان و

إقامة“. (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة: ۱۴۵/۱، رشيدية)

(۴) **نوٹ:** جمعہ فی القرئ کے مسئلہ کے جواز و عدم جواز کی تفصیل جمعہ کے باب میں دیکھیں۔ انیس

الجواب

ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ ہے، اگر وہ پہلے سے امام ہے تو اس حرکت کی وجہ سے اس کو امامت سے علاحدہ کر سکتے ہیں؛ لیکن جب تک کہ وہ علاحدہ نہ ہو، اس وقت تک وہی امامت کرے گا، پنجگانہ نماز و جمعہ و عیدین سب کا یہی حکم ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی: ۸۲۳)

بدعتی پیر کے موحد خلیفہ کے پیچھے نماز کا حکم:

سوال: ایک مسلمان جو بذات خود نیک متقی اور پرہیزگار ہے، پیر ظہور شاہ کا مرید ہے، عوام الناس میں مشہور ہے کہ پیر صاحب مذکور سجدہ تعظیسی کا قائل ہے اور نیز وہ حضرت صلعم کو غیب دان جانتا ہے؛ لیکن ان کے مرید صاحب اپنے پیر کے ان اعتقادات کے قائل نہیں، اندریں حالات کہ وہ پیر صاحب کا مرید ہے، کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے؟ کیا وہ امامت کا اہل ہے؟ مکرر عرض ہے کہ مرید صاحب نہ ہی سجدہ تعظیسی کے قائل ہیں اور نہ ہی ان کو اس پر اعتقاد ہے کہ خدا کے سوا اور کوئی بھی عالم الغیب ہے، صرف وہ پیر ظہور شاہ کے مرید ضرور ہیں، کیا عام مسلمان ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں؟ عوام الناس امام صاحب سے خوش ہیں، اس کے علاوہ ان کو کوئی اعتراض نہیں۔

(المستفتی: ۱۹۹، غلام رسول صاحب اسکول ماسٹر سلیم پورہ راہوں اسٹیٹ، ۲۶ شوال ۱۳۲۵ھ، مطابق ۱۱ فروری ۱۹۳۴ء)

الجواب

اگر یہ امام صاحب خود سجدہ تعظیسی نہیں کرتے اور نہ اس کے جواز کے قائل ہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب سمجھتے ہیں اور اپنے پیر کو ان مسائل میں غلطی پر جانتے ہیں تو ان کے پیچھے نماز جائز ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی: ۸۲۳-۸۳)

متکبر و بدعتی کی امامت:

سوال: زید اپنی ذاتی رعوت اور تکبر کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑا پاکدامن اور اول درجہ کا صوفی اور عابد و زاہد تصور کرتا ہے، میلوں میں جاتا ہے، سماع کو حلال کہتا ہے، سود خوار کے گھر کا کھاتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ مجھ کو بذریعہ خواب یا مراقبہ معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں شخص منافق ہے، تیجہ، دسواں وغیرہ کو درست بتلاتا ہے، قربانی کے چٹروں کو اپنے حق

(۱) رجل أم قومًا وهم له كارهون إن كانت الكراهة لفساد فيه يكره له ذلك. (الفتاوى الهندية: ۸۷۱)

(۲) والأحق بالإمامة تقدماً بل نصباً الأعلم بأحكام الصلاة، فقط صحة و فساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة، إلخ. (الدر المختار، باب الإمامة: ۵۵۷/۱، ط: سعید کمپنی)

امامت میں لینا جائز بتلاتا ہے اور زکوٰۃ فطرہ وغیرہ لیتا ہے، حالانکہ خود صاحب زکوٰۃ ہے، ایسے شخص کی امامت کیسی ہے؟ اگر اس کے پیچھے کوئی نماز نہ پڑھے تو کتنے گارتو نہ ہوگا؟

الجواب

ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے؛ کیوں کہ وہ مبتدع اور جاہل ہے، نماز مع الکرہات ہوتی ہے اور اگر اس کے پیچھے نماز پڑھے تو کچھ گناہ نہیں ہے، بلکہ بہتر ہے کہ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۷۵/۳)

بدعتی کی امامت میں جو نماز پڑھی، اس کا اعادہ کیا ضروری ہے:

سوال: حضرت اقدس مولانا اشرف علی صاحب نے لکھا ہے کہ بدعتی کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے، اعادہ کی ضرورت نہیں ہے؛ مگر حضرت مولانا رشید احمد صاحب نور اللہ مرقدہ نے مکروہ تحریمی واجب الاعادہ تحریر فرمایا ہے، لہذا اختلاف ہونے کی صورت میں کیا طرز عمل اختیار کیا جائے؟

الجواب

درمختار میں ہے:

وفی النہر عن المحیط: صلی خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة، إلخ.

اور شامی میں ہے:

قولہ: (نال فضل الجماعة): أفاد أن الصلاة خلفهما أولى من الانفراد، لكن لا ينال كما ينال

خلف تقی ورع، إلخ. (۲)

اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ بدعتی کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؛ بلکہ تنہا نماز پڑھنے سے اولیٰ ہے، باقی چونکہ بدعتی بدعتی میں فرق ہوتا ہے، بعض بدعات حد کفر و شرک تک پہنچی ہوئی ہوتی ہیں، اگر ایسے بدعتی کے پیچھے نماز پڑھے تو اس کو اعادہ کرنا ضروری ہے، یہی صورت تطبیق کی ہو سکتی ہے، یا جس نے اعادہ کا حکم دیا، احتیاط ہو، یا اختلاف روایات اور بدعت فی العقیدہ میں بھی تفاوت درجات ہے، جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ عقیدہ اس کا حد کفر کو پہنچا ہوا ہے، اس وقت تک اس کے پیچھے فساد نماز کا حکم نہ کیا جاوے گا۔ (کذا فی الدر المختار) (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۴۵/۳)

(۱) ویکرہ إمامة عبد ... وفاسق ... ومبتدع. (الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر)

(۲) رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۵/۱، ظفیر (مطلب: البدعة خمسة أقسام، انیس)

(۳) وإن أنکر بعض ماعلم من الدین ضرورة کفر بها، إلخ، فلا یصح الاقتداء به أصلاً. (الدر المختار علی هامش

رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۴/۱، ظفیر)

بدعتی اور مجہول پڑھنے والے کی اقتدا کا حکم:

سوال: ایک شخص ہمیشہ تارکِ صلوة جماعت ہے، بدعتی ہے، قرآن مجید غلط پڑھتا ہے، ایسا غلط کہ معنی غلط ہو جاتا ہے، حرام کو حلال کہتا ہے، پردہ کو عورتوں کے لیے غیر ضروری کہتا ہے، مسلمانوں کے ساتھ بائیکاٹ کرنے پر لوگوں کو دعائے خیر دیتا ہے، ایک شخص کی شادی میں نٹولے اور مجلس آئی ہوئی تھی، لوگوں نے کہا کہ ہم تیری دعوت کا کھانا نہیں کھاتے، اس لئے کہ تم نے بدعت کا کام کیا ہے؛ یعنی مجلس بلوائی ہے؛ لیکن یہ شخص مذکور شریک ہو اور کہتا ہے کہ کھانا جائز ہے، اب اس کی امامت کی وجہ سے لوگوں میں جھگڑا پیدا ہونے کا خطرہ ہے، اس نے اپنے چچا کو بھی دیوث کہا ہے، ایک شخص نے قسم کھا کر کہا کہ اس نے لواطت بھی کی ہے، قبر میں نور نامہ رکھنا جائز قرار دیتا ہے، ایسے شخص کی اقتدا کیسی ہے؟

الجواب

مذکورہ شخص کے بارے میں جو باتیں سوال میں درج ہیں، اگر وہ درست ہیں تو ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور ایسے شخص کو امام بنانا درست نہیں؛ کیوں کہ مذکورہ باتوں میں سے بہت سی موجب فسق ہیں، لہذا ایسے امام کو بدلنا چاہئے، (۱) البتہ جب تک کسی دوسرے نیک صحیح العقیدہ امام کا انتظام نہ ہو، اس وقت تک جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی جائیں گی، وہ ہو جائیگی اور اگر دوسرے امام کے پیچھے نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ (۲) واللہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۱۹/۶/۱۳۹۷ھ۔ (فتویٰ نمبر: ۶۳۶/۲۸ ب) (فتاویٰ عثمانی: ۳۹۱/۱)

غیر مقلد بدعتی اور مخالف مذہب کے پیچھے اقتدا کا حکم:

سوال: غیر مقلد کے پیچھے حنفی کی نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟ اور کیسی ہوتی ہے؟

(۱) وفي الدر المختار: ۵۶۰، ۵۵۹/۱: "ويكره إمامة عبد... و فاسق".

وفي رد المحتار: "من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر... وفي المعراج قال أصحابنا: لا ينبغي أن يقتدى بالفاسق"، إلخ. (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

(۲) وفي الدر المختار: ۵۶۲/۱: "صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة".

وقال الشامي: تحتہ "قوله نال فضل الجماعة": أفاد أن الصلاة خلفهما أولى من الأفراد لكن لا ينال كما ينال خلف تقى ورع. (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: البدعة خمسة أقسام، انيس)

الجواب

غیر مقلد بہت طرح کے ہیں، بعضے ایسے ہیں کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا خلاف احتیاط، یا مکروہ، یا باطل ہے، چوں کہ پورا حال معلوم ہونا فی الفور مشکل ہے؛ اس لیے احتیاط یہی ہے کہ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۴ جمادی الثانیہ ۱۳۲۵ھ (امداد: ۹۰/۱) (امداد الفتاویٰ جدید: ۳۷۸/۱-۳۷۹)

امام کے بدعتی ہونے پر مسجد کی جماعت ترک کرنے اور گھر میں جماعت کرنے کا حکم:

سوال: واضح ضمیر منیر ہو کہ کسی جگہ میں بعض اشخاص نے تمام بدعات مروجہ فی زماننا کو اعتصاماً بالکتاب والسنتہ دفعۃً چھوڑ دیا اور اپنی اموات وغیرہ میں کتب فقہ کی ہدایات کے مطابق عامل بن گئے اور کسی کے برا بھلا کہنے کی مطلق پرواہ نہیں کرتے تھے اور فقہ کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کو پسند کیا تو مبتدع امام کا مسئلہ معلوم کرنے پر ان کو خیال ہوا کہ ہم اہل سنت بدعتیوں کے پیچھے کیوں پڑھیں؟ ہم اپنی جماعت الگ قائم کر سکتے ہیں اور چونکہ ہماری جماعت کے آدمی بیس پچیس کی تعداد سے متجاوز ہیں، مگر باوجود اس ہمہ مساجد کے اماموں کو بسبب مبتدعین کے غلبہ کے معزول و برطرف نہیں کر سکتے، اب یا تو تارک جماعت ہو کر فردی فردی نمازیں مسجدوں میں پڑھا کریں، یا کسی مکان مثل گھیرلہ وغیرہ کے محلہ میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جمع کر کے جماعت اپنی نمازیں پڑھا کریں، پس ان لوگوں نے اس صورت ثانی کو اختیار کر کے محلہ کی مسجد کے قریب ایک وسیع گھیرلہ میں اپنی جماعت قائم کر لی ہے تو کیا یہ جماعت قائم کر لینا ان کا جائز بلا کراہت کے ہوگا، یا مکروہ ہے؟ کیوں کہ مسجد میں نماز پڑھنے کی صورت یہ ہے کہ فردی فردی پڑھیں، اس میں تو ہمیشہ کے لئے تارک جماعت بنتے ہیں اور مبتدع کے پیچھے مکروہ ہے اور وہاں؛ یعنی اس گھیرلہ میں اپنی جماعت مستقل ہوتی ہے، چونکہ مسجد میں فتنہ و فساد کے عذر سے جماعت نہیں قائم کر سکتے اور اس مکان میں کوئی مانع نہیں ہے، اگر ہے تو کیا ان کی نماز بسبب اس عذر کے مسجد کے جماعت کے برابر فضیلت رکھے گی، یا نہیں؟ جیسا کہ صحیح بخاری کے باب الجہاد میں یہ حدیث ہے کہ ”إذا مرض العبد أو سافر كتب له مثل ما كان يعمل مقيماً صحیحاً“۔ (۱) اس سے عذر کو پورا دخل معلوم ہوتا ہے اور اسی بنا پر وہ لوگ اپنی جماعت اس گھیرلہ میں قائم کرتے ہیں، پس جو امر مفتی بہ ہو، اس سے مطلع فرمائیں؟

الجواب

قال فی البحر: و ذکر فی غایة البیان معزیاً إلى الأجناس أن تارک الجماعة یستوجب إساءة

(۱) صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۹۹۶، عن أبی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، انیس

ولاقبل شهادته إذا تر كها استخفافاً بذلك ومجانةً أما إذا تر كها سهواً أو تر كها بتأويل بأن يكون الإمام من أهل الأهواء أو مخالفاً لمذهب المقتدى لايراعى مذهبه فلا يسوجب الإسائة وتقبل شهادته، آه. (۳۴۵/۱) (۱)

وفيه أيضاً: وذكر الشارح وغيره أن الفاسق إذا تعذر منعه يصلى الجمعة خلفه، وفي غيرها ينتقل إلى مسجد آخر وعلل له في المعراج بأن في غير الجمعة يجد إماماً غيره فقال في فتح القدير وعلى هذا فيكره الاقتداء به في الجمعة إذا تعددت إقامتها في المصر على قول محمد رحمه الله وهو المفتى به؛ لأنه بسبيل من التحول حينئذ، آه. (۳۴۹/۱) (۲)

وفي تعليق البحر لابن عابدين عن القنية: اختلف العلماء في إقامتها في البيت والأصح أنها كإقامتها في المسجد إلا في الفضيلة وهو ظاهر مذهب الشافعي، آه. (۳۴۵/۱) (۳)

عبارات اولی سے بدعت امام مسقط جماعت معلوم ہوتا ہے اور عبارات ثانیہ سے وجوب تحول بجانب امام دیگر مفہوم ہوتا ہے اور عبارات ثالثہ سے جماعت خانہ کا حکم مثل جماعت مسجد معلوم ہوتا ہے، صرف فضیلت کا فرق ہے، پس اگر عذر بدعت امام کی وجہ سے گھر میں جماعت اہل سنت کے ساتھ نماز پڑھی جائے تو عبارات مذکورہ سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے، رہا یہ کہ اس صورت میں جماعت بیت سے مسجد کی فضیلت حاصل ہوگی، یا نہیں؟ اس کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا، البتہ مراقی الفلاح میں کہا ہے کہ!

وإذا انقطع عن الجماعة لعذر من أذارها المبيحة للتخلف وكانت نيته حضورها لولا العذر الحاصل يحصل له ثوابها القوله صلى الله عليه وسلم إنما الأعمال بالنيات وإنما لكل امرئ ما نوى، آه. (ص: ۱۷۴) (۴)

اور اوپر بدعت امام کا عذر ہونا معلوم ہو چکا ہے، ان مقدمات سے مستنبط ہو سکتا ہے کہ اس صورت میں مسجد کی فضیلت بھی حاصل ہو جائے گی۔ (واللہ اعلم)

لیکن اس پر خدشہ یہ ہے کہ حضرات صحابہؓ نے حجاج وغیرہ کے پیچھے نماز ترک نہیں کی، حالانکہ وہ اپنے کسی گھر میں الگ جماعت کر سکتے تھے، اگر یہ افضل ہوتا تو صحابہ ضرور ایسا کرتے، ہاں! یہ ممکن ہے کہ انہوں نے خوف کی وجہ سے تخلف جماعت نہ کیا ہوا، فتدبر۔

۱۹/ذی قعدہ ۱۳۲۲ھ۔ (امداد الاحکام: ۱۲۶/۲-۱۲۷)

(۲-۱) کتاب الصلاة، باب الإمامة، صفة الإمامة، انیس

(۳) منحة الخالق، کتاب الصلاة، باب الإمامة، صفة الإمامة: ۱/۳۶۶، دارالکتاب الإسلامی بیروت، انیس

(۴) مراقی الفلاح، فصل: يسقط حضور الجماعة بواحد من ثمانية، انیس

بدعتی اور غیر مقلد کی اقتداء کا حکم اور ان میں کون اور کس کی اقتداء بہتر ہے:

سوال (۱) ہم لوگ تھوڑے آدمی اہل سنت والجماعت حنفی المذہب ہیں، ہم لوگوں کا عقیدہ ہے کہ ہمارے امام اعظم رحمہ اللہ نے کوئی اچھی بات نہیں چھوڑی، جو کچھ ان سے ثابت ہو، اس پر عمل کرنا چاہیے، اپنی طرف سے کوئی نیا کام ایجاد نہ کرنا چاہیے، اپنے امام کا پورا مقلد حقیقی طور پر رہنا چاہیے۔

(۲) دوسری جماعت جو اپنے کو حنفی اور مقلد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی کہتے ہیں، تقلید کو ضروری سمجھتے ہیں؛ مگر بہت کام، جس کا امام صاحب سے ثبوت نہیں کرتے ہیں، مثلاً مولود، وقت ذکر پیدائش قیام، فاتحہ مروجہ، گیارہویں، رجبی شریف، عرس اور زیارت مزار بزرگان کے واسطے پھلوا ری شریف، اجمیر شریف، بہار شریف وغیرہ بھی جاتے ہیں، اذان میں ”اشھدا ان محمد رسول اللہ“ پر جب مؤذن پہنچتا ہے تو یہ انگوٹھوں کے ناخن کو چومتے اور آنکھوں سے لگاتے ہیں، ان میں سے کوئی کام جائز ہو تو اس سے بھی مطلع فرمائے گا؟

(۳) تیسری جماعت ہے، جو تقلید شخصی کو ناجائز کہتے ہیں، ان کا دعویٰ ہے کہ قرآن وحدیث کے مطابق عمل چاہئے، البتہ قرآن وحدیث میں جو مسئلہ نہ ملے تو اماموں کا قول قائل عمل ہے، آئین آواز سے کہتے ہیں، رفع یدین کرتے ہیں، رکوع سے اٹھ کر ”اللہم ربنا لک الحمد“ پورا پڑھتے ہیں، سجدہ سے اٹھ کر ”اللہم اغفر لی“ پورا پڑھتے ہیں، مولود، نیاز، گیارہویں، رجبی شریف عرس وغیرہ نہیں کرتے ہیں۔

اب قابل غور بات یہ ہے کہ دو مسجدیں یہاں ہیں، ایک مسجد میں جماعت نمبر: ۲، حنفی مذاہب کے امام ہیں، جماعت بھی ان کی کثیر ہے، ہم لوگ جماعت!

(۱) ان کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں تو ہم لوگوں کے لڑکوں پر برا اثر..... پڑتا ہے؛ یعنی یہ لوگ سمجھنے لگتے ہیں کہ ہم بھی حنفی، یہ بھی حنفی تو اتنی بڑی جماعت جو کام کرتی ہے، وہ ضرور جائز ہی ہوگا، ورنہ ان کے علماء تو منع کرتے، علماء تو خود مولود، نیاز عرس وغیرہ میں شریک ہوتے ہیں اور اس کی تعریف کرتے ہیں اور دوسری مسجد میں امام غیر مقلد ہیں، ان کی جماعت کثیر اس مسجد میں نماز پڑھتی ہے، یہاں ہم لوگ اگر نماز پڑھیں تو مقتدی بنا پڑتا ہے، ان کے ساتھ نماز پڑھنے میں ہم لوگوں کے لڑکوں پر برا اثر پڑنے کا خوف نہیں؛ کیوں کہ یہ بات تو سب کو معلوم ہے کہ یہ لوگ غیر مقلد ہیں، ان کا مذہب ہی دوسرا ہے، مگر آئین، رفع یدین یہ لوگ کرتے ہیں، ایسی حالت میں ہم لوگوں کا جماعت (۲) کے ساتھ نماز پڑھنا بہتر ہے، یا جماعت (۳) غیر مقلدوں کے ساتھ نماز پڑھنا اچھا ہے؟

الجواب:

(۱) حنفی مقلدوں کو یہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کتاب اللہ اور حدیث کو بہت اچھی طرح سمجھتے

تھے؛ اس لیے جو کچھ انہوں نے مسائل شرعیہ بیان فرمائے ہیں، وہ قرآن و حدیث کے خلاف ہرگز نہیں اور خطا سے بجز انبیاء کے کوئی معصوم نہیں، ممکن ہے کہ امام صاحب سے کسی جگہ خطا بھی ہوئی ہو؛ مگر یہ احتمال جیسا امام صاحب کے متعلق ہے، تمام ائمہ اور محدثین کے متعلق بھی ہے، پس جو شخص کسی مسئلہ میں امام صاحب کو خطا پر بتلائے، اگر وہ مجتہد ہے تو ممکن ہے کہ خود اسی کا قول خطا ہو اور اگر مجتہد نہیں تو اس کو امام صاحب جیسے مجتہد اعظم کی شان میں ایسی بات کہنا ”چھوٹا منہ بڑی بات“ ہے، جو سخت بے ادب ہے، پس حنفی یوں سمجھیں کہ ہم قرآن و حدیث ہی کا اتباع کرتے ہیں، اس تفسیر کے موافق جو امام ابوحنیفہؒ نے بیان فرمائی ہیں اور جو لوگ مجتہد نہ ہوں، ان پر واجب ہے کہ قرآن و حدیث کے سمجھنے میں کسی مجتہد کا اتباع کریں، محض اپنی سمجھ سے مطلب نہ گھڑیں؛ کیوں کہ ہر علم میں ماہرین کا اتباع لازم ہے اور قرآن و حدیث کے ماہر مجتہدین ہی ہیں۔

(۲) یہ لوگ بدعتی ہیں، ان سے احتراز کرنا چاہیے، یہ امام ابوحنیفہؒ کے پورے مقلد نہیں؛ بلکہ بہت باتیں ان کے خلاف کرتے ہیں، چنانچہ جتنی باتوں کا اس نمبر میں ذکر ہے، امام ابوحنیفہؒ نے ان کو جائز نہیں فرمایا؛ بلکہ ان کے مذہب کی رو سے یہ سب بدعات ہیں۔

(۳) یہ لوگ غیر مقلد ہیں اور اسلام میں جس قدر فتنے پیدا ہوتے ہیں، ترک تقلید ہی سے پیدا ہوتے ہیں، پس حنفی مقلدوں کو نمبر: ۲ و ۳ دونوں جماعتوں سے الگ رہنا چاہیے اور کسی کے ساتھ بھی نماز نہ پڑھیں؛ بلکہ اپنی جماعت الگ کریں اور بدرجہ مجبوری جماعت نمبر: ۲ کے ساتھ نماز پڑھ لیا کریں؛ کیوں کہ وہ لوگ نماز، وضو، پاکی، ناپاکی کے مسائل میں امام ابوحنیفہؒ کے مذہب پر عمل کرتے ہیں تو حنفیوں کی نماز اپنے مذہب کے موافق بھی ہو جاوے گی اور جماعت (۳) وضو، غسل اور پاکی ناپاکی کے مسائل میں امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کے بہت امور میں مخالف ہیں، ان کے پیچھے حنفیوں کی نماز درست نہیں ہوگی؛ کیوں کہ منی ان کے یہاں پاک ہے، غسل جنابت میں کلی کرنا، ناک میں پانی دینا، ان کے یہاں ضروری نہیں، خون، پیپ، قے وغیرہ سے ان کا وضو نہیں ٹوٹتا، کنویں میں چوہا وغیرہ مرنے سے کنواں ان کے نزدیک ناپاک نہیں ہوتا، ایسی حالت میں ان کے وضو اور پاکی کا کیا اعتبار۔

رہا اولاد کا بگڑنا، سو اس کا اندیشہ غیر مقلدوں کے ساتھ میل جول میں زیادہ ہے؛ کیوں کہ وہ خود نماز ہی کے اندر بہت باتیں ہمارے خلاف کرتے ہیں، جس سے بچوں کو وحشت ہوگی کہ یہ نئی باتیں کیسی ہیں، پھر ممکن ہے کہ وہ بھی غیر مقلد ہو جائیں اور یہ سخت فتنہ ہے، جس کے بعد ایمان کی خیر بہت کم ہے۔ واللہ اعلم

بدعتی کے پیچھے جو جمعہ پڑھا جائے، اس کا اعادہ کیوں نہ کیا جائے:

سوال: والا نامہ سابقہ میں حضور نے تحریر فرمایا ہے کہ بدعتی کے پیچھے کی نماز کا اعادہ اولیٰ ہے اور اس عریضہ سے پہلے عریضہ کے جواب میں نماز جمعہ کے اعادہ کو منع فرمایا، لہذا اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا ظہر اس کا اعادہ نہیں ہے، یا دیگر ہی اوقات کا اعادہ ہے؟

الجواب

بدعتی کے پیچھے کی نماز کا اعادہ اس صورت میں ہے کہ اس نماز کے بعد اسی قسم کے نوافل مکروہ نہ ہوں اور جمعہ کا اگر اعادہ کیا جائے گا تو بوجہ اشتراط جماعت و خطبہ وغیرہ باجمعا دائر نہیں ہو سکتا، لہذا جمعہ کا اعادہ نہیں۔ فقط (تالیفات رشیدیہ: ۳۰۲)

محقق نما مشکک کی امامت:

سوال (۱) جو شخص ائمہ اربعہ کے مسالک کو بیک وقت جائز سمجھتا ہے اور متعین امام کی تقلید کو تعصب قرار دیتا ہے اور عوام الناس کو بھی تلقین کرتا ہے۔

(۲) دعاء بعد الفرائض بہیبت اجتماعیہ من غیر لزوم مع رفع الیدین کو بدعت قرار دیتا ہے۔

(۳) اکابر علماء مثلاً حضرت تھانوی، حضرت بنوری، حضرت شیخ الحدیث کے بارے میں یہ کہتا ہے کہ ان کی عبارات میں شرک و کفر ہے۔

(۴) ان عقائد کے حامل کو امام بنانا اور اس کے درس میں شریک ہونا کیسا ہے۔

(۵) مذکورہ بالا عقائد کے باوجود اپنے آپ کو حنفی قرار دیتا ہے، کیا ایسا شخص حنفی ہو سکتا ہے اور معیار حنفیت کیا ہے؟

الجواب

امام صاحب موصوف سلف کے بارے میں ضروری اعتماد سے محروم معلوم ہوتے ہیں، جو دور حاضر کا عام مرض ہے؛ یعنی ”تشکیک بنام تحقیق“، عوام کے لئے ایسی تشکیکات مضر ہیں، پس ایسے شخص کو امام نہ بنایا جائے، یہی حکم ان کے درس کا ہے، اس علاقے میں بھی ایک عالم تھے، جنہوں نے پہلے دعا بعد الفرائض کا انکار کیا، بعد چندے ٹھیٹھ غیر مقلد بن گئے؛ بلکہ غیر مقلدین کے مدرسہ کے صدر مدرس مقرر ہوئے، اب ترقی کر کے شاید کہیں چلے گئے ہیں۔

(۲-۳) جو شخص حنفیت کا التزام نہیں کر سکتا، وہ حنفی کیسے کہلا سکتا ہے؟ مواضع ضرورت کا استثناء امر آخر ہے، اس سے معیار حنفیت بھی معلوم ہو گیا کہ مذہب حنفی کو قرآن و حدیث اور اجماع امت اور دلائل شرعیہ کے اقرب سمجھتے

ہوئے اس پر عمل پیرا ہونا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان۔ (خیر الفتاویٰ: ۳۸۸/۲)

بریلوی امام کے پیچھے نماز پڑھنا:

سوال: ہم پٹھان لوگ ہیں، ایک بات دین اور شریعت سے متعلق ذہن میں بیٹھ جائے، پھر اس پر عمل ہر صورت میں کرنے کی کوشش کرتے ہیں، مسئلہ یہ ہے کہ کیا بریلوی امام کے پیچھے جماعت سے نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر نماز پڑھی جائے تو کیا وہ نماز ہو جائے گی؟ علاوہ ازیں کیا بریلویوں کی مسجد میں تنہا نماز پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے؛ یعنی جماعت ہو چکنے کے بعد جا کر تنہا نماز پڑھی جائے تو؟

الجواب

اہل بدعت کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور اگر خالی نہ ہو تو تنہا پڑھنے سے بہتر ہے اور اس سے بہتر یہ ہے کہ جماعت کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے... جب کہ صحیح العقیدہ امام میسر نہ ہو... اس کے ساتھ نماز پڑھ لی جائے اور اس کو لوٹایا جائے، البتہ اگر بدعت میں غلو کرنے والا ہو تو اس کے پیچھے نماز جائز نہیں، اکیلا پڑھے، ان کی مسجد میں پڑھنا جائز ہے۔ (۱)
(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳۳۷-۳۳۸)

دیوبندی کی بریلوی مسجد میں امامت:

سوال: میں دیوبندی عقائد کا حامل ہو کر بریلوی عقیدہ والوں کی مسجد میں نماز پڑھتا ہوں، یہ جائز ہیں، یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلياً

اگر ان کی خاطر غلط کام نہیں کرتے تو جائز ہے؛ لیکن یہ یاد رہے کہ اپنے کو چھپانا خطرناک ہے، جب مقتدیوں کو معلوم ہوگا کہ یہ دیوبندی عقیدہ کا آدمی ہے، جس کے پیچھے ہم نے نماز پڑھی تو پھر کیا حال ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۵/۱۰/۱۳۹۵ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۸۲-۳۸۳)

بریلویوں کی مساجد میں ان کے ائمہ کے پیچھے نماز ادا کرنا:

سوال: ہم جب تبلیغ میں جاتے ہیں تو بعض اوقات بریلویوں کی مساجد میں تشکیل ہو جاتی ہے، امام کا عقیدہ ہمیں معلوم نہیں ہوتا، ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

الجواب

اگر امام کا عقیدہ معلوم نہ ہو، یا امام کے عقیدے کے بارے میں اشتباہ ہو تو اپنی نماز دہرائی چاہیے۔ (۲) واللہ اعلم
(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳۳۷-۳۳۸)

(۱) إن كان هو لا يكفر به صاحبه تجوز الصلاة خلفه مع الكراهة والإفلا. (الفتاوى الهندية: ۸۴۱)

(۲) ويكره تقديم المبتدع أيضاً. وإنما يجوز الإقتداء به مع الكراهة إذا لم يكن ما يعتقد ه يؤدي إلى الكفر عند أهل السنة. أما لو كان مؤدياً إلى الكفر فلا يجوز أصلاً. (الحلبي الكبير: ۵۱۴) (فصل في الإمامة وفيها مباحث، انيس) ==

نجانے میں بریلوی عقائد والے کے پیچھے نماز پڑھ لینے کا حکم:

سوال (۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک انسان نے بھولے سے ایک بریلوی امام مسجد کے پیچھے نماز باجماعت پڑھ لی ہے، کیا اس انسان پر اس نماز کی قضا؛ یعنی دوبارہ پڑھنا لازم ہے، یا نہیں؟ یا صرف نماز مکروہ ہو جاتی ہے اور قضا؛ یعنی دوبارہ پڑھنا لازم نہیں ہے؟

(۲) مذکورہ بالا انسان کے لیے حدیث شریف کی روشنی میں کفر اور بے دین کا فتویٰ لگانے والے کے لیے شرعاً کیا حکم صادر ہوتا ہے؟

الجواب

بریلوی امام کے عقائد و خیالات اگر شرک جلی تک نہیں پہنچے، فقط رسوم و بدعات وغیرہ کا قائل و مرتکب ہے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

(۲) ایسا فتویٰ لگانا صحیح نہیں ہے، ہاں! بریلوی امام کو مستقل امام بنائے رکھنا جائز نہیں ہے، اس کے پیچھے اقتدا کرنا مکروہ تحریمی ہے، ایسا کفر کا فتویٰ لگانا گناہ ہے، تو بہ کر لینا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ عبداللطیف غفرلہ۔ الجواب صحیح: بندہ احمد عفا اللہ عنہ، ۵/۵/۱۳۸۲ھ۔ (فتاویٰ مفتی محمود: ۱۲۱/۲)

بے خبری میں بریلوی امام کی اقتدا میں نماز پڑھ لی تو کیا حکم ہے:

سوال: ایک شخص ایک مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے گیا، اسے معلوم نہ تھا کہ یہ مسجد کس مسلک کے لوگوں کی ہے، بعد ازاں اسے پتہ چلا کہ امام صاحب بریلوی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں، ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھ لینا چاہیے، یا نہیں؟ اگر پڑھ لی گئی تو ادا ہوگی، یا نہیں؟

الجواب

نماز پڑھنے کے لیے ایسا امام منتخب کرنا چاہیے، جو صحیح العقیدہ ہو؛ تاہم اگر بریلوی مسلک کے کسی امام کے پیچھے نماز بے خبری میں پڑھ لی گئی، یا اس کے علاوہ کہیں اور جماعت ملنا ممکن نہ تھا، اس حالت میں پڑھ لی گئی تو نماز ہوگئی۔ (۱) واللہ اعلم
احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۱۵/۱۱/۱۴۰۱ھ۔ (فتویٰ نمبر: ۲۳۷/۱ ج) (فتاویٰ عثمانی: ۴۴۲/۱)

== و کذا کل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها. (الدر المختار، باب صفة الصلاة، انيس)
وفى الشامية: بل قال فى تنقيح القدير والحق التفصيل بين كون تلك الكراهة كراهة تحريم فتجب الإعادة أو تنزيه فتستحب، إلخ. (رد المحتار: ۴۵۷/۱) (باب قضاء الفوائت، انيس)
(۱) وفى الدر المختار: ۵۶۲/۱، ط: إيج ايم سعيد: صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة. وقال الشامى تحتہ: قوله نال فضل الجماعة أفاد أن الصلاة خلفهما أولى من الإنفراد، إلخ. (مطلب: البدعة خمسة أقسام، انيس)

”یا رسول اللہ“ کہنے والے کی امامت کا حکم:

سوال: گزارش ہے کہ جو پیش امام ”یا رسول اللہ“ کہتا ہو، اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے، یا نہیں؟

الجواب: ————— وباللہ التوفیق

اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر کا عقیدہ رکھ کر ”یا رسول اللہ“ پکارتا ہے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، ہوگی، حاضر و ناظر سوائے ذات خدا کے کوئی دوسرا نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ العبد نظام الدین الاعظمی عفی عنہ، مفتی دارالعلوم دیوبند، الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، نائب مفتی دارالعلوم دیوبند (نظام الفتاویٰ: ۲۱۹/۵-۲۲۰)

اذان و انگشت بوسی کرنے اور ”صدقہ یا رسول اللہ“ کہنے والے کی امامت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں: ایک شخص اذان کے وقت جب کہ ”أشهد أن محمداً رسول الله“ کہا جاتا ہے، وہ اپنے دونوں انگوٹھوں کو اپنی دونوں آنکھوں پر مس کرتا ہے اور ”صدقہ یا رسول اللہ“ و قرۃ عینی فی یا رسول اللہ“ کہتا ہے، کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب: ————— وباللہ التوفیق

بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ اذان کے ”أشهد أن محمداً رسول الله“ کہتے وقت دونوں انگوٹھوں کو آنکھوں پر مس کرنا ضعف بصر کے علاج کے لیے مفید ہے اور یہ جائز ہے اور اس کے پیچھے نماز درست ہے، (۱) مگر ایسا بلا ضرورت کرنا اور لازم سمجھنا بدعت ہے، (۲) اور ”صدقہ یا رسول اللہ و قرۃ عینی یا رسول اللہ“ کہنا ناجائز ہے، (۳) اور اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ العبد نظام الدین الاعظمی عفی عنہ، مفتی دارالعلوم دیوبند

جواب صحیح ہے، اس سلسلہ میں کوئی صحیح مرفوع حدیث ثابت نہیں۔ (کذا فی رد المحتار)

احقر محمود عفی عنہ (نظام الفتاویٰ: ۲۲۰/۵)

(۱) يستحب أن يقال عند سماع الأُولَى من الشهادتين: ”صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ“ وعند الثانية منها: ”قَرَّتْ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ“ ثم يقول ”اللَّهُمَّ مَتَّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ“ بعد وضع ظفري الإبهامين على العينين فإنه عليه السلام يكون قائداً له إلى الجنة، كذا في كنز العباد، قهستانی، ونحوه في الفتاوى الصوفية، وفي كتاب الفردوس: من قبل ظفري إبهاميه عند سماع ”أشهد أن محمداً رسول الله“ في الأذان أنا قائده ومدخله في صفوف الجنة. وتامامه في حواشي البحر للملعي عن المقاصد الحسنة للسخاوي وذكر ذلك الجراحي وأطال،

قیام میلاد پر حضور کی آمد کا عقیدہ رکھنے والے امام کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں: ایک شخص میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھتا ہے اور وہ ذکر و ولادت کے وقت قیام کرتا ہے، اس وجہ سے کہ بنی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل الرسل دنیا میں ہمارے لیے تشریف لائے، ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے، یا کہ نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: ————— وباللہ التوفیق

ذکر ولادت مبارک کے وقت جو طریقہ قیام رائج ہے، وہ بدعت ہے، بعد میں جو مناقب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کئے ہیں، وہ سب صحیح تو ہیں؛ مگر ان کا جوڑ قیام کے ساتھ نہیں، قیام کرنے والے کو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام میلاد پر تشریف لانے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور یہ بدعت ناجائز ہے اور ایسا سمجھنے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ العبد نظام الدین الاعظمی عنہ، مفتی دارالعلوم دیوبند، الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، الجواب صحیح: محمود عنفی عنہ (نظام الفتاویٰ: ۲۲۱/۵)

امام قیام سے انکار کرے:

سوال: اگر کوئی امام مسجد قیام و سلام سے انکار کرے تو کیا ان کی اقتدا از روئے شرع درست ہے، یا نہیں؟

هوالمصوب

ایسے امام کی اقتدا جائز ہے، قیام کے مروجہ طریقہ سے روکنا ایک دینی فریضہ ہے، (۱) اس کی وجہ سے امامت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا؛ بلکہ ایسے صاحب حمیت شخص کی امامت اولیٰ ہے۔

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۸۷/۲)

== ثم قال: ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيء. (رد المحتار، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة، تنمة: ۲۶۷/۱، انیس)

(۲) ”من أصر على أمر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الاحتمال“. (مرقاۃ المفاتیح، باب الدعاء في التشهد: ۷۵۵/۲، انیس)

(۳) عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”من عمل عملاً ليس عليه أمرنا فهو رد“. (الصحيح لمسلم، كتاب الأفضية، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور. رقم الحديث: ۱۷۱۸، انیس)

حاشیہ صفحہ ۲۵۱:

(۱) ونظير ذلك فعل كثير عند ذكر مولده صلى الله عليه وسلم ووضع أمه له من القيام وهو أيضا بدعة لم يرد فيه شيء. (الفتاوى الحديشية لابن الحجر الهيثمي: ۵۸/۱، دار الفكر بيروت، انیس)

تعزیرہ داری کا عقیدہ رکھنے والے امام کا حکم:

سوال: مروجہ تعزیرہ داری پر ایسا ایمان رکھنا کہ جو شخص تعزیرہ داری کرتا ہے، اگر چھوڑ دے تو اس پر، یا اس کے خاندان میں سے کسی نہ کسی کے اوپر ترک تعزیرہ داری کا وبال نازل ہوگا، ایسے شخص کو امام مسجد بنانا کیسا ہے؟ اور اس کی اقتدا میں نماز درست ہے، یا نہیں؟

الجواب: _____ وباللہ التوفیق

اگر اپنا یہ عقیدہ رکھتا ہے اور لوگوں سے اپنا یہ عقیدہ بیان کرتا ہے اور کہتا ہے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی، اس کو امام نہ بنانا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ العبد نظام الدین الاعظمیٰ عفی عنہ، مفتی دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۱۱/۱۳۸۸ھ۔

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، نائب مفتی دارالعلوم دیوبند۔ الجواب صحیح: محمود عفی عنہ، ۱۵/۱۱/۱۳۸۸ھ۔ (نظام الفتاویٰ: ۲۲۳/۵)

میلا د میں قیام کرنے والے کی امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں حضرات علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اندر میں مسئلہ کہ جناب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں اور حاضر ناظر ہر مجلس و ہر مکان میں ہیں اور علم کلی ہے، میلا دو وغیرہ میں جو اصحاب قیام کرنا لازمی سمجھ کر اور حاضر ناظر ہر مجلس و ہر مکان میں ہیں اور علم کلی ہے، میلا دو وغیرہ میں جو اصحاب قیام کرنا لازمی سمجھ کر اور حاضر موجود سمجھ کر کرتے ہیں، عاشبوت ملتا ہے؟ خیر القرون میں بھی قیام کرتے تھے؟ اگر ایسے اعتقاد والا صاحب امامت کرے تو نماز کا اعادہ کریں، یا کہ ہو چکی؟

الجواب:

غیر اللہ کے متعلق علم غیب کا عقیدہ رکھنا شرک ہے، (۱) ایسے عقیدہ سے توبہ کرنا لازم ہے، اس پر قائم رہنے والے کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے لیے کھڑے ہونے سے منع فرمایا تھا۔ (۲) جب آپ کا انتقال شریف ہوا، اس کے بعد بھی وہی حکم باقی ہے، خیر القرون میں کہیں قیام معروف

(۱) ﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ﴾ (سورة الأنعام: ۵۹، انیس)

عن عائشة رضی اللہ عنہا قال: من حدثك أن محمداً صلى الله عليه وسلم رأى ربه فقد كذب وهو يقول:

﴿لا تدرکہ الأبصار﴾ (الأنعام: ۱۰۳) ومن حدثك أنه يعلم الغيب فقد كذب وهو يقول: ﴿لا يعلم الغيب إلا

الله﴾. (صحيح البخاری، باب قول الله تعالى ﴿عالم الغيب فلا يظہر﴾ الخ (ح: ۷۳۸۰) انیس)

(۲) عن أبي أمامة قال: خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم متوكتاً على عصا فقمننا إليه فقال: لا تقوموا

كما تقوم الأعاجم يعظمهم بعضهم بعضاً. (سنن أبي داود، باب في قيام الرجل الرجل (ح: ۵۲۳۰) انیس)

و معمول نہیں، لہذا مجرد قیام بغیر اس عقیدہ باطلہ کے بھی نہ کرنا چاہیے، کرنے والا مبتدع ہے، اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفی اللہ عنہ، مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان۔ المجیب مصیب: محمد شفیع عفی عنہ، مہتمم مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر الجواب صحیح: بندہ محمد عبداللہ غفرلہ، مفتی خیر المدارس ملتان، ۱/۲۷/۱۳۷۷ھ۔ (خیر الفتاویٰ: ۳۶۸/۲)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھنے والے امام کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر مانتے ہیں اور عالم الغیب مانتے ہیں اور نور مانتے ہیں، ان کو صراحہً کافر کہا جاسکتا ہے، یا نہیں؟ اور ان کے پیچھے اگر نماز پڑھی جائے تو نماز ہو جائے گی؟

الجواب: وباللہ التوفیق

نور کہنے کی توجیہ کی جاسکتی ہے، حاضر و ناظر یا عالم الغیب سوائے ذات و خداوند قدوس اور کوئی نہیں، ذات خدا کے سوا کسی کو حاضر و ناظر، عالم الغیب کہنا علمائے کفر کہا ہے۔ (کشافی الشامی والبحر) (۱) ایسا عقیدہ رکھنے والے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی لہذا ادا تو ہو جائے گی مگر بکراہت۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
کتبۃ العبد نظام الدین الاعظمی عفی عنہ، مفتی دارالعلوم دیوبند، ۱۶/۸/۱۳۹۰ھ۔
الجواب صحیح: محمود عفی عنہ، مفتی دارالعلوم دیوبند (نظام الفتاویٰ: ۲۲۲/۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کلی کا عقیدہ رکھنے والے کے پیچھے نماز کا حکم:

سوال: جو مولوی علم غیب کلی کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عقیدہ رکھتا ہے اور بتاعت مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی حضرات علماء دیوبند کو کافر کہتا ہے اور باعث فتنہ ہے، اس کے پیچھے نماز کیسی ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب:

اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیے اور اس کی امامت ناجائز ہے۔ (۲) واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود: ۱۱۵/۲)

(۲۱) وفي الخانية والخلصة: لو تزوج بشهادة الله ورسوله لا ينعقد ويكفر لا اعتقاده أن النبي يعلم الغيب. (البحر الرائق، كتاب النكاح: ۹۴/۳، دارالكتاب الإسلامي، بيروت، انيس)

تزوج بشهادة الله ورسوله لم يجز بل قيل يكفر. (الدر المختار) قال ابن عابدين: قوله: (بل قيل يكفر) لأنه اعتقد أن رسول الله صلى الله عليه وسلم عالم الغيب. (رد المحتار، كتاب النكاح: ۲۷/۳، دارالفكر، بيروت، انيس)

پیغمبر علیہ السلام کے حاضر و ناظر، نذر بغیر اللہ اور عبدالقادر جیلانی کی امداد کے قائل کی امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہے، نذر بغیر اللہ کا عقیدہ رکھتا ہو اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی امداد کا قائل ہو اور اس قسم عقائد کی تشہیر کرتا ہو، کیا اس کے پیچھے اقتدا درست ہے؟ بینوا تو جروا۔

(المستفتی: مولانا عبدالرحمن تجوڑی لکی مروت، ۶/۲۱۱/۱۹۷۷ء)

الجواب

بشرط صدق مستفتی یہ شخص کفر کی وجہ سے ناقابل امامت ہے، (۱) یدل علیہ ما فی البزازیة من قال: أرواح المشائخ حاضرة يعلم الغیب تعلم یکفر. (۲) وفی شرح الفقه الأكبر: ذکر الحنفیة تصریحاً بالتکفیر باعتبار عقاد أن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعلم الغیب لمعارضة قوله تعالیٰ: ﴿قل لا یعلم من فی السموات والأرض الغیب الا اللہ﴾. (۳) وفی الخانیة: تصریح بکفر من تزوج امرءة بشهادة اللہ ورسوله. (۴) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۲۰۸/۲-۲۰۹)

ضروریات دین سے منکر کی امامت درست نہیں ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں، مختار کل اور غیب دان ہیں، بشر نہیں؛ بلکہ نور ہے، اولیاء اللہ نفع اور نقصان پہنچا سکتے ہیں، ان کے نام نذر و نیاز، ان سے مدد مانگنا اور کسی حاجت کے لیے مزار پر دیگ پکانا درست ہے، کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے؟ بینوا تو جروا۔

(المستفتی: عبدالغفور غشتی کیمیل پور، ۱۷/۲۸/۱۹۷۷ء)

- (۱) قال الحصکفی: وإن أنکر بعض ما علم من الدین ضرورة کفر بها ... فلا یصح الإقتداء به أصلاً فلیحفظ. (الدر المختار علی هامش رد المحتار: ۱/۵۱، قبیل مطلب فی إمامة الأئمة)
- (۲) الفتاویٰ البزازیة علی هامش الہندیة: ۶/۳۲۶، الباب الثانی فیما یتعلق باللہ تعالیٰ
- (۳) شرح فقه الأكبر، ص: ۱۰۱، حکم تصدیق الکاهن بما یتخبر به من الغیب
- (۴) قال العلامة فخر الدین حسن بن منصور المعروف بقاضی خان: رجل تزوج امرأة بغير شهود فقال الرجل والمرأة: خدائے راویغا مبرم را گواہ کر دیم، قالوا: یکون کفراً؛ لأنه اعتقد أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب وهو ما کان یعلم الغیب حین کان فی الإحیاء فكیف بعد الموت. (فتاویٰ قاضی خان علی هامش الہندیة: ۳/۵۷۶، ما یکون کفراً من المسلم وما لا یکون)

الجواب

بشرط صدق مستفتی یہ شخص انکار ضروریات دین کی وجہ سے کافر ہے، ان کے پیچھے اقتدا درست نہیں ہے۔ (۱)
وللتفصیل موضع آخر. وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۴۰۵/۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر نہ ماننے والے کی امامت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہر وقت اور ہر آن سمیع و بصیر ہے اور نشیب و فراز کی مالک ہے۔

(۲) کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اگرچہ صفات بشریت کے مصداق ہوں، یا نہ ہوں، گو کتاب کا ارشاد ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بذاتہ بشر ہیں، تب بھی ہم نہیں مانتے۔

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا جز ہیں، ہمارا یہ عقیدہ ہے، راسخ عقیدہ ہے۔

(۴) صحابہ اور تابعین اور ائمہ اربعہ بھی حاضر کچھ نہیں، ناظر ہیں، کیا شریعت مقدسہ کا فتویٰ ہے کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز ہوتی ہے اور کتب ائمہ اربعہ سے مفتی بہ قول تحریر فرما کر مشکور فرمادیں؟

الجواب

یہ عقائد اور کلمات کفریہ ہیں، (العیاذ باللہ) ایسے شخص کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم
محمود عفا اللہ عنہ، مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان۔ (فتاویٰ مفتی محمود: ۱۲۱/۲)

گیارہویں کو ضروری کہنے والے کی امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ ایک بستی میں دو فرقے ہیں، ایک فرقہ گیارہویں کو اچھا اور ضروری سمجھتا ہے اور جمعرات کے ختم کو بھی ضروری سمجھتا ہے اور جب کوئی آدمی مرجاتا ہے تو تیسرے دن قل کرتے ہیں؛ یعنی چنے بھون کر تقسیم کرتے ہیں اور چالیس دن کے بعد چاول وغیرہ پکاتے ہیں اور اس کو ضروری سمجھتے ہیں۔

(۱) قال العلامة الحصكفي رحمه الله: وإن أنكر بعض ماعلم من الدين ضرورة كفر بها كقوله: إن الله تعالى جسم كالأجسام وإنكاره صحبة الصديق فلا يصح الاقتداء به أصلاً. (الدر المختار على هامش رد المحتار: ۴۱۵/۱، مطلب في إمامة الأئمة، باب الإمامة)

عن أم سلمة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إنما أنا بشر وإنكم تختصمون إلي ولعل بعضكم أن يكون ألحن بحجته من بعض فأقضي على نحو ما أسمع فمن قضيت له من حق أخيه شيئاً فلا يأخذه فإنما أقطع له قطعة من النار. (صحيح البخاري، باب موعظة الإمام للخصوم (ح: ۶۸ ۷۱) انيس)

اور دوسرا گروہ ان سب چیزوں کو برا سمجھتا ہے اور پھر کھا بھی لیتے ہیں، نیز یہ دوسرے گروہ والے لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑے بھائی جتنا درجہ ہے۔

تو آپ بندہ کے دل کی تشفی فرمائیں کہ کون سا ان دونوں میں حق پر ہے اور میں کن کی جماعت کے ساتھ نماز پڑھوں، یا اکیلا ہی نماز پڑھوں؟ اور میں دیوبندی حضرات کا معتقد ہوں۔

الجواب

گروہ اول کا رسومات مذکورہ کو کرنا اور ضروری سمجھنا ناجائز ہے؛ کیوں کہ ان کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور ان کو ترک کرنا ضروری ہے اور ان رسومات میں شامل ہونا اور کھانا بھی ناجائز ہے اور گروہ ثانی کا یہ کہنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑے بھائی جتنا درجہ ہے، یہ بھی گمراہی ہے، لہذا دونوں فرقے ہی حق سے ہٹے ہوئے ہیں، لہذا اکیلا ہی نماز پڑھنا بہتر ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ اصغر علی غفرلہ، معین مفتی خیر المدارس ملتان، ۲/۷/۱۳۷۱ھ۔ الجواب صحیح: بندہ محمد عبداللہ غفرلہ، ۲/۷/۱۳۷۱ھ
(خیر الفتاویٰ: ۳۶۸/۲-۳۶۹)

فاتحہ نہ پڑھنے والے امام کی امامت کا حکم:

سوال: ایک حافظ صاحب ایک گاؤں میں بچوں کو تعلیم دیتے ہیں اور گاؤں کی مسجد میں امامت بھی کرتے ہیں، ایک روز گاؤں کے کچھ لوگ مٹھائی مسجد میں تقسیم کرنے کے لئے لائے حافظ سے لوگوں نے مٹھائی پر فاتحہ کرنے کے لیے کہا تو حافظ صاحب نے انکار کیا اور کہا کہ دوسرے لوگ کر دیں؛ لیکن بضد ہو گئے اور یہاں تک کہا کہ آپ کو تنخواہ اسی لیے دی جاتی ہے تو حافظ نے غصہ میں آکر یہ کہہ دیا کہ آپ لوگ خنزیر کا گوشت کھانے کے لیے کہیں تو کیا ہم کھائیں گے، یہ ہم سے ہرگز نہیں ہو سکتا، اس پر لوگ برہم ہو گئے اور اتنا برہم ہوئے کہ کچھ لوگ اس کے پیچھے نماز ہی نہیں پڑھ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ نماز ہی نہیں ہوگی اور کچھ مولوی حضرات بھی ان جاہلوں کا ساتھ دے رہے ہیں اور اس بات کو لے کر حافظ صاحب کو گاؤں سے نکالنا چاہ رہے ہیں اور گاؤں میں بہت کشیدگی ہے اور کچھ لوگ حافظ صاحب کے پیچھے نماز بھی پڑھ رہے ہیں اور خوش نہیں اور حافظ صاحب کو اقرار ہے کہ ہم کو نہیں کہنا چاہئے تھا؛ لیکن غصہ میں وہ لفظ نکل گیا اور حافظ صاحب نے خدائے تعالیٰ سے توبہ بھی کر لیا ہے؛ لیکن لوگوں کا کہنا ہے کہ توبہ خدا سے لوگوں کے سامنے کیجئے۔

تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ حافظ صاحب اپنے قول سے اس لائق ہو گئے کہ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے؟ اور امامت کر سکتے ہیں، یا نہیں؟ اور اس قول سے توبہ خدا سے لوگوں کے سامنے ضروری ہے؟ یا تنہائی میں کر لینا کافی ہے اور حافظ صاحب کا قول صحیح ہے، یا غلط؟

الجواب _____ حامدًا ومصلیًا

مروجہ فاتحہ خلاف سنت و شریعت ہے، لہذا حافظ صاحب کا انکار کرنا بجا ہے، لوگوں کا فاتحہ پر اصرار کرنا غلط تھا، ان لوگوں کو توبہ کرنی چاہیے، جو ایک خلاف سنت و شریعت عمل مصرتھے، جو حضرات فاتحہ پر مصر افراد کا ساتھ دے رہے ہیں، وہ غلطی پر ہیں، لوگوں کو چاہیے کہ اس عمل سے توبہ کریں اور حافظ صاحب کی دل آزاری کی ہے، لہذا ان سے معافی مانگیں، ویسے حافظ صاحب کے پیچھے صرف اس وجہ سے کہ فاتحہ نہیں پڑھا، نماز پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں، نماز جائز ہے، البتہ حافظ صاحب کو چاہیے کہ از خود ایسی جگہ کوچھوڑ دیں، جہاں کے لوگ اس درجہ نامعقول ہوں؛ لیکن صرف اس وجہ سے لوگ امام صاحب کو ہٹانا چاہیں تو ان کا یہ عمل غیر شرعی ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی (حبیب الفتاویٰ: ۸۸۳-۸۹)

بدعات و رسومات کے مرتکب امام کے پیچھے نماز پڑھنے والے مؤذن کی امامت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ کہ ایک مؤذن صحیح العقیدہ ہے؛ مگر بعض دفعہ بریلوی امام کے پیچھے بھی نماز پڑھ لیتا ہے، جو بریلوی علاقہ بھر میں گیارہویں، میلاد، عرس، غیر اللہ کی نذر و نیاز اور غیر اللہ کی پکار کی تبلیغ، شریکہ اعمال و عقائد میں مشہور و معروف ہے، کیا اس مؤذن کی ایسے عالی مشرک مولوی کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے اور بعض دفعہ مؤذن مذکور امام کی عدم موجودگی میں نماز بھی پڑھاتا ہے، کیا اس کے پیچھے اقتدا صحیح ہے، یا نہیں؟

الجواب

تحقیق کی جاوے، اگر واقعی اس شخص کے عقائد شریکہ ہوں تو اس کی امامت درست نہیں اور نماز اس کے پیچھے جائز نہیں اور اگر عقائد اس کے شریکہ نہیں، البتہ بدعات کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کی امامت بھی مکروہ تحریمی ہے، مؤذن اگر صحیح العقیدہ ہے اور مرتکب بدعات کا نہیں تو اس کی امامت جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود: ۱۱۶/۲)

مجاور کی ولی اللہ کی امامت کرنا:

(الجمعیۃ، مورخہ: ۱۵ جون ۱۹۳۷ء)

سوال: اگر ایک مجاور ولی اللہ کا پیش امامی کر رہا ہے تو اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

مجاور اگر کوئی شرک و بدعت کا کام نہ کرتا ہو تو اس کی امامت درست ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی (کفایت المفتی: ۱۳۳/۳)

قبر پر چراغ روشن کرنے والے کی امامت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں:

(۱) ایک شخص اپنے والد ماجد صاحب کے انتقال کے بعد پختہ و چونہ گچ کی قبر بنا کر جمعرات کو وہاں جا کر چراغ روشن کرتا ہے اور روکنے سے الٹا لڑتا ہے اور کہتا ہے کہ از روئے شرع شریف قبروں پر چراغ روشن کرنا جائز؛ بلکہ سعادت دارین کا سبب ہے، کیا ایسے شخص کی امامت جائز ہے، یا نہیں؟

(۲) وہ اپنے پیر صاحب کے بتلائے ہوئے وظائف کو اس طریقہ سے پڑھتا ہے، نماز کی بھی کوئی پرواہ نہیں اور لوگوں کے کہنے سے یوں فریب کاری کرتا ہے کہ جو اپنے پیر مرشد کے کہنے پر نہ چلے، وہ تو ذلیل و خوار ہو گیا اور میں تو اپنے پیر کے بتلائے ہوئے وظائف کو اس طریق سے کرتا ہوں۔

(۳) مذکور شخص کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا بے دینی ہے، یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے اور اگر اس کے اس عقیدہ باطلہ کی تردید قرآنی آیات و احادیث سے کی جائے تو پھر اپنے مولوی احمد یار صاحب بدایونی کی کتاب ”جاء الحق“ کا حوالہ دیتا ہے کہ انہوں نے اس طرح تحریر فرمایا ہے، بہر حال وہ بھی تو عالم ہیں، قرآن کو اچھی طرح سمجھتے ہیں، کس طرح اتنی غلطی کر سکتے ہیں۔

(۴) اسی مذکور شخص کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اولیاء اللہ کو خداوند کریم نے سیاہ و سفید کا مختار بنا دیا ہے، جس کو چاہیں جلائیں اور جس کو چاہیں زندہ رکھیں اور اپنے اعلیٰ حضرت کی کتاب ”فتاویٰ رضویہ“ و حکیم مولوی امجد علی کی ”بہار شریعت“ اٹھا کر دکھاتا ہے کہ انہوں نے اس طرح تحریر فرمایا اور ان جیسا کوئی عالم نہیں گذرا، لہذا یہ عقائد عین جزء ایمانی ہوئے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسے شخص کی امامت جائز ہے، یا نہیں؟ اور یہ مذکور شخص ایسے عقائد رکھ کر کون سے گناہ کا مرتکب ہے؟ بیوا تو جروا۔

الجواب

مذکورہ شخص کے عقائد و اعمال سراسر اسلام کے خلاف ہیں، اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ واللہ اعلم محمود عفا اللہ عنہ، مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان۔ (فتاویٰ مفتی محمود: ۱۱۷/۲)

قبر والوں سے مشکل کشائی کا عقیدہ رکھنے والے کی امامت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ جس آدمی کا عقیدہ یہ ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب جانتے ہیں اور بشر (انسان) کہنے سے غصہ لگتا ہے اور قبر والوں سے حاجت روائی مشکل کشائی سفارش کروانے کو ضروری سمجھتا ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس کو مستقل امام بنانا درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

شرح فقہ اکبر میں ہے:

ثم إعلم أن الأنبياء عليهم السلام لم يعلموا المغيبات من الأشياء، إلا ما علمهم الله تعالى أحياناً وذكر الحنفية تصریحاً بالتكفير باعتقاد أن النبي صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب، لمعارضه قوله تعالى: ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾ كذا في المسألة (۱۵۸/۱) (۱)

پس معلوم ہوا کہ شخص مذکور کا عقیدہ غلط ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے سے احتراز لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ محمد انور شاہ، نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
اس شخص کی اقتدا کرنا اور امام بنانا جائز نہیں۔

الجواب صحیح: محمود عفا اللہ عنہ، مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان (فتاویٰ مفتی محمود: ۱۲۳/۲)

جس کا عقیدہ یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام چیزوں کا علم تھا، اس کی امامت:

سوال: اگر کوئی شخص اس بات کا معتقد ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کلی، یا جزئی تھا تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

بعض مغیبات کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باعلام حق تعالیٰ ہونا مسلم و متفق علیہ ہے، البتہ یہ عقیدہ رکھنا کہ جمیع مغیبات کا علم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب بالاستقلال تھے، خلاف عقیدہ اہل سنت والجماعت ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے سے احتراز کرنا لازم ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۲۱/۳)

مزار کی مٹی کھانے والے اور اس پر سجدہ کرنے والے کی امامت:

سوال: جو شخص مزار کی مٹی کھاتا ہے اور مزار پر سجدہ کرتا ہے، اگر وہ شخص مرغی، یا خنسی، یا مٹھائی خادم کو دے تو کیا وہ سب چیزیں حرام ہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

(۱) شرح الفقہ اکبر لملا علی قاری، الأنبياء لم يعلموا المغيبات: ۱۸۳، المطبع الحنفی، انیس
ذکر الحنفية (في فروعهم) تصریحاً بالتكفير باعتقاد أن النبي يعلم الغيب لمعارضه قوله تعالى ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾ (المسامرة شرح المسألة: ۲۱۲/۲، دائرة المعارف الإسلامية)
(۲) علم المغيبات من اختصاص الله تعالى فلا يعلمها أحد من خلقه لا جنى ولا غيره إلا ما أوحى الله به إلى من يشاء من ملائكته أو رسله. (فتاویٰ اللجنة الدائمة للبحوث والإفتاء: ۳۴۶/۱، الرياض، انیس)

ویکرہ امامتہ عبد، الخ، و فاسق، و مبتدع: أى صاحب بدعة وهى اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول. (الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱ - ۵۲۴، ظفیر)

الجواب _____ حامدًا ومصليًا

اگر یہ چیزیں بزرگ کے نام پر چڑھاوے کی ہیں تو ان کا لینا حرام ہے، (۱) ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ (۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۲/۱۳۸۹ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۶۲/۶-۲۶۳)

چڑھاوا، اور دیگ چڑھانے والے کی امامت:

سوال: ہم لوگ جماعت دیوبندیہ کے ساتھ ہیں اور ہماری مسجد کے امام صاحب قبروں پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں اور پیروں کے نام کی دیکیں بھی کرتے ہیں اور دیوبندی علماء کو برا بھلا کہتے ہیں کہ ان کے پاس کچھ نہیں ہے، میں نے سب پر ہاتھ پھیر رکھا ہے، وہ تبلیغ کو غلط بات کہتے ہیں، وہ سنت کو ایک ایک رکعت کر کے پڑھتے ہیں، کیا ہماری نماز ایسے امام کے پیچھے ہو جاتی ہے یا نہیں؟ ان کا رکھنا کیسا ہے؟

الجواب _____ حامدًا ومصليًا

قبروں پر چڑھاوا چڑھانا، پیروں کے نام کی دیکیں کرنا، (۳) علماء حق کو برا کہنا سنتیں مستقل ترک کرنا، یہ ایسی

(۱) واعلم أن النذر الذي يقع للأموال من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقرّباً إليهم فهو بالاجماع باطل و حرام مالم يقصدوا صرفها لفقراء الأنام وقد ابتلى الناس بذلك“. (الدر المختار، كتاب الصوم، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم: ۴۳۹/۲، سعيد) (فصل في صوم الست من شوال، انيس)

(۲) ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى“. (الدر المختار)
”قوله: (وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الإستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزاني واكل الربا ونحو ذلك... وأن كراهة تقديمه كراهة تحريم“. (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۹/۱-۵۶۰، سعيد) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

(۳) واعلم أن النذر الذي يقع للأموال من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقرّباً إليهم فهو بالاجماع باطل و حرام مالم يقصدوا صرفها لفقراء الأنام وقد ابتلى الناس بذلك“. (الدر المختار، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم: ۴۳۹/۲، سعيد) (مطلب في صوم الست من شوال، انيس)
ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى“. (الدر المختار)

”قوله: (وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الإستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزاني واكل الربا ونحو ذلك... وأن كراهة تقديمه كراهة تحريم“. (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۹/۱-۵۶۰، سعيد) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

خرابیاں ہیں کہ جب تک ان سے توبہ نہ کرے، اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دیوبند سہارنپور، ۳/۶/۱۳۹۱ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۶۳/۶)

مرشد کے نام کا جھنڈا لگانے والے کی امامت:

سوال: ایک مسجد کے پیش امام اپنے مرشد کے نام کا جھنڈا لگاتے ہیں اور نیاز وغیرہ کر کے کھا لیتے ہیں اور مزار کی پرستش کرتے ہیں، ان کے پیچھے نماز درست ہوگی، یا نہیں؟

الجواب: _____ حامداً ومصلياً

اگر خدا کے نام پر غریبوں کو دے کر اپنے مرشد کو ثواب پہنچا دیں تو درست ہے، اگر مرشد ہی کے نام پر نیاز کرتے ہیں اور خود کھا لیتے ہیں تو یہ طریقہ غلط ہے۔ (۲)

(۱) قال سهل بن عبد الله التستري: لا يزال الناس بخير ما عظموا السلطان والعلماء فإن عظموا هذين أصلح الله دنياهم وأخراهم وإن استخفوا بهذين أفسد دنياهم وأخراهم. (عقيدة المسلم في ضوء الكتاب والسنة. تفسير القرطبي: ۲۶۰/۵، انيس) أن الاستهزاء بالعلماء والصالحين لأجل ما هم عليه من العلم الشرعي واتباعهم للقرآن الكريم والسنة النبوية الصحيحة هو في حقيقته استهزاء بآيات الله تعالى وسخرية بشرائع دين الله عز وجل ولا شك أن هذا الاستهزاء كفر يناقض الإيمان يقول الله تعالى: ﴿وَإِذَا عَلِمَ مِنْ آيَاتِنَا شَيْئًا اتَّخَذَهَا هُزُوًا أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ﴾ (الجنائية: ۹) ولم يجيء إعداده العذاب المهين إلا في حق الكفار. (الصارم المسلول لابن تيمية: ۵۲، انيس) وفي الخلاصة: من قال: قصصت شاربك وألقيت العمامة على العاتق استخفافاً يعني بالعالم أو بعلمه كفر. (الموسوعة العقدية- الدرر السنوية، المطلب الثاني: الإستهزاء بالعلماء: ۶۱/۷، انيس)

ويكره إمامة عبد وأعرابي و فاسق وأعمى“. (الدر المختار)

”قوله: (وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، و لعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزاني واكل الربا ونحو ذلك... أن كراهة تقديمه كراهة تحريم“. (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۹/۱-۵۶۰، سعيد) (مطلب في تکرار الجماعة في المسجد، انيس)

(۲) واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدرهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقرباً إليهم، فهو بالإجماع باطل وحرام ما لم يقصدوا صرفها لفقراء الأنام، وقد ابتلى الناس بذلك“. (الدر المختار، كتاب الصوم، فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم: ۴۳۹/۲، سعيد) (مطلب في صوم الست من شوال، انيس)

ويكره إمامة عبد وأعرابي و فاسق وأعمى“. (الدر المختار) ”قوله: (وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، و لعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزاني واكل الربا ونحو ذلك... وأن كراهة تقديمه كراهة تحريم“. (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۹/۱-۵۶۰، سعيد)

پیر کے نام کا جھنڈا لگانا بھی غلط ہے، (۱) مزار کی پرستش (سجدہ کر کے) تو مشرکانہ طریقہ ہے، (۲) ایسا شخص امام بنانے کے قابل نہیں، جب تک تو بہ کر کے اصلاح نہ کرے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۱۱/۱۳۹۳ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۶۳-۲۶۴)

ہندوؤں کا بکرا ذبح کرنے والے کی امامت:

سوال (۱) اہل ہنود کا فر، زید کے مکان پر آئے اور کہا: چلو صاحب ہمارے دو بکرے ذبح کر دو، یہ مسلمان اس کے ساتھ دریا پر بلا روک ٹوک چلا گیا، ذبح کرنے سے پہلے اس مسلمان نے ان آدمیوں (کفاروں) سے دریافت کیا کہ بکروں کو کس کے واسطے ذبح کرتے ہو، کہا کہ ہمیں خواجہ کی بھینٹ دینی منظور ہے، ان اہل ہنود کے ساتھ سوائے بکروں کے دلیا بھی بھینٹ کے لئے موجود تھا، جو مسلمانوں کی نظروں نے بھی دیکھا ہے، اب پوچھنا اس امر کا ضروری ہے کہ ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی ہے؟

(۲) اب اس مسلمان آدمی سے دو چار گاؤں کے آدمیوں نے جو اس گاؤں میں رہتے ہیں، جہاں یہ پڑھا لکھا مسلمان رہتا ہے، پوچھا کہ تم نے ان اہل ہنود کے وہ بکرے کیوں ذبح کئے؟ یا ایسا امر کیوں کیا؟ تو اب وہ مسلمان پوچھنے والے کو جواب دیتا ہے کہ میں نے ان سے کہا ہے کہ تم اس کو رب کے واسطے ذبح کرو اور ثواب اس کا خواجہ کو پہنچاؤ، یہ مسلمان آدمی شاید ان پوچھنے والوں کے رعب داب سے یہ بات کہتا ہے، یا شریعت کے ڈر سے ہمیں کافی ثبوت نہیں کہ اس نے ان سے ایسا کہا، یا نہیں کہا؛ کیوں کہ دوسرا سوائے اہل ہنود اور اس ذبح کرنے والے کے اور مسلمان وہاں موجود نہیں تھا، باقی وہ اپنی زبان سے اس بات کو ضرور کہتا ہے، اس آدمی کو ایسا جواب دینا کیسا ہے؟

(۳) یہ مسلمان ہر ایک پوچھنے والے کو جواب دیتا ہے کہ مسئلہ صحیح ہے، اس مسئلے کو وہ مسلمان صحیح اس واسطے کہتا ہے کہ اگر وہ ان بکروں کو گنڈا (۳) سے مارتے تو ان کی جان بری طرح سے نکلتی، چلو شریعت کی تکبیر سے حلال ہی کرو، اس خیال سے حلال کرنا کیسا ہے اور اس مسلمان کی سب باتیں شریعت کی رو سے تحریر کرنی ضروری ہے؟

(۱) [تنبیہ]: کرہ بعض الفقہاء وضع الستور والعمائم والثیاب علی قبور الصالحین۔ (ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی اللبس: ۳۶۳/۶، سعید)

(۲) قال الإمام الشاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ: ”فمنہا أنهم كانوا یسجدون للأصنام والنجوم، فجاء النهی عن سجدة غیر اللہ، قال: قال تعالیٰ: ﴿وَلَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ، وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ﴾ (سورة فصلت: ۳۷) (حجة اللہ البالغة، المبحث الخامس مبحث البر والإثم، السجود لغير اللہ: ۱۸۴/۱، قدیمی)

(۳) ”گنڈا سا: چارا کا ٹٹے کا تھیار، لاٹھی میں لگا ہوا لوہے کا تیز تھیار“۔ (فیروز اللغات، ص: ۱۱۰۹، فیروز سنز، لاہور)

الجواب _____ حامداً ومصلياً

اگر ان مسلمان نے ان کفار سے یہ کہا کہ ان بکروں کو خدا کے نام پر ذبح کرو اور ثواب خواجہ کو پہنچاؤ، تب تو اس کے ذبح کرنے میں کوئی نقصان نہیں، (۱) اس سے اس کی امامت میں کوئی خرابی نہیں آئی اور جب کہ کوئی اور شخص وہاں موجود نہیں تھا اور وہ مسلمان کہتا ہے کہ میں نے ایسا کہا تو پھر اس کا اعتبار کیوں نہیں کیا جاتا، تردید کی وجہ کیا ہے، اس کا اعتبار کرنا چاہئے، محض اس وجہ سے کہ یہ شاید پوچھنے والوں کے رعب سے، یا شریعت کے مسئلہ سے ڈر کر اب بات بناتا ہے اور اس وقت اس نے نہیں کہا ہوگا، اس کا اعتبار نہ کرنا اور اس کو جھوٹا سمجھنا جائز نہیں، جب کوئی پکی دلیل نہ ہو، مسلمان کے قول کا اعتبار کرنا چاہئے۔ (۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۶/۱۳/۱۳۵۹ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۶/۱۳/۱۳۵۹ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۶۶-۲۶۷)

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿فكَلُوا مِمَّا ذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ﴾ (الأنعام: ۱۱۸)

”هَذَا إِبَاحَةٌ مِنَ اللَّهِ، لِعِبَادَةِ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ يَأْكُلُوا مِنَ الذَّبَائِحِ مَا ذَكَرَ عَلَيْهِ إِسْمُهُ، وَهُوَ مَفْهُومُهُ: أَنَّهُ لَا يَبَاحُ مَا لَمْ يَذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ، كَمَا كَانَ يَسْتَبِيحُهُ كَفَارُ قَرِيشٍ مِنْ أَكْلِ الْمَيْتَاتِ، وَأَكْلِ مَا ذَبَحَ عَلَى النَّصَبِ وَغَيْرِهَا“. (تفسير ابن كثير: ۲/۲۶۶، مكتبة دار الفحاء، دمشق)

”لِلْإِنْسَانِ أَنْ يَجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهِ لِغَيْرِهِ صَلَاةً أَوْ صَوْمًا أَوْ صَدَقَةً أَوْ غَيْرَهَا، كَذَا فِي الْهَدَايَةِ، بَلْ فِي زَكَاةِ التَّنَازُحِيَّةِ عَنِ الْمُحِيطِ: الْأَفْضَلُ لِمَنْ يَتَصَدَّقُ نَفْلًا أَنْ يَبْنِي لِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ؛ لِأَنَّهَا تَصِلُ إِلَيْهِمْ وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ شَيْءٍ، آه. هُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ السَّنَةِ وَالْجَمَاعَةِ“. (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة: ۲/۲۴۳، سعید) (مطلب فی زیادة القبور، انیس)

(۲) عن أبي ظبيان عن أسامة بن زيد وهذا حديث ابن أبي شيبه، قال: بعثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم في سرية، فصبحنا الحرقات من جهينة، فأدركت رجلاً فقال: لا إله إلا الله، فطعنته فوق في نفسي من ذلك، فذكرته للنبي صلى الله عليه وسلم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”أقال لا إله إلا الله وقتلته“؟ قال: قلت: يا رسول الله إنما قالها خوفاً من السلاح قال: ”أفلا شققت عن قلبه حتى تعلم أقالها أم لا“، آه. (الصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب تحريم قتل الكافر بعد قوله: لا إله إلا الله: ۶۸۱/۱) (رقم الحديث: ۹۶، انیس)

قال الإمام النووي رحمه الله تعالى: ”ومعناه أنك إنما كلفت بالعمل بالظاهر وما ينطق به اللسان، وأما القلب فليس لك طريق إلى معرفة ما فيه، فأنكر عليه امتناعه من العمل بما ظهر باللسان، وقال: ”أفلا شققت عن قلبه“، لتنظر هل قالها القلب واعتقدها وكانت فيه أم لم تكن فيه، بل جرت على اللسان فحسب“. يعنى وأنت لست بقادر على هذا فاقصر على اللسان فحسب يعنى ولا تطلب غيره“. (الكامل للنووي على الصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب تحريم قتل الكافر بعد قوله: لا إله إلا الله: ۶۸۱، قديمي)

میلا داوردسویں میں شریک ہونے والے کی امامت:

سوال: جو شخص صرف اس وجہ سے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا کہ امام صاحب دسویں اور میلا دشریف میں شرکت نہیں کرتے، ایسے شخص کے لیے کیا حکم ہے؟ کیا ایسے امام کے پیچھے ہماری نماز ہوگی، یا نہیں؟ (ظہور احمد، جامع مسجد کوکرو، ضلع مظفرنگر)

الجواب _____ حامداً ومصلياً

میلا دمر وجہ، دسویں، وغیرہ ثابت نہیں، بدعت ہے، (۱) ان چیزوں میں اگر امام شرکت نہ کرے تو امامت میں خلل نہیں آتا، جو شخص ان باتوں میں شریک نہ ہونے والے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا، وہ غلطی پر ہے، تارک سنت ہے، (۲) جماعت کے ثواب سے محروم ہے، اس کو باز آنا چاہیے۔ (۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۲/۱۳۸۹ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۶۶/۶-۲۶۷)

(۱) ومن جملة ما أحدثوه من البدع مع اعتقادهم أن ذلك من أكبر العبادات وإظهار الشعائر ما يفعلونه في شهر ربيع الأول من المؤلّد، وقد احتوى على بدع ومحرمات جمة، فمن ذلك استعمالهم المغاني ومعهم آلات الطرب من الطار المصر صرو والشبابة، وغير ذلك مما جعلوه آلة للسمع، ومضوا في ذلك على العوائد الذميمة، في كونهم يشتغلون في أكثر الأزمنة التي فضلها الله تعالى وعظمها بدع ومحرمات. (المدخل، فصل في المولد: ۳/۲، مصطفى البابی الحلبي، مصر)

قال الله تعالى: ﴿لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة﴾ (سورة الأحزاب: ۲۱)
عن حذيفة رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول الله تعالى عليه وسلم: لا يقبل الله لصاحب بدعة صوماً ولا صلاةً ولا صدقةً ولا حجاباً ولا عمرةً ولا جهاداً ولا صرفاً ولا عدلاً يخرج من الإسلام كما تخرج الشعرة من العجين. (سنن ابن ماجه، باب اجتناب البدع والجدول، ص: ۶، مير محمد كتب خانہ کراچی) (رقم الحديث: ۴۹، انيس)
”عن عائشة رضى الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد“. (الصحيح لمسلم، كتاب الأفضية، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور: ۲/ ۷۷، قديمي)
(رقم الحديث: ۱۷۱۸، انيس)

ويكره اتخاذ الضيافة من الطعام من أهل الميت؛ لأنه شرع في السرور وفي الشرور، وهي بدعة مستقبحة... وأطال في ذلك في المعراج، وقال: وهذه الأفعال كلها للسمعة والرياء، فيحترز عنها؛ لأنهم لا يريدون بها وجه الله تعالى. (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنزة: ۲/ ۲۴۰-۲۴۱، سعيد)

(۲) ”والجماعة سنة مؤكدة للرجال، وقيل: واجبة، وعليه العامة“. (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/ ۵۵۳-۵۵۴، سعيد)

(۳) عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: صلاة الرجل في الجماعة تزيد على صلته وحده سبعا وعشرين. (صحيح لمسلم، باب فضل صلاة الجماعة وبيان التشديد، الخ (ح: ۶۵۰، انيس)

تیجہ چالیسواں کرانے والے کی امامت:

سوال: ایک امام تیجہ، دسواں، چالیسواں بھی حدیث سے ثابت فرماتے ہیں، یہ کہاں تک درست ہے؟

الجواب: _____ حامداً ومصلياً

ان امام صاحب سے وہ حدیث پورے مع حوالہ کے لکھوائیے، تب اس کے متعلق کچھ لکھا جائے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۶۷/۶)

علماء کے حقوق کو انبیاء کے حقوق کے برابر کہنے والے امام کا حکم:

سوال: ایک شخص کہتا ہے کہ علماء کے حقوق انبیاء کے حقوق کے برابر ہیں، دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ علماء، انبیاء کے وارث ہیں۔ کیا اس شخص کا قول صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو کیا ایسے شخص کی اقتدا میں نماز درست ہے؟

الجواب: _____ وباللہ التوفیق

علماء ربانین انبیاء کرام کے بیشک وارث ہیں، (۱) اور ان کے بھی حقوق ہیں؛ لیکن بالکل انبیاء علیہم السلام کے حقوق نہیں ہیں، نفس حقوق جیسے نہیں ہیں، نفس حقوق و تعظیم میں شریک ہیں، درجات حقوق و درجات تعظیم میں نہیں شریک ہیں؛ اس لیے قائل کے قول کی توجیہ ہو سکتی ہے، جب تک صریح غلطی ظاہر نہ ہو، اس کی اقتدا درست رہے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ العبد نظام الدین الاعظمی عنہ، مفتی دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۱۱/۱۳۸۵ھ۔

الجواب صحیح: محمود عنہ، ۱۲/۱۱/۱۳۸۵ھ۔ (نظام الفتاویٰ: ۲۲۴/۵-۲۲۵)

مشائخ حقہ کو برا بھلا کہنے اور ان پر الزام لگانے والے امام کا حکم:

سوال: وہ شخص (جو اپنے آپ کو مذہب کا پیشوا سمجھے، جب کہ اس کے پاس کسی قسم کی تعلیم و تربیت یا سند نہیں ہے، صرف لوگوں اور سفر وغیرہ کی کسی سنی باتوں پر یقین و اعتماد اور ایمان رکھے) کسی ایسے عالم اور فاضل سے بلا وجہ کا بغض و کینہ رکھے، اس کے ہر کام میں ذاتی و باطنی میں غلطیاں اور کمیاں تلاش کرے، دوسروں کے سامنے اس عالم کی

(۱) عن أبي الدرداء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: "العلماء ورثة الانبياء، إن الأنبياء لم يورثوا

دينارا ولا درهما وإنما ورثوا لعلم، فمن أخذه، أخذ بحظ وافر". (سنن الترمذی، باب ماجاء فی فضل الفقه علی العبادۃ

(ح: ۲۶۸۲) / سنن أبي داؤد، باب الحث علی طلب العلم (ح: ۳۶۴۱) انیس

غیبت غیر موجودگی میں کرے اور چھوٹے الفاظ اس کی شان میں کہے، اسے ہر طرح سے بے عزت اور رسوا کرنے کی کوشش کرے، یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ فعل صرف ذات خداوندی کے ہی پاس ہے۔

وہ شخص جو مذہبی تعلیم و تربیت اور سند سے پرے ہو اور اپنے مذہب کا اور مسجد کا ٹھیکیدار، مفتی، پریزگار تسلیم کروانا چاہتا ہو، نیت نماز میں ایک کولہے پر کھڑا ہے، بار بار پیروں کے لیے جگہ بدلے، رکوع سجدہ اور قیام جو نماز کے اہم ستون ہیں، اہتمام نہ کرے، رکوع سے فوراً کھڑا ہونا، فوراً سجدہ کر کے دوسرا سجدہ ادا کرنا اور پھر سلام پھیر لینا، گویا نماز جلد اختتام از جلد اختتام تک پہنچانا، نگاہوں کو کبھی ادھر ادھر پھرانا، ایسا نماز کا معمول بنالینا؟

الجواب _____ وباللہ التوفیق

جو شخص علماء و مشائخ حقہ کو برا بھلا کہتا ہو، ان کی نسبت مذکورہ برائیاں کرتا ہو، یا نماز کو سنت کے خلاف پڑھتا ہو، رکوع و سجود وغیرہ ٹھیک نہ کرتا ہو، بلکہ واجبات تک ترک کرتا ہو، اس کو امام نہ بنایا جائے، اگر وہ سمجھانے سے، منع کرنے سے بھی اپنی غلطیوں کو تائبوں سے باز نہ آئے تو اس کے پیچھے نماز باکراہت تحریمی ادا ہوگی۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ العبد نظام الدین الاعظمی عفی عنہ، مفتی دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: محمد ظفر غفرلہ۔ الجواب صحیح: کفیل الرحمن نشاط۔ (نظام الفتاویٰ: ۲۲۵/۵، ۲۲۶)

(۱) أن الاستهزاء بالعلماء والصالحين لأجل ما هم عليه من العلم الشرعي واتباعهم للقرآن الكريم والسنة النبوية الصحيحة هو في حقيقته استهزاء بآيات الله تعالى وسخرية بشرائع دين الله عز وجل ولا شك أن هذا الاستهزاء كفر يناقص الإيمان يقول الله تعالى: ﴿وإذا علم من آياتنا شيئاً اتخذها هزواً أولئك لهم عذاب مهين﴾ (الجمانية: ۹) ولم يجيء إعداده العذاب المهين إلا في حق الكفار. (الصارم المسلول لابن تيمية: ۵۲، انيس) چار رکعت والی نماز کے دوسری اور تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورت کی بحث میں علامہ شامی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ خلاف سنت سے عمل میں کراہت آجاتی ہے۔

(قوله: وهل يكره) أي ضم السورة (قوله: المختار لا) أي لا يكره تحريماً بل تنزيهاً لأنه خلاف السنة، آه. (رد المحتار، واجبات الصلاة: ۴۵۹/۱، دارالفكر، انيس)

عن أبي هريرة أن النبي صلى الله عليه وسلم دخل المسجد، فدخل رجل، فصلى، ثم جاء فسلم على النبي صلى الله عليه وسلم فرد النبي صلى الله عليه وسلم فقال: ارجع فصل فإنك لم تصل، فصلى ثم جاء فسلم على النبي صلى الله عليه وسلم فقال: ارجع فصل فإنك لم تصل ثلاثاً، فقال: والذي بعنك بالحق فما أحسن غيره فعلمني، قال: إذا قمت إلى الصلاة فكبر ثم اقرأ ما تيسر معك من القرآن ثم اركع حتى تطمئن راكعاً ثم ارفع حتى تعتدل قائماً ثم اسجد حتى تطمئن ساجداً ثم ارفع حتى تجمئن جالساً ثم اسجد حتى تطمئن ساجداً ثم ارفع حتى تعتدل قائماً كلها. (صحيح البخاري، باب أمر النبي صلى الله عليه وسلم الذي لا يتم ركوعه بالاعادة: ح: ۷۹۳) انيس

ترك السنة أهون من ترك الواجب. (المحيط البرهاني، الفصل السادس والعشرون في صلاة العيدين: ۱۰۷/۲، دارالفكر، انيس)

علمائے دیوبند کو کافر اور مرتد کہنے والے امام کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین یہاں ہمارے یہاں ایک مسجد ہے، جس پر بریلوی کا زور ہے اور اس کا امام نہایت ہی فحش گو ہے، علمائے دیوبند کو کافر، کبھی مرتد، کبھی انسانی صورت میں ابلیس (نعوذ باللہ منہ) اور ان کے ماننے والوں کو بھی یہی کہتا ہے، نیز ان کے ساتھ کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، بات کرنا، سلام مصافحہ، حتیٰ کہ ان کے پاس کھڑا ہونا اور ان کے پاس سے گزرنے کو بھی حرام بتلاتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گستاخ بتلاتا ہے تو کیا ہم ایسے شخص کو امام بنا سکتے ہیں؟ جب کہ اس امام کے پیچھے نماز پڑھنے کو دل نہیں مانتا، کیا ہم اس نماز کا اعادہ کر سکتے ہیں، جب کہ ہمارا گھر مسجد کے پہلو میں ہے اور نہ ہی قرب و جوار میں کوئی مسجد، جہاں اپنی نماز ادا کریں، واضح فرمائیں؟

الجواب: وباللہ التوفیق

اگر واقعی اس امام کے یہاں حالت و عقائد ہیں تو اس کو امام نہ بنانا چاہیے، (۱) اور اگر بغیر فتنہ و فساد کے معزول کر کے دوسرا دیندار مجتاط اور متبع سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شخص، جو امامت کا اہل ہو، مقرر کر سکتے ہیں تو اس کو ہٹا کر دوسرا شخص، مذکورہ صفت کا مقرر کر لیں اور اگر ایسا کر لینے پر استطاعت نہ ہو تو جانتے بوجھتے، اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں؛ بلکہ نماز کے لئے کوئی ایک کمرہ مقرر کر کے سب لوگ اس میں جماعت سے نماز پڑھیں، تا وقتیکہ ایسا امام ہٹ نہ جائے اور جو نمازیں لاعلمی میں پڑھ لی گئیں ہیں، ان کا دہرانا لازم نہ رہے گا، البتہ جو شخص آسانی سے اعادہ کر لینے پر قادر ہو اور اعادہ کر لے تو بہتر و تقویٰ رہے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ العبد نظام الدین الاعظمی عنی عنہ، مفتی دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۹/۱۴۰۹ھ۔

الجواب صحیح: حبیب الرحمن خیر آبادی، ۳۱ شوال ۱۴۰۹ھ۔ (نظام الفتاویٰ: ۲۲۶/۵-۲۲۷)

دیوبندی اور اس سے مرید ہونے والے بریلوی کی امامت:

سوال: ہمارے گاؤں کی مسجد کے موجودہ امام فاتحہ، نیاز و سلام اور قیام کرنے کے قائل ہوتے ہوئے بھی دیوبندی مدرسہ جامعہ عربیہ اشرفیہ دینا چپور کے مہتمم حضرت مولانا حاجی محمد اکرام صاحب سے مرید ہوئے ہیں، اس امام کے پیچھے عقائد اہل سنت رکھنے والوں کی نماز درست ہے، یا نہیں؟

(۱) عن ابي بكره رضى الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "اغد عالما أو متعلما أو مستمعا أو محبا ولا تكن الخامسة فهلك" قال: عطاء. قال لي مسعر بن كدام: يا عطاء زدتنا في هذا الحديث زيادة لم تكن في أيدينا وإنما كان في أيدينا "اغد عالما أو متعلما" يا عطاء! ويل لمن لم يكن فيه واحدة من هذه، قال أبو عمر: الخامسة التي فيها الهلاك معاداة العلماء وبغضهم ومن لم يحبهم فقد أبغضهم أو قارب ذلك وفيه الهلاك، والله أعلم. (جامع بيان العلم وفضله، باب قوله صلى الله عليه وسلم: العلم: ۱/ ۴۷، دار ابن الجوزي، انيس)

دارالافتاء ادارہ شرعیہ کا جواب:

صورتِ مسئلہ میں اگر مذکورہ امام نے عقائد علماء دیوبند پر مطلع ہو کر اور انہیں حق جان کر ایسے بددین کے ہاتھ پر بیعت کیا، جس کے عقائد کفریہ اظہر من الشمس ہیں تو شرعاً حقاً ایماناً اس کی اقتدا باطل، نماز مکروہ تحریمی واجب الاعدادہ ہے۔

مجمع الأنهر میں ہے:

”من شک فی عذابه و کفره فقد کفر“۔ (۱)

مسلمانوں کو ایسے امام سے فوراً رشتہ ایمان توڑ لینا چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے:

”یا کم و یا ہم لایضلوکم و لایفتنونکم“۔ (۲) (ان سے تم بچو اور انہیں اپنے سے دور رکھو، کہیں وہ تمہیں گمراہی و فتنہ میں نہ ڈالیں)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد ابوالکلام فیض مصباحی، خادم دارالافتاء ادارہ شرعیہ پٹنہ، بہار

دارالافتاء امارت شرعیہ کا جواب:

الجواب ————— وباللہ التوفیق

علماء دیوبند کے وہی عقائد ہیں، جو اہل سنت والجماعت، جمہور صحابہ، تابعین اور ائمہ اربعہ کے عقائد ہیں، (۳) یہ حضرات سچے اور مخلص ایماندار ہیں، ان کی امامت بلاشبہ جائز و درست ہے اور ان کی اقتدا میں نماز پڑھنا صحیح ہے، ان پر کفر کا فتویٰ لگا کر ان کو اسلام سے الگ قرار دینا گمراہی اور جہالت ہے، اللہ تعالیٰ ایسے فتویٰ دینے والوں کو ہدایت دے اور فکر سلیم عطا فرمائے اور دین کے راستہ پر چلائے۔ (آمین)

ہر شخص کو اپنے ایمان و عمل کا محاسبہ کرنا چاہئے، اللہ کے یہاں ہر ایک کو جانا ہے، وہاں کفر و ایمان کا فیصلہ ہو جائے گا، فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سہیل احمد قاسمی، ۵ صفر ۱۴۱۲ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۲۲، ۲۲۳)

(۱) مجمع الأنهر فی شرح ملتقى الأبحر، فصل فی بیان أحكام الجزية: ۶۷۷/۱، دار إحياء التراث العربی، انیس

(۲) صحیح لمسلم عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم، باب فی الضعفاء والکذابين (ح: ۷) انیس

(۳) اس طرح کے لوگ اہل سنت والجماعت میں شامل ہیں، جن کی نجات و کامیابی کی بشارت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ [مجاہد]

”عن عبد الله بن عمرو قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”ليأتين على أمتي كما أتى على بنى إسرائيل حذوا نعل حتى

إن كان منهم من أتى أمة علانية لكان في أمتي من يصنع ذلك وإن بنى إسرائيل تفرقت على ثنتين وسبعين ملة وتفرقت أمتي على

ثلاث وسبعين ملة كلهم في النار إلا ملة واحدة قالوا ومن هي يا رسول الله قال ما أنا عليه وأصحابي. {رواه

الترمذی} {مشکوٰۃ المصابیح، باب الإعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الثانی: ۳۰/۱} (رقم الحدیث: ۱۷۱، انیس)

امامت سے متعلق چند مسائل:

سوال (۱) ایک شخص عرصہ ۱۵ سال سے یہاں عیدین کی امامت کر رہے تھے، بستی والوں نے ان کو جھوٹی گواہی کے الزام میں امامت سے اتار دیا اور اب پھر اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہیں، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۲) وہابی، کافر و بے دین ہیں؟ ان کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟ اور وہابی اور دیوبندی کو اگر کافر کہا جائے تو صحیح ہے؟

(۳) جس شخص کے اندر بظاہر بزرگی کسی طرح کی نہیں پائی جاتی ہے تو کیا اس پیر سے بیعت کرنا کیسا ہے؟

(۴) جو شخص پیر کافر یا بے دین ہو گا دے کر بھیک مانگتا ہے، اس کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

الجواب ————— وباللہ التوفیق

(۱) اگر قوم معزول کردہ امام کو امام بنانا چاہتی ہے اور اس سے رضامند ہے تو قوم ایسا کر سکتی ہے۔ (۱)

(۲) وہابی اور دیوبندی کافر اور بے دین نہیں ہیں، ان کے پیچھے نماز درست ہے، ان کو کافر کہنا شرعاً غلط اور

گناہ کی بات ہے۔ (۱)

(۳) ہر اس پیر کے ہاتھ بیعت کرنا جائز ہے، جو کتاب و سنت کا پیر و ہو، سب سے بڑی بزرگی یہی ہے کہ

انسان خلاف سنت کوئی کام نہ کرے۔ (۳)

(۴) فریبی شخص جو فریب دے کر بھیک مانگے تو ایسے شخص کو امام نہ بنانا بہتر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالصمد رحمانی (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۹۴-۲۹۵)

جس کا عقیدہ یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام چیزوں کا علم تھا اس کی امامت:

سوال: اگر کوئی شخص اس بات کا معتقد ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کلی یا جزئی تھا تو اس کے پیچھے نماز

جائز ہے، یا نہیں؟

(۱) لقوله عليه الصلاة والسلام: التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (مشکوٰۃ المصابیح: ۲۰۶/۱) (کتاب

الدعوات، باب الإستغفار والتوبة، الفصل الثالث، رقم الحدیث: ۲۳۶۳، انیس)

(۲) کیوں کہ یہ لوگ اہل سنت و جماعت سے تعلق رکھتے ہیں، جن کے نجات کی بشارت احادیث شریفہ میں منقول ہے۔ انیس

(۳) عن الحسن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: عمل قليل في سنة خير من عمل كثير في بدعة

وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة في النار. (تنبیہ الغافلین بأحادیث سید الأنبياء، باب العمل بالسنة (ح: ۹۰۰)

: ۵۶/۱، دار ابن کثیر دمشق بیروت، انیس)

الجواب

بعض مغیبات کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باعلام حق تعالیٰ ہونا مسلم و متفق علیہ ہے، البتہ یہ عقیدہ رکھنا کہ جمع مغیبات کا علم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب بالاستقلال تھے، خلاف عقیدہ اہل سنت والجماعت ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے سے احتراز کرنا لازم ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۲۱/۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب داں جاننے والے کی امامت:

سوال: زید جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب داں جانتا ہے اور یہ آیت کریمہ ﴿وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾ (۲) اور حدیث شریف ”أوتيت علم الأولين والآخريين“ وغیرہ سے استدلال کرتا ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟ اگر خوف فتنہ سے نماز پڑھ لی تو اعادہ واجب ہے، یا نہیں؟

الجواب

شرح فقہ اکبر میں ہے:

”ثم اعلم أن الأنبياء عليهم السلام لم يعلموا المغيبات من الأشياء إلا ما علمهم الله تعالى أحياناً، وذكر الحنفية تصريحاً بالكفر باعتقاد أن النبي عليه السلام يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالى: ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾، كذا في المسأيرة“۔ (شرح الفقہ الأكبر: ۱۸۵) (۳)

پس معلوم ہوا کہ زید کا عقیدہ باطل اور غلط ہے اور استدلال اس کا صحیح نہیں ہے اور بمقابلہ نصوص صریحہ قطعیہ کے مسموع نہیں ہے اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیے اور اس میں پوری احتیاط کرنی چاہیے اور اگر کسی وجہ سے پڑھ لی تو اس کا اعادہ کرنا چاہیے۔ (۴) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۷۰-۱۷۱)

(۱) ویکرہ إمامة عبد، إلخ، وفاسق، ومبتدع: أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول. (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۱/ ۵۲۳-۵۲۴، ظفیر)

(۲) سورة البقرة: ۱۴۳، انیس

(۳) شرح فقہ الأكبر، ص: ۱۰۱، حکم تصدیق الکاهن بما یخبر به من الغیب، انیس

عن عائشة قالت: ومن زعم أنه يخبر الناس بما يكون في غد فقد أعظم على الله الفرية. (التوحيد لابن خزيمة، باب ذكر أخبار رويت عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا: ۵۴۸/۲، مكتبة الرشد الرياض) / الإيمان لابن منده: ۷۶۳/۲، مؤسسة الرسالة بيروت، انیس)

(۴) ویکرہ إمامة عبد، إلخ، ومبتدع أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندة بل بنوع شبهة. (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۱/ ۵۲۳، ظفیر)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر ماننے والے کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: اگر کوئی مولوی صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھتا ہو، یا ان کو عالم الغیب سمجھتا ہو، نیز یہ بھی کہتا ہو: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی علم ہے، ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ بارش کب ہوگی؟ کوئی کب مرے گا؟ یا ان کو نور مانتا ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب

جس امام کے بارے میں یہ تحقیق ہو کہ وہ مذکورہ عقائد کا قائل ہے، اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ (۱) واللہ

اعلم بالصواب

احقر محمد تقی عثمانی غفری عنہ، ۲۵/۵/۱۳۹۱ھ (فتویٰ نمبر: ۲۲/۶۸۱، ب) الجواب صحیح: بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ (فتاویٰ عثمانی: ۲۳۳/۱)

علم غیب کے قائل اور احمد رضا کے معتقد کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں:

سوال: جو شخص علم غیب کا قائل ہو اور احمد رضا سے عقیدت رکھتا ہو، یا مرید ہو، اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

وہ شخص مبتدع ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

كما في ردالمحتار: وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً ولا يخفى أنه إذا كان أعلم من غيره لاتزول العلة، إلخ، فهو كالمبتدع تكره إمامته بكل حال، بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحریم، لما ذكرنا، إلخ. (ردالمحتار: ۳۷۶/۱) (۲)

(۱) وفي الكبرى شرح المنية: ۵۱۴، طبع اكيڈمی لاهور: "ويكره تقديم المبتدع أيضاً: لأنه فاسق من حيث

الإعتقاد وهو أشد من الفسق من حيث العمل". (فصل في الإمامة وفيها مباحث، انيس)

وفي تنوير الأبصار: مع شرحه: ۵۵۹/۱-۵۶۱: "يكره إمامة عبد... ومبتدع: أي صاحب بدعة وهي إعتقاد خلاف المعروف عن الرسول صلى الله عليه وسلم لا بمعاندة بل بنوع شبهة... لا يكفرها، وإن كفر بها فلا يصح الإقتداء به أصلاً... إلخ. (فصل في الإمامة انيس)

وفي غنية المتملى: ۵۱۴، طبع سهيل اكيڈمی لاهور: "وإنما يجوز الإقتداء به مع الكراهة إذالم يكن

ما يعتقده يودى إلى الكفر عند أهل السنة، أمالو كان مؤدياً إلى الكفر فلا يجوز أصلاً". (فصل في الإمامة وفيها مباحث،

انيس) / نیز دیکھئے: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۷۰۳-۱۷۱-۱۷۱

(۲) ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

لیکن اگر اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے فتنہ کا اندیشہ ہو، یا جماعت فوت ہوتی ہو تو اسی کے پیچھے نماز پڑھے، جیسا کہ درمختار میں ہے:

”هذا إن وجد غيرهم وإلا فلا كراهة، بحر، وفي النهي عن المحيط: صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة“، إلخ.

اور شامی میں ہے:

(قوله: نال فضل الجماعة) أفاد أن الصلاة خلفهما أولى من الانفراد. (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۸۰/۳)

کس مسجد کے امام کے پیچھے نماز پڑھنا اولیٰ ہے:

سوال: ایک مسجد نئی بن رہی ہے، لوگوں کا عقیدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کا اور کھڑے ہو کر سلام پڑھنے کا ہے، وہ لوگ مجھے اس مسجد میں نماز پڑھنے کی دعوت دے رہے ہیں کہ قرآنی آیات اور حدیث پڑھنے، سننے کو کوئی منع نہیں کر سکتا، جب کہ میں پہلے سے ایک مسجد میں نماز پڑھ رہا ہوں، میرے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب

جس مسجد کا امام صحیح العقیدہ اور عملی اعتبار سے زیادہ متقی پرہیزگار ہو، اس میں نماز پڑھئے۔ (۲) واللہ سبحانہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۲۶/۳/۱۳۹۷ھ (فتویٰ نمبر: ۳۱۵/۲۸، ب) (فتاویٰ عثمانی: ۴۳۷/۱)

تعزیر بنانے اور بعد پیشاب ڈھیل استعمال نہ کرنے، نیز سگریٹ پینے اور محفل میلاد کرنے والے کی امامت:

(الجمیعة، مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۳۲ء)

(۱) ایک شخص امام مسجد ہاتھ سے تعزیر بناتا ہے اور منع کرنے والے کو کہتا ہے کہ اس کی ممانعت قرآن مجید میں

دکھاؤ اور امام مذکور پیشاب کے بعد ڈھیل بھی استعمال نہیں کرتا ہے، کیا ایسے شخص کی امامت درست ہے؟

میلاد میں قیام کو واجب جاننے اور نجومیوں کی پیشنگویوں کی تصدیق کرنے والے کی امامت:

(۲) ایک دوسرا شخص امام مسجد محفل میلاد کی نعت خوانی میں باعتقاد و تشریف آوری رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

قیام کو واجب جانتا ہے اور بڑی سگریٹ بھی پیتا ہے اور نجومیوں کی پیشین گوئیوں کہ فلاں تاریخ کسوف خسوف ہوگا وغیرہ کی تصدیق کرتا ہے تو ایسے شخص کی امامت کیسی ہے؟

(۱) ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۵/۱، ظفیر (مطلب: البدعة خمسة أقسام، انیس)

(۲) وفي الدرالمختار: ۵۵۷/۱، طبع ایچ ایم سعید: ”والأحق بالإمامة تقدیماً نصباً، مجمع الأنهر، الأعلیٰ بأحكام

الصلاة فقط صحةً فساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة“.

وفي الشامیة: (قوله: بشرط اجتنابه للفواحش) الأعلیٰ بالسنة أولى إلا أن یطعن علیه فی دینہ.

الجواب

(۱) تعزیہ بنانا اہل سنت والجماعت کے نزدیک سخت گناہ ہے کہ اس میں اسراف و تبذیر اور شریکہ اعمال و اعتقادات شامل ہوتے ہیں؛ اس لیے اس فعل کے مرتکب کی امامت مکروہ ہے۔ (۱)

(۲) قیام کو باعتقاد تشریف آوری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واجب جاننا جہالت اور ضلالت ہے، حضور کی تشریف آوری کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں، اس فعل کے مرتکب کی امامت بھی مکروہ ہے۔ کسوف خسوف کی خبر کو تجربہ کی بنا پر یہ سمجھنا کہ ممکن الوقوع ہے، یہ غیب دانی سے علاحدہ ہے اور یہ وجہ ممانعت امامت کی نہیں ہو سکتی۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی (کفایت المفتی: ۱۲۹/۳)

تعزیہ پرست کی امامت کیسی ہے:

سوال: ایک شخص امام مسجد تعزیہ پرستی بہت کرتا ہے اور لوگوں کو بھی اس کی ترغیب دیتا ہے اور جو چڑھاوا چڑھاتا ہے، اس کو اپنے صرف میں لاتا ہے اور ایک تصویر لاکر کہتا ہے، یہ تصویر امام حسین کی ہے، لوگوں سے روپیہ پیسہ لے کر اس کی زیارت کراتا ہے، اس کے پیچھے نماز جائز ہے، (یا) نہیں؟

الجواب

وہ شخص فاسق اور بدعتی ہے، اس کو امام بنانا حرام ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، ایسا شخص اگر امام ہے تو اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کو امامت سے معزول کر دینا چاہیے۔ (۳) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۱۷-۲۱۸)

مشرک تعزیہ پرست کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں:

مشرک تعزیہ پرست، جھنڈا پرست وغیرہ کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟ اور ذبیحہ ان کا حلال ہے، یا نہیں؟ جب کہ ”بسم اللہ اللہ اکبر“ کہہ کر ذبح کریں۔

الجواب

حدیث شریف میں ہے: ”صلوا خلف کل بر وفاجر“۔ (الحدیث) (۴)

(۲-۱) ویکرہ إمامة عبد وأعرابی وفاسق وأعمی. (الدر المختار مع رد المحتار: ۵۵۹/۱-۵۶۰)

(۳) وأما الفاسق فقد عدلوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه، إلخ، بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱)

(۴) سنن الدار قطنی، کتاب العیدین، باب صفة من تجوز الصلاة معه والصلاة عليه، رقم الحدیث: ۱۷۶۸: ۴۰۴/۲، مؤسسة الرسالة، روض سنن أبي داؤد، کتاب الصلاة، باب إمامة البر والفاجر، رقم الحدیث: ۵۹۴، بلفظ: الصلاة المكتوبة واجبة خلف كل مسلم برًا كان أو فاجرًا وإن عمل الكبائر. (انیس)

لہذا تعزیہ پرست چونکہ کلیۃً حقیقۃً مشرک نہیں ہیں؛ اس لیے اگر نماز ان کے پیچھے پڑھی گئی تو ہوگئی اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ اس نماز کا اعادہ کر لیا جاوے اور حتی الوسع ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی جاوے، (۱) یہی حکم ان کے ذبیحہ کا ہے کہ حلال ہے؛ مگر احتیاط اس میں ہے کہ ان سے زح نہ کرایا جاوے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۲۱/۳-۲۲۲)

مرثیہ خواں تعزیہ والے کی امامت کیسی ہے:

سوال: جو محرم میں تعزیہ کے روبرو بیٹھ کر مرثیہ خوانی کرے، سنّوں کی اس کے پیچھے نماز درست ہے کہ نہیں؟

الجواب

اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے، ایسے فاسق و مبتدع کو امام نہ بنایا جاوے۔ (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۳۲/۳)

عرس کرنے والے اور ٹھیٹر دیکھنے والے کی امامت:

سوال: جو عالم ٹھیٹر یا عرس وغیرہ میں جاوے، اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ (۳) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۸۹/۳)

تعزیہ دار بدعتی کی امامت درست ہے، یا نہیں:

سوال: ایک شخص بدعتی ہے اور تعزیہ دار ہے اور یہ شخص اس بکری کا گوشت جو قبر پر چڑھایا جاتا ہے، بے تکلف کھاتا ہے، ایسے شخص کو امام مسجد بنائیں، یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز ہوگی، یا نہیں؟

الجواب

ایسے شخص بدعتی تعزیہ پرست کو امام بنانا درست نہیں ہے؛ کیوں کہ اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور شامی میں ہے کہ فاسق کے امام بنانے میں اس کی تعظیم ہوتی ہے اور تعظیم فاسق کی حرام ہے اور ظاہر ہے کہ بدعتی فاسق ہے۔ (۴) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۳۸/۳)

(۲-۱) ویکرہ إمامة عبد، إلخ (إلی قوله) و مبتدع: أي صاحب بدعة. (الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر)

(۳) وکروہ إمامة العبد والأعرابی والفسق والمبتدع. (کنز الدقائق)

والفسق لایہتم لأمر دینہ. (البحر الرائق، باب الإمامة: ۳۶۹/۱، ظفیر)

(۴) ویکرہ إمامة عبد، إلخ، وفسق إلخ مبتدع أي صاحب بدعة. (الدر المختار)

وأما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمہ بأنه لایہتم لأمر دینہ إلخ وقد وجب إہانتہ شرعاً، إلخ، بل مشی فی

شرح المنیة علی أن کراهة تقدیمہ کراهة تحریم. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر)

محرم منانے والے اور شہدی پرست کی امامت:

سوال: شہدی پرست اور محرم میں مراسم ادا کرنے والے کی امامت کیسی ہے، نیز وہ قرأت میں اکثر غلطی بھی کرتا ہے؟

الجواب

قال في الدر المختار: ويكره تنزيهاً إمامة عبد، إلخ، وأعرابي وفاسق، إلخ، ومبتدع: أي صاحب بدعة لا يكفر بها، إلخ، وإن كفر بها فلا يصح الاقتداء به أصلاً، إلخ.

وفى رد المحتار: وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً ولا يخفى أنه إذا كان أعلم من غيره لا تزول العلة فإنه لا يؤمن أن يصلى بهم بغير طهارة فهو كالمبتدع تكره إمامته بكل حال، بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا، إلخ. (رد المحتار: ۱/۳۷۶) (۱)

اس عبارت سے واضح ہوا کہ فاسق و مبتدع کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور وہ امام بنانے کے لائق نہیں ہے، پس شخص مذکور مبتدع بھی ہے اور فاسق بھی ہے اور علاوہ اس کے قرآن شریف بھی غلط پڑھتا ہے، لہذا وہ کسی طرح امام بنانے کے لائق نہیں ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۲۶/۳-۲۶۵)

(۱) رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر

(۲) إن الخطأ إما في الإعراب أي الحركات والسكون ويدخل فيه تخفيف المشدد وقصر الممدود وعكسهما أو في الحروف بوضع حرف مكان حرف أو زيادته أو نقصه أو تقديمه أو تأخيره أو في الكلمات أو في الجمل كذلك أو في الوقف ومقابله والقاعدة عند المتقدمين أم ماغير المعنى تغييرا يكون اعتقاده كفرا يفسد في جميع ذلك سواء كان في القرآن أو لا إلا ماكان في تبديل الجمل مفصلاً بوقف تام وإن لم يكن التغيير كذلك فإن لم يكن مثله في القرآن والمعنى بعيد متغيرا فاحشا يفسد أيضا كهذا الغبار مكان هذا الغراب، وكذا إذا لم يكن مثله في القرآن ولا معنى له كالتسراويل باللام مكان السراويل وإن كان مثله في القرآن والمعنى بعيد ولم يكن متغيرا فاحشا تفسد أيضا عند أبي حنيفة ومحمد وهو الأحوط، وقال بعض المشائخ: لا تفسد لعموم البلوى وهو قول أبي يوسف، ولم يكن مثله في القرآن ولكن لا يتغير به المعنى نحو قيامين مكان قوامين فالخلاف على العكس فالمعتبر في عدم الفساد عند عدم تغير المعنى كثيرا وجود المثل في القرآن عنده والموافقة في المعنى عندهما، فهذه قواعد الأئمة المتقدمين، وأما المتأخرين كابن مقاتل وابن سلام وإسماعيل الزاهد وأبي بكر الكرخي والهندواني وابن الفضل والحلواني فاتفقوا على أن الخطأ في الإعراب لا يفسد مطلقا ولو اعتقاده كفرا لأن أكثر الناس لا يميزون بين وجوه الإعراب قال قاضي خان: وما قال المتأخرين أوسع وما قاله المتقدمون أحوط. (رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب في زلة القاري: ۱/۲۳۰، ۲۳۱، دار الفكر، انيس)

جلوس محمدی کے داعی امام کے پیچھے نماز:

سوال: جو امام جلوس محمدی میں شرکت کرے اور جلوس محمدی میں شیعہ مذہب اور بلا تفریق مذہب طنزیہ اشعار پڑھوائے، اس امام کے پیچھے نماز ہوگی، یا نہیں؟

هو المصوب

ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہو جائے گی، (۱) طنزیہ اشعار معلوم ہونے پر اس کے بارے میں جواب دیا جاسکتا ہے۔
تحریر: محمد مسعود حسن - تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوة العلماء: ۲۰۷/۳)

شُرک و بدعت کا جو حامی ہو، اس کی امامت:

سوال: جو قاضی شہر اپنی طمع سے نماز پڑھاوے اور کرتہ گھٹنوں سے اوپر اور کوٹ استعمال کرتا ہو اور کانا ہو اور اسلام کے خلاف شرک و بدعت خود کرنے کے لیے کہے، اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

ایسے شخص کو امام بنانا حرام ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے۔ (کذا فی رد المحتار) (۲) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۶۵/۳)

میلوں میں شریک ہونے والے کی امامت درست ہے، یا نہیں:

سوال: ایک شخص میلوں اور عرسوں میں شریک ہو کر قوالی و ڈھولک سنتا ہے اور مسجد میں امامت بھی کرتا ہے، آیا اس کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

اس شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور شامی کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ مکروہ تحریمی ہے، یہ بھی شامی نے تصریح فرمائی ہے کہ ایسے امام کا معزول کرنا واجب ہے۔ (۳) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۲۶/۳)

(۱) قال المرغینانی: تجوز الصلاة خلف صاحب هوى وبدعة ولا تجوز خلف الراضى والجهمي والقدري والمشبى ومن يقول بخلق القرآن. (الفتاوى الهندية: ۸۴/۱)

(۲) ويكره إمامة عبد، إلخ، وفاسق، إلخ، ومبتدع. (الدر المختار) بل مشى فى شرح المنية: أن كراهة تقديمه أى الفاسق كراهة تحريم. (رد المختار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر)

(۳) أما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن فى تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانتة شرعاً، بل مشى فى شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا وقال لذا لم يجز الصلاة خلفه أصلاً عند مالك ورواية عن أحمد، إلخ. (رد المختار: ۳۷۶/۱، باب الإمامة. انيس)

قبروں پر غلاف چڑھانے والے کی امامت:

سوال: انبیا، اولیا، غوث، قطب، دیگر بزرگان دین کے مزاروں پر جاروب کشی، روشنی کرنا، غلاف چڑھانا، لوبان وغیرہ سلگانا کیسا ہے؟ اور ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھنا چاہیے، یا نہیں؟

الجواب

قبور پر روشنی کرنا، غلاف چڑھانا وغیرہ ممنوع و مکروہ ہے اور صاف رکھنا اچھا ہے۔
ردالمحتار میں ہے:

”تکرہ الستور علی القبور“ انتھی. (۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۰۶/۳)

غوث اعظم سے امداد طلب کرنے والے کی امامت درست ہے، یا نہیں:

سوال: جو شخص اس قسم کے اشعار پڑھتا ہے۔

امداد کن امداد کن از درد و غم آزاد کن
در دین و دنیا شاد کن یا غوث اعظم دستگیر

اس شخص کو امام بنانا کیسا ہے؟

الجواب

ایسے شخص کو امام بنانا مناسب نہیں ہے؛ بلکہ متقی اور متبع سنت کو بنانا چاہیے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۰۳-۳۰۴)

غوث پاک کا جھنڈا رکھنے والے کی امامت جائز ہے، یا نہیں:

سوال: ملک گجرات و علاقہ ممبئی میں بعض لوگوں نے کمانے کا یہ ذریعہ نکال رکھا ہے کہ دس پانچ لمبے لمبے بانسوں کے سرے میں تانبے کے پنجے لگا کر اور مختلف رنگین کپڑے باندھ کر گھر میں رکھ لیے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ حضرت غوث پاکؒ کے نشان (علم) ہیں، پس جب مرض و بائی کے زمانہ میں لوگ فقرا و مساکین کو کھانا کھلاتے ہیں تو ان نشانوں کو

(۱) ردالمحتار، باب صلاة الجنائز: ۸۳۹/۱

اس کی امامت مکروہ ہے۔ ویکرہ امامة عبد الخ و فاسق الخ و مبتدع ای صاحب بدعة. (الدر المختار علی هامش

ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر

(۲) قال عز وجل: ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادًا أَمْثَلُكُمْ﴾ (سورة الحج: ۷۳)

وقال تعالى: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ (سورة الفاتحة: ۵)

غیر اللہ سے ان اشعار میں استمداد ہے، جو حرام ہے اور مرتکب حرام فاسق و مبتدع ہے اور امامت اس کی مکروہ ہے۔ ظفیر

منگا کر ان کے نیچے بکرے ذبح کرتے ہیں، غرض کہ ان نشانوں کی بڑی تعظیم و تکریم ہوتی ہے اور ان نشانوں کے رکھنے والے کو خلیفہ کہتے ہیں، ایسے شخص کی نسبت کیا حکم ہے؟ وہ دائرۃ اسلام سے خارج ہے، یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور مصافحہ کرنا اور میل جول رکھنا کیسا ہے؟

الجواب

اس میں شک نہیں کہ یہ رسوم جاہلیت ہیں اور بدعت و شرک کے افعال ہیں، ان افعال کے مرتکبین کو مبتدع و فاسق کہا جاوے گا، کافر کہنے میں احتیاط کی جاوے اور نماز ان کے پیچھے نہ پڑھیں اور سلام و مصافحہ ایسے مبتدعین سے ترک کر دیں اور تعلقات ان سے منقطع کر دیں اور ان نشانوں کے نیچے بکرے ذبح کرنے والے اگر تقریباً الی صاحب العلم ذبح کرتے ہیں تو خوف کفر ہے اور وہ ذبیحہ حرام ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۵۹/۳)

مولود مروجہ اور قوالی و عرس کرنے والے کی امامت کا حکم اور مجبوری ہو تو کیا کیا جائے:

سوال: جو شخص مولود مروجہ کرتا ہو اور اس میں گانا بجانا ہوتا ہو اور عرس وغیرہ میں بھی شریک ہوتا ہو اور قوالی سنتا ہو، اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟ اگر نہیں ہوتی اور اس کو علاحدہ کرنے میں فتنہ ہوتا ہے تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب

نماز ہو جاتی ہے؛ لیکن اگر اس کے علاحدہ کرنے میں فتنہ نہ ہو تو اس کو امامت سے علاحدہ کر دیا جائے، (۱) اور اگر فتنہ ہو تو اسی کے پیچھے نماز پڑھے کہ تہا نماز پڑھنے سے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جماعت کے ساتھ بہتر ہے۔ (کذا فی رد المحتار وغیرہ) (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۱۴/۳)

جو علماء دیوبند کو کافر کہے، اس کی امامت:

سوال: جو شخص حسام الحرمین لے کر لوگوں کو علمائے احناف دیوبند کے برخلاف کفر تک کی عدم جواز امامت علما پر برا بیخنتہ کرتا رہتا ہے، ایسے شخص کی امامت درست ہے، یا نہیں؟

(۱) استماع صوت الملاہی كالضرب بالقضیب ونحوہ حرام، لقولہ علیہ السلام: استماع الملاہی معصیة والجلوس علیہا فسق و التلذذ بها کفر: اى بالنعمۃ. (الفتاویٰ البنزازیة علیٰ هامش الفتاویٰ الہندیة، الباب الثالث فیما یتعلق بالمناہی: ۳۵۹/۶، والحديث البیهقی فی السنن الکبریٰ، کتاب الشهادات، باب ماتجوز بہ شهادة أهل الأھواء، بہرقم الحدیث: ۲۰۹۲۰-۳۵۶/۱۰، دارالکتب العلمیة، بیروت، انیس)

(۲) وفي النهر عن المحيط: صلیٰ خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة. (الدر المختار)

(قولہ: نال فضل الجماعة) أفاد أن الصلاة خلفهما أولى من الانفراد؛ لكن لا ينال كما ينال خلف تقي. (رد)

المختار، باب الإمامة: ۵۲۵/۱، ظفیر) (مطلب: البدعة خمسة أقسام، انیس)

الجواب

ایسا شخص فاسق ہے، لائق امام ہونے کے نہیں ہے۔

حدیث شریف میں ہے: ”سباب المسلم فسوق“ (۱)۔

اور علماء اہل حق کو برا کہنے والا اور تکفیر کرنے والا بھی لائق امامت کے نہیں ہے اور اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (۲) فقط
(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۳۰/۳)

بزرگان دین کو کافر کہنے والے کی امامت درست ہے، یا نہیں:

سوال: جو شخص حضرات بزرگان دین کو کافر کہے اور جو کافر نہ کہے، اس کو بھی کافر کہے تو اس کے پیچھے بھی نماز درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

حدیث شریف میں ہے: ”من عادى لي ولياً فقد اذنته بالحرب“ أو كما قال صلى الله عليه وسلم. (۳)
(یعنی: جس نے میرے دوست اور ولی سے دشمنی کی، اس کو میں اطلاع دیتا ہوں، اپنی لڑائی کی؛ یعنی: اس کا مقابلہ مجھ سے ہے۔)
پس ظاہر ہے کہ جس مردود کا مقابلہ اللہ تعالیٰ سے ہو، اس کا کہاں ٹھکانا ہے، سوائے جہنم کے۔

وقال عليه الصلوة و السلام: ”سباب المسلم فسوق وقتاله كفر“ (الحديث) (۴)

پس ایسے مردود کے پیچھے جو علماء ربانیین اور اولیاء اللہ کی توہین کرے اور ان کو کافر کہے، نماز درست نہیں ہے۔ (۵)
(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۳۸/۳-۲۳۹)

جمعیت علماء ہند کے فیصلے کو غلط کہنے والے کی امامت:

سوال: جو شخص جمعیت علماء ہند کے متفقہ فتویٰ کو جھوٹا سمجھتا ہو، فتویٰ مذکور پر مہر کرنے والے علماء کو اور اس کے حق ماننے والوں کو کافر کہتا ہو، انگریزی اسکول میں پڑھاتا ہو، اس شخص کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

(۱) مشکوٰۃ، باب حفظ اللسان والغیبة والشتم، الفصل الأول، رقم الحدیث: ۴۸۱۴، ص: ۱۳۵۶، دارالکتب الإسلامی، انیس

(۲) ویکرہ إمامة عبد... وفاسق. (الدر المختار) بل مشی فی شرح المنیة علی أن کراهة تقدیمه أی الفاسق

کراهة تحريم. (ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

(۳) مشکوٰۃ، باب ذکر اللہ عزوجل: ۱۹۷، ظفیر (کتاب الدعوات، الفصل الأول، رقم الحدیث: ۲۲۶۶، انیس)

(۴) مشکوٰۃ، باب حفظ اللسان والغیبة والشتم: ۴۱۱، ظفیر (الفصل الأول، رقم الحدیث: ۴۸۱۴،

ص: ۱۳۵۶، المکتب الإسلامی، انیس)

(۵) حوالہ سابق نمبر: ۲، انیس

الجواب

وہ شخص فاسق ہے، نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے، کذا حققه فی الشامی: أن الصلاة خلف الفاسق مکروہ بکراهة التحريم، (۱) اور امام بنانا ایسے شخص کا حرام ہے کیونکہ اس میں اس کی تعظیم ہے اور تعظیم فاسق کی حرام ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۶۰۳-۱۶۱)

تعزیه اور ماتم کرنے والے کی امامت:

سوال (۱) ایک شخص محرم کی رسومات (تعزیه داری، ماتم وغیرہ) کو ادا کرنے والا ہے، وہ لوگوں کی امامت کرتا ہے جبکہ اکثر لوگ ان رسومات کے قائل نہیں ہیں اور عالم اور حافظ بھی موجود ہیں، کیا مذکور شخص کی امامت جائز ہے؟ نماز ہو جائے گی، یا نہیں؟

(۲) اگر مذکورہ امام تاخیر سے آتا ہے اور کوئی اور نماز پڑھانے لگے تو جماعت میں شریک نہیں ہوتا اور اپنی الگ جماعت کر کے نماز ادا کرتا ہے، ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟

هو المصوب

(۱) تعزیه داری کرنے والا اور ماتم کرنے والا شخص فاسق ہے، (۲) ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے، اگر دوسرے صحیح العقیدہ لائق امامت افراد موجود ہوں تو مذکور امام کے بجائے صحیح العقیدہ لائق امامت کسی فرد کو امام بنایا جائے؛ لیکن حکمت عملی ملحوظ ہوتا کہ نزاع نہ ہو۔

(۲) فاسق امام کی تاخیر میں، دوسرے شخص، جو امامت کے لائق ہو، نماز پڑھائے، فاسق امام کا انتظار نہ کیا جائے۔
تحریر: محمد ساجد علی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوة العلماء: ۳۱۵/۲-۳۱۶)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ پر بہتان لگانے والے کی اقتدانہ کی جائے:

السلام علیکم

سوال: محترم مفتی صاحب دارالعلوم تھانویہ اکوڑہ خٹک

عرض یہ ہے کہ ہمارے گاؤں میں ایک نئے مولوی صاحب آئے ہیں، دوران گفتگو انہوں نے فرمایا کہ (مولانا)

(۱) ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

(۲) وأما المبتدع فهو صاحب بدعة، الخ، وعرفها الشمني بأنها ما أحدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من علم أو عمل أو حال بنوع شبهة واستحسان وجعل ديناً قوياً وصرافاً مستقيماً. (البحر الرائق، باب الإمامة: ۶۱۱/۱)

ولا يشتغل ذلك اليوم إلا بذلك ونحوه من عظام الطاعات كالصوم وإياه أن يشتغل ببدع الروافض ونحوه من الندب والنياحة والحزن أذ ليس ذلك من أخلاق المؤمنين. (ما ثبت بالسنة، ص: ۸)

اشرف علی (تھانوی رحمہ اللہ) کی ایک کتاب ”ملفوظات یومیہ“ ہے، جس میں لکھا ہے کہ ایک آدمی نے دریافت کیا کہ ماں کے ساتھ زنا کرنا کیسا ہے تو انہوں نے جواب میں کہا کہ ”آدمی سارا ہی ماں کے بیچ ہوتا ہے، جس کا تھوڑا سا حصہ بیچ داخل ہو جائے تو کیا حرج ہے“، میں نے مولوی صاحب سے اس بات پر احتجاج کیا تو مولوی صاحب نے کہا کہ ”اس کجگر نے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی توہین کی ہے“ ان کے کجگر کہنے پر مجھے غصہ آیا اور میں نے کہا کہ آپ نے اشرف علی صاحب کو جو (کجگر) کہا ہے، میرے خیال میں آپ خود ہی ہے، مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں کتاب اور تحریر آپ کو دکھاؤں گا؛ مگر ابھی تک نہیں دکھائی ہے، کیا اس مولوی صاحب پیچھے میری نماز ہوتی ہے؟ کیا اس کو امام رکھنا جائز ہے؟ بیٹو! تو جروا۔

(المستفتی: فیض بیروٹ راولپنڈی، رمضان المبارک، ۱۳۸۹ھ)

الجواب

ہم مولوی صاحب کے بہت ممنون ہوں گے، اگر انہوں نے یہ کتاب اور حوالہ دکھایا اور اس کے بعد ہم تحقیقی جواب لکھنے پر قادر ہوں گے، اس سے پہلے ہم اتنا کہہ سکتے ہیں کہ ”سبحانک ہذا بہتان عظیم“ (۱) اور یا یہ کہیں گے کہ حضرت کے ملفوظات اور مواعظ میں ایسے مضامین، جن میں مدعیان عقل کے غراب اور ان کی تردید ہوتی ہے تو شاید مولوی صاحب نے تحریر کیا ہے اور اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالا ہے، اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر ایک شخص بولے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوَافِیْہِ﴾ (۲) وغیر ذلک، تو یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے؛ لیکن مرام نہیں ہے، بہر حال ایسے خبیث کے پیچھے اقتداء نہ کریں، (۳) ایک صحیح العقیدہ امام کے پیچھے اقتداء کیا کریں اور آپ نے جو جواب دیا ہے، بغض فی اللہ کی وجہ سے ہے، ایسا شخص قابل عزل و اہانت ہے، اگر معاملہ یہی ہو۔ (۴) وہو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۳۷۹، ۳۸۰)

(۱) سورة النور: ۱۶

(۲) سورة حم سجدة: ۲۶

(۳) عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ”سباب المسلم فسوق

وقتالہ کفر. (الجامع الصحیح للمسلم: ۵۸۱، کتاب الإیمان)

(۴) قال العلامة ابن عابدين: وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة

تعظيمه وقد وجب عليهم إهانتته شرعاً ولا يخفى أنه إذا كان أعلم من غيره لا تزول العلة فإنه لا يؤمن أن يصلى بهم بغير طهارة فهو كالمبتدع تكروه إمامته بكل حال بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا قال ولذا لم تجز الصلاة خلفه أصلاً عند مالك ورواية عن أحمد. (رد المحتار هامش الدر المختار: ۴/۱، ۴/۱،

قبيل مطلب البدعة خمسة أقسام في إمامة الأئمة، باب الإمامة

بریلوی فرقہ کی اقتدا کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں جس علاقے میں رہائش پذیر ہوں، وہاں بریلویوں کی مسجد ہے، کوشش کے باوجود بعض باجماعت نمازیں چھوٹ جاتی ہیں؛ کیوں کہ ہمارے اپنے مسلک کی مسجد کچھ دور واقع ہے، بریلویوں کے غلط عقائد تو کسی پر مخنی نہیں ہیں، کیا ہم ان کے پیچھے اقتدا کر سکتے ہیں؟ بیوا تو جروا۔

(المستفتی: مجید الحسن اسلام آباد، ۶/۹/۱۹۹۰ء)

الجواب

اکیسے نماز پڑھنے سے، فاسق و بدعتی کی اقتدا میں نماز پڑھنا بہتر ہے۔ (رد المحتار) (۱) وهو الموفق

(فتاویٰ فریدیہ: ۳۸۲۲)

بریلوی فرقہ کی اقتدا پر دوبارہ استفسار:

سوال: جواب موصول ہوا؛ لیکن ایک خدشہ پھر بھی رہ گیا، وہ یہ کہ اگر عقائد مشرکانہ ہوں، مثلاً: غیر اللہ کو عالم الغیب حاضر و ناظر، حاجت روا مشکل کشا سمجھنا تو پھر کیا ہوگا؟ بیوا تو جروا۔

(المستفتی: مجید الحسن، اسلام آباد)

الجواب

اس خاص فرقہ کے واعظین اور مقررین شرک میں مبتلا ہوتے ہیں اور عوام کو شرک میں مبتلا کرتے ہیں؛ لیکن اس فرقہ کے علما غالبی طور سے مؤولین ہوتے ہیں، مثلاً: یہ مانتے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام بشر ہے؛ لیکن اس کو بشر نہیں کہتے؛ بلکہ نور ہیں اور کہتے ہیں کہ علم کلی سے جب مراد استغراق حقیقی ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور پیغمبر علیہ السلام کے لیے وہ علم کلی ثابت ہے، جس میں استغراق عرفی موجود ہے، کما فی قوله تعالیٰ: ﴿أوتیت من کل شیء﴾ (۲) ﴿وآتینہ من کل شیء سبباً﴾ (۳) وفی قوله علیہ السلام: فتجلی لی کل شیء: آی قدر یلیق بالملک والرسول اور حاضر و ناظر کو مہملہ قرار دیتے ہیں نہ کہ محصورہ، للاحتیاط والتنزه وهو الموفق

(فتاویٰ فریدیہ: ۳۸۲۲-۳۸۳)

(۱) قال ابن عابدين: أفاد أن الصلاة خلفهما أولى من الانفراد. (رد المحتار هامش الدر المختار: ۱/۵۱، مطلب

فی إمامة الأئمة، باب الإمامة)

(۲) سورة النمل: ۲۳

(۳) سورة الكهف: ۸۴

مختلف عقائد و جماعتوں سے منسلک لوگوں کی امامت

غلط عقائد والے کی امامت:

سوال: ایک شخص امام مسجد ہے اور وہ بعد نماز عشا ایک بھنگ نوش قوال سے حضرت پیر صاحب قدس سرہ کی اس قسم کی تعریف سنتا ہے کہ پیر صاحب نے ایک دفعہ اپنے مرید کے لیے قبر میں ”من ربک“ کے سوال ہونے پر منکر نکیر کو قید کر دیا اور ایک دفعہ انہوں نے بہت سے مُردوں کی ارواح ملک الموت سے، جب کہ وہ آسمان چہارم سے گزر رہا تھا، چھین لیں اور وہ قوال یہ سب باتیں بالفاظ بلند مسجد میں بصیغہ خطاب پڑھتا ہے، سجدہ کو مخصوص پیر ہی کے لیے کہتا ہے اور امام مسجد اس کو ذرا بھی منع نہیں کرتا؛ بلکہ اس کی تائید میں کہتا ہے کہ یہ سب کچھ صحیح ہے اور عاشق کے لیے تو بالکل جائز ہے، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے؟ اور روکنے والے منکر اولیاء اللہ ہیں، یا نہیں؟

الجواب

ایسا امام جو ایسے قصص و اہیہ کا ذبیحہ بنتا ہے اور تحسین کرتا ہے اور ان قصص کی تصدیق کرتا ہے، فاسق ہے، (۱) لائق امام بنانے کے نہیں ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے، (۲) اور روکنے والے ایسے قصص باطلہ کے پڑھنے اور سننے سے حق پر ہیں، ان کو منکر اولیاء اللہ کہنا اور بد عقیدہ سمجھنا فسق اور معصیت ہے اور فتر او کذب صریح ہے۔ (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم، یوبند: ۱۵۸/۳-۱۵۹)

- (۱) عن قتادة في قوله ﴿ومن الناس من يشتري لهو الحديث﴾ قال: شراءه استحبابه وبحسب المرء من الضلالة أن يختار حديث الباطل على حديث الحق. (الدر المنثور، تفسير سورة لقمان: ۱۱/۶۱، انيس)
- (ومن السحت) (ومسخرة وحكواتي) عبارة المجتبي: أو الضحك للناس أو يسخر منهم أو يحدث الناس بمغازي رسول الله صلى الله عليه وسلم وأصحابه لا سيما بأحاديث العجم مثل رستم واسبنديار ونحوهما. (ردالمحتار: ۲۶۷/۶، دارالفكر بيروت، انيس)
- (۲) ويكره إمامة، إلخ، وفساق) أن كراهة تقديمه أي الفاسق كراهة تحريم. (ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر)
- (۳) عن جابر قال: خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا أيها الناس توبوا إلى الله قبل أن تموتوا وبادروا بالأعمال الصالحة قبل أن تشغلوا وصلوا الذي بينكم وبين ربكم بكثرة ذكركم له وكثرة الصدقة في السر والعلانية تركزوا وتنصروا وتجبروا واعلموا أن الله قد افترض عليكم الجمعة في مقامي هذا في يومي هذا في شهري هذا من عامي هذا إلى يوم القيامة فمن تركها في حياتي أو بعدى وله إمام عادل أو جائر استخفافا بها أو جحودا لها فلا جمع الله له شمله ولا بارك له في أمره ولا صلاة له ولا زكاة له ولا حج له ولا بر له حتى يتوب فمن تاب تاب الله عليه، ألا لا تؤمن امرأة رجلاً، ولا يؤم أعرابي مهاجراً ولا يؤم فاجر مؤمناً إلا أن يقهره بسلطان يخاف سيفه وسوطه. (سنن ابن ماجه، أبواب الصلاة، باب فرض الجمعة (ح: ۱۰۸۱) انيس)

اہل سنت و الجماعت کے خلاف عقائد رکھنے والے کو امام نہیں بنانا چاہیے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کا عقیدہ اس طرح کا ہے، حالانکہ امیر جماعت ہے اور بہت سے لوگ اس کے پیروکار ہیں اور اپنے آپ کو جماعت اسلامی کا امیر کہہ کر لوگوں کو اپنی طرف بلا رہا ہے۔

(۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے زمانے میں اندیشہ تھا کہ شاید دجال آپ کے عہد میں ظاہر ہو جائے، یا اس کے بعد کسی قریبی زمانہ میں ظاہر ہو جائے؛ لیکن ساڑھے تیرہ ۱۳۵۰ھ سو سال کی تاریخ نے یہ ثابت کر دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اندیشہ صحیح نہیں تھا۔ (کافی رسائل مسائل: ۵ ستمبر ۱۹۵۷ء)

(۲) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کی پالیسی کا یہ پہلا غلط کام تھا اور غلط کام بہر حال غلط ہے، خواہ کسی نے کیا ہو، اس کو خواہ مخواہ کی سخن سازیوں سے صحیح ثابت کرنے کی کوشش نہ عقل و انصاف کا تقاضا ہے اور نہ ہی دین کا مطالبہ ہے کہ کسی صحابی کی غلطی کو غلطی نہ مانا جائے۔ (خلافت و ملکیت: ۱۷۴)

(۳) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ مال غنیمت کی تقسیم کے معاملہ حضرت معاویہؓ نے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی۔ (خلافت و ملکیت: ۱۷۴)

(۴) حضرات امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے خلاف لکھتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں جبری ہو گئی تھیں اور زبان درازی کرنے لگیں۔ (اشاعت ہفت روزہ ایشیا: ۱۹ نومبر ۱۹۶۷ء)

اب کوئی شخص اس قسم کا عقیدہ رکھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقائص بیان کرے تو اس کے پیچھے نماز و جمعہ جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

شخص مذکور کے عقائد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق اہل سنت و الجماعت کے خلاف ہیں؛ اس لیے اس کو امام نہیں بنانا چاہیے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ، نائب مفتی خیر المدارس ملتان۔ الجواب صحیح: خیر محمد عفا اللہ عنہ۔ (خیر الفتاویٰ: ۲/۳۵۰-۳۵۱)

(۱) إذا رأيت الرجل ينتفض أحدا من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم فاعلم أنه زنديق. (فتح المغيث بشرح ألفية الحديث في بحث معرفة الصحابة: ۴/۳۲، دار المنهاج، الرياض، انيس)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تسبوا أصحابي فوالذي نفسي بيده لو أن أحدكم انفق مثل أحد ذهباً ما أدرك مد أحدهم ولا نصيفه. (الصحيح لمسلم، باب تحريم سب الصحابة: ۲/۳۱۰، قديمي، انيس)

امرتق کے اتباع سے گریز کرنے والے کی امامت:

سوال: دو فریق مدعی اہل حدیث کا تقریباً چار پانچ برس سے ایک امر میں تنازعہ ہو چکا ہے، ان میں سے ایک فریق تو نرم اور مطیع اسلام و اہل اسلام ہے اور فریق ثانی اشد ضدی و سنگ دل ہے اور امرتق کا اتباع نہیں کرتے، ان کے لیے کیا حکم ہے اور امامت ان کی کیسی ہے؟

الجواب

ظاہر ہے کہ فریق ضدی جو نفسانیت سے امرتق کا اتباع نہیں کرتا، باطل پر ہے اور عاصی و فاسق ہے اور امامت ان کی مکروہ ہے، (۱) باقی پوری بات پورا واقعہ معلوم ہونے سے ہوگی۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۳۷/۳)

غلط عقیدہ والے اور دیوانہ کی امامت:

سوال: ایک شخص حاجی حمایت علی قوم شیخ زادہ کا یہ اعتقاد ہے کہ روح انسان کی بعد مرنے کے دوسرے قالب میں آجاتی ہے اور وہ اس کے ہم شبیہ ہوتی ہے، کسی کو کہتے ہیں کہ یہ میرے پردادا ہیں اور کسی کو کہتے ہیں کہ یہ میرے دادا ہیں، غرض کہ وہ ہمیشہ اسی طرح کے خیالات ظاہر کرتے ہیں، جس سے تمام لوگ ان سے نفرت کرتے ہیں اور ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور وہ نماز پڑھانے کے بہت شوقین ہیں، بلا کسی کے کہے نماز پڑھانے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

== اعلم أن سب الصحابة حرام... قال القاضي: وسب أحدهم من المعاصي الكبائر ومذهبا ومذهب الجمهور أنه يعزر ولا يقتل وقال بعض المالكية يقتل. (شرح النووي: ۲/۳۱۰، قديمي، انيس) وفي شرح العقائد: سب الصحابة ان كان بما يخالف الأدلة القطعية فكفر كقذبة عائشة وإلا فبدعة وفسق. (شرح فقه الأكبر لملا علي قاري، ص: ۱۲۸، مكتبة المدينة باكستان، انيس)

(۱) ويكره إمامة عبد، الخ، و فاسق. (الدر المختار)

بل مشي في شرح المنية أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

حق کی اتباع لازم و ضروری ہے، اللہ رب العزت نے ایمان و کفر کے درمیان حد فاصل اتباع حق و باطل کو قرار دیا ہے کہ کفار کا کام ہی باطل کی پیروی کرنا ہے، جبکہ مومنوں کا کام اپنے رب کی جانب سے عطا کردہ حق کی اتباع ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ذَلِكَ بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَأَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَبِّهِمْ﴾ (سورة محمد: ۳)

ذلک إشارة إلى ما مر من الإضلال والتكفير والإصلاح وهو مبتدأ خبره: ﴿بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَأَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَبِّهِمْ﴾ بسبب اتباع هؤلاء الباطل و اتباع هؤلاء الحق وهذا تصريح بما أشعر به ما قبلها، الخ. (تفسير البيضاوي، تفسير سورة محمد: ۵/۱۹، دار إحياء التراث العربي بيروت، انيس)

الجواب

ان خیالات اور توہمات سے معلوم ہوتا ہے کہ شخص مذکور کی عقل مختل ہے اور وہ دیوانہ ہے، یا معتوہ ہے اور دیوانہ، یا معتوہ کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، لہذا اس احتمال پر نماز اس کے پیچھے بالکل فاسد ہے، (۱) اور اگر وہ دیوانہ اور مختل العقل اور معتوہ نہیں ہے؛ بلکہ باوجود ہوش و حواس صحیح ہونے کے ایسا عقیدہ رکھتا ہے تو یہ عقیدہ خلاف اہل سنت والجماعت؛ بلکہ خلاف اہل اسلام کے ہے، (۲) اس وجہ سے بھی اس کے پیچھے نماز پڑھنا نہ چاہیے اور نماز نہ ہوگی، یا مکروہ تحریمی ہوگی؟ کیوں کہ مبتدع کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، (۳) اور جس کے اسلام میں شبہ ہو اور عقائد اس کے خلاف اسلام کے ہوں، اس کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہوتی۔ (۴)

بہر حال ہر وجہ سے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیے اور اس کو امام بننا حرام ہے، اس کو کہہ دیا جاوے کہ ہرگز امام نہ بنے اور اس کو اس فعل سے بالکل روک دیا جاوے کہ لوگوں کی نماز خراب نہ کرے، یا اپنے عقائد باطلہ اور خیالات مجنونانہ سے توبہ کرے، حدیث شریف میں ہے کہ اس شخص کی نماز مقبول نہیں ہوتی کہ جو آگے بڑھ جاوے امامت کے لیے اور لوگ اس کی امامت سے کراہت کریں اور اس کو امام نہ بنانا چاہیے۔

در مختار میں ہے:

ولوأم قوماً وهم له كارهون، إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره له ذلك تحريماً لحديث أبي داؤد: ولا يقبل الله صلاة من تقدم قوماً وهم له كارهون. (۵) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۰۸/۳-۱۱۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کی امامت:

سوال: توہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے والے کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟ خواہ وہ اہانت کسی قسم کی ہو؟

(۱) ولا يصح الاقتداء بالمجنون المطبق ولا بالسكران. (الفتاوى الهندية، الباب الخامس في الإمامة: ۷۹/۱، ظفیر)

(۲) عن عبد الله بن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن أحدكم إذا مات عرض عليه مقعده بالعادة والعشى إن كان من أهل الجنة فمن أهل الجنة وإن كان من أهل النار فمن أهل النار فيقال: هذا مقعدك حتى يبعثك الله يوم القيامة. (صحيح البخاري، باب الميت يعرض عليه مقعده بالعادة والعشى: ۱۸۴۱، قديمي، انيس)

(۳) ويكره إمامة عبد... ومبتدع: أي صاحب بدعة. (الدر المختار على رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر)

(۴) وإن أنكر بعض ما علم من الدين ضرورة... فلا يصح الاقتداء به أصلاً. (الدر المختار على رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۴/۱، ظفیر)

(۵) الدر المختار على هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۲/۱، ظفیر

الجواب _____ وباللہ التوفیق

تو بین رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو نعوذ باللہ کفر ہے، مسلمان باقی نہیں رہے گا، (۱) اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا سوال ہے اور کون مسلمان اس کی جرأت کر سکتا ہے؟ اور یہ بھی سمجھ لیجئے کہ بغیر وجہ شرعی کے کسی مسلمان کی طرف یہ نسبت معمولی گناہ نہیں ہے، اگر یہ صحیح تہمت نہ ہوئی تو وہ تو ہین لوٹ کر اسی تہمت کرنے والے پر آئے گی اور وہی اس جرم کا مورد بن جائے گا، جس کو وہ دوسروں پر تھوپنا چاہتا تھا۔ ایسی باتیں کہنا بڑے خطرے کا مقام ہے، تہمت کرنے والے کو بھی اپنی خیر منانی چاہئے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دارالعلوم دیوبند سہارنپور (منتخبات نظام الفتاویٰ ۲۸)

جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرک کی اولاد کہے، اس کی امامت درست ہے، یا نہیں:

سوال: ایک شخص علانیہ یہ کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بت پرست؛ یعنی مشرک کی اولاد سے ہیں اور کافر کے مکان میں پیدا ہوئے ہیں، ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب _____

ایک حدیث شریف میں یہ مضمون آیا ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے باپ کا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ کا حال دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”إِنَّ أَبِي وَأَبَاكَ فِي النَّارِ“۔ (۲) (یعنی میرا اور تیرا باپ دوزخ میں ہے۔)

اور ایک روایت میں یہ بھی مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”میں نے اپنی والدہ کے لیے طلب مغفرت کی اجازت چاہی تو اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی اور زیارت قبر کی اجازت چاہی تو دے دی“۔ (۳)

(۱) عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يؤمن عبد - وفي حديث عبد الوارث: الرجل - حتى أكون أحب إليه من أهله وماله والناس أجمعين. (صحيح مسلم، باب وجوب محبة رسول الله صلى الله عليه وسلم (ح: ۴۴) انيس)

عن أنس بن مالك عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: لا يؤمن أحدكم حتى يكون الله ورسوله أحب إليه مما سواهما، وحتى يقذف في النار أحب إليه من أن يعود في الكفر إذا نجاه الله منه، ولا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من ولده ووالده والناس أجمعين. (مسند الإمام أحمد، مسند أنس بن مالك (ح: ۱۳۱۰۱) انيس)

(۲) رد المحتار، باب نكاح الكافر، مطلب في الكلام على أبي النبي صلى الله عليه وسلم: ۲/ ۵۳۰، ظفير (عن أنس أن رجلاً قال: يا رسول الله! أين أبي؟ قال: في النار، فلما قفي دعاه فقال: إن أبي وأباك في النار. (صحيح مسلم، باب بيان أن من مات على الكفر فهو في النار (ح: ۲۰۳) انيس)

ظاہراً ان روایات کا یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین نے بحالت کفر وفات پائی، اس میں علما نے کچھ تفصیل اور تحقیق بھی فرمائی ہے اور بحث کی ہے اور بعض روایات ایسی بھی نقل کی ہیں، جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا دوبارہ زندہ ہو کر ایمان لانا ثابت کیا ہے، بہر حال اس میں بحث کرنے کو علما نے منع فرمایا ہے، پس سکوت اس میں اسلم ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۸۲۳-۱۸۵)

جو یہ کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم بوقت معراج خدا کے جسم سے متصل ہو گیا:

سوال: ایک شخص یہ کہتا ہے کہ بوقت معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا تعالیٰ کا جسم بالکل ایک ہو گیا، اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

قول اس شخص کا غلط ہے اور خلاف عقیدہ اہل سنت و جماعت و عقیدہ اہل اسلام ہے، لہذا اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۸۶۳)

بعد وفات اولیاء کی حیات کا جو قائل نہ ہو، اس کی امامت:

سوال: جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ اولیاء کرام بعد از وفات حیات نہیں رہتے اور ان سے امداد طلب کرنے والے مشرک ہیں، اس شخص کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

اولیاء اللہ کی کرامات اور تصرفات بعد ممات بھی ثابت ہیں، (۳) اس کو شرک کہنا بھی غلط ہے، البتہ یہ ضرور ہے کہ

== عن ابي هريرة: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: استأذنت ربي أن أستغفر لأمي فلم يأذن لي واستأذنته أن أزور قبرها فأذن لي. (صحيح مسلم، باب استئذان النبي صلى الله عليه وسلم ح: ۹۷۶) انيس (۱)
ألا ترى أن نبينا صلى الله عليه وسلم قد أكرمه الله تعالى بحياة أبويه له حتى أمنا به، إلخ. (رد المحتار، باب المرتد، مطلب في إحياء أبوي النبي صلى الله عليه وسلم: ۴۰۰/۳)

روایات مذکورہ بالا سے معلوم ہوا کہ جو شخص مذکورہ کلمات کہتا ہے، اس کی امامت درست ہے، گواہ سکوت کرنا بہتر ہے۔

شرح فقہ اکبر میں ہے: ”ووالدا رسول الله صلى الله عليه وسلم ماتا على الكفر“۔ (ص: ۱۳۰، ظفیر)

(۲) وكذا من قال بأنه سبحانه جسم وبه مكان ويمر عليه زمان ونحو ذلك فإنه كافر حيث لم يثبت له حقيقة الإيمان. (شرح فقہ اکبر، ص: ۱۹۹، انيس)

ويكره إمامة عبد، إلخ، و مبتدع: أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندة بل بنوع شبهة. (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر)

(۳) وقيل: ببقاء الكرامة بعد الموت لعدم الانزال عن الولاية بالموت وقيل: لا، لظاهر نحو "إذ مات ابن آدم انقطع عمله" إلخ، ويجوز التوسل إلى الله تعالى والاستغاثة بالأنبياء والصالحين بعد موتهم؛ لأن المعجزة والكرامة لا تنقطع بموتهم، وعن الرملي أيضاً بعدم انقطاع الكرامة بالموت، وعن إمام الحرمين ولا ينكر الكرامة ولو بعد الموت إلا رافضى، البريقة: ۲۷۰/۱، ظفیر)

سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے مدد نہ مانگی جاوے، جیسا کہ ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ (۱) میں مذکور ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۷۸/۳)

غیر اللہ کے سجدہ کے قائل کی امامت:

سوال: زید کا یہ عقیدہ ہے کہ سجدہ سوائے اللہ تعالیٰ کے خواہ قبور ہوں، یا اور کچھ حرام ہے، شرک نہیں، اگر معبود سمجھ کر کرے گا تو شرک ہوگا اور اگر شرک ہوتا تو حضرت آدم و حضرت یوسف علیہما السلام کو سجدہ نہ کرایا جاتا، آیا اس بارے میں شرک ہوا، یا نہیں؟ جس شخص کا یہ عقیدہ ہو، اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

درمختار اور شامی میں منقول ہے کہ غیر اللہ کو تعظیماً اور عبادۃً سجدہ کرنا حرام ہے اور کفر ہے، پس معلوم ہوا کہ تعظیماً سجدہ کرنا بھی عبادت میں داخل ہے اور سجدہ تعظیسی عین سجدہ عبادت ہے، جو کہ باتفاق کفر ہے، البتہ سجدہ تحیۃ میں جو کہ سلام کی جگہ ہوتا ہے، اختلاف ہے کہ کفر ہے کہ نہیں؟ مگر حرمت میں اور گناہ کبیرہ ہونے میں اس کے بھی اختلاف نہیں ہے اور سجدہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کا اس شریعت میں منسوخ ہو گیا ہے، پس زید مذکور کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے۔

درمختار میں ہے:

”وہل یکفران علی وجہ العبادۃ والتعظیم کفر وان علی وجہ التحیۃ لا وصار اثمًا مرتکبًا للکبیرۃ، انتہی ملخصاً. (۲)

وفی ردالمحتار: ذکر الصدر الشہید أنه لا یکفر بهذا السجود لأنه یرید به التحیۃ وقال شمس الأئمة السرخسی: إن کان لغیر اللہ تعالیٰ علی وجہ التعظیم کفر، قال القہستانی: وفی الظہیریۃ: یکفر بالسجدة مطلقاً. (ردالمحتار: ۵) (۳)

پھر اس کے بعد شامی نے یہ تحقیق فرمائی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جو سجدہ ملائکہ نے کیا تھا، وہ منسوخ ہو گیا۔ (۴)

(۱) سورة الفاتحة: ۵، ظفیر

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار، کتاب الحظرو الإباحة، باب الاستبراء: ۳۳۷/۵-۳۳۸، ظفیر

(۳) ردالمحتار، باب أيضاً: ۳۳۸/۵، ظفیر

(۴) اختلافوا فی سجدة الملائكة، قیل: کان للہ تعالیٰ والتوجه إلى ادم علیہ الصلاة والسلام للتشريف کاستقبال الکعبة، وقیل: بل لادم علیہ الصلاة والسلام علی وجہ التحیۃ والإکرام، ثم نسخ بقوله علیہ السلام: ”لو أمرت أحدًا أن یسجد لأحد لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها“. (ردالمحتار، کتاب الحظرو الإباحة، باب الاستبراء: ۳۳۸/۵، ظفیر)

اس حدیث سے: ”لو أمرت أحدًا أن يسجد لأحد لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها“ الخ. (۱) پھر لکھا ہے: ”وكان جائزًا فيما مضى كما في قصة يوسف عليه السلام، قال أبو منصور

الماتريدي: ”وفيه دليل على نسخ الكتاب بالسنة“ الخ. (ردالمحتار، ج: ۵، ص: ۲)

پس اس عبارت سے سب شبہات رفع ہو گئے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۸۹۳-۱۹۰)

قائلین عدم سماع موتی کی اقتدا میں نماز ادا کرنا:

سوال: قائلین عدم سماع موتی علمائے کرام و قراء حضرات کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے، یا کہ نہیں؟

الجواب

سماع موتی مختلف فیہ ہے؛ اس لیے اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا، اگرچہ میرا اور میرے اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ سماع موتی فی الجملہ برحق ہے۔ (۳) والسلام (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳۳۷/۳)

(۲-۱) ردالمحتار، کتاب الحظرو الإباحة، باب الاستبراء: ۳۳۸/۵، ظفیر

(۳) ”قلت: وجاز أن يكون ذلك لأجل أن النبي صلى الله عليه وسلم حي في قبره ولذلك لم يورث ولم يتيم أزواجه. عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى عليّ عند قبري سمعته ومن صلى عليّ نائبا ابلاغته، رواه البيهقي في شعب الإيمان“. (التفسير المظهری، من تفسير سورة الأحزاب: ۴۰۸/۷)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”قدم علينا أعرابي بعد ما دفن رسول الله صلى الله عليه وسلم بثلاثة أيام فرى بنفسه على قبر رسول وحننا على رأسه من ترابه فقال: قلت: يا رسول الله! سمعنا قولك ووعيت عن الله فوعينا عنك وكان فيها انزل الله عليك ﴿ولو انهم اذ ظلموا انفسهم﴾ الخ، وقد ظلمت نفسي وجئتك تستغفر لي فنودي من القبر أنه قد غفر لك“. (الجامع لاحكام القرآن للقرطبي: ۲۵۵/۵) (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کرنے کے تین دن بعد ایک دیہاتی آیا اور قبر پر گر کر سر پر مٹی ڈال کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول: ہم نے آپ کی بات سنی، آپ نے اللہ تعالیٰ سے اور ہم نے آپ سے محفوظ کیا اور آپ پر ﴿ولو انهم اذ ظلموا انفسهم﴾ نازل ہوئی اور یقینی طور پر میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ میرے لیے استغفار کریں تو قبر مبارک سے آواز آئی کہ تیری بخشش کر دی گئی ہے۔)

حضرت مولانا مفتی شفیع دیوبندی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ازواج مطہرات سے نکاح حرام ہے، وہ بھص قرآن مومنوں کی مانیں ہیں۔۔۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد اپنی قبر میں زندہ ہیں تو آپ کا درجہ ایسا ہے، جیسے کوئی زندہ شوہر گھر سے غائب ہو“۔ (معارف القرآن: ۲۰۳/۷)

علامہ انور شاہ ششیری رحمہ اللہ آیت کریمہ ”وَسُئِلَ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا“ (سورة الزخرف: ۴۵، ترجمہ: اور آپ ان سب پیغمبروں سے جن کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے پوچھ لیجئے۔) کے ذیل میں تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا روح اور جسم عنصری کے ساتھ اپنے اپنے قبروں میں زندہ ہونے کے بارے میں فرمایا ہے: ”يستندل بي على حيوة الأنبياء“۔ (مشكلات القرآن: ۲۳۴)

قرآن مجید میں ہے: ﴿وما يستوي الأحياء ولا الأموات إن الله يسمع من يشاء وما أنت بمسمع من في القبور﴾ (سورة الفاطر: ۲۲) مذکورہ آیات و احادیث اور علماء کے اقوال سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کے علاوہ مردے جن کو اللہ چاہے، اپنی قبروں میں سنتے ہیں۔ انیس

غلط عقیدہ رکھنے والے کی امامت کیسی ہے:

سوال: بعض جگہ رواج ہے کہ جب کسی مرد کی شادی تیسری ہوتی ہے اور رشتہ کی بات کی جاتی ہے تو لڑکی کے والدین کہتے ہیں کہ پہلے گڑیا سے نکاح ہو اور اس گڑیا کو دروازہ کے سامنے دہلیز کے نیچے دفن کی جاوے، یہ رسم اس لیے کرتے ہیں کہ تیسرے نکاح کو بہت منحوس سمجھتے ہیں، اگر ایسا نہ کریں گے تو لڑکی مر جاوے گی، یہ عقیدہ کیسا ہے اور جس امام کا یہ عقیدہ ہو، اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

یہ فعل درست نہیں ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا جائز نہیں ہے اور جس امام کا ایسا عقیدہ ہو، اس کو امام بنانا نہ چاہیے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۹۶۳)

غلط عقائد رکھنے والے کی امامت:

سوال: امام جو بغیر علم لوگوں کو کہتا ہے کہ مسجدوں کی کھڑکیوں کے شیشے توڑ دو اور کیا ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے، جو دعائیں ”یا سید عبد القادر جیلانی وغیرہ الأولیاء شیء لله“ کہتے ہیں۔ صاحب البحر الرائق لکھتے ہیں: ”قال علمائنا: أرواح المشائخ حاضرة تعلم، یکفر“۔ نیز جو اللہ کے نبی کو بھی حاضر و ناظر سمجھتے ہیں، کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی یہ نہیں ہے: ”من صلی عند قبر سمعته ومن صلی نائیا أبلغته أيضًا إن الله هو الملائكة ساحین فی الأرض یبلغون من أمتی السلام، لعن الله یهود والنصارى أیتخذون قبورًا الأنبياء مسجدًا لعن الله زیارات القبور“۔ ایسے شخص جو بدعات و خرافات اپنی من مانی سے لوگوں کو بتاتا ہے، کیا جو لوگ ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، کیا ان کو نماز دہرائی پڑے گی، یا نہیں؟

هو المصوب

ایسے امام جو فتنہ انگیزی کریں اور امت میں افتراق و انتشار کا باعث بنیں، اس کو امامت سے علاحدہ کر دینا چاہیے، اس کو علاحدہ کرنے میں حکمت عملی سے کام لیا جائے؛ تاکہ مسلمانوں میں اختلاف نہ پیدا ہو اور جو امام شرکیہ عقیدہ رکھے، اولیا سے رب العالمین کے علاوہ اپنی ضروریات کا طالب ہونا شرک ہے، اس کی امامت ناجائز ہے، اس کی

(۱) ویکرہ إمامة عبد، إلخ، ومبتدع: أي صاحب بدعة. (الدر المختار) أي محرمة. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر)

امامت میں، جو نمازیں مجبوراً پڑھی گئیں ہوں، ان کا لوٹنا ضروری نہیں ہے۔ (۱)

تحریر: محمد مسعود حسن - تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء، ۲۰۳۹۹/۲-۳۰۰)

کشف قبور کے قائل کی اقتدا میں نماز کا حکم:

سوال: جو شخص کشف قبور کا قائل ہو، اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب

کشف قبور کوئی امر محال نہیں، بعض اللہ کے بندوں کو اللہ کی طرف سے یہ ملکہ دے دیا جاتا ہے، اگر کوئی اس کا قائل ہو تو مضائقہ نہیں، البتہ کشف قبور کے ذریعے کسی خلاف شریعت بات پر استدلال کرنا ہرگز جائز نہیں ہے، جو شخص کشف قبور کے ذریعے کسی ناجائز بات پر استدلال کرے، وہ مرتکب بدعت ہے، اس کو امام بنانے سے پرہیز کرنا چاہیے؛ لیکن اگر کوئی صحیح العقیدہ امام نہ ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے بہتر ہے، نماز ہو جائے گی۔ واللہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۱۳۹۱/۱۵ھ (فتویٰ نمبر: ۲۲۲۱۹، الف) الجواب صحیح: بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ (فتاویٰ عثمانی: ۴۳۸۱)

یزید کو اچھا سمجھنے والے کی امامت:

سوال: آج کل ایک فرقہ تیزی سے پھیل رہا ہے، جو یہ کہتا ہے کہ یزید خلیفہ برحق تھا اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے خلاف خروج کیا، جو کہ درست نہ تھا اور وہ لوگ یزید کو اچھا سمجھتے ہیں، ایسے لوگوں کی اقتدا میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب

معتبر کتب تاریخ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ عازم کوفہ ہوئے تھے، اس وقت یزید کی حکومت مستحکم نہ ہوئی تھی؛ بلکہ خود حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقرر کردہ امراء آئندہ خلیفہ کے بارے میں مذذب تھے، لہذا ایسے حالات میں خلافت علی منہاج النبوت کے لیے سعی کرنا عین عزیمت تھا، نہ کہ خروج علی الامام۔ بعد

(۱) عن ابي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الصلاة المكتوبة واجبة خلف كل مسلم برا كان أو فاجرا وإن عمل الكبائر. (سنن أبي داؤد)

قال ابن الملك: أي جاز اقتداءهم خلفه لورود الوجوب بمعنى الجواز... هذا يدل على جواز الصلاة خلف الفاسق وكذا المبتدع إذا لم يكن ما يقوله كفرا. (بذل المجهود، باب إمامة البر والفاجر: ۲۱۳/۴، دار الكتب العلمية بيروت) وجملة أن من كان من أهل قبلتنا ولم يغفل في هواه حتى يحكم بكفره تجوز الصلاة خلفه وتكره ولا تجوز الصلاة خلف من ينكر شفاعته النبي صلى الله عليه وسلم أو ينكر الكرام الكائنين أو ينكر الرواية؛ لأنه كافر. (البحر الرائق، باب الإمامة: ۶۱۱/۱)

میں جب حالات تیزی سے تبدیل ہوئے تو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے بھی تبدیل ہو گئی، لہذا اس معاملہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو مطعون کرنے والے شریعت اور تاریخ سے ناواقف ہیں اور تجربہ شاہد ہے کہ ایسے لوگ اکثر افراط و تفریط کا شکار ہوتے ہیں، لہذا ان کو امام بنانے میں احتیاط سے کام لیا جائے۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان، یکم جمادی الاخریٰ ۱۳۱۱ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ، مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان۔ (خیر الفتاویٰ: ۳۶۹/۲)

عباسی صاحب کے معتقد کی امامت:

سوال: ہمارے امام مسجد، عباسی صاحب کی کتاب جو کہ خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید کے بارے میں ہے، کی بہت تعریف کرتے ہیں، جب وہ کتاب بندہ نے پڑھی تو اس میں حضرت حسینؑ کی صحابیت کا کھلم کھلا انکار تھا اور اہل بیت ہونا بھی کچھ مشکوک لکھا ہوا تھا تو بندہ نے اپنے امام مسجد سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حضرت حسینؑ تو صحابی ہیں؛ لیکن ایک غلطی سے عباسی صاحب کی ساری کتاب غلط تو نہیں ہو سکتی اور کہا مولوی غلام اللہ خان پنڈی والے وعظ کے لیے یہاں آئے تھے، ان کے سامنے بھی عباسی صاحب کی کتاب کا ذکر ہوا تو انہوں نے بھی کتاب کی تعریف کی۔ بندہ نے کہا کہ مجھے تو آپ سے مطلب ہے؛ کیونکہ بندہ آپ کے پیچھے نماز پڑھتا ہے، بندہ نے کہا: ”اتبعوا السواد الأعظم“ والی حدیث پر عمل کریں۔ دو تین شہروں کے علماء سے دریافت کر لیں، جدھر خیال ہو گیا، اس طرح مان لیا جائے۔ امام مسجد نے انکار کیا، کہا: ”السواد الأعظم“ والی حدیث عقائد کے بارے میں ہے اور یہ فروعی بات ہے۔ اب بندہ کو اور کوئی خیال نہیں، صرف اپنی نماز کا فکر ہے، کیا اس کے پیچھے نماز درست ہے؟ اور یہ بھی کہتا ہے کہ مجھے علما سے زیادہ تحقیق ہے؛ کیوں کہ عدم تحقیق کی وجہ سے شاہ ولی اللہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو باغی لکھ دیا ہے، اگر اس کے پیچھے نماز درست نہیں تو سابقہ نمازوں کو قضا کروں؟

الجواب

سابقہ نمازوں کے اعادہ کی ضرورت نہیں، آئندہ کے لیے یہ احتیاط کر لی جائے، نماز دوسری قریبی مسجد میں کسی صحیح امام کے پیچھے ادا کر لیا کریں۔ فقط

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، نائب مفتی خیر المدارس ملتان، ۲۳/۲۳/۱۳۸۱ھ۔

الجواب صحیح: محمد عبداللہ غفر لہ، مفتی خیر المدارس ملتان۔ (خیر الفتاویٰ: ۳۵۱/۲-۳۵۲)

نماز کے بارے میں غلط عقیدہ رکھنے والے کی امامت:

سوال: یہاں کی ایک مقامی مسجد میں کئی برسوں سے ایک امام ہیں، ان کے بارے میں کچھ نوجوان نے یہ

شکایت کی کہ یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید سے صرف تین وقت کی نماز ثابت ہوتی ہے، پانچ وقت کی نہیں، امام صاحب سے دریافت کرنے پر انہوں نے واضح جواب نہیں دیا؛ بلکہ الٹا یہ کہا کہ اگر قرآن سے پانچ وقت کی نماز ثابت ہوتی ہے تو وہ آیات انہیں دکھائی جائیں، ایک صاحب علم نے قرآن کی آیتوں سے یہ ثابت کرنا چاہا تو امام صاحب نے منظور و قبول کر لیا، مسجد کی کمیٹی نے امام صاحب سے امام کی ذمہ داری سے جب انہیں سبکدوش کرنے پر غور و فکر کرنے کے لیے میٹنگ بلائی تو وہ ایک مدرسہ سے یہ فتویٰ لے آئے کہ چونکہ امام صاحب پانچ وقتوں کی نماز کی فرضیت کے عدم ثبوت کے خیال سے تابع ہو چکے ہیں، لہذا ان کی امامت میں نماز ادا کی جاسکتی ہے، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

(۲) یہ امام صاحب قرآن شریف بہت غلط پڑھتے ہیں، زبر کی غلطیاں بکثرت کرتے ہیں، جن سے آیتوں کے مفہوم و مطلب میں زمین و آسمان کا فرق آجاتا ہے، کیا ایسے امام کو امامت کی ذمہ داری پر برقرار رکھنا درست ہے؟

(۳) یہاں ایک نیم سرکاری ادارہ ہے، جو اپنے ملازمین کے لیے کواٹرز بنواتا رہتا ہے اور اس غرض سے اپنے ٹھیکیداروں کو سرکاری نرخ پر سمٹ بھی فراہم کرتا ہے، ٹھیکیدار اس ادارہ کی طرف سے فراہم کردہ سیمنٹ کو مطلوبہ اور ادارہ کی طرف سے طے کردہ مقدار میں کاموں میں نہیں لگاتے ہیں اور سیمنٹ کو بچا کر چوری چھپے کم دام میں بیچ ڈالتے ہیں، ایسی ہی سیمنٹ یہ جان بوجھ کر خریدنا کہ یہ چوری کی ہے؛ مگر بازار سے کم دام پر مل رہی ہے، اس کو مسجد میں لگانا کیا جائز ہے؟ اور ایسی سیمنٹ سے تعمیر شدہ مسجد میں نماز ادا ہوجاتی ہے؟ کیوں کہ اس کا فرش بھی چوری کردہ خریدی ہوئی سیمنٹ سے بنا ہے اور معنوی طور پر ناپاک ہے، جن لوگوں نے جان بوجھ کر چوری کی سیمنٹ مسجد میں خرید کر لگائی، کیا وہ مسجد کمیٹی میں رہنے کے لائق ہیں؟ اور اگر امام صاحب بھی اس حرکت میں شریک ہوں تو کیا ان کو امام بنائے رکھنا درست ہے؟

هو المصوب

(۲-۱) اگر امام مذکور نظریات سے تابع ہو گئے ہیں تو ان کی امامت درست ہے، البتہ اگر وہ آیات کو اس طرح پڑھتے ہیں جس سے معانی بدل جاتے ہوں، زبر زیر کا لحاظ بھی نہیں رکھتے تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہ ہوگا۔ (۱)

(۳) ایسی سیمنٹ کو مسجد کی تعمیر میں لگانا جائز نہ ہوگا، ایسی مسجد میں نماز مع الکرہت ہو جائے گی، جن لوگوں

(۱) قوله: (فلو فی إعراب) ككسر قوا مامكان فتحها، وفتح باء نعبد مكان ضمها ومثال ما يغير "إنما يخشى الله من عباده العلماء" بضم هاء الجلالة وفتح همزة العلماء، وهو مفسد عند المتقدمين. واختلف المتأخرون، فذهب ابن مقاتل ومن معه إلى أنه لا يفسد، والأول أحوط وهذا أوسع. (رد المحتار: ۳۴۹/۲) (كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب: مسائل زلة القاري، انيس)

نے ایسی حرکت کی ہے، ان کو اپنے فعل سے تائب ہونا چاہیے۔

تحریر: محمد طارق ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی

نوٹ: احادیث صریحہ اور توارث و تو اتر سنت، اجماع اور قرآن کریم کے اشارۃ النص سے پانچوں نمازوں کی فرضیت ثابت ہے، (۱) لہذا اسلام میں ان کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے، امام نے جب کہ توبہ کر لی ہے تو ان کو امامت سے معزول کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، اگر توبہ کے آثار ظاہر نہ ہوں تو ان کو ہٹا کر دوسرا امام مقرر کر لیا جائے۔ (۲) توبہ کے آثار نہ پائے جانے کی صورت میں ان کے پیچھے نماز جائز نہ ہوگی، آثار توبہ کا مفہوم یہ ہے کہ وہ

(۱) ﴿فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ﴾ الخ، وقيل المراد بالتسبيح هنا الصلوات الخمس فقوله: ﴿حِينَ تُمْسُونَ﴾ صلاة المغرب والعشاء وقوله: ﴿حِينَ تَصْبِحُونَ﴾ صلاة الفجر وقوله: ﴿عَشِيًّا﴾ صلاة العصر وقوله: ﴿وَحِينَ تَطْهَرُونَ﴾ صلاة الظهر، كذا قال الضحاك وسعيد بن جبيرة وغيرهما، الخ. (فتح القدير للشوكاني: ۴/ ۲۱۱) وكذا في الجامع لأحكام القرآن للقرطبي، الجزء الرابع عشر، تفسير سورة الروم، ص: ۱۰، دار الفكر بيروت، انيس)

عن عبادة بن الصامت. رضى الله عنه. قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "خمس صلوات افترضهن الله تعالى من أحسن وضوء هن وصلاهن لوقتتهن وأتم ركوعهن وخشوعهن كان له على الله عهد أن يغفرله". (مسند الإمام أحمد، مسند عبادة بن الصامت (ح: ۲۲۷۰۴) سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة، باب في المحافظة على وقت الصلوات (ح: ۴۲۵) تعظيم قدر الصلاة لمحمد بن نصر المروزي، باب ذكر الأخبار التي احتجت به (ح: ۱۰۳۴) المعجم الأوسط للطبراني، من اسمه عبد الرحمن (ح: ۶۵۸) السنن الكبرى للبيهقي، باب الترغيب في حفظ وقت الصلاة والتشهد (ح: ۳۱۶۶) شرح السنة للبغوي، باب فضل الوتر (ح: ۹۷۸) انيس)

عن أبي أمامة. رضى الله عنه. قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "صلوا خمسكم و صوموا شهركم وأدوا زكوة أموالكم وأطيعوا إذا أمركم تدخلوا الجنة ربكم". (مسند الإمام أحمد، حديث أبي أمامة الباهلي الصدى بن عجلان (ح: ۲۲۲۵۸) أخبار مكة للفاكهى، ذكر حد من لم يكن أهله حاضري المسجد الحرام (ح: ۱۸۹۳) سنن الترمذى، باب منه (ح: ۶۱۶) الصحيح لابن خزيمة، باب ذكر الدليل على أن لا واجب في المال (ح: ۲۲۵۷) الصحيح لابن حبان، ذكر التخصيص الثاني الذى يخص عموم تلك (ح: ۴۵۶۳) المعجم الكبير للطبراني، محمد بن زياد الألهاني، عن أبي أمامة (ح: ۷۵۳۵) مسند الشاميين للطبراني، ما أسند شرح حبيب بن مسلم بن خالد الخولاني (ح: ۵۴۳) سنن الدارقطني، باب المواقيت (ح: ۲۷۵۹) المستدرک للحاكم، كتاب الإيمان (ح: ۱۹) الآحاد والمثاني لابن أبي عاصم، أبو قبيلة (ح: ۲۷۷۹) مسند الروياني (ح: ۱۲۶۴) شعب الإيمان، القرابين والأمانة عن معناها (ح: ۶۹۶۷) انيس)

سأل نافع بن أرزق ابن عباس رضى الله عنهما عن الصلوات الخمس فى القرآن، فقراً: ﴿فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ﴾ قال: صلاة المغرب ﴿وَحِينَ تَصْبِحُونَ﴾ قال: صلاة الصبح ﴿وَعَشِيًّا﴾ قال: صلاة العصر ﴿وَحِينَ تَطْهَرُونَ﴾ صلاة الظهر، ثم قرأ ﴿وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَكُمْ﴾. (التفسير الطبرى، تفسير سورة الروم: ۲۰، ۸۴، دار المعارف / كذا فى التفسير المظهرى: ۲۲۸/۷. انيس)

(۲) وإن أُنكر بعض ما علم من الدين ضرورة كفر بها... فلا يصح الإقتداء به أصلاً. (الدر المختار مع رد المحتار: ۳۰۰/۲) (باب الإمامة، انيس)

اپنے اس قول پر شرمندہ ہوں، آئندہ اس طرح کے اقوال منہ سے نہ کہنے کا پورا عزم ہو اور ایسے بددین لوگوں کی صحبت سے گریز پایا جائے، جن کی صحبت میں ان کے اندر اس طرح کے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔

ناصر علی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲/۳۹۷-۳۹۹)

مشتبہ جملہ کہنے والے کی امامت:

سوال: بکر نے زید سے ذبیحہ کے سلسلہ میں کہا کہ میرا ذبح کیا ہوا؟ آپ لوگوں کے لیے حرام ہے تو زید نے بکر سے پوچھا کہ کیا آپ کا حکم دوسرا ہے؟ تو بکر نے باواز بلند سب کے سامنے پڑھا: لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ (نعوذ باللہ)، جو موجود تھے، ان میں سے کسی نے توبہ کرنے کو کہا تو بکر بولا: ہم نے مذاق سے پڑھا تھا، اس سے کیا ہوگا؟ قریب ڈیڑھ ماہ بعد بکر کی سسرال کا ایک آدمی آیا اور ملاقات ہوئی تو پوچھا کہ کیا آپ کے مقدر میں اشرف علی ہی کا حکم ہے تو بکر نے پھر باواز بلند لا الہ الا اللہ سیف اللہ رسول اللہ پڑھا، جب کہ بکر علاقہ کا مشہور آدمی ہے اور امام ہے۔

(۱) کیا زید پر شریعت کا حکم آئے گا، یا نہیں؟

(۲) بکر لائق امامت ہے، یا نہیں؟

(۳) مذکورہ واقعہ کے بعد بکر نے جو نماز جنازہ پڑھائی، قربانی کی، ہوئی، یا نہیں؟

(۴) زید کی کاشت والی زمین تھی؛ لیکن بکر سے آج سے پچاس سال قبل اپنے نام کرا لیا اور متواتر پچاس سال سے سرکاری لگان دے کر رسید اکٹھا کیا، پچاس یا سو سال برابر مال گزاری دینے کی وجہ سے زمین کاشت والی، یا کوئی زمین بکر کی ہو جائے گی؟

هو المصوب

(۱) دریافت کردہ صورت میں زید سے ایک عالم دین ہونے کی حیثیت سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

کی ادائیگی میں کوتاہی ہوئی ہے۔ (۱)

(۲) اگر بکر نے توبہ واستغفار نہیں کی ہے اور اب بھی نہیں کرتا ہے تو اس کی امامت درست نہ ہوگی۔ (۲)

(۳) اگر بغیر توبہ کے نماز جنازہ پڑھائی ہے اور قربانی کی ہے تو وہ سب ادا نہیں ہوئیں۔ (۳)

(۱) لأن الأمر بالمعروف والنہی عن المنکر فرض مطلقاً. (المبسوط للسرخسی، باب ما یسع الرجل فی الإکراه وما لا یسعه: ۱۰۵/۲، دارالمعرفة بیروت، انیس)

(۲) وجملمته أن من كان من أهل قبلتنا ولم یغل فی هواه حتی یحکم بکفره تجوز الصلاة خلفه وتکره. (البحر الرائق: ۶۱۱/۱) (باب الإمامة، انیس)

(۳) واتفقوا علی أن التوبة من جمیع المعاصی واجبة علی الفور لا یجوز تأخیرها سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة. (شرح النووی علی الصحيح لمسلم، کتاب التوبة: ۳۵۴/۲، انیس)

(۴) صرف مال گذاری ادا کرنے کی وجہ سے زید کی زمین بکر کی ملک نہ ہوگی، آزادی کے بعد حکومت ہند نے زمینداری کو ختم کر کے قابض کاشتکاروں کو مالکانہ حقوق عطا کئے؛ بلکہ باقاعدہ مالک قرار دیا، اگر مذکورہ صورت یہی ہے تو بکر اس زمین کا مالک قرار پائے گا۔

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲۰۰۲-۲۰۰۱)

اللہ تعالیٰ کے لیے عرش پر جسمانی قیام کا عقیدہ رکھنے والے کی امامت کا حکم:

سوال: ہم سب اہل محلہ حنفی المسلک ہیں اور ہمارے جو پیش امام تھے، وہ بھی حنفی المسلک کے دعویدار تھے؛ لیکن دو سال ہوئے ہیں، وہ سعودی عرب گئے، وہاں تقریباً ایک سال سے زائد عرصہ گزارا اور وہاں مبلغ بھی رہ چکے ہیں، واپسی پر جب آئے ہیں تو ان سے ایسے افعال اور اقوال صادر ہوئے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیر مقلد ہیں؛ بلکہ حنفی المسلک بالکل نہیں ہیں؛ کیونکہ وہ صاف الفاظ میں یہ کہتے ہیں کہ ہمیں جب حدیث نبوی ملتی ہے تو ہم کسی شخص کی تابعداری نہیں کرتے، اس کے علاوہ صبح کی سنتیں اور فرض کے درمیان تحیۃ المسجد پڑھنا اور اوقات مکروہہ میں نماز درست کہنا؛ بلکہ فرض نمازوں کے بعد دعا کو بدعت کہنا، کھانا کھانے کے بعد میزبان کو دعائے خیر کرنا، مردے کے گھر جا کر وراثت کو دعا کرنا بدعت سمجھتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے قصد پر جانا حرام اور ناجائز سمجھتا ہے اور حدیث ”لا تشد الرحال“، الخ سے دلیل پیش کرتا ہے، اللہ جل شانہ کے لئے عرش پر مکان اور قیام کا قائل ہے۔

مندرجہ بالا افعال اور اقوال کے بعد اس شخص کو امام رکھنا ٹھیک ہے، یا کہ سبکدوش کیا جائے؟ جب کہ ہمارے سب علما نے بھی سبکدوشی کا مشورہ دیا ہے؛ لیکن مولوی موصوف شرعی حکم کے بغیر سبکدوش نہیں ہوتا، جب کہ مسجد میں ایک دودفعہ جھگڑا بھی ہوا ہے اور گورنمنٹ سے موصوف نے عدم مداخلت فی المسجد کی ضمانت بھی لی ہے، کیا اہل محلہ مولوی صاحب کو سبکدوش کرنے کا حق رکھتے ہیں، یا نہیں؟ اور تمام اہل محلہ اس کی امامت پر ناراض ہیں، کیا حکم ہے؟

الجواب

سوال میں امام صاحب موصوف کی طرف جو خیالات منسوب کئے گئے ہیں، اگر واقعہً ان امام صاحب کے عقائد و خیالات یہی ہیں تو انہیں حنفی مقتدیوں کا امام مقرر کرنا درست نہیں، خاص طور سے اگر وہ باری تعالیٰ کے لیے عرش پر جسمانی قیام کا عقیدہ رکھتے ہیں تو یہ اہل سنت والجماعت کے عقائد کے قطعی خلاف، ایسے عقیدے والے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے، (۱) ان کے بجائے کوئی صحیح العقیدہ امام متعین کیا جائے۔ واللہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۲/۸/۲۰۰۸ھ (فتویٰ نمبر ۴۹/۱۰۳۱، ج) (فتاویٰ عثمانی: ۴۳۰۱-۴۳۱)

(۱) کیونکہ فسق اعتقادی فسق عملی سے زیادہ برا ہے، جیسا کہ حلہ کبیر شرح المنیہ: ۵۱۴ (طبع سہیل اکیڈمی لاہور) (فصل فی الإمامة، انیس) میں ہے: ”ویکرہ تقدیم المبتدع أيضاً؛ لأنه فاسق من حيث الاعتقاد وهو أشد من الفسق: من حيث العمل

حدیث شریف کی توہین کرنے والے کی امامت:

سوال: ایک شخص مسجد سے نکل کر جا رہا تھا اور دنیا کے مال و اسباب کی تعریف کر رہا تھا، دوسرا شخص مسجد میں تھا، مسجد والے شخص نے باہر جانے والے سے کہا کہ اس کے منہ سے دنیا کے فانی کی تعریف کرنے کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جس نے دنیا کے مال کو مال کہا، اس کا آگے مال نہیں اور دنیا کے گھر کو گھر کہا، اس کا آگے گھر نہیں تو باہر جانے والے نے لوٹ کر جواب دیا: (نعوذ باللہ) ”حدیث گئی ایسی تیسی میں“، ایسا کہنے والے کے متعلق کیا حکم ہے؟ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: _____ حامداً و مصلياً

اس نے بہت سخت بات کہی، جب تک وہ نادم ہو کر سچی پکی توبہ نہ کرے، اس کو امام نہ بنایا جائے، بحر، عالمگیری وغیرہ میں اس کا حکم سخت لکھا ہے۔ (۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۷/۱۳۹۳ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۶/۱۸۳-۱۸۴)

جو شخص علمائے حق کی تکفیر کر چکا ہو، اس کی امامت:

سوال: کیا کسی ایسے حافظ، یا قاری کو جامع مسجد کا امام بنانا شرعاً جائز ہے؟ جو زمانہ سابق میں علمائے حق اور اکابر دین کو اپنے قلم سے کافر لکھ چکا ہو؟

الجواب: _____ حامداً و مصلياً

اگر صدق دل سے توبہ کرے اور اعلان کر دے کہ میں نے غلط فہمی اور نفسانیت کی وجہ سے علمائے حق کو کافر لکھا تھا، میں اب توبہ کرتا ہوں اور یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ کافر نہیں؛ کیوں کہ جو شخص کسی کو کافر کہتا ہے اور واقعہً وہ کافر نہیں تو یہ کلمہ خود اس کافر کہنے والے کی طرف لوٹتا ہے اور اس پر اس کا وبال پڑتا ہے، (۲) پھر قوم کو اطمینان ہو جائے کہ

(۱) ویکفر... برده حديثاً مروياً إن كان متواتراً أو قال علي وجه الاستخفاف سمعناه كثيراً. (البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۲۰۴/۵، رشیدیہ)

”ومن أنكر المتواتر فقد كفر، ومن أنكر المشهور، يكفر عند البعض. وقال عيسى بن أبان: يضل ولا يكفر، وهو الصحيح. ومن أنكر خبر الواحد لا يكفر، غير أنه يأثم بترك القبول.“ (الفتاوى الهندية، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين ومنها ما يتعلق بالأنبياء عليهم السلام: ۲/۲۶۳، رشیدیہ)

(۲) عن عبد الله بن دينار أني سمع ابن عمر يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”أيمامري قال لأخيه: يا كافر، فقد باء بها أحدهما، إن كان كما قال، وإلا رجعت عليه.“ (الصحيح لمسلم، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم يا كافر (ح: ۶۰) انيس)

اس کا یہ اعلان و اقرار خطیب بننے کے لیے نہیں؛ بلکہ اصلاح نفس اور اپنے گناہ سے ندامت کی بنا پر ہے تو اس قاری حافظ کو امام و خطیب بنانا درست ہے، جب کہ اس میں امامت کی دوسری شرائط بھی موجود ہوں۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِمَن تَابَ﴾ الآية (۱)

عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "التائب من الذنب کمن لا ذنب له". (۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۱۸۴۶-۱۸۵)

جمہور امامت کی تکفیر کرنے والے کی اقتداء مکروہ ہے:

سوال: مولوی احمد چتر وڑ گڑھی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے، یا نہیں؟ یا اس کے ہم عقیدہ لوگوں کے پیچھے نماز درست ہے؟ اگر پڑھ لی جائے تو نماز درست ہے، یا عبادہ واجب ہے؟

الجواب

حامداً ومصلياً

مولوی احمد سعید کے عقائد اور نظریات کی تفصیل ہمیں معلوم نہیں، اس کے بغیر حکم لگانا مشکل ہے؛ مگر ایک بات مولوی صاحب مذکور کے متعلق ثقات سے معلوم ہوئی ہے کہ وہ جہاں جمعہ پڑھاتا ہے تو غیر مقلدین کی طرح نماز پڑھاتا ہے اور جب باہر سفر میں ہوتا ہے تو حنفیہ کی طرح نماز پڑھتا پڑھاتا ہے اور یہ ایک قسم کا تصنع اور ریا ہے، پس اگر یہ روایت درست ہے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔

درمختار میں ہے:

”ونمّام ومراء ومتصنع“ (۳)

علاوہ ازیں مولوی صاحب کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ سماع موتی اور سماع النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند القبر شریف کا

== عن أبي ذر أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ليس من رجل ادعى لغير أبيه وهو يعلمه إلا كفر ومن ادعى ما ليس له فليس له فليس منا وليتوبوا مقعده من النار ومن دعا رجلاً بالكفر أو قال: عدو الله وليس كذلك إلا حار عليه. (الصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم يا كافر، ۵۷/۱، قديمي) (رقم الحديث: ۶۱، انيس)

(۱) سورة طه: ۸۲

(۲) مشکوة المصابيح، كتاب الدعوات، باب الاستغفار والتوبة، الفصل الثالث: ۲۰۶، قديمي (ح: ۲۳۶۳، انيس)

(۳) رد المحتار: ۵۲۴/۱ (باب الإمامة، انيس)

منکر ہے اور قائلین کی تکفیر کرتا ہے، اس سے جمہور امت کی تکفیر ہوتی ہے اور جمہور امت کی تکفیر کرنے والا مبتدع ہے، پس اگر اس نے توبہ کر کے اس عقیدہ سے رجوع نہیں کیا تو اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔
در مختار میں ہے:

”و مبتدع أى صاحب بدعة“۔ (۵۲۳/۱) (۱)

جو عالم مندرجہ بالا عقیدہ رکھے؛ یعنی قائلین سماع موتی کی تکفیر کرے، اس کا بھی یہ حکم ہے، جو اوپر لکھا گیا ہے۔ فقط واللہ اعلم

عبد القادر عفی عنہ، مدرس دارالعلوم، کبیر وال ضلع ملتان۔ الجواب صحیح: علی محمد عفی عنہ، مہتمم و شیخ الحدیث، دارالعلوم کبیر وال۔ الجواب صحیح: احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان، ۲۰/۶/۲۰۱۴ھ (خیر الفتاویٰ: ۳۷۷/۲)

منکر شفاعت کی امامت کا حکم:

سوال: ایک شخص قرآنی آیات ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا انْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعَ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ﴾ اور ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَمْهُ﴾ اور ﴿تُوفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ﴾ الآية اور ﴿الْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ﴾ الآية اور ﴿وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾ الآية وغیرہ سے استدلال کرتا ہے کہ مرتب کبیرہ وغیرہ کی شفاعت نہیں ہے۔

وجہ استدلال: اللہ تعالیٰ نے قاعدہ بیان فرمایا ہے کہ ہر عامل عمل خیر اور عامل عمل شر مستوجب ثواب و عقاب ہے اور اللہ تعالیٰ کی کلام میں احتمال تغیر و تبدل نہیں ہے، قال اللہ تعالیٰ: ﴿مَا يَسُدُّ الْقَوْلُ لَدَيَّ﴾ تو پھر شفاعت مرتب کرنا (نعوذ باللہ) غلط ہے؛ بلکہ مخالفت قرآن ہوگی اور نقض قانون الہی ہوگا، جو کہ موجب عتاب ہے اور جن احادیث سے ثبوت شفاعت ہے، جیسے قولہ علیہ السلام ”شفاعتی لأهل الكبائر من أمتی“ وغیرہ۔ ان کو آیات سے متعارض قرار دے کر گرا دیتا ہے اور ساتھ ہی لوگوں کو کہتا ہے کہ میں شفاعت کا قائل اور متفق اہل سنت ہوں اور مراد ”من الشفاعة لا يشفعون إلا لمن ارتضى“ لیتا ہے؛ یعنی جسے اللہ تعالیٰ پسند کرے اور اللہ تعالیٰ زانی و سارق کو پسند نہیں کرتا، اب اگر بغیر توبہ فوت ہوگا تو اس کی شفاعت بھی نہیں ہوگی اور جانب و مخالف کو مزاحاً کہتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ زانی و سارق کو پسند کرتا ہے اور احادیث وغیرہ لوگوں کو گناہ پر جرأت دیتی ہیں؟ (نعوذ باللہ من ذلک)

لہذا جناب کی طرف رجوع کیا جاتا ہے کہ اس شخص کا یہ عقیدہ صحیح ہے، یا باطل؟ یہ شخص مسلمان ہے، یا کافر؟ اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

شخص مذکور کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ منکر شفاعت اگر کافر ہو، تب تو یقیناً نماز پڑھانے کے قابل نہیں اور اگر فاسق کہا جائے، جو کم از کم درجہ ہے، تب بھی امامت کے قابل نہیں۔

اکفار الملحدين: ۴۰-۴۱، میں ہے:

والحاصل أن من كان من أهل قبلتنا ولم يغل حتى لم يحكم بكفره تصح الصلاة خلفه وتكره ولا يجوز خلف منكر الشفاعة والرؤية وعذاب القبر والكرام الكاتبين لأنه كافر لتواتر هذه الأمور من الشارع عليه السلام. فقط والله اعلم

بندہ محمد عبداللہ غفرلہ، مفتی خیر المدارس ملتان، ۲۳ شعبان ۱۳۷۴ھ۔ (خیر الفتاویٰ: ۳۶۲-۳۶۵)

منکر رسالت کو امام بنانا جائز نہیں:

سوال: زید توحید و رسالت اور جمیع ضروریات دین کو تسلیم کرتے ہوئے اور عمل کرتے ہوئے یہ عقیدہ بھی رکھتا ہے کہ جو شخص صرف توحید کا قائل ہو اور رسالت اور قرآن کو نہ مانتا ہو، وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا؛ بلکہ آخر میں اس کی بھی مغفرت ہو جائے گی، زید کو امام بنانا جائز ہے، یا نہیں؟

(المستفتی: ۹۲، محمد ابراہیم خاں ضلع غازی پور، ۹ رجب ۱۳۵۲ھ، ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

الجواب

جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کو نہ مانے اور قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی کتاب تسلیم نہ کرے، وہ جما ہیر امت محمدیہ علی صاحبہا ازکی السلام والتحیہ کے نزدیک ناجی نہیں ہوگا، ایسا شخص جو اس کی نجات کا عقیدہ رکھتا ہو، اس کو امام بنانا جائز نہیں ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ (کفایت المفتی: ۸۰۳)

(۱) وإن أنکر بعض ماعلم من الدین ضرورة کفر بها، فلا یصح الاقتداء به أصلاً. (الدر المختار، باب الإمامة: ۵۶۱/۱، ط: سعید)

ویکره... إمامة... مبتدع أى صاحب البدعة و هى اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم لا لمعادنة بل بنوع شبهة... وإن أنکر بعض ماعلم من الدین ضرورة کفر بها... فلا یصح الاقتداء به أصلاً فلیحفظ. (الدر المختار مع رد المحتار: ۵۶۰/۱-۵۶۲)

عن أبی ہریرة قال: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يوماً بارزاً للناس فأتاه رجل فقال: یا رسول اللہ! ما الإیمان؟ قال: أن تؤمن باللہ وملائکته و کتابه ولقائه ورسله وتؤمن بالبعث الآخر الخ. (صحیح لمسلم، باب الإیمان ما هو و بیان خصاله (ح: ۹۰) انیس)

غیر مسلم سے سارق کا نام معلوم کرنے والے کی امامت:

سوال: کسی مسلم یا غیر مسلم سے سارق کا نام اور شی مسروقہ کے پتہ پوچھے جانے والے اور یہ ظاہر کرنے والے کہ ہر ایسی باتوں پر یقین رکھتے ہیں، ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب: _____ حامداً و مصلياً

ایسا عقیدہ اور عمل غلط ہے، خلاف شرع ہے، (۱) جب تک اس سے توبہ نہ کر لے، ہرگز امام نہ بنایا جائے۔ (۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود وغفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۴/۱۴۰۱ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۸۶/۶-۱۸۷)

مشرک کے جنازہ کی نماز پڑھانے والے کی امامت:

سوال: جو شخص مشرک انسان کی نماز جنازہ پڑھتا ہے اس کے پیچھے نماز کیسی ہے؟

الجواب: _____ حامداً و مصلياً

جس کا خاتمہ شرک پر ہوا، اس کے لیے دعائے مغفرت کرنا اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا قطعاً جائز نہیں۔

﴿ما كان للنبي والذين آمنوا أن يستغفروا للمشركين﴾ (الآية) (۳)

(۱) وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من أتى كاهناً فصدقه بما يقول... فقد برئ مما أنزل على محمد".

"الفرق بين الكاهن والعراف أن الكاهن: إنما يتعاطى الخبر عن الغيب في مستقبل الزمان، ويدعى معرفة الأسرار، و العراف: هو الذي يتعاطى معرفة الشيء المسروق ومكان الضالة ونحوهما من الأمور".

وفى رواية لأحمد والحاكم عن أبي هريرة رضي الله عنه بلفظ: "من أتى عرافاً أو كاهناً فصدقه بما يقول، فقد كفر بما أنزل على محمد". (مرقاة المفاتيح شرح المشكوة، كتاب الطب والرقي، باب الكهانة: ۸/۳۶۶، رشيدية. (رقم الحديث: ۴۵۹۹، انيس)

ومنها: أن تصديق الكاهن بما يخبره من الغيب كفر، لقوله تعالى: ﴿قل لا يعلم من في السموات والأرض الغيب إلا الله﴾ ولقوله عليه السلام: "من أتى كاهناً فصدقه بما يقول، فقد كفر بما أنزل على محمد". (شرح فقه الأكبر، حكم تصديق الكاهن، ص: ۱۴۹، قديمي)

وقال سبحانه تعالى: ﴿وإني لغفار لمن تاب﴾ (سورة طه: ۸۲)

(۲) "ويكره إمامة عبدو فاسق... ولعل المراد به من يرتكب الكبائر... وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانتته شرعاً. (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب

الإمامة: ۱/ ۵۵۹ - ۵۶۰، سعيد) (مطلب: البدعة خمسة أقسام، انيس)

(۳) سورة التوبة: ۱۱۳

جو آدمی علم کے باوجود ایسا کرے اس کو امام بنانا جائز نہیں۔ (۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمد وغفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۴/۱۴۰۱ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۸۶/۶)

ٹوٹکے وغیرہ پر اعتقاد رکھنے والے کی امامت:

سوال: زید ٹوٹکے کراتا ہے، بکرا بطور صدقہ مریض کے سر ہانے بندھا جاتا ہے اور مریض اگر مسن ہو تو اس کو سوار کراتا ہے، پھر اس بکرے کو دفن کراتا ہے، زید کے لیے کیا حکم ہے؟ آیا اس پر توبہ اور تجدید نکاح لازم ہے، یا نہیں؟ اس کو امام بناویں، یا نہیں؟ اور اگر مسلمانوں سے کہا جاوے کہ ایسے شخص پر زجر کرنا چاہئے، اس کو کم از کم امامت سے معزول کر دو اور چند جاہل یہ کہیں کہ ہم تو زید پر ایمان لائے ہیں تو یہ کیسا ہے؟

الجواب

ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہئے؛ بلکہ امام عالم اور صالح اور متقی شخص کو بنانا چاہیے اور ایسے شخص کی امامت کے جو جہلاء طرف دار ہیں، وہ گنہگار ہیں؛ کیوں کہ مبتدع اور فاسق ہونے میں اس کے کچھ تردد نہیں ہے اور فاسق و مبتدع کی امامت مکروہ ہے اور معزول کرنا ایسے امام کا لازم ہے۔ (کذا فی الشامی) (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۱۹/۳)

کیا کسی اجتماعی مصلحت کی وجہ سے خارجی کا امام بنانا درست ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہاں کے مسلمانوں میں بوجہ یورش جمیع کفار و نصاریٰ کے جمیع فرق اسلامیہ مثل خوارج و شیعہ و سوانح و احناف کا اس امر پر اتفاق ہوا ہے کہ ہم سب مل کر ایک شخص کے پیچھے جو سلطان ہے اور خوارج سے ہے، عیدین کی نماز ادا کریں، چنانچہ فرق شافعیہ اور شیعہ کے علمائے فتویٰ دے دیا ہے اور دستخط کر دیئے ہیں اور اس سلطان کے پیچھے نماز عیدین پڑھنا منظور کر لیا ہے، چونکہ یہاں کوئی عالم مذہب حنفی کا نہیں ہے، اس وجہ سے علماء احناف سے استفتا ہے کہ احناف اس میں شریک رہیں، یا نہیں؟

الجواب

خوارج اہل بدعت میں سے ہیں اور مبتدع کے پیچھے نماز کی اقتدا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

(۱) قال ابن عابدین: "قوله: (وفاسق) (ویکروہ إمامة... فاسق) من الفسق: و هو الخروج عن الإستقامة، ولعل

المراد به من یرتکب الكبائر، إلخ... بل مشی فی شرح المنیة علی أن کراهة تقدیمہ کراهة تحریم، إلخ". (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۹/۱-۵۶۰، سعید) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

(۲) ویکروہ إمامة عبد، إلخ، وفاسق، إلخ، ومبتدع: أي صاحب بدعة، بل مشی فی شرح المنیة: أن کراهة تقدیمہ کراهة تحریم. (ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

ردالمحتار میں ہے:

فہو (الفاسق) كالمبتدع تكره إمامته بكل حال، بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (ردالمحتار: ۵۲۳/۱) (۱)

لیکن دو حالتوں میں جائز ہے، ایک یہ کہ دوسرا امام جس کی امامت مشروع (وغیر مکروہ) ہے، میسر نہ ہو اور یہ بھی میسر نہ ہونے کے حکم میں ہے کہ دوسرے امام کو مقرر کرنے میں فتنہ ہو۔

قال في الدر المختار: هذا إن وجد غيرهم وإلا فلا كراهة. (۵۲۵/۱) (۲)

دوسری حالت یہ ہے کہ وہ امام شرعاً واجب الطاعت ہو، مثلاً: سلطان المسلمین نافذ الامر ہو اور وہ حتماً لوگوں کو اپنے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم دے، فوجوب طاعة أولى الأمر مسلم. (۳)

اور کراہت کی حالت میں بھی منفرداً نماز پڑھنے سے ان کے پیچھے پڑھ لینا اولیٰ ہے۔

قال في الدر المختار: فإن أمكن الصلاة خلف غيرهم فهو أفضل وإلا فلا قتداء أولى من

الانفراد. (ردالمحتار: ۵۲۳/۱)

اشرف علی

بیشک بصورت امر کرنے سلطان کے، یا دوسرے کو امام بنانے میں فتنہ ہو تو اس صورت میں اسی سلطان کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے، جیسا کہ مفاد روایات مذکورہ کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمن، مفتی مدرسہ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۹۵/۳-۲۹۶)

ڈاکٹر عثمانی کے متبعین کی اقتدا میں پڑھی جانے والی نمازیں واجب الاعداد ہیں:

ڈاکٹر مسعود الدین کے نظریات درج ذیل ہیں:

(۱) عذاب قبر اس ارضی قبر میں نہیں ہوتا؛ بلکہ روح کو برزخی جسم میں ڈال کر علیین یا سجین میں ڈال کر عذاب،

یاریحت کی کیفیات ہوتی ہیں۔ (۲)

(۱) باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس

(۲) باب الإمامة، انيس

(۳) ﴿يا ايها الذين آمنوا أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولى الأمر منكم﴾ (سورة النساء: ۵۹، انيس)

(۴) عن عائشة رضی اللہ عنہا أن يهودية دخلت عليها فذكرت عذاب القبر، فقالت لها: أعاذك الله من عذاب

القبر، فسألت عائشة رسول الله صلى الله عليه وسلم عن عذاب القبر، فقال: نعم عذاب القبر حق. قالت عائشة:

فما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد صلى صلاة إلا تعوذ بالله من عذاب القبر. (صحيح البخارى، = =

(۲) وفات کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ والی قبر اقدس میں نہیں ہیں۔ (۱)

(۳) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دور، یا قریب سے سننے والا جاننا بہر حال مشرکاً نہ عقیدہ کا حامل ہے۔ (۲)

(۴) آدم علیہ السلام کا ذات کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنانے والی احادیث اور قبر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو

وسیلہ بنانے والی احادیث غلط ہیں۔ (۳)

== باب ماجاء فی عذاب القبر، رقم الحدیث: ۱۳۷۲ / صحیح لمسلم، باب استحباب التعمود من عذاب

القبر، رقم الحدیث: ۵۸۶، انیس)

(۱) عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اختلفوا فی دفنه، فقال أبو بکر:

سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئاً ما نسیته، قال: ما قبض اللہ نبیاً إلا فی الموضع الذی یحب أن یدفن فیہ فدفنوه فی موضع فرقاہہ۔ (سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب قبیل باب ماجاء فی الجولس قبل أن

توضع: ۱۹۷/۱-۱۹۸، رقم الحدیث: ۱۰۱۸، قدیمی، انیس)

(۲) عن أبی ہریرة قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی

نائباً أبلغته. (رواه البیہقی فی شعب الایمان، تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث: ۱۴۸۱)

”فحصل من مجموع هذا الکلام النقول والأحادیث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حی بجسده

وروحه“۔ (روح المعانی: ۳۶/۲۲، انیس)

”والمرئی أماروحه علیہ الصلاة والسلام التی هی أكمل الأرواح تجرداً وتقداً بأن تكون قد تطورت

وظهرت بصورة مرئیة بتلك الردیة مع بقاء تعلقها بجسده الشریف الحی فی القبر السامی المنیف“۔ (روح

المعانی: ۳۷/۲۲، انیس)

علامہ نورشاہ کشمیری رحمہ اللہ آیت کریمہ ”وَسْئَلُ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا“ (سورة الزخرف: ۲۵) کے ذیل میں تمام

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا روح اور جسم غصری کے ساتھ اپنے اپنے قبروں میں زندہ ہونے کے بارے میں فرمایا ہے: ”یستدل به علی

حیة الأنبیاء“۔ (مشکلات القرآن: ۲۳۳، انیس)

(۳) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لما اقترف آدم الخیئة

قال: یا رب أسألك بحق محمد لما غفرت لی، فقال اللہ: یا آدم وکیف عرفت محمداً ولم أخلقہ؟ قال: یا رب لأنک

لما خلقتنی بیدک ونفخت فی من روحک ورفعت رأسی فرأیت علی قوائم العرش مکتوباً لا إله إلا اللہ محمد

رسول اللہ، فعلمت أنك لم تضيف إلی اسمک إلا أحب الخلق إلیک، فقال اللہ: صدقت یا آدم، إنه لأحب الخلق إلیّ

ادعی بحقه فقد غفرت لک ولولا محمد ما خلقتک. (المستدرک للحاکم، ومن کتاب آیات رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم، رقم الحدیث: ۴۲۲۸، انیس)

عن أبی الجوزاء قال: فحط أهل المدينة قحطاً شديداً فشكوا إلی عائشة فقالت: انظروا قبر النبی صلی اللہ

علیہ وسلم فجعلوا منه کوی إلی السماء حتی لا یكون بیئہ و بین السماء شقف ففعلوا فمطروا مطراً حتی نبت العشب

وسمنت الإبل حتی تفتفت من الشحم فسمی عام الفتق. (مشکاة المصابیح، باب الکرامات، ص: ۵۰، قدیمی، انیس)

- (۵) زیارت قبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جملہ احادیث من گھڑت ہیں۔ (۱)
- (۶) خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بارے میں جملہ احادیث من گھڑت ہیں۔ (۲)
- (۷) ہر طرح کے تعویذات کرنا اور پانی پر دم کرنا وغیرہ کفر و شرک ہے۔ (۳)
- (۸) ۲ھ سے لے کر ۱۴۰۰ھ تک جتنے بزرگان دین، اولیاء کرام بشمول خاندان ولی اللہ شاہ عبدالرحیم، شاہ عبد العزیز، شاہ اسماعیل شہید رحمہم اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہتا ہے کہ آج جو دین اسلام کے نام سے اس دنیا میں پایا جاتا ہے، وہ انہیں حضرات کا ایجاد کردہ ہے، قرآن و حدیث کے دین سے بالکل الگ ہے۔ (۴)
- (۹) اصل دین تو اس برصغیر پاک و ہند میں کبھی آیا ہی نہیں۔ (۵)

(۱) عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من جاءني زائراً لا تعلمه حاجة إلا زيارتي كان حقاً عليّ أن أكون له شفيعاً يوم القيامة. (المعجم الأوسط للطبراني: ۱۶/۵، من اسمه عبدان/المعجم الكبير، سالم عن ابن عمر، رقم الحديث: ۱۳۱۴۹، انيس)

عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من زار قبري بعد موتي كان كمن زارني في حياتي. (المعجم الكبير، مجاهد عن ابن عمر، رقم الحديث: ۱۳۴۹۶، انيس)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: تسموا باسمي ولا تكنوا بكنيتي ومن رآني في المنام فقد رآني فإن الشيطان لا يتمثل في صورتي ومن كذب علي متعمداً فليتبوا مقعده من النار. (صحيح البخاري، كتاب العلم، باب اثم من كذب علي النبي صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث: ۱۱۰، انيس)

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من رآني في المنام فقد رآني، فإن الشيطان لا يتمثل بي. (صحيح لمسلم، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم من رآني في المنام، الخ، رقم الحديث: ۲۲۶۶، انيس)

(۳) عن عائشة رضي الله عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم كان ينفث على نفسه في مرضه الذي قبض فيه بالمعوذات، فلما ثقل كنت أنا أنفث عليه بهن، فأمسح بيده نفسه لبركتها. (صحيح البخاري، باب في المرأة ترقى الرجل، رقم الحديث: ۵۷۵۱، انيس)

عن أبي سعيد أن جبريل أتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا محمد! اشتكيت؟ فقال: نعم، قال: باسم الله أرقبك من كل شيء يؤذيك، من شر كل نفس أو عين حاسد يشفيك باسم الله أرقبك. (صحيح لمسلم، باب الطب والمرض والرقى، رقم الحديث: ۲۱۸۶، انيس)

(۴) عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنما أصحابي كالنجوم فأبهم اقتديتم اهتديتم. (الإبانة الكبرى لابن بطه، رقم الحديث: ۷۰۲، انيس)

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تسبوا أصحابي لا تسبوا أصحابي، فوالذي نفسي بيده لو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهباً ما أدرك مد أحدهم ولا نصيفه. (صحيح لمسلم، باب تحريم سب النبي صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث: ۲۵۴۰، انيس)

(۵) تاریخ کے حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی قدیم ہندوستان میں اسلام کی تبلیغ ہوئی، ==

(۱۰) جو لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ پاک والی قبر اقدس میں زندہ مانتے ہیں؛ تاکہ ان کا درود و سلام سنیں، ان کے عقائد باطل ہیں۔ (۱)

دریافت طلب امور یہ ہیں:

(۱) ایسے عقائد والا شخص کافر ہے، یا مسلمان؟ ہدایت پر ہے، یا ضلالت پر؟

(۲) مندرجہ بالا عقائد والے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟

(۳) جن لوگوں نے ان کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں، آیا وہ اعادہ کریں؟

الجواب:

(۱) ڈاکٹر عثمانی خطرناک گمراہ کنندہ ہے، اقرب الی الکفر ہے۔

(۲) ایسے عقائد کے حامل کی اقتدا میں ہرگز نماز نہ پڑھیں۔

(۳) نمازوں کا اعادہ کر لیں۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی خیر المدارس ملتان، ۱۴/۵/۱۴۰۷ھ۔ (خیر الفتاویٰ: ۳۷۸/۲-۳۷۹)

عثمانی پارٹی والوں کی اقتدا کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں عثمانی پارٹی (حزب اللہ) (۲) والے تقریباً دس آدمی ہیں، وہ ہماری جماعت میں شامل نہیں ہوتے؛ بلکہ بعد میں دوسری جماعت کرتے ہیں، اگر ہمارے بعض آدمی تاخیر سے پہنچ جائیں تو کیا ہم ان کی اقتدا کر سکتے ہیں؟

(المستفتی: عزیز الحق ایس اے سی جدہ سعودی عرب، ۱۶ صفر ۱۴۰۵ھ)

== جنوبی ہند کے راستوں سے آئے عرب تاجرین کے ذریعہ ہندوستان میں اسلام کی تبلیغ شروع ہوئی، صحابی رسول حضرت مالک بن دینار ہندوستان کی جنوبی ریاست کیرلا کے ساحلی علاقہ میں تشریف لائے اور وہاں کے علاقائی بادشاہ سے ملاقات کی، بعد میں اس بادشاہ نے اسلام قبول کر لیا۔ انہیں

(۱) عن ابي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى على عند قبري سمعته ومن صلى على

نانيا ابلغته. (شعب الایمان للبيهقي، تعظيم النبي صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث: ۱۴۸۱)

(۲) عثمانی پارٹی کے بارے میں معلومات دستیاب نہ ہو سکا، البتہ حزب اللہ شیعہ فرقہ کی تنظیم ہے۔ شیعوں کا جو فرقہ نصوص قطعہ کا منکر ہے اور کفریہ عقائد رکھتا ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے، اس کے پیچھے نماز جائز ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں، صحیح العقیدہ شیعہ کی اقتدا میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔ انہیں

الجواب

جب اہل سنت والجماعت کی امامت متوقع ہو تو مبتدعین (حزب اللہ وغیرہ) کی اقتدا نہ کریں۔ (۱) وہ ہوا موافق

(فتاویٰ فریدیہ: ۴۰۱/۲)

آغا خانی کا جنازہ پڑھانے والے کی امامت:

سوال: گزشتہ ہفتہ ایک آغا خانی اسماعیلی خاندان (۲) کے افراد کی، جو کہ ایک حادثہ میں ہلاک ہوئے، نماز

(۱) قال العلامة الحصکفی: ویکرہ إمامة عبد و فاسق و أعمی و مبتدع: أي صاحب بدعة وھی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندة بل بنوع شبهة. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار، باب الإمامة: ۴۱۴/۱، مطلب البدعة خمسة أقسام، انیس)

(۲) اسماعیلی، اہل تشیع کا ایک تفرقہ ہے، جس میں حضرت امام جعفر صادق (پیدائش 702ء) کی امامت تک اثنا عشریہ اہل تشیع سے اتفاق پایا جاتا ہے اور یوں ان کے لیے بھی اثنا عشری کی طرح جعفری کا لفظ بھی مستعمل ملتا ہے جبکہ ایک قابل ذکر بات یہ بھی ہے کہ اکثر کتب و رسائل میں عام طور پر جعفری کا لفظ اثنا عشری اہل تشیع کے لیے بطور متبادل آتا ہے۔ 765ء میں حضرت جعفر صادق کی وفات کے بعد ان کے بڑے فرزند حضرت اسماعیل بن جعفر (721ء تا 755ء) کو سلسلہ امامت میں مسلسل کرنے والے جعفریوں کو اسماعیلی کہا جاتا ہے، جبکہ حضرت موسیٰ بن جعفر (745ء تا 799ء) کی امامت کو تسلیم کرنے والوں کو اثنا عشری کہا جاتا ہے۔ اسماعیلی فرقے والے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کے بعد صرف حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ کی امامت کے قائل ہیں اور یوں امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ ان کے لیے اثنا عشریہ اہل تشیع کے برخلاف چھٹے نہیں؛ بلکہ پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ، دوسرے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ، تیسرے زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ اور چوتھے محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ کے بعد پانچویں امام بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ چھٹے؛ جن کے بعد محمد بن اسماعیل رضی اللہ عنہ (746ء تا 809ء) کو ساتویں امام کا درجہ دیا جاتا ہے۔ اسی فرقہ کو اسماعیلی، یا آغا خانی کہا جاتا ہے، موجودہ دور کے اسماعیلی اور ان کے افکار اسلامی تعلیمات کے برخلاف ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:

آغا خانی کا اس بات پر یقین ہے کہ قرآن ساری کائنات اور ہمیشہ کے لیے نہیں اترا تھا، وہ اپنے آغا خان کو چلتا پھرتا قرآن تصور کرتا ہے اور اس کی ہر بات کو اللہ کا حکم مانتا ہے۔

آغا خان نے خود کو سب کے سامنے ”اللہ کا مظہر“ کہا ہے اور مظہر کا مطلب ہوتا ہے ”رخ یا کاپی“ اور اسماعیلی۔۔۔ آغا خان کو سجدہ بھی کرتے ہیں، چنانچہ توحید کی روح اور اصل متاثر ہوتی ہے۔

اسماعیلی۔۔۔ نماز روزہ، حج ادا نہیں کرتے؛ بلکہ انہوں نے نماز کے بجائے دن میں تین بار چند مشرکانہ دعاؤں کو بدل لیا ہے اور آغا خان کے دیدار کو حج کے مترادف قرار دے دیا ہے۔

آغا خان جماعت خانہ میں عام لوگوں کے گناہ معاف کرتے ہیں اور اسماعیلیوں کا عقیدہ ہے کہ جن کے گناہ معاف کر دیئے گئے تو وہ قیامت کے دن پوچھ گچھ سے بچ جائیں گے۔

آغا خان کی بیٹی نے ایک عیسائی مبلغ سے شادی رچائی ہوئی ہے، جس کی وجہ سے اسماعیلیوں پر غیر مسلموں سے شادی کے دروازے کھل گئے ہیں اور کئی آغا خانی لڑکیاں اسی وجہ سے غیر مسلموں سے شادی کر چکی ہیں۔

آغا خان نے اللہ کی حرام ٹھہرائی ہوئی کئی اشیا کو حلال قرار دے لیا ہے، جیسے سوڈ وغیرہ۔ انیس

جنازہ ایک خطیب نے پڑھائی اور کہا کہ یہ بریلویوں سے تو اچھے ہیں اور خاص بات یہ ہے کہ تمام علما کے فیصلہ متفقہ کے باوجود فاضل خطیب نے یہ کہا کہ میں اپنی ذمہ داری پر نماز پڑھاتا ہوں، لہذا آپ سے فتویٰ درکار ہے؟

الجواب

فرقہ آغا زخانی کے اعمال و عقائد شریعت کے سراسر منافی ہیں، لہذا یہ فرقہ خارج از اسلام ہے؛ اس لیے ان پر نماز جنازہ پڑھنا ہرگز درست نہیں۔ پس خطیب صاحب موصوف پر توبہ و استغفار لازم ہے، باوجود فہمائش کے اگر تائب نہ ہو تو لائق امامت نہیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفی عنہ، نائب مفتی خیر المدارس ملتان، ۱۲۸۱/۵/۷ھ۔

الجواب صحیح: عبداللہ غفرلہ، مفتی خیر المدارس ملتان، ۱۳۸۱/۵/۸ھ۔ (خیر الفتاویٰ: ۳۷۲)

مہدوی امام کے پیچھے نماز پڑھنا:

سوال: غرض یہ ہے کہ جماعت کے کچھ ساتھ مہدوی فرقہ میں کام کرنا چاہتے ہیں، ان کے لیے ان کے پیچھے نماز پڑھنا پڑی تو کیا ان کے پیچھے نماز صحیح ہوگی؟ ان کے اندر کام کرنے کا طریقہ کیا اپنانا چاہیے؟ (مستفتی: سلیم جامع مسجد بیلگام)

الجواب

فرقہ مہدوی (۱) ”سید محمد جو پوری“ کو مہدوی موعود سمجھتا ہے، جیسا کہ قادیانی غلام احمد قادیانی کو مہدوی موعود مانتے ہیں، ان کے عقائد اور نظریات اسلام سے ہٹے ہوئے ہیں؛ اس لیے یہ ایک غیر مسلم فرقہ ہے۔ (۲) (کفایت المفتی) ان کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔

(۱) فرقہ مہدویت کے بانی سید محمد جو پوری کے معتقدین کے عقائد یہ ہیں کہ نعوذ باللہ سید محمد جو پوری خدا تعالیٰ کی بعض صفات میں بھی شریک ہیں، امام مہدوی پیغمبر ہیں، اس کا ادنیٰ کفر بھی ارتداد کو مستلزم ہے، امام مہدوی کی نماز انبیاء و صلحاء سے بڑھ کر ہیں؛ بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کا درجہ رکھتے ہیں، انہیں کان و ما یکنو کا علم دیا گیا تھا اور ان پر عربی و ہندی میں وحی نازل ہوئی تھی، یہ دیگر انبیاء کی طرح تمام صغائر و کبار سے محفوظ ہیں۔ (کتاب النوازل بحوالہ امام مہدوی شخصیت و حقیقت: ۹۸/۲، انیس)

(۲) قد ظهر فی البلاد الہندیۃ جماعۃ تسمی المہدویۃ ولہم ریاضات عملیۃ و کشفات سفلیۃ و جہالات ظاہریۃ، و من جملتہا انہم یعتقدون ان المہدی الموعود و هو شیخہم الذی ظہر و مات و دفن فی بعض بلاد خراسان و لیس یظہر غیرہ مہدی فی الوجود و من ضلالتہم انہم یعتقدون ان من لم یکن علی ہذہ العقیدۃ فہو کافر۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، باب اشرط الساعۃ: ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، دار الفکر بیروت انیس)

حضرت مہدوی رضی اللہ عنہ کی تخصیص کے سلسلہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت واضح ہے، جسے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

قال المرغینانی: تجوز الصلاة خلف صاحب هوى وبدعة ولا تجوز خلف الرافضى والجهمي والقدرى والمشبهة ومن يقول بخلق القرآن، حاصله إن كان هوى ليكفر به صاحبه تجوز الصلاة خلفه مع الكراهة والإفلا. (الفتاوى الهندية: ۸/۴۱۸) (۱)

(۲) فرقہ مہدوی میں کام کے لیے ان کے پیچھے نماز پڑھنا ضروری نہیں؛ بلکہ اور طریقوں سے کام کیا جاسکتا ہے، مثلاً: (۱) ان کے علاقہ میں گشت کر کے اپنی باتیں ان کے پاس رکھیں، (۲) تبلیغی اجتماعات میں ان کو مدعو کر کے انہیں اپنا پیغام پہنچائیں، (۳) انفرادی ملاقات کے ذریعہ ان کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرائیں، وغیرہ۔ واللہ اعلم وعلماہم اتم مفتی محمد شاہ کرخان قاسمی پونہ (فتاویٰ شاہ کرخان: ۸۳۲-۸۳۳)

”ما اهل به لغير الله“ کو حلال قرار دینے والے کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ زید ایک عالم شخص ہے اور پیش امام بھی عقیدہ میں بالکل ڈھیلا اور بریلی ہے، نذر و نیاز کا قائل ہے اور وما اهل لغير الله به والی چیز کو حلال کر کے مخلوق کو گمراہ کر رہا ہے، داڑھی کا سخت دشمن ہے، دو تین انگلی سے بالکل زائد نہیں، ایک مولوی صاحب نے اس کے ساتھ مناظرہ کیا ہے اور داڑھی کا ثبوت حدیث اور فقہ کی کتب سے دیا ہے تو بریلی صاحب نے کہا ہے کہ میں تمام کتب کو اکٹھا کر کے آگ جلاتا ہوں۔ (نعوذ باللہ) اس کی ہمیشہ جس کی عمر تقریباً پچاس سال ہے، بیٹھی ہے، شادی کر دینا نہیں چاہتا، تمام لوگ اور علماء اور زمیندار طبقہ کہہ چکے ہیں کہ ایسا کام مت کرو، کسی ایک کی نہیں مانتا اور زانی بھی ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہ؟ جو الفاظ اس نے کتب کے متعلق بولے ہیں، کیا کافر ہو جاتا ہے، یا نہ؟ اگر ہو جاتا ہے تو اس صورت میں عورت چھوٹ جاتی ہے، یا نہ؟ ایسے شخص کے ساتھ السلام علیکم کرنا چاہیے، یا نہ؟ تمام علماء دیوبند کو کافر کافر کہتا ہے اور پیروں کو قبروں پر جا کر امداد اور مراد مانگتا ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟

(۲) ایک شخص نے کہا ہے کہ یہ آیت قرآن یہود کے لیے ہے، ہمارے لیے نہیں، ہم اس کو نہیں مانتے، یہ قرآن اس زمانے میں انہیں کے واسطے اترتا تھا، نہ کہ ہمارے لیے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟ اور اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے؟

== ”لو لم یبق من الدنيا إلا يوم لطول الله ذلك اليوم، حتى یبعث فیہ رجلا منی أو من اهل بیتی یواطیء اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی یملا الأرض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا“۔ (سنن أبی داؤد، کتاب المہدی، رقم الحدیث: ۴۲۸۲) (انیس) ایک دوسری روایت میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

”المہدی منی، أجلي الجبهة، أفنی الأنف، یملا الأرض قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلما یملک سبع سنین“۔ (سنن أبی داؤد، کتاب المہدی، رقم الحدیث: ۴۲۸۴-۴۲۸۵) (انیس)

(۱) الفصل الثالث فی بیان ما یصلح إمام لغيره، دار الفکر بیروت، انیس

(۳) غیر اللہ سے امداد اور مراد چاہنے والے کے ساتھ کیا برتاؤ رکھنا چاہیے؟ اور وہ مسلمان باقی ہے، یا نہ؟ بیٹا تو جروا۔

الجواب

- (۱) ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز نہیں، ان کے بعض اقوال و عقائد کفریہ ہیں۔ (العیاذ باللہ)
- (۲) اگر واقعی اس کی مراد یہ ہو کہ قرآن اس زمانے کے یہودیوں کے لیے تھا، ہمارے لیے نہیں اور اس میں کوئی تاویل نہیں کرتا تو یہ کفر ہے اور اگر یہ مطلب ہے کہ اس آیت کا تعلق یہود سے ہے، اس میں ان کے متعلق حکم مذکور ہے، مومنین کا حکم اس آیت میں مذکور نہیں تو کوئی خرابی نہیں۔
- (۳) اس سوال کے جواب میں تفصیل ہے، فی الحال وقت میں اتنی گنجائش نہیں۔ واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود: ۲/۱۱۵-۱۱۶)

غلط عقیدہ بیان کرنے والے خطیب کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک خطیب نے فضائل حسنین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہوئے کہا کہ حسنین شریفین، بہشت میں ہم سب کے سردار ہوں گے، تمام اولیا کے سردار ہوں گے اور تمام انبیاء کے سردار ہوں گے، اس موقع پر ان کو ٹوکا گیا کہ حسنین شریفین انبیاء کے سردار نہیں ہوں گے، (۱) خطیب صاحب نے ٹوکنے والے کو چپ کر دیا اور کہا کہ تفسیر خازن اٹھا کر دیکھو، مشکوٰۃ شریف میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے، وہ دیکھو۔

لہذا مندرجہ بالا گفتگو کو مد نظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب عطا فرمادیں:

- (۱) کیا یہ بات درست ہے کہ حسنین شریفین جنت میں انبیاء کے سردار ہوں گے؟
- (۲) اس قسم کا عقیدہ رکھنے والے کے پیچھے نماز درست ہوئی کہ نہیں؟

الجواب

خطیب مذکور جاہل ہے، کسی تفسیر کی کتاب میں ایسا قول موجود نہیں ہے اور نہ ہی تفسیر خازن اور مشکوٰۃ شریف میں اس کا ذکر ہے، لہذا فوراً اس کو اپنی بات سے رجوع کرنا چاہیے اور توبہ استغفار کرنا لازم ہے، ورنہ امامت سے علاحدہ کر دیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان، ۲۵/ محرم ۱۳۹۹ھ۔ (فتاویٰ مفتی محمود: ۲/۱۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ناشائستہ کلمات کہنے والے کا بعد توبہ امامت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے والد مولانا امین الحق پر بعض مخالفین نے

- (۱) عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة. (فضائل الصحابة لابن حنبل، فضائل الحسن والحسين رضي الله عنهما، رقم الحديث: ۱۳۶۸، انيس)

ذاتی عناد کی بنا پر یہ الزام لگایا ہے کہ اس نے آج سے چالیس سال قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ اُبی و اُمی کے بارے میں ناشائستہ کلمات استعمال کئے تھے، جن کی وجہ سے اس وقت کے علما نے اس کو امامت سے معزول کیا تھا، حالانکہ میرے والد نے زندگی بھر اس قسم کے الفاظ نہیں کہے ہیں، میرا والد سلسلہ عالیہ قادریہ میں منسلک ہے، اولیاء اللہ کے ماننے والے اور معتقد ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ امتی ہونے پر فخر کرتا ہے، خدا نخواستہ اگر بمقتضائے بشریت اس نے اس قسم کے کلمات کہے بھی ہوں اور اس نے توبہ کر کے اثابت الی اللہ کی ہو تو کیا اس کے پیچھے اقتدا درست ہے؟ بیوقوف تو جروا۔

(المستفتی: سیدالابرار نشی فاضل نوشہرہ، ۶/۴/۱۹۶۹ء)

الجواب

سب الرسول علیہ السلام کے ثبوت شرعی کے بعد سب کا توبہ قرآن و حدیث اور فقہ کی بنا پر صحیح ہے اور اس کی امامت صحیح ہے۔

قال الله تعالى في شان المنافقين: ﴿وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا﴾ إلى أن قال: ﴿فَإِنْ يَتُوبُوا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ﴾ (الآية) (۱)

وجه الاستدلال: إن المنافقين كانوا مسلمين ظاهراً، ويجرى عليهم أحكام المسلمين.

وقال الله تعالى: ﴿غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ﴾ (۲) من غير تقييد وتخصيص.

وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "التائب من الذنب كمن لا ذنب له". (۳)

وقال العلامة الشامي في رد المحتار: ۴۰۲/۳: فهذا صريح كلام القاضي عياض في الشفاء والسبكي و ابن تيمية وأئمة مذاهب على أن مذهب الحنفية قبول التوبة بلا حكاية قول آخر عنهم وإنما حكوا الخلاف في بقية المذاهب، إلخ. (۴) وهو الموفق (فتاوى فريديہ: ۴۳۱/۲-۴۳۲)

(۱) سورة المائدة: ۷۴

(۲) سورة المؤمن: ۳

(۳) مشكاة المصابيح: ۲۰۶/۱، باب الاستغفار والتوبة

(۴) وحاصله أنه نقل الإجماع على كفر الساب، ثم نقل عن مالك ومن ذكر بعده أنه لا تقبل توبته فعلم أن المراد من نقل الإجماع على قتله قبل التوبة، ثم قال: وبمثله قال أبو حنيفة وأصحابه، الخ، أي أنه يقتل، يعني قبل التوبة لا مطلقاً، ولذا استدرک بقوله لكنهم قالوا هي ردة، يعني ليست حداً، ثم ذكر أن الوليد روى عن مالك مثل قول أبي حنيفة فصار عن مالك روايتان في قبول التوبة وعدمه، المشهور عنه العدم ولذا قدمه وقال في الشفاء في موضع آخر: قال أبو حنيفة وأصحابه: من برىء من محمد صلى الله عليه وسلم

منکر تقدیر کی امامت:

سوال: ہماری بستی کے امام صاحب ایک اسکول کے مولوی ہیں، وہ کہتے ہیں کہ تقدیر کوئی چیز نہیں ہے، پیسہ اڑتا ہے، پکڑنے کا ڈھنگ چاہیے، ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

== أو كذب به فهو مرتد حلال الدم إلا أن يرجع، فهذا تصريح بما علم من عبارته الأولى، وقال في موضع بعد أن ذكر عن جماعة من المالكية عدم قبول توبته، و كلام شيو خنا هؤلاء مبني على القول بقتله حدا لا كفرا، وأما على رواية الوليد عن مالك ومن وافقه على ذلك من أهل العلم قد صرحوا أنه ردة قالوا ويستتاب منها إن تاب نكل وإن أبى قتل، فحكموا بله بحكم المرتد مطلقا، والوجه الأول أشهر وأظهر، اهـ.

يعنى أن قول مالك بعدم قبول التوبة أشهر وأظهر مما رواه عنه الوليد فهذا كلام الشفاء صريح في أن مذهب أبي حنيفة وأصحابه القول بقبول التوبة كما هو رواية الوليد عن مالك، وهو أيضا قول الثوري وأهل الكوفة والأوزاعي في المسلم، أي بخلاف الذمي إذا سب فإنه لا ينقض عهده عندهم كما مر تحريره في الباب السابق ثم إن ما نقله عن الشافعي خلاف المشهور عنه والمشهور قبول التوبة على تفصيل ذلك، قال الإمام خاتمة المجتهدين الشيخ تقي الدين السبكي في كتابه "السيف المسلول على من سب الرسول": "حاصل المنقول عند الشافعية أنه متى لم يسلم قتل قطعاً ومتى أسلم، فإن كان السب قذفاً فالوجه الثلاثة هل يقتل أو يجلد أو لا شيء، وإن كان غير قذف فلا أعرف فيه نقلاً للشافعية غير قبول توبته، وللحنفية في قبول توبته قريب من الشافعية، ولا يوجد للحنفية غير قبول التوبة، وأما الحنابلة فكلامهم قريب من كلام المالكية والمشهور عن أحمد عدم قبول توبته وعنه رواية بقبولها فمذهبه كمذهب مالك سواء، هذا تحرير المنقول في ذلك، اهـ ملخصاً، فهذا أيضاً صريح في أن مذهب الحنفية القبول وأنه لا قول لهم بخلافه.

وقد سبقه إلى نقل ذلك شيخ الإسلام تقي الدين أحمد بن تيمية الحنبلي في كتابه "الصارم المسلول على شاتم الرسول - صلى الله عليه وسلم" كما رأيته في نسخة منه قديمة عليها خطه، حيث قال: وكذلك ذكر جماعة آخرون من أصحابنا أنه يقتل سب الرسول صلى الله عليه وسلم ولا تقبل توبته سواء كان مسلماً أو كافراً، وعامة هؤلاء لما ذكروا المسألة قالوا خلافاً لأبي حنيفة والشافعي وقولهما أي أبي حنيفة والشافعي إن كان مسلماً يستتاب فإن تاب وإلا قتل كالمترد وإن كان ذمياً، فقال أبو حنيفة لا ينقض عهده ثم قال بعد ورقة قال أبو الخطاب: إذا قذف أم النبي صلى الله عليه وسلم لا تقبل توبته وفي الكافر إذا سبها ثم أسلم روايتان: وقال أبو حنيفة والشافعي: تقبل توبته في الحاليتين، اهـ، ثم قال في محل آخر قد ذكرنا أن المشهور عن مالك وأحمد أنه لا يستتاب ولا يسقط القتل عنه، وهو قول الليث بن سعد، وذكر القاضي عياض أنه المشهور من قول السلف وجمهور العلماء، وهو أحد الوجهين لأصحاب الشافعي، وحكى عن مالك وأحمد أنه تقبل توبته، وهو قول أبي حنيفة وأصحابه وهو المشهور من مذهب الشافعي بناء على قبول توبة المرتد، اهـ.

فهذا صريح كلام القاضي عياض في الشفاء والسبكي وابن تيمية وأئمة مذهبه على أن مذهب الحنفية قبول التوبة

بلا حكاية قول آخر عنهم. (رد المحتار هامش الدر المختار، مطلب مهم في حكم سب الأنبياء، باب المرتد: ۳/۹۱، ۳۱۹، انيس)

الجواب _____ وباللہ التوفیق

صورتِ مسئلہ میں جب یہ امام تقدیر کا منکر ہے تو اس کے پیچھے کسی مسلمان کی نماز نہیں ہوتی، اس شخص کو امامت سے علاحدہ کر دیا جائے اور اس کے پیچھے نماز ہرگز نہیں پڑھی جائے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۲۷/۴/۵۷۱۳ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۷۳۲)

سوشلسٹ امام کی اقتدا کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سوشلزم کا عقیدہ رکھنے والے امام کے پیچھے نماز کیا حکم ہے؟ بینواتوجروا۔ (المستفتی: محمد اقبال تاروٹنگی چارسدہ)

الجواب _____

جس نے دیدہ و دانستہ سمجھ بوجھ کر، اس نظریہ کی معاونت کی ہو تو اس کو مسلمان سمجھنا غلط فہمی، یا بد فہمی ہوگی۔ (۲)

الجواب الثانی: سوشلزم پر ایمان اور یقین رکھنے والے کے پیچھے اقتدا جائز نہیں ہے۔ (۳) وہو الموفق

(فتاویٰ فریدیہ: ۲۰۰۶)

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ ماننے والے اور روایات درود کو ضعیف کہنے والے کی امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو امام مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں

(۱) اس لیے کہ تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے، تقدیر کا منکر کافر اور مرتد ہے اور کافر و مرتد کے پیچھے نماز صحیح نہیں، البتہ شخص مذکور نے اگر مذکورہ جملہ (تقدیر پر کوئی چیز نہیں ہے) جہالت اور لاعلمی کی بنیاد پر استعمال کیا ہے، اسے یہ معلوم نہیں کہ یہ کلمہ کفر ہے تو اس صورت میں مفتی بہ قول کے مطابق شخص مذکور کو کافر و مرتد قرار نہیں دیا جائے گا اور اس کے پیچھے نماز صحیح ہوگی؛ لیکن اس طرح کا جملہ کا استعمال بہر حال غلط اور باعث گناہ ہے، سلب ایمان کا بھی خطرہ ہے، لہذا توبہ و استغفار اور آئندہ اس طرح کا جملہ استعمال کرنے سے احتراز لازم ہے۔ [مجاہد]

”والحاصل أن من تكلم بكلمة الكفر هازلاً أو لاعتبار باعتقاده كما صرح به قاضي خان في فتاواه ومن تكلم بهما خطأ أو مكرها لا يكفر عن الكل ومن تكلم بهما عالماً عامداً ككفر عند الكل ومن تكلم بها اختياراً جاهلاً بأنها كفر ففيه اختلاف والذى تحررأنه لا يفني بتكفير مسلم أمكن حمل كلامه على محمل حسن أو كان في كفره اختلاف ولورواية ضعيفة“ (البحر الرائق، أحكام المرتدين: ۱۳۴/۵-۱۳۵)

(۲) قال العلامة علي قاري: وكذا لو قال: هذا زمان الكفر، لا زمان كسب الإسلام أي كفر إن أراد أنه ينبغي في هذا الزمان كسب الكفر لا كسب الإسلام، بخلاف ما إذا أراد أن هذا زمان غلبة أهل الكفر والجهل وضعف كسب الإسلام والعلم. (شرح فقه الأكبر للقاري، ص: ۱۸۱، فصل في الكفر صريحاً وكنياً)

(۳) قال الحصكفي: وإن أنكر بعض ما علم من الدين ضرورة كفر بها... فلا يصح الاقتداء به أصلاً. (الدر المختار على هامش رد المحتار: ۱/۱۵۰، قبيل إمامة الأورد)

اختلاف رکھتا ہے اور درود شریف کی روایات کو ضعیف قرار دے رہے ہیں، وہ روایات جن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تک صلاۃ و سلام کے ایصال کا ذکر کیا ہے، ایسے امام کو مقرر کرنا از روئے شرع کیا حکم رکھتا ہے؟ بینوا تو جروا۔
(المستفتی: حاجی عبدالمنان چیف کمیٹی منگورہ سوات)

الجواب

بظاہر یہ شخص سلفی اور نجدی معلوم ہوتا ہے، پس اگر یہ حقیقت ہو تو ایسے شخص کو باقاعدہ امام مقرر کرنا مکروہ ہے۔ (۱)
لکونہ مبتدعاً خار جیاً شدیداً علی المسلمین رحیماً علی الکفار مبیحاً لقتل اهل الإسلام وتارکاً
لقتل اهل الأوثان وفق قول الصادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۳۸۱/۲)
ساحر، جادو گر اور مشرک نہ عقائد رکھنے والے کی امامت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ!

(۱) جس شخص کا عقیدہ درست نہ ہو اور جادو گر ہو، بعض امور میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بھی ٹھہراتا ہو، اس کی امامت کا حکم کیا ہے؟

(۲) اگر کوئی مولوی نجوم کے ذریعہ غیب کی باتیں کرتا ہو، سحر اور جادو کرتا ہو تو کیا اس کی امامت صحیح ہے؟

(۳) اگر ایک مولوی صاحب نے ایک ہی خاندان کے چھوٹی بچیوں کی نماز جنازہ پڑھائیں؛ لیکن جب ان کی لڑکیوں کا دادا فوت ہوا تو مولوی صاحب نے پارٹی بازی کے طیش میں آکر جنازہ نہیں پڑھایا، کیا اس کی اس متعصبانہ رویہ کی وجہ سے اس کی امامت درست ہے؟ بینوا تو جروا۔ (المستفتی: لیاقت علی راولپنڈی)

الجواب

(۱) مشرک اور ساحر امام کے پیچھے اقتدا کرنا باطل اور کالعدم ہے، (۲) البتہ محض تہمت بلا ثبوت ناقابل

سماعت ہے۔ (تو اعرفقہ)

(۱) و شروط صحة الإمامة للرجال الأصحاب ستة أشياء: الإسلام وهو شرط عام. (مراقی الفلاح: ۱۰۹، المكتبة العصرية، انیس)
ویکثره إمامة... مبتدع: أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندة بل بنوع
شبهة وكل من كان قبلتنا لا يكفر بها حتى الجوارح الذين يستحلون دماءنا وأموالنا، إلخ. (الدر المختار علی هامش
ردالمحتار: ۱/ ۴۱۴، مطلب البدعة خمسة أقسام، باب الإمامة)

(۲) و شروط صحة الإمامة للرجال الأصحاب ستة أشياء: الإسلام وهو شرط عام. (مراقی الفلاح: ۱۰۹، المكتبة العصرية، انیس)
قال العلامة الحصكفي: وإن أنكر بعض ما علم من الدين ضرورة كفر بها كقوله: إن الله تعالى جسم
كأجسام وإنكاره صحبة الصديق فلا يصح الاقتداء به أصلاً فليحفظ. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار: ۱/ ۴۱۵،
قبيل مطلب في إمامة الأئمة)

- (۲) سحر اور جادو جب کفر کی حد تک پہنچا ہو تو اس کا حکم جواب نمبر: ۱، میں مسطور ہوا، (۱) اور جو جادو کفر کی حد تک نہیں پہنچا ہو تو اس عامل امام کے پیچھے اقتدا مکروہ تحریمی ہے۔ (کبیری) (۲)
- (۳) مولوی صاحب نے کن وجوہات کی بنا پر نماز جنازہ نہیں پڑھائی ہے، ان کی وضاحت ضروری ہے؛ تاکہ ہم فتویٰ دینے پر متقرر رہیں۔ وھو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۳۹۳-۳۹۴)

منکرین حدیث کی امامت:

سوال: جو فرقہ حدیث کا منکر ہو، اس کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہ؟

الجواب

قادیانی فرقہ جو کہ حدیث کا منکر ہے، وہ کافر ہے، ان کے پیچھے نماز درست نہیں ہے اور غیر مقلدوں کا فرقہ، جو کہ اپنے کو اہل حدیث کہتا ہے، وہ بھی درحقیقت اہل حدیث نہیں ہیں، ان کے پیچھے بھی نماز مکروہ ہے، امام عالم سنی حنفی کو مقرر کرنا چاہیے۔ (۳) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۷۴/۳)

منکرین قرآن و حدیث اور فاسق کے مرید کی امامت:

سوال: ایک امام ہے، وہ ایک بے نمازی داڑھی منڈے ہوئے فاسق کے ہاتھ پر بیعت ہو گیا اور اس کو دو عالموں نے سمجھایا اور کہا کہ جب تک شریعت ساتھ نہ ہوگی، طریقت حاصل نہیں ہو سکتی ہے، کلام پاک و حدیث سے ثابت ہے تو وہ غصہ ہو گیا اور کہا کہ میں کلام پاک و حدیث کو نہیں مانتا، اس معاملہ میں شریعت کا کیا حکم ہے، کیا کرنا چاہیے؟ اب اس نے بیعت کو فسخ کر دیا ہے، کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے؟

- (۱) قال العلامة ابن عابدين: فهذه أنواع السحر الثلاثة قد تقع بما هو كفر من لفظ أو اعتقاد أو فعل وقد تقع بغيره كوضع الأحجار للسحر فصول كثيرة في كتبهم فليس كل ما يسمي سحراً كافراً إذ ليس التكفير به لما يترتب عليه من الضرر بل لما يقع به مما هو كفر كاعتقاد انفراد الكواكب بالربوبية أو أهانة قرآن أو كلام مكفر ونحو ذلك ملخصاً. (رد المحتار هامش الدر المختار: ۱/ ۳۴، مطلب السحر أنواع)
- (۲) قال العلامة الحلبي: كذا في فتاوى الحجة وفيه إشارة إلى أنهم قدموا فاسقاً يأثمون بناءً على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (الشرح الكبير، ص: ۴۷۵، فصل في الإمامة)
- (۳) وحاصله إن كان هوئاً لا يكفر صاحبه تجوز الصلاة خلفه مع الكراهة وإلا فلا، هكذا في التبيين والخلاصة، وهو الصحيح، هكذا في البدائع. (الفتاوى الهندية، كشوري، باب الإمامة: ۸۳/۱، ظفیر)

فرقہ منکرین حدیث کی امامت بھی درست نہیں ہے، علمائے ان کے کافر ہونے کا فتویٰ دے دیا ہے۔ ظفیر

الجواب _____ حامدًا و مصليًا

جب امام صاحب نے کہا کہ ”میں کلام پاک و حدیث شریف کو نہیں مانتا“ تو اس کو ہرگز امام نہ بنایا جائے، (۱) جب تک وہ اپنی غلطیوں کا اقرار کر کے توبہ و استغفار و تجدید ایمان و تجدید نکاح نہ کرے، (۲) شریعت کو ترک کر کے طریقت حاصل نہیں کی جاسکتی، بے نمازی و ڈاڑھی منڈے فاسق کے ہاتھ پر بیعت ہونے سے خدائے پاک کی خوشنودی حاصل نہ ہوگی؛ بلکہ شیطان کی خوشنودی حاصل ہوگی۔ (۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۱۸۵/۶-۱۸۶)

منکر حدیث کا جنازہ پڑھانے والے کی امامت:

سوال: ایک شخص حدیث پاک کا قطعی منکر ہے، مشہور منکر حدیث عبد اللہ چکڑا لوی کے مذہب کا پیروکار ہے، اپنے آپ کو اہل قرآن کہلاتا ہے، ایسا شخص از روئے شریعت مسلمان ہے، یا کافر؟
(۲) جو شخص ایسے آدمی کا جنازہ پڑھائے، اس کی اقتدا میں پانچ وقت کی نماز، جمعہ وغیرہ پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب _____

حدیث قرآن پاک کی توضیح و تشریح ہے، حدیث کو یکسر نظر انداز کر کے قرآن حکیم پر عمل قطعاً ناممکن ہے اور جو اس مجال کا دعویٰ کرے، وہ بلاریب جھوٹا ہے، چونکہ اتباع رسول کا فرض ہونا نصوص صریحہ قطعیہ سے ثابت ہے؛ اس لیے حدیث کا منکر کافر اور خارج از دائرہ اسلام ہے۔ (۳)

(۲) امام مذکور تواتر و قتیہ علانیہ توبہ نہ کرے، اس کی اقتداء میں ہرگز نماز ادا نہ کی جائے۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور، نائب مفتی خیر المدارس ملتان۔ الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، ۱۲/۵/۱۳۹۹ھ۔ (خیر الفتاویٰ: ۳۵۰/۲)

(۱) ویکفر إذا أنکر آية من القرآن أو تسخر بآية منه. (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ۲۰۵/۵، رشیدیہ)

(۲) ما كان في كونه كفراً اختلافاً، فإن قاله يؤمر بتجديد النكاح والتوبة والرجوع عن ذلك. (الفتاویٰ الہندیہ، كتاب السير، باب التاسع في أحكام المرتدين، قبيل الباب العاشر: ۲۸۳/۲، رشیدیہ)

(۳) قال اللہ تعالیٰ: ﴿قل إن كنتم تحبون اللہ فاتبعونی يحبکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم. قل أطيعوا اللہ و الرسول فإن تولوا فإن اللہ لا یحب الکافرین﴾ (سورة آل عمران: ۳۱-۳۲)

(۴) ﴿وما آتاکم الرسول فخذوه و ما نہاکم عنه فانتهوا﴾ (سورة الحشر: ۵۹، انیس)

﴿قل إن كنتم تحبون اللہ فاتبعونی يحبکم اللہ﴾ (سورة آل عمران: ۳۱، انیس)

﴿یا ایہا الذین آمنوا أطيعوا اللہ و أطيعوا الرسول ولا تبطلوا أعمالکم﴾ (سورة محمد: ۳۳)

﴿فلیحذر الذین یخالفون عن أمره أن تصیبهم فتنة أو یصیبهم عذاب أليم﴾ (سورة النور: ۶۳) ==

منکرین حدیث سے تعلقات رشتہ داری رکھنے والے کی امامت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ ایک شخص ایک بستی کی مسجد میں کچھ عرصہ نماز کی جماعت کراتا رہا، مگر اس کی بعض حرکات کی وجہ سے نمازی اس سے متنفر ہونا شروع ہو گئے، حتیٰ کہ نمازیوں کی اکثریت نے اس کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا اور خود اس نے بھی کہہ دیا کہ بے شک کوئی دوسرا امام بنالیں۔ اب میں تمہیں نماز نہیں پڑھاؤں گا، مگر جب دوسرا آدمی تجویز کر لیا گیا تو اس نے؛ یعنی پہلے امام نے اس مسجد میں پھر دو تین نمازیوں کو نماز پڑھانا شروع کر دی۔ اب اس مسجد میں بیک وقت دو جماعتیں کھڑی ہو جاتی ہیں، اکثریت اس امام سے بایں وجہ بھی متنفر ہے کہ اس کا کھانا پینا اور رشتہ داریوں کے تمام تعلقات اس فرقہ سے ہیں، جو اپنے آپ کو اہل قرآن کہتا ہے، جو صرف تین نمازوں کے قائل ہیں، پانچ نمازوں کو فرض ہی نہیں سمجھتے ہیں، نیز کھلے طور پر انکار حدیث کرتے ہیں اور اپنے لڑکے کی شادی بھی ایسے لوگوں کے گھر ہی کر رکھی ہے اور ان کا ہر وقت اس کے ہاں آنا جانا رہتا ہے اور برت برتاؤ، کھانا پینا بھی انہی کے ساتھ ہے، کیا ایسے شخص کو امام بنانا، اس سے جماعت کرانا جائز ہے، جب کہ سوائے ایک دو آدمیوں کے اس کے پیچھے نماز پڑھنے کے لیے کوئی آدمی تیار نہیں ہے اور اہل محلہ اس سے بیزار ہیں، نیز اس پر اس کے علاوہ اور بھی فسق و فجور کے شہادت ہیں؟

الجواب

اگر یہ باتیں درست ہیں کہ امام مذکور میں فسق و فجور بھی پایا جاتا ہے، نیز اس کے تعلقات اور رشتہ داریاں فرقہ منکرین حدیث سے ہیں اور انہی وجوہات کے سبب اہل محلہ اس سے بیزار ہیں اور اکثریت نے اس کی اقتدار ترک کر دی ہے تو امام مذکور کو لازم ہے کہ اس مسجد کی امامت سے الگ ہو جائے اور زبردستی اپنی امامت ان لوگوں پر ٹھونسنا ہرگز ہرگز جائز نہیں ہے؛ بلکہ اس کی امامت مکروہ ہے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق، والجواب صحیح: محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ، یکم محرم ۱۳۹۶ھ۔ (فتاویٰ مفتی محمود: ۲/۲۱۹)

== عن المقدم بن معدی کرب الکندی رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرم أشياء یوم خیبر الحمار وغیره ثم قال: لیوشک الرجل متکناً علی أریکتہ یحدث بحدیثی فیقول: بیننا وبينکم کتاب اللہ ما وجدنا فیہ من حلال استحللناہ وما وجدنا فیہ من حرام حرمانہ، ألا وإن ما حرم رسول اللہ فهو مثل ما حرم اللہ. (سنن الدارمی، باب السنة قاضیة علی کتاب اللہ (ح: ۶۰۶) / سنن ابن ماجہ، باب تعظیم حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ح: ۱۲) / سنن الترمذی، باب ما نہی نہ أن یقال عند حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الخ (ح: ۲۶۶۴) انیس)

(۱) عن عبداللہ بن عمرو أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول: ثلاثة لا یقبل اللہ منهم صلاة: لا یقبل اللہ صلاة من تقدم قوماً وهم له کارهون، الخ. (سنن أبی داؤد، باب الرجل یؤم القوم وهم له کارهون (ح: ۵۹۳) انیس)

پرویزی کا جنازہ پڑھنے والا لائق امامت نہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مشہور منکر حدیث غلام احمد پرویز، جس کو جمہور علماء امت نے کافر قرار دیا ہے، اس کا ایک پیروکار، ہم عقیدہ وہم مسلک و مسلک پرویز کا مبلغ مر گیا ہے، جب کہ جمہور علماء امت نے پرویز کے تبعین کو بھی خارج از اسلام قرار دیا ہے، اس پرویزی پر اہل سنت والجماعت مسلمانوں کے ایک پیش امام نے جنازہ پڑھا ہے، لہذا شریعت اسلامی میں مذکورہ امام کا کیا حکم ہے؟

(ب) نماز جنازہ کی اس امامت کے بعد اس امام کے پیچھے اقتداء جائز ہے، یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

ایسا شخص عاصی و فاسق ہے، اس کا امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے، علماء نے غلام احمد پرویز کو اور اس کے ہم عقیدہ لوگوں پر کفر کا فتویٰ دے دیا ہے۔ (کمانی فتاویٰ دارالعلوم: ۱۷۴/۳) اہل سنت والجماعت کے امام کو ان کی میت پر نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے۔ (۱) فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ، نائب مفتی خیر المدارس ملتان، ۲۰/۱۲/۱۳۸۷ھ۔ (خیر الفتاویٰ: ۳۵۹/۲)

غیر مسلم کی اقتداء میں پڑھی ہوئی نمازوں کا حکم:

سوال: ایک شخص عرصہ دراز تک کسی مسجد کا امام رہا، بعد میں خارج ہے، کیا ایسے شخص کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کا لوٹانا واجب ہے؟

الجواب

کسی شخص کی اقتداء کرتے وقت اس کے عقائد کے بارے میں صحیح معلومات نہ ہوں اور بعد میں اس کے کفر کے بارے میں یقین ہو جائے تو پڑھی ہوئی نمازوں کے بارے میں احتیاط یہ ہے کہ وہ نمازیں دوبارہ پڑھی جائیں۔

وفی الہندیۃ: ر جل أم قومًا شہراً ثم قال: كنت مجوسياً، فإنه يجبر علی الإسلام ولا يقبل قوله وصلا تهم جائزة ویضرب ضرباً شديداً وكذا لوقال: صليت بكم الكمدة علی غیر وضوء وهو ماجن لا يقبل قوله وإن لكم یکن كذلك واحتمل أنه قال علی وجه التورع والاحتیاط أعادوا صلاتهم وكذا إذا قال: كان فی ثوبی قدر، كذا فی الخلاصة وكذا إذا بان أن الإمام كافر أو مجنون أو امرأة أو خنثی إلى آخره. (۲) (فتاویٰ حقانیہ: ۱۵۱/۳)

(۱) ﴿ولا تصل علی أحد منهم مات أبداً ولا تقم علی قبره إنهم كفروا بالله ورسوله وماتوا وهم

فاسقون﴾ (سورة التوبة: ۸۴، انیس)

(۲) الفتاویٰ الہندیۃ: ۸۷/۱ (الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماماً لغيره، انیس) ==

علماء دیوبند کے عقائد سے جزوی اختلاف رکھنے والے امام کی امامت سے متعلق فتویٰ:

زوب بلوچستان کے کچھ علماء کرام، اپنے ایک مقامی امام کے عقائد اور نماز میں اس کی اقتدا سے متعلق تنازعہ کے تصفیہ کے لیے حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کے پاس آئے تھے، حضرت والا دامت برکاتہم نے فریقین کو ایک متفقہ استفتاء مرتب کرنے کی ہدایت فرمائی، جس کا حضرت والا دامت برکاتہم نے تفصیلی جواب تحریر فرمایا اور اس سے پہلے ریکارڈ میں وضاحت اور یادداشت کے لیے ایک تحریر بھی مرتب فرمائی، ریکارڈ سے یہ وضاحتی تحریر، اس کے بعد فریقین کا متفقہ استفتاء اور حضرت والا دامت برکاتہم کی جانب سے اس کا جواب درج ذیل ہے، حضرت والا دامت برکاتہم کے اس جواب پر بعض حضرات کی طرف سے دوبارہ استفتاء کیا گیا، وہ استفتاء اور اس کا جواب بھی آخر میں درج ہے۔

حضرت والا دامت برکاتہم کی وضاحتی تحریر

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ

عرض گزار ہے کہ علاقہ زوب بلوچستان کے دو فریق احقر کے پاس اپنے ایک تنازعہ کے سلسلے میں تحکیم کے لیے تشریف لائے، ان میں سے ایک فریق مولانا محمد شیرانی صاحب اپنے چند رفقاء کے ہمراہ پہلے تشریف لائے، پھر دوسرا فریق یعنی مولانا صبغت اللہ صاحب اپنے چند رفقاء کے ہمراہ اگلے روز تشریف لائے، دونوں نے احقر سے الگ بھی باتیں کیں اور اجتماعی طور پر بھی، دونوں کی خواہش یہ تھی کہ احقر ان کے درمیان حکم بن کر ان کے تنازعے کا فیصلہ کرے؛ لیکن چونکہ احقر کے لیے واقعات کی چھان بین اور تفتیش ممکن نہیں تھی؛ اس لیے احقر نے تحکیم سے معذوری ظاہر کی اور یہ عرض کیا کہ اگر دونوں فریق کوئی متفقہ استفتاء مرتب فرمائیں تو احقر اس کا جواب لکھ کر دے گا۔

تنازعہ اس بات پر تھا کہ مولانا صبغت اللہ صاحب اپنے عقائد و نظریات کے لحاظ سے مستحق امامت ہیں، یا نہیں؟ اس لیے احقر نے تجویز پیش کی کہ ان کے تنازعہ عقائد لکھ کر متفقہ طور پر استفتاء کر لیا جائے، اس پر مولانا شیرانی صاحب کو اعتراض یہ تھا کہ اس وقت مولانا صبغت اللہ صاحب، جو عقائد و نظریات لکھ کر دیں گے، وہ ان کے ان حقیقی عقائد و نظریات سے بہت کم اور اخف ہوں گے، جو وہ علاقے میں بیان کرتے رہتے ہیں؛ اس لیے استفتاء سے صحیح صورت

== قال الحصکفی: (وإذا ظهر حدث إمامه) وكذا كل مفسد في رأي مقتد (بطلت فيلزم إعادتها) لتضمنها صلاة الموتوم صححةً وفساداً (كما يلزم الإمام إخبار القوم إذا أمهم وهو محدث أو جنب) أو فاق شرط أوركن، وهل عليه إعادتها إن عدلاً نعم، وإلا ندمت، وقيل لا لفسقه باعترافه، ولوزعم أنه كافر لم يقبل منه؛ لأن الصلاة دليل الإسلام وأجبر عليه (بالقدر الممكن) بلسانه أو بكتاب أورسول على الأصح. (الدر المختار على رد المحتار، باب الإمامة: ۴۳۷/۱)

حال واضح نہیں ہوگی؛ لیکن بالآخر انہوں نے اس شرط پر متفقہ استفتاء مرتب کرنے کو قبول کر لیا کہ وہ کم سے کم امور جن کا انہوں نے اعتراض کیا ہو، اس استفتاء میں درج کئے جائیں گے اور دوسرے امور چوں کہ متفقہ استفتاء میں درج نہیں ہو سکتے؛ اس لیے یہاں ان کو درج نہیں کیا جا رہا ہے، ان کے بارے میں ہم اپنا حق استفتاء الگ محفوظ رکھیں گے، چنانچہ اس کے بعد متفقہ استفتاء مرتب کیا گیا اور اس پر دونوں فریقوں نے دستخط کر دیئے، یہ استفتاء اور اس پر احقر کا جواب اس تحریر کے ساتھ منسلک ہے۔

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۱۳۱۴/۸/۱۷ھ (فتویٰ نمبر ۱۱۰۳/۳۱/۱۱۰۳) (فتاویٰ عثمانی: ۲۲۱/۱-۲۲۲)

فریقین کی طرف سے پیش کیا گیا استفتاء اور اس کا جواب:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے علاقے میں ایک صاحب کے عقائد کے بارے میں یہ تنازعہ ہے کہ ان کے عقائد جمہور اہل سنت والجماعت بالخصوص منسلک علمائے دیوبند کے مطابق ہیں، یا نہیں؟ نیز ان کے عقائد کے پیش نظر انہیں امام بنانا شرعاً درست ہے، یا نہیں؟ اور جو نمازیں ان کے پیچھے ادا کی گئیں، ان کا کیا حکم ہے؟ چنانچہ ان صاحب سے ان کے عقائد کے سلسلے میں کچھ سوالات کئے گئے، جن کا جواب انہوں نے تحریری شکل میں دیا ہے۔

آپ ان جوابات کا بغور مطالعہ فرما کر یہ تحریر فرمائیں کہ منسلک علماء دیوبند کے مطابق یہ جوابات کیا حیثیت رکھتے ہیں؟ اور مذکورہ صاحب کی امامت کے بارے میں شرعی استفتاء کے ساتھ سات ورق میں منسلک ہیں۔

الجواب

استفتاء کے ساتھ منسلک مولانا صبغت اللہ صاحب کے لکھے ہوئے چودہ سوالات کے جوابات (۱) کا احقر نے بغور مطالعہ کیا اور بعض امور میں مولانا موصوف سے زبانی وضاحتیں بھی طلب کیں، ان میں سے بعض امور میں بعض جوابات واضح طور پر علماء دیوبند کے منسلک کے مطابق ہیں، مثلاً: اوقات مکروہ و منہیہ میں تحیۃ المسجد کا ممنوع ہونا، یا سوال نمبر ۶ کے جواب میں دعا کے وقت فی الجملہ رفع یدین کو موافق سنت کہنا؛ لیکن بعض جوابات جمل ہیں، مثلاً: شیخ محمد بن الوہاب نجدی اور علامہ ابن تیمیہ کے بارے میں انہوں نے یہ واضح نہیں فرمایا کہ جن مسائل میں علماء دیوبند کو ان حضرات سے اختلاف ہے، ان مسائل میں مولانا موصوف کا موقف کیا ہے؟ نیز سوال نمبر ۴ کے جواب میں یہ بات واضح نہیں ہوتی کہ تین دن کے بعد میت کے گھر جا کر تعزیت کرنے کو مولانا موصوف علی الاطلاق بدعت و ناجائز

(۱) امام صاحب کی طرف سے اہل علاقہ کو اپنے عقائد سے متعلق دئے گئے ان وضاحتی جوابات کی تحریر ریکارڈ میں موجود نہیں ہے؛ تاہم آگے حضرت والا امامت برکاتہم کی طرف سے دیئے گئے فتویٰ میں چونکہ ان کے عقائد کا جائز لیا گیا ہے، لہذا اس سے امام صاحب کے عقائد بھی واضح ہو جاتے ہیں۔ محمد زبیر عفی عنہ

کہتے ہیں، یا اس کی کسی خاص ہیئت کو؟ لیکن مولانا موصوف کے جوابات میں چار امور ایسے ہیں، جو صراحۃً علماء دیوبند کے مسلک کے خلاف ہیں اور وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) مولانا نے حدیث مبارک ”لا تشد الرحال إلا إلى ثلاثة مساجد“ کی اس تشریح کی طرف اپنا رجحان ظاہر کیا ہے، جو علامہ ابن تیمیہ سے منقول ہے، چنانچہ وہ زیارت قبور کے لیے سفر کو حدیث مذکور کی نہی میں شامل سمجھتے ہیں، یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت کی نیت سے سفر کرنے کو بھی درست نہیں سمجھتے؛ بلکہ ان کے نزدیک سفر کا مقصد مسجد نبوی کی زیارت ہونا چاہئے اور ضمناً روضہ اقدس کی زیارت بھی ہو جائے تو مضائقہ نہیں، انہوں نے احقر سے زبانی یہ بیان کیا کہ اب میں نے مسجد نبوی کے قصد سے مدینہ طیبہ کا سفر کیا اور وہاں پہنچ کر روضہ اقدس کی زیارت بھی ہو گئی اور آئندہ بھی ایسا ہی ارادہ ہے۔

مولانا کا یہ نظریہ علمائے دیوبند کے مسلک کے صراحۃً مخالف ہے، اس بارے میں بہت سی تحریریں موجود ہیں؛ لیکن خاص طور سے ”المہند علی المفند“ جو حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری قدس سرہ کی مرتب فرمودہ کتاب ہے اور جس پر اس وقت کے تمام اکابر علماء دیوبند کے دستخط ہیں، اس کی عبارت یہ ہے کہ!

”ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارت قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ درجے کی قربت اور نہایت ثواب اور سبب نصیب ہو اور سفر کے وقت آپ کی زیارت کی نیت کرے اور ساتھ میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مقامات و زیارت گاہ ہائے متبرکہ کی بھی نیت کرے، پھر جب وہاں حاضر ہوگا تو مسجد نبوی کی بھی زیارت ہو جائے گی.....“

رہا وہابیہ کا یہ کہنا کہ مدینہ منورہ کی جانب سفر کرنے والے کو صرف مسجد نبوی کی نیت کرنی چاہیے اور اس قول پر حدیث کو دلیل لانا کہ بجائے نہ کسے جاویں، مگر تین مسجدوں کی جانب، سو یہ قول مردود ہے، الخ۔ (عقائد علمائے دیوبند ص: ۶)

(۲) اسی طرح مولانا نے اپنے جواب میں تعویذ کی ہر قسم کو کم از کم مکروہ بتایا ہے، جہاں تک ایسے تعویذات کا تعلق ہے، جن میں استمداد بغیر اللہ ہو، یا جو غیر معلوم المعنی ہوں تو ان کے حرام ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں؛ لیکن جن نقوش اور ہندسوں کے معنی معلوم ہوں، انہیں حرام کہنا، یا آیات قرآنی اور اسماء حسنیٰ کے ذریعے تعویذ کو مکروہ قرار دینا علماء دیوبند کے مسلک کے خلاف ہے، جس کی تصریحات علماء دیوبند کے فتاویٰ میں موجود ہیں، مثلاً: ملاحظہ ہو!

”فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ: ۲۱۸، وعزیز الفتاویٰ، ص: ۱۵۲۱“، تمام علماء دیوبند کا عمل بھی اس پر رہا ہے اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی ایک مستقل کتاب ”اعمال قرآنی“ اسی مقصد کے لیے تالیف ہوئی ہے، لہذا اس عمل کو مکروہ کہنا مسلک علماء دیوبند کے بالکل خلاف ہے۔ (تفصیلی دلائل کے لئے درج ذیل ملاحظہ فرمائیں: ابوداؤد: ۱/۲، مشکوٰۃ

(۳) فرض نمازوں کے بعد ہیبتِ اجتماعی ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا استحباب کتب فقہ میں مصرح ہے اور اگر اسے مستحب سمجھ کر اس پر عمل کیا جائے تو علمائے دیوبند کے مسلک کے مطابق درست ہے؛ لیکن مولانا نے اپنے جواب نمبر: ۱، میں جس شدت اور عموم کے ساتھ اس پر نکیر کی ہے اور اسے بدعت اور واجب الترتیب بتایا ہے، وہ علمائے دیوبند کے مسلک کے خلاف ہے۔ حضرت مولانا کفایت اللہ صاحبؒ کا ایک پورا رسالہ اسی موضوع پر ہے، اس میں وہ حدیث و فقہ کے مفصل دلائل بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”یہ روایات فقہیہ ہیں، جن سے صراحتاً ثابت ہوتا ہے کہ فرض نماز کے بعد امام اور مقتدی سب مل کر دعا مانگیں اور دعا سے فارغ ہو کر ہاتھ منہ پر پھیریں“۔ (کفایت المفتی: ۲۹۷/۳) (۱)

اور حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی نے اعلیٰ السنن میں اس مسئلے پر بیس صفحات میں بحث کی ہے اور آخر میں لکھا ہے:

”ثبت أن الدعاء مستحب بعد كل صلاة مكتوبة متصلاً بها برفع اليدين كما هو شائع في ديارنا وديار المسلمين قاطبة“۔ (اعلاء السنن: ۲۱۱/۳-۲۱۲) (۲)

اسی طرح حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے معارف السنن میں اس مسئلے پر مفصل بحث کرنے کے بعد لکھا ہے:

”فهذه وماشاكلها من الروايات في الباب تكاد تكفي حجة لما اعتاده الناس في البلاد من الدعوات الاجتماعية دبر الصلوات، ولذا ذكره فقهاؤنا أيضاً، كما في نور الإيضاح“۔ (معارف السنن: ۱۲۳/۳، باب مايقول إذا سلم)

اور العرف الشذی کی نقل اس کے مقابلے میں موثوق نہیں ہے، بہر صورت علمائے دیوبند کے مسلک میں فرائض کے بعد دعاء مع رفع الیدین مستحب ہے، بدعت نہیں ہے۔

(۴) مولانا نے نماز کی نیت کے تلفظ کو بھی بدعت قرار دیا ہے، حالانکہ اگر احضار نیت کے خیال سے اس کو سنت نبوی، یا واجب سمجھے بغیر تلفظ نیت کیا جائے تو وہ علمائے دیوبند کے نزدیک بدعت نہیں ہے۔ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

”وأباحه بعض لما فيه من تحقيق عمل القلب وقطع الوسوسة، وماروى عن عمر رضى الله عنه أنه أدب من فعله فهو محمول على أنه إنما زجر من جهريه، (فأما المخافتة به) فلا بأس بها فمن قال من مشائخنا: إن التلفظ بالنية سنة لم يرد بهاسنة النبي صلى الله عليه وسلم بل سنة المشائخ لإختلاف الزمان وكثرة الشواغل على القلوب، إلخ. (اعلاء السنن: ۱۳۴/۲) (۳)

(۱) کفایت المفتی: ۳۳۵/۳-۳۳۶، جدید ایڈیشن ۲۰۰۱ھ دارالاشاعت

(۲) اعلاء السنن، باب الأنحرف بعد السلام و کیفیتہ، و سنیة الدعاء، والذکر بعد الصلاة: ۱۶۷/۳، إدارة القرآن، کراتشی

(۳) اعلاء السنن: ۱۴۹/۲، طبع إدارة القرآن کراتشی

اس مسئلہ سے متعلق مزید تفصیلی دلائل کے لیے دیکھئے! الدر المختار مع رد المحتار: ۴۱۵/۱ (طبع ایچ ایم سعید) اور فتاویٰ عالمگیریہ: ۶۵/۱ (مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) اور فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۴۷/۲۔

بہر کیف! مذکورہ چار مسائل میں مولانا صبغت اللہ صاحب نے اپنا جو موقف بیان فرمایا ہے، وہ علمائے دیوبند کے موقف سے مختلف ہے اور مجموعی طور پر یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مولانا موصوف علمائے دیوبند کے مسلک کے کلی طور پر پابند نہیں ہیں؛ بلکہ بعض مسائل میں ان کی اپنی تحقیقات ہیں، جو زیادہ تر علامہ ابن تیمیہ اور علامہ ابن قیم کی تحقیقات پر مبنی ہیں، لہذا جس مقام پر مقتدی حضرات علمائے دیوبند سے وابستہ ہوں، وہاں ایسے شخص کو امام مقرر کرنا چاہئے، جو کلی طور پر علمائے دیوبند کے مسلک کا قائل ہو اور اگر وہاں کوئی ایسا شخص امامت کے لئے موجود ہو تو ایسے مقام پر مولانا موصوف مستحق امامت نہیں ہیں؛ تاہم جو نمازیں ان کے پیچھے پڑھی گئی ہیں، وہ ادا ہو گئیں۔ لہذا ما عندی واللہ سبحانہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عنہ، ۱۶/۸/۱۴۰۰ھ (فتویٰ نمبر ۱۲۹۱/۳۱، د) (فتاویٰ عثمانی: ۴۲۲/۱-۴۲۵)

مذکورہ جواب کے چند امور کی مزید وضاحت کے لیے دوسرا استفتاء اور اس کا جواب:

سوال: حضرت علامہ محمد تقی عثمانی صاحب السلام علیکم

گزارش کی جاتی ہے کہ جناب والا نے جو حکم دربارہ فیصلہ بین الفرقین؛ یعنی مولوی محمد خان و رفقاؤہ و صبغت اللہ و رفقاؤہ دیا تھا، اس میں آپ نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ ”جہاں پر مقتدی حضرات علماء دیوبند سے وابستہ ہوں، وہاں ایسے شخص کو مقرر کرنا چاہیے، جو کلی طور پر علماء دیوبند کے مسلک کا قائل ہو اور وہاں کوئی ایسا شخص امامت کے لیے موجود ہو تو ایسے مقام پر مولانا موصوف مستحق امامت نہیں ہیں“۔

اس میں سخت اجمال ہے؛ کیوں کہ اس کا یہ مطلب بھی لیا جاسکتا ہے کہ اس وجہ سے مستحق نہیں کہ دائرۃ اسلام میں نہیں اور یہ احتمال بھی رکھتا ہے کہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہے، پھر سوال پیدا ہوگا کہ ان مذکورہ فی الفتویٰ چار مسائل کا قائل کیا اہل سنت والجماعت میں نہیں رہتا؟

اور یہ گمان بھی رکھتا ہے کہ ان مسائل والاتبع مذہب حنفی نہیں سمجھا جاتا تو پھر یہ شبہ پیدا ہوگا کہ آیا مذہب اربعہ جو سب اہل سنت والجماعت ہیں، ان کی ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں صحیح نہیں، فاسد ہیں؟ حالانکہ یہ کہنا کتنے خراب نتائج پیدا کرے گا، بہر حال یہ اجمال محتاج ازالہ ہے، واضح کر کے مطمئن فرمایا جائے؛ کیونکہ جب موصوف مستحق امامت نہیں ہے، پھر کوئی بھی کہیں اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہ جانے گا؛ بلکہ نہ اس سے تعلیم حاصل کرے گا، نہ اس کے وعظ و نصیحت کو کوئی سنے کو تیار ہوگا۔ حاصل یہ کہ اس پر اور اس کے ہم خیال لوگوں پر دین کی خدمت کے تمام راستے بند ہو جائیں گے اور اس کی ساری زندگی الجھن میں رہے گی، خویش و اقارب و اغیار ہمیشہ اس کو شک و اشتباہ کی نظروں سے دیکھیں گے، اگر وہ

واقعی اس کا ازروئے دلیل مستحق ہے تو ٹھیک ہے، ورنہ اس کا عذر خدا کے نزدیک بن جائے گا اور مخالفین کے ساتھ خدا کا حساب کیسے ہوگا، برائے مہربانی اصل حقیقت سے واضح الفاظ میں آگاہ فرمادیں، خدا تعالیٰ جزائے خیر دیں۔

الجواب

جس استفتا اور اس کے جواب کا آپ نے حوالہ دیا ہے، اس میں مولانا صبغت اللہ صاحب کو اس محلے میں غیر مستحق امامت قرار دینے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ معاذ اللہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں، یا ان کے پیچھے نماز فاسد ہوتی ہے؛ بلکہ اس کی بنیاد اس بات پر تھی کہ ان کو اپنی بعض ایسی تحقیقات پر اصرار ہے علماء جو دیوبند کے عام مسلک سے مختلف ہیں؛ اس لیے جہاں علمائے دیوبند سے وابستہ حضرات آباد ہوں، وہاں ان کی امامت موجب فتنہ بن سکتی ہے، اسی طرح جن چار نظریات کی بناء پر مذکورہ فتویٰ دیا گیا تھا، وہ نظریات علماء دیوبند کے مسلک کے خلاف ہیں؛ لیکن محض ان چار نظریات کی وجہ سے نہ کوئی شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو سکتا ہے اور نہ اسے اہل سنت والجماعت سے خارج کیا جاسکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے نماز فاسد ہوتی ہے، چنانچہ مذکورہ فتویٰ ہی میں یہ بھی لکھ دیا گیا تھا کہ جو نمازیں ان کے پیچھے پڑھی گئی ہیں، وہ ادا ہو گئیں، البتہ اس فتویٰ کا حاصل صرف یہ ہے کہ جہاں ایسا امام دستیاب ہو، جو کلی طور پر علماء دیوبند کے مسلک کے مطابق ہو، وہاں ایسے مفرد نظریات کا حامل مستحق امامت نہیں، لہذا اس فتویٰ کی بنیاد پر مولانا موصوف کر دائرہ اسلام سے یا اہل سنت والجماعت سے خارج سمجھ کر ان سے کافروں، یا غیر اہل سنت جیسا برتاؤ کرنا ہرگز درست نہیں ہوگا۔ آخر میں عرض ہے کہ خدا رہ فریق اپنی آخرت کی فکر کرے، ایک دوسرے پر طعن اور تشدد سے گریز کرے اور مسلمانوں کو ہر قیمت پر فتنے سے بچائے۔ واللہ سبحانہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۲۱ شعبان ۱۴۰۰ھ (فتویٰ نمبر: ۳۶/۱۱۳۱، د) (فتاویٰ عثمانی: ۲۲۶-۲۲۷)

مودودی عقائد رکھنے والے کی امامت:

سوال: جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے حافظ صاحب کے پیچھے قرآن سننا جائز ہے، یا نہیں؟ مینواد تو جروا۔

الجواب ————— باسم ملہم الصواب

ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے؛ (۱) مگر فرائض میں صحیح العقیدہ امام میسر نہ ہو تو اس کے پیچھے پڑھ لے؛ مگر تراویح بہر کیف اس کی اقتدا میں نہ پڑھیں، صحیح امام نہ ملے تو تنہا پڑھ لیں، مودودی عقائد کی تفصیل کے لیے بندہ کا

(۱) امیر جماعت اسلامی کے بعض نظریات جمہور اہل سنت کے خلاف ہیں، خاص طور سے بعض انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام و صحابہ کرام پر جو تنقیص آمیز تنقید انہوں نے کی ہے، اس سے اہل سنت کے متفقہ عقائد مجروح ہوتے ہیں، لہذا جو شخص ان کے ان خیالات سے متفق ہو، اسے امام بنانے سے احتراز کرنا چاہیے۔ انیس

رسالہ ”مودودی صاحب اور تخریب اسلام“ مندرجہ احسن الفتاویٰ جلد اول ملاحظہ فرمائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
۱۸ رمضان ۱۳۹۱ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۲۹۱)

جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے امام کے پیچھے نماز:

سوال: تھانہ پورا ہاٹ ضلع گڈا کے علاقہ تالچھاری، جو دس بارہ بستی پر مشتمل تقریباً دس ہزار کی آبادی ہے، یہاں عیدین کی نماز بیس سال سے ایک امام صاحب پڑھاتے آرہے ہیں، الحمد للہ یہاں اس علاقہ میں علماء کرام کی کمی نہیں ہے۔ گزشتہ سال عید الاضحیٰ کے موقع پر امام نے عید گاہ میں اعلان کر دیا کہ میں جماعت اسلامی میں ہوں اور قیامت تک اسی پر رہوں گا، واضح رہے کہ اس سے قبل بھی کوئی تذکرہ نہیں ہوا تھا کہ امام کا تعلق کس جماعت سے ہے، جب امام نے برسہ عام اعلان کیا تو عید گاہ میں ہنگامہ اور اختلاف پیدا ہوا، نوبت یہاں تک آگئی کہ دو جگہ نماز عید الاضحیٰ ادا کی گئی۔

(۱) سوال طلب امر یہ ہے کہ ان کے پیچھے نماز پڑھتے رہیں، یا اہل سنت والجماعت میں امام کا انتخاب کر لیا جائے، جبکہ ان کے علاوہ باقی تمام مقتدی و عوام اہل سنت والجماعت کے مسلک کے ہیں۔

(۲) (الف) جماعت اسلامی کے پیچھے نماز جائز، یا نہیں؟

(ب) جماعت اسلامی ماننے والے کو دینی مجالس میں بلانا جائز ہے، یا نہیں؟

(ج) جماعت اسلامی کے جلسہ جلوس میں شامل ہونا چاہئے، یا نہیں؟

ہوالمصوب

(۱) امام مذکور کو امام کی حیثیت سے باقی رکھا جاسکتا ہے، جماعت اسلامی کے امام کے پیچھے نماز جائز ہے۔

(۲) جماعت اسلامی کے ماننے والوں کو دینی جلسوں میں مدعو کیا جاسکتا ہے، جماعت اسلامی کے جلسہ و جلوس

میں شرکت کر سکتے ہیں۔

تحریر: محمد ظہور ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲/۳۱۸-۳۱۹)

مودودی امام کی اقتدا کا حکم:

سوال: بعض لوگ دیوبندی مکتب فکر کے پیچھے نماز میں نہیں پڑھتے اور بعض لوگ جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والوں کے پیچھے نماز میں نہیں پڑھتے، حالانکہ ان میں سے کسی کو ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں کسی قسم کا اعتراض نہیں ہے اور دیکھا گیا ہے کہ اکثر وہ لوگ جماعت کے وقت خود، یا اپنے ہم نواؤں کو لے کر الگ نماز پڑھتے ہیں، ایسی صورت میں چند لوگوں کا جماعت سے الگ ہو کر الگ جماعت کرنا، یا اکیلے پڑھنا درست ہے، ان کی نماز ہوتی ہے، یا نہیں؟ اور ایسا کرنا قرآن و سنت کی روشنی میں کیسا ہے؟

الجواب _____ حامدًا و مصليًا

یہ تو صاحب واقعہ ہی سے پوچھنے کی بات ہے کہ وہ کیوں نہیں پڑھتے، جہاں تک نماز کی صحت کا سوال ہے تو اگر نماز و جماعت کی صحت کے شرائط موجود ہوں تو نماز کی صحت میں کیا کلام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی (حبیب الفتاویٰ: ۵۹/۱)

جماعت اسلامی کے رکن کی اقتدا میں نماز کا حکم:

سوال: چند مہینوں سے یہ ہم چلی آرہی ہے کہ جماعت اسلامی اور اس کے اہل کاروں کے پیچھے نماز کی اقتدا جائز نہیں اور جیسا کہ جناب کو معلوم ہے کہ یہ فتویٰ ہزاروی گروپ نے صادر کیا ہے، کیا یہ فتویٰ صحیح ہے، یا غلط؟

الجواب _____

امیر جماعت اسلامی کے بعض نظریات جمہور اہل سنت کے خلاف ہیں، خاص طور سے بعض انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام و صحابہ پر جو تنقیص آمیز تنقید انہوں نے کی ہے، اس سے اہل سنت کے متفقہ عقائد مجروح ہوتے ہیں، لہذا جو شخص ان کے ان خیالات سے متفق ہو، اسے امام بنانے سے احتراز کرنا چاہیے اور کسی صحیح العقیدہ مسلمان کو امام بنانے کی کوشش کرنی چاہیے، البتہ اگر کسی وقت ایسا امام میسر نہ ہو اور امیر جماعت اسلامی کے خیالات کے کسی شخص نے نماز پڑھادی تو نماز ہو جائے گی؛ کیوں کہ نماز ہر مسلمان کے پیچھے ہو جاتی ہے۔ (۱) واللہ سبحانہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی رضی عنہ، ۱۳۹۰ھ/۱۲۰۹ھ (فتویٰ نمبر: ۱۸۸/۱۸۸، الف) الجواب صحیح: بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ (فتاویٰ عثمانی: ۴۴۰/۱)

مودودی پارٹی کے ساتھ سیاسی جدوجہد میں شریک شخص کی امامت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عالم دین متقی اور پرہیزگار اور علم تجوید کا سند یافتہ قاری بھی ہے، نہایت صحیح العقیدہ ہے، تمام بدعات و رسومات مروجہ سے اجتناب کرتا ہے، خدا کی توحید کو اپنی اصلی شکل قرآن اور حدیث کی روشنی میں خوب بیان کرتا ہے اور بلا لحاظ کسی امیر و غریب کے مسئلہ حق بیان کرتا ہے اور بلا معاوضہ ۱۵ سال سے امامت و خطابت کا کام سرانجام دے رہا ہے اور روکھی پھکی کھا کر گزارا کر رہا ہے؛ لیکن

(۱) وفي الدر المختار: ۵۶۲/۱: صلی خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة.

وقال ابن عابدين تحته: أفاد ان الصلوة خلفهما أولى من الإنفراد، إلخ. (مطلب: البدعة خمسة أقسام، انيس)

نیز اس مسئلہ کی مکمل تفصیل کے لیے مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ کی کتاب جو اہر الفقہ: ۱۷۲/۲

ملاحظہ فرمائیں۔ محمد زبیر

سیاست میں جماعت اسلامی کا ساتھ دیتا ہے، صرف اس نیت پر کہ خدا کا دین اور نظام شریعت عملاً پاکستان میں جاری ہو جائے، کیا ایسے عالم دین کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟ شریعت کے مطابق حکم صادر فرمائیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے کچھ عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں، مثلاً: عصمت انبیاء اور حضرات صحابہ پر تنقید کو جائز سمجھنا اور متعہ کا جواز وغیرہ، پس اگر یہ مولوی صاحب جماعت اسلامی کے ساتھ ان مذکورہ عقائد میں اتفاق نہیں رکھتا، صرف نظام شریعت کو اپنے زعم کے مطابق عملاً جاری کرنے کی جدوجہد میں ان کے ساتھ شریک ہے تو پھر اس کی اقتدا درست ہے، ورنہ مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ

بہتر یہ ہے کہ اپنی مساعی جمعیت علماء اسلام کے تحت استعمال کرے۔

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ، ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۶ھ۔ (فتاویٰ مفتی محمود: ۹۱/۲)

مودودیت کے اعتراف اور پرچار نہ کرنے والے کی امامت ممنوع نہیں ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص بظاہر نماز کا پابندہ اور پرہیزگار ہے اور ہمارا پیش امام ہے؛ لیکن ان میں دو غلطیاں ہیں: ایک یہ کہ مودودی تفسیر جلد اول اس کے پاس موجود ہے۔ دوم یہ کہ مودودی رسائل وغیرہ کا مطالعہ کرتا ہے؛ اس لیے ہم لوگوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی ہے، امام کہتا ہے کہ ”نماز پڑھو؛ کیوں کہ مودودی صاحب کا عقیدہ برائے نہیں ہے، نیز میں نے مودودی صاحب کو دیکھا بھی نہیں ہے اور نہ اس کا شاگرد ہوں، ہم پٹھانوں نے الگ جماعت شروع کی ہے، تفصیلی جواب سے نوازیں مہربانی ہوگی؟ بینوا تو جروا۔ (المستفتی: حاجی عزیز الرحمن (دہلی)، ۱۳/۱۰/۱۹۷۷ھ)

الجواب

چوں کہ یہ امام نہ مودودیت کا اعتراف کرتا ہے اور نہ پرچار کرتا ہے؛ بلکہ برأت ظاہر کرتا ہے، لہذا اس کے پیچھے اقتدا ممنوع نہیں ہے، البتہ اس کے گفتار سے بیدار رہنا ضروری ہے۔ وہو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۴۱۸/۲-۴۱۹)

مودودی گروپ والوں کی امامت لحاظ سے اقسام:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مودودی عقائد رکھنے والے کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟ اگر ایک شخص جماعت اسلامی اور مولانا مودودی صاحب کی کتب و رسائل تقسیم کر رہا ہے اور لوگوں کو

دعوت دیتا ہے کہ اس پارٹی میں شامل ہو جاؤ؛ مگر وہ یہ کام صرف ضد کی وجہ سے کرتا ہے اور مودودی عقائد کو نہیں مانتے تو اس کا کیا حکم ہے؟ بینو اتوجروا۔
(المستفتی: شیر علی خان پشاور، ۱۰/۱۰/۱۹۸۴ء)

الجواب

جماعت اسلامی (مودودی گروپ) کے افراد تین قسم کے ہیں:

اول: وہ لوگ جو کہ مودودی صاحب کے تفردات کو حق سمجھتے ہیں۔

دوم: وہ جو کہ ان تفردات کو حق نہیں سمجھتے؛ لیکن ان کی طرف غلط نسبت کرنے والوں کی مدافعت کرتے ہیں۔

سوم: وہ جو صرف سیاسی امور میں شریک ہیں، مدافعت و مداہنت سے پاک ہیں۔

قسم اول کے پیچھے اقتدا ممنوع ہے، قسم دوم کی اقتدا مکروہ ہے اور قسم سوم کی اقتدا دیگر غیر اسلامی (سیکولر) پارٹیوں کی طرح (مسلم لیگ، نیشنل) وغیرہ کا حکم رکھتا ہے۔ وہو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۳۹۲)

شیعہ کی اقتدا کرنا:

سوال: شیعہ کے پیچھے نماز اقتدا کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

اگر وہ شیعہ اصحاب کبار اور ائم المؤمنین کی تکفیر اور دیگر امور موجب تکفیر نہ کرے؛ بلکہ محض ظلم و غضب کے ذکر پر اکتفا کرے تو ضرورت کے وقت اس کی اقتدا کرنے میں مضائقہ نہیں، بشرطیکہ وضو اور نماز کے ارکان میں کوئی تغیر و تبدل نہ کرے، ورنہ اقتدا صحیح نہیں ہے۔ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے محصور ہونے کی حالت میں لوگوں نے عرض کیا کہ امامت تو آپ کا حق ہے اور آپ اس مصیبت میں مبتلا ہیں اور نماز کی امامت فقط امام ہی کیا کرتا ہے، اس پر حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ جس وقت نکو کاری میں مصروف ہوں تو ان کے ساتھ بھی بھلائی کرنی چاہیے اور جس وقت کہ وہ بدکار ہو جائیں تو ایسے لوگوں سے احتراز کر کے ان کی بدکاری میں شریک نہ ہونا چاہیے۔ (مجموع فتاویٰ مولانا عبدالحی اردو: ۲۳۵۴)

تفضیلیہ کی امامت:

سوال: تفضیلیہ کو امام بنانا جائز ہے، یا نہیں؟ اور اگر اس کے پیچھے اہل سنت نماز میں اقتدا کریں تو اس بارے

(از سوالات عشرہ شاہ بخارا)

میں کیا حکم ہے؟

(۱) عن عبید اللہ بن عدی بن الخیار أنه دخل علی عثمان بن عفان وهو محصور فقال له: إنک إمام العامة وقد نزل بک ما تری وهو ذا یصلی بنا إمام فتنه وأنا أخرج من الصلاه معه فقال له عثمان: إن الصلاة أحسن ما یعمل الناس فإذا أحسن فأحسن معهم فإذا أساءوا فاجتنب إساءتهم. (فضائل الصحابة للإمام أحمد بن حنبل، ومن فضائل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (ح: ۸۷۲): ۵۲۶/۱، مؤسسة الرسالة بیروت، انیس)

الجواب

تفضیلیہ کی دو قسم ہے: ایک قسم کے وہ لوگ ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شیخین پر فضیلت دیتے ہیں، مگر شیخین کی محبت اور تعظیم میں نہایت سرگرم ہیں، شیخین کے مناقب و مدائح بیان کرنے اور شیخین کے طریقے اور ان کی روش کی اتباع کرنے اور ان کے اقوال و افعال پر عمل کرنے میں نہایت مستعد اور راسخ قدم ہیں، جیسا کہ اہل سنت کہتے ہیں کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ان امور میں کہ اوپر مذکور ہوئے ہیں، فضیلت ہے، مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت اور اتباع میں نہایت سرگرم ہیں اور آنجناب کے قول اور فعل پر عمل کرنے میں نہایت مستعد ہیں، تفضیلیہ کی یہ قسم اہل سنت میں داخل ہے، البتہ ان لوگوں نے اس مسئلہ تفضیل میں خطا کی ہے اور اس مسئلہ میں ان لوگوں کا خلاف ایسا ہی سمجھنا چاہیے، جیسا کہ عشریہ اور ماتریدیہ میں خلاف ہے، اس قسم کے تفضیلیہ کی امامت جائز ہے اور اہل سنت کے بھی بعض علما اور صوفیا اس روش پر ہوئے ہیں، مثلاً: عبدالرزاق محدث اور سلمان فارسی اور حسان بن ثابت اور بھی بعض دیگر صحابہ کا ایسا ہی خیال تھا اور تفضیلیہ کی دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں کہ کہتے ہیں کہ ہمارے لیے حضرت علی مرتضیٰ اور آنجناب کی اولاد کی محبت اور ان حضرات کے طریقہ و اقوال و افعال کی اتباع کافی ہے اور وہ لوگ یہ بھی کہتے کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کرام کو ہم لوگ برا نہیں کہتے؛ لیکن ان حضرات سے ہم کو سروکار بھی نہیں رہا؟ محبت، نہ عداوت، نہ اتباع، نہ ترک اتباع، نہ ان حضرات کے قول اور فعل پر عمل کرنا، نہ اس سے اعراض کرنا؛ یعنی ان امور کی جانب کچھ لحاظ نہیں، اس قسم کے تفضیلیہ بلاشبہ بدعتی ہیں، جو حکم بدعتی کی امامت کا ہے، وہی حکم ان لوگوں کی امامت کے بارے میں بھی ہے، (۱) اور معتبر اہل سنت سے کوئی اس قسم کا تفضیلیہ نہیں ہوا ہے۔

(ماخوذ از سوالات عشرہ شاہ بخارا) (فتاویٰ عزیزی: ۲۶۳-۲۶۴)

جو سنی نہ ہو اور شیعہ سے متاثر ہو، اس کی امامت:

سوال: ایک شخص جو کہ پہلے رافضی تھا، وہ درمیان قوم شیعہ و سنی امام بن کر آیا اور چوں کہ اکثر لوگ سنی تھے، اس نے اپنا طرز انداز نماز میں سنیوں کا سا رکھا، جو لوگ اس کے شیعہ ہونے پر خیال رکھتے ہیں، نماز نہیں پڑھتے اور اطمینان قلب کے واسطے یہ سوال پیش کرتے ہیں کہ اگر یہ شخص اس فرقہ شیعہ پر (جو ام المؤمنین عائشہ صدیقہ پر قذف لگاتے ہیں

(۱) بدعتی کو امام نہیں بنایا جائے، البتہ نماز اس کے اقتدا میں پڑھ لے تو ادا ہو جائے گی؛ مگر کراہت کے ساتھ۔

عن ابی ہریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: الصلاة المكتوبة واجبة خلف كل مسلم براً كان أو فاجراً وإن عمل الكبائر. (سنن ابی داؤد، باب إمامة البر والفاجر، رقم الحدیث: ۵۹۴)

قال الشيخ خليل أحمد السهارنفوري في شرحه: "أى جاز اقتداءهم خلفه لورودا لوجوب بمعنى الجواز ... وهذا يدل على جواز الصلاة خلف السائق وكذا المبتدع إذا لم يكن ما يقوله كفوراً". انیس

اور حضرت علیؑ کو خدا جانتے ہیں اور جبرئیل علیہ السلام کا سہو نزول وحی میں اور صحابہ کرام کو لعن طعن کرتے ہیں، بالخصوص شیخین رضی اللہ عنہما کو (جو بموجب روایات فقہیہ کافر ہیں) روارکھتے ہیں اور قائل ہیں) لعنت کہے اور اپنا یہ عقیدہ بیان کرے، جو اہل سنت والجماعت کا ہے کہ ایسے لوگ کافر ہیں، تب یقین کر کے نماز پڑھتے ہیں، ورنہ ہمیں اطمینان نہیں ہوتا، جب تک صفائی نہ دے، وہ شخص اس امر سے انکار کرتا ہے کہ یہ بات ہرگز نہیں کہوں گا، اس انکار سے اور شک پڑتا ہے، اس کے شیعہ ہونے کا۔ آیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا، ایسے شخص کی موجودگی میں جس کے پیچھے ایک عرصہ سے بلا عذر پڑھ رہے ہیں، درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

یہ ظاہر ہے کہ اگر وہ شخص سنی ہوتا تو غلاۃ روافض کو جن کا اعتقاد کفر کو بالیقین پہنچا ہوا ہے اور باتفاق اہل سنت وہ کافر ہیں، کافر کہنے اور ملعون کہنے میں، اس کو کیا تامل ہوتا، پس جبکہ وہ شخص اس امر میں اہل سنت و جماعت کی موافقت نہیں کرتا تو ضرور وہ شخص شیعہ اور رافضی ہے، (۱) یا رافضیوں کا طرفدار ہے، بہر حال لائق امام بنانے کے نہیں ہے، (۲) اور سابق امام جس میں کوئی وجہ عدم جواز و کراہت امامت کے نہیں ہے، اسی کو امام رکھنا چاہیے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۲۵-۱۲۶)

جس کی شیعوں میں شادی ہو، اس کی امامت درست ہے، یا نہیں:

سوال: جو شخص کہ شیعوں میں شادی شدہ ہو، اس کے پیچھے نماز درست ہے کہ نہیں؟

الجواب

اگر وہ سنی ہے اور مبتدع اور فاسق نہیں تو نماز اس کے پیچھے ہو جاوے گی۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۲۳)

امامیہ شیعہ کی امامت:

سوال: فرقہ امامیہ جو رافضی کہلاتے ہیں، ان کے پیچھے اہل سنت کی نماز ہو سکتی ہے، یا نہیں؟ اگر غلطی سے ان کے پیچھے عید کی نماز پڑھ لی ہو تو اس کو لوٹا سکتے ہیں، یا نہیں؟

(۱) وبهذا ظهر أن الرافضی إن كان ممن يعتقد الألوهية في علي رضي الله عنه أو أن جبرئيل عليه السلام غلط في الوحي أو كان ينكر صحبة الصديق رضي الله عنه أو يقذف السيدة الصديقة رضي الله عنها فهو كافر لمخالفته القواعد المعلومة من الدين بالضرورة. (رد المحتار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات: ۳۹۸/۲، ظفیر)

(۲) ويكره إمامة عبد، إلخ، وفاسق. (الدر المختار)

بل مشى في شرح المنية كراهة تقديمه كراهة تحريم. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) (مطلب

في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

الجواب

رافضی کے پیچھے سُننی کی نماز نہیں ہوتی اس نماز کا اعادہ کرنا چاہئے، (۱) اور عید الفطر کی نماز کا اعادہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ اہل سنت کی جماعت بعد میں ہو ورنہ تہا عید کی نماز نہیں ہو سکتی۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۳۹/۳)

شیعہ تبرائی کی امامت:

سوال: ایک شخص مذہب اہل تشیع کا رکھتا ہے اور حدیث شریف و فقہ کو نہیں مانتا اور اصحاب کبار کی توہین کرتا ہے، سب تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور مجالس شیعہ میں مرثیہ خوانی کرتا ہے، ایسے شخص کے پیچھے تراویح اور نماز پنجگانہ میں اقتدا کرنا جائز ہے، یا نہیں؟ بلکہ یہ شخص رمضان شریف سے ہفتہ عشرہ پہلے تا تب ہو جاتا ہے، بعد رمضان کے پھر افعال مذکورہ کرنے لگتا ہے؟

الجواب

ایسے شخص کی اقتدا تراویح اور فرائض میں نہ کی جائے؛ لیکن جس وقت وہ توبہ کر لیتا ہے، اس وقت اس کی اقتدا درست ہو جاتی ہے اور اگر تجربہ اور بار بار کی اس کی اس حرکت سے یہ ظاہر ہو کہ اس کا عقیدہ وہی ہے، جو کہ یہ بعد رمضان شریف کیا کرتا ہے تو اس کو کبھی امام نہ بنایا جاوے، تا وقتیکہ اس کی توبہ صادقہ کا یقین نہ ہو جاوے۔ (۲)
(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۸۹/۳)

روافض کے پیچھے نماز پڑھی تو ہوئی، یا نہیں:

سوال: رافضی جو اصحاب ثلاثہ کو برا کہتا ہو اور حضرت علی کو اچھا کہتا ہو، اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے کیا؟ اگر نماز پڑھ لی تو دہرا نا چاہیے، یا کیا؟

(۱) ولا تجوز الصلاة خلف الرافضی والجہمی والمشبہ ومن يقول بخلق القران. (الفتاویٰ الہندیہ مصری، باب الإمامة: ۷۸/۱، ظفیر) (الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماماً لغيره، انیس)
(۲) ویکره إمامة عبد، إلخ، وفسق، إلخ، ومبتدع: أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول. (الدر المختار)

أما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعاً، بل مثلى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

قال المرغینانی رحمه الله: لا تجوز الصلاة خلف الرافضی. (الفتاویٰ الہندیہ کشوری، باب الإمامة: ۸۳/۱، ظفیر) (الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماماً لغيره، انیس)

الجواب

رافضی سب شیخین کرنے والے کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے، اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، اگر پڑھ لی ہو تو دہرانا چاہئے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۱۴/۳)

جو شخص خلفائے ثلاثہ کو جاہل بتائے، اسے امام بنانا کیسا ہے:

سوال: بکر یہ کہتا ہے کہ خلفائے ثلاثہ جاہل تھے، وہ کیا فیصلہ کرتے وغیرہ الفاظ کہتا ہے، ایسے شخص کی امامت کیسی ہے؟

الجواب

ایسا عقیدہ رکھنے والا اور الفاظ نازیبا کہنے والا سخت عاصی اور فاسق ہے اور ظالم و جاہل ہے، قابل امامت کے نہیں ہے۔ (۲) و التفصیل فی الكتاب (۳) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۲۵-۲۲۶)

رافضی کو امام بنانا جائز ہے، یا نہیں:

سوال: ایک شخص امام مسجد اندھا ہے، اس کے ماں باپ شیعہ ہیں، محض اپنے پیٹ کی وجہ سے اپنے آپ کو اہل سنت ظاہر کر کے نماز پڑھاتا ہو، ایسے شخص کی امامت، یا جنازہ و نکاح وغیرہ جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

اگر وہ درحقیقت مذہب اہل سنت و الجماعت رکھتا ہو، رافضی نہ ہو تو اس کے پیچھے نماز صحیح ہے اور نکاح خوانی اس کی درست ہے، مگر اس امر کی تحقیق ضرور کی جاوے کہ وہ رافضی تو نہیں ہے، اگر رافضی ہے تو اس کے پیچھے نماز درست نہیں ہے۔ (۴) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۵۸/۳)

(۱) ومبتدع، لا یکفر بہا، إلخ، وإن أنکر بعض ماعلم من الدین ضرورة کفر بها کقولہ "إن اللہ تعالیٰ جسم کالأجسام وإنکارہ صحبة الصدیق فلا یصح الاقتداء به أصلاً. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۴/۱، ظفیر)

(۲) أما الفاسق فقد عللوا کراهة تقديمه (إلی قوله) بل مشی فی شرح المنیة علی أن کراهة تقديمه کراهة تحریم. (ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

(۳) جو رافضی خلفائے ثلاثہ کو گالیاں دیتا ہے وہ بعض فقہاء کے نزدیک کافر ہے اور فاسق بالاتفاق ہے: نقل فی البزازیة عن الخلاصة أن الرافضی إذا کان یسب الشیخین ویلعنهما فهو کافر. (ردالمحتار، باب المرتد: ۴۰۵/۳، ظفیر)

(۴) ویکره إمامة عبد، إلخ، ومبتدع، إلخ، ولا یکفر به حتی الخوارج، إلخ، وإن أنکر بعض ماعلم من الدین ضرورة کفر بها، إلخ، فلا یصح الاقتداء به أصلاً. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱-۵۲۴، ظفیر)

کبھی شیعہ کبھی سنی بن جانے والے کی امامت:

سوال: ایک شخص عرصہ تک سنیوں کا امام رہا، پھر ایک شیعہ نے اس کو لالچ دے کر شیعہ بنا لیا، اس دوران وہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو برسر عام گالیاں دیتا رہا، پھر اس کو ایک سنی راہ راست پر لے آیا، ایک سال امامت کرنے کے بعد پھر شیعہ ہو گیا، اب پھر سنیوں کی مسجد میں امامت کرتا ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب

ایسے شخص کی اقتدا سے احتراز لازم ہے، جس کو اپنے دین کی حفاظت کا ذرہ بھی خیال نہ ہو اور لالچ کی خاطر کبھی شیعہ بن کر صحابہ کرام علیہم الرضوان پر تبراء کرے اور سنیوں سے نفع ملنے کی توقع ہو تو اپنے آپ کو سنی کہلوانا شروع کر دے، ایسے شخص کو امام نہ بنایا جائے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

سنی رہ کر شیعہ کو نماز نہیں پڑھا سکتا، البتہ شیعہ رہ کر تقیہ کے طور پر سنیوں کو نماز پڑھا سکتا ہے، لہذا سنیوں کی نماز اس کے پیچھے نہیں ہو سکتی ہے۔

والجواب صحیح: خیر محمد عفا اللہ عنہ (خیر الفتاویٰ: ۳۳۳/۲)

شیعہ کا حنفی لڑکی سے نکاح اور نکاح پڑھانے والے کی امامت:

سوال: لڑکی حنفی اور شیعہ لڑکے کا نکاح باہم ہو سکتا ہے، یا نہیں؟ اگر نہیں ہو سکتا تو جو شخص نکاح پڑھا دے اور اصرار کرے کہ ہو سکتا ہے، اس کے لیے کیا حکم ہے؟ اگر وہ امام مسجد ہو تو اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی، یا نہیں؟

الجواب

رافضی جو تبراً گو ہو، اس سے مسلمان سببہ حنفیہ عورت کا نکاح درست نہیں ہے اور اگر نکاح ہو گیا ہے تو علاحدہ کرادی جاوے، (۱) اور امام مسجد جو ایسا نکاح کرے، لائق امام بنانے کے نہیں ہے، اگرچہ نماز اس کے پیچھے ہو جاتی ہے؛ مگر مکروہ ہوتی ہے، ایسا امام اگر توبہ نہ کرے تو لائق معزول کرنے کے ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۳۶/۳-۱۳۷)

(۱) مراد ایسا شیعہ ہے، جس میں کفر ہو، عام شیعہ جن میں کفر نہیں ہے، مراد نہیں ہیں۔ انیس

وفی النہر: تجوز منساکحة المعتزلة لأننا لا نكفر، إلخ. (الدر المختار) وبهذا ظهر أن الرافضی إن كان ممن يعتقد الألوهية فی علی رضی اللہ عنہ أو أن جبرئیل رضی اللہ عنہ غلط فی الوحی أو كان ينكر لمصاحبة الصديق رضی اللہ عنہ أو يقذف السيدة الصديقة رضی اللہ عنہا فهو كافر. (رد المحتار، كتاب النكاح، فصل فی المحرمات: ۳۹۸/۲، ظفیر) ويكره إمامة عبد، إلخ، و فاسق. (الدر المختار) بل مشی فی شرح المنية: أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) (مطلب فی تكرار الجماعة فی المسجد، انیس)

شیعہ کے پیچھے نماز پڑھنا:

سوال: ہمارے محلہ میں شیعہ اور سنی آبادی ملی جلی ہے، اگر ہم الگ جماعت کرتے ہیں تو آپس میں لڑائی جھگڑے کا خطرہ ہے، اگر ہم مصالحت کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز پڑھ لیں تو جائز ہے یا نہیں؟ یا فرداً فرداً نماز ادا کریں؟

الجواب

شیعہ حضرات کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے، (۱) ان کے عقائد سے قطع نظر بھی کر لی جائے تو نماز کے احکام اتنے مختلف ہیں کہ اہل سنت کے ساتھ نماز کے اتحاد کی کوئی شکل نہیں، لہذا کوشش کی جائے کہ اہل سنت حضرات اپنی مسجد الگ بنائیں اور اس میں باجماعت نماز ادا کر لیں اور جب تک یہ ممکن نہ ہو، کسی کے گھر میں جماعت کر لی جائے۔ فقط واللہ اعلم
احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۲۶/۵/۱۳۸۸ھ (فتویٰ نمبر: ۱۹/۶۱۸، الف) الجواب صحیح: بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ (فتاویٰ عثمانی: ۲۳۲۱-۲۳۳۳)

شیعہ سے اپنی بیٹی کا نکاح کرانے والے کے پیچھے نماز کا حکم:

سوال: گزارش یہ ہے کہ سنی عقیدہ سے منسلک آدمی نے اپنی بیٹی کا نکاح باوجود عوام و خواص و اعزہ کے روکنے کے، ایک شیعہ آدمی سے کر دیا اور اپنے لڑکوں کا نکاح شیعہ لڑکیوں سے کر دیا، حالاں کہ داماد اور بہوؤں کا شیعہ ہونا ظاہر اور مشہور ہے، اس شیعہ داماد کا شیعہ مدارس میں تعلیم حاصل کرنا واضح ہے، نیز شیعہ مسلک سے منسلک مدرسہ کا اہتمام بھی اس کے پاس ہے، شیعوں سے چندے لیتا ہے، شیعوں سے قریبی روابط ہیں، شیعوں کا امام اور خطیب، نیز ذرا کربھی ہے۔

جواب طلب امر یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کے علمائے کرام کے فتاویٰ کے مطابق اثنا عشری شیعہ، امامت،

(۱) وفي الكفاية شرح الهداية: ۳۰۵/۱: ويكره الإقتداء بصاحب الهوى والبدعة والحاصل إن كل من كان أهل قبلتنا ولم يفعل في هواه حتى يحكم بكفره تجوز الصلاة (مع الكراهة التحريمة) خلفه، وإن كان هوى يكفر أهلها كالجهمي، والقدرى الذى قال: بخلق القرآن والرافضى الغالى الذى ينكر خلافة أبى بكر لا تجوز.
وفي البحر الرائق: ۳/۸۱: باب الإمامة: وكره إمامة العبد والأعرابي والفاسق والمبتدع.
وفيه أيضاً: ۳/۹۱: المبتدع، بأن لا تكون بدعته تكفره، فإن كانت تكفره فالصلاة خلفه لا تجوز.
وفي البحر الرائق أيضاً: ۳/۹۱: و الرافضى أن فضل علياً على غيره فهو مبتدع.
وفي الهندية: ۸/۴۱، طبع مكتبة رشيدية، كوئٹہ: قال المرغنيانى: تجوز الصلاة خلف هوى وبدعة ولا تجوز خلف الرافضى والجهمي... إلخ.

وفي الكبيرى شرح المنية: ۵/۴، طبع سهيل اكيديمى لاهور: ويكره تقديم المبتدع أيضاً: لأنه فاسق من حيث الإعتقاد وهو أشد من الفسق من حيث العمل.

عصمتِ ائمہ کرام، تحریفِ قرآن وغیرہ جیسے امور کی وجہ سے کافر ہیں اور مرتد ہیں، ان کے ساتھ معاملات مرتد جیسے ہونے چاہئیں؟

ترکِ نماز مع الجماعة سے بچنے کے لئے اس کی امامت میں کبھی کبھی نماز جائز ہو سکتی ہے؟ جبکہ یہ آدمی اپنے آپ کو سنی کہتا ہے اور شیعہ کو اپنی زبانی غلط سمجھتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میرا داماد پیسوں کی وجہ سے شیعہ ہے کیا حکم ہے؟
(از مقامی علماء کرام، موضع: سلطانی، ضلع: رحیم یار خان)

الجواب

شیعہ خواہ کافرانہ عقیدے رکھتے ہوں، یا نہ رکھتے ہوں، دونوں صورتوں میں کسی سنی کے لیے ان سے نکاح کرنا ہرگز جائز نہیں ہے اور پہلی صورت میں نکاح منعقد بھی نہیں ہوتا، اب جس شخص کو دین، یا عقائد دین کی اہمیت کا اتنا بھی احساس نہیں ہے، وہ شخص امام بنانے کے لائق نہیں ہے، (۱) تاہم اگر کسی وقت ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھ لی گئی تو کراہت کے ساتھ نماز ہو جائے گی، اعادے کی ضرورت نہیں ہے۔ واللہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۱۰/۱۰/۱۴۱۰ھ (فتویٰ نمبر: ۲۳۹/۴۱، ز) (فتاویٰ عثمانی: ۲۳۳۱-۲۳۳۲)

شیعہ سے جس نے اپنی لڑکی کی شادی کر دی، اس کی امامت کا کیا حکم ہے:

سوال: زید حنفی نے اپنی لڑکی کی شادی دانستہ شیعہ سے کر دی ہے اور مجالس شیعہ میں شریک ہوتا ہے، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

الجواب

یہ فعل اس کا برا ہے اور مجالس روافض میں شامل ہونا شیوہ رُفُض کا ہے، ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہیے۔ (۲)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۳۷/۳)

(۱) وفي الدر المختار: ۵۵۹/۱-۵۶۰: ويكره إمامة عبد... و فاسق.

وفي الشامية: (قوله: و فاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الإستقامة، ولعل المراد به من يرتكب لكبائر كشارب الخمر، والزاني، إلخ. (باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس) (وراجع أيضاً: البحر الرائق: ۳۴۸/۱ و الفتاوى الهندية: ۸۴/۱)

(۲) ويكره إمامة عبد الخ و فاسق. (الدر المختار) قوله: (فاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الإستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزاني و آكل الربا ونحو ذلك، وفي المعراج: قال أصحابنا: لا ينبغي أن يقتدى بالفاسق، إلخ، أما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانتته شرعاً، إلخ، بل مشى في شرح المنية: أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۵/۱، ظفير) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

شیعوں کی نماز جنازہ پڑھنے والے کی امامت:

سوال: ایک شخص جو جامع مسجد کا امام ہو اور شیعوں کے جنازہ و تجہیز و تکفین میں برابر شامل رہے اور لوگوں کو ترغیب دیوے تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب

ایسا شخص عاصی و فاسق ہے، اس کو امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۱۴۸)

شیعہ کے پیچھے نماز ہوتی ہے، یا نہیں:

سوال (۱) شیعہ کے پیچھے نماز اہل سنت ہوتی ہے، یا نہیں؟

اہل سنت والجماعت کب سے نام رکھا گیا:

(۲) نام سنت جماعت اس فرقہ کا کب سے رکھا گیا اور وجہ تسمیہ کیا ہے؟

جونہ شیعہ ہو اور نہ اہل سنت اس کی امامت کیسی ہے:

(۳) جو شخص نہ شیعہ ہو، نہ اہل سنت، اس کے پیچھے نماز اہل سنت جائز ہے، یا نہیں؟

جو تعزی یہ مرثیہ کرتا ہو، کیا وہ اہل سنت ہے:

(۴) جو مرثیہ سنتا ہو، یا تعزیہ جس کے گھر سے نکلے، یا جس کے گھر میں تعزیہ ہے، یا جس کے گھر میں ماتم کی

جائے، وہ اہل سنت میں داخل ہے، یا نہیں، یا اہل شیعہ ہے؟

شیعہ سے میل جول درست ہے، یا نہیں:

(۵) شیعہ کے ساتھ سنت جماعت کو پرہیز کرنا چاہیے، یا میل جول رکھے؟

الجواب

(۱) شیعہ کے پیچھے سنی کی نماز نہیں ہوتی، چونکہ عقائد ان کے بعض ایسے ہوتے ہیں، جو موجب کفر ہیں،

لہذا اس صورت میں نماز کا صحیح نہ ہونا امر یقینی ہے اور اگر شیعہ غالی نہ ہو، تب بھی احتیاط لازم ہے کہ عقیدہ امر مخفی ہے اور

سب شیخین سے جو عند بعض کفر ہے اور قذف عائشہ رضی اللہ عنہا، جو بالاتفاق کفر ہے، کوئی شیعہ خالی نہیں ہوتا۔

(۱) ویکرہ إمامة عبد، إلخ، و فاسق. (الدر المختار) أن كراهة تقديمه أي الفاسق كراهة تحريم. (رد المحتار، باب

الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

قال الشامی: ینبغی تقييد الكفر بالإنكار لخلافة بما إذا لم يكن عن شبهة، إلخ. (باب الإمامة) (۱)
 (۲) اس گروہ کو اہل سنت والجماعۃ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ فرق اہل حق و متبع سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور طریقہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو مضبوط پکڑے ہوئے ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: إن اللہ تعالیٰ یغرس فی ہذا الدین غرساً یستعملہم علی طاعته لا یبالون من خذلہم ولا من یضرہم حتی یأتی أمر اللہ عز وجل، أو كما قال. (رواہ ابن ماجہ عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ) (۲)

(۳) ایسے شخص کی اقتدا سے احتراز لازم ہے، جس کو اپنے دین کی حفاظت کا خیال بالکل نہیں، یہ شخص فاسق ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: الإمام ضامن والمؤذن مؤتمن. (رواہ الترمذی) (۳)
 (۴) یہ سب امور جو شخص کرتا ہے، شعائر و افض ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (۴)
 (۵) جو شخص مرثیہ پڑھنا یا سننا جائز جانے اور تعزیر نہ نکالنا اچھا جانے اور اس میں شریک ہو، وہ سنی نہیں، بدعتی اور روافض کا شریک وہم خیال ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۲۸۹-۲۹۰)
 روافض کے ساتھ میل جول نہ کرنا چاہیے۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ (۵) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۳۰۲-۳۰۳)

حضرت حسینؑ کو تمام اصحاب رسول پر فضیلت دینے والے کی امامت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک امام مسجد اگر لوگوں کو اس طرح کی ہدایت کرے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ و حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ و حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان سارے اصحاب سے حضرت امام حسینؑ کا مرتبہ بلند ہے؛ بلکہ یہ بھی ساتھ کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ سارے اصحاب حضرت امام حسینؑ کے غلام تھے؛ کیوں کہ حضرت امام حسینؑ نے لکھ کر دیا تھا کہ آپ ہمارے غلام اور اصحاب رسول نے سند سمجھ کر اپنے پاس لکھا ہوا خط قبر تک

(۱) ردالمحتار، باب الإمامة: ۱/۶۲۱، دار الفکر بیروت، انیس

(۲) باب اتباع سنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث: ۸-۹، ۱۰، ص: ۱۹، بیت الأفكار، انیس

(۳) کتاب الصلاة، باب ماجاء أن الإمام ضامن والمؤذن مؤتمن، رقم الحدیث: ۲۰۷، ص: ۵۵، بیت الأفكار، انیس

(۴) أبوداؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة، رقم الحدیث: ۱۰۳۱، ص: ۴۴۲، بیت الأفكار، انیس

(۵) سورة الأنعام: ۶۸، انیس

موجود رکھا، کیا ایسے عقائد رکھنے والے امام مسجد کے پیچھے اہل سنت والجماعت کی نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟ اور اگر یہی امام مسجد ایک مطلقہ عورت کی عدت طلاق ختم ہونے سے پہلے دوسرے خاوند ہونے والے کے گھر بٹھادیوے اور وہ کئی دن تک عورت مرد اکٹھے کھاتے پیتے رہیں تو ایسے امام مسجد کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟ حالانکہ مولوی صاحب خود جانتے ہیں کہ جب تک عدت ختم نہ ہو تو دوسرے شخص کے ساتھ مطلقہ عورت نہیں رہ سکتی اور پھر یہی مولوی صاحب حکم دیتے ہیں؛ بلکہ خود لے جا کر اس شخص کے گھر مطلقہ عورت کو رہنے پر مجبور کر کے کچھ عرصہ تک اس کے گھر میں رہائش کراتے ہیں، اس قسم کے مولوی صاحب کے متعلق علماء دین کیا حکم فرماتے ہیں؟

الجواب

سوال میں درج کیا گیا عقیدہ ایک غلط عقیدہ ہے، اہل سنت حضرات کا متفقہ اور مسلمہ عقیدہ یہ ہے کہ حضرات شیخین؛ بلکہ خلفاء راشدین تمام امت سے افضل ہیں، اس طرح کی ضعیف اور موضوع روایات سے استدلال کرنا علم کی نہیں؛ بلکہ جہالت کی دلیل ہے، ایسے شخص کو امام نہ رکھا جائے؛ بلکہ فوراً معزول کر کے کسی معتمد، صحیح العقیدہ عالم کو امام مقرر کیا جائے، ساتھ ہی عدت والی عورت کو کسی اجنبی شخص کے گھر میں بٹھانا بھی سخت گناہ ہے؛ لیکن تحقیق ضروری ہے کہ کیا واقعی امام مذکور نے یہ حرکت کی ہے، یا ایسے خیالات کی اشاعت کی ہے، یا نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود: ۱۶۹/۲-۱۷۰)

حنفی کے لیے شیعہ مرزائی کی امامت:

سوال: ایک گاؤں میں تین مذاہب کے لوگ آباد ہیں: شیعہ، مرزائی، اہل سنت والجماعت؛ مگر امام حنفی عقیدہ رکھتا ہے؛ یعنی اہل سنت والجماعت ہے، کیا وہ امام ہر مذہب کے لوگوں کی امامت کر سکتا ہے اور ان کی شادی، غمی و دیگر مواقع پر شریک ہو سکتا ہے، یا نہیں؟ جواب بسند ہو، مرزائی و شیعہ کا ذبح کیا ہوا جانور کھانے میں استعمال کرنا امام کے لیے جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب _____ حامداً ومصلياً

شیعہ اور مرزائی اپنے مذہب والوں سے خود دریافت کریں گے کہ حنفی امام کے پیچھے ان کی نماز درست ہے، یا نہیں؟ آپ کو ان کی کیا فکر پڑی اور وہ آپ، کے مذہبی مسائل کو تسلیم ہی کب کریں گے۔ علماء اہل سنت والجماعت کے فتویٰ کے مطابق مرزائی عقیدہ والے کافر ہیں، ان کی شادی، غمی میں شرکت ان کی میت پر نماز جنازہ ان کے امام کا اقتدا کرنا وغیرہ جملہ امور ناجائز و ممنوع ہیں، (۱) ان کا ذبیحہ بھی ناجائز ہے، شیعہ کا جو فرقہ نصوص قطعہ کا منکر ہے، اس کا بھی یہی

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿ما كان محمد أباً أحد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين﴾ (سورة الأحزاب: ۴۰)

وقال اللہ تعالیٰ: ﴿فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین﴾ (سورة الأنعام: ۶۸)

وقال اللہ تعالیٰ: ﴿ولا تصل علی أحد منهم مات أبداً ولا تقم علی قبره، أنهم کفروا باللہ ورسوله﴾ (سورة التوبة: ۸۴)

حکم ہے اور جو فرقہ نصوص قطعیہ کا منکر نہیں، وہ کافر نہیں، اس کا ذبیحہ درست ہے؛ لیکن حتی الوسع اختلاط اس سے بھی نہیں چاہیے کہ فسادِ عقائد کا قوی اندیشہ ہے۔

”نعم لا شک فی تکفیر من قذف السيدة عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا أو أنکر صحبة الصديق رضی اللہ تعالیٰ عنہ أو اعتقد الألوهية فی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ أو أن جبرئیل علیہ السلام غلط فی الوحي أو نحو ذلك من الکفر الصحيح المخالف للقرآن“ آ۵۔ (ردالمحتار: ۳/۴۵۳) (۱)

”ومنها: - من شرائط - الزکوة أن يكون مسلماً أو کتابياً، فلا تؤکل ذبیحة أهل الشرك والمرتد، آ۵۔“ (الہندیہ: ۲۸۵/۵) (۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۶/۲۲/۱۳۵۹ھ۔ الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۶/۲۲/۱۳۵۹ھ۔ صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۶/۲۲/۱۳۵۹ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۷۶-۳۷۵)

مرزائی سے تعلق رکھنے والے کی امامت:

سوال: اگر کوئی مرزائی مسجد کے حجرہ میں امام مسجد کے پاس بیٹھ کر نمازیوں میں نفاق پیدا کرے کہ وہ ہندی کرائے اور امام جو اس کی باتوں پر عمل کرتا ہے، نمازیوں کے روکنے پر بھی نہ مانے تو ایسا امام مسجد میں رکھنے کے لائق ہے، یا نہیں؟

الجواب:

امام مذکور سے صاف کہا جاوے کہ اگر تو نے مرزائی کے ساتھ تعلق اور ربط رکھا اور اس کو اپنے پاس رکھا تو تجھ کو امامت سے علاحدہ کر دیا جائے گا، اگر وہ پھر بھی باز نہ آوے تو اس کو امامت سے علاحدہ کر دیا جاوے، (۳) اور اس مرزائی کو مسجد کے حجرہ میں نہ رکھا جاوے، فوراً نکال دیا جاوے۔ (۴) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۸۱/۳-۱۸۲)

قادیانی کی امامت درست نہیں ہے:

سوال: فرقہ قادیان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟

(۱) ردالمحتار، کتاب الحدود، باب المرتد: ۴/۲۳۷، سعید

(۲) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الذبائح، الباب الأول فی رکنہ و شرائطہ و حکمہ و أنواعہ: ۲۸۵/۵، رشیدیہ

(۳) اس لیے کہ وہ اپنے افعال کی وجہ سے فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

”و کراهة تقدیمہ: أي الفاسق کراهة تحریم“۔ (ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) (مطلب فی

تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

(۴) اس لیے کہ وہ مرتد ہے اور مرتد کو پناہ دینا بالخصوص اس طرح کہ مسلمانوں کو اس سے نقصان پہنچنے درست نہیں ہے۔ ظفیر

الجواب

درست نہیں ہے؛ کیوں کہ ان کے کفر پر فتویٰ ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۱۰/۳)

قادیانی کی امامت درست ہے، یا نہیں:

سوال: جو لوگ مرزا قادیانی کے مرید ہوں، یا اس کو اچھا سمجھتے ہوں، ان کی امامت جائز ہے، یا نہیں؟ ان کے پیچھے ادا کردہ نماز کا اعادہ واجب ہے، یا کیا کچھ؟

الجواب

جائز نہیں۔ (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۲۵/۳)

قادیانی سے لڑکی کی شادی کرنے والے کی امامت:

سوال: جس کا داماد احمدی ہو اور وہ اس سے تعلق رکھے، اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

وہ شخص لائق امام بنانے کے نہیں ہے؛ تا وقتیکہ اس کا داماد توبہ و تجدید ایمان کر کے دوبارہ نکاح نہ کرے، یا وہ شخص اپنی دختر کو اس سے علاحدہ کرے۔ (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۴۲/۳)

غیر مقلد کی امامت:

سوال (۱) غیر مقلدین کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

قادیانی کی امامت:

(۲) قادیانیوں کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۲-۱) وإن أنكر بعض ما علم من الدين ضرورة كفر بها؛ إلخ، فلا يصح الاقتداء به أصلاً. (الدر المختار على هامش ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۴/۱، ظفیر)

(۳) ويكره إمامة عبد، إلخ، وفاسق. (الدر المختار) بل مثلي في شرح المنية: أن كراهة تقديمه أي الفاسق كراهة تحريم. (ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

احمدی (قادیانی) منفقہ طور پر کافر ہے، لہذا اس سے مسلمان لڑکی کا نکاح جائز نہیں ہے اور نہ اس سے اپنا تعلق ہی قائم رکھنا درست ہے۔ ظفیر

قد ظهر في البلاد الهندية جماعة تسمى المهدوية ولهم رياضات عملية و كسوفات سفلية و جهالات ظاهرية، و من جملتها أنهم يعتقدون أن المهدي الموعود وهو شيخهم الذي ظهر ومات ودفن في بعض بلاد خراسان وليس يظهر غيره مهدي في الوجود و من ضاللتهم أنهم يعتقدون أن من لم يكن على هذه العقيدة فهو كافر. (مراقبة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، باب أشرط الساعة: ۳۴۳/۸، دار الفكر بيروت انيس)

الجواب

- (۱) غیر مقلدین متعصبین کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیے۔ (۱)
 (۲) قادیانیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیے۔ (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۱۰/۳)

(۱) درمختار میں ہے:

و کذا تکره خلف أمرد الخ وزاد ابن ملک ومخالف.
 شامی میں مخالف کی اقتدا کے سلسلے میں مذکور ہے:

وخالفهم العلامة الشيخ إبراهيم البيري، بناءً على كراهة الاقتداء بهم لعدم مراعاتهم في الواجبات
 والسنن. (رد المحتار: ۵۲۷/۱، ظفیر) (باب الإمامة، انیس)

(۲) وإن أنكر بعض ما علم من الدين ضرورة كفر بها الخ فلا يصح الاقتداء به أصلاً. (رد المحتار: ۵۲۴/۱،
 ظفیر) (باب الإمامة، انیس)

فرقہ قادیانی کے درج ذیل عقائد و نظریات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی کی اقتدا میں نماز نہیں ہوتی ہے۔

- ۱- آخری نبی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں؛ بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ (حقیقۃ النبوة: ۵، ۸۲، ۱۶۱۔ تریاق القلوب: ۳۷۹)
- ۲- مرزا غلام احمد پر وحی بارش کی طرح نازل ہوتی تھی، وہ وحی کبھی عربی میں، کبھی ہندی میں اور کبھی فارسی اور کبھی دوسری زبان میں بھی ہوتی تھی۔ (حقیقۃ الوحی: ۱۸۰۔ البشری: ۱۱۷/۱)
- ۳- مرزا غلام احمد کی تعلیم اب تمام انسانوں کے لیے نجات ہے۔ (اربعین: ۴، ۱۷)
- ۴- جو مرزا غلام احمد کی نبوت کو نہ مانے، وہ جہنمی کافر ہے۔ (حقیقۃ النبوة: ۵، ۲۷، فتاویٰ احمدیہ: ۳۷۱)
- ۵- مرزا غلام احمد کے معجزات کی تعداد دس لاکھ ہے۔ (تمتہ حقیقۃ الوحی: ۱۳۶) (جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین ہزار ہیں)
- ۶- مرزا صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر شان والے تھے۔ (قول فصل: ۶۔ احمد پاکٹ بکس: ۲۵۴۔ اربعین: ۱۰۳)
- ۷- مرزا صاحب بنی اسرائیل کے انبیاء سے افضل تر ہیں۔ (دافع البلاد: ۲۰۔ ازالہ کلاں: ۶۷)
- ۸- مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیگر انبیاء اور صحابہ کرام کے بارے میں تحقیر آمیز جملے استعمال کئے ہیں۔ (حاشیہ ضمیمہ انجام
 آثم: ۴۔ روحانی خزائن: ۱۶، ۱۷، ۱۸۔ اعجاز احمدی: ۵۲/۸۳/۱۸)
- ۹- قرآن کی کئی آیات سے مراد مرزا غلام احمد ہے۔ مثلاً:
 ﴿هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله﴾ (وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین
 حق کے ساتھ بھیجا تاکہ تمام ادیان پر غالب رہے۔) (اعجاز احمدی: ۲۹۱/۱۱۔ دافع البلاد: ۱۳)
- ۱۰- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشین گوئیاں جھوٹی نکلیں۔ (اعجاز احمدی: ۱۴)
- ۱۱- جہاد کا حکم منسوخ ہو گیا ہے۔ (حاشیہ اربعین: ۱۵۴۔ خطبہ الباء: ۲۵)
- ۱۲- مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ کو کھیل کھلونے قرار دیتے ہیں کہ ایسا کھیل تو کلکتہ اور بمبئی
 میں بہت سے لوگ کرتے ہیں۔ (حاشیہ ازالہ اوہام: ۲۱، ۱۲۱۔ حقیقۃ الوحی: ۷۸)
- ۱۳- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درجاتی معراج نہیں ہوئی، کشف ہوا تھا۔ (ازالہ اوہام کلاں: ۱۴۴)

==

قادیاہنی لڑکے کا نکاح پڑھانے والے امام کے پیچھے نماز جائز نہیں:

سوال: ہمارے محلے کی مسجد کے امام صاحب نے ایک قادیانی شخص کا ایک مسلمان (سنی) لڑکی سے نکاح

۱۴ = = مرنے کے بعد میدانِ حشر میں جمع ہونا نہیں ہوگا، مرنے کے بعد سیدھا جنت، یا جہنم میں چلے جائیں گے۔ (ازالہ اوہام کلاں: ۱۴۴)
۱۵۔ فرشتوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے؛ بلکہ یہ تو ارواحِ کواکب ہے، جبرئیل امین وحی نہیں لاتے تھے، وہ تو روحِ کواکب نیر کی تاثیر کا نزول
وحی ہے۔ (توضیح مرام: ۲۹)

۱۶۔ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء کیا ہے۔ (ازالہ اوہام خورد: ۳۹۶-۳۹۸) (ازالہ اوہام کلاں: ۳۹۸)
۱۷۔ مرزا صاحب تمام انبیاء کا مظہر ہیں، تمام کمالات جو انبیاء علیہم السلام میں تھے، وہ سب مرزا صاحب میں موجود ہیں۔ (قول فصل: ۶-
تخیز الاہان: ۱۰/۱۱)

۱۸۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرچکے ہیں، وہ قیامت کے قریب بالکل نہیں آئیں گے۔ (ازالہ کلاں: ۳۱۱/۲)
۱۹۔ قرآن وحدیث کے بارے میں تحقیری الفاظ استعمال کرنا۔ (کلمہ فصل: ۳۷، تہذیب گوٹو ویہ: ۳۸۔ روحانی خزائن: ۱۹/۱۴۰-۱۴۱) (عجاز احمد: ۳۰)
عقائد بالا سے واضح ہوتا ہے کہ یہ اہل اسلام سے نہیں ہیں۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے:
﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ (سورة المائدة: ۳)
علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هذه أكبر نعم الله تعالى على هذه الأمة حيث أكمل تعالى لهم دينهم، فلا يحتاجون إلى دين غيره، ولا إلى نبي غير نبيهم صلوات الله وسلامه عليه، ولهذا جعله الله تعالى خاتم الأنبياء وبعثه إلى الإنس والجن، فلا حلال إلا ما أحلّه، ولا حرام إلا ما حرّمه، ولا دين إلا ما شرّعه، وكل شيء أخبر به فهو حقّ وصدق لا كذب فيه ولا خلف. (تفسير ابن كثير: ۲۲/۳، دار الكتب العلمية بيروت)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾ (سورة الأحزاب: ۴۰)
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

”إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالتَّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ“۔ (سنن الترمذی باب ذہبت النبوة وبقیت

المبشرات، رقم الحدیث: ۲۲۷۲)

حضرت ابو ہریرہ رضہ اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ كِنْبَةٍ مِنْ زَاوِيَةِ فَجَعَلَ النَّاسَ يَطُوفُونَ وَيَعْبُجُونَ لَهُ وَيَتَوَلَّوْنَ، هَلَا وَضِعَتْ هَذِهِ اللَّبْنَةُ؟ قَالَ: فَإِنَّا اللَّبْنَةُ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ“۔ (صحيح البخارى، باب خاتم النبيين صلى الله عليه وسلم، رقم الحدیث: ۳۵۳۵)

حضرت جمیر بن مطعم سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

إِنَّ لِي أَسْمَاءً، أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِي يَمْحُو اللَّهُ بِي الْكُفْرَ، وَأَنَا الْعَاشِرُ الَّذِي يُحْشِرُ النَّاسَ عَلَيَّ قَدَمِي، وَأَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ أَحَدٌ. (صحيح لمسلم، باب في اسمائه صلى الله عليه وسلم، رقم الحدیث: ۲۳۵۴) = =

پڑھایا ہے، جس وقت مولانا صاحب نے نکاح پڑھایا، وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ لڑکا قادیانی ہے؛ لیکن شادی کے دوران ہی (یعنی تقریب کے دوران) مولانا کو آگاہ کر دیا گیا لڑکا قادیانی ہے؛ لیکن مولانا نے کوئی ٹوٹس نہیں لیا، واپس آنے پر جب مولانا سے بات کی گئی تو اس نے کہا: میں نکاح کی رجسٹری روک لوں گا؛ مگر مولانا صاحب نے ایسا نہ کیا اور نکاح کی رجسٹری کر دی، کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

الجواب

قادیانی کا نکاح کسی مسلمان سے نہیں ہو سکتا، (۱) جن لوگوں کو معلوم تھا کہ لڑکا قادیانی ہے اور وہ قادیانیوں کے عقائد سے واقف بھی تھے، ان کا ایمان جاتا رہا، وہ اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کریں، (۲) امام صاحب چونکہ بے خبر تھے؛ اس لیے وہ معذور تھے، بعد میں جب امام صاحب کو پتہ چلا تو ان کو چاہیے تھا کہ اعلان کر دیتے کہ لڑکا قادیانی ہے، اس کے باوجود خاموش رہے تو گنہگار ہوئے، جب تک امام صاحب اپنے موقف کی وضاحت نہ کریں، یا اپنی غلطی سے توبہ نہ کریں، ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۳۰: ۴۵۱/۳)

تقلید کو ناجائز اور قادیانی کو مسلمان کہنے والے کی امامت:

سوال: جس شخص کا عقیدہ حسب ذیل ہو، اس کو امام بنانا کیسا ہے:

تقلید ناجائز اور بدعت ہے، مرزائی اور مرزا مسلمان ہیں، مقلدوں کا مذہب قرآن میں نہیں۔

ایسے شخص کو امام بنانا اور ترجمہ قرآن شریف اس سے پڑھنا کیسا ہے؟

== حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتِّ أَعْطِيَتْ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِي الْمَغَانِمُ، وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخُتِمَ بِي النَّبِيُّونَ". (صحیح لمسلم، باب المساجد و موضع الصلاة، رقم الحديث: ۵۲۳)

(۱) کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آنے والا ہے، میرزا غلام احمد قادیانی دعویٰ نبوت کی وجہ سے کافر ہے اور کافر کا متبع بھی کافر ہی ہوگا۔ عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تقوم الساعة حتى يبعث دجالون كذابون قريب من ثلاثين كلهم يزعم أنه رسول الله. (صحیح مسلم، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل، الخ (ح: ۱۵۷)

عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: كانت بنو إسرائيل تسوسهم الأنبياء كلما هلك نبي خلفه نبي وإنه لا نبي بعدى وستكون خلفاء فتكثر، قالوا: فما تأمرنا؟ قال: فوبيعة الأول فالأول وأعطوهم حقهم فإن الله سائلهم عما استرعاهم. (الصحیح لمسلم، باب الأمر بالوفاء ببيعة الخلفاء: ۱۲۶/۲، قديمی (ح: ۱۸۴۲) انیس)

(۲) لأن الرضاء بالكفر. (شرح فقه الأكبر، ص: ۴۹)

ما يكون كفراً اتفاقاً يبطل العمل و النكاح وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة وتجديد النكاح. (الدر

المختار مع رد المحتار: ۴/ ۷۷۲. مطلب جملة من لا يقتل إذا ارتد)

الجواب

ایسے شخص کو امام بنانا، جس کے عقائد سوال میں درج کئے ہیں، درست نہیں ہے اور اس سے ترجمہ قرآن شریف بھی نہ پڑھنا چاہیے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۰۶۳)

مرزائیوں کے رکھے ہوئے امام کے پیچھے نماز کا حکم:

سوال: کارخانہ میں ایک مسجد ہے، جس کی سرپرستی فرقہ مرزائیہ لاہوری پارٹی کو حاصل ہے، ان کی جانب سے بائخوہ امام مقرر ہے، ایسے امام کی اقتدا میں نماز پڑھنا درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

اگر امام کے عقائد اہل سنتہ والجماعت کے مسلک کے مطابق ہیں تو اس کی اقتدا میں نماز پڑھنا درست ہے، اہل سنت پر لازم ہے کہ مسجد کا انتظام اپنے ذمہ لے لیں۔ فقط واللہ اعلم
بندہ اصغر علی غفرلہ، نائب مفتی خیر المدارس ملتان۔ الجواب صحیح: عبداللہ غفرلہ، مفتی خیر المدارس ملتان (خیر الفتاویٰ: ۳۷۴)

جس امام کے قادیانیوں سے تعلقات ہوں:

سوال: ایک سنی سید گھرانے کی لڑکی نے ایک قادیانی شخص سے شادی کر لی ہے، اس کے گھر والوں سے قادیانیوں سے تعلقات ہیں اور ان کا آنا جانا ہے، کیا سنی مسلمانوں کے لیے ان کے پیچھے نماز پڑھنا شرعاً جائز درست ہے؟

هو المصوب

کسی مسلمان لڑکی کا نکاح کسی قادیانی کے ساتھ شرعاً جائز نہیں ہے، قادیانیوں کے ساتھ تعلقات رکھنا مفاسد سے خالی نہیں اور اگر دینی معلومات پختہ نہ ہو تو ان کی کتابوں کا مطالعہ کرنا درست نہیں، اگر ان کے مطالعہ سے اسلامی عقائد متاثر ہو رہے ہوں تو مطالعہ کرنا جائز نہیں ہے، لہذا اگر شخص مذکور قادیانی عقائد سے متاثر نہیں ہے اور ان سے تعلقات محض دیناوی ہیں تو ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن اگر قادیانی عقائد سے شخص مذکور متاثر ہے اور ان کے عقائد کو درست سمجھتا ہے تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۵۷/۲-۳۵۸)

(۱) ویکرہ إمامة عبد... و فاسق... و مبتدع: أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول... وإن أنکر بعض

ما علم من الدین ضرورة کفر بها... فلا یصح الاقتداء به أصلاً. (الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر)

(۲) قال المرغینانی: تجوز الصلاة خلف صاحب هوی وبدعة ولا تجوز خلف الرافضی والجهمی والقدری
والمشبهة ومن يقول بخلق القرآن، وحاصله إن كان هوی لا یکفر به صاحبه تجوز الصلاة خلفه مع الكراهة = =

مرزایوں سے میل ملاپ رکھنے والے کی امامت:

سوال (۱) ایک بستی کے مسلمانوں نے ایک شخص کو امام بنایا، پھر امام کے حالات خراب ہو گئے، لوگ شک کی نظر سے دیکھنے لگے اور علاوہ ازیں امام مذکور کا مرزائیوں کے ساتھ بہت میل ملاپ ہے، ایسا کئی دفعہ عید کے موقع پر بستی کے شریف مسلمانوں نے اپنا امام اور مقرر کر لیا، کیا امام اول کو امامت سے ہٹانا اور دوسرا مقرر کرنا درست ہے؟

کیا کوئی شخص مسجد کا مالک ہو سکتا ہے:

(۲) کوئی مسلمان کہلانے والا شخص کسی مسجد کے مالک ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے، امام اول اس مسجد کی ملکیت کا دعویٰ کرتا ہے؟

کیا بستی والے کچی مسجد کو شہید کر کے پختہ مسجد بنا سکتے ہیں:

(۳) کیا کسی بستی کے اکثر مسلمان بستی کی کچی مسجد کو گرا کر اس جگہ پر پہلے کی نسبت مضبوط اور پختہ مسجد بنا سکتے ہیں؟

جو مرزائیوں سے میل جول رکھتا ہوں اور چال چلن بھی خراب ہو، وہ مسجد کا متولی ہو سکتا ہے:

(۴) اگر کوئی امام مسجد جس کا کیر کٹر (چال چلن) خراب ہو، اور مرزائیوں کے ساتھ سخت میل جول رکھتا ہو، وہ بلا ثبوت مسجد کے متولی ہونے کا دعویٰ کرے تو شریف اہل محلہ اس کو امامت اور خود ساختہ تولیت سے ہٹا سکتے ہیں؟

(المستفتی: ۲۱۹۵، قاضی محمد شفیق صاحب لاہور، ۱۸/۱۸/۱۳۵۶ھ، ۱۸/۱۸/۱۹۳۸ء)

الجواب:

(۱) ان حالات میں پہلے امام کو علاحدہ کر دینا اور دوسرا امام مقرر کر لینا جائز ہے۔

(۲) مسجد کا مالک کوئی نہیں ہو سکتا، ہاں! متولی کو تولیت کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں؛ مگر ملکیت کا دعویٰ

کوئی نہیں کر سکتا۔ قرآن میں ہے: ﴿أَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا﴾ (سورۃ الجن) (۱)

(۳) ہاں! بستی والوں کو یہ حق ہے کہ وہ کچی مسجد کو پختہ بنانے کے لیے گرا دیں اور پختہ بنالیں۔

== وإلا فلا، هكذا في التبيين وهو الصحيح، هكذا في البدائع. (الفتاوى الهندية: ۸۴/۱) (الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بنان من يصلح إماماً لغيره، انيس)

أما من خرج بدعة من أهل القبلة لمنكرى حدوث العالم والبعث والحشر للأجسام والعلم بالجزئيات فلا نزاع في كفرهم لإنكارهم بعض ما علم معجى الرسول به ضرورة. (البحر الرائق: ۶۰۸/۱) (باب الإمامة، انيس)

وفي شرح الوهبانية للشرنبلالی: ما يكون كفراً إتفاقاً يبطل العمل والنكاح وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة وتجديد النكاح. (الدر المختار، باب المرتد: ۳۴۸/۱، دار الكتب العلمية بيروت، انيس)

(۱) سورة الجن: ۱۸، انيس

(۴) استحقاق تولیت کا ثبوت نہ ہو تو متولی ہونے کے مدعی کو ہٹایا جاسکتا ہے، بالخصوص جب کہ اس کے

حالات بھی صلاحیت کے خلاف ہوں۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی (کفایت المفتی: ۱۱۴/۳-۱۱۵)

قادیا نیت و امامت جماعت اور بغیر امامت تنخواہ دینا اور لینا:

سوال (۱) جماعت لاہوری قادیانی کے رشتہ دار اپنے رشتہ دار مرزائیوں کو مسلمان اور مذہب حنفی میں مسلمان تصور کرتے ہیں، حالانکہ بروئے شریعت و فتویٰ ہائے علماء دین، مرزائی اور ان کے حامی و رشتہ دار اور جوان کو مسلمان جانیں، وہ سب خارج از اسلام و کافر ہیں اور یہ بھی ہم کو بخوبی معلوم ہے کہ ان کو مسجد اہل اسلام میں بھی داخل نہ ہونے دیں، مگر ہم لوگ ان کو مسجد میں آنے سے روکنے میں سخت مجبور ہیں، اگر روکتے ہیں تو وہ آمادہ فساد ہوتے ہیں اور مسجد میں جنگ و جدال کی نوبت ہو جاتی ہے، اب جماعت مرزائی کے رشتہ دار ہماری مسجد میں آتے ہیں اور جس لوٹے سے ہم وضو کرتے ہیں اور مسجد میں جن گھڑوں سے ہم پانی پیتے ہیں، وہ بھی پیتے ہیں اور ہماری جماعت نماز میں شریک نہیں ہوتے، جو کہ مؤذن مسجد پڑھاتا ہے اور ان کی ضد یہ ہے کہ اگر امام صاحب معین جماعت کرائیں گے تو ہم بھی شریک جماعت ہوں گے؛ کیوں کہ ہمارا چندہ مشترک ہے (یہ چندہ اس وقت کا ہے جب کہ یہ اہل سنت والجماعت شمار کئے جاتے تھے)، ایسی صورت میں اگر یہ لوگ ہماری جماعت فرض و واجب میں شامل ہو جائیں اور ہم ان کو علیحدہ کرنے کی طاقت نہ رکھیں تو نماز سب کی درست ہو جائے گی، یا نہیں؟ اور امام کی امامت کرانی درست ہے، یا نہیں؟

(۲) جو لوگ باوجود واقف ہونے اس امر کے کہ ان کا مسجد میں آنا از روئے شریعت منع ہے اور وہ لوگ بوجہ کسی خوف کے مسجد میں آنے سے نہ روکیں، یا بوجہ لحاظ رشتہ داری کے چشم پوشی کریں تو ایسے نمازی لوگ کسی جرم شرعی کے مرتکب ہیں، یا نہیں؟

(۳) امام معین مسجد نے فتاویٰ علماء اہل اسلام کہ متعلق قادیانیوں کے جاری تھے، مسجد میں محلہ والوں کو سنائے اور یہ کہا کہ قادیانی یا ان کے رشتہ دار ان جوان کے ساتھ شامل ہیں، وہ ہماری جماعت نماز میں شریک ہوں گے تو میں نماز نہیں پڑھاؤں گا، جن کو سن کر اہل محلہ نے مرزائیوں کے رشتہ داروں سے باوجود سمجھانے اور ان کا کہنا نہ ماننے کے قطع تعلق ان سے کر دیا، اسی وجہ سے مرزائیوں کے رشتہ دار امام صاحب ہی کے مخالف ہو گئے اور وہ چاہتے ہیں کہ امام معین کسی طرح امامت سے جدا ہو جائیں، اس واسطے جب امام صاحب جماعت کراتے ہیں تو ضد ایہ لوگ شامل

(۱) قال فی الإسعاف: لا یولی إلا أمين قادر بنفسه أو بنائبه... ویستوی فیہ الذکر والأُنثی... من طلب التولية علی الوقف لا یعطى له و هو کمن طلب القضاء لا یقلده، ۱۰۵، (رد المحتار: کتاب الوقف مطلب فی شروط المتولی: ۳۸۰/۴، دار الفکر بیروت)

جماعت نماز ہوتے ہیں، جیسا کہ سوال نمبر: ۱ سے واضح ہے اور اگر نائب امام جو مؤذن بھی ہے، وہ جماعت کرائے یا دیگر شخص جماعت کرائے تو وہ شریک جماعت نماز نہیں ہوتے، اس سے صاف عیاں ہے کہ ذاتی نقصان تنخواہ کا امام کو پہنچانا ہے، ہم اہل محلہ نے امام صاحب کو نہ امامت سے علیحدہ کیا ہے، نہ انہوں نے استعفا دیا ہے؛ بلکہ ہر نماز میں امام صاحب حاضر رہتے ہیں؛ لیکن بوجہ فساد کے ہم لوگ نائب امام صاحب سے جماعت کراتے ہیں، ایسی صورت میں مسجد فنڈ سے تنخواہ امام صاحب کو دینی اور امام صاحب کو لینی درست ہے، یا نہیں؟

(المستفتی: ۱۱۴۱، عبدالرحمن صاحب (چاندنی چوک) ۵/ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ، ۲۴/ اگست ۱۹۳۶ء)

الجواب

قادیانی فتنہ بہت زیادہ مضر اور مسلمانوں کی دینی اور اخلاقی؛ بلکہ سیاسی حالت کے لیے بھی تباہ کن ہے، اگر مسلمان ان سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے ان کے ساتھ تعلقات نہ رکھیں تو اس میں وہ حق بجانب ہیں، (۱) باقی رہا امام کا معاملہ تو اگر اہل مسجد امام سے کسی شرعی ضرورت کے ماتحت نماز نہ پڑھوائیں تو مضائقہ نہیں اور امام جب تک امام ہے اس کو مسجد فنڈ سے تنخواہ دی جاسکتی ہے، جب کہ اس کی نیابت میں دوسرا شخص اہل مسجد کی رضامندی سے اس کا کام انجام دیتا رہتا ہے۔ فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ (کفایت مفتی: ۹۲۳-۹۳)

مشرک کی اقتدا جائز نہیں:

سوال: زید نے اپنے امام مسجد کو شرک میں مبتلا پایا، کیا زید کی نماز مشرک امام کے پیچھے ہو سکتی ہے، یا نہیں؟ نیز مفتی جواز یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ پوری جماعت کی نماز امام کی نماز کے ماتحت ایک مجموعہ کی شکل میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوتی ہے اور اگر امام کی نماز مقبول نہ ہو تو سارے مقتدیوں کی نماز بھی غیر مقبول ہو جائے، جماعت کی پابندی تو مسلمانوں کو ایک امت بنانے کے لیے ہے، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ہر فرد کی نماز انفرادی حیثیت ہی سے خدا کے حضور پیش ہوتی ہے اور اگر وہ مقبول ہونے کے قابل ہو تو بہر حال وہ مقبول ہو کر رہتی ہے، خواہ امام کی نماز مقبول ہو، یا نہ ہو۔ یہ عبارت رسائل مسائل حصہ اول ص: ۲۵۴ مصنفہ ابوالاعلیٰ مودودی میں ہے۔

(مستفتی: یار محمد خطیب غلہ منڈی، چچہ وطنی)

(۱) الاستخلاف جائز مطلقاً أى سواء كان لضرورة أو كما يعلم من عبارة مجمع الأنهر، إلخ. (رد المحتار، باب

المجعة، مطلب فی جواز استنابة الخطب: ۱۴۲/۲، ط: سعید)

الجواب

شُرک کرنے والے امام کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی، مشرک کی اقتدا ناجائز ہے، (۱) اور مفتی جواز کا قول غلط ہے، ایسے رسائل کا دیکھنا عوام کے لیے ٹھیک نہیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ اسحاق غفرلہ، ۱۶/۱۲/۱۳۷۶ھ۔ الجواب صحیح: اصغر علی غفرلہ، الجواب صحیح: بندہ عبد اللہ غفرلہ (خیر الفتاویٰ: ۳۷۵/۲)

عرصہ دراز تک امامت کے بعد اقرار کفر:

سوال: ایک شخص بدت مدید تک امامت کرتا رہا، اب وہ خود اپنے کفر کا اقرار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ حالت کفر میں نماز پڑھاتا رہا ہے، کیا مقتدیوں پر اس مدت مدیدہ کی نمازوں کا اعادہ واجب ہے، یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب ————— باسم ملہم الصواب

اگر اس کے کفر پر سوائے اقرار کے اور کوئی دلیل نہیں تو اس کو وقت اقرار سے مرتد قرار دیا جائے گا، گذشتہ زمانہ میں اس کی اقتدا میں پڑھی گئی نمازیں درست ہیں۔

قال فی شرح التتویر: (ولو زعم أنه كافر لم يقبل منه؛ لأن الصلاة دليل الإسلام) أي دليل علی أنه كان مسلمًا وأنه كذب بقوله إنه صلی بهم وهو كافر و كان ذلك الكلام منه ردة فيجبر علی الإسلام. (رد المحتار: ۱/۴۵۵) (۲) فقط واللہ اعلم (حسن الفتاویٰ: ۳۷۶/۳-۳۷۷)

عرصہ کے بعد معلوم ہوا کہ امام کافر ہے:

سوال: ایک شخص عرصہ دراز دراز تک امامت کرتا رہا، اب قرآن سے پتہ چلا کہ وہ کافر ہے، مگر خود وہ شخص کافر ہونے کا اقرار نہیں کرتا؛ بلکہ اپنے کو مسلمان کہتا ہے، مگر لوگوں کو اس کے قول پر اعتماد نہیں؛ بلکہ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ یہ خود اپنے آپ کو جو مسلمان ظاہر کرتا ہے، وہ نفاق کی وجہ سے ہے تو کیا جتنی نمازیں اس کی اقتدا میں پڑھی گئی ہیں، ان کا اعادہ واجب ہے، یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

(۱) ولا تجوز الصلاة خلف خلف منكر الشفاعة والرؤية وعذاب القبر والكرام الكاتبين لأنه كافر لتوارث هذه الأمور عن الشارع - صلى الله عليه وسلم - . (حاشية الشلبي على تبیین الحقائق، الأحق بالإمامة: ۱/۳۵۱، المطبعة الكبرى الأميرية بولاق، انیس)

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، باب الإمامة: ۱/۵۹۲، دار الفکر بیروت / وكذا في النهر الفائق، باب الإمامة: ۱/۲۵۵، دار الكتب العلمية بیروت، انیس

الجواب ————— باسم ملہم الصواب

اگر شواہد و قرائن سے اس کے کفر کا ظن غالب ہو جائے تو اس کے پیچھے پڑھی گئی نمازوں کا اعادہ فرض ہے۔
قال فی شرح التنویر: واذ اظهرت حدیث امامہ و کذا کل مفسد فی رأی مقتد بطلت فیلزم
إعادتها.

وفی الشامیة (قوله و کذا کل مفسد فی رأی مقتد): أشار إلى أن الحدیث لیس یقید، فلو قال
المصنف کما فی النهر: ولو ظهر أن یامامہ ما یمنع صحة الصلاة، لکان أولى لیشمل مالو أخل
بشرط أو رکن وإلى أن العبرة برأی المقتدی حتی لو علم من إمامہ ما یعتقد أنه مانع والإمام خلافه
أعاد... (قوله بطلت) أى تبین أنها لم تنعقد إن کان الحدیث سابقاً علی تکبیرة الإمام أو مقارنا
لتکبیرة المقتدی أو سابقاً علیها بعد تکبیرة الإمام... (قوله فیلزم إعادتها) المراد بالإعادة
الأتیان بالفرض بقربیة قوله بطلت لا المصطلح علیها وهی الاتیان بمثل المؤدی لخلل غیر
الفساد. (رد المحتار: ۵۵۳/۱) فقط واللہ تعالیٰ أعلم

۴/ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ (حسن الفتاویٰ: ۲۷۹/۳)

غیر مسلم کی اقتدا میں پڑھی ہوئی نمازوں کا حکم:

سوال: ایک شخص عرصہ دراز تک کسی مسجد کا امام رہا، بعد خارج ہے، کیا ایسے شخص کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کا
لوٹانا واجب ہے؟

الجواب

کسی شخص کی اقتدا کرتے وقت اس کے عقائد کے بارے میں صحیح معلومات نہ ہوں اور بعد میں اس کے کفر کے
بارے میں یقین ہو جائے تو پڑھی ہوئی نمازوں کے بارے میں احتیاط یہ ہے کہ وہ نمازیں دوبارہ پڑھی جائیں۔
وفی الہندیة: رجل أم قومًا شهرًا ثم قال: كنت مجوسياً فإنه يجبر على الإسلام ولا يقبل قوله
وصلاتهم جائزة ويضرب ضرباً شديداً وكذا لو قال: صليت بكم الكمدة على غير وضوء وهو
ماجن لا يقبل قوله وإن لكم يكن كذلك واحتمل أنه قال على وجه التورع والاحتياط أعادوا
صلاتهم وكذا إذا قال: كان في ثوبی قدر، كذا في الخلاصة وكذا إذا بان أن الأمام كافر
أو مجنون أو امرأة أو خنثى إلى آخره. (الفتاوى الہندیة: ۸۷/۱) (فتاویٰ حنائیہ: ۱۵۱/۳)

(۱) قال الحصكفی رحمہ اللہ: (وإذا ظهر حدث إمامہ) وكذا كل مفسد فی رأی مقتد (بطلت فیلزم إعادتها)
لتضمنها صلاة الموتم صحة وفساداً (كما يلزم الإمام اخبار القوم إذا أمهم وهو محدث أو جنب) أو فاقد شرط = =

مشرک کے پیچھے اقتدا باطل ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مشرک کے پیچھے اقتدا کا کیا حکم ہے، جائز ہے، یا نہیں؟ بیوا تو جروا۔

(المستفتی: احمد خان راولپنڈی، ۱۹/۱۲/۱۹۸۳ء)

الجواب

مشرک کے پیچھے اقتدا باطل ہے، خواہ کسی بھی مکتب فکر سے متعلق ہو۔ (ہندیہ) (۱) و ہوا الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۳۶۲/۲)

بتوں کو ہار چڑھانے والے مسلمان کے پیچھے نماز جمعہ کی ادائیگی کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں ایک ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں، جو ایکشن کے موقع پر غیر مسلموں کے پاس جاتا ہے، بتوں کو ہار چڑھاتا ہے اور اس کے سامنے ناریل وغیرہ پھوڑتا ہے، پھر وہ شخص جمعہ بھی پڑھاتا ہے تو کیا اس کے پیچھے نماز جمعہ پڑھ سکتے ہیں، جب کہ دوسرے علماء موجود ہوں، مکمل وضاحت فرمائیں؟

(مستفتی: صادق چچور)

الجواب

استفتا میں مذکورہ باتیں اگر صحیح ہیں تو ایسا شخص امامت کے لائق نہیں؛ کیوں کہ بتوں کو ہار چڑھانا اور ان کے سامنے

== اور کن وهل علیہم إعادتها إن عدلا، نعم، وإلا ندبت وقیل لا لفسقہ باعترافہ ولوزعم أنه کافر لم یقبل منه؛ لأن الصلاة دلیل الإسلام وأجبر علیه (بالقدر الممكن) بلسانه أوبکتب أورشول علی الأصح. (الدر المحتار علی رد المحتار، باب الإمامة: ۱/ ۵۹۱-۵۹۲، دار الفکر بیروت، انیس)

(۱) وفي الهندية: ولا تجوز خلف الروافضی والجهمی والقدری والمشبهة ومن يقول غيرهم بخلق القرآن وحاصله إن كان هوى لا يكفر به صاحبه تجوز الصلاة خلفه مع الكراهة وإلا فلا. (الفتاوى الهندية ۱/ ۸۴: الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره)

وشروط صحة الإمامة للرجال الأصحاء سنة أشياء: الإسلام وهو شرط عام فلا تصح إمامة منكر البعث أو خلافة الصديق أو صحبته أو يسب الشيخين أو ينكر الشفاعة أو نحو ذلك ممن يظهر الإسلام مع ظهور صفته المكفرة له، الخ. (مراقى الفلاح شرح نور الإيضاح، باب الإمامة: ۱۰۹-۱۱۰، المكتبة العصرية، انیس)

وحاصله إن كان هوى لا يكفر به صاحبه يجوز مع الكراهة وإلا فلا. (تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، الأحق بالإمامة: ۱/ ۱۳۴، المطبعة الكبرى الأميرية بولاق، انیس) / وكذا الفتاوى الهندية، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره: ۱/ ۸۴، دار الفکر، انیس)

ناریل وغیرہ پھوڑنا موجبات کفر ہیں؛ اس لیے مذکورہ امام دائرۃ ایمان و نکاح کے بعد اگر وہ اپنے گناہوں سے توبہ کر کے باز نہ آئے تو اس کو امامت سے معزول کر کے کسی تبع شریعت اور اہل شخص کو امام مقرر کرنا چاہیے۔
فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

یکفر بوضع قلنسوة المجوس علی رأسه علی الصحيح إلا لضرورة دفع الحر والبرد وبشد الزنار فی وسطه ... وبخروجه إلى نیروز المجوس لموافقته معهم فیما يفعلون فی ذلك اليوم وبشراءه یوم النیروز شیئاً لم یکن یشتريه قبل ذلك تعظیماً للنیروز لا للأكل والشرب وبإهدائه ذلك اليوم لمشرکین لو بیضة تعظیماً لذلك. (الفتاویٰ الہندیة: ۲/۲۷۶) (۱)

والمراد بالمتدع من یعتقد شیئاً علی خلاف ما یعتقدہ أهل السنة والجماعة وإنما یجوز به الاقتداء مع الكراهة إذا لم یکن ما یعتقدہ یؤدی إلى الكفر عند أهل السنة أما لو مؤدیاً إلى الكفر فلا یجوز أصلاً. (غنیة المستملی: ۲۸۰، بحوالہ، احسن الفتاویٰ: ۳/۲۹۰) واللہ اعلم علمہ اتم

مفتی محمد شاکر خان قاسمی پونہ (فتاویٰ شاکر خان: ۲/۷۸-۷۹)



(۱) الفتاویٰ الہندیة، مطلب فی موجبات الكفر أنواع منها ما یتعلق بتلقین الكفر والأمر بالإرتداد وتعلیمہ والتشبیہ بالكفار وغیرہ من الإقرار صریحاً وکنایة: ۲۷۶-۲۷۷، دار الفکر، انیس

جماعت کے احکام و مسائل

مسجد کسی کی ملک نہیں ہے، اس میں نماز درست ہے:

سوال: جو محلہ والے مسجد محلہ کو اپنی ملکیت سمجھتے ہوں، اس مسجد میں نماز پڑھنا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب

مسجد کسی کی ملک نہیں ہوتی، (۱) اور کسی کے سمجھنے سے اس میں کچھ تغیر نہیں ہوتا، (۲) پس نماز اس میں صحیح ہے اور ثواب مسجد کا حاصل ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۹/۴)

ناجائز کمائی کی بنائی ہوئی مسجد میں نماز:

سوال: ایک رنڈی نے بعد نکاح اپنے شوہر کو روپیہ دیا، اس نے اس روپیہ سے مسجد بنوائی، اس مسجد میں نماز جائز ہے، یا تنہا گھر میں نماز پڑھے؟

الجواب

اس مسجد میں نماز ہو جاتی ہے اور گھر میں تنہا نماز پڑھنے سے، جماعت کے ساتھ، اس مسجد میں نماز پڑھنا بہتر ہے۔ (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷۵/۳)

(۱) ﴿إِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ﴾ (سورة الجن: ۱۸)

(ویزول ملکہ عن المسجد والمصلی) بالفعل و (بقوله جعلته مسجداً) عند الثانی (و شرط محمد رحمہ اللہ) والإمام رحمہ اللہ الصلاة فیہ بجماعة وقیل: یکفی واحد وجعله فی الخانیة ظاهر الروایة. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب فی أحكام المسجد: ۵۱۰/۳ - ۵۱۱، ظفیر غفر اللہ ذنوبہ الخفی والجلی)

(۲) وعندهما: حبس العین علی حکم ملک اللہ تعالیٰ علی وجه تعود منفعته إلی العباد فلیلزم ولا یباع ولا یوہب ولا یورث، کذا فی الہدایة. (الفتاویٰ الہندیة: ۲۵۰/۲) (الباب الأول فی تعریف الوقف و رکنہ و سببہ، انیس) ثم قوله: (لم یجزیبعه ولا تملیکہ) هو یاجماع الفقہاء... (أما امتناع التملیک) فلما بینا فی قوله علیہ السلام: تصدق بأصلها ولا یباع ولا یورث ولا یوہب. (فتح القدر، کتاب الوقف: ۲۰۰/۶، دار الفکر، انیس)

(۳) عن أبی ہریرة رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: تفضل صلاة الجمیع صلاة أحدکم وحده بخمس وعشرین جزءاً. (صحیح البخاری، باب فضل صلاة الفجر فی جماعة (ح: ۶۴۸) سنن الترمذی، باب ماجاء فی فضل الجماعة (ح: ۲۱۵) انیس)

غیر آباد مسجد میں نماز کا حکم:

سوال: جس مسجد میں جماعت ہوتی ہے، اس میں نماز پڑھنا افضل ہے، یا جس مسجد میں جماعت نہیں ہوتی؟ اس میں جماعت سے پڑھنا افضل ہے، یا نہیں؟

الجواب:

اگر اس غیر آباد مسجد میں جا کر اذان و تکبیر سے اپنی الگ نماز پڑھ لے تو بہتر ہے، (۱) امید ہے کہ اس کی وجہ سے وہاں جماعت ہونے لگے۔ فقط (تالیفات رشیدیہ: ۳۰۰)

شہر کی غیر آباد مسجد میں اذان و نماز:

سوال: ایک مسجد جنگل میں لب دریا واقع ہے اور وہ مسجد غیر آباد ہے، اس میں نہ کوئی نماز پڑھتا ہے، اگر کوئی شخص شہر، یا کسی بستی سے اس میں جا کر رہے اور پانچوں اذان و تکبیر کہہ کر نماز پڑھے تو اس کو جماعت کا ثواب ملے گا، یا نہیں؟ اور اس کے حق میں اس مسجد میں اکیلے نماز پڑھنا بہتر ہے، یا ترک جماعت کی وجہ سے گناہ ہوگا؟

الجواب:

اس مسجد میں اذان و اقامت کہہ کر تنہا نماز پڑھنے میں بھی جماعت کا ثواب حاصل ہوتا ہے اور اس مسجد ویران کا آباد کرنا بعض وجوہ سے افضل ہے، (۲) اور اس کی کچھ تفصیل کتب فقہ میں مسطور ہے۔ (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۶۳/۳)

== عن ابي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: صلاة الرجل في جماعة تضعف على صلته في بيته وفي سوقه خمسا وعشرين ضعفا. (صحيح البخاري، باب فضل صلاة الجماعة (ح: ۶۴۷) انيس)

عن ابي هريرة رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: صلاة الجماعة افضل من صلاة احدكم وحده بخمسة وعشرين جزءاً. (موطأ الإمام مالك رواية ابي مصعب الزهري، باب ماجاء في فضل صلاة الجماعة (ح: ۳۲۳) / مسند الشافعي، ومن كتاب الإمامة: ۵۲/۱، دار الكتب العلمية بيروت، انيس)

(۱) وان لم يكن لمسجد منزله مؤذن فإنه يذهب إليه ويؤذن فيه ويصلي وإن كان واحداً... مؤذن مسجد لا يحضر مسجده أحد، قالوا: هو يؤذن ويقوم ويصلي وحده. (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۵/۱، دار الفكر بيروت، انيس)

(۲) ﴿إنما يعمر مساجد الله من آمن بالله واليوم الآخر وأقام الصلاة وآتى الزكاة ولم يخش إلا الله فعسى أولئك أن يكونوا من المهتدين﴾ (سورة التوبة: ۱۸، انيس)

(۳) مؤذن مسجد لا يحضر مسجده أحد، قالوا: هو يؤذن ويقوم ويصلي وحده وذاك أحب من أن يصلي في مسجد آخر. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۱/۱، ظفير)

جامع مسجد میں نماز پنجگانہ افضل ہے، یا مسجد محلہ اور جامع مسجد کی فضیلت جمعہ کے ساتھ مختص ہے، یا عام:

سوال: جامع مسجد میں پنجوقتہ نماز باجماعت پڑھنا افضل ہے، یا محلہ کی مسجد میں پڑھنا باجماعت افضل ہے؟

(۲) اور یہ فضیلت مختص بہ صلوٰۃ جمعہ ہے؟

(۳) یا عام ہے؟

الجواب

(۱) محلہ کی مسجد میں۔

(۲) ہاں غیر اہل محلہ کے لیے۔ (۱)

(۳) ہاں اہل محلہ کے لیے۔ فقط

۶/رمضان ۱۳۳۰ھ (تمتہ اولیٰ، ص: ۴۲) (امداد الفتاویٰ جدید: ۴۶۱/۱)

جنگل میں نماز پڑھنے کی فضیلت تنہا کے لیے ہے، یا جماعت کے لیے:

سوال: جنگل میں نماز پڑھنے کی جو بڑی فضیلت آئی ہے تو تنہا کی ہے، یا جماعت سے؟ اور یہ ظاہر ہے کہ جنگل

میں جماعت بہت دشوار ہے؟

الجواب

جنگل میں نماز پڑھنے کی فضیلت ہے، (۲) اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مسجدوں سے زیادہ اس میں فضیلت ہے،

حدیث شریف سے مساجد کا خیر البقاع ہونا ثابت ہے؛ (۳) بلکہ مطلب اس کا یہ ہے کہ جب کوئی شخص جنگل میں ہو اور

(۱) جامع مسجد کی فضیلت نماز جمعہ کے ساتھ خاص ہے لیکن جامع مسجد کے محلہ کے لوگوں کے لئے عام ہے؛ یعنی ان کے لئے پنجوقتہ

نمازیں جامع مسجد ہی میں افضل ہیں؛ کیوں کہ وہ ان کے محلہ کی مسجد ہے۔ سعید

(۲) عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إذا کان الرجل بأرض فی فحانت الصلاة

فلیتوضأ فإن لم یجد ماءً فلیتیمم فإن أقام صلی معہ ملکاً وإن أذن وأقام صلی خلفہ من جند. {رواہ عبد الرزاق}

(إعلاء السنن: ۱۷۴/۴) مصنف عبد الرزاق: ۵۱۰/۱-۵۱۱، مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۵۷/۲-۳۵۸ میں یہ روایت مختصراً

اور موقوفاً آئی ہے، البتہ حاشیہ میں تفصیل میں فرق اور دوسرے ماخذ کا بھی تذکرہ ہے اور رفع ووقف کے ساتھ سند کی قوت کا بھی۔ تلخیص

الکبیر: ۲۰۵/۱-۲۰۶ میں بھی اس کے طرق و ماخذ کا تذکرہ ہے اور نسائی کی سنن کبریٰ کا بھی ذکر ہے۔ انیس

(۳) فقال: شر البقاع أسواقها وخیر البقاع مساجدها. (مشکوٰۃ، باب المساجد، ص: ۷۱، ظفیر) (الفصل الثانی،

وقت نماز کا آگیا ہو تو وہیں نماز پڑھ لے، اگر چند آدمی ہیں، جماعت کر لیں، اگر ایک ہے، تنہا پڑھے، ہر طرح فضیلت حاصل ہے۔ شامی میں ہے:

وروی فی الخبر: أن من صلى على هيئة الجماعة: أى بأذان وإقامة ولو كان منفرداً صلت بصلاته صفوف الملائكة، إلخ. (رد المحتار، فصل فى القراءة)

(قولہ: منفرداً) لأنه إن أذن وأقام صلى خلفه من جنود الله ما لا يرى طرفاه {رواه عبد الرزاق} (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷۲۳)



== عن عبد الله بن عمر قال: جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله! أى البقاع خير؟ فقال: لا أدرى، قال: فأى البقاع شر؟ فقال: لا أدرى، فأتاه جبريل فقال: سل ربك، فقال جبريل: ما نسأله عن شيء فانتفض انتفاضة كاد أن يصعق منهما محمد صلى الله عليه وسلم فلما صعّد جبريل قال الله تعالى: سألك محمد أى البقاع خير؟ فقلت: لا أدرى وسألك: أى البقاع شر، فقلت: لا أدرى، قال: فقال: نعم، قال: فحدثه أن خير البقاع المساجد وأن شر البقاع الأسواق. (المستدرک للحاکم: ۹/۲، دارالکتب العلمیة بیروت (ح: ۲۱۴۹) انیس)

(۱) رد المحتار، باب الأذان: ۳۶۶/۱، ظفیر (کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل فى القراءة، انیس)

اذان کے بعد مسجد سے نکلنا

امام کو قعدہ میں پا کر دوسری مسجد میں نماز کے لئے جانا:

سوال: ایک شخص مسجد میں آیا، حالت جماعت میں جب تک وضو کیا، امام نماز ختم کر کے قعدہ میں تھا، وہ شریک قعدہ نہیں ہوا، دوسری مسجد میں پوری جماعت کے واسطے چلا گیا، لہذا اس مسجد سے نکلنے کا شریک جماعت نہ ہونے سے گناہ گار ہوگا، یا نہیں؟

الجواب:

اس نماز کو چھوڑ کر دوسری جگہ جانا گناہ ہے، گویا اعراض کیا صلوة سے، لہذا اس صلوة میں شریک ہونا چاہیے کہ صورت اعراض نہ ہو۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (تالیفات رشیدیہ: ۲۹۸-۲۹۹)

جس مسجد میں کوئی نہ آئے، کیا مؤذن اذان پکار کر جماعت کے لیے دوسری مسجد جاسکتا ہے:

سوال: ایک شخص مسجد میں مؤذن ملازم ہے، اس مسجد میں کوئی نمازی نہیں آتا، عموماً مؤذن کو تنہا نماز پڑھنی پڑتی ہے، کیا وہ مؤذن اپنی مسجد میں اذان کہنے کے بعد دوسری مسجد میں جا کر شریک جماعت ہو سکتا ہے؟

الجواب:

اذان کہہ کر اسی مسجد میں اس کو نماز پڑھنی چاہیے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۳/۳)

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا جئتم إلى الصلاة ونحن ساجدون فاسجدوا ولا تعدوها شيئاً ومن أدرك الركعة فقد أدرك الصلاة. (سنن أبي داؤد، باب في الرجل يدرک الإمام ساجداً كيف يصنع (ح: ۸۹۳) / صحيح ابن خزيمة، باب إدراك المأموم الإمام ساجداً (ح: ۱۶۲۲) / المستدرک للحاکم، ومن کتاب الإمامة وصلاة الجماعة (ح: ۷۸۳) / جامع الأصول، النوع الثالث في المسبوق: ۶۲۹/۵، مكتبة الحلواني، انيس)

(۲) بل في الخانية: لو لم يكن لمسجد منزله مؤذن فإنه يذهب إليه ويؤذن فيه ويصلي ولو كان وحده لأن له حقاً عليه فهو يؤذيه. (رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة، إلخ، مطلب في أحكام المسجد: ۶۱۷/۱، ظفير مفتاحي) (كتاب الصلاة، مطلب في أفضل المساجد، انيس)

مسجد کو چھوڑ کر دوسری جگہ نماز پڑھنا درست نہیں:

سوال: درچینیں حمام کہ چہا رسو دران دخان میباشند دران نماز خواندن جائز است، یا نہ؟ مثلاً بالائے حمام خانقاہ باشد دران نماز ادا کردن چیست از مسجد سابقہ کہ صرف پانزدہ قدم مسافت دارد دران مسجد کسے نماز ادا نمی کند؛ بلکہ از مدت نماز معطل نہادند چه حکم است؟ (۱)

الجواب:

مسجد را معطل داشتن ویران کردن جائز نیست، اگرچہ نماز در خانقاہ کہ فوق حمام است ادا کردن جائز است لیکن مسجد را گذارتنہ دران خانقاہ نماز ادا کردن خوب نیست، مسجد محلہ را آباد کردن براہل محلہ مستحق است، شاعت این فعل کہ مسجد را ترک کنند و قریب حمام کہ مجمع دخان است نماز ادا کنند و بلا ضرورت التزام این فعل کنند بر کسے مخفی نیست۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۶۷/۳)

اذان کہہ کر لوگ نہ آئیں تو مؤذن کس مسجد میں نماز پڑھے:

سوال: خالی مسجد میں اذان کہہ کر بعد انتظار علاحدہ نماز پڑھے لے تو ثواب جماعت کا ہوگا، یا نہیں؟ یا کسی اور مسجد میں جا کر جماعت سے نماز پڑھے لے؟

الجواب:

جس مسجد میں اذان کہی ہے، اسی میں نماز پڑھنی چاہیے، دوسری مسجد میں نہ جاوے۔ (۳) فقط (تالیفات رشیدیہ: ۳۰۰)

(۱) خلاصہ سوال: ایسے حمام میں جہاں چاروں طرف دھواں ہی دھواں ہو، نماز پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟ مثلاً حمام کہ اوپر خانقاہ ہو، اس میں نماز پڑھنا کیسا ہے، سابق مسجد جو صرف پندرہ قدم کی مسافت پر ہے، اس مسجد میں کوئی نماز نہیں پڑھتا ہے؛ بلکہ ایک زمانے سے لوگ اس کو چھوڑے ہوئے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟ انیس

(۲) خلاصہ جواب: مسجد کو معطل رکھنا اور ویران کرنا جائز نہیں ہے، گرچہ خانقاہ میں نماز پڑھنا جو حمام کہ اوپر ہے، جائز ہے؛ لیکن مسجد کو چھوڑ کر خانقاہ میں نماز پڑھنا کوئی اچھا کام نہیں ہے، محلہ کی مسجد کو آباد کرنا اہل محلہ پر ضروری ہے، یہ فعل کہ مسجد کو چھوڑ دیں اور حمام کہ قریب جو کہ دھواں کا مقام ہے نماز پڑھیں اور بلا ضرورت اس کا التزام کریں، اس کی شاعت و قباحت کسی پر پوشیدہ نہیں ہے۔ انیس

ثم الأقرب، إلخ، ومسجد حیه أفضل من الجامع. (الدر المختار)

بل فی الخانیة: لو لم یکن لمسجد منزله مؤذن فإنه یذهب إلیه ویؤذن فیہ ویصلی ولو کان وحده لأن له حقاً علیہ فیؤدیہ. (ردالمحتار، مطلب فی أحكام المسجد: ۶۱۷/۱، ظفیر (کتاب الصلاة، مطلب فی أفضل المساجد، انیس)

عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ليصل أحدكم في مسجده ولا يتبع المساجد. (المعجم الأوسط، من إسمه أحمد: ۲۳۲/۵، دار الحرمین: ح: ۵۱۷۶) / (المعجم الكبير (ح: ۱۳۳۷۳) انیس)

وقال الهیثمی فی المجمع: ۲۳/۲ - ۲۴: رجاله موثقون. (جمع الفوائد: ۲۱/۱، دار ابن حزم بیروت، انیس)

(۳) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا جئتم ونحن سجدوا فاسجدوا ولا تعدوها شيئاً ومن أدرک رکعة فقد أدرک الصلاة. (المستدرک للحاکم، ومن کتاب الإمامة وصلاة الجماعة (ح: ۷۸۳) انیس)

گھڑی کے ذریعہ جماعت کا وقت مقرر کرنا

جماعت کے لیے گھنٹوں سے وقت مقرر کر لینے کا حکم:

سوال: مسئلہ چند مسلمان یہ تجویز کر لیں کہ نماز ظہر کے بعد نواخت دو گھنٹے دو پہر کے ہوگی، یا نماز عشا کے بعد نواخت آٹھ گھنٹے رات کے ہوگی تو باعتبار نواخت گھنٹوں کے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

وقت مقرر کر لینا مستحب وقت میں درست ہے، (۱) نواخت گھنٹہ سے وقت کی تحدید ہے، شرع میں چاند سورج کے سایہ سے تحدید ہے، یہ بھی تحدید ساعات سے ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔ فقط (تالیفات رشیدیہ: ۲۵۷)

شناخت اوقات نماز گھڑی کے ذریعہ:

سوال: دیکھا جاتا ہے کہ شناخت اوقات نماز کے لیے آج کل گھڑی کا رکھنا اکثر لوگوں نے لازمی کر لیا ہے، گھڑی رکھنا کیسا؟ اور احکامات شرعی میں سے گھڑی کا رکھنا کس حکم میں داخل ہے؟

الجواب

فی نفسہ مباح اور معین طاعت بننے کی نیت سے موجب اجر، بشرطیکہ اور کوئی امر مانع نہ ہو، جیسے کیس کا چاندی، یا سونے کا ہونا۔ (۲) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱۵۷/۱)

پابندی اوقات مقررہ قوم برائے نماز:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مساجد میں نماز کے واسطے وقت کا مقرر کرنا اور اس وقت مقررہ پر نماز کا پڑھنا، یا پڑھنا شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟

(۲-۱) عن جابر بن عبد اللہ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لبلال: يا بلال! إذا أذنت فترسل في أذانك وإذا أقمت فاحذر واجعل بين أذانك وإقامتك قدر ما يفرغ الأكل من أكله والشارب من شربه والمعتصر إذا دخل لقضاء حاجته ولا تقوموا حتى تروني. (سنن الترمذی، باب ماجاء فی التوسل فی الأذان (ح: ۱۹۵) انیس)

الجواب

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "إذا اشتد الحر فأبردوا بالصلاة فإن شدة الحر من فيح جهنم". {رواه البخارى} (۱)

وعن رافع بن خديج قال: كنا نصلى العصر مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم تنحر الجزور فتقسم عشراً قسم ثم تطبخ فئاكل لحمًا نضيجًا قبل مغيب الشمس". {متفق عليه} (۲)

وعن النعمان بن بشير رضي الله عنه قال: أنا أعلم بوقت هذه الصلاة صلاة العشاء الآخرة كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلها لسقوط القمر لثالثة. {رواه أبو داؤد} (۳)

عن أبي هريرة قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم بالسواك عند كل صلاة ولأخرت العشاء الآخرة إلى ثلث الليل. {رواه الدارمي} (۴)

وعن رافع بن خديج رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "أسفروا بالفجر، فإنه أعظم للأجر". {رواه الترمذى} (۵)

وعن أبي سعيد رضي الله عنه قال: "صلينا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم". (الحديث)

(۱) صحيح البخارى، كتاب مواقيت الصلاة، باب الإبراد بالظهر في شدة الحر (ح: ۵۳۶) ص: ۱۱۲، بيت الأفكار الصحيح لمسلم، كتاب المساجد، باب: استحباب الإبراد بالظهر في شدة الحر لمن يمضى إلى جماعة ويناله الحر طريقه (ح: ۶۱۵) ص: ۲۴۴، بيت الأفكار / سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة، باب في وقت صلاة الظهر (ح: ۴۰۲) ص: ۴۰۸ / سنن الترمذى، كتاب الصلاة، باب ما جاء في تأخير الظهر في شدة الحر (ح: ۱۵۷) ص: ۴۶، بيت الأفكار / سنن النسائي، كتاب الصلاة، الإبراد بالظهر إذا اشتد الحر (ح: ۴۹۹) ص: ۲۷۰ / دار المعرفة بيروت / سنن ابن ماجه، كتاب الصلاة، باب الإبراد بالظهر في شدة الحر (ح: ۶۷۷) ص: ۶۸۹، بيت الأفكار / المؤطا برواية الثمانية، كتاب وقوت الصلاة (ح: ۲۸-۳۲) (۲۱۵/۱) انيس

(۲) كتاب الصلاة، باب تعجيل الصلوات، الفصل الثالث (ح: ۵۹۶) ص: ۱۹۰، المكتب الإسلامى، انيس

(۳) كتاب الصلاة، باب في وقت العشاء الآخرة (ح: ۴۱۹) ص: ۷۰، بيت الأفكار، انيس

(۴) كتاب الصلاة، باب: ينزل الله إلى السماء الدنيا (ح: ۱۵۲۵) ص: ۹۳۱ / ۲، دار المغنى، انيس

(۵) كتاب الصلاة، باب ماجاء في الإسفار بالفجر (ح: ۱۵۴) ص: ۴۶، بيت الأفكار / سنن النسائي، كتاب مواقيت

الصلاة، باب الإسفار (ح: ۵۴۸) ص: ۲۹۴ / ۱، دار المعرفة، بيروت، انيس

عن رافع بن خديج، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أسفروا بصلاة الصبح، فإنه أعظم للأجر. (مسند أبي داؤد الطيالسى، وما أسند عن رافع بن خديج (ح: ۱۰۰۱) ص: ۲۶۴ / ۲، انيس)

عن رافع بن خديج، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أسفروا بالصبح، فإن ذلك أعظم لأجوركم أو قال: للأجر. (مسند الشافعى، كتاب الصلاة، باب الإسفار بالصبح (ح: ۱۳۳) ص: ۲۱۸ / ۱، انيس)

عن زيد بن أسلم أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أسفروا بصلاة الصبح فهو أعظم للأجر. (المصنف لعبد الرزاق، كتاب الصلاة، باب وقت الصبح (ح: ۲۱۸۲) ص: ۵۷۳ / ۱، انيس)

وفيه: قال صلى الله عليه وسلم: "ولو لضعف الضعيف وسقم السقيم لأخرت هذه الصلاة".
{رواه أبو داؤد والنسائي} (۱)

وعن أم سلمة. رضى الله عنها. قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم أشد تعجيباً للظهر منكم، وأنتم أشد تعجيباً للعصر منه". {رواه أحمد والترمذى} (۳)
وعن أنس. رضى الله عنه. قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا كان الحر أبرد بالصلاة وإذا كان البرد عجل. {رواه النسائي} (۱)

(۱) سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة، باب في وقت العشاء الآخرة (ح: ۴۲۲) ص: ۷۰، بيت الأفكار، انيس
عن أبي سعيد الخدرى، قال: صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة المغرب، ثم لم يخرج إلينا حتى ذهب شطر الليل، فخرج فصلى بهم ثم قال: إن الناس قد صلوا وناموا وأنتم لم تزالوا في صلاة ما انتظرت الصلاة، ولو لضعف الضعيف وسقم السقيم لأمرت بهذه الصلاة أن تؤخر إلى شطر الليل. (سنن النسائي، كتاب مواقيت الصلاة، آخر وقت العشاء (ح: ۵۳۷) ۲۸۹/۱، دار المعرفة، بيروت، انيس)
عن جابر بن عبد الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لو لضعف الضعيف وسقم السقيم لأخرت صلاة العشاء. (سنن النسائي، كتاب الصلاة، باب وقت العشاء الآخرة (ح: ۲۱۲۵) ۵۵۹/۱، انيس)
عن جابر قال: خرج النبي صلى الله عليه وسلم ذات ليلة وأصحابه ينتظرونه لصلاة العشاء الآخرة، فقال: نام الناس ورددوا وأنتم تنظرون الصلاة، أما إنكم في صلاة ما انتظرتموها، ولو لضعف الضعيف، وكبير الكبير لأخرت هذه الصلاة إلى شطر الليل. (مصنف ابن أبي شيبة، كتاب الصلاة، باب من قال من انتظر الصلاة فهو في الصلاة (ح: ۴۰۶۳) ۳۵۳/۴، شركة دار القبلة، انيس)

عن أبي سعيد قال: انتظرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة صلاة العشاء، حتى ذهب نحو من شطر الليل، قال: فجاء فصلى بنا، ثم قال: خذوا مقاعدكم، فإن الناس قد أخذوا مضاجعهم، وإنكم لن تزالوا في صلاة منذ انتظرتموها، ولو لضعف الضعيف وسقم السقيم، وحاجة ذى الحاجة، لأخرت هذه الصلاة إلى شطر الليل. (مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي سعيد الخدرى رضى الله عنه (ح: ۱۱۰۱۵) ۵۸/۱۷، مؤسسة الرسالة، انيس)
(۳) مسند الإمام أحمد بن حنبل، حديث أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم (ح: ۲۶۶۴۷) ۲۵۴/۴۴، مؤسسة الرسالة، سنن الترمذى، كتاب الصلاة، باب ماجاء في تأخير صلاة العصر (ح: ۱۶۱) ص: ۴۷، بيت الأفكار، انيس
عن منصور عن إبراهيم قال: كان من قبلكم أشد تعجيباً للظهر وأشد تأخيراً للعصر منكم. (المصنف لعبد الزراق، كتاب الصلاة، باب المواقيت (ح: ۲۰۴۲) ۵۴۰/۱) / مصنف ابن أبي شيبة، كتاب الصلاة، باب من كان يصلى الظهر إذا زالت الشمس ولا يبرد (ح: ۳۲۶۹) ۲۸۵/۴، شركة دار القبلة / المعجم الكبير للطبراني، عبد الله بن أبي مليكة، عن أم سلمة (ح: ۶۰۱) ۲۷۸/۲۳، مكتبة ابن تيمية / شرح السنة للبعوى، كتاب الصلاة، باب تعجيل العصر (ح: ۳۶۷) ۲۱۱/۲، المكتب الإسلامي، انيس)

(۳) سنن النسائي، باب الإبراد إذا اشتد الحر (ح: ۴۹۹) ص: ۲۷۰، دار المعرفة بيروت، انيس

وابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: كان قدر صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم الظهر في الصيف ثلاثة أقدام إلى خمسة أقدام وفي الشتاء خمسة أقدام إلى سبعة أقدام. {رواه أبو داؤد والنسائي} (۱)

ان روایات سے چند امور مستفاد ہوئے:

اول: باوجود وسیع ہونے اوقات صلوة کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اکثر اوقات معینہ پر نماز پڑھنے کا تھا اور اس کے خلاف کسی عارض سے ہوتا تھا۔ دوم: مدارتین فضل وقت اور مقتدیوں کے حال کی رعایت تھا۔ سوم: صحابہ میں بھی اسی طرح تعیین معمول بہ تھی۔ پس اب جو مساجد میں تعیین ہوتی ہے، اس کا محصل (حاصل شدہ، خلاصہ، ما حاصل) یہی ہے، جو روایات مذکورہ سے مستفاد ہوا۔ رہا گھنٹہ گھڑی؛ یعنی انضباط اوقات سے کام لینا، سو وہ خود مقصود نہیں؛ بلکہ مقصود اوقات مخصوصہ ہیں اور وہ محض شناخت اوقات کا ایک آلہ ہے، جو سہولت کے لیے معتبر سمجھا جاتا ہے، جیسا کہ بعض اوقات تحری قلب کو معیار قرار دیتے ہیں۔ اصل میں گھنٹہ گھڑی تحری قلب میں معین و معاون ہے۔ پس یہ طریقہ متعارف بلا تکلف و بلا تردد جائز؛ بلکہ مستحسن و موافق سنت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم

۲۹ صفر ۱۳۳۲ھ (امداد: ۷۰/۱) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱۵۴۱-۱۵۶)

== عن أبي ذر، قال أذن مؤذن رسول الله صلى الله عليه وسلم بالظهر فقال النبي صلى الله عليه وسلم: "أبرد أبرد" أو قال: "تنظرن انتظرن". وقال: إن شدة الحر من فيح جهنم، فإذا اشتد الحر فأبردوا عن الصلاة. (الصحيح لمسلم، كتاب المساجد، باب استحباب الإبراد بالظهر في شدة الحر لمن يمضي إلى جماعة وبيناله الحر في طريقه ح: ۶۱۶) ص: ۲۴۵، بيت الأفكار، انيس)

عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا كان الحر فأبردوا عن الصلاة، فإن شدة الحر من فيح جهنم، وذكروا أن النار اشتكت إلى ربها، فأذن لها في كل عام بنفسين، نفس في الشتاء ونفس في الصيف.

قال محمد: وبهذا نأخذ، نبرد بصلاة الظهر في الصيف، ونصلى في العشاء حين تزول الشمس، وهو قول أبي حنيفة. (مؤطا الإمام مالك برواية محمد بن حسن الشيباني، كتاب الصلاة، باب الصلاة في شدة الحر ح: ۱۸۳) ص: ۷۵، القاهرة) / مسند الإمام أحمد بن حنبل، تنمة مسند أبي هريرة رضي الله عنه (ح: ۹۹۵۵) ۳۸/۱۶ / صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان، كتاب الصلاة، باب مواقيت الصلاة، ذكر العلة التي من أجلها أمر بالإبراد بالظهر في شدة الحر (ح: ۱۵۱۰) ۳۷۷/۴، مؤسسة الرسالة، انيس)

(۱) سنن النسائي، كتاب مواقيت الصلاة، آخر وقت الظهر (ح: ۵۰۲) ۲۷۱/۱، دار المعرفة بيروت / سنن أبي داؤد، باب في وقت صلاة الظهر (ح: ۴۰۰) ۱۱۰/۱، المكتبة العصرية صيدا بيروت / المعجم الكبير للطبراني، باب (ح: ۱۰۲۰۴) ۱۳۰/۱۰، مكتبة ابن تيمية القاهرة / السنن الكبرى للنسائي، أبواب مواقيت الصلاة، الإبراد بالظهر (ح: ۵۰۲) ۲۷۱/۱، دار المعرفة، بيروت، انيس

حکم التزام اوقات صلوٰۃ بر گھڑی:

سوال: آج کل بعض مساجد میں گھڑی گھنٹے کی ایسی پابندی کی جاتی ہے کہ جہاں وقت مقرر کردہ وقت ہوا، اگر نمازی وضو کر رہے ہوں، نماز شروع کر دی جاتی ہے اور ان کا انتظار نہیں کیا جاتا اور اگر دو نمازی بھی آجاتے ہیں تو وقت مقررہ ہوتے ہی امام کو کھڑا کر دیتے ہیں بغیر اور نمازیوں کے، آیا ایسی پابندی التزام مالا یلزم میں داخل ہے، یا نہیں؟ اور دوسروں کی حق تلفی ہوتی ہے، یا نہیں؟ کیوں کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازی کچھ سویرے آجاتے تھے تو نماز بھی سویرے ہو جاتی تھی اور اگر دیر میں آتے تو دیر سے؟

الجواب

یہ انتظام بمصلحت سہولت نمازیوں کے ہے اور غیر ممنوع ہے، انتظام ممنوع وہ ہے، جو دین بکسر دال، یا دین بفتح دال کے طور پر ہو، (۱) اور حدیث کا محمل وہ موقع ہے، جہاں عدم انتظام میں حرج نہ ہو۔ فقط
۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ (حوادث رابعہ، ص: ۷۲) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱۵۶۱-۱۵۷۱)

مسجد میں جماعت کی نماز کے لیے وقت مقرر کرنا:

سوال: عام رواج ہے کہ مقررہ وقت گھڑیوں سے لیا جاتا ہے، کوئٹہ میں نماز ظہر کا وقت تین بجے ہے اور عصر کا وقت ساڑھے پانچ بجے ہے اور مغرب کا وقت آٹھ بج کر تیس منٹ کا ہے اور عشا کا وقت ۹ بج کر ۲۵ منٹ اور مسجد میں گھڑی موجود ہے، اگر مولوی صاحب سے کہا جاتا ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا تو مولوی صاحب جواب دیتے ہیں کہ وقت مقرر کرنے والا کافر ہے اور پیش امام سے کہنے والا کافر، جب ان سے سوال کیا گیا تو کہتے ہیں کہ ہم آل رسول ہیں، ابوطالب کے پوتے ہیں، ایسوں کو کوئی حق نہیں ہے، جو آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے، یا پیش امام سے کہے کہ نماز پڑھائیے، جس وقت امام کی خوشی ہو، نماز ادا کر سکتا ہے، اگر ان سے گھڑی دیکھ کر کہا جائے کہ مولانا صاحب نماز کا وقت ہو گیا ہے تو ان الفاظ کو بے ادبی سمجھتے ہیں اور مثلاً نماز کا وقت ۳ بجے مقرر ہے، چچا ساڑھے آدمی نماز کے واسطے بیٹھے ہیں، یکے بعد دیگرے آدمی آتے ہیں اور سنت ادا کرتے ہیں تو ان کی سنت کی وجہ سے فرض نماز ادا نہیں کر سکتے، یا ان کے واسطے ٹھہرنا چاہیے اور مولانا صاحب کو ۲۲ روپے ماہوار تنخواہ صرف نماز ادا کرنے کی ملتی ہے تو تنخواہ مقرر

(۱) یعنی ہر ایسی نئی بات جس کی شریعت میں کچھ اصل نہ ہو اور اسے دین کا کام سمجھ کر کیا یا چھوڑا جائے تو وہ بدعت اور ممنوع ہے، اسی طرح کسی مباح فعل (غیر ضروری کام) کو دین (قرضہ) کی طرح لازم اور ضروری سمجھ کر کرنا بھی ممنوع ہے اور نماز کے لئے اوقات مقررہ کی پابندی کو نَدین (ثواب کا کام) سمجھا جاتا ہے، نہ دین (لازم) سمجھا جاتا ہے؛ اس لئے ممنوع نہیں ہے۔

کر کے نماز پڑھانی جائز ہے کہ نہیں؟ اس مسجد میں نماز پڑھنے والے ملازمت پیشہ آتے ہیں، ان کو وقت کی بڑی پابندی ہوتی ہے اور مولانا صاحب کا یہ فرمان ہے کہ جس کی تم ملازمت کرتے ہو، اگر وہ تم کو نماز کی چھٹی نہ دے تو نوکری کرنی حرام ہے، نماز کی چھٹی ملتی ہے؛ مگر وقت کی پابندی نہیں ہے؟

الجواب

امام کا یہ کہنا کہ ”وقت مقرر کرنے والا کافر ہے اور امام سے یہ کہنے والا کہ وقت ہو گیا، کافر ہے اور امام کو حق ہے کہ جب چاہے نماز پڑھاوے اور اس سے نماز پڑھانے کو کہنا تو ہیں ہے“ یہ سب باتیں غلط ہیں، امام کو چاہئے کہ نمازیوں کی آسانی کا لحاظ کرتے ہوئے وقت مقرر کرے اور مقررہ وقت پر نماز پڑھاوے، ورنہ خود گنہگار ہوگا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ (کفایت المفتی: ۶۵/۳-۶۶)

نمازیوں کی آسانی کے لیے جماعت کا وقت مقرر کرنا بہتر ہے:

سوال: امام مسجد اور مصلیوں نے باتفاق رائے اوقات نماز باجماعت مقرر کئے، زید نے ایک روز جھگڑا کیا اور امام سے کہا کہ تم وقت مقرر کرنے والے کون ہوتے ہو، اس کی ضرورت کیا ہے، ہم جس وقت چاہیں اس وقت تمہیں نماز پڑھانی ہوگی، ورنہ یہاں مار پیٹ ہوگی اور گردن پکڑ کر تمہیں مصلے پر کھڑا کروں گا اور نقشہ اوقات کو پھاڑ کر پھینک دوں گا، وغیرہ؟

الجواب

بے شک زید نے امام اور جماعت کی توہین کی ہے، نماز و جماعت کا وقت مقرر کرنا آسانی اور کثرت جماعت کے خیال سے جائز اور اکثر بلاد اسلامیہ میں معمول و متعارف ہے، اس پر اعتراض کرنا ناواقفیت ہے، زید کو تو بہ کرنا اور امام سے معافی مانگنا لازم ہے اور جب اکثر جماعت تعیین وقت سے راضی ہے تو صرف ایک یا دو شخصوں کی ناراضی قابل اعتنا نہیں ہے۔ (۱) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ (کفایت المفتی: ۷۳/۷-۷۴)

(۱) قال فی التنویر و شرحہ: (ویجلس بینہما) بقدر ما يحضر الملازمون مراعیًا لوقت النداء، إلخ. (باب

الأذان: ۳۸۹/۱، ط: سعید کمپنی)

وفی الہندیة: ”وینبغی أن یؤذن فی أول الوقت ویقیم فی وسطہ حتی ینفرغ المتوضی من وضوئہ والمصلی من صلاتہ والمعتمر من قضاء حاجتہ. (الباب الثانی فی الأذان، الفصل الثانی فی کلمات الأذان و الإقامة و کیفیتہما: ۵۷/۱، ط: ماجدیة، انیس)

گھڑیوں کے مقررہ وقت سے پہلے، یا بعد میں نماز پڑھنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مساجد میں گھڑیوں کے لحاظ سے جو وقت مقرر ہوتا ہے، اس مقررہ وقت سے پہلے، یا بعد میں قوم کی اجازت سے نماز پڑھنا اور جماعت کرنا جائز ہے، یا ناجائز؟ بیوا تو جروا۔
(المستفتی: نامعلوم.....)

الجواب

بلا اجازت اور با اجازت دونوں صورتوں میں جائز ہے، (۱) البتہ اوقات مقررہ کی رعایت چاہیے؛ تاکہ کسی کی جماعت فوت نہ ہو، نمازی حضرات جو وقت مقرر کرتے ہیں، وہ انتظامی امور میں سے ہے۔ (۲) وهو الموافق
(فتاویٰ فریدیہ: ۱۳۳۲)

جماعت کے لیے اوقاتِ صلوة کی تعیین:

سوال: نماز پنجگانہ کیلئے جماعت کا وقت مقرر کرنا جائز ہے، یا کہ نہیں؟ مثلاً بنگال میں ظہر کا وقت ۱۲ بجے سے پہلے شروع ہو جاتا ہے اور ۴ بجے کے بعد تک رہتا ہے؛ مگر جماعت کسی مسجد میں ساڑھے بارہ بجے، کسی مسجد میں ایک بجے، کسی مسجد میں ڈیڑھ بجے ہوتی ہے؛ مگر وقت مقرر ہر جماعت کا ہونا واجب کی طرح ضروری سمجھتے ہیں، اگر امام وقت مقررہ کی پابندی نہ کرے، تو ہٹا دیا جاتا ہے۔

زید کہتا ہے کہ ساڑھے ۱۲ بجے یا ایک ڈیڑھ بجے کی قید لگانا، اس کو ضروری سمجھنا ناجائز و حرام ہے، اور ایسی قید والی جماعت میں شریک ہونا بھی ناجائز و حرام ہے، جب ۱۲ بجے سے لے کر ۴ بجے تک وقت رہتا ہے، تو اس درمیان میں جس وقت بھی جماعت کریں ہو سکتی ہے، یہ قید لگانے کا حکم کب نازل ہوا؟

الجواب _____ حامداً و مصلياً

نماز تو اس پورے وقت میں جب بھی کوئی پڑھے گا، ادا ہو جائے گی؛ مگر سب نمازیوں کی جماعت کی سہولت کے لیے وقت مقرر کر لینا حرام نہیں ہے، (۳) بعض آدمی شروع وقت میں آجائیں گے، ان کو دیر تک انتظار کرنا پڑے گا،

(۱) عن جابر بن سمرة قال قال مؤذن رسول الله صلى الله عليه وسلم يمهل فلا يقم حتى إذا رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم قد خرج أقام الصلاة حين يراه. (سنن الترمذی، باب ماجاء أن الإمام أحق بالإقامة (ح: ۲۰۲) / المسند المستخرج على صحيح المسلم لأبي نعیم، باب من أدرك ركعة من الصلاة فقد أدرك (ح: ۱۳۴۷) انیس)
(۲) قال العلامة الحصكفي: (ويجلس بينهما) بقدر ما يحضر الملازمون مراعيًا لوقت الندب (إلا في

المغرب). (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب الأذان: ۲۸۷/۱)

(۳) عن جابر بن عبد الله أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لبلال: اجعل بين أذانك ==

بعض آدمی اخیر وقت میں آویں گے، کبھی ایسا ہوگا کہ ان کو جماعت نہیں ملے گی، یہی حالت شروع میں تھی، تب اذان کا حکم ہوا کہ اس کو سن کر سب آجائیں اور کوئی جماعت سے نہ رہ جائے، اس وقت گھڑی نہیں تھی، اذان کی آواز سن کر آجاتے تھے، یہی حدیث پاک میں ارشاد ہے: ”اذان اور جماعت میں اتنا فصل رکھا جاوے کہ آدمی استنجا، طہارت وغیرہ سہولت سے کر لے؛ تاکہ جماعت فوت نہ ہو“۔ (۱)

اس طرح تخمینہ طور پر اوقات، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک وقت میں بھی مقرر تھے، بعض نمازوں کو اذان کا وقت میں پڑھنا افضل قرار دیا گیا ہے، بعض میں کچھ تاخیر کی ترغیب ہے، موسم کی بھی رعایت کی گئی ہے۔

لہذا اوقات نماز کی ایسی تعیین کو بے اصل کہنا بے اصل اور غلط ہے، جماعت کے انتظام و اہتمام کی خاطر یہ تعیین کی جاتی ہے، یہ سمجھنا غلط ہے کہ اس تعیین کے خلاف کرنے سے نماز نہیں ہوتی۔ (۲) امام کو وقت کی پابندی کرنا بھی اس انتظام کی سہولت کے لیے ہے، اگر اتفاقاً کبھی کبھتاخیر ہو جائے تو چشم پوشی کی جائے۔ (۳) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۱/۱۳۸۹ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۲۳-۳۲۵)

== واقامتک قدر ما یفرغ الأکل من أكله والشارب من شربه والمعتصر إذا دخل لقضاء حاجته. {رواه الترمذی} (جامع الأصول: ۲۹۲/۵، انیس)

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لبلال: ”یا بلال! إذا أذنت فترسل فی أذانک وإذا أقمت فأحدر واجعل بین أذانک وإقامتک قدر ما یفرغ الأکل من أكله والشارب من شربه والمعتصر إذا دخل لقضاء حاجته ولا تقوموا حتی ترونی“، (سنن الترمذی، أبواب الصلاة، باب ماجاء فی الترسل فی الأذان: ۴۸/۱، سعید) (رقم الحدیث: ۱۹۵، انیس)

(ویجلس بینہما) بقدر ما یحضر الملازمون مرأیاً لوقت الندب إلا فی المغرب. (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الأذان: ۳۸۹/۱، سعید)

ینبغی أن یؤذن فی أول الوقت ویقیم فی وسطه حتی یفرغ المتوضیء من وضوئہ، والمصلی من صلاتہ، والمعتصر من قضاء حاجتہ. (الفتاویٰ الہندیہ، باب الأذان، الفصل الثانی فی کلمات الأذان والإقامة: ۵۷/۱، رشیدیہ)

(۲) عن أبی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: أذن مؤذن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الظهر، فقال: ”أبرد أبرد“ أوقال: ”انتظر انتظر“ وقال: ”شدة الحر من فیح جهنم، فإذا اشتد الحر فأبردوا عن الصلاة“ حتی رأینا فیء التلول“.

(صحیح البخاری، کتاب مواقیب الصلاة، باب الإبراد بالظهر فی شدة الحر: ۷۶/۱، قدیمی) (ح: ۵۳۵، انیس)

عن هشام عن أبیہ أن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: ”کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصلی العصر والشمس لم تخرج من حجرتہا“، (صحیح البخاری، باب وقت العصر: ۷۷/۱، قدیمی) (ح: ۵۴۴، انیس)

وعن أم سلمة رضی اللہ عنہا قالت: ”کنا نصلی مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المغرب إذا توارت بالحجاب“، (صحیح البخاری، باب وقت المغرب: ۷۹/۱) (ح: ۵۶۱، انیس)

(۳) (ویجلس بینہما) بقدر ما یحضر الملازمون. (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الأذان: ۳۸۹/۱، سعید)

فجر کی جماعت طلوع سے آدھ گھنٹہ قبل مناسب ہے:

سوال: نماز فجر کی جماعت سورج نکلنے سے کتنے منٹ پہلے پڑھانی بہتر ہے؟ جوست نمازیوں کی بھی جماعت میں شمولیت کا باعث بن سکے اور نماز میں نقص ہو جانے پر دوبارہ لوٹانے کا بھی وقت رہے، تفصیل سے آگاہی فرما کر بندگانِ خدا کو ممنون فرمائیں؟

الجواب

نماز فجر طلوع سے اتنا وقت پہلے شروع کی جائے کہ بصورتِ فساد نماز کو بطریق مسنون اطمینان کے ساتھ دوبارہ لوٹایا جاسکے، (۱) اس کے لیے طلوع سے تقریباً آدھاپون گھنٹہ قبل کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ (۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۲۰۱۳)

موسم سرما میں صبح کی جماعت کب ہونی چاہیے:

سوال: سردی کے موسم میں جبکہ طلوع آفتاب ۷ بجکر ۱۵ منٹ پر ہوتا ہے، جماعت فجر کتنے بجے ہونی چاہیے؟ گھڑی گھنٹہ کے حساب سے تحریر فرمائیے؟

الجواب

جماعت فجر طلوع آفتاب سے آدھ گھنٹہ پہلے ہو جائے تو یہ اچھا ہے اور اسفار خوب ہو جاتا ہے، مثلاً: آج کل کہ طلوع آفتاب قریب سو سات بجے ہوتا ہے، اگر پونے سات بجے جماعت فجر کی جائے تو عمدہ ہے، باقی وقت فجر کا صبح صادق ہونے سے آفتاب کے نکلنے سے پہلے پہلے ہے، جب تک گنجائش نماز اور جماعت کی رہے، تاخیر کرنا درست ہے اور اس درمیان میں جس وقت نماز پڑھ لے، اچھا ہے؛ مگر امام ابوحنیفہؒ کے مذہب میں اسفار؛ یعنی خوب

(۱) عن محمود بن لبید عن رجال من قومه من الأنصار أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ما أسفرتم بالفجر فإنه أعظم بالأجر. (سنن النسائي، الإسفار (ح: ۵۹۹): ۲۷۲/۱، ط: حلب/السنن الكبرى للنسائي (ح: ۱۵۳۱) /

المعجم الكبير للطبراني، محمود بن لبید الأنصاري عن رافع بن خديج (ح: ۴۲۹۴)، انيس)

وعند النسائي بسند صحيح قال: ما أسفرتم بالفجر فإنه أعظم للأجر، الخ. (نصب الرأية، باب

المواقيب: ۲۳۸/۱، مؤسسة الريان بيروت، انيس)

(۲) (والمستحب) للرجل (الابتداء) في الفجر (بإسفار والختم به) هو المختار بحيث يرتل أربعين آية ثم يعيده

بطهارة لو فسد. والحاصل أن حد الإسفار أن يمكنه إعادة الطهارة ولو من حدث أكبر كما في النهرو والفهستاني وإعادة

الصلاة على الحالة الأولى قبل الشمس. (الدر المختار مع رد المحتار: ۳۶۶/۱) (كتاب الصلاة، مطلب في طلوع

الشمس من مغربها، انيس)

روشنی ہو جاوے، (۱) کوئی تحدید خاص گھنٹہ اور منٹ سے کرنا ضروری نہیں۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۶۶/۳)

خبروں کے لیے جماعت کے وقت کی تبدیلی:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ چند دنوں سے نماز عشا ۸ بجے رات ہو رہی تھی، گزشتہ شب ایک صاحب نے عشا کے فرضوں کے بعد کھڑے ہو کر فرمایا، چونکہ آج کل ہنگامی حالات ہیں اور خبریں ریڈیوں کی ۸ بجے رات ہوتی ہیں، نماز عشا پونے آٹھ بجے رات ہونی چاہیے، کافی نمازیوں نے تائید فرمائی؛ لیکن ایک شخص نے یہ کہا کہ جو شرع کہتی ہے، اس طرح اور اس وقت نماز عشا ادا کی جائے، اس کی تائید ایک صاحب نے فرمائی ہے۔ لہذا عرض یہ ہے کہ آپ فتویٰ دیں، آیا عشا کی نماز آٹھ بجے رات حسب سابق ادا کی جانی چاہیے، یا پونے آٹھ بجے رات ادا کرنی چاہیے؟

الجواب

نمازیوں کی کثرت کا اعتبار کیا جائے، اگر سوا آٹھ بجے پڑھنے کی صورت میں کافی لوگ جماعت میں شریک ہوتے

(۱) جب نماز جماعت سے پڑھے۔

عن رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: اسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر. {رواه الترمذی وأبو داؤد والنسائی} {جامع الأصول: ۲۰۲/۵-۲۰۳} (مصنف ابن ابی شیبہ، من کان ینور بہا ویسفر ولا یری بہ بأسا ح: ۳۲۴۲) / مسند الإمام أحمد، مسند رافع بن خدیج ح: ۱۷۲۸۶ / سنن الترمذی، باب ماجاء فی الإسفار بالفجر ح: ۱۰۵۴ / الآحاد والمثانی، رافع بن خدیج یکنی أبا عبد اللہ ح: ۲۰۹۰ / السنن الکبریٰ للنسائی، الإسفار بالصبح ح: ۱۰۵۴ / شرح معانی الآثار، باب الوقت الذی یصلی فیہ الفجر ای وقت ہو ح: ۱۰۶۶ / صحیح ابن حبان، ذکر لفظة تعلق بہا من جہل صناعة الحدیث ح: ۱۴۹۰ / المعجم الأوسط، ذکر من اسمه ہاشم ح: ۹۲۸۹ / المعجم الکبیر، محمود بن لبید الأنصاری عن رافع بن خدیج ح: ۴۲۸۳ / مسند أبی حنیفة بروایة أبی نعیم، أبو حنیفة عن محمد بن إسحاق صاحب المغازی: ۴۱۱، مکتبة الکوثر الریاض / شرح السنة للبعوی، باب تعجیل صلاة الفجر ح: ۳۵۴ / سنن أبی داؤد، باب وقت الصبح ح: ۴۲۴ / بلفظ: أصبحوا بالصبح فإنه أعظم لأجورکم. وقال الترمذی: هذا حدیث حسن صحیح، وعده السیوطی و المناوی الکتانی من المتوارث، انیس) (۲) فی الدر المختار: (والمستحب) للرجل (الابتداء) فی الفجر (بإسفار والختم به) وهو المختار.

وقال فی رد المحتار: قوله: (بإسفار) ای فی وقت ظهور النور وانکشاف الظلمة، سمنی به؛ لأنه یسفر: ای یکشف عن الأشياء... والحاصل أن حد الإسفار أن یمکنه إعادة الطهارة ولو من حدث أكبر... وإعادة الصلاة علی الحالة الأولى قبل طلوع الشمس: (۳۳۹/۱) (کتاب الصلاة، مطلب فی طلوع الشمس من مغربها، انیس) (ویستحب الإسفار بالفجر). (مختصر القدوری علی صدر التصحیح والترجیح، کتاب الصلاة: ۱۵۵،

دارالکتب العلمیة، انیس)

اور آٹھ بجے پڑھنے کی وجہ سے کم لوگ تو سوا آٹھ بجے ادا کرنی ہی بہتر ہے؛ کیوں کہ تکثیر جماعت بدیں صورت کہ اس میں کوئی دوسری شرعی قباحت نہ ہو، شرعاً مقصود ہے، (۱) بہر حال اس میں زیادہ نزاع پیدا نہ کیا جائے۔
وقت میں کافی گنجائش ہے، ساڑھ سات بجے بھی ہو سکتی ہے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم، ملتان۔ (فتاویٰ مفتی محمود: ۸۷۹، ۸۷۸، ۲)

امام کا اپنی مرضی سے وقت نماز مقرر کرنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اوقات نماز بہ لحاظ موسم جو متغیر و تبدیل ہوتے رہتے ہیں، یہ سنت ہے، یا فرض؟

نیز جو امام مسجد صرف اپنے مفاد کی خاطر ظہر اور عصر کا ٹائم اپنی مرضی سے متعین کریں، وہ جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

یہ مسئلہ واضح ہے اور سب کو معلوم ہے کہ نمازوں کے اوقات شرعاً موسع ہیں، ان میں تنگی نہیں ہے، جس وقت بھی وقت مستحب کے اندر نماز پڑھیں صحیح ہے اور استحباب تاخیر و تعجیل بھی کتب فقہ میں مفصلاً مذکور ہے۔ (۳)

(۱) عن أبي بن كعب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: صلاتك مع الرجل أزكى من صلاتك وحدك وصلاتك مع الرجلين أزكى من صلاتك مع الرجل وما كثرت فهو أحب إلى الله عز وجل. {أخرجه الحاكم {إعلاء السنن: ۳۴/۲. قال الحاكم يعد ما سردله أسانيد كثيرة: وقد حكم أئمة الحديث لهذا الحديث بالصحة/المستدرک للحاكم، أما حديث عبد الرحمن بن مهدي (ح: ۹۰۴)/المنتخب من مسند عبد بن حميد، حديث أبي بن كعب (ح: ۱۷۳)/المعجم الأوسط، من اسمه عبد الرحمن (ح: ۴۷۷۴)/مسند الشاميين، ابن شوذب عن خالد بن ميمون (ح: ۱۳۰۴)/معرفة السنن والآثار، من كره إقامة الجماعة في مسجد قد أقام فيه (ح: ۵۶۳۳) انيس

(۲) وكذا في المبسوط للسرخسي: قال عليه الصلاة والسلام: صلاة الرجل مع اثنين خير من صلاة وحده وصلاته مع، إلخ، وكما كثرت الجماعة فهو عند الله أفضل. (باب تكثير الجماعة مندوب إليه: ۴۰/۱، طبع إدارة القرآن كراتشي، الباكستان)

وكذا في المبسوط للسرخسي: وما يؤدي إلى تكثير الجماعة فهو أفضل. (باب مواقيت الصلاة: ۲۹۵/۱، طبع مكتبة غفارية كوئٹہ)

وكذا في فتح الملهم: أن أداء الصلاة في أول الوقت أفضل إلا إذا تضمن التأخير فضيلة لا تحصل بدونه كتكثير الجماعة. (كتاب المساجد، باب استحباب التكبير، بالصبح في أول وقتها، إلخ: ۲۱۲/۲، مكتبة رشيدية كوئٹہ)

(۳) وفي حاشية ابن عابدين: ووقت الظهر من زواله إلى بلوغ الظل مثليه، سوى في الزوال وبه يفتى. (كتاب الصلاة، مطلب في تعبه عليه السلام قبل البعثة: ۱۹/۲، طبع مكتبة رشيدية، كوئٹہ)

سردیوں اور گرمیوں میں ہر ایک موسم میں ظہر کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہو کر دو مثل تک رہتا ہے اور زوال آفتاب تقریباً ساڑھے بارہ بجے ہوتا ہے، پس ظہر کا وقت ساڑھے بارہ سے تین بجے کے بعد تک رہتا ہے، جیٹھا اور ہاڑ میں اور بھی دیر تک رہے گا۔ (۱)

مگر گرمیوں میں ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے، آج کل سوا دو بجے سے تین بجے تک سب اچھا وقت ہے، جس وقت چاہے نماز پڑھیں، جھگڑا کرنے کی کوئی بات نہیں ہے، اوقات کے تعین میں اپنے مفاد کو دخل نہیں دینا چاہیے۔ (۲) واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود: ۸۷۸/۲)



(۱) وفی حاشیة ابن عابدین: والمستحب تعجيل ظهر الشتاء. (كتاب الصلاة، مطلب فی طلوع الشمس: ۳۵/۲، طبع رشیدیة، کوئٹہ)

(و) ندب (تعجيل ظهر الشتاء) لما روينا. (النهر الفائق، كتاب الصلاة: ۱/۶۴، دارالکتب العلمیة، انیس)
عن أنس بن مالک أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلي الظهر في أيام الشتاء وما ندري لما مضى من النهار أكثر أو ما بقي. (مسند الإمام أحمد، مسند أنس بن مالك رضي الله عنه (ح: ۱۲۳۸۸) انیس)
عن أنس بن مالک قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا كان الحر أبرد بالصلاة وإذا كان البرد عجل. (السنن الكبرى للنسائي، تعجيل الظهر في البرد (ح: ۱۴۹۷) سنن النسائي، تعجيل الظهر في البرد (ح: ۴۹۹) / الكنى والأسماء للدولابي (ح: ۹۳۲) انیس)

(۲) وفی حاشیة ابن عابدین: وتأخير ظهر الصيف مطلقاً. (كتاب الصلاة، مطلب فی طلوع الشمس: ۳۰/۲، طبع رشیدیة، کوئٹہ)

(وظهر الصيف) أي يستحب تأخير الظهر في الصيف لحديث أنس أنه عليه الصلاة والسلام كان إذا كان الحر أبرد بالصلاة وإذا كان البرد عجل، رواه النسائي والبخاري بمعناه، الخ. (تبيين الحقائق، الأوقات التي يستحب فيها الصلاة: ۸۳/۱، بولاق، انیس)

وقت مقررہ سے جماعت کو مؤخر یا مقدم کرنا

نماز کو مقررہ وقت سے مؤخر کرنا:

سوال: ہمارے علاقہ کی مسجد میں جماعت کے اوقات مقرر ہیں؛ لیکن بعض اوقات امام صاحب وقت مقررہ سے تاخیر کر کے آتے ہیں، جس کی وجہ سے بعض لوگ دوسری مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے چلے جاتے ہیں، کیا نمازیوں کو مقررہ وقت سے تاخیر کر کے پڑھنا شرعاً جائز ہے؟

الجواب

نمازوں کے لئے مقرر شدہ اوقات حتمی نہیں؛ بلکہ نمازیوں کی سہولت کو مد نظر رکھ کر مقرر کیے جاتے ہیں، (۱) اگر ان اوقات میں کچھ تقدیم و تاخیر ہو جائے، (بشرطیکہ مکروہ وقت داخل نہ ہو) تو کوئی حرج نہیں؛ تاہم اگر امام تنخواہ دار ہو تو دیگر دلائل کو مد نظر رکھتے ہوئے مقررہ وقت سے تاخیر کرنا کراہت سے خالی نہیں، اگرچہ بہتر یہی ہے کہ نماز مستحب وقت میں پڑھی جائے۔

قال الحصکفی رحمہ اللہ: (ویجلس بینہما) بقدر ما یحضر الملازمون مراعیاً لوقت الندب (إلا

فی المغرب). (الدر المختار علی صدر رد المحتار، کتاب الصلاة، باب الأذان: ۳۸۹/۱) (۲) (فتاویٰ حقانیہ: ۳۳/۳)

(۱) عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لبلال: یا بلال! إذا أذنت فترسل فی أذانک وإذا أقمت فاحذر واجعل بین أذانک وإقامتک قدر ما یفرغ الآکل من أکلہ والشارب من شربہ والمعتصر إذا دخل لقضاء حاجتہ ولا تقوموا حتی ترونی. (سنن الترمذی، باب ماجاء فی الترسل فی الأذان (ح: ۱۹۵) / السنن الكبرى للبيهقي، باب ترسیل الأذان وحذم الإقامة (ح: ۲۰۰۸) / المنتخب من مسند عبد بن حمید، من مسند جابر بن عبد اللہ (ح: ۱۰۰۸) انیس)

عن أبي بن كعب قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یا بلال! اجعل بین أذانک وإقامتک نفساً یفرغ الآکل من طعامہ فی مهل، ویقضى المتوضئ حاجتہ فی مهل. (مسند الإمام أحمد، حدیث المشائخ عن أبي بن كعب (ح: ۲۱۲۸۵) انیس)

(۲) وفي الهندية: وينتظر المؤذن الناس ويقیم للضعيف المستعجل ولا ينتظر رئيس المحلة وكبيرها، كذا في معراج الدراية، ينبغى أن يؤذن في أول الوقت ويقیم في وسطه حتى يفرغ المتوضئ من وضوئه والمصلي من صلاته والمعتصر من قضاء حاجته، كذا في التتارخانية. (الفتاوى الهندية، باب الأذان: ۵۷/۱) (الباب الثاني: الأذان، الفصل الثاني في كلمات الأذان والإقامة وكيفيةها، انیس)

جماعت کے وقت جنازہ آجائے تو کس کو مقدم کیا جائے:

سوال: فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشا کے مستحب وقت میں جنازہ آئے تو پہلے نماز کون سی گزارنی چاہیے؟

الجواب

مغرب کی نماز کا تو ہمیشہ یہی حکم ہے کہ پہلے مغرب کی نماز ادا کی جائے، پھر جنازے کی نماز پڑھی جائے، باقی نمازوں کا حکم یہ ہے کہ اگر وقت فرض کے لیے تنگ ہو، یا روزانہ جماعت کا مقررہ وقت ہو گیا تو ان دونوں صورتوں میں بھی پہلے فرض نماز ادا کی جائے، (۱) پھر جنازہ کی نماز؛ کیوں کہ فرض کی جماعت میں بہت سے افراد ایسے ہوتے ہیں، یا ہو سکتے ہیں، جو ضرور تمند اور کاروباری لوگ ہیں اور ان کی جنازے میں شرکت لازمی نہیں، جمعہ اور عیدین کی نمازیں بھی جنازے سے پہلے اسی غرض سے ادا کی جاتی ہیں کہ اس میں ایک جماعت عظیمہ شریک ہوتی ہے اور جنازے کی تقدیم کی صورت میں انتشار جماعت کا خوف ہے، ہاں! فجر اور ظہر عصر اور عشا کی نمازوں کی جماعت کے روزانہ مقررہ وقت سے پہلے جنازہ آجائے تو جنازے کی نماز پڑھ لی جائے، اس کے بعد مقررہ وقت پر جماعت فرض ادا کی جائے، اس صورت میں یہ لازم نہیں کہ فرض نماز ضرور پہلے ادا کی جائے؛ کیوں کہ وقت میں گنجائش ہے اور روزانہ مقررہ وقت سے پہلے فرض پڑھ لینے میں تفویت، یا تقلیل جماعت لازم آتی ہے، یا جنازے کی بلاوجہ تاخیر کرنی پڑے گی اور یہ سب مکروہ ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له، دہلی (کفایت المفتی: ۶۷۳-۶۸)

- (۱) عن نافع عن ابن عمر قال: يصلي على الجنابة بعد العصر وبعد الصبح إذا صلينا لوقتيهما. (الموطأ للإمام مالك برواية الإمام محمد، باب الصلاة على الميت والدعاء (ح: ۳۱۳) / (جامع الأصول، ص: ۲۳۲، انيس) قال محمد: وبهذا نأخذ، لا بأس بالصلاة على الجنابة في تينك الساعتين ما لم تطلع الشمس أو تتغير الشمس بصفرة للمغيب وهو قول أبي حنيفة رحمه الله. (موطأ الإمام مالك برواية محمد: ۱۱۱/۱، المكتبة العلمية، انيس) قلت: رأيت الصلاة على الجنابة عند غروب الشمس أو عند طلوع الشمس أو نصف النهار هل تكره ذلك؟ قال: نعم، قلت: إن فعلوا وصلوا عليها هل عليهم أن يعيدوا الصلاة؟ قال: لا، قلت: رأيت إن صلوا عليها بعد طلوع الشمس أو بعد العصر قبل أن تتغير الشمس؟ قال: لا أكرهه، ذلك وصلاتهم تامة. (الأصل المعروف بالمبسوط للشيباني، باب غسل الميت من الرجال والنساء: ۴۲۹/۱، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية كراتشي، انيس)
- (۲) (وتقدم) صلاتها (على صلاة الجنابة إذا اجتماعاً)؛ لأنه واجب عيناً والجنابة كفاية (و) تقدم (صلاة الجنابة على الخطبة) وعلى سنة المغرب وغيرها؛ إلخ؛ لكن في آخر أحكام دين الأشباه. ينبغي تقديم الجنابة والكسوف حتى على الفرض ما لم يضيق وقته؛ إلخ. (الدر المختار)
- و في الشامية: ولو اجتمع عيد و كسوف و جنازة ينبغي تقديم الجنابة؛ وكذا لو اجتمعت مع فرض و جمعة ولم يخف خروج وقته؛ إلخ. (باب العيدين: ۱۶۷/۲، ط: سعيد كمپني) (كتاب الصلاة، مطلب: الفقهاء قد يذكرون ما لا يوجد عادة، انيس)

فرض نماز اور نماز جنازہ کا ایک وقت مقرر ہو تو کون سی مقدم پڑھی جائے گی:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز ظہر اور نماز جنازہ کے لیے ایک وقت مقرر ہو چکا ہو تو فرض نماز کا پہلے پڑھنا تو ظاہر ہے؛ لیکن سنن پر مقدم پڑھی جائے گی، یا مؤخر؟ بینا تو جو را۔
(المستفتی: صوبیدار حمید گل گرگرہ کوہاٹ، ۱۹/۲/۱۹۹۱ء)

الجواب

جب نماز ظہر اور نماز جنازہ بیک وقت شروع ہونے والی ہوں، یا وقت تنگ ہو تو مفتیٰ بقول کی بنا پر سنن کو نماز جنازہ پر مقدم ادا کئے جائیں گے، کما فی رد المحتار، باب العیدین۔ (۱) و هو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۱۲۶/۲)

مقرر وقت سے جماعت میں تاخیر:

سوال: مسجد میں نماز کے اوقات مقرر ہیں اور گھڑی بجنے پر فوراً جماعت کھڑی ہو جاتی ہے تو اگر مثلاً کسی مقتدی نے وقت سے کچھ پہلے سنتوں کی نیت باندھی اور فوراً گھڑی بج گئی تو وہ امام اس کا انتظار کرے، یا نہیں؟ اگر کرے تو ممکن ہے کہ دوسرا مقتدی بھی نیت باندھ لے، اس طرح تسلسل چلے گا، اس میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب

یہ مسئلہ واضح ہے اور سب کو معلوم ہے کہ نمازوں کے اوقات شرعاً موع ہیں، ان میں تنگی نہیں ہے، جس وقت بھی وقت مستحب کے اندر نماز پڑھیں صحیح ہے اور استحباب تاخیر و تعیل بھی کتب فقہ میں مفصلاً مذکور ہے کہ فلاں وقت کی

(۱) قال العلامة الحصکفی: (و) تقدم (صلاة الجنازة على الخطبة) وعلى سنة المغرب وغيرها (كسنة الظهر والجمعة والعشاء) والعید على الكسوف لكن في البحر قبيل الأذان عن الحلبي الفتوى على تاخير الجنازة عن السنة، وأقره المصنف كأنه الحاق لها بالصلاة، لكن في آخر أحكام دين الأشباه ينبغي تقديم الجنازة والكسوف حتى على الفرض مالم يضق وقته فتأمل. (الدر المختار على هامش رد المحتار، مطلب فيما يترجح تقديمه من صلاة عيد وجنازة الخ: ۱/۶۱۱) (كتاب الصلاة، باب العیدین، انیس)

قوله: ولم يمنع عن أداء الواجبات إلى آخره) وفي المجتبى: الأصل أن ما يتوقف وجوبه على فعله كالمنذور وقضاء التطوع الذي أفسده وركعتي الطواف وسجدة السهو ونحوها لا يجوز وما لا يتوقف عليه كسجدة التلاوة وصلاة الجنازة يجوز. (حاشية الشلبي على تبیین الحقائق، الأوقات التي يكره فيها الصلاة: ۱/۸۶، بولاق، انیس)

ولا تكره الصلاة على الجنازة بعد صلاة الفجر وبعد العصر قبل تغير الشمس لأن الكراهة في هذه الأوقات ليست لمعنى في الوقت فلا يظهر في حق الفرائض لما بينا فيما تقدم. (بدائع الصنائع، فصل في بيان من له ولاية الصلاة على الميت: ۱/۳۱۷، دار الكتب العلمية بيروت، انیس)

نماز میں تاخیر مستحب ہے اور فلاں میں تعجیل، اس کے بعد اگر انتظاماً کوئی وقت بغرض سہولت نمازیان و انتظام جماعت مقرر کر لیا جاوے تو اس میں شرعاً کوئی حرج اور تنگی نہیں ہے؛ لیکن یہ ضرور ہے کہ جو وقت بغرض انتظام و سہولت نمازیان مقرر کیا جاوے، اس کو ایسا حتمی اور لازمی نہ سمجھا جاوے کہ اس میں دو چار منٹ کی تقدیم و تاخیر کسی ضرورت سے بھی نہ کی جاوے؛ کیوں کہ یہ حکم شرعی نہیں ہے کہ فلاں منٹ اور گھنٹہ پر ضرور جماعت ہو، یہ امر اپنے مصالح اور نظام پر مبنی ہے۔ (۱)

لہذا اگر کبھی ایسا ہو کہ کوئی صاحب سنتیں پڑھ رہے ہیں اور ان کی وجہ سے دو چار منٹ کی تاخیر کر دی جائے تو اس میں کچھ محذور شرعی لازم نہیں آتا اور مقتدیوں کی رعایت شرعاً محمود و پسندیدہ ہے؛ لیکن نہ ایسی رعایت جس میں زیادہ لوگوں کا حرج ہو۔ (۲)

الغرض ایسے امور میں، جو شرعاً ہر طرح موع ہیں، جیسی مصلحت اور مقتضائے انتظام ہو، اس کے موافق عمل کیا جاوے، شرعاً ہر طرح گنجائش ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۵۲-۵۱۲)

نماز فجر وقت مقررہ سے پہلے پڑھ لینے کا حکم:

سوال: شب قدر میں چند لوگوں نے شب بیداری کی ان لوگوں میں مقامی ایک مولانا بھی تھے، فجر کے وقت لوگ نیند سے بے تاب تھے اور نماز کے لیے مسجد میں مقررہ وقت سے بیس منٹ پہلے سے اس پر مصر تھے کہ مذکورہ مولانا

(۱) عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لبلال! إذا أذنت فترسل في أذانك وإذا أقممت فاحذر واجعل بين أذانك واقامتك قدر ما يفرغ الآكل من أكله والشارب من شربه والمعتصر إذا دخل لقضاء حاجته ولا تقوموا حتى تروني. (سنن الترمذی، باب ماجاء في الترسيل في الأذان ح: ۱۹۵) / السنن الكبرى للبيهقي، باب ترسيل الأذان وحذف الإقامة ح: ۲۰۰۸) / المنتخب من مسند عبد بن حميد، من مسند جابر بن عبد اللہ ح: ۱۰۰۸) (جامع الأصول: ۲۹۲/۵، انيس)

وينتظر المؤذن الناس ويقوم للضعيف المستعجل ولا ينتظر رئيس المحلة وكبيرها، كذا في معراج الدراية، ينبغي أن يؤذن في أول الوقت ويقوم في وسطه حتى يفرغ المتوضئ من وضوئه والمصلی من صلاته والمعتصر من قضاء حاجته، كذا في التارخانية. (الفتاوى الهندية مصری، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني: ۵۳/۱، ظفیر) (الفصل الثاني في كلمات الأذان وكيفيةهما، انيس)

(۲) رئيس المحلة لا ينتظر ما لم يكن شريراً والوقت متسع. (الدر المختار على هامش رد المحتار: باب الأذان: ۴۰۰/۱، دار الفكر بيروت، انيس)

ويجلس بينهما بقدر ما يحضر الملازمون مراعيًا لوقت الندب إلا في المغرب فيسكت قائمًا ثلاث آيات. (الهندية مصری، الباب الثاني في الأذان، فصل ثاني: ۳۶۲/۱، ظفیر) (الفصل الثاني في كلمات الأذان والإقامة وكيفيةهما، انيس)

جماعت کرادیں، جب کہ امام صاحب وہاں اس وقت موجود نہیں تھے، جب لوگوں نے بہت زیادہ اصرار کیا تو انہوں نے چار پانچ منٹ قبل جماعت کرادی، آیا یہ نماز ہوگی، یا نہیں؟ نیز مذکورہ مولانا پر اس کا گناہ ہوگا، یا نہیں؟ جب کہ امام اس بات پر مصر ہے کہ نماز کا اعادہ کرنا ہوگا، ان حالات کی روشنی میں، جیسے میں نے حالات تحریر کئے، کیا حکم ہے؟ نیز ایسا کوئی مبہم جواب نہ دیا جائے، جو نزاع کا سبب بنے؟

الجواب _____ وباللہ التوفیق

صورت مسئلہ میں نماز سب کی ادا ہوگئی، دوہرانے کا حکم بالکل غلط ہے، (۱) البتہ وقت مقررہ سے قبل پڑھنا تھا تو اس کی اطلاع بعد عشا ہی کر دینا چاہیے تھا اور بس نیز اس مسئلہ میں نزاع ہرگز نہ کی جائے، البتہ آئندہ احتیاط کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبۃ العبد نظام الدین الاعظمیٰ عفی عنہ، مفتی دارالعلوم دیوبند، ۲۹/۹/۱۴۱۰ھ۔ الجواب صحیح: محمد ظفر الدین غفرلہ، مفتی دارالعلوم دیوبند۔ الجواب صحیح: کفیل الرحمن نشاط۔ (نظام الفتاویٰ، جلد پنجم، جزء اول: ۱۸-۱۹)

نماز کے وقت کا مقدم و مؤخر کرنا:

سوال: چھ لوگ ہیں جو اپنے کاروبار کی وجہ سے مسجد میں نماز کا وقت ساڑھے آٹھ بجے کا رکھنا چاہتے ہیں کہ کاروبار میں بہت پریشانی ہوئی کہ جلدی جلدی وقت گھٹتا اور بڑھتا رہتا ہے، جب کہ مسجد میں نمازیوں کی تعداد میں

(۱) نماز کے لیے اول و آخر وقت کی صراحت سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علماء کرام کی تشریحات کے مطابق متعین ہے، باقی جماعت کے لیے کوئی ایک خاص وقت متعین کرنا نمازیوں کی آسانی کے پیش نظر ہے، جو کہ ایک مستحسن عمل ہے؛ تاکہ تمام مقتدیوں کی نماز جماعت کے ساتھ ادا ہو جائے، البتہ اس متعینہ وقت میں تقدیم و تاخیر جائز ہے، روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان و جماعت کے درمیان اتنی وقت رکھنی چاہئے، جس میں دوسرے انسانی ضروریات کی تکمیل ہو سکے۔

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لبلال: یا بلال! إذا أذنت فترسل فی أذانک وإذا أقمتم فاحدر واجعل بین أذانک وإقامتک قدر ما یفرغ الأکل من أکله والشارب من شربه والمعتصر إذا دخل لقضاء حاجته ولا تقوموا حتی ترونی. (سنن الترمذی، باب ماجاء فی الترسل فی الأذان (ح: ۱۹۵) / السنن الكبرى للبيهقي، باب ترسیل الأذان وحذم الإقامة (ح: ۲۰۰۸) / المنتخب من مسند عبد بن حمید، من مسند جابر بن عبد اللہ (ح: ۱۰۰۸) / انیس)

عن أبي بن كعب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا بلال! اجعل بين أذانك وإقامتك نفسا يفرغ الأكل من طعامه في مهل، ويقضى المتوضئ حاجته في مهل. (مسند الإمام أحمد، حديث المشايخ عن أبي بن كعب (ح: ۲۱۲۸۵) / انیس) ينبغي أن يؤذن في أول الوقت ويقيم في وسطه حتى يفرغ المتوضئ من وضوئه، والمصلئ من صلاته، والمعتصر من قضاء حاجته. (الفتاوى الهندية، باب الأذان، الفصل الثاني في كلمات الأذان والإقامة: ۵۷/۱، رشيدية)

اضافہ ہونے کا بھی امکان نہیں ہے، حالاں کہ اس مسجد کی بغل میں ایک بڑی مسجد ہے، جہاں پر پندرہ منٹ پہلے نماز ہوتی ہے اور یہاں پر پندرہ منٹ بعد تو جن لوگوں کی نماز رہ جاتی ہے، وہ اس میں آکر جماعت کے ساتھ پڑھ لیتے ہیں تو ایسی صورت میں شریعت کا کیا مسئلہ ہے؟

هو المصوب

کثرت جماعت کا لحاظ کرتے ہوئے ذمہ داران مسجد اس نماز کے وقت میں جو وقت متعین کر دیں، سب کو اسی پر عمل کرنا چاہیے، صرف ذاتی مفاد کے لیے نماز کے وقت کو مقدم و مؤخر کرنا درست نہیں۔ (۱)

تحریر: ساجد علی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۳۷-۳۳۸)



(۱) قال: سألت النبي صلى الله عليه وسلم أى العمل أحب إلى الله؟ قال: الصلاة على وقتها. (صحيح البخارى، كتاب مواقيت الصلاة، باب فضل الصلاة لوقتها (ح: ۵۲۷) / الصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب بيان كون الإيمان بالله تعالى أفضل الأعمال (ح: ۸۵) / مسند الإمام أحمد، مسند عبد الله بن مسعود (ح: ۳۸۹۰) / سنن النسائي، فضل الصلاة لمواقيتها (ح: ۶۱۰) / معجم ابن عساكر، سهل بن محمد بن أحمد أبو العلاء (ح: ۴۸۲) انيس)

اذان اور جماعت کے درمیان فاصلہ

اذان مغرب کے بعد لوگوں کے انتظار کا حکم:

سوال: کیا مغرب کی اذان کے بعد مقتدیوں کا انتظار لازمی قرار دیا گیا ہے، یا نہیں؟ جب کہ مغرب کی اذان کے بعد وقفہ نہیں ہے تو پھر مقتدی کا انتظار کس شرط پر ہوگا، خواہ مقتدی موجود ہو، یا غیر موجود؟

الجواب: ————— وباللہ التوفیق

مستحب تو یہی ہے کہ مغرب کی اذان اور جماعت کے درمیان فاصلہ نہ ہو۔ (۱)
درمختار میں ہے:

ويجلس بينهما... إلا في المغرب. (۲۶۱/۱) (۲)

لیکن اگر کسی وجہ سے تمام مقتدی غیر حاضر ہوں تو ان کے لیے انتظار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، ہاں کسی خاص مقتدی کا انتظار کرنا اس کی دنیاوی اور مادی وجاہت کی وجہ سے درست نہیں، اسی طرح ایسی عادت بنا لینا جس سے اوقات کی پابندی باقی نہ رہے اور دیگر نمازیوں کے لیے موجب تکلیف ہو، صحیح نہیں۔ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سہیل احمد قاسمی، ۱۲/۵/۱۴۱۲ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۳۷۳/۲)

(۱) عن مرثد بن عبد اللہ قال: لما قدم علينا أبو أيوب غازيا وعقبة بن عامر يومئذ علي مصر فأخبر المغرب فقام إليه أبو أيوب فقال له: ما هذه الصلاة يا عقبة؟ فقال: شغلنا، قال: أما سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لا تزال أمتي بخير أوقات: على الفطرة ما لم يؤخروا المغرب إلى أن تشتبك النجوم. (سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة، باب في وقت المغرب، ص: ۱۱۳، المكتبة العصرية صيدا بيروت (ح: ۴۱۸) / سنن ابن ماجه، كتاب الصلاة، باب وقت صلاة المغرب، ص: ۹۷ (ح: ۶۸۹) / صحيح ابن خزيمة، باب التغليظ في تأخير صلاة المغرب (ح: ۳۳۹) / مسند البرار عن العباس (ح: ۱۳۰۶) / معجم ابن الأعرابي عن العباس، باب ي (ح: ۳۹۴) انيس)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مغرب میں اذان و جماعت کے درمیان فاصلہ نہ رکھ کر جلدی پڑھنا مستحب ہے۔ انیس

(۲) باب الأذان، انيس

ويجلس بين الأذان والإقامة إلا في المغرب. (الإختيار لتعليق المختار، باب الأذان والإقامة: ۴۳/۱، مطبعة الحلبي، انيس)
(۳) وينتظر المؤذن الناس ويقوم للضعيف المستعجل ولا ينتظر رئيس المحلة وكبيرها، كذا في معراج الدراية. (الفتاوى الهندية، الباب الثاني في الأذان: ۵۷/۱) (الفصل الثاني في كلمات الأذان والإقامة، انيس)

مغرب کی اذان و تکبیر میں فصل:

سوال: حسب معمول زید نے ایک روز مغرب کی اذان دی اور بعد اذان جس قدر مسلک حنفیہ میں توقف جائز ہے؛ یعنی اذان کے بعد کی دعا پڑھ کر تکبیر کہی اور امام صاحب اذان کے پہلے سے وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر نماز کے لیے تیار تھے، بعد تکبیر انہوں نے نماز پڑھائی؛ مگر امام صاحب کے خادم (جو کہ امام صاحب کا کھانا پکاتے ہیں اور بعض اسی قسم کے کام کیا کرتے ہیں) بکرو نیز دوسرے مصلیٰ جیسا کہ عام لوگوں کا قاعدہ ہے کہ اذان ہونے کے وقت آکر وضو وغیرہ کرتے ہیں، بعد نماز بکرنے زید سے کہا کہ آپ لوگ ذرا اسی بھی دیر نہیں ٹھہرتے، فوراً ہی نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں اور تکرار بھی کرنے لگے، حالانکہ زید نے جائز توقف کے بعد تکبیر کہی تھی تو ان کے جواب میں زید اور ایک مصلیٰ نے کہا: چونکہ اس وقت بہت کم وقت رہتا ہے؛ اس لیے نہیں ٹھہرنا چاہیے؛ لیکن وہ ایک عالم کے خادم ہیں، انہوں نے کسی کی نہ سنی اور حجت کرتے رہے، سوال یہ ہے کہ مغرب کی اذان و تکبیر کے درمیان کچھ تاخیر و فصل کرنا چاہیے، یا تجلیل و وصل کرنا چاہیے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اذان و تکبیر کے درمیان کوئی نماز کسی صحیح حدیث سے ثابت ہے، یا نہیں؟

الجواب

أقول وبالله التوفيق :

قال في الدر المختار: (وقبل) صلاة (مغرب) لكرهه تأخيره إلا يسيراً، الخ. (۱)

وفيه أيضاً: ويجلس بينهما بقدر ما يحضر الملازمون مرعياً لوقت الندب (إلا في المغرب)،

فيسكت قائماً قدر ثلث آيات قصار، ويكره الوصل إجماعاً، الخ. (۲)

وفي الشامي: ويستحب التحول للإقامة إلى غير موضع الأذان وهو متفق عليه. (۳)

وأيضاً في الشامي: (قوله: وقبل صلاة مغرب) عليه أكثر أهل العلم، منهم أصحابنا ومالك وأحد الوجهين عن الشافعي، لما ثبت في الصحيحين وغيرهما مما يفيد أنه صلى الله عليه وسلم كان يواظب على صلاة المغرب بأصحابه عقب الغروب ولقول ابن عمر رضي الله عنهما ما رأيت أحداً على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم يصليهما، رواه أبو داود وسكت عنه والمنذرى في مختصره وإسناده حسن روى محمد عن أبي حنيفة عن حماد أنه سئل إبراهيم

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار، كتاب الصلاة: ۳۴۹/۱، ظفير

(۲) رد المحتار، باب الأذان: ۳۶۲/۱، ظفير.

(۳) رد المحتار، باب الأذان: ۳۶۲/۱، ظفير (مطلب: في أول من بنى المنابر للأذان، انيس)

النخعی عن الصلاة قبل المغرب، قال: فنهى عنها وقال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبا بكر وعمر لم يكونوا يصلونها وقال القاضي أبو بكر بن العربي: اختلف الصحابة في ذلك ولم يفعلها أحد بعدهم، فهذا يعارض ما روى من فعل الصحابة ومن أمره صلى الله عليه وسلم بصلاتهما؛ لأنه إذا اتفق الناس على ترك العمل بالحديث المرفوع لا يجوز العمل به؛ لأنه دليل ضعفه على ما عرف في موضعه ولو كان ذلك مشتهراً بين الصحابة لما خفي على ابن عمر أو يحمل ذلك على أنه كان قبل الأمر بتعجيل المغرب، وتمامه في شرح المنية وغيرهما، الخ. (۱)

ان روایات کتب فقہ سے معلوم ہوا کہ مغرب کی اذان و تکبیر کے درمیان کوئی نماز نہ پڑھنی چاہیے اور نیز معلوم ہوا کہ جس قدر وقفہ اذان کے بعد دعاء ماثورہ پڑھنے اور ”تحول من موضع الأذان إلى موضع الإقامة“ میں ہوتا ہے، وہ کافی ہے اور وصل مکروہ کو رافع ہے اور ظاہر ہے کہ تین آیات قصار نصف منٹ سے بھی کم میں پڑھ سکتے ہیں۔

الغرض عبارات مذکورہ سے جملہ امور مستفسرہ کا جواب واضح ہو گیا۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۷۲/۳-۳۹)

اذان مغرب کے بعد نماز کتنی تاخیر سے ہونی چاہیے:

سوال: مغرب کی اذان کے بعد نماز میں کس قدر تاخیر مناسب ہے؟ بعض جگہ بہت ہی جلدی کرتے ہیں؟

الجواب: _____ حامداً ومصلياً

اتنا وقفہ کر لینا چاہیے کہ مؤذن اذان سے فارغ ہو کر صف میں پہنچ جائے اور اذان کے بعد دعا بھی پوری ہو جائے، (۲) جب مؤذن موجود ہو تو بہتر ہے کہ وہی تکبیر کہے، یا دوسرے کو اجازت دے دے۔ (۳) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۳/۵/۱۴۰۱ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۲۳/۵)

(۱) رد المحتار، کتاب الصلاة: ۳۴۹/۱، ظفیر (مطلب: يشترط العلم بدخول الوقت، انيس)

عن سلمة بن الأكوع أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلي المغرب إذا غربت الشمس وتوارت بالحجاب. (الصحيح لمسلم، باب بيان أن أول وقت المغرب عند غروب الشمس (ح: ۶۳۶) / سنن الترمذی، باب ماجاء في وقت المغرب (ح: ۱۶۴) / مسند الروياني، صفوان بن عيسى عن يزيد بن أبي عبيد عن سلمة بن الأكوع (ح: ۱۱۳۲) / جامع الأصول: ۲۳۲/۵، انيس)

(۲) ويجلس بينهما بقدر ما يحضر الملازمون مراعيًا لوقت الندب (إلا في المغرب) فيسكت قائماً ثلاث آيات قصار، ويكره الوصل إجماعاً. (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الأذان: ۳۸۹/۱، سعيد)

(۳) ”ومنها: أن من أذن فهو الذي يقيم، وإن أقام غيره فإن كان يتأذى بذلك يكره، لأن اكتساب أذى المسلم مكروه، وإن كان لا يتأذى به لا يكره.“ (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل فيما يرجع إلى صفات المؤذن: ۶۴۸/۱، دار الكتب العلمية، بيروت)

حکم فصل در اذان و نماز مغرب:

سوال: عرض خدمت عالی میں یہ ہے کہ جب حاضر خدمت ہوا تھا، میں نے ایک مسئلہ جناب سے دریافت کیا تھا، مگر اس وقت بوجہ تنگی وقت شافی جواب حاصل نہ کر سکا، آپ نے فرمایا بھی تھا کہ مسئلہ دیکھ کر بتاؤ، سو اس وقت میں نہ دیکھ سکا، بعد میں یہاں آ کر وہ مسئلہ ہدایہ اولین میں دیکھا اور وہ مسئلہ یہ ہے، میں نے دریافت کیا تھا کہ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ حضرت کے یہاں مغرب کی نماز میں بعد اذان کے کافی دیر ہوتی ہے، نیز مجھ کو بھی کئی مرتبہ یہ خیال ہوا تھا؛ مگر دریافت کرنے کا موقع نہ ملا تھا، امام اعظم صاحب رحمہ اللہ کا قول و فعل دونوں اسی پر تھا کہ وہ بعد اذان مغرب فوراً اقامت کرتے تھے اور یہ ہدایہ اولین باب الاذان میں ذکر کیا گیا ہے اور وہ عبارت یوں ہے:

”ويجلس بين الأذان والإقامة إلفى المغرب وهذا عند أبي حنيفة“ (۱)

اور صفحہ: ۴۷، پر (یعقوب) سے روایت ہے، جو یوں ہے:

قال يعقوب: رأيت أبا حنيفة رحمه الله يؤذن في المغرب ويقيم ولا يجلس بين الأذان والإقامة.

اور اس سے زائد صریح (باب المواقيت) میں بیان کیا گیا ہے اور وہ قول امام شافعیؒ کا ہے، عبارت یہ ہے:

وقال الشافعي: مقدار ما يصلی ثلاث ركعات؛ لأن جبرئيل عليه السلام أم في يومين في وقت واحد. (۲)

صرف صاحبینؒ خلاف ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ جلسہ خفیفہ ہونا چاہیے، جیسے کہ خطبتین میں کیا جاتا ہے، اس کو بھی باب

الاذان میں ذکر کیا ہے، اب جو کچھ اس کا حاصل ہو، اس سے متنبہ فرمائیں، میں اس کا جواب اپنے دل میں یوں دیا

کرتا تھا کہ شاید یہ مسئلہ کہیں ہو کہ جب امام ایک مسجد میں مقرر ہو اور اس کو کسی وجہ سے مجبوری ہو، یا آنے میں دیر ہو تو

اس کا انتظار کرنا چاہیے؛ مگر اس سے تشفی نہ ہوتی تھی، سو میں نے اس اشکال کو رفع کرنے کے لیے جناب سے استفسار

کیا، امید ہے کہ آپ کے جواب سے کافی تشفی ہو جاوے گی؟

(۱) الهدایة، باب المواقيت: ۷۲، مطبوعة علمية دہلی

(۲) الهدایة، باب المواقيت: ۶۴، مطبوعة علمية دہلی

وأول وقت المغرب إذا غابت الشمس لما روى جبريل عليه السلام صلى المغرب حين غابت وأفطر

الصائم وليس لها إلا وقت واحد وهو بقدر ما يتطهر ويستتر العورة ويؤذن ويقيم ويدخل فيها فإن الدخول عن هذا

الوقت إثم لما روى ابن عباس أن جبريل عليه السلام صلى المغرب في المرة الأخيرة كما صلاها في المرة الأولى

ولو كان لها وقت آخر لبين، كما بين في سائر الصلوات فإن دخل فيها في وقتها ففيه ثلاثة أوجه أحدها أن له أن

يستديمها إلى غيبوبة الشفق لأن النبي صلى الله عليه وسلم قرأ الأعراف في صلاة المغرب والثاني لا يجوز أن

يستديمها أكثر من قدر ثلاث ركعات لأن جبريل عليه السلام صلى ثلاث ركعات، الخ. (المجموع شرح المذهب،

الجواب

روایات مندرجہ سوال سے صرف عمل ثابت ہوتا ہے، اس سے زائد تاخیر کی کراہت ثابت نہیں ہوتی، سو عمل استتباب پر بھی مبنی ہو سکتا ہے اور مقصود بالحث کراہت ہے۔ سو درمختار و ردالمختار میں اس سے بھی تعرض ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ تاخیر مادون الرکتین میں تو کراہت نہیں اور اس سے زائد اشتباک نجوم کے قبیل تک شرح منیہ کی تحقیق پر مباح اور بعض اقوال پر مکروہ تنزیہی اور اشتباک کے بعد تحریمی، روایات یہ ہیں:

فی الدر المختار: والمستحب (إلى قوله) وتعجيل (مغرب مطلقاً) وتأخيرہ قدر رکعتین یکرہ تنزیہاً۔
فی رد المحتار: أفاد أن المراد بالتعجيل أن لا يفصل بين الأذان والإقامة بغير جلسة أو سكتة على الخلاف، وأن مافی القنية من استثناء التأخير القليل محمول على ما دون الرکتین وأن الزائد على القليل إلى اشتباک النجوم مکروہ تنزیہاً، وما بعده تحريماً إلا بعدد كما مرقال فی شرح المنية: والذي اقتضته الأخبار كراهة التأخير إلى ظهور النجوم وما قبله مسكوت عنه، فهو على الإباحة وإن كان المستحب التعجيل، آه، نحوه ما قدمناه عن الحلية. (۱)

اور عذر میں کراہت بھی نہیں اور یہاں انتظارِ امام میں تاخیر دو رکعت سے کم ہوتی ہے وہ بھی احیاناً، نہ استمراراً اعتیاداً اور اگر مادون سے قدرے زائد بھی فرض کی جاوے تو ایک تحقیق پر مباح ہے اور قول کراہت تنزیہی پر عذر نافی کراہت ہے اور عذر کی مثال فقہانے اکل و سفر سے دی ہے اور حضر کی کوئی دلیل نہیں اور امام کے لیے وضو اور قوم کے لیے انتظار امام راتب خصوصاً اگر وہ حاضر ہو، اکل سے قوی عذر ہے۔ واللہ اعلم

۲/ محرم ۱۳۵۳ھ (النور، ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱۸۲۱-۱۸۲۲)

اذان اور جماعت میں کتنا فرق ہونا چاہیے:

سوال: اذان جماعت سے کس قدر پیشتر ہونی چاہیے اور انتظارِ مصلیوں کا کہاں تک ہے؟ موافق طریقہ سنت اور فتویٰ شرعی کے جواب مرحمت ہو؟

الجواب

اذان جماعت سے اس قدر پہلے ہونا ضروری ہے کہ پیشاب پاخانہ والا اپنی حاجت سے فارغ ہو کر وضو کر کے آسکے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد اذان کے اتنی تاخیر کو ارشاد فرمایا ہے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (تالیفات رشیدیہ: ۲۵۹)

(۱) کتاب الصلاة، مطلب فی طلوع الشمس من مغربها: ۲۹/۲، دار الکتب العلمیة، انیس

(۲) عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لبلال: يا بلال! إذا أذنت ==

نمازِ مغرب میں افطار کی وجہ سے تاخیر کی گنجائش ہے، یا نہیں:

سوال: بوقت افطار لوگوں کی لائی ہوئی افطاری کھا کر نمازِ مغرب ادا کرتے ہیں، ایک شخص اس پر معترض ہے کہ بعد نماز کے کھاؤ؛ مگر اذان ہوتے ہی صرف چھوہارے سے روزہ افطار کر کے فوراً نماز کو کھڑے ہو جاؤ اور وہ شخص ناراض ہو کر جماعتِ مغرب علاحدہ کرتا ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب

افطاری کی وجہ سے نمازِ مغرب میں کچھ دیر کرنا جائز ہے، اس میں کچھ حرج نہیں ہے، الطمینان سے روزہ افطار کر کے اور پانی پی کر اور کچھ کھا کر جو موجود ہو نماز پڑھنی چاہیے۔

پس جو شخص اس تاخیر معمولی کی وجہ سے ناراض ہو اور علاحدہ نماز پڑھنے لگا، اس نے خطا کی، اس کو چاہیے کہ جماعت میں شریک ہو اور اس تاخیر کو جو بوجہ افطار کرنے روزہ کے ہے، خلاف شرع نہ سمجھے، (جب وقت میں گنجائش ہے اور ایک ضروری امر کی وجہ سے ذرا دیر کی جاتی ہے تو اس میں قطعاً کوئی مضائقہ نہیں۔

ووقت المغرب إلى غيوبة الشفق. (الفتاوى الهندية كشوري، أوقات الصلاة: ۱/ ۴۹) (۱)

عن أبي أيوب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تزال أمتي بخير أو قال: على الفطرة، ما لم يؤخر والمغرب إلى أن تشتبك النجوم. {رواه أبو داؤد} (مشكوة، باب تعجيل الصلاة، الفصل الثاني، ص: ۶۱) (۲)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ جب تک ستارے زیادہ تعداد میں آسمان پر نکل کر نہ پھیل جائیں، تاخیر میں کوئی مضائقہ نہیں۔

== فترسل في أذانك وإذا أقمت فاحذر واجعل بين أذانك وإقامتك قدر ما يفرغ الآكل من أكله والشارب من شربه والمعتصر إذا دخل لقضاء حاجته ولا تقوموا حتى تروني. (سنن الترمذی، باب ماجاء في الترسيل في الأذان (ح: ۱۹۵) / السنن الكبرى للبيهقي، باب ترسيل الأذان وحذم الإقامة (ح: ۲۰۰۸) / المنتخب من مسند عبد بن حميد، من مسند جابر بن عبد الله (ح: ۱۰۰۸) / جامع الأصول: ۲۹۲/۵، انيس)

(۱) كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت وما يتصل بها، الفصل الأول في أوقات الصلاة، انيس

(۲) كتاب الصلاة (ح: ۶۰۹) / (سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة، باب في وقت المغرب، ص: ۱۱۳، المكتبة

العصرية صيدا بيروت (ح: ۴۱۸) / سنن ابن ماجه، كتاب الصلاة، باب صلاة المغرب، ص: ۹۷ (ح: ۶۸۹) /

صحيح ابن خزيمة، باب التغليظ في تأخير صلاة المغرب (ح: ۳۳۹) / مسند البزار عن العباس (ح: ۱۳۰۶) / معجم

ابن الأعرابي عن العباس، باب ي (ح: ۳۹۴) انيس

وفی القنیة: یکره تأخیر المغرب عند محمد فی روایة عن أبی حنیفة ولا یکره فی روایة الحسن عنه مالم یغیب الشفق، والأصح أنه یکره إلا من عذر كالسفر والكون علی الأکل ونحوهما، إلخ، والذي اقتضته الأخبار کراهة التأخیر إلى ظهور النجوم وما قبله مسکوت عنه فهو علی الإباحة. (۱)

یہ عین حکم شریعت کا ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۵/۲)

حکم تاخیر کردن در نماز مغرب بماہ رمضان:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہاں پر مسجد میں روزہ افطاری کے لیے کھانا لایا جاتا ہے اور لوگ صحن میں اور برآمدہ میں افطاری کے لیے بیٹھتے ہیں، مغرب کی اذان کے ساتھ روزہ افطار کر کے کھانے لگتے ہیں، جس میں اکثر لوگ تو نیچے بیٹھ کے روزہ افطار کرتے ہیں اور کتنے حضرات چھت پر روزہ افطار کرتے ہیں، اذان ہونے کے بعد دس منٹ کا وقفہ کر کے جماعت نماز کے لیے کھڑی ہوتی ہے، جس میں ہر مصلی اطمینان سے افطاری سے فارغ ہو کر جماعت میں شامل ہو جاتا ہے؛ مگر چھت والے حضرات جماعت میں شامل نہیں ہوتے اور بیٹھے کھاتے رہتے ہیں، بیڑی پیتے ہیں، پان کھاتے ہیں، جب نیچے جماعت تمام ہوتی ہے، تب یہ حضرات چھت پر دوسری جماعت کرتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ چھت والے حضرات کا جماعت اولیٰ میں شامل نہ ہونا اور دیر تک کھاتے رہنا اور پھر دوسری جماعت کرنا، یہ از روئے شرع جائز ہے، یا نہیں؟ اگر نہیں جائز ہے تو ایسا کرنے والوں کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب:

فی الدر المختار، کتاب الصلاة: ”و(یستحب) تعجیل (مغرب مطلقاً) وتأخیر قدر رکعتین یکره تنزیهاً“.

فی رد المحتار تحت هذا القول: أن ما فی القنیة من أثناء التأخیر القلیل محمول علی ما دون الرکعتین وأن الزائد علی القلیل علی اشتباک النجوم مکروه تنزیهاً وما بعده تحریماً إلا بعذر، قال فی شرح المنیة والذي اقتضته الأخبار کراهة التأخیر إلى ظهور النجوم وما قبله مسکوت عنه، فهو علی الإباحة وإن کان المستحب التعجیل آه. ونحوه ما قدمناه عن الحلیة. (۲) (۳۸۲/۱)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ تاخیر مغرب کے تین درجہ ہیں:

(۱) غنیة المستملی، ص: ۲۳۳، ظفیر (فروع فی شرح الطحطاوی، انیس)

(۲) کتاب الصلاة، مطلب فی طلوع الشمس من مغربها، انیس

ایک درجہ تو دو رکعت سے کم یہ کسی کے نزدیک مکروہ نہیں۔

دوسرا درجہ بقدر دو رکعت کے، یا اس سے زائد قبل ظہور نجوم تک، یہ درمختار کی روایت پر مکروہ تہذیبی ہے اور شارح منیہ کی تحقیق پر مباح، مگر خلاف مستحب۔

اور تیسرا درجہ جس میں نجوم ظاہر ہو جاوے، یہ مکروہ تحریمی ہے تو دس منٹ سے زائد تاخیر کرنا امر مکروہ بھی نہ ہو، جیسا کہ بعض روایات کا مقتضی ہے؛ تاہم ترک مستحب تو ضرور ہے اور ترک مستحب پر بلا ضرورت دوام کرنا ایسا فعل ہے کہ بعض فقہانے اس پر مکروہ تہذیبی کا اطلاق کیا ہے، چنانچہ درالمختار کی عبارت مذکورہ کے بعد ہی یہ عبارت ہے:

”أنه إلى ما قبل ذلك مكروه تنزيهاً لترك المستحب وهو التعجيل، تأمل“۔ (۱)

اور یہ ترک مستحب اس وقت رہے گا جب جماعت تاخیر کرے اور اگر جماعت وقت مستحب میں کھڑی ہو جائے تو تخلف عن الجماعة بلا عذر قوی قریب حرام کے ہے اور اس قدر اشتغال اکل و شرب اور اس کے توابع میں اعذار ترک جماعت سے نہیں، پس ان لوگوں کا یہ فعل یقیناً شرعاً ناجائز ہے۔ (۲)

۹/شوال ۱۳۳۷ھ (تمتہ خامسہ، ص: ۹۵) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱۵۸۱/۱-۱۶۰)

رمضان المبارک میں مغرب کی نماز کو تاخیر سے پڑھنا:

سوال: رمضان المبارک میں بعد اذان مغرب کے عموماً افطاری کی وجہ سے جماعت میں جو توقف ہوتا ہے، اس

کی کیا دلیل ہے؟ اور کس قدر وقفہ چاہیے؟

(۲) ردالمحتار، کتاب الصلاة، مطلب فی طلوع الشمس من مغربها: ۲۹/۲، دارالکتب العلمیة بیروت، انیس
وبہ یظہر أن کون ترک المستحب راجعاً إلى خلاف الأولى لا یلزم منه أن یکون مکروہاً إلا بنھی خاص
لأن الکراهة حکم شرعی فلا بد له من دلیل. (ردالمحتار، کتاب الصلاة: ۶۵۳/۱، دارالفکر بیروت)
اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مغرب کی جماعت میں وقت مستحب سے تاخیر کرنا مکروہ تہذیبی ہے؛ کیوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے تعجیل کا حکم دیا ہے۔ انیس)

(۲) عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: والذی نفسی بیدہ لقد هممت أن آمر
بحطب فیحطب ثم آمر بالصلاة فیؤذن لها ثم آمر رجلاً فیؤم الناس ثم أخالف إلى رجال فأحرق علیہم بیوتہم والذی
نفسی بیدہ لو یعلم أحدکم أنه یجد عظماً سمیناً أو مرماًتین حسنتین لشهد العشاء. (مسند الشافعی، ومن کتاب
الإمامة: ۵۲/۱، دارالکتب العلمیة بیروت، انیس)

قال السندي: وفي الحديث تهديد للمتخلفين عن الجماعة بالإحراق وفيه توبيخ وتقريع شديدان. (مسند
الشافعي بترتيب السندي، الباب السابع في الجماعة وأحكام الإمامة: ۱۰۱/۱، دارالکتب العلمیة بیروت، انیس)

الجواب

مغرب کی اذان اور اقامت میں اتصال نہ کرنا چاہیے، تھوڑا سا فرق ضروری ہے، مقدار فرق میں اختلاف ہے، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تین چھوٹی آیتوں کے برابر ہونا چاہیے اور امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اس قدر بیٹھنا چاہیے، جس قدر دو خطبوں کے درمیان بیٹھتے ہیں۔ (۱)

اور رمضان المبارک میں اگر افطاری کی وجہ سے قدرے تاخیر بھی ہو جائے تو مضائقہ نہیں ہے، یہ تاخیر کسی کے انتظار کی نہیں ہے؛ بلکہ ایک واقعی ضرورت سے ہے، ہاں! زیادہ تاخیر نہ کی جائے۔ واللہ اعلم بالصواب (کفایت المفتی: ۶۱/۳)

نماز مغرب میں تاخیر مکروہ ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز مغرب کو تاخیر سے پڑھنا، جب کہ ساری مساجد میں نماز ہو جائے، جائز ہے، یا نہیں؟ بیٹو! تو جروا۔
(المستفتی: عبد الحلیل محلہ ابا خلیل نوشہرہ، ۱۰/رمضان ۱۳۹۶ھ)

الجواب

مغرب میں زیادہ تاخیر (مقدار شفعہ) مکروہ ہے۔ (فتح القدیر) (۲) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۱۶۹/۲)

(۱) أن العلماء اتفقوا على أنه لا يصل الإقامة بالأذان في المغرب بل يفصل بينهما، لكنهم اختلفوا في مقدار الفصل، فعند أبي حنيفة رحمه الله المستحب أن يفصل بينهما بسكتة يسكت قائماً ساعة، ثم يقيم ومقدار السكتة عنده قدر ما يمكن فيه من قراءة ثلاث آيات قصار أو آية طويلة... وعندهما يفصل بينهما بجلسة خفيفة مقدار الجلسة بين الخطبتين. (كذا في الهداية الأول، ص: ۷۳) (حاشية الهداية، باب الأذان: ۳۹/۱، ط: مكتبة شركة علمية، ملتان) (تحت قوله: ويجلس بين الأذان والإقامة إلا في المغرب وهذا عند أبي حنيفة)

(ويجلس بين الأذان والإقامة إلا في المغرب) وقال: يجلس في المغرب جلسة خفيفة لأن الفصل بينهما سنة في سائر الصلوات إلا أنه يكتفى في المغرب بالجلسة الخفيفة تحرزا عن التأخير ولأبي حنيفة أن المستحب المبادرة وفي الجلسة التأخير والفصل يحصل بالسكوت بينهما بمقدار ثلاث آيات وهو رواية الحسن عنه وكذلك يحصل باختلاف الموقف والنعمة. (الإختيار لتعليل المختار، باب الأذان والإقامة: ۴۳/۱ - ۴۴، مطبعة الحلبي القاهرة) / كذا في تبين الحقائق، التأذين للفائنة: ۹۲/۱، بولاق القاهرة، انيس)

(۲) قال المرغيناني: وأول وقت المغرب إذا غربت الشمس وآخر وقتها ما لم يغيب الشفق. (الهداية، كتاب الصلاة، باب المواقيت: ۴۰/۱، دار إحياء التراث العربي بيروت، انيس)

قال ابن الهمام: ولذا قلنا أن تأخير المغرب مطلقاً مكروه. (فتح القدیر، باب المواقيت: ۲۲۱/۱، دار الفكر

بيروت، انيس)

روزہ افطار کے دس منٹ بعد جماعت کروانا:

سوال: ایک مولانا صاحب اذانِ مغرب (روزہ افطار) کے دس منٹ بعد جماعت کرواتے ہیں، صرف آدمی آرام سے کھانا کھالے، نماز مغرب میں اس قدر تاخیر کرنی چاہیے؟ کیا ان کا یہ عمل درست ہے؟

الجواب

افطار کے بعد دس منٹ کا وقفہ تو ہو ہی جاتا ہے، افطار کے بعد نماز میں اتنی تاخیر کرنی چاہیے کہ روزہ دار نماز میں شریک ہو سکیں۔ (۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۲۱۸/۳)



(۱) وفي الحلیة بعد کلام: والظاہر أن السنة فعل المغرب فوراً وبعده مباح إلى اشتباک النجوم فیکره بلاعذر، آه، قلت: آی یکره تحریمًا. (رد المحتار: ۳۶۸/۱، دار الفکر بیروت، انیس)
وصرح فی القنیة بأنها إلى اشتباک النجوم تحریمية. (النهر الفائق، کتاب الصلاة: ۱۶۴/۱، دارالکتب العلمیة بیروت، انیس)

جماعت کے لیے امام، یا مقتدی کا انتظار کرنا

جماعت میں عجلت:

سوال: زید ایک مسجد کا امام ہے اور اس کا بھائی مؤذن ہے، یہ جامع مسجد ہے، نمازی زیادہ جمع ہوتے ہیں، امام و مؤذن نے جو اصول جماعت کا ٹھہرایا ہے، وہ خلاف مصلیان ہے، یہ کہ مؤذن نے اذان کھی، امام صاحب حاضر آئے، بمقدار چار رکعت توقف کیا، اس عرصہ میں دو چار آدمی آگئے، نماز شروع کر دی، نہ آئے، تب بھی شروع کر دی اور اس مقدار معینہ پر نمازیوں کا جمع ہونا غیر ممکن ہے، اگر دس بارہ منٹ توقف کیا جاوے تو جمع مصلین جمع ہو جاویں، اس کی تھوڑی دیر بعد لوگ جمع ہو کر ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، امام صاحب سے یہ کہا بھی گیا کہ پندرہ منٹ انتظار کیجئے کہ سب نمازی جماعت میں آجایا کریں؛ مگر وہ اپنی حرکت سے باز نہیں آتے، اس صورت میں اس امام کا کیا حکم ہے؟ اور جماعت ثانیہ کا کیا؟

الجواب:

مؤذن و امام کو ایسی عجلت نہ کرنی چاہیے، جب کہ وقت نمازوں کا موع ہے تو کوئی وجہ ایسی عجلت کی نہیں ہے اور انتظار نمازیوں کا بہت ضروری ہے، نصف گھنٹہ کے توقف میں تقریباً یہ کام ہو سکتے ہیں، (یعنی استنجہ وغیرہ سے فراغت) امام کو اس قدر توقف کرنا چاہیے اور نمازیوں کی رعایت کرنی چاہیے، اس خود رائی میں اور اہل محلہ کا انتظار نہ کرنے میں امام کو بجائے ثواب کے گنہگار ہونے کا اندیشہ ہے۔ (۱)

اہل محلہ اس (امام) کو معزول بھی کر سکتے ہیں، اہل محلہ اور نمازیوں کو چاہیے کہ اگر امام اس عجلت کو نہ چھوڑے تو اس کو موقوف کر دیں اور دوسرا امام مقرر کر لیں، جماعت ثانیہ مکروہ ہے، اس کا ارتکاب ہرگز نہ کریں، امام کا انتظار کریں۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۵/۳-۲۶)

(۱) (و یجلس بینہما) بقدر ما یحضر الملاز مون مراعیاً لوقت الندب (إلا فی المغرب) فیسکت قائماً قدر ثلاث

آیات قصار، ویکرہ الوصل إجماعاً. (الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب الأذان: ۳۶۲/۱، ظفیر)

(۲) (ویکرہ) أى تحریماً لقول الکافی لا یجوز، و المجمع لا یباح و شرح الجامع الصغیر إنه بدعة کما فی رسالۃ

السندی (تکرار الجماعة بأذان وإقامة فی مسجد محلة لا فی مسجد طریق أو مسجد لا إمام له). (رد المحتار، باب

الإمامة: ۵۰۵۲/۱، دار الفکر بیروت، انیس)

جماعت میں تاخیر:

سوال: اس موضع میں ایک گلی کے اندر ایک چھوٹی سی مسجد ہے، جس میں صرف پانچ یا سات نمازی ہیں، اس مسجد میں پنجوقتہ جماعت کے لیے اوقات کی پابندی بالکل نہیں کی جاتی، عموماً انتہائی وقت پر نماز ہوتی ہے، جس میں بعض اوقات وقت کے فوت ہو جانے کا احتمال رہتا ہے، ورنہ کم سے کم جماعت کی فضیلت تو قطعی جاتی رہی، دسمبر اور جنوری کے مہینہ میں صبح کی نماز کا ۷ بجے سے تین چار منٹ پہلے سلام پھیرا جاتا ہے، جس وقت کہ سائل کے خیال میں سورج کا کنارہ شاید افق سے نمودار ہونے لگتا ہو، سرخی اور دن کی روشنی خوب اچھی طرح ظاہر ہو جاتی ہے، چنانچہ رحمت اللہ ردعا کی پوری کی جنتری میں ۱۴ جنوری ۱۹۱۸ء کو چھ بج کر چھیا لیس منٹ پر آفتاب کا طلوع ہونا لکھا ہے، ظہر کی نماز اکثر دو بجے یا دو بجے سے دو چار منٹ بعد اور دو بجے سے قبل بہت کم ہوتی ہے، ایسی صورت میں سائل جو اول وقت نماز پڑھنی چاہتا ہے، جماعت سے قبل نمازیوں کے جمع ہو چکنے پر اگر علاحدہ اپنی نماز پڑھ لیا کرے تو کیسا ہے؟

الجواب

ریلوے ٹائم کے مطابق جنتری موجودہ و معمولہ مدرسہ ہذا میں ۱۴ جنوری کو ۷ بج کر ۲۱ منٹ پر طلوع آفتاب درج ہے؛ بلکہ ۳ جنوری سے ۱۸ جنوری تک یہی وقت طلوع آفتاب کا ہے اور جنتری مصدقہ ہے اور تجربہ اس کا سا لہا سال سے ہے، (۱) اور اول وقت عصر کا ۱۴ جنوری کو ۴ بج کر ۱۳ منٹ پر ہے اور اس سے پہلے پہلے آخر وقت ظہر کا موافق مذہب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے رہتا ہے، پس جو گھڑی ریلوے ٹائم سے ملی ہوئی ہے، اس میں اگر سات بجے تک جنوری میں صبح کی نماز پڑھی جاوے تو اس وقت تک صبح کی نماز کا وقت اچھا رہتا ہے، اسی طرح دو سو دو بجے تک ظہر کا وقت بھی اچھا رہتا ہے، ایسی حالت میں ترک جماعت ہرگز درست نہیں ہے اور واضح ہو کہ حنفیہ کے نزدیک صبح کی نماز میں خوب اسفار؛ یعنی چاندنا کر کے نماز پڑھنا افضل ہے۔ (ہکذا فی الدر المختار) (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۶۸/۳-۶۹)

(۱) حضرت مفتی علام نے دیوبند کی جنتری کا حوالہ دیا ہے اور سوال کا پور کا ہے؛ اس لیے کانپور میں ساڑھے چھ بجے سے پہلے جماعت ختم ہو جانی چاہیے۔ ظہیر

(۲) يستحب الإسفار بالفجر لقوله عليه السلام: أسفروا بالفجر فإنه أعظم لأجر. (الهداية شرح بداية المبتدى: كتاب الصلاة، باب المواقيت: ۷۸/۱، ظفیر)

عن رافع بن خديج رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر. (مصنف ابن أبي شيبة، من كان ينور بها ويسفر ولا يرى به بأسا (ح: ۳۲۴۲) / مسند الإمام أحمد، مسند رافع بن خديج (ح: ۱۷۲۸۶) / سنن الترمذی، باب ماجاء فى الإسفار بالفجر (ح: ۱۰۵۴) / الآحاد و المثنائى، رافع بن خديج يكنى أباً عبد الله (ح: ۲۰۹۰) / السنن الكبرى للنسائى، الإسفار بالصبح (ح: ۱۰۵۴۲) / شرح معانى الآثار، باب الوقت الذى يصلى فيه الفجر أى وقت هو (ح: ۱۰۶۶) / (جامع الأصول: ۲۰۲/۵-۲۰۳) (انيس)

اذان کے بعد جماعت میں تاخیر کی جائے، یا فوراً اڑھی جائے:

سوال: اذان کے بعد جماعت فوراً کھڑی ہو جائے یا انتظار کیا جائے؟

الجواب:

اذان کے بعد جماعت کرنے میں وقت کی وسعت و قلت کا لحاظ کیا جائے اور نمازیوں کی رعایت کی جائے، جیسا موقع اور مصلحت ہو ویسا کیا جائے، شریعت میں اس کے لیے کچھ منٹ مقرر نہیں ہیں کہ اذان کے بعد اس قدر منٹ کے بعد جماعت ہونی چاہیے، بعض وقت وسیع ہیں، ان میں اس کے موافق عمل کیا جائے، بعض تنگ ہیں، ان میں اس کے موافق عمل کیا جائے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۲۳-۳۲۵)

امام اور مقتدی کا انتظار درست ہے، یا نہیں:

سوال: کیا امام یا مقتدی کا دس پانچ منٹ انتظار کرنا درست ہے جبکہ جماعت کا وقت مقرر ہے؟

الجواب:

جب کہ وقت میں گنجائش کافی ہے تو انتظار درست ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۵۹۳)

مسجد میں پہنچ کر نماز سے پہلے کچھ دیر وقفہ کرنا کیسا ہے:

سوال: نماز یا مسجد آنے کے بعد کچھ دیر بیٹھ کر وقفہ کرتے ہیں، بلا انتظار کسی کے اور پھر نماز شروع کرتے ہیں،

یہ فعل مستحسن ہے، یا نہیں؟

(۱) ویفصل بین الأذان والإقامة مقدار ركعتين أو أربع يقرأ في كل ركعة نحواً من عشر آيات، كذا في الزاھدی

و الوصل بین الأذان والإقامة مكروه بالاتفاق ... ثم قال: وأما إذا كان في المغرب فالمستحب أن يسكت بسكينة يسكت قائماً مقدار ما يمكن من قراءة ثلاث آيات قصار. (الفتاویٰ الهندية: ۵۳۱، ط: مصر، جمیل الرحمن) (الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني في كلمات الأذان والإقامة و کیفیتهما، انیس)

عن أبي بن كعب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا بلال اجعل بين أذانك وإقامتك نفس يفرغ الأكل من طعامه في مهل، ويقضى المتوضئ حاجته في مهل. (مسند الإمام أحمد بن حنبل، حديث المشايخ عن أبي بن كعب (ح: ۲۱۲۸۵) ۲۰۷/۳۵، مؤسسة الرسالة، انیس)

(۲) عن جابر بن سمرة قال: كان بلال رضي الله عنه يؤذن ثم يمهل فإذا رأى النبي صلى الله عليه وسلم قد خرج أقام الصلاة. (سنن أبي داود، باب في المؤذن ينتظر الإمام: ۸۶/۱) (كتاب الصلاة (ح: ۵۳۷) / مسند البزار، مسند جابر بن سمرة (ح: ۴۲۷۱) / مستخرج أبي عوانة، بيان إباحة تأخير قيام الإمام في مقامه (ح: ۱۳۴۹) انیس)

وينتظر المؤذن الناس. (الفتاویٰ الهندية مصری، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني: ۵۳۱، ظفیر)

الجواب

مسجد میں آ کر انتظار کرنا جماعت کا اور نمازیوں کا موجب ثواب ہے اور ذکر کے واسطے بھی ثواب ہے، (۱) اور کوئی وقفہ مشروع نہیں۔ (۲) فقط

(مجموعہ رام پور، ص: ۸) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۶۷-۱۶۸)

کسی نمازی کا انتظار کرنا کیسا ہے:

سوال: ایک شخص جس کے شب و روز کا اکثر حصہ مسجد میں گذرتا ہے، اگر کبھی کبھی وہ نماز کے وقت مسجد سے باہر اپنے ذاتی کاروبار میں ایسا مشغول ہو جائے کہ اس کو نماز کے مقررہ وقت کا بالکل خیال نہ رہے (اور مسجد میں نماز گھڑی کے حساب سے مقررہ وقت پر ہوتی ہے) اور سب لوگ مسجد میں آگئے اور نماز کا مقررہ وقت بھی ہو گیا تو کیا اس شخص کو اذان کے سوا دوسری بار پھر آگاہ کرنا چاہیے، یا نہیں؟ اور اس کے انتظار میں جماعت میں تاخیر کرنا درست ہے، یا نہیں؟ اور اس تاخیر سے جماعت میں کسی طرح کی کراہت آئے گی، یا نہیں؟

الجواب

دوبارہ آگاہ کر دینے میں بصورت مذکورہ کچھ حرج نہیں اور اگر اس کی، یا کسی دوسرے کی وجہ سے جماعت میں اس قدر تاخیر ہو جائے کہ وقت مکروہ اور دوسرے نمازیوں کو تکلیف نہ ہو تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں۔ (۳) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۴۷)

(۱) عن عبد اللہ بن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم شغل عنها ليلة فأخرها حتى رقدنا في المسجد ثم استيقظنا ثم رقدنا ثم استيقظنا ثم خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال: ليس أحد من أهل الأرض ينتظر الصلاة غيركم. (صحيح البخاري، باب النوم قبل العشاء لمن غلب ح: ۵۷۰) انيس

عن أبي رافع عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يزال العبد في صلاة ما كان في صلاة ينتظر الصلاة وتقول الملائكة: اللهم اغفر له، اللهم ارحمه، حتى ينصرف أو يحدث، قلت: ما يحدث؟ قال: يفسو أو يضط. (الصحيح لمسلم، باب فضل صلاة الجماعة وانتظار الصلاة ح: ۶۴۹) انيس

(۲) اذان اور جماعت کے دوران وقفہ کی مقدار شریعت میں متعین نہیں ہے، یہ لوگوں کے احوال پر موقوف ہے، اتنی مقدار وقفہ مشروع ہے، جس میں پیشاب و پاخانہ سے فارغ ہو کر وضو کر لے، یا بھوکا کھانا کھالے، یا پیاسا پانی پی لے۔ انیس

(۳) والتشويب حسن عند المتأخرين، إلخ، و ينتظر المؤذن الناس، إلخ. (الفتاوى الهندية: ۵۳/۱، جميل الرحمن) (الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني في كلمات الأذان والإقامة وكيفيتهما، انيس)

وأما المتأخرون فاستحسنوا التشويب في جميع الصلوات لأن الناس قد ازداد بهم الغفلة وقلما يقومون عند سماع الأذان فيستحسن التشويب للمبالغة في الإعلام ومثل هذا يختلف باختلاف أحوال الناس. (الميسوط للسرخسي، قبيل الأذان والإقامة على غير وضوء: ۱۳۱/۱، دار المعرفة بيروت، انيس)

جماعت کے وقت کوئی سنت پڑھ رہا ہو تو امام انتظار کرے، یا نہیں:

سوال: ظہر کی نماز دو بجے ہوتی ہے، ابھی دو بجنے میں دو تین منٹ باقی تھے کہ ایک شخص نے ظہر کی سنتوں کی نیت باندھی، تیسری رکعت میں دو بج گئے، اس صورت میں کیا امام کو اتنی تاخیر کرنے کی اجازت ہے، یا نہیں کہ وہ شخص چار رکعتیں پوری کر لے؟

الجواب

اجازت اس قدر کی ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۷۳)

امام مقرر مقتدی کے نہ آنے کی وجہ سے تہا نماز پڑھے تو کیا حکم ہے:

سوال: ایک مسجد جو آبادی سے فاصلہ پر ہے اور اسی لیے اس مسجد میں اکثر جماعت نہیں ہوتی تو کیا خالد کو (جو کہ امام مقرر ہے) اس صورت میں نماز وہاں پڑھنے سے ترک جماعت کا گناہ تو نہ ہوگا؟

الجواب

اس صورت میں ترک جماعت کا گناہ خالد پر نہیں ہے؛ بلکہ جب کوئی نہ آوے تو خالد اذان و اقامت کہہ کر تہا نماز پڑھ لیا کرے، اس میں جماعت کا ثواب اس کو حاصل ہوگا اور مسجد کا بھی حق ادا ہوگا۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۵۳۳)

وقت مقررہ پر امام نہ پہنچے تو کیا کیا جاوے:

سوال: جس جگہ امام مقرر ہے اور نماز کا وقت بھی مقرر ہے، اگر امام کسی وجہ سے وقت پر نہ آوے تو کیا کیا جاوے؟

(۱) عن جابر بن سمرۃ قال: كان مؤذن رسول الله صلى الله عليه وسلم يمهل فلا يقيم حتى إذا رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم قد خرج أقام الصلاة حين يراه. (سنن أبي داؤد، باب في المؤذن ينتظر الإمام: ۸۶۱) (كتاب الصلاة: ح: ۵۳۷) / مسند البزار، مسند جابر بن سمرۃ (ح: ۴۲۷۱) / مستخرج أبي عوانة، بيان إباحة تأخير قيام الإمام في مقامه (ح: ۱۳۴۹) / (جامع الأصول: ۲۹۳/۵) وقال الحاكم صحيح على شرط مسلم وأقره عليه الذهبي، انيس

والتشويب حسن عند المتأخرين، إلخ، وينتظر المؤذن الناس، إلخ. (الفتاوى الهندية: ۵۳۱، جميل الرحمن) (الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني في كلمات الأذان والإقامة وكيفيةهما، انيس)

(۲) بل في الخانية: لولم يكن لمسجد منزله مؤذن فإنه يذهب إليه ويؤذن فيه ويصلي ولو كان وحده لأن له حقاً عليه فهو يؤديه. (رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أحكام المسجد: ۶۱۷/۱، ظفیر)

وإن كان أهل مسجده لم يصلوا فيه فقد اختلف المشايخ فيه بعضهم قالوا: إن خرج ليصلي في مسجد حيه فلا بأس فيه، لأن لمسجد حيه عليه حقاً وإن صلى في ذلك فلا بأس به، والأفضل أن يصلي في ذلك المسجد لما ذكرنا. (المحيط البرهاني، الفصل الحادي والعشرون في التطوع قبل الفرض: ۴۵۵/۱، دار الفكر بيروت، انيس)

الجواب

ایسی حالت میں جب تک مناسب ہو اور مقتدیان حاضرین کو وقت ہو، امام کا انتظار کیا جاوے، (۱) اور جب کہ حاضرین کا حرج ہو، انتظار نہ کرنا بھی درست ہے اور گنجائش انتظار کی اس وقت تک ہے کہ وقت مکروہ نہ ہو۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۲۹۰)

اذان کے بعد جماعت کے واسطے انتظار، مقتدی کا امام پر حکم کرنا:

سوال (۱) اذان کے بعد جماعت کے واسطے کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کتنی دیر انتظار کرنا چاہیے؟
(۲) امام پر مقتدی کو حکم کرنا اور ذلیل سمجھنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ————— حامداً ومصلياً

(۱) اتنی دیر کہ وقت مکروہ داخل نہ ہو اور جماعت کے پابند لوگ آجائیں، نیز جو شروع میں آچکے ہیں، ان کو گرائی نہ ہو۔ (۳)

(۱) عن جابر بن سمرة قال: كان مؤذن رسول الله صلى الله عليه وسلم يمهل فلا يقيم حتى إذارأى رسول الله صلى الله عليه وسلم قد خرج أقام الصلاة حين يراه. (سنن أبي داؤد، باب في المؤذن ينتظر الإمام: ۸۶/۱) (كتاب الصلاة ح: ۵۳۷) / مسند البزار، مسند جابر بن سمرة (ح: ۴۲۷۱) / مستخرج أبي عوانة، بيان إباحة تأخير قيام الإمام في مقامه (ح: ۱۳۴۹) / (جامع الأصول: ۲۹۳/۵) / المستدرک للحاكم، باب في فضل الصلوات الخمس: ۳۱۸/۱ (ح: ۷۲۳) وقال: هذا حديث صحيح على شرط مسلم لم يخرجاه وأقره عليه الذهبي، ط: دارالكتب العلمية بيروت، انيس) ينتظر المؤذن الناس ويقيم للضيف المستعجل ولا ينتظر رئيس المحلة وكبيرها، كذا في معراج الدراية. (الفتاوى الهندية، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني في كلمات الأذان والإقامة وكيفيتهما: ۵۷/۱، انيس) (۲) ويجلس بينهما بقدر ما يحضر الملازمون مراعيًا لوقت الندب إلا في المغرب، إلخ. (الدر المختار على هامش ردالمحتار، باب الأذان: ۳۸۹/۱، ظفير)

(۳) عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لبلال: يا بلال! إذا أذنت فترسل في أذانك وإذا أقممت فاحذر واجعل بين أذانك وإقامتك قدراً يفرغ الآكل من أكله والشارب من شربه والمعتصر إذا دخل لقضاء حاجته ولا تقوموا حتى تروني. (سنن الترمذی، باب ماجاء في الترسيل في الأذان ح: ۱۹۵) / السنن الكبرى للبيهقي، باب ترسيل الأذان وحذم الإقامة (ح: ۲۰۰۸) / المنتخب من مسند عبد بن حميد، من مسند جابر بن عبد الله (ح: ۱۰۰۸) / انيس) / جامع الأصول: ۲۹۲/۵) وهذا حديث حسن، كذا في إعلاء السنن: ۱۱۱/۲) قال الحاكم: هذا حديث ليس في إسناده مطعون فيه غير عمرو بن فائد والباقون شيوخ البصرة وهذه سنة غريبة لا أعرف لها إسناداً غير هذا ولم يخرجاه. (المستدرک على الصحيحين للحاكم، باب في فضل الصلوات الخمس: ۳۲۰/۱، دارالكتب العلمية بيروت، انيس)

(۲) امام پر حکومت کرنا اور ان کو ذلیل سمجھنا ناجائز ہے، (۱) اگر امام میں کوئی بات خلاف شرع ہو تو اس کو تنہائی میں نرمی سے سمجھا دیا جائے؛ تاکہ امام اپنی اصلاح کر لے اور امام کے ذمہ بھی ضروری ہے کہ حد شرع میں رہتے ہوئے مقتدیوں کی رعایت کرے اور جو بات اس میں خلاف شرع ہو، اس سے تائب ہو جائے اور اپنی بات پر بلاوجہ ضد اور اصرار نہ کرے اور کسی کو وہ خود بھی ذلیل نہ سمجھے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۹/۶/۱۳۵۸ھ۔

جوابات صحیح ہیں: عبدالرحمن غفرلہ، ۲۹/۶/۱۳۵۸ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۳۹۷-۳۹۸)

عیدین کی نماز کے لیے مصلیان کا کب تک انتظار کیا جائے:

سوال: نماز عیدین میں تقریباً ایک سو آدمی وضو کر کے تیار تھے اور بہت سے آدمی وضو کر رہے تھے، راستہ وغیرہ میں تھے، لوگوں نے ہنگامہ کیا کہ زوال کا وقت ہو جائے گا، نماز خراب ہوگی، غرضیکہ نماز پڑھ لی گئی اور راستہ والے وضو کرنے والے نماز سے محروم رہے تو جو وضو کر رہا ہو اور راستہ میں ہو، اس کا انتظار کیا جانا چاہیے، یا نہیں؟

== ”ویجلس ما بینہما بقدر ما یحضر الملازمون مراعیاً لوقت الندب“۔ (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الأذان: ۳۸۹/۱، سعید)

”ینبغی أن يؤذن فی أول الوقت ویقیم فی وسطه حتی ینفرغ المتوضئ من وضوئہ والمصلی من صلواتہ والمعتمر من قضاء حاجتہ“۔ (الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب الصلاة، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الثانی فی بیان کلمات الأذان و الاقامة: ۵۷/۱، رشیدیۃ)

وفی فتاویٰ الحجۃ: ولو أخر المؤذن الإقامة لیحضر أهل المسجد جاز... فالحاصل أن التأخیر القلیل لإعانة أهل الخیر غیر مکروه، فلا بأس بأن ینتظر الامام انتظاراً أوسطاً. (الفتاویٰ التاتاریخانیۃ، کتاب الصلاة، باب الأذان، نوع آخر فی أذان المحدث والجنب، و بیان ما یکره أذانه ومن لا یکره: ۵۲۰/۱، إدارة القرآن والعلوم الاسلامیۃ، کراچی) (رقم المسئلۃ: ۱۹۸۵، انیس)

(۱) وقوله تعالیٰ: ﴿إني جاعلك للناس إماماً﴾ (سورة البقرة: ۱۲۴)

”فإن الإمام من يؤتم به في أمور الدين من طريق النبوة وكذا لك سائر الأنبياء أئمة عليهم السلام لما أنزل الله تعالیٰ الناس من اتباعهم والائتمام بهم في أمور دينهم؛ فالخلفاء أئمة لأنهم رتبوا في المحل الذي يلزم الناس اتباعهم وقبول قولهم وأحكامهم والقضاء والفقهاء أئمة أيضاً، ولهذا المعنى الذي يصلی بالناس يسمى إماماً؛ لأن من دخل في صلواته لزمه الاتباع له والائتمام به آه“... وإذا ثبت إسم الإمامة يتناول ما ذكرناه، فالأنبياء عليهم السلام في أعلى رتبة الإمامة، ثم الخلفاء الراشدون بعد ذلك، ثم العلماء والقضاء العدول، ومن أئمة الله تعالیٰ الاقتداء بهم، ثم الإمامة في الصلاة ونحوها“۔ (أحكام القرآن للجصاص: ۶۸/۱-۶۹، دار الكتب العلمية، بيروت) (باب في نسخ القرآن بالسنة وذكر وجوه النسخ، آيت إني جاعلك للناس إماماً، انیس)

الجواب: وباللہ التوفیق

دو پہر سے پہلے عیدین کی نماز ہو جانی چاہیے، اتنا انتظار جائز ہے کہ نماز کا وقت ضائع نہ ہو، مقتدیوں کو لازم ہے کہ نماز کے مقررہ وقت سے پہلے حاضر ہوں۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۱۱/۸/۱۳۵۲ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۵۵/۲)

کسی فرد کے لیے جماعت میں تاخیر جائز نہیں:

سوال: اکثر جہاں متولیان امام عالم پر حکومت کرتے ہیں، مثلاً: نماز کے اوقات مقررہ کے وقت پر جب امام نماز شروع کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو متولی کہتا ہے کہ امام صاحب ذرا ٹھہریئے، فلاں نہیں آیا، کیا یہ انتظار جائز ہے؟ بیوا تو جروا۔

(۱) (ووقتها من الارتفاع)... (إلى الزوال)... (فلوزالت الشمس وهو في أثنائها فسدت). (الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب العیدین: ۵۲۳-۵۳)

وفی النوازل: امام صلی بالناس صلاة العید ثم علم أنه علی غیر وضوء إن علم قبل الزوال یعید فی العیدین لأن الوقت باقی وإن علم بعد الزوال ینخرج فی العیدین من الغد لأنه تأخیر بعذر، وإن علم فی الغد بعد الزوال ففی الأضحی ینخرج فی الیوم الثالث لأن الوقت باقی وفی عید الفطر لا، لأن الوقت لم ینق فإن علم فی الیوم الأول بعد الزوال وكان عید الأضحی وقد كان ذبح الناس یجزئ من ذبح. (المحیط البرهانی، الفصل السادس والعشرون فی صلاة العیدین: ۱۱۳/۲، دار الفکر بیروت، انیس)

ویستحب فی یوم الفطر أن یطعم الإنسان قبل الخروج إلى المصلی ویغتسل ویتطیب ویتوجه إلى المصلی ولا یکبر فی طریق المصلی عند أبی حنیفة وعندهما یکبر ولا ینتفل فی المصلی قبل صلاة العید فإذا حلت الصلاة من ارتفاع الشمس دخل وقتها إلى الزوال فإذا زالت الشمس خرج وقتها، الخ. (مختصر القدروی، باب صلاة العیدین: ۴۱، دار الکتب العلمیة بیروت، انیس)

(ووقت الصلاة من ارتفاع الشمس إلى زوالها) لأن النبی صلی اللہ علیہ وسلم كان یصلی العید والشمس علی قدر رمح أو رمحین ولما شهدوا عنده بالهلال بعد الزوال صلی العید من الغد ولو بقی وقتها لما أخرها. (الإختیار لتعلیل المختار، فصل ما یستحب فی یوم الفطر وفی یوم الأضحی: ۸۶/۱، مطبعة الحلبي، انیس)

عن علی أنه رآهم یصلون الضحی عند طلوع الشمس فقال: هلا ترکوها حتی إذا كانت الشمس قدر رمح أو رمحین صلوها فتلک صلاة الأوابین. (مصنف ابن أبی شیبہ، أى ساعة تصلى الضحی (ح: ۷۸۰۲) انیس)

عن قتادة عن أنس عن عمومة له شهدوا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی رؤية الهلال فأمر الناس أن یفطروا وأن یخرجوا إلى عیدهم من الغد. (مسند الإمام أحمد، مسند أنس بن مالک (ح: ۱۳۹۷۴) انیس)

عن أبی عمیر بن أنس عن عمومة له أن قوما رأوا الهلال فأتوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فأمرهم أن یفطروا بعد ما ارتفع النهار وأن یخرجوا إلى العید من الغد. (السنن الكبرى للنسائی، فوت وقت العید (ح: ۱۷۶۸) سنن النسائی، باب الخروج إلى العیدین من الغد (ح: ۱۵۵۷) انیس)

الجواب _____ باسم ملهم الصواب

نمازیوں کے اجتماع کے بعد کسی فرد کے انتظار میں جماعت میں تاخیر کرنا جائز نہیں، (۱) البتہ کوئی شخص شریر ہو اور اس سے خطرہ ہو تو اس کے شر سے بچنے کے لیے تاخیر کی جاسکتی ہے۔

قال ابن عابدين: فلو انتظر قبل الصلاة ففي أذان البزازیة: لو انتظر الإقامة ليدرك الناس الجماعة لا يجوز لواحد بعد الاجتماع إلا إذا كان داعراً شريراً، آه. (۲) فقط واللہ تعالیٰ أعلم

۲۹/ صفر ۱۳۸۸ھ (احسن الفتاویٰ: ۳/ ۳۰۵-۳۰۶)

(۱) عن عمرو بن ميمون الأودي قال: قدم علينا معاذ بن جبل اليماني رسول رسول الله صلى الله عليه وسلم إلينا، قال: فسمعت تكبيره مع الفجر رجل أجش الصوت قال: فألقيت عليه محبتي فما فارقته حتى دفنته بالشام ميتاً ثم نظرت إلى أفقه الناس بعده فأثيت ابن مسعود فلزمته حت مات، فقال: قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: كيف بكم إذا أتت عليكم أمراء يصلون الصلاة لغير ميقاتها؟ قلت: فما تأمرني إن أدر كني ذلك يارسول الله! قال: صل الصلاة لميقاتها واجعل صلاتك معهم سبحة. (سنن أبي داؤد، باب إذا الإمام الصلاة عن الوقت (ح: ۴۳۷) ص: ۷۱، بيت الأفكار) / صحيح ابن حبان، ذكر الأمر للمرء أن يصلي الصلاة لميقاتها إذا أخرها إمامه عن وقتها ثم يصلي معه سبحة له (ح: ۱۴۸۱) / السنن الكبرى للبيهقي، باب الإمام يؤخر الصلاة والقوم يخافون سطوته (ح: ۵۳۱۶) / إسناده صحيح على شرط مسلم. (جمع الفوائد، ص: ۲۶۵، كتاب الصلاة، أحكام الجماعة والإمام والمأموم (ح: ۱۷۳۲) / ۲۸۵/۱، مكتبة ابن كثير، انيس)

عن الأسود وعلقمة قال: أتينا عبد الله بن مسعود في داره فقال: أ صلى هؤلاء خلفكم؟ فقلنا: لا، قال: فقوموا فصلوا فلم يأمرنا بأذان ولا إقامة قال: وذهبنا لنقوم خلفه فأخذ بأيدينا فجعل أحدنا عن يمينه والآخر عن شماله قال: فلما ركع وضعنا أيدينا على ركبنا، قال: فضرب أيدينا وطبق بين كفيه ثم أدخلهما بين فخذيته قال: فلما صلى قال: إنه ستكون عليكم أمراء يؤخرون الصلاة عن ميقاتها ويخفونها إلى شرق الموتى فإذا رأيتموهم قد فعلوا ذلك فصلوا الصلاة لميقاتها واجعلوا صلاتكم معهم سبحة وإذا كنتم ثلاثة فصلوا جميعاً وإذا كنتم أكثر من ذلك فليؤمكم أحدكم وإذا ركع أحدكم فليفرش ذراعيه على فخذيته وليجنأ وليطبق بين كفيه فكأنى أنظر إلى اختلاف أصابع رسول الله صلى الله عليه وسلم فأراهم. (الصحيح لمسلم، باب الندب إلى وضع الأيدي على الركب في الركوع ونسخ التطبيق (ح: ۵۳۴) انيس)

عن أبي ذر قال: لقيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يتوضأ يحرك رأسه كهيئة التعجب، قلت: يا رسول الله! ماذا يعجب منه؟ قال: ناس من أمتي يميئون الصلاة، قلت: وما إمامتهم إياها؟ قال: يؤخرونها عن وقتها قلت: فما تأمرني إن أدرت ذلك؟ قال: صل الصلاة لميقاتها واجعل صلاتك معهم سبحة. (مسند الشاميين، ابن ثوبان عن أبيه (ح: ۲۱۳) / مسند البزار، أبو العالية البراء عن عبد الله بن الصامت عن أبي ذر (ح: ۳۹۵۲) / مسند السراج، باب ماجاء في التأخير للصلاة عن وقتها (ح: ۱۱۸۰) انيس)

(۲) ردالمحتار: ۱/ ۶۲۲ (كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في إطالة الركوع للجائي، انيس)

نماز میں رئیس محلہ کا انتظار کرنا:

سوال: ہمارے محلہ میں ایک رئیس رہتا ہے، جب تک وہ مسجد میں نہ آئے، اس وقت تک امام صاحب نماز نہیں پڑھاتے؛ بلکہ اس کا انتظار کرتے رہتے ہیں، عموماً اس کے آنے کا مکمل یقین بھی نہیں ہوتا تو کیا شریعت میں نماز باجماعت کے لیے کسی کا انتظار کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

اگر کوئی شخص ضعیف و کمزور ہو اور مسجد میں ہمیشہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہو تو اس کے لیے انتظار کیا جاسکتا ہے؛ لیکن کسی رئیس محلہ کے لئے انتظار کی گنجائش نہیں، (۳) البتہ اگر اس سے شرکاً خطرہ ہو تو وقت کا لحاظ رکھتے ہوئے انتظار کیا جاسکتا ہے۔

قال الحصكفي: رئيس المحلة لا ينتظر مالم يكن شريراً والوقت متسع. (الدر المختار على هامش ردالمحتار، باب الأذان: ۴۰۰/۱) (۱) (فتاویٰ حقانیہ: ۱۳۰/۳)

جماعت میں شریک کی رعایت:

سوال: امام مسجد کسی کی رعایت کر سکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب

فقہانے لکھا ہے کہ بعض مواقع میں کسی شریک شخص کی بھی امام رعایت کر سکتا ہے، جب کہ اس سے کسی فساد کا اندیشہ ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۶۸/۳)



(۳) تقدم حديث عبد الله بن مسعود. انيس

(۱) ينتظر المؤذن الناس ويقيم للضعيف المستعجل ولا ينتظر رئيس المحلة وكبيرها، كذا في معراج الدراية.

(الفتاوى الهندية، باب الأذان: ۵۷/۱) (الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني في الأذان والإقامة وكيفيتهما، انيس)

(۲) رئيس المحلة لا ينتظر مالم يكن شريراً والوقت متسع. (الدر المختار على هامش ردالمحتار، باب الأذان: ۴۰۰/۱،

دارالفكر بيروت، ظفير)

مسجد کے تہ خانہ، یا بالائی منزل پر جماعت

مسجد کی چھت پر بلا ضرورت جماعت کرنا مکروہ ہے:

سوال: بوجہ گرمی امام دالان مسجد اور صحن مسجد کو چھوڑ کر مسجد کی چھت پر جا کر جماعت کرے تو اس کا یہ طرز عمل از روئے شرع شریف صحیح ہوگا، یا خلاف؟ اور نماز ایسی صورت میں ہو جاوے گی، یا دوبارہ پڑھنی پڑے گی؟ اس کا جواب باصواب بالتشریح مع حوالہ جات تحریر فرمائیں؟ بیّنوا تو جروا۔

الجواب

نماز صحیح تو ہو جاوے گی، دوبارہ پڑھنے کی کوئی وجہ نہیں؛ مگر بلا ضرورت مسجد کی چھت پر جانا اور نماز پڑھنا مکروہ ہے، اس واسطے اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

كما قال العلامة الشامي: (تحت قول التنوير: والوطء فوقه): ... ثم رأيت القهستاني نقل عن المفيد: كراهة الصعود على سطح المسجد، آه، ويلزمه كراهة الصلاة أيضاً فوقه، فليتأمل. (۱)
اور گرمی کی شدت بھی ضرورت اور عذر میں داخل ہے، یا نہیں؟ اس کی تصریح نہیں ملی؛ مگر بظاہر عذر نہیں معلوم ہوتا؛ (۲) اس لیے احقر کے نزدیک چھت پر جماعت کرنا مکروہ ہے۔ وهو الأحوط والله أعلم وعلمه أتم وأحكم
کتبہ الاحقر عبدالکریم عفی عنہ، ۲۱/ربیع الاول ۱۳۵۱ھ۔ (امداد الاحکام: ۱۵۷/۴)

مسجد کے حجرے کی چھت پر جماعت:

سوال: رمضان شریف میں اگر گرمی کے باعث حجرہ مسجد کی چھت پر عشا کی جماعت کرائی جائے تو جائز ہے، یا نہیں؟

- (۱) ردالمحتار، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، مطلب فی أحكام المسجد: ۲۸/۲، دارالکتب العلمیة، انیس
والکلام مشعر بأنه لا یکره الصعود على سطح المسجد لكن فی المفید أنه مکروه إلا إذا ضاق. (جامع الرموز للقہستانی، کتاب الصلاة، فصل: یفسدها أي یبطل الصلاة: ۸۹/۱، منشی نولکشور لکناؤ، انیس)
(۲) فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "الصعود على سطح کل مسجد مکروه ولهذا إذا اشتد الحر یکره أن یصلوا بالجماعة فوقه إلا إذا ضاق المسجد فحينئذ لا یکره الصعود على سطحه للضرورة، کذا فی الغرائب". (الفتاویٰ الہندیة، الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلة: ۳۲۲/۵، دارالفکر بیروت، انیس)

الجواب

نماز ہو جاتی ہے؛ مگر ثواب مسجد کا نہ ملے گا۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۵۷/۳)

مسجد کے نیچے اور اوپر والے حصہ میں نماز کا حکم:

سوال (۱) مسجد میں نیچے نماز پڑھنا بہتر ہے، یا اوپر؟ چند نمازی کہتے ہیں کہ جب اوپر بھی باقاعدہ مسجد و محراب بنی ہوئی ہے تو اوپر بھی نماز پڑھنے کا ثواب اتنا ہی ہے، جتنا نیچے کا؟

بڑی جماعت میں دروں کے بیچ میں نماز پڑھنا:

(۲) بڑی جماعت میں تیسری، یا چوتھی صف میں لوگ جگہ کم ہونے کی وجہ سے دروں کے بیچ میں نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں، کیا ان لوگوں کی نماز ہو جاتی ہے؟

الجواب

(۱) اگر اوپر بھی مسجد بنی ہوئی ہے تو نیچے، یا اوپر نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر اوپر مسجد نہ بنی ہو؛ یعنی محراب نہ ہو تو فرض کی جماعت نیچے پڑھیں، سنتیں اور نوافل اوپر پڑھ سکتے ہیں۔ (۲)

(۲) دروں کے درمیان کھڑے ہونے والوں کی نماز ہو جاتی ہے۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی۔ (کفایت المفتی: ۱۳۶/۳)

اگر مسجد میں امام کے نیچے کی منزل خالی ہو:

سوال: مسجد کے نیچے دو ایک منزل مکان ہے اور امام کے کھڑے ہونے کی جگہ ٹھوس نہیں ہے؛ بلکہ خالی ہے، اس میں کچھ حرج ہے، یا نہیں؟

الجواب

اگر امام کی جگہ نیچے سے خالی ہو تو کچھ حرج نہیں ہے، ٹھوس ہونا اس جگہ کا ضروری نہیں ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۶۶/۳)

(۱) عن عبد اللہ بن مسعود قال: إن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علمنا سنن الہدی وإن من سنن الہدی الصلاة فی المسجد الذی یؤذن فیہ. (مشکوٰۃ، کتاب الصلاة، باب الجماعة وفضلها، رقم الحدیث: ۱۰۷، ص: ۹۶، ظفیر)

(۲) الصعود علی سطح کل مسجد مکروہ ولہذا إذا اشتد الحر یکرہ أن یصلوا بالجماعة فوقہ إلا إذا ضاق المسجد فحینئذ لایکرہ الصعود علی سطحہ للضرورة. (الفتاویٰ الہندیۃ، الباب الخامس فی آداب المسجد: ۳۲۲/۵، سعید)

(۳) والاصطفاف بین الأسطوانتین غیر مکروہ؛ لأنه صف فی حق کل فریق. (مبسوط السرخسی، باب الجمعة: ۳۵/۲، دارالمعرفة بیروت)

تکبیر تحریرہ میں شرکت کے درجات

تکبیر اولیٰ کا وقت کہاں سے کہاں تک ہے:

سوال: تکبیر اولیٰ کا ثواب کب تک رہتا ہے؟

الجواب:

پہلی رکعت کے رکوع تک شامل ہو جانے سے تکبیر اولیٰ کا ثواب حاصل ہو جاوے گا۔ (۱)

كما في الشامى: وقيل: يادراك الركعة الأولى وهذا أوسع وهو الصحيح. (رد المحتار: ۱/۳۵۳) (۲) فقط
(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۵۰۳)

(۱) تکبیر اولیٰ سے نماز پڑھنے کا ثواب متعدد احادیث سے ثابت ہے، چند روایتیں درج ذیل ہے:

عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى لله أربعين يوماً في جماعة يدرك التكبيرة الأولى كتب له براءتان: براءة من النار وبراءة من النفاق. (سنن الترمذی، باب في فضل التكبيرة الأولى (ح: ۲۴۱) / مسند البزار، مسند أبي حمزة أنس بن مالك (ح: ۷۵۷۰) انیس)

عن عمر بن الخطاب عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه كان يقول: من صلى في مسجد جماعة أربعين ليلة لا تفوته الركعة الأولى من صلاة العشاء كتب الله له بها عتقاً من النار. (سنن ابن ماجه، باب صلاة العشاء والفجر بجماعة (ح: ۷۹۸) انیس)
قلت: وهكذا أورده صاحب القوت وقال وفي حديث أبي كامل عن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - وأخرجه البيهقي كذلك ولفظه من صلى لله أربعين يوماً في جماعة يدرك التكبيرة الأولى والباقي سواء وصحح الترمذي وقفه على أنس وأخرج الإمام أحمد من حديثه وفيه زيادة ولفظه: من صلى في مسجد أربعين صلاة كتبت له براءة من النار وبراءة من العذاب وبراءة من النفاق وعند البيهقي من حديثه أيضاً من صلى الغداة والعشاء الأخيرة في جماعة لا تفوته ركعة كتبت له براءتان براءة من النار وبراءة من النفاق وأخرج عبد الرزاق من حديثه بلفظ من لم تفته الركعة الأولى من الصلاة أربعين يوماً كتبت له براءتان براءة من النار وبراءة من النفاق وقد روى مثل ذلك عن عمر وأوس رضي الله عنهم أما حديث عمر فرواه ابن ماجه والحكيم الترمذي ولفظه من صلى في مسجد جماعة أربعين ليلة لا تفوته الركعة الأولى من صلاة العشاء كتب الله لها عتقاً من النار وعند البيهقي وابن النجار وابن عساكر من حديثه بلفظ من صلى في مسجد جماعة أربعين ليلة لا تفوته الركعة الأولى من صلاة الظهر كتب له بها عتق من النار وأما حديث أوس بن أوس الثقفي فأخرجه الخطيب وابن عساكر وابن النجار ولفظه من صلى أربعين يوماً صلاة الفجر وعشاء الآخرة في جماعة أعطاه الله براءتين براءة من النار وبراءة من النفاق

==

کسی کی تکبیر اولیٰ فوت ہو جائے، یا نماز قضا ہو جائے تو اس کی تلافی:

سوال: ایک شخص جماعت کا؛ بلکہ تکبیر اولیٰ کا پابند ہے، اب اتفاقاً اس کو کسی وقت تکبیر اولیٰ نہیں ملی اور وقت میں بھی اس قدر گنجائش نہیں ہے کہ دوسری مسجد میں جا کر شریک تکبیر اولیٰ ہو، اب مجبوراً اس کو مسبوق ہونا پڑا، اب وہ یہ چاہتا ہے کہ میں کوئی کام ایسا کروں؛ تاکہ مجھ کو دنیا و ما فیہا کے برابر ثواب ہو جاوے، جس سے میں سمجھ لوں کہ گویا میری تکبیر اولیٰ گئی ہی نہیں تو وہ کون سا ایسا کام کرے کہ جس سے تکبیر اولیٰ کے جانے کی تلافی ہو جاوے؟ اور اگر نماز قضا ہو جاوے تو سوائے نماز کے اور کون سا کام ایسا کرے، جس سے اس کے ثواب کی تلافی ہو جاوے، گویا نماز قضا ہوئی ہی نہیں؟ فقط

الجواب

نیت سے ثواب تکبیر اولیٰ کامل گیا ہے اور قضا نماز کرنے سے تلافی فوت صلوة کی ہو جاتی ہے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
(۲) ایلیفات رشیدیہ، ص ۲۹۸

مقتدی کے لیے تکبیر اولیٰ میں شرکت کے درجات:

سوال: میں نے سنا ہے کہ تکبیر اولیٰ کے تین درجات ہیں: اول یہ کہ جب امام صاحب اللہ اکبر کہے تو ہم بھی اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیں۔ دوسرا یہ کہ جب امام صاحب قرأت شروع کریں، اس سے پہلے ہم ہاتھ باندھ لیں اور تیسرا یہ کہ امام صاحب کے رکوع میں جانے سے پہلے ہم ہاتھ باندھ لیں، کیا یہ درست ہے؟ اگر درست ہے تو ہمیں تکبیر اولیٰ کا ثواب ملے گا، یا نہیں؟

الجواب

صحیح تو یہ ہے کہ تکبیر اولیٰ کی فضیلت اس شخص کے لیے ہے، جو امام کے تحریرہ کے وقت موجود ہو، بعض نے اس میں

== وأخرج عبد الرزاق في مصنفه عن أبي العالية مرسلًا من شهد الصلوات الخمس أربعين ليلة في جماعة يدرك التكبيرة الأولى وجبت له الجنة. (تخریج أحادیث إحياء علوم الدين، ۳۳۴/۱، دار العاصمة للنشر، انیس)
(۲) رد المحتار، باب صفة الصلاة، مطلب في وقت إدراك فضيلة الافتتاح: ۴۹۱/۱، ظفیر

حاشیة صفحہ هذا:

(۱) قوله والقضاء إسم لتسليم مثل الواجب به) أي بالأمر ولم يذكر الشيخ مثل الواجب من عنده كما ذكره شمس الأئمة فقال: القضاء إسقاط الواجب بمثل من عند المأمور هو حقه وكذا ذكره القاضي الإمام أيضا ولا بد منه إذ لم يكن من عند المأمور لا يكون قضاء. (كشف الأسرار، باب بيان صفة حكم الأمر: ۱۳۴/۱، دار الكتاب الإسلامي بيروت، انیس)
لأن القضاء يحكي الأداء. (فتح القدير، فصل في القراءة: ۳۲۸/۱، دار الفكر بيروت، انیس)

زیادہ وسعت پیدا کرتے ہوئے کہا ہے کہ جو شخص قرأت شروع ہونے سے پہلے شریک ہو جائے، اس کو بھی فضیلت حاصل ہو جائے گی اور بعض نے مزید وسعت دیتے ہوئے کہا کہ جو قرأت ختم ہونے سے پہلے شریک ہو جائے، اس کو بھی یہ فضیلت ہے۔ (۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳۵۶/۳)

تکبیر اول میں شرکت کی حد:

سوال: جماعت میں تکبیر تحریرہ میں شرکت کی جو فضیلت ہے، وہ کس وقت تک ہے، اگر کوئی رکعت اولیٰ کے رکوع میں مل گیا تو اس کو یہ فضیلت حاصل ہوگی، یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: باسم ملهم الصواب

اس میں مختلف اقوال ہیں ادراک فاتحہ کا قول راجح ہے۔

قال في الشامية: وفي التاتارخانية عن المنتقى... وقيل يادراك الركعة الأولى، وهذا أوسع وهو الصحيح، ٥... وقيل يادراك الفاتحة وهو المختار، خلاصة. (رد المحتار: ۱/۴۹۱) (۲)
قلت: لفظ المختار أكد من لفظ الصحيح؛ لأن التصحيح لا يستلزم الاختيار. فقط والله تعالى أعلم
۲۹ شعبان ۱۴۰۰ھ (حسن الفتاویٰ: ۳۲۰/۳)

تکبیر اولیٰ کا وقت کیا ہے:

سوال: تکبیر اولیٰ کا وقت کیا ہے؟ اور کب تک مقتدی امام کی اقتدا کرے تو تکبیر اولیٰ کا ثواب مل جائے گا؟

(۱) وتظهر فائدة الخلاف في وقت إدراك فضيلة تكبيرة الافتتاح، فعنده بالمقارنة، وعندهما إذا كبر في وقت النشاء وقيل: بالشروع قبل قراءة ثلاث آيات لو كان المقتدى حاضراً، وقيل: سبع لو غائباً، وقيل: بإدراك الركعة الأولى، وهذا أوسع وهو الصحيح وقيل: بإدراك الفاتحة وهو المختار، خلاصة، واقتصر على ذكر التحريمة والسلام فأفاد أن المقارنة في الأفعال أفضل بالإجماع وقيل على الخلاف كما في الحلية وغيرها عن الحقائق. (رد المحتار: ۱/۵۲۶) (كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في وقت إدراك فضيلة الافتتاح، انيس)
عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى لله أربعين يوماً في جماعة يدرك التكبيرة الأولى كتب له براءة تان: براءة من النار وبراءة من النفاق. (سنن الترمذی، باب في فضل التكبيرة الأولى (ح: ۲۴۱) / مسند البزار، مسند أبي حمزة أنس بن مالك (ح: ۷۵۷۰) انيس)
عن عمر بن الخطاب عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه كان يقول: من صلى في مسجد جماعة أربعين ليلة لاتفوته الركعة الأولى من صلاة العشاء كتب الله له بها عقاباً من النار. (سنن ابن ماجه، باب صلاة العشاء والفجر بجماعة (ح: ۷۹۸) انيس)

(۲) كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في وقت إدراك فضيلة الافتتاح، انيس

الجواب

تکبیر اولیٰ کی کئی صورتیں ہیں:

(۱) امام کے ساتھ متصل نیت باندھ کر اقتدا کرے تو سب کے نزدیک تکبیر اولیٰ کا ثواب مل جائے گا۔

(۲) البتہ ثنا کے بعد، یا سورہ فاتحہ کے بعد رکوع سے قبل اقتدا کرے تو یہ صورتیں اختلافی ہیں۔

اوسع صحیح یہی ہے کہ پہلی رکعت کے پالینے سے تکبیر اولیٰ کا ثواب مل جاتا ہے۔

قال ابن عابدین رحمه الله: وتظهر فائدة الخلاف في وقت إدراك فضيلة تكبيرة الافتتاح، فعنده بالمقارنة، وعندهما إذا كبر في وقت الشاء... وقيل بإدراك الركعة الأولى، وهذا أوسع وهو الصحيح. وقيل بإدراك الفاتحة وهو المختار. (ردالمحتار، باب صفة الصلاة، مطلب في وقت إدراك فضيلة الافتتاح: ۵۲۶/۱) (۱) (فتاویٰ حناییہ: ۱۲۸/۳)



(۱) فضيلة تكبيرة الافتتاح فتكلموا في وقت إدراكها والصحيح أن من أدرك الركعة الأولى فقد أدرك فضيلة

تكبيرة الافتتاح، كذا في الحصر في باب أبي يوسف رحمه الله. (الفتاوى الهندية، الباب في صفة الصلاة: ۶۹/۱) (الفصل

الأول في فرائض الصلاة، انيس)

الغرض ہر شخص کو چاہئے کہ جماعت کے لیے جو وقت مقرر ہو، اس کے چند لمحہ پہلے آئے اور شروع سے جماعت میں شریک رہے؛ تاکہ

اختلاف و شک و شبہ کی کوئی گنجائش ہی باقی نہ رہے۔ انیس

جماعت کے فضائل و مسائل

جماعت کے سنت مؤکدہ قریب من الواجب ہونے کا مطلب:

سوال: یہ جو فقہانے لکھا ہے کہ جماعت پنجگانہ سنت مؤکدہ قریب بواجب ہے، یہ خاص مسجد محلہ میں محلہ والوں پر ہے، یا عام ہے؟ مثلاً: اہل محلہ نے گھر میں جماعت سے نماز پڑھ لی تو آیا ان پر سے حضور مسجد محلہ کی جماعت کا سقوط ہو جائے گا، یا نہیں؟ ایسا ہی کوئی باہر جانے والا ہے، اپنی مسجد محلہ میں قبل جماعت فقط تین چار آدمیوں سے جماعت کر کے باہر چلا جاوے تو بھی جماعت ساقط ہو جائے گی، یا نہ؟

(۲) سوائے مسجد محلہ کے کوئی سفر میں ہو، یا اگر شرعی مسافر نہ ہو؛ لیکن اپنے وطن کے سوا اور کہیں ہو تو بھی اس پر حضور مسجد کی جماعت کا لازم ہے، یا نہیں؟ دوسرے یہ ہے کہ جو عید تارک جماعت پر وارد ہوا ہے، وہ مطلقاً جماعت کے تارک پر ہے، یا مسجد محلہ کی جماعت کے تارک پر؟ اکثر کتب میں اس کی تفصیل و تفریق نہیں لکھی ہے؛ اس لیے بعض اس کے قائل ہونے لگے ہیں کہ جماعت مؤکدہ عام ہے، اس کی تحقیق و تفصیل سے آگاہی بخشے گا؟

الجواب

حنفیہ کے نزدیک صلوات کلتوبہ کی جماعت مسجد محلہ میں سنت مؤکدہ؛ بلکہ واجب ہے، (۱) گھر میں جماعت کرنے سے جماعت کا ثواب مل جاوے گا؛ لیکن ترک سنت مؤکدہ اور ترک واجب کا گناہ ہوگا۔

قال فی التنویر: (والجماعة سنة مؤكدة للرجال)... (وأقلها إثنتان)... (وقيل واجبة وعليه العامة)، آه.

قال فی البحر: وهو (أى الوجوب) الرجح عند أهل المذاهب، آه. (۱) (۵۷۶/۱) (۲)

اس سے تو جماعت کا وجوب معلوم ہوا۔

(۱) عن ابن مسعود قال: لقد رأيتنا وما يتخلف من الصلاة إلا منافق قد علم نفاقه أو مريض إن كان المريض ليمشي بين رجلين حتى يأتي الصلاة وقال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم علمنا سنن الهدى، وإن من سنن الهدى الصلاة في المسجد الذي يؤذن فيه. (الصحيح لمسلم، باب صلاة الجماعة من سنن الهدى (ح: ۶۵۴) / مسند أبي يعلى الموصلي، مسند عبد الله بن مسعود (ح: ۵۰۲۳) / جامع الأصول: ۵۶۹/۵، انيس)

(۲) تنوير الأبصار والدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۷۶/۱، دار الكتب العلمية بيروت، انيس

رہی اس کی دلیل کہ مسجد میں جماعت کرنا واجب ہے۔ سو حنفیہ سب اس پر متفق ہیں کہ اجابت اذان واجب ہے، ہاں! اس میں اختلاف ہے کہ اجابت باللسان واجب ہے، یا بالقدم؟

شر بنلابی نے نور الايضاح و مرقی الفلاح میں دونوں کو واجب کہا ہے۔ (ص: ۱۱۱)

اور قاضی خان و حلوانی وغیرہ نے صرف اجابت بالقدم کو واجب کہا ہے اور اجابت باللسان کو مستحب کہا ہے۔

قال فی البحر: وفي فتاوى قاضى خان: إجابة المؤذن فضيلة وإن تركها لا يأتّم وأما قوله عليه والصلاة والسلام من لم يجب الأذان فلا صلاة له، فمعناه الإجابة بالقدم لا باللسان فقط، آه، وقال الحلوانى: الإجابة بالقدم لا باللسان حتى لو أجب باللسان ولم يمش إلى المسجد لا يكون مجيباً ولو كان فى المسجد حين سمع الأذان ليس عليه الإجابة، آه. (۲۰۹/۱) (۱)

اور ظاہر ہے کہ اجابت بالقدم سے مراد یہی ہے کہ مسجد جا کر جماعت سے نماز پڑھے۔

وفى ردالمحتار فيما إذا فاتته الجماعة فى مسجد حيه: وذكر القدورى: يجمع بأهله ويصلى بهم، يعنى: وينال ثواب الجماعة، كذا فى الفتح، واعترض الشربنلابى بأن هذا ينافى وجوب الجماعة وأجاب ح بأن الوجوب عند عدم الحرج وفى تتبعها فى الأماكن القاصية حرج لا يخفى مع مافى مجاوزة مسجد حيه من مخالفة قوله صلى الله عليه وسلم: "لا صلاة لجار المسجد إلا فى المسجد، آه. (۵۸۰/۱) (۲)

اس سے صاف معلوم ہوا کہ گھر میں جماعت کرنا اس وقت جائز ہے، جب کہ مسجد محلہ میں جماعت نہ مل سکی ہو اور اگر مسجد محلہ میں جماعت ابھی نہیں ہوئی تو گھر میں جماعت کرنا جائز نہیں۔

(۱) وحكمه: لزوم إجابته بالفعل والقول وركنه: الألفاظ المخصوصة وشرط كماله: كون المؤذن صالحا

عالما بالوقت، الخ. (مرقى الفلاح شرح نور الايضاح، باب الأذان: ۷۸، المكتبة العصرية، انيس)

(۱) البحر الرائق، إجابة المؤذن: ۲۷۳/۱، دار الكتاب الإسلامى بيروت/ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب

الأذان: ۳۹۶/۱، دار الفكر بيروت، انيس

(۲) كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۵/۱، دار الفكر بيروت/البحر الرائق، صفة الإمامة فى الصلاة: ۳۶۷/۱،

دار الكتاب الإسلامى بيروت، انيس

عن على رضى الله عنه قال: "لا صلاة لجار المسجد إلا فى المسجد". (المصنف لعبد الرزاق، باب من

سمع النداء (ح: ۱۹۱۵) / المصنف لأبى بكر بن أبى شيبة، كتاب الصلاة، من قال: إذا سمع المنادى فليجب

(ح: ۳۴۸۸) (۳) ۱۹۵/۳، مؤسسة علوم القرآن / سنن الدارقطنى عن أبى هريرة، كتاب الصلاة، باب حث جوار المسجد

على الصلاة فيه إلا من عذر (ح: ۱۵۵۳) (۲) ۲۹۲/۲، مؤسسة الرسالة / السنن الكبرى للبيهقى، كتاب الصلاة، باب ماجاء

من التشديد فى ترك الجماعة (ح: ۴۹۴۲) (۳) ۸۱/۳، دار الكتب العلمية بيروت، انيس)

بحر میں ہے:

وسئل الحلوانی: عمن یجمع بأهله أحياناً هل ينال ثواب الجماعة أو لا؟ قال: لا ويكون بدعة ومكروهاً بلا عذر، آه. (۱) (۳۴۶/۱)

اس میں صاف تصریح ہے کہ گھر میں جماعت کرنا بدعت و مکروہ ہے؛ یعنی جب کہ مسجد محلہ میں جماعت ملنے کی امید ہو اور اگر وہاں جماعت ہو چکی تو پھر گھر میں جماعت کرنے سے جماعت کا ثواب مل جائے گا؛ لیکن ترک جماعت فی المسجد کا گناہ بھی ہوگا، اگر اس نے قصداً کسمل وغیرہ کی وجہ سے دیر کی ہو اور اگر عذر شرعی کی وجہ سے دیر ہوگی تو گناہ نہ ہوگا، پس صاحب قنیه نے جو مطلقاً لکھا ہے: اختلف العلماء فی إقامتها فی البيت والأصح أنها إقامتها فی المسجد إلا فی الفضيلة وهو ظاهر مذهب الشافعی، کذا فی حاشیة البحر، آه. (۲) یہ صحیح نہیں؛ کیوں کہ اصحاب مذہب کی تصریحات اس کے خلاف ہیں اور صاحب قنیه کی نقل ضعیف ہے اور یہ قول احادیث صحیحہ کے بھی خلاف ہے۔

”عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ أنه كان يقول: من سره أن يلقي الله غداً مسلماً فليحافظ على هؤلاء الصلوات الخمس حيث ينادى بهن، فإن الله شرع لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم سنن الهدی وإنهن من سنن الهدی وإنی لا أحسب منكم أحداً إلا له مسجد یصلی فیہ، فلو صلیتم فی بیوتکم وترکتکم مساجدکم لترکتکم سنة نبیکم ولوترکتکم سنة نبیکم لضللتکم“۔ {الحديث أخرجه النسائي و اللفظ له و مسلم و أبوداؤد} (۳) و لفظ مسلم قال: ”إن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عملنا سنن الهدی وإن من سنن الهدی الصلاة فی المسجد الذی یؤذن فیہ“۔ (۴)

اس میں صاف مسجد میں حاضر ہو کر نماز ادا کرنے کو سنت مؤکدہ اور گھر میں نماز پڑھنے کو ضلالت کہا ہے۔

عن ابن عباس مرفوعاً: ”من سمع النداء ولم یجب فلا صلاة له إلا من عذر“، صححه الحاكم

وابن حبان. (۵)

(۱) کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۲۷۳/۱، دارالکتب الإسلامی بیروت، انیس

(۲) منحة الخالق علی البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۶۰۴/۱، دارالکتب العلمیة، انیس

(۳) سنن النسائی، المحافظة علی الصلوات حیث ینادی بہن (ح: ۸۴۹) / سنن أبی داؤد، باب فی التشدید فی

ترک الجماعة (ح: ۵۵۰) / صحیح مسلم، باب صلاة الجماعة من سنن الهدی (ح: ۶۵۴) انیس

(۴) الصحیح لمسلم، باب صلاة الجماعة من سنن الهدی (ح: ۶۵۴) / مسند أبی یعلی الموصلی، مسند عبد اللہ

بن مسعود (ح: ۵۰۲۳) / جامع الأصول: ۵۰۶۹/۵، انیس

(۵) مسند ابن الجعد، شعبة عن عدی بن ثابت (ح: ۴۸۳) / سنن ابن ماجه، باب التغلیظ فی التخلف عن الجماعة

(ح: ۷۹۳) / سنن الترمذی، باب ماجاء فیمن یسمع النداء فلا یجیب (ح: ۲۱۷) / ص: ۵۶، بیت الأفكار) //

و عن علی رضی اللہ عنہ مرفوعاً: لا صلاة لجار المسجد إلا فی المسجد. {رواہ ابن حبان
وسندہ حسن والتفصیل فی إعلاء السنن} (۱)

اور جو شخص سفر شرعی سے کم مسافت کا مسافر ہے، وہ بحکم مقیم ہے، اس پر بھی جماعت مسجد کا اہتمام واجب ہے،
لاستثناء الفقهاء المسافر دون المقیم، البتہ اگر اس حالت میں جماعت سے کوئی دوسرا عذر مانع ہو تو تخلف
عن الجماعة کی گنجائش ہے، والأعدار مذکورہ فی الفقه بالبسط واللہ تعالیٰ أعلم

۴/شوال ۱۳۴۶ھ (امداد الاحکام: ۱۳۲/۲-۱۳۹)

جماعت کی نماز چھوڑنے پر وعید شدید:

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک ہے کہ جس وقت بہت سے آدمی نماز جمعہ کو نہیں آتے تھے تو اس
وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا تھا کہ ”اگر اس وقت میری جگہ کوئی دوسرا آدمی پیش امام ہوتا تو میں جو نماز جمعہ
پڑھنے کو نہیں آئے، ان کے گھروں کو جا کر آگ لگا دوں“۔ یہ حدیث مبارک صحیح ہے، یا نہیں؟ اور ایک شخص یہاں
پر یوں کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں، ایسا اپنی زبان سے نہیں کہہ سکتے، پس مذکورہ بالا حدیث
مبارک صحیح ہے، یا نہیں؟

(المستفتی: ۲۶۴۴، سید احمد علی صاحب ضلع منماڑ، ۱۰/رجب ۱۳۵۹ھ، ۱۵/اگست ۱۹۴۰ء)

الجواب

بخاری شریف میں یہ حدیث ہے:

”لقد هممت أن أمر المؤذن فيقيم ثم أمر رجلاً يوم الناس ثم أخذ شعلاً من نار فأحرق علي
من لا يخرج إلى الصلاة بعد“ (۱)

== صحیح ابن حبان، ذکر الخبر الدال علی أن هذا الأمر حتم لا ندب (ح: ۲۰۶۴) / قال الحاكم: وهو صحيح
علی شرط الشيخين ولم يخرجاه. وقال الذهبي: علی شرطهما. (المستدرک للحاکم بتحقیق مصطفیٰ عبدالقادر
عطا: ۳۷۲/۱، دارالکتب العلمیة بیروت، انیس)

(۱) إعلاء السنن، وجوب إتيان الجماعة في المسجد عند عدم العلة: ۱۹۴/۴، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية
کراتشي، انیس

(۱) باب فضل الجماعة: ۹۰/۱، ط، قدیمی کتب خانہ، کراچی (وعن أبي هريرة قال: إن رسول الله صلى الله
عليه وسلم قال: والذي نفسي بيده، لقد هممت أن أمر بحطب فيحطب ثم أمر بالصلاة فيؤذن لها ثم أمر رجلاً فيؤم
الناس ثم أخالف إلى رجال فأحرق عليهم بيوتهم والذي نفسي بيده لو يعلم أحدهم أنه يجد عرفاً سمينا أو مرماتين
حسنين لشهد العشاء. (صحيح البخاري، باب وجوب صلاة الجماعة (ح: ۶۴۴) ص: ۱۳۹، بيت الأفكار، انیس)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً میں نے ارادہ کیا کہ مؤذن کو حکم کروں کہ وہ اقامت کہے اور کسی شخص کو حکم کروں کہ وہ نماز پڑھاوے اور پھر میں آگ کے شعلے لے کر جاؤں اور جو لوگ ابھی تک نماز کے لیے نہیں نکلے، ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔

اکثر روایات میں یہ فرمان عشا کی نماز کے متعلق ہے اور بعض روایات میں جمعہ کے متعلق اور یہ بات رحمۃ للعالمین کے خلاف نہیں ہے، جیسے کہ خدا کا گنہگاروں اور کافروں کو جہنم میں ڈالنا، اس کے ارحم الراحمین ہونے کے خلاف نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔ (کفایت المفتی: ۱۴۲/۳-۱۴۳)

پابندی جماعت کے لیے بالغ لڑکے کو مارنے کا حکم:

سوال: ایسا لڑکا بالغ جو پابند جماعت نماز نہیں یعنی کبھی تو شریک ہوتا ہے اور کبھی ناغہ بھی کر دیتا ہے اس کی تاکید پابندی میں مارنا شرعاً کیسا ہوگا شبہ یوں ہو گیا ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی: إختار أيسر الأمرين ما لم يكن أثماً؟

الجواب

اگر اس حدیث کے یہ معنی ہوتے تو ”فاضربوہم علی الصلاة وهم أبناء عشر سنين“ (۱) نہ فرماتے اور جماعت بھی واجب ہے، جو عملاً مساوی فرض کے ہے اور ضرب احکام عملیہ سے ہے۔ فقط
۴/رمزی الحجۃ ۱۳۳۰ھ (تمتہ اولی، ص: ۴۲) (امداد الفتاویٰ جدید: ۲۰۰/۱-۲۰۱)

جماعت کا ثواب کتنے مقتدیوں میں ہوتا ہے:

سوال: جماعت کا ثواب کتنے شخصوں سے حاصل ہوگا، اگر ایک شخص ہی امام کے ساتھ ہو، تب بھی ثواب ہوگا، یا نہیں؟

الجواب

ایک مقتدی بھی اگر امام کے ساتھ ہو تو جماعت ہو جائے گی اور ثواب جماعت کامل جاوے گا۔ (۲) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۷/۳)

(۱) عن سيرة قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: مروا الصبي بالصلاة إذا بلغ سبع سنين وإذا بلغ عشر سنين فاضربوه عليها. (سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب متى يؤمر الغلام بالصلاة (ح: ۴۹۴) ص: ۷۷، بيت الأفكار) / المنتقى لابن الجارود، فرض الصلوات الخمس وأبحاثها (ح: ۱۴۷) / سنن الدار قطنی، باب الأمر بتعليم الصلوات والضرب عليها (ح: ۸۸۶) / المستدرک للحاکم، باب فی فضل الصلوات الخمس (ح: ۷۲۱) انیس

(۲) عن أبي بن كعب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال صلاتك مع الرجل أزركي من صلاتك وحدك ==

دو آدمیوں سے جماعت ہوتی ہے، یا نہیں:

سوال: حنفی مذہب میں جمعہ کے سوا اور نمازوں میں دو آدمی سے جماعت ہوتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

ہو جاتی ہے۔ (۱) فقط واللہ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۴۷-۷۵)

صرف بچے مقتدی ہوں تو بھی جماعت ہوگی:

سوال: جب کہ بالغ مقتدی نہ لیں تو صرف بچوں کے مقتدی بن جانے سے ثواب جماعت کا ہوگا، یا نہیں؟

الجواب

اگر مقتدی بالغ کوئی نہ ہو تو صرف بچوں کو مقتدی بنانے سے جماعت کا ثواب حاصل ہو جاوے گا۔ (۲) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۴۲)

مقتدی نابالغ ہوں تو جماعت ہو سکتی ہے، یا نہیں:

سوال: اگر امام کے پیچھے مقتدی نابالغ ہوں تو جماعت ہو سکتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

نابالغ مقتدی اگر سمجھ دار ہے تو جماعت صحیح ہے۔

فی الہندیۃ (۵۲۱/۳): إذا زاد علی الواحد فی غیر الجمعة فهو جماعة وإن کان معہ صبی

عاقلاً، کذا فی السراجیۃ. (امداد الاحکام: ۲/۱۳۸)

== وصلاتک مع الرجلین اذکلی من صلاتک مع الرجل وما کثرت فهو أحب إلی اللہ عزوجل. {آخر جہ

الحاکم} {إعلاء السنن: ۲/۳۴} المستدرک للحاکم: ۱/۲۴۸-۲۴۹ وقد جزم یحییٰ بن معین والذہلی بصحة هذا

الحديث. (الترغیب والترہیب: ۱/۲۶۴، مکتبۃ مصطفیٰ البابی الحلبي انیس)

(۳) تقدم حديث: "عن أبي كعب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: صلاتك مع الرجل اذكلى، انيس

عن أبي موسى الأشعري رضى الله عنه قال: قال رسول صلى الله على وسلم: إثنان فما فوقهما جماعة.

(سنن ابن ماجه، كتاب إقامة الصلاة، باب الإثنان جماعة (ح: ۹۷۲) ص: ۱۱۲، بيت الأفكار) {إعلاء السنن، كتاب

الصلاة، أبواب الإمامة، باب الإثنان جماعة (ح: ۱۲۱۱) ۴/۲۳۸، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية، كراتشي، انيس}

(وأقلها) أى الجماعة (إثنان) واحد مع الإمام ولو مميزاً، إلخ، فى مسجد أو غيره. (الدر المختار)

لحديث "إثنان فما فوقهما جماعة". (ردالمحتار، باب الإمامة: ۱/۵۱۸) (كتاب الصلاة، باب الإمامة، انيس)

(۱) وتحصل فضيلة الجماعة بصلوته مع واحد (أى من الصبيان) إلا فى الجمعة فلا تصح بثلاثة منهم. (الأشباه

والنظائر، أحكام الصبيان: ص: ۴۸۰، ظفیر)

(۲) الباب الخامس فى الإمامة، الفصل الأول فى الجماعة، انيس

اکیلا نماز پڑھنے سے گھر میں زیادہ ثواب ہے، یا مسجد میں:

سوال: زید مسجد میں اکیلا نماز پڑھتا ہے اور بکر گھر میں نماز پڑھتا ہے، دونوں کے ثواب میں کچھ فرق ہے، یا نہ؟

الجواب:

جو شخص مسجد میں جماعت کی نماز چھوڑ کر گھر میں نماز پڑھنے کا عادی ہے اور ترک جماعت پر مصر ہے، وہ فاسق ہے، احادیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ”اگر بچوں اور عورتوں کا خیال نہ ہوتا تو میں ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دیتا، جو مسجد میں آ کر جماعت سے نماز نہیں پڑھتے“۔ (۱)

پس جو شخص مسجد میں آ کر اکیلا نماز پڑھا کرے اور جماعت کا خیال نہ کرے اور اپنی عادت ترک جماعت کی کرے، یا گھر میں اکیلا نماز پڑھنے کا عادی ہو اور ترک جماعت کرتا ہو، دونوں فاسق اور دونوں مرتکب امر حرام کے ہیں، ان میں سے کس کو کہہ دیا جائے کہ زیادہ ثواب فلاں کو ہے اور فلاں کو نہیں، وہ دونوں ہی گنہگار ہیں، دونوں کو یہ لازم ہے کہ جماعت کی پابندی کریں، نہ گھر میں اکیلے نماز پڑھیں، نہ مسجد میں اکیلے نماز پڑھیں، مجبوری سے اتفاقاً جماعت فوت ہو جائے تو یہ دوسری بات ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۷۳)

سنن وضو کا پورا کرنا ضروری ہے، چاہے جماعت ختم ہو جائے:

سوال: ”فتاویٰ دارالعلوم (دیوبند)“ مرتبہ مفتی ظفر الدین مفتاحی مدظلہ (مرحوم) مطبوعہ زکریا بلڈ پود دیوبند

ج: ارض: ۱۳۱ پر مرقوم ہے:

”سنن وضو کا پورا کرنا ضروری ہے، چاہے جماعت ختم ہو جائے“۔

اور حاشیہ میں بطور اس کی دلیل کے مذکور ہے:

(۱) عن ابي موسى الأشعري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إثنان فما فوقها جماعة. (سنن ابن ماجه،

كتاب إقامة الصلاة، باب الإثنان جماعة (ح: ۹۷۲) ص: ۱۱۲، بيت الأفكار، انيس)

عن ابي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لولا ما في البيوت من النساء والذرية لأقمت

الصلاة، صلاة العشاء وأمرت فتيانا يحرقون ما في البيوت بالنار. {رواه أحمد} (مشكوة، باب الجماعة، الفصل الثاني،

ص: ۹۷، ظفير) (ح: ۱۰۷۳) انيس)

(۲) قال محمد رحمه الله في الأصل: أعلم أن الجماعة سنة مؤكدة لا يرخص الترك فيها إلا بعذر، مرض أو

غيره، إلخ، ففي الغاية: قال عامة مشائخنا: إنها واجبة، إلخ، وفي البدائع: تجب على العقلاء البالغين الأحرار القادرين على

الجماعة من غير حرج، انتهت، والأدلة تدل على الوجوب، إلخ، وكذا أحكام تدل على الوجوب من أن تاركها من غير

عذر يعزرو تردد شهادة ويأثم الجيران بالسكوت عنه. (غينة المستملی، فصل في الإمامة: ۴۷۴، ظفير)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "أسبغوا الوضوء". {رواه مسلم} (۱)

"أى أتموه بإتيان جميع فرائضه وسننه أو أكملوا واجباته" آه. (۲)

عرض ہے کہ کیا یہ مسئلہ درست ہے؟ بندہ کے ذہن میں اس کے متعلق چند باتیں ہیں، جو حاضر خدمت ہیں:

(الف) خط کشیدہ الفاظ میں سنت کا اصل مفہوم باقی محسوس نہیں ہوتا۔

(ب) اس مسئلہ کو صحیح قرار دینے پر جماعت کی جواہریت جمہور کے نزدیک ہے، اس پر زد پڑتی ہے، جیسا کہ

قاموس الفقہ میں ہے: "فقہاء احناف میں سے بعض نے اس کو (جماعت کو) واجب اور بعض نے سنت مؤکدہ قرار دیا

ہے، جو واجب کے قریب قریب ہوتا ہے"۔ (۳)

(ج) مفتی ظفیر الدین مدظلہ (مرحوم) از خود در مختار کے ترجمہ شرح کشف الاسرار: ۳۰۰/۱، پر تحریر فرماتے ہیں:

" فلا صلاة إلا المكتوبة إلا بسنة الفجر إن لم يخف فوت جماعتها ولو بإدراك

تشهدها فإن خاف تركها أصلاً، إلخ". (۴)

(د) اور بہشتی زیور میں فجر کی سنت کے متعلق لکھا ہے:

"من خاف أن تفوته ركعتا الفجر لو اشتغل بسنتها، تركها وإلا فلا". (۵)

المختصر! فجر کی سنتوں جیسی اہم سنت کے متعلق یہ صراحت ہے، اب حضور واضح فرمائیں کہ وضو کی سنتوں کا کیا حکم ہے

اور پھر ترمذی وغیرہ میں ایک بار اعضاء وضو دھونے کی روایتیں بھی ہیں، کما اظہر علیک منی۔

الجواب _____ حامداً ومصلياً ومسلماً

فقہ حنفی کی عربی کتب فتاویٰ، نیز شروح میں یہ جزئیہ کہیں صراحتاً نظر سے نہیں گزرا؛ اس لیے غالب یہ ہے کہ حضرت

مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کا جواب اپنی فقہی بصیرت اور نقاہت نفس سے ہی لکھا ہوگا،

اس جواب کو لکھتے وقت ان کے پیش نظر کیا دلیل یا مآخذ رہا، اس کی تصریح انہوں نے اپنے جواب میں تو نہیں فرمائی،

(۱) الصحيح لمسلم، كتاب الطهارة، باب وجوب غسل الرجلين بكما لهما (ح: ۲۴۰-۲۴۱) ص: ۱۲۴، بيت

الأفكار/ صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب: غسل الأعتاب (ح: ۱۶۵) ص: ۵۷/ سنن النسائي، كتاب الطهارة،

باب إسباغ الوضوء (ح: ۹۷) ص: ۳۵، بيت الأفكار/ و باب كيف المسح على العمامة (ح: ۱۱۱) ۸۲/۱، دار المعرفة

بيروت/ سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة وسنتها، باب غسل العرايق (ح: ۴۵۰) ص: ۶۲، بيت الأفكار، انيس

(۲) مرقاة المفاتيح: ۳۱۰/۱ (باب في سنن الوضوء: ۴۰۷/۱، دار الفكر بيروت، انيس)

(۳) قاموس الفقہ: ۱۱۷/۳، مطبوعہ کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند

(۴) مکتبہ فیض القرآن، دیوبند

(۵) حاشیہ بہشتی زیور مدلل: ۳۶/۲

البتہ مجتہدی مدظلہ (مرحوم) نے اس کی دلیل میں ارشاد نبوی ”أسبغوا الوضوء“ اور اسباغ کی تشریح بحوالہ مرقاۃ پیش فرمائی ہے، جس میں فرائض کے ساتھ سنن کی ادائیگی کو بھی اسباغ کا مصداق قرار دیا گیا ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وضو کو کامل طور پر ادا کرنے میں کوتاہی سے نماز میں نقص آتا ہے؛ بلکہ وضو کے بعض افعال، جن کی سنیت اور رکنیت حضرات ائمہ مجتہدین کے درمیان مختلف فیہ ہے، ان میں تو نماز کی صحت ہی اختلافی ہو جائے گی، مثلاً سر کا مسح کہ احناف کے یہاں چوتھائی سر کا مسح تو فرض ہے اور پورے سر کا مسح سنت ہے، جب کہ مالکیہ کے یہاں پورے سر کا مسح فرض ہے، اب اگر کوئی حنفی پورے سر کے مسح کو سنت ہونے کی وجہ سے چھوڑ دے اور صرف چوتھائی پر اکتفا کرے تو اس کی نماز مالکیہ کے یہاں درست نہ ہوگی، یہی حال نیت، ترتیب، موالات وغیرہ کا ہے؛ بلکہ وضو میں سنتوں کے چھوڑنے کا اثر دوسروں تک متعدی ہوتا ہے۔

سنن نسائی میں ہے کہ ایک مرتبہ صبح کی نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ روم پڑھنا شروع کی، اثناء قرأت میں آپ کو کچھ خلجان اور التباس و اشتباہ پیش آیا، جب نماز سے فارغ ہوئے تو یہ ارشاد فرمایا:

”ما بال أقوام یصلون معنا لا یحسنون الطهور و إنما یلبس علينا القرآن أولئك“۔ (۱)

(ترجمہ: کیا حال ہے لوگوں کا کہ ہمارے ساتھ نماز پڑھنے کھڑے ہو جاتے ہیں اور وضو ٹھیک طرح نہیں کرتے، جزیں نیست کہ صرف ایسے ہی لوگ ہمارے پڑھنے میں گڑبڑ کر دیتے ہیں۔)

علامہ طیبی طیب اللہ ثراہ و جعل الجنة مثواہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ!

سنن و آداب کے انوار و برکات دوسروں تک سرایت کرتے ہیں اور ان کے ترک سے فتوحات غیبیہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور بعض اوقات اس کا اثر دوسروں تک متعدی ہوتا ہے کہ اس شخص کی وجہ سے دوسرا شخص خیرات و برکات اور انوار و تجلیات سے محروم ہو جاتا ہے۔ (۲)

قال الطیبی: قد تقدم معنی إحسان الوضوء فی الفصل الأول، وفيه إشارة إلى أن السنن والآداب مکملات للواجب یرجى برکتها وفي فقدانها سد باب الفتوحات الغیبیة، وإن برکتها

تسرى إلى الغير كما أن التقصیر فیها یتعدى إلى حرمان الغير، إلخ. (مرقاۃ: ۱/۳۳۰) (۳)

اس لیے وضو کی سنتوں کو محض اس لیے کہ ان کو سنت کا عنوان دیا گیا ہے، کم نہ سمجھا جائے؛ بلکہ چون کہ وضو کے افعال میں نماز کی طرح فرائض کے بعد واجبات کا درجہ نہیں رکھا گیا ہے؛ اس لیے جو افعال واجبات کے درجہ میں آسکتے

(۱) سنن النسائی، القراءة فی الصبح بالروم (ح: ۹۴۶/۱) ۴۹۴، دار المعرفۃ، بیروت، انیس

(۲) سیرت مصطفیٰ: ۳/۵۷-۵۸

(۳) کتاب الطہارۃ، الفصل الثالث (ح: ۲۹۵) انیس

تھے، ان کو بھی سنن کے خانہ میں رکھ دیا گیا ہے؛ اس لیے اگر حضرت مفتی عزیز الرحمن صاحب نے اپنی فقہی بصیرت اور فقہانہ نفس کی بنیاد پر مندرجہ بالا جواب تحریر فرمایا ہے تو وہ قابل اشکال نہیں۔

آپ نے چند باتوں کے نام سے آپ نے جو اشکالات لکھے ہیں، اس میں نمبر (الف) والا اشکال تو میری سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ کی مراد کیا ہے؟ رہا نمبر (ب) اور (ج) والا اشکال تو یہ یاد رہے کہ جماعت کو سنت مؤکدہ، یا واجب جو بھی درجہ دیا جائے، بہر حال وہ نماز کے لیے شرط کی حیثیت نہیں رکھتی؛ اس لیے کوئی آدمی بغیر جماعت کے تنہا نماز پڑھے گا، تب بھی اس کا فریضہ ادا ہو کر وہ بری الذمہ ہو جاتا ہے، چاہے اس کی یہ ادا ادا ناقص کہی جائے؛ لیکن وضو کی حیثیت نماز میں شرط کی ہے، اگر کوئی آدمی بغیر وضو نماز ادا کرے گا تو اس کی نماز ہی درست نہ ہوگی، اس سے آپ کو دونوں کے درمیان کے فرق کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

رہا آپ کا یہ اشکال کہ جماعت پانے کے لیے فجر کی سنتوں جیسی اہم سنت کو چھوڑنے کی اجازت دی گئی تو ظاہر ہے کہ جماعت کے مقابلہ میں فجر کی سنتوں کو ترجیح نہیں دی جاسکتی؛ اس لیے کہ اگر فجر کی سنتیں ادا کر کے جماعت حاصل ہو سکتی ہے تو اس صورت کو اختیار کیا جائے گا، ورنہ فجر کی سنتوں کو چھوڑ کر جماعت کے ساتھ نماز ادا کی جائے گی، آپ کا وضو اور اس کی سنتوں کو فجر کی سنتوں پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (مجموع الفتاویٰ: ۳/۱۹۳-۱۹۹)

سلام پھیرنے کے وقت تکبیر تحریمہ اور شرکت جماعت:

سوال: زید نے تکبیر تحریمہ کہی اور امام نے سلام پھیر دیا اور زید نے امام کی شرکت قعود میں بالکل نہیں کی تو اب زید کو دوبارہ تکبیر تحریمہ کہنی چاہیے، یا اول ہی کی تکبیر تحریمہ کافی ہے؟

الجواب

پوری تکبیر تحریمہ، یعنی اللہ اکبر امام کے سلام پھیرنے سے پہلے کہہ چکا ہے تو وہ شریک جماعت ہو گیا، (۱) اب اس کو دوبارہ تکبیر کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

قال فی الحلۃ عند قول المنیۃ: ولادخول فی الصلاة إلابتکبیر الافتتاح. (ردالمحتار) (۲)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۶۹)

(۱) عن علی بن طالب ومعاذ بن جبل قالا: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إذا أتى أحدكم الصلاة والإمام علی حال فلیصنع كما یصنع الإمام. (سنن الترمذی، باب ما ذکر فی الرجل یدرک الإمام ح: ۵۹۱) / جامع الأصول: ۶۳۰/۵ قال الترمذی: هذا حدیث غریب... قال النووی: وإسناده صعیف نقله میرک، فكان الترمذی یرید تقویۃ الحدیث بعمل أهل العلم. (مراقبة المفاتیح، باب ما علی المأموم من المتابعة: ۳/۸۷۹، دار الفکر بیروت، انیس)

(۲) الدر المختار مع رد المحتار باب صفة الصلاة، فصل فی بیان تألیف الصلاة: ۱۷۸/۲، دار الکتب العلمیة، انیس

جماعت کھڑی ہونے کے بعد فجر کی سنت ادا کرنا، سنت فجر کی قضا، فجر کی قرأت کی تفصیل:

السلام علیکم

محترم و مکرم جناب مفتی صاحب مدظلہ العالی

(۱) اگر امام کو نماز فجر میں حدیث یا کوئی مفسدہ صلوة پیش آجائے اور نماز دوبارہ دہرائی پڑے تو کیا وہی قرأت (طوال مفصل) پڑھیں گے، جو پہلی نماز میں پڑھی تھی، یا پھر اوساط مفصل، یا قصار مفصل میں سے کوئی سورت پڑھی جاسکتی ہے، جبکہ وقت طلوع ہو جانے کا اندیشہ بھی ہو؟

(۲) فجر کی جماعت کھڑی ہو جانے کے قریب، یا بعد میں کچھ آدمی صف میں ہی اور کچھ آدمی صحن میں سنتیں ادا کرتے ہیں، اس طرح امام دوسری رکعت کے قعدہ تک پہنچ جاتا ہے اور سلام کے قریب پہنچنے تک بعض مصلی آ آ کر جماعت میں شریک ہوتے رہتے ہیں تو اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ فجر کی سنتیں جماعت شروع ہو جانے کے بعد کب تک ادا کر کے جماعت میں شامل ہو سکتے ہیں؟

(۳) متروکہ فجر کی سنتوں کو اگر کوئی شخص اشراق کے وقت ادا کرے، یا اشراق کی نماز میں ہی فجر کی سنتوں کی نیت کر لے تو آیا شرعاً درست ہے؟ اس طرح اگر کوئی شخص ظہر کی سنتوں سے پہلے دو رکعت فجر کی سنت قضا کی نیت سے ادا کرے تو کیا شرعاً صحیح ہے؟

(۴) فجر کی فرض نمازوں میں طوال مفصل کی قرأت کے بارے میں تشریح کر دی جائے کہ ایک مکمل سورت دو رکعتوں میں قرأت کریں، یا دو پوری پوری سورتیں الگ الگ رکعتوں میں قرأت کریں؟ بعض امام ٹھہر ٹھہر کر، یا خوب قرأت و لہجہ سے پڑھتے ہیں اور بعض امام ذرا تیز و سیدھے سادے لہجہ میں؛ مگر تجوید کا لحاظ کرتے ہوئے پڑھتے ہیں، عام طور پر فجر کی نماز دس بارہ منٹ میں پوری ہوتی ہے، لہذا امام کو روزانہ، یا اکثر دنوں میں فجر کی نماز میں کس طرح اور کتنی دیر قرأت کرنی چاہئے کہ مسنون قرأت کی فضیلت حاصل ہو جائے اور مصلیان پر بار بھی نہ پڑے؟

(۵) طوال مفصل، اوساط مفصل اور قصار مفصل والی سورتیں ہی آیا، مختلف نمازوں میں پڑھنا مسنون و مطلوب ہے، یا یہ محض اصطلاحیں ہیں اور ایک طرح کی پیمائش و ضابطہ ہے کہ اتنی اتنی مقدار کی آیتیں کلام پاک میں جہاں سے جی چاہے، پڑھ سکتے ہیں، کوئی قید نہیں؟ فقط والسلام (مستفتی: محمد عبداللطیف علیانی)

الجواب: حامداً و مصلياً و مسلماً

(۱) اس کا جواب اوپر آچکا، البتہ اگر طوال مفصل پڑھنے کی صورت میں دوران نماز سورج نکل آنے کا اندیشہ ہو تو پھر اس کے مطابق قرأت کی مقدار رکھی جائے۔ (۱)

(۲) (وإذا طلع الفجر فقد دخل وقت صلاة الفجر ويخرج وقتها بطلوع الشمس). (شرح مختصر الطحاوی،

باب المواقيت: ۴۹۱/۱، دار البشائر الإسلامية، انیس)

(۲) عمدۃ الفقہ میں ہے:

”جماعت قائم ہونے کے بعد کسی نفل نماز کا شروع کرنا جائز نہیں سوائے سنت فجر کے، پس اگر کوئی شخص گھر سے فجر کی سنتیں پڑھ کر نہیں آیا اور مسجد میں جماعت ہو رہی ہو اور یہ شخص جانتا ہے کہ سنتیں پڑھنے کے بعد جماعت مل جائے گی، خواہ قعدہ ہی مل جائے تو سنتیں پڑھ لے، مگر صرف کے برابر کھڑا ہو کر نہ پڑھے اور ایسے شخص کو مسجد کے دروازے پر سنتیں پڑھنا افضل ہے، اس کے بعد اگر امام اندر کی مسجد میں نماز پڑھتا ہو تو باہر کے حصہ میں سنتیں پڑھنا افضل ہے اور اگر امام باہر کے حصہ میں نماز پڑھتا ہو تو اندر سنتیں پڑھنا افضل ہے اور اگر اس مسجد میں اندر باہر دو درجے نہ ہوں تو ستون، یاد پوار یا پیڑ کی آڑ میں پڑھے، جو کہ اس میں اور صف میں حائل ہو جائے اور صفوں کے پیچھے بغیر کسی حائل کے سنتیں پڑھنا مکروہ ہے اور سب سے سخت مکروہ یہ ہے کہ جماعت کی صف میں مل کر سنتیں پڑھے، یہ سب صورتیں اس وقت ہیں، جب امام جماعت سے نماز پڑھ رہا ہو۔ امام کے نماز شروع کرنے سے پہلے، جہاں چاہے نماز پڑھے اور خواہ وہ کوئی سی سنتیں ہوں؛ لیکن اگر وہ یہ جانتا ہے کہ جماعت جلد قائم ہونے والی ہے اور یہ اس وقت تک سنتوں سے فارغ نہ ہو سکے گا تو ایسی جگہ نہ پڑھے کہ اس کے سبب صف قطع ہوتی ہو، امام کو رکوع میں پایا اور یہ معلوم نہیں کہ پہلی رکعت کا رکوع ہے، یا دوسری کا تو فجر کی سنتیں بھی ترک کر دے اور جماعت میں مل جائے“۔ (۱)

(۳) فجر کی سنتیں اگر فرض کے ساتھ فوت ہو جائیں؛ یعنی فجر کی نماز ہی قضا ہو جائے تو اگر سورج نکلنے کے بعد زوال سے قبل ادا کرے تو فرضوں کے ساتھ سنتوں کو بھی قضا کرے اور اگر زوال کے بعد قضا کرے تو سنتیں اس سے ساقط ہو جائیں گی، صرف فرضوں کی قضا کرے، یہی صحیح ہے اور اگر فجر کی سنتیں بغیر فرض کے قضا ہوں، جیسا کہ جماعت جاتے رہنے کے خوف سے جماعت میں شامل ہو گیا اور سنتیں رہ گئیں تو شیخین کے نزدیک ان کو طلوع آفتاب کے بعد قضا نہ کرے اور امام محمد کے نزدیک جب سورج نکل آئے اور ایک نیزہ بلند ہو جائے، اس کے بعد زوال سے پہلے پہلے تک قضا کر لے، اس کے بعد قضا نہ کرے اور فرض کے بعد طلوع آفتاب سے قبل بالاتفاق سنت فجر، یا کوئی نفل پڑھنا مکروہ تحریمی و ممنوع ہے۔ (۲)

(۴) افضل یہ ہے کہ فرض کی ہر رکعت میں الحمد کے سوا ایک پوری سورت پڑھے اور اگر عاجز ہو تو ایک سورت

دو رکعتوں میں تمام کرے۔ (۳)

(۱) عمدۃ الفقہ: ۳۰۹/۲-۳۱۰

(۲) عمدۃ الفقہ: ۲۹۸/۲

(۳) عمدۃ الفقہ: ۱۱۸/۲

فرضوں میں ٹھہر ٹھہر کر قرأت کرے اور ہر حرف کو جدا جدا پڑھے اور تراویح میں متوسط انداز پر اور رات کے نوافل میں (تہجد میں) جلد پڑھنے کی اجازت ہے؛ اس لیے کہ رات کی نوافل یعنی تہجد پڑھنے والوں کی عادت زیادہ قرآن پڑھنے کی ہوتی ہے تو جلد پڑھنے سے ان کا ورد پورا ہو سکتا ہے؛ مگر جلدی کے یہ معنی ہیں کہ مد زیادہ نہ کھینچے؛ بلکہ مد کا کم سے کم درجہ جو قاریوں نے رکھا ہے، اس کو ادا کرے اور ایسی جلدی نہ کرے کہ سمجھ میں بھی نہ آوے، ورنہ ترک ترتیل کی وجہ سے حرام ہے؛ کیوں کہ قرآن کو ترتیل سے پڑھنے کا حکم ہے۔ (۱)

(۵) عمدۃ الفقہ میں ہے:

”حضرت میں؛ یعنی جبکہ سفر میں نہ ہو اور اطمینان کی حالت میں ہو، کسی قسم کا اضطراب نہ ہو تو سنت یہ ہے کہ فجر کی نماز کی دونوں رکعتوں میں الحمد کے سوا چالیس، یا پچاس آیتیں پڑھے اور ایک روایت میں ہے کہ ساٹھ سے سوتک پڑھے۔ ظہر کی دونوں رکعتوں میں بھی فجر کی مثل، یا اس سے کم پڑھے۔ عصر اور عشا کی دونوں رکعتوں میں الحمد کے سوا پندرہ یا بیس آیتیں پڑھے اور مغرب کی ہر رکعت میں پانچ آیتیں، یا کوئی چھوٹی سورت پڑھے اور مستحسن و مستحب ہے کہ حضرت میں فجر و ظہر کی نماز میں طویل مفصل پڑھے اور وہ سورہ حجرات سے سورہ بروج تک کی سورتیں ہیں، (سورہ بروج اس میں شامل ہے) عصر اور عشا میں اوساط مفصل پڑھے اور وہ سورہ الطارق سے لم یکن تک ہے اور مغرب میں قصار مفصل؛ یعنی چھوٹی سورتیں پڑھے اور وہ اذا زلزلت سے آخر قرآن؛ یعنی والناس تک ہے۔ مفصلات کا پڑھنا الگ سنت ہے اور مقدار معین؛ یعنی آیتوں کی تعداد کے لحاظ سے جو اوپر مذکور ہوئی، پڑھنا الگ سنت ہے، حسب موقع جس پر چاہے عمل کرے؛ لیکن مفصلات کا اختیار کرنا مستحسن ہے۔ (۲)

احسن الفتاویٰ میں حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ اس سلسلہ میں رد المحتار کی طویل عبارت نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ!

”تحقیق مذکور سے ثابت ہوا کہ سنیت قرأت سے متعلق دو روایتیں ہیں: ایک میں آیات کی متعین تعداد کو سنت قرار دیا ہے اور دوسری میں سور مفصل کو، نہر میں صورت تطبیق یہ بیان کی ہے کہ سور مفصل میں سے آیات کی متعین تعداد مسنون ہے، علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر اشکال ظاہر فرمایا ہے اور اس کو ترجیح دی ہے کہ یہ دونوں مستقل روایتیں ہیں اور سور مفصل کی روایت عام متون کی ہے اور یہی راجح ہے، پھر اس میں یہ تفصیل ہے کہ پوری سورت پڑھنا افضل ہے اور اگر جزء سورت پڑھنا چاہے تو آخر سے پڑھے، آخر سورت کا ترک مکروہ تہذیبی ہے؛ غرضیکہ مفصل سور پڑھنا سنت ہے، اس کے خلاف جو معمول بن چکا ہے، وہ صحیح نہیں، خانیہ و منیہ میں قرأت مفصل کا استحباب مذکور

ہے، مگر علامہ حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہاں استحباب سے سنت مراد ہے اور بفرض استحباب بھی اس کے ترک کو مکروہ تنزیہی قرار دیا ہے، ترک سنت، یا استحباب اور کراہت تنزیہیہ کا ارتکاب بالخصوص اس پر دوام و اصرار قابل اصلاح ہے، سور مفصل کے سوا، جہاں کہیں کسی سورت کا ثبوت ملتا ہے، وہ احیاناً مقتضائے حال پر مبنی ہے۔ (احسن الفتاویٰ: ۳۳۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: العبد احمد خانپوری، ۱۶ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ۔ الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ۔ (مجموع الفتاویٰ: ۴۱۴۱-۴۲۱)

فجر کی سنتیں فرض کے بعد پڑھنے کا مسئلہ:

سوال: بعد تکبیر فرض فجر کے شریک جماعت ہو جاوے، یا سنت پڑھ کر در صورت پڑھنے کے، کس جگہ خارج وغائب مسجد، یا داخل مسجد اور در صورت شریک جماعت ہو جانے کے، بعد فرض کے سنت پڑھے، یا نہیں؟

الجواب

اگر جگہ سنت پڑھنے کی پردہ میں نہیں تو شریک فرض کی جماعت کا ہو جاوے، شرط اداء سنت کی ایسی حالت میں یہ ہے کہ پردہ سے پڑھے اور ایک رکعت امام کے ساتھ پالے وے اور جماعت کے رو بر کھڑے ہو کر پڑھنا سخت معصیت ہے، (۱) اور جب یہ سنت رہ گئی تو بعد فرض کے کہیں بھی نہ پڑھے، بلکہ اگر پڑھنا ہے تو بعد طلوع شمس کے پڑھنے کے نفل ہو جائیں گے، بعد فرض فجر کے نفل کو مطلقاً منع حدیث میں فرمایا ہے، (۲) یہ مسئلہ بھی مختلفہ ہے۔ فقط (تالیفات رشیدیہ: ۲۹۹)

(۱) عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة. (مسند الإمام أحمد، مسند ابی ہریرۃ (ح: ۹۸۷۳) / سنن الدارمی، باب إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة (ح: ۱۴۸۸) / صحيح البخاری، باب إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة (ح: / الصحيح لمسلم، باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المكتوبة (ح: ۷۱۰) انیس)

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا التي أقيمت. (مسند الإمام أحمد، مسند ابی ہریرۃ (ح: ۸۶۲۳) انیس)

قال: (وإذا أخذ المؤذن في الإقامة كرهت للرجل أن يتطوع لقوله صلی اللہ علیہ وسلم: إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة إلا ركعتي الفجر فإني لم أكرههما وكذا إذا انتهى إلى المسجد وقد افتتح القوم صلاة الفجر يأتي بركعتي الفجر إن رجا أن يدرك مع الإمام ركعة في الجماعة وهذا عندنا، وقال الشافعي رحمة الله: يدخل مع الإمام على قياس سائر التطوعات، ولنا ما روى عن ابن مسعود رضي الله عنه أنه دخل المسجد والإمام في صلاة الفجر فقام إلى سارية من سواري المسجد وصلى ركعتي الفجر ثم دخل مع الإمام وعن أبي عثمان النهدي قال: إني لأذكر أن أبا بكر كان يفتح صلاة الفجر فيدخل الناس ويصلون ركعتي الفجر ثم يدخلون معه وهذا بناء على أن عندنا لا يقضى هاتين الركعتين بعد الفوات فيحرزهما إذا طمع في إدراك ركعة من الصلاة كإدراك جميع الصلاة، =

آخری رکعت کے قعدہ میں شامل ہونے سے جماعت کا ثواب:

سوال: آخری رکعت کے قعدہ میں جماعت میں شامل ہونے سے جماعت کا ثواب ملتا ہے کہ نہیں؟
(المستفتی: مولوی محمد رفیق دہلوی)

الجواب:

ہاں جماعت کا ثواب ملنے کی امید ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی۔ (کفایت المفتی: ۱۳۸/۳)

== قال صلى الله عليه وسلم: من أدرك ركعة من الفجر قبل طلوع الشمس فقد أدرك، الخ. (المبسوط للسرخسي، الفصل الثاني القنوت في الوتر: ۱۶۷/۱، دار المعرفة بيروت، انيس)

(فعل عبد الله بن مسعود رواه عبد الرزاق في المصنف عن أبي إسحاق عن عبد الله بن أبي موسى، باب هل يصلي ركعتي الفجر إذا أقيمت الصلاة (ح: ۴۰۲۱) / شرح معاني الآثار، باب الرجل يدخل المسجد والإمام في صلاة الفجر (ح: ۲۱۹۹) انيس)

عن حصين قال: سمعت الشعبي يقول: كان مسروق يجيء إلى القوم وهم في الصلاة ولم يكن ركع ركعتي الفجر فيصلي الركعتين في المسجد ثم يدخل مع القوم في صلاتهم. (شرح معاني الآثار، باب الرجل يدخل المسجد والإمام في صلاة الفجر (ح: ۲۲۰۹) انيس)

(۲) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من لم يصل ركعتي الفجر فليصلهما بعد ما تطلع الشمس. (سنن الترمذی، باب ماجاء في إعادتهما بعد طلوع الشمس (ح: ۴۲۳) / صحيح ابن خزيمة، باب قضاء ركعتي الفجر بعد طلوع الشمس (ح: ۱۱۱۷) بلفظ: من نسي ركعتي الفجر فليصلهما إذا طلعت الشمس) / جمع الفوائد، ص: ۳۲۱، انيس)

عن أبي هريرة أن النبي صلى الله عليه وسلم نام عن ركعتي الفجر فقضاها بعد ما طلعت الشمس. (سنن ابن ماجه، باب ماجاء فيمن فاتته الركعتان قبل (ح: ۱۵۵) / مسند أبي يعلى الموصلي، أبو حازم عن أبي هريرة (ح: ۶۱۸۵) انيس)

حاشیہ صفحہ ہذا:

(۲) عن علي بن طالب ومعاذ بن جبل قالوا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا أتى أحدكم الصلاة والإمام على حال فليصنع كما يصنع الإمام. (سنن الترمذی، باب ما ذكر في الرجل يدرك الإمام (ح: ۵۹۱) / جامع الأصول: ۶۳۰/۵)

وكذا لو أدرك التشهد يكون مدرکاً لفضيلتها على قولهم، الخ. (رد المحتار، باب إدراك الفضيلة: ۵۶/۲) (مطلب: هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش، انيس)

وفى غاية البيان: أن المسبوق يكون مدرکاً لثواب الجماعة لكن لا يكون ثوابه مثل ثواب من أدرك أول الصلاة مع الإمام لفوات التكبيرة الأولى. (البحر الرائق، صلاة التطوع عند ضيق الوقت: ۸۲/۲، دار الكتاب الإسلامي، انيس)

پہلے سلام کے بعد جماعت میں ملا تو جماعت کا ثواب نہیں ملا:

سوال: اگر کوئی شخص جماعت میں دوسرے سلام کے ختم ہونے سے پہلے اور پہلے سلام کے بعد شریک ہو جاوے تو اس کو جماعت کا ثواب ملے گا، یا نہیں؟

الجواب

وہ شخص جماعت میں شریک نہیں ہوا اور جماعت کا ثواب اس کو نہیں ملا۔

در مختار میں ہے:

”تنقضی قدوة بالأول“ إلخ. (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷۵/۳) ☆



(۱) أو تنقطع به التحريمه بتسليمه واحدة، برهان، وقد مر. (الدر المختار)

حيث قال و تنقضی قدوة بالأول قبل عليكم ، إلخ، فلا يصح الاقتداء به بعدها لانقضاء حكم الصلاة. (رد المحتار، مطلب في وقت إدراك فضيلة الافتتاح، ظفیر مفتاحی) (باب صفة الصلاة، مطلب في خلف الوعيد وحكم الدعاء بالمغفرة للكافر ولمجيع المؤمنين: ۲۳۹/۲، دار التكنب العلمية، انيس)

☆ ایک سلام پھیرنے کے بعد جماعت میں ملنا درست نہیں:

سوال: امام کے ایک سلام کے بعد زید تحریمہ کہہ کر جماعت میں شامل ہو گیا تو نماز صحیح ہوگئی یا نہیں؟

الجواب

فی الدر المختار ”وتنقطع التحريمه بتسليمته واحدة“ إلخ. (الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب

صفة الصلاة: ۴۹۰/۱، ظفیر)

پس بصورت مذکورہ اقتدا صحیح نہیں ہوئی اور وہ از سر نو تکبیر تحریمہ کہہ کر علیحدہ نماز پڑھے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۶۴/۳)

تنہا عورتوں کی جماعت

علی الاعلان مردوں کی طرح عورتوں کی جماعت کرنا:

(الف) انگریزی تعلیم یافتہ عورتوں کی ایک جماعت نے پوری آزادی کے ساتھ اعلان کر کے مردوں کی طرح ایک بڑی جماعت میں بقرعید کی نماز قائم کرنی چاہی اور ایک اجنبی مرد کو پیش امام کر کے نماز پڑھ لی، علماء وقت نے عدم جواز کے فتوے دیئے، مگر نہ مانیں، کیا یہ کوئی شرعی نماز ہوگی، نیز ان کا یہ فعل کیا احداث فی الدین نہ ہوگا اور ایسی عورتوں کو شرعاً کیا کہنا چاہیے؟

(ب) ان کے مشیر کار مردوں کا یہ دعویٰ ہے کہ حدیث نبوی میں مردوں کے ساتھ عورتوں کا نماز میں شریک ہونا ثابت ہے تو کیا اس وقت زمانہ کی ضرورت کے مطابق فقہاء کے اقوال کو مسترد کر کے ہم اجتہاد نہیں کر سکتے کہ عورتوں کو بھی مردوں کی طرح جماعت سے نماز ادا کرنے کی آزادی دی جائے، ایسے لوگوں کو شرعاً کیا کہنا چاہیے۔

(المستفتی: ۲۴۵۹، عبدالرشید صاحب (بنگال) ۱۶/ محرم ۱۳۵۸ھ، ۸/ مارچ ۱۹۳۹ء)

الجواب

صرف عورتوں کی علاحدہ اور مستقل جماعت قائم کرنا بے اصل اور بے ثبوت ہے، اس کو بدعت کہنا صحیح ہے۔ (۱)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتوں کو عید کی نماز میں مردوں کی جماعت میں شامل ہونے کی اجازت؛ بلکہ تاکید تھی، عورتوں کو مردوں کے پیچھے کھڑے ہونے کی تاکید تھی؛ لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے بعد صحابہ کرام نے عورتوں کو جماعت میں آنے سے ممانعت کی، فقہاء کرام نے بھی زمانہ کی حالت اور لوگوں کی اخلاقی کیفیت بدل جانے کی وجہ سے ممانعت کو درست سمجھا۔

اب اگر عورتیں نہ مانیں تو وہی صورت اختیار کرنی چاہیے، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی؛ یعنی عورتیں مردوں کی جماعت میں شریک ہو جائیں۔ ہاں! ایسا انتظام کر دیا جائے کہ عورتوں اور مردوں کا اختلاط نہ ہو، عورتوں کی صفیں مردوں کے پیچھے اور علاحدہ ہوں۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی (کفایت المفتی: ۱۴۱/۳)

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث: إعلاء السنن: ۲/ ۱۲۵ -

(۲) عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "لا تمنعوا نساءكم المساجد وبيوتهن ==

عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے:

سوال: ایک عورت تدریس قرآن مجید کرتی ہے اور ایک لڑکی بالغہ کو حفظ قرآن کرایا، اس عورت معلمہ کا خیال ہوا کہ رات کو نماز تراویح باجماعت اپنے گھر میں شروع کروں، تا آنکہ دیگر عورتیں بھی آجائیں گی اور لڑکی کا ختم بھی ہو جائے گا، چنانچہ گذشتہ سال نماز تراویح، باجماعت اپنے مکان میں، جو کہ حویلی کے اندر ہے، پڑھتی رہی ہیں اور بڑی جماعت ہو جاتی ہے، اسی طرح اس سال میں بھی دوسری لڑکی سے نماز تراویح میں قرآن سننا شروع کر دیا ہے، اندر مکان کے باجماعت پڑھتی ہیں، کافی عورتیں جمع ہو جاتی ہیں، جو امام ہوتی ہے، وہ درمیان میں کھڑی ہو جاتی ہے، آیا ان کا یہ طرز عمل جائز ہے، یا مکروہ تحریمی ہے، اگر مکروہ ہے تو ان کے عمل کو بالکل بند کر دیا جائے، یا کہ جائز مع الکرہت عمل کو کسی مصلحت کی بنا پر جاری رکھا جائے؟

(المستفتی: ۲۶۵۵، حکیم غلام رسول صاحب (ملتان) ۱۵/شوال ۱۳۵۹ھ ۱۶/فروری ۱۹۴۰ء)

الجواب

حنفیہ کے نزدیک عورتوں کی جماعت مکروہ ہے؛ کیوں کہ قرون اولیٰ میں اس کا طریقہ جاری نہیں کیا گیا، پس حنفیہ کے لیے تو اس طریقہ کا اختیار کرنا صحیح نہیں ہے۔ (۱)

حضرت عائشہ کی حدیث ہے کہ! عن عائشة رضی اللہ عنہا أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا خیر فی جماعة النساء إلا فی مسجد جماعة. {رواه أحمد والطبرانی} {إعلاء السنن} (۲)

وعن علی رضی اللہ عنہ قال: لا تؤم المرأة. {رواه فی المدونة لمالك} (۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

== خیر لهن. (سنن أبی داؤد، باب ماجاء فی خروج النساء إلى المساجد (ح: ۵۶۷) / مسند الإمام أحمد، مسند عبد اللہ بن عمر (ح: ۵۴۶۸: ۷۷/۵) / صحیح ابن خزيمة، باب اختیار صلاة المرأة فی بیتها (ح: ۱۶۸۴) / رواه الحاكم فی المستدرک فی باب الإمامة وصلاة الجماعة (ح: ۷۵۵) وقال: هذا حدیث صحیح علی شرط الشيخین، الخ. ووافقہ الذہبی، انیس)

(و) یکره تحریماً (جماعة النساء) ولوفی التراویح ... (و یکره حضورهن الجماعة) ولولجمعة و عید و وعظ ... ولوعجوزاً لیللاً (علی المذهب) المفتی به، لفساد الزمان. (الدر المختار، باب الإمامة: ۶۵۱/ ۵۶۶-ط: سعید) و فی التنویر: ”ویصف الرجال، ثم الصبیان، ثم الخنثی، ثم النساء. (الدر المختار، باب الإمامة: ۵۵۷/۱)

(۱) (و) یکره تحریماً (جماعة النساء) ولوفی التراویح قال ابن عابدین رحمہ اللہ تعالیٰ: أفاد أن الکراهة فی کل ما تشرع فیہ جماعة الرجال فرضاً أو نفلًا. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۶۶/۱، ط: سعید)

(۲) إعلاء السنن: ۱۲۵/۲، المعجم الأوسط، من إسمه هارون (ح: ۹۳۵۹) انیس

(۳) إعلاء السنن: ۲۱۵/۲، مصنف ابن أبی شیبہ، من کره أن تؤم المرأة النساء (ح: ۴۹۵۷) انیس

اشکال بر جواب بالا (بعنوان عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے):

غریب نواز ہمارے حنفی ہی فرماتے ہیں کہ جائز بلا کراہت ہے، چنانچہ مولانا عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ شرح وقایہ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

كما يكره جماعة النساء وحدهن سواء كان في الفرض أو النفل وعلوه بأنها لا يخلو عن ارتكاب ممنوع وهو قيام الإمام وسط الصف ولا يخفى ضعفه بل ضعف جميع ما وجهوا به الكراهة، كما حققناه في تحفة النبلاء، ألفناه في مسألة جماعة النساء وذكرنا هناك أن الحق عدم الكراهة كيف ولا وقد امت بهن أم سلمة وعائشة في التراويح وفي الفرض، كما أخرجه ابن أبي شيبة وغيره وأمت أم ورقة في عهد النبي صلى الله عليه وسلم بأمره، كما أخرجه أبو داؤد، انتهى (۱)
حاشیہ موطا محمد رحمۃ اللہ علیہ میں امامت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تراویح میں نقل فرمائی ہے۔ (۲)
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خیر القرون میں مروج تھی۔

الجواب

میں نے حنفیہ کے مذہب کے مطابق جواب لکھا تھا، مولانا عبدالحی نور اللہ مرقدہ کی عبارت سے جو آپ نے نقل کی ہے، یہی ثابت ہوتا ہے کہ حنفیہ کا مذہب کراہت جماعت نساء کا ہے، مولانا نے اس مسلک پر اعتراض کیا ہے اور دلائل کراہت کو ضعیف بتا کر عدم کراہت کو حق کہا ہے، یہ ان کی رائے حنفیہ کے خلاف ہے، میں خود بھی ان کی رائے کو قوی سمجھتا ہوں؛ لیکن فتویٰ حنفی فقہ کے موافق دے سکتا ہوں، ہاں! یہ عرض کر دوں کہ خاص خاص صحابیات نے جماعت سے نماز پڑھ لی، یا پڑھادی تو اس سے میرا یہ لکھنا کہ قرون اولیٰ میں عورتوں کی جماعت کا رواج نہیں تھا، غلط نہیں؛ بلکہ وہ باوجود اس بات کو مان لینے کے کہ بعض صحابیات نے جماعت کر لی بحالہ قائم اور صحیح ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی۔ (کفایت المفتی: ۱۳۳۳-۱۳۴۳)

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الصلوٰۃ المرأة تؤم النساء: ۴۳۰/۱، ط: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان / سنن ابی داؤد، باب إمامة النساء: ۹۴/۱، ط: مكتبة إمدادية، ملتان

عن أم ورقة بنت عبد الله بن الحارث لهذا الحديث والأول أتم قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يزورها في بيتها وجعل لها مؤذناً يؤذن لها أمرها أن تؤم أهل دارها قال عبد الله فأننا رأيت مؤذنها شيخاً كبيراً. (سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب إمامة النساء (ح: ۵۹۱) ص: ۸۷، بیت الأفكار، انیس)

حاشیہ شرح الوقایہ، باب الجماعة: ۱۵۳/۱، ط: سعید

(۲) موطا الإمام محمد، باب قیام شهر رمضان: ۱۴۳، ط: نور محمد کتب خانہ کراچی

واضح رہے کہ حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محل کی تصنیف ”تحفۃ النبلاء“ فتاویٰ علماء ہند جلد ۸ میں مکمل شامل ہے، وہاں دیکھ لیں، انیس

تنہا عورتوں کی امامت اور جماعت کا حکم:

سوال: عورتوں کا امام بننا اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: _____ وباللہ التوفیق

عورتوں کی جماعت نماز میں اور ایک عورت کا امام ہونا مکروہ تحریمی ہے، خصوصاً جب کہ امام مقتدیوں سے آگے ہو؛ لیکن اگر امام صف کے اندر بیچ میں کھڑی ہو تو کراہت کم ہے۔ (شامی ۱/۳۸۰) (۱)

اگر ان عورتوں میں کسی کا محرم، یا شوہر امام ہو تو سب کی نماز جائز و درست ہوگی، ورنہ ایسی جماعت مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی ۱/۳۸۱) (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۱۳۷۹ھ - (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۷۴۲)

عورتوں کی جماعت اور عورتوں کا اذان و اقامت بلند آواز سے کہنا:

سوال (۱) عورت عورت کی جماعت کرے، یا نہیں؟

(۲) عورت کو نماز میں اقامت بلند آواز سے کہنا درست ہے، یا نہیں؟

الجواب: _____ وباللہ التوفیق

عورتوں کی جماعت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مکروہ ہے، اگر نماز جماعت سے پڑھیں گی تو وسط صف میں امام کھڑی ہو۔ (۳) بغیر اذان و اقامت و جہر کے نماز پڑھی جائے۔ (۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد حفیظ الحسن، ۱۳۴۳ھ -

الجواب صواب: محمد عثمان غنی عنہ، الجواب صحیح: محمد نور الحسن، نور الدین عنہ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۳۳۳۲)

(۱) ویکرہ تحریماً (جماعة النساء) ... (فإن فعلن تقف الإمام وسطهن) فلو تقدمت أئمت. (الدر المختار)

(قوله: فلو تقدمت أئمت) أفاد أن وقفها وسطهن واجب كما صرح به في الفتح وأن الصلاة صحيحة وأنها إذا توسطت لا تنزل الكراهة وإنما أُرشدوا إلى التوسط؛ لأنه أقل كراهة من التقدم. (ردالمحتار: ۳۰۶/۲) (كتاب الصلاة، باب الإمامة، انيس)

(۲) كما تكره إمامة الرجل لهن في بيت ليس معهن رجل غيره ولا محرم منه) كأخته أو زوجته أو أمته، أما إذا كان معهن واحد ممن ذكر أو أمهن في المسجد لا يكره. (الدر المختار على هامش ردالمحتار، باب الإمامة: ۳۰۷/۲)

(۳) (و) يكره تحریماً (جماعة النساء) ولو في التراويح في غير صلاة جنازة (لأنها لم تشرع مكررة) ... (فإن فعلن تقف الإمام وسطهن) فلو تقدمت أئمت. (الدر المختار، باب الإمامة: ۳۰۶-۳۰۵/۲)

(۴) عن ابن عمر ليس على النساء أذان ولا إقامة. {رواه البيهقي} {إعلاء السنن: ۱۲۴/۲} (السنن الكبرى، باب ليس على النساء الأذان والإقامة: ۴۰۸/۱، انيس)

عورتوں کا نماز کی جماعت میں حاضر ہونا کیسا ہے:

سوال: عورتوں کا مسجد میں نماز کی ادائیگی کے لیے جانا کیا حکم رکھتا ہے؟ غیر ممالک مثلاً: سعودی عرب وغیرہ میں عورتیں مسجدوں میں نماز پڑھتی ہیں، بہر حال اجازت اور عدم اجازت کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟ کتاب و سنت کی روشنی میں تفصیلی جواب عنایت فرمائیں؟

== ویس علی النساء اذان ولا إقامة فإن صلین بجماعة يصلین جازت صلاتهن مع الإساءة. (الفتاویٰ الہندیة: ۱/ ۵۳) (الباب الثانی فی الأذان، الفصل الأول فی صفته وأحوال المؤذن، انیس) (وہوسنة) للرجال فی مکان عال (مؤکدة). (الدر المختار) (قولہ: للرجال) أما النساء فیکره لهن الأذان وكذا الإقامة، لما روی عن انس وابن عمر من کراھتھا لهن، ولأن مبنی حالهن علی الستور رفع صوتهن حرام، إمداد. (ردالمحتار: ۴۸/۲) (باب الأذان، انیس) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے:

”عورتوں پر اذان و اقامت نہیں ہے۔“ (عن ابن عمر رضی اللہ عنہما: ”لیس علی النساء اذان ولا إقامة. {رواہ البیہقی} {إعلاء السنن: ۱۲۴/۲} السنن الکبریٰ (۴۰۸/۱)، باب لیس علی النساء الأذان والإقامة) بیہقی نے اس کو حضرت اسماء سے مرفوعاً بھی روایت کیا ہے اور حضرت انس سے بھی وقف و رفع دونوں نقل کیا ہے، البتہ رفع کو دونوں نے ضعیف کہا ہے۔ (السنن الکبریٰ: ۴۹۸/۱) تاہم تعدد طرق سے روایت کو تقویت ضرورتی ہے۔

وقال الحافظ فی التلخیص (۲۲۲/۱): رواہ البیہقی موقفاً بسند صحیح. أقول: وهو عند ابن أبی شیبہ (۳۶۶/۲ - ۳۶۷) عن جماعة من فحول التابعین عطاء والحسن وابن سیرین وإبرھیم وغیرہم عنہم وعن ابن عباس مع ابن عمر - عبد الرزاق أيضاً. (مصنف عبد الرزاق: ۱۲۶/۳ - ۱۲۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

”ہم لوگ بغیر اقامت کے نماز پڑھا کرتے تھے۔“ (عن عائشہ رضی اللہ عنہا: ”کنا نصلی بغیر إقامة. {رواہ البیہقی} {إعلاء السنن: ۱۲۵/۱} السنن الکبریٰ (۴۰۸/۱)، باب أذان المرأة وإقامتها لنفسها) / مستدرک حاکم (۱۳۱/۱ - ۱۳۸/۱) وغیرہ میں بعض روایات حضرت عائشہ کی اذان و اقامت کی آئی ہیں، (تلخیص: ۲۲۳/۱) لیکن ان کو لیث بن ابی سلیم کی وجہ سے ضعیف کہا گیا ہے، اگرچہ حاکم و ذہبی کے سکوت اور متابعت کی بات آئی ہے، مگر صاحب إعلاء السنن (۱۲۴/۲) کا کہنا ہے کہ اس بابت حضرت ابن عمر کی بات کلیہ ہے اور روایتوں میں عورتوں کی اذان کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ (مستدرک حاکم، ابوداؤد وغیرہ خرّج کے لئے ملاحظہ ہو: کتاب صلاة الرسول، تخریج عبد الرؤف عبد الحنان، ص: ۳۷۹)

مستدرک حاکم (۳۰۳/۱) میں حضرت ام ورقہ کی ایک روایت آئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے اذان و اقامت کی بات فرمائی، صاحب آثار السنن (۱۳۱/۱) نے اس کی سند کو حسن کہا ہے اور شیخ البانی نے بھی (ہامش ابن خزیمہ: ۸۹/۳)، مگر ابن القطان اور حافظ ابن حجر وغیرہ کی اس کے بعض راویوں کے حق میں سخت تنقید ہے؛ بلکہ خود حاکم نے بھی غربت کی بات کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: صلاة الرسول مع تخریج، ص: ۳۷۹ و نصب الرأیة (الصلاة، باب الإمامة) وإعلاء السنن: ۴ / ۲۱۶ - ۲۱۷ وغیرہ) مزید یہ کہ اس قسم کی چیزوں کا ثبوت جب عمومی نہیں تو ان کو خصوصی کبھی کبھی پر محمول کیا جاسکتا ہے۔ (احکام نماز اور احادیث و آثار، ص: ۳۵۸ - ۳۵۹)

الجواب _____ حامداً ومصلياً ومسلماً

اس سلسلہ میں جواب دیتے ہوئے مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”عورتوں کو فقہائے حنفیہ نے نماز کی جماعتوں، عیدین اور مجالس و عظ میں جانے سے منع کیا ہے اور کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے کہ عورتوں کے لیے مجالس و عظ اور جماعت نماز اور عیدین میں جانا مکروہ تحریمی ہے، جو حرام کے قریب ہے اور اس حکم فقہی کی دلیل یہ حدیث ہے، جو امام بخاری نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے:

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: لو أدرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما أحدث النساء

لمنعنہن کما منعت نساء بنی اسرائیل فقلت: لعمرة! أو ممنع؟ قالت: نعم. (رواه البخاری) (۱)

(حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ اگر عورتوں کی یہ حرکات جو انہوں نے اب اختیار کی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے تو انہیں مسجدوں میں آنے سے روک دیتے، جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئی تھیں۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے عمرہ سے پوچھا کہ کیا بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئی تھیں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ انتہی)

اس حدیث سے صاف طور پر یہ بات معلوم ہوگئی کہ صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں ہی عورتوں کی حالت ایسی ہوگئی تھی کہ ان کا گھروں سے نکلنا اور جماعت میں جانا سببِ فتنہ تھا اور اسی وجہ سے حضرت عمرؓ، حضرت عائشہؓ و دیگر اکابر صحابہؓ عورتوں کو جماعت میں آنے سے منع کرتے تھے۔ علامہ عینیؒ عمدۃ القاری شرح بخاری میں اُس حدیث کے تحت جس میں عورتوں کا زمانہ رسالت پناہ ہی میں عیدین میں جانا مذکور ہے، تحریر فرماتے ہیں: علمائے فرمایا کہ عورتوں کا عیدین میں جانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس لیے تھا کہ وہ زمانہ خیر و برکت کا تھا اور فتنہ کا خوف نہ تھا اور آج کل جو ان عورتیں خوبصورت خوش وضع ہرگز نہ جائیں اور اسی لیے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کی یہ حرکت ملاحظہ فرماتے تو ان کو مسجد میں آنے سے روک دیتے، جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئیں تھیں، علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک کے بہت تھوڑے دنوں بعد کا ہے اور آج کل تو خدا کی پناہ! پس مطلقاً عورتوں کو عید اور غیر عید میں جانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، انتہی۔ جب کہ علامہ عینیؒ اپنے زمانہ میں یہ فرماتے ہیں کہ آج کل کی عورتوں کے حالات سے خدا کی پناہ! تو پھر ہمارے اس زمانہ چودھویں صدی کی عورتوں کا تو ذکر ہی کیا ہے اور علامہ عینیؒ عمدۃ القاری میں دوسری جگہ فرماتے ہیں: ہمارے اصحاب؛ یعنی علمائے حنفیہ کا مذہب وہ ہے، جو صاحب بدائع نے ذکر کیا ہے کہ علما کا اس پر اتفاق ہے کہ جو ان عورت کو عیدین اور جمعہ؛ بلکہ کسی نماز میں جانے کی اجازت نہیں، بوجہ ارشاد باری تعالیٰ: ﴿وقرن فی بیوتکن﴾ کے

(۱) صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب: انتظار الناس قیام الإمام العالم (ح: ۸۶۹) ص: ۲۷۶، بیت الأفكار، انیس

اور اس لیے کہ عورتوں کا گھروں سے نکلنا فتنہ کا سبب ہے، ہاں بوڑھیاں عیدین کے لیے جاسکتی ہیں اور اس میں خلاف نہیں ہے کہ افضل بوڑھیوں کے لیے بھی یہی ہے کہ کسی نماز کے لیے نہ نکلیں۔ انتہی (۱)

اور بدائع میں ہے: ”جوان عورتوں کا جماعتوں میں جانا مباح نہیں، اس روایت کی دلیل سے، جو حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے جوان عورتوں کو نکلنے سے منع فرمایا تھا اور اس لیے کہ عورتوں کا گھروں سے نکلنا فتنہ کا سبب ہے اور فتنہ حرام ہے اور جو چیز فتنہ کی طرف پہنچائے، وہ بھی حرام ہوتی ہے“۔ انتہی (۲)

اور فتاویٰ ہندیہ معروف بہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: یعنی اس زمانہ میں فتویٰ اس پر ہے کہ عورتوں کا تمام نمازوں میں جانا مکروہ ہے؛ کیوں کہ ظہور فساد کا زمانہ ہے۔ (۳)

اور بدائع میں ہے: ”عورت کا حکم یہ ہے کہ وہ خاوند کی خدمت میں (شرعاً) لگائی گئی ہے اور مردوں کی مجلسوں میں جانے سے (شرعاً) روکی گئی ہے؛ کیوں کہ عورتوں کا گھروں سے نکلنا فتنہ کا سبب ہے اور اسی لیے عورتوں پر جماعت اور جمعہ نہیں۔ (۴)

ان تمام عبارتوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عورتوں کو نماز پنجگانہ، عیدین اور جمعہ کی جماعتوں میں جانا مکروہ تحریمی ہے اور گھروں سے ان کے نکلنے میں ہی فتنہ ہے اور یہ ممانعت حضرت عمرؓ، حضرت عائشہؓ، عروۃ بن الزبیرؓ، قاسمؓ، تکی بن سعید انصاریؓ، امام مالکؓ، امام ابو یوسفؓ وغیرہم سے منقول ہے اور ائمہ حنفیہ کا بالاتفاق یہی مذہب ہے، جیسا کہ یعنی اور بدائع کی عبارتوں سے واضح ہے۔ (۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (مجموع الفتاویٰ: ۱/۴۴۷-۴۵۰)

(۱) یعنی شرح بخاری و بدائع: ۲۷۵/۱۔

(۲) بدائع الصنائع: ۱/۱۵۷۔

(۳) فتاویٰ عالمگیری: ۹۳/۱۔

(۴) بدائع الصنائع: ۲۵۸/۱۔

(۵) کفایت المفتی: ۳۹۱/۵ تا ۳۹۴۔

احادیث میں یہ ضرور آیا ہے کہ عہد نبوی میں عورتیں مسجد کی جماعت میں شریک ہوتی تھیں، مگر ساتھ ہی یہ بھی آیا ہے کہ اچھا یہی ہے کہ وہ گھر میں نماز پڑھا کریں اور یہ بھی آیا ہے کہ مسجد جائیں تو انتہائی سادگی سے اور بغیر کسی اہتمام لباس وغیرہ کے، ورنہ ان کا جانا وعید کا باعث ہے۔ (روایات کے لئے ملاحظہ ہو! جامع الأصول: ۱۱/۱۹۸-۲۰۲)

اور دن بدن حالات میں تبدیلی اور خرابی ہی آتی گئی ہے؛ اسی لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد معروف ہے، جسے تمام علماء محققین نے اپنے استدلال میں ذکر کیا ہے اور ان چیزوں کی وجہ سے ممانعت کو ذکر کیا ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرمایا:

”اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواتین کی اس حالت کا مشاہدہ فرماتے، جو انہوں نے (آپ کے بعد) اختیار کر لی ہے تو آپ ان کو مسجد سے روک دیتے جیسے کہ بنو اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا“۔ (بخاری و مسلم) (عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت: = =

== ”لو رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم بما أحدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بني إسرائيل“. {رواه البخارى ومسلم والموطا وأبو داؤد} {جامع الأصول: ۲۰۱/۱۱ - ۲۰۲} / البخارى، صفة الصلاة، باب خروج النساء إلى المساجد / مسلم الصلاة، باب خروج النساء إلى المساجد

دوسرے صحابہ بالخصوص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، جن سے متعدد مرفوع روایات آئی ہیں کہ عورتوں کا گھر میں ہی نماز پڑھنا بہتر و افضل ہے، ان سے اس بابت خصوصیت سے ممانعت و تاکید منقول ہے، وہ حج و عمرہ و حرمین نیز من دراز عورتوں کی تخصیص و استثناء کی بات فرماتے اور عام عورتوں کے لئے گھر ہی کی نماز کو فضیلت کی اور افضل بتاتے؛ بلکہ یہاں تک روایت ہے کہ جمعہ کے دن کنکری مار مار کر ان کو مسجد سے باہر نکالتے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۰۱/۵ - ۲۰۲)

آگے اس بابت ارشادات نبویہ ملاحظہ ہوں، جن کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بات فرمائی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے شدت اپنائی اور علماء امت، ائمہ اربعہ وغیرہ نے اس کو ناپسند و ممنوع قرار دیا۔ واضح رہے کہ مسجد و جماعت سے ممانعت کی بات صرف حنفیہ ہی نہیں کرتے؛ بلکہ دوسرے حضرات کے یہاں بھی اسی قسم کا حکم ہے۔ (ملاحظہ ہو! الفقہ الاسلامی وادنیہ: ۱۱۷۳-۱۱۷۴، الموسوعۃ الفقہیہ: ۲۷۷-۱۶۷، ۶۸-۳۷۷-۲۱۸)

اور جو لوگ اجازت کی بات کرتے ہیں، وہ صرف جواز کی حد تک اور شروط و قیود کے ساتھ، ورنہ نہیں۔ (تقلید اور ان امور میں توسع رکھنے والے علماء بھی یہی کہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو! ”خواتین کے مخصوص مسائل“، مؤلفہ شیخ صالح فوزان، ص: ۸۱-۸۶، علامہ شوکانی (نیل الأوطار: ۱۱/۴-۱۳) وغیرہ کا نقطہ نظر بھی یہی ہے۔

اور بعض احادیث میں جو یہ آیا ہے کہ عورت اجازت مانگے تو روکا نہ جائے۔ (ملاحظہ ہو! جامع الأصول: ۱۱۱-۱۹۸-۱۹۹) تو اس کی بابت مولانا عبدالرحمان صاحب مبارکپوری نے امام نووی سے نقل کیا ہے کہ حدیث میں یہ حکم کہ عورت کو روکا نہ جائے اور منع نہ کیا جائے، یہ تجربہ کا ہے (تحریم کا نہیں؛ یعنی اچھا و بہتر ہے کہ نہ روکے، حرمت کا نہیں کہ روکنا حرام اور کلپیہ منع ہے) اور یہ حکم اس وقت ہے، جب کہ حدیث میں مذکور شرائط پائے جائیں۔ (تحفۃ الاحوذی: ۳-۱۳۳) ورنہ روکنا حق و لازم ہوگا، جیسا کہ امام ترمذی نے عبداللہ بن مبارک سے نقل کیا ہے۔ (ترمذی، ابواب العیدین)

اور حافظ ابن حجر نے ابن دینق العید سے نقل کیا ہے کہ حدیث تو عام ہے؛ مگر فقہا نے قیدیں لگائی ہیں۔ (فتح الباری: ۲-۳۴۹-۳۵۰) (وہ قیدیں احادیث سے ماخوذ ہیں، جیسا کہ آگے وضاحت موجود ہے)۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے کہ بیچ وقت نمازوں اور جمعہ میں عورتوں کی شرکت بہت کم ہوتی تھی؛ اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نمازوں کے حق میں گھروں کا ثواب زیادہ بتایا ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۶/۲۵۸) البتہ شیخ فرماتے ہیں کہ عیدین میں ان کو شرکت کا حکم تھا اور اس کے اسباب بھی ذکر کئے ہیں۔

عورت مسجد جا سکتی ہے، مگر بہتر اس کے لئے گھر ہی ہے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ ارشاد نبوی ہے: ”اپنی عورتوں کو مسجدوں سے مت روکو، ویسے تو ان کے گھر ان کے لیے بہتر ہیں“۔ (عن ابن عمر رضی اللہ عنہما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ”لا تمنعوا نساءكم المساجد وبيوتهن خير لهن.“) {أخرجه أبو داؤد} {جامع الأصول: ۲۰۱/۱۱} / أبو داؤد، كتاب الصلاة، باب ما جاء في خروج النساء إلى المساجد / مسند احمد: ۷۶۲-۷۷ / صحيح ابن خزيمة، جماع أبواب صلاة النساء في الجماعة / وفي هامش ابن خزيمة (۹۳/۳) نقلاً عن الألبانی: الحديث صحيح بشواهد وهو مخرج في صحيح أبي داؤد. ==

== أقول: رواه الحاكم في المستدرک: ۲۰۹/۱، وقال: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ووافق عليه الذهبي، انيس)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد نبوی نقل کیا ہے:

”عورت کی نماز اپنے گھر کے کمرے میں بہتر ہے، اس کے گھر کے صحن و برآمدے سے اور اس کی نماز کوٹھڑی میں کمرے کی نماز سے بہتر ہے۔“ (ابوداؤد) (عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ”صلاة المرأة في بيتها أفضل من صلاتها في حجرتها و صلاتها في مخدعها أفضل من صلاتها في بيتها. {أخرجه أبو داؤد} {جامع الأصول: ۲۰۰/۱۱} / أبو داؤد، باب ماجاء في خروج النساء إلى المساجد، وفي هامش جامع الأصول: ۲۰۰/۱۱، إسناده حسن، وأخرجه ابن خزيمة، جامع أبواب صلاة النساء في الجماعة) وفي هامشه (۹۴/۳) قال الألباني: إسناده صحيح) اور ایک روایت میں ہے:

”اللہ کو عورت کی نماز سب سے زیادہ محبوب وہ جو اس کے گھر کے اندر سب سے تاریک حصے میں ہو۔“ (ابن خزیمہ)

(عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ من قول النبي صلی اللہ علیہ وسلم: ”إن أحب صلاة يصلها المرأة إلى الله في أشد مكان في بيتها ظلمة.“ (صحيح ابن خزيمة، جامع أبواب صلاة النساء في الجماعة وفي هامشه (۹۶/۳) ذکر تحسین الحدیثین أحدهما بالآخر ورواه الطبرانی فی الكبير من قول ابن مسعود. قال الهيثمى: رجاله موثقون. (مجمع الزوائد: ۳۸/۲)

ایک روایت تو اس مضمون کی بھی ہے کہ ایک صحابی نے آپ کے ساتھ اپنی نماز کے شوق کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا:

”تمہاری نماز تمہارے کمرے میں، تمہارے برآمدے کی نماز سے بہتر ہے اور تمہارے برآمدے میں تمہاری نماز گھر کے کھلے حصے و میدان سے بہتر ہے، اور گھر کے کھلے حصے کی نماز محلہ کی مسجد سے بہتر اور محلے کی مسجد کی نماز میری اس مسجد کی نماز سے بہتر ہے۔“

پھر ان صحابیہ کو حکم دیا گیا تو ان کے لئے گھر کے کنارے اور انتہائی تاریک حصے میں مسجد (نماز کی جگہ) بنائی گئی، جس میں وفات تک وہ نماز ادا کرتی رہیں۔ (ابن خزیمہ) (صحيح ابن خزيمة، جامع أبواب صلاة النساء بالجماعة، قال الألباني في هامشه (۹۵/۳): حديث حسن، حافظ ابن حجر نے اس کو امام احمد و طبرانی سے نقل کرتے ہوئے مسند احمد کی سند کو حسن کہا ہے۔ (فتح الباری: ۳۵۰/۳) وفي مجمع الزوائد (۳۷/۲)، باب خروج النساء إلى المساجد): رواه أحمد و رجاله رجال الصحيح غير عبد الله بن سويد الأنصاري وثقه ابن حبان)

ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارے شوہر ہم کو آپ کے ساتھ نماز پڑھنے سے منع فرماتے ہیں اور ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھنا چاہتے ہیں تو آپ نے فرمایا:

”تمہاری نماز تمہارے کمرے میں تمہارے گھروں کے صحن و برآمدوں سے بہتر ہے اور تمہارے صحن و برآمدوں کی نماز جماعت کی نماز سے بہتر ہے۔“ (ابن ابی شیبہ و احمد)

(عن أم حميد قالت: يا رسول الله! يمنع أزواجنا أن نصلي معك ونحب الصلاة معك فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: ”صلاتكن في بيوتكن أفضل من صلاتكن في حجركن و صلاتكن في حجركن أفضل من صلاتكن في الجماعة.“ (مصنف ابن أبي شيبة: ۲۰۳/۵) وفي هامشه: رواه احمد (۳۷۱/۶) وابن خزيمة (۱۶۸۹) وابن حبان) ==

== عورت مسجد جائے تو بغیر کسی اہتمام کے عام لباس و ہیئت میں در منع ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی منقول ہے:

”اللہ کی بندگیوں کو اللہ کی مسجدوں سے مت روکو اور وہ نکلیں تو معمولی حال میں“۔ (یعنی سنگار وغیرہ کے بغیر) (ابوداؤد) (عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا تمنعوا إماء اللہ مساجد اللہ ولكن لیخرجن وهن تفلات. {آخر جہ ابوداؤد} {جامع الأصول: ۲۰۱/۱۱} سنن ابی داؤد، با ماجاء فی خروج النساء إلی المساجد) / وفي هامش جامع الأصول (۲۰۱/۱۱): إسناده حسن ورواه ابن خزيمة، جماع أبواب صلاة النساء في الجماعة وفي هامشه (۹۰/۳): إسناده حسن)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نقل فرمایا ہے:

”جو عورت خوشبو لگائے ہو، وہ ہمارے ساتھ عشا کی نماز میں شریک نہ ہو“۔ (مسلم) (عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ”ایما امرأة أصابت بخوراً فلا تشهد معنا العشاء الآخرة“۔ {رواه مسلم وأبوداؤد والنسائی} {جامع الأصول: ۷۷۱/۴} (الصحيح لمسلم، كتاب الصلاة، باب خروج النساء إلی المساجد، رقم الحديث: ۴۴۴) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کیا ہے:

”جب تم میں سے کوئی عورت مسجد جائے تو خوشبو نہ لگائے“۔ (مسلم) (عن زینب امرأة ابن مسعود رضی اللہ عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ”إذا شهدت إحداكن المسجد فلا تمس طيباً“۔ {رواه مسلم والنسائی} {جامع الأصول: ۷۷۲/۴} (الصحيح لمسلم، كتاب الصلاة، باب خروج النساء إلی المساجد، رقم الحديث: ۴۴۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی منقول ہے:

”جو عورت خوشبو پھیلاتی مسجد جائے، اس کی نماز اللہ قبول نہیں فرماتے، حتیٰ کہ وہ گھر واپس ہو کر اس کو دھلے“۔ (احمد و ابن خزیمہ) (عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول: ”لا يقبل اللہ من امرأة صلاة خرجت إلی المسجد وریحها تعصف حتیٰ ترجع فتغتسل“۔ {رواه ابن خزيمة و احمد} {مسند احمد (۲/۲۶۶-۲۶۴) / صحيح ابن خزيمة، جماع أبواب صلاة النساء في الجماعة، وفي هامشه (۹۲/۳) قال الألبانی: حديث حسن ورجاله ثقات لكنه منقطع... يتقوى بطريق مولیٰ ابی رهم)

خلاصہ احادیث:

ممتاز عالم و محدث مولانا عبدالرحمن مبارکپوری کے لفظوں میں خلاصہ احادیث سنئے:

”تم جانو کہ عورتوں کا گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور اس کے باوجود بھی اگر کوئی عورت مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت حاصل کرے (یعنی شوہر سے) تو اس کو روکنا نہیں چاہئے؛ بلکہ (شوہری طرف سے) اس کو اجازت دینی چاہئے؛ لیکن اس کے لئے چند شرطیں ہیں، جن کا بیان احادیث میں آیا ہے، ان کا لحاظ ضروری ہے۔

اور وہ شرطیں یہ ہیں:

(۱) جو عورت نماز کے لئے مسجد میں جائے، وہ خوشبو نہ لگائے۔

(۲) بن سنور کر نہ جائے۔

مستورات کی جماعت کا ثبوت شرعی موجود ہے :

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بندہ کی اہلیہ نفلوں میں کلام پاک سنا رہی ہے اور عورتوں کی امامت کر رہی ہے، اب بعض لوگ کہتے ہیں کہ عورتوں کی جماعت کا کیا ثبوت ہے؟ کیا واقعی عورتوں کی جماعت کا کوئی شرعی ثبوت نہیں ہے؟ بیوقوف تو جروا۔

(المستفتی: فضل الہی، خطیب جامع مسجد فاروقیہ اسلام آباد، ۲۴/۶/۱۹۷۷ء)

- (۳) پاؤں میں آواز والا پازیب نہ پہنے۔
- (۴) اچھے کپڑوں کو پہن کر نہ جائے۔
- (۵) مردوں سے ملے جلے نہیں۔
- (۶) نوجوان نہ ہوں یا نوجوان کی طرح نہ ہو۔
- (۷) راستے میں عورتوں سے چھیڑ چھاڑ کا اندیشہ نہ ہو۔ (مولانا مبارک پوری صاحب نے یہ تفصیل تحتہ الاحوذی (۱۴۳۳) میں ذکر کی ہے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی ہے۔ علامہ ابن حزم نے اگرچہ اس کو اختیار کیا ہے کہ عورتوں کے لیے بھی مسجد جانا بہتر ہے، البتہ فرض نہیں ہے؛ لیکن وہ بھی فرماتے ہیں کہ اجازت لے کر جائیں اور سادگی کے ساتھ بغیر زینت و اہتمام کے اور خوشبو کے اور اگر وہ خوشبو زینت کے ساتھ جائیں تو ان کی نماز نہیں ہوگی اور ان کو منع کرنا لازم ہوگا۔ (محلّی: ۱۸۸/۴)

تنہا عورتوں کی جماعت بھی پسندیدہ نہیں ہے، بس اجازت ہے:

اسی لئے عہد نبوی و عہد صحابہ میں اس کا عمومی ثبوت نہیں ملتا؛ بلکہ خصوصی ہی کا تذکرہ وثبوت ملتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد نبوی منقول ہے:

”عورتوں کی جماعت میں کوئی خیر نہیں، الا یہ کہ مسجد کی جماعت ہو اور اس میں شریک ہوں“۔ (احمد و طبرانی) (عن عائشہ رضی اللہ عنہا أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ”لا خیر فی جماعة النساء إلا فی مسجد جماعة“۔ (رواہ احمد و الطبرانی) {إعلاء السنن: ۱۲/۱۲۵} / (مسند احمد (۶۶/۶) / (مجمع الزوائد (۳۶/۲) / (وفیہ ابن لہیعہ و فیہ کلام، قال فی إعلاء السنن (۲۱۴/۴): قلت: قد حسن له الترمذی واحتج به غیر واحد کما فی مجمع الزوائد، أيضاً، وقال أيضاً (إعلاء السنن: ۲۱۵/۴): ابن لہیعہ أحسن حالاً منه (أی من بعض رواة حدیث أم ورقة عند الحاكم وغیره) لأنه من الأئمة المعروفین لم یجهله أحد قط فحدیثه أولى)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ فرماتے تھے:

”عورت امامت نہیں کرے گی“۔ (المدونہ) (عن مولیٰ بنی ہاشم عن علی بن ابی طالب أنه قال: ”لا تؤم المرأة“۔ (رواہ مالک فی المدونہ {إعلاء السنن: ۲۱۵/۴} / المدونہ (۸۵/۱) / (وفی إعلاء السنن (۲۱۷/۴): قلت: رجالہ کلہم ثقات ولا یضره عدم تسمیة الراوی عن علی فإن شیوخ ابن ابی ذئب (الذی رواہ عنہ ابن وہب) کلہم ثقات سوی البیاض (وهو لیس من موالی بن ہاشم) قالہ ابن معین وأبو داؤد، كما فی التهذیب فالسند صحیح. رواہ ابن ابی شیبہ (۵۷۰/۳) أيضاً) ظاہر یہی ہے کہ اس سے خود عورتوں کی امامت کی نفی مراد ہے اور ان کی جماعت کی، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اذان و اقامت کی نفی کی ہے، (ملاحظہ ہو! حدیث: ۲۲۳) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امامت کی (ملاحظہ ہو! حدیث: ۵۲۲) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جماعت کی، (ملاحظہ ہو! حدیث: ۵۲۱) سب کا حاصل یہی نکلا کہ عورتوں کے لیے وہ نظام نہیں، جو مردوں کے لیے ہے۔ (احکام نماز اور احادیث و آثار، ص: ۳۵۱-۳۵۷)

الجواب

بنا بر تحقیق عورتوں کی جماعت مشروع ہے، نہ منسوخ ہے اور نہ مخصوص ہے؛ لأن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و

سلم جعل لأم ورقة مؤذناً وأمرها أن تؤم أهل دارها. {رواه أبو داؤد: ۹۵/۱} (۱)

ولا وجه لنسخه ولا دليل على الخصوصية كيف وقدر وی ابن ابی شیبہ أن أم سلمة وعائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہما أمتا فی التراویح والفرض. (۲)

قال العلامة الكهنوی فی عمدة الرعاية علی هامش شرح الوقاية (۱/۶۷۱) (قوله: كجماعة النساء وحدهن): عللوه بأنها لا تخلو عن ارتكاب ممنوع وهو قيام الإمام وسط الصف ولا يخفى ضعفه بل ضعف جميع ما وجهوا به الكراهة كما حققناه في تحفة النبلاء في مسألة جماعة النساء وذكرنا هناك أن الحق عدم الكراهة كيف لا وقد أمت بهن أم سلمة وعائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی التراویح وفي الفرض كما أخرجہ ابن ابی شیبہ وغيره وأمت أم ورقة فی عهد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بأمره كما أخرجہ أبو داؤد، انتهى (۳)

قلت: وقال إمام الأئمة: إذا صح الحديث فهو مذهبي. (۴) أول لعل المراد من الكراهة التنزيهية كما يشير إليه كلام صاحب الخلاصة: وصلاتهن فرادى أفضل. (۵)

نعم: صرح في شرح التنوير بالتحريم لكن لا وجه له. (۶) فافهم وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۳۲۵/۲-۳۲۶)

(۱) سنن ابی داؤد: ۹۵/۱، باب إمامة النساء (عن أم ورقة بنت عبد بن الحارث بهذا الحديث والأول أتم قال: وكان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يزورها في بيتها وجعل لها مؤذناً يؤذن لها وأمرها أن تؤم أهل دارها، قال عبد الرحمن: فأنا رأيت مؤذنها شيخاً كبيراً. (سنن ابی داؤد، كتاب الصلاة، باب إمامة النساء (ح: ۵۹۱) ص: ۸۷، بيت الأفكار، انيس)

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ: ۵۳۶/۱، باب المرأة تؤم النساء

(۳) عمدة الرعاية علی هامش شرح الوقاية: ۱۷۶/۱، فصل في الجماعة

(۴) قال العلامة ابن عابدين: ونظيره هذا ما نقله العلامة بيري في أول شرحه على الأشباه عن شرح الهداية لابن الشحنة ونصه: إذا صح الحديث وكان علي خلاف المذهب عمل بالحديث ويكون ذلك مذهبه ولا يخرج مقلده عن كونه حنفياً بالعمل به فقد صح عنه أنه قال: إذا صح الحديث فهو مذهبي وقد حكى ذلك ابن عبد البر عن أبي حنيفة وغيره من الأئمة. (ردالمحتار هامش الدر المختار: ۵۰/۱، مطلب صح عن الإمام أنه قال: إذا صح الحديث فهو مذهبي..)

(۵) قال العلامة طاهر بن عبد الرشيد البخاري: وإمامة المرأة للنساء جائزة إلا أن صلواتهن فرادى أفضل. (خلاصة الفتاوى: ۱/۴۷، فصل في الإمامة والاقتداء)

(۶) قال العلامة الحصكفي: ويكره تحريماً جماعة النساء ولو في التراویح... فإن فعلن تقف الإمام وسطهن... كالعراة فيتوسطهم إمامهم ويكره جماعتهم تحريماً، فتح. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار: ۴۱۸/۱، قبيل مطلب هل الإساءة دون الكراهة، الخ)

جماعت النساء بعض فقہاء کے نزدیک جائز اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ!

(۱) ایک حافظہ قرآن تراویح میں خواتین کے لیے امامت کراتی ہے، جس کے لیے دیگر خواتین کو دعوت بھی دی جاتی ہے، کیا اس میں کراہت ہے؟

(۲) ایک معمر خاتون چار سہ میں بروز جمعہ دیگر خواتین کو جمع کر کے جمعہ پڑھاتی ہے، کیا ان خواتین کے ذمہ نماز ظہر ساقط ہو جاتی ہے؟ بینوا تو جروا۔

(المستفتی: مفتی عبداللہ شاہ، محلہ عزیز خیل چار سہ، ۱۹۹۱/۲۱ء)

الجواب

(۱) فقہا کرام نے خواتین کی جماعت کو اور جماعت کے لیے گھروں سے نکلنے کو مکروہ لکھا ہے، کما فی إمامة الدر المختار مع رد المحتار (۱) اور مولانا عبدالحی نے عمدۃ الرعاۃ علی شرح الوقایۃ: ۱/۶۱، میں جواز کو راجح قرار دیا ہے؛ (۲) کیوں کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو امامت کرنے کی اجازت دی تھی، کما فی سنن ابی داؤد: ۱/۹۵، باب إمامة النساء (۳) اور پیغمبر علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ام

(۱) قال العلامة الحصکفی: ویکره تحریماً جماعۃ النساء ولو فی التراويح فی غیر صلاة جنازة فإن فعلن تقف الإمام وسطهن... وتکره جماعتهم تحریماً فتح ویکره حضورهن الجماعۃ ولولجمعة وعید و وعظ مطلقاً ولو عجوزاً لیلاً علی المذهب المفتی به لفساد الزمان. (الدر المختار علی هامش رد المحتار: ۱/۴۱۸، باب الإمامة)

(۲) قال العلامة عبد الحیء الکهنوی: قوله: کجماعۃ: أى کما یکره جماعۃ النساء و حدهن سواء کان فی الفرض أو النفل وعللوه بأنها لا یخلوا عن ارتکاب ممنوع وهو قیام الإمام وسط الصف ولا ینحفی ضعفه بل ضعف جمیع ما وجها به الکراهة کما حققناه فی تحفة النبلاء ألفناها فی مسئلة جماعۃ النساء و ذکرنا هناک أن الحق عدم الکراهة کیف لا وقد أمت بهن أم سلمة وعائشة فی التراويح و فی الفرض، کما أخرجه ابن أبی شیبہ وغیره أمت أم ورقة فی عهد النبى صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بأمره، کما أخرجه أبو داؤد. (عمدة الرعاۃ علی هامش شرح الوقایة: ۱/۱۷۶، فصل فی الجماعۃ)

(۳) عن أم ورقة بنت عبد اللہ بن الحارث بهذا الحدیث والأول أتم وكان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یزورها فی بیتها وجعل لها مؤذناً يؤذن لها وأمرها أن يؤذن أهل دارها قال عبد الرحمن: فأنا رأیت مؤذنها شیخاً كبيراً. (سنن أبی داؤد: ۱/۹۵، باب إمامة النساء) (ص: ۸۷، بیب الأفكار) انیس

عن أم ورقة بنت عبد اللہ بن الحارث الأنصاری وكانت جمعت القرآن وكان النبى صلی اللہ علیہ وسلم قد أمرها أن تؤم أهل دارها وكان لها مؤذن وكانت تؤم أهل دارها. (مسند الإمام أحمد، حدیث أم ورقة ح: ۲۷۲۸۳) انیس

سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تراویح میں امامت کراتی تھیں، کمافی مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ (۱) تو معلوم ہوا کہ ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی امامت نہ مخصوص ہے اور نہ منسوخ ہے، بہر حال فقہا کرام کا حکم فتنہ کے سدباب پر مجہول ہے۔

(۲) جب ذکور شرط و جوہ ہے تو عورت عورتوں کی امام جمعہ ہو سکتی ہے؛ لیکن بہر حال کمروہات سے بھرپور ہے اور افراد اس سے بہت مفضول ہے۔ وہو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۳۲۶/۲-۳۲۸) ☆

عورت کی اقتدا شوہر تراویح میں کرے، یا نہیں:

سوال: زوجہ زیدہ حافظہ قرآن ہے، اگر اس رمضان شریف میں اس کا شوہر اور ابن اور بنات اس کی اقتدا فرض تراویح میں کریں تو جائز ہے، یا نہیں؟ اور اگر وہ تنہا تراویح پڑھے تو جہر کے ساتھ قرأت قرآن درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

(ولا یصح اقتداء رجل بامرأة) وخنثی (وصبی مطلقاً، إلخ). (الدر المختار) (۲)
ویکرہ جماعة النساء و لوفی التروایح. (الدر المختار) (۳)

(۱) أن أم سلمة وعائشة رضی اللہ عنہما أمتا فی التروایح والفرض. (مصنف ابن ابی شیبہ: ۵۳۶/۱، باب المرأة تؤم النساء)
☆ مسجد کے بالائی حصہ میں عورتوں کی بلاجماعت نماز کا حکم:

سوال: ہمارے یہاں ایک ایسی جگہ ہے، جہاں کافی ساری مسلم عورتیں کام کرتی ہیں اور وہ کافی دور سے آتی ہیں، نیز اس جگہ پر ایک مسجد بھی ہے، جس کے دو حصے ہیں: ایک اوپر کا اور ایک نیچے کا اور دو ہی دروازے ہیں، ایک اوپر جانے کے لیے اور ایک نیچے جانے کے لیے، مرد لوگ نیچے کے حصے میں نماز ادا کرتے ہیں اور نماز کے بعد ۲۰-۲۵ منٹ رکتے ہیں، پھر مسجد خالی ہو جاتی ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ عورتیں صبح سے کام کے لیے آتی ہیں اور شام ہو جانے پر اپنے گھروں کو روانہ ہوتی ہیں، ان پر تین نمازوں کا وقت گزرتا ہے، لہذا یہ عورتیں مسجد کے اس حصے میں جس میں مرد نماز نہیں پڑھتے، کیا بلاجماعت کے اپنے اپنے طور پر نماز پڑھ سکتی ہیں؟ جب کہ دروازہ بھی الگ ہے، جواب دیکر ممنون فرمائیں؟

الجواب _____ حامداً ومصلياً ومسلماً

قطع نظر اس سے کہ ان عورتوں کا دور دور سے ملازمت کے لیے اس طرح آنا شرعاً مفاسد و مضرات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ممنوع و حرام ہے، ان کو مسجد میں بلاجماعت تنہا اپنی نماز پڑھنے کی اجازت دینا آئندہ بہت سارے مفاسد و فتنن (جو اہل افتاء پر مخنی نہیں) کا دروازہ کھولتا ہے؛ اس لیے جہاں پر وہ کام کرتی ہیں وہیں کوئی کمرہ ان کی نماز کے لیے مخصوص کر دیا جائے کہ اس میں وہ اپنی نماز ادا کرتی رہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الملاہ: العبد احمد عفی عنہ خاپوری، ۴ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ، الجواب صحیح: عباس داؤد۔ بسم اللہ۔ (مجموع الفتاویٰ: ۴۳۶-۴۳۷)

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۵۳۹/۱، ظفیر

(۳) أيضاً: ۵۲۸/۱

”ولا تجهر فی الجهریة ، بل لوقیل بالفساد بجهرها لأمكن بناءً علی أن صوتها عورة“۔ (ردالمحتار: ۳۴۹/۱) (۱)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ مرد کی نماز عورت کے پیچھے نہیں ہوتی اور تنہا عورتوں کی جماعت بھی مکروہ تحریمی ہے اور عورت تنہا بھی جہر یہ نماز میں جہر نہیں کر سکتی۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۵۵/۳)

حرمین شریفین میں عورتوں کا جماعت کی نماز میں شریک ہونا:

سوال: حرمین شریفین میں خواتین کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا فقہ حنفی کی رو سے کیسا ہے؟

الجواب: _____ حامداً ومصلياً ومسلماً

فقہاء احناف نے جہاں عورتوں کے لیے مسجد میں جماعت کی شرکت کو مکروہ تحریمی لکھا ہے، وہاں مسجد حرام کا استثنا نہیں کیا ہے؛ اس لیے یہ حکم حرمین شریفین میں بھی جاری ہوگا۔

”ويكره حضورهن الجماعة ولولجمعة وعيد ووعظ مطلقاً ولو عجزواً ليلاً على المذهب المفتى به لفساد الزمان“۔ (۲)

معلم الحجاج میں ہے:

”مسئلہ: مسجد حرام تمام مسجدوں سے افضل ہے، اس میں نماز پڑھنے کا بڑا ثواب ہے، ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہوتا ہے؛ لیکن یہ ثواب کی زیادتی صرف فرض نماز کے ساتھ مخصوص ہے، نوافل کا ثواب اتنا نہیں، نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے، اسی طرح یہ ثواب صرف مردوں کو ہوتا ہے، عورتوں کو نہیں ہوتا، ان کو اپنے گھر میں نماز پڑھنی افضل ہے“۔ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانیپوری، ۴/۲ ذوالقعدہ ۱۴۱۰ھ۔ (مجموع الفتاویٰ: ۲۲۶/۴)

جماعت میں عورتوں کی شرکت:

سوال: ہمارے یہاں مسجد سے ملا ہوا مدرسہ ہے، جو مسجد ہی کے احاطہ میں ہے، مدرسہ میں محلہ کی خواتین نماز عشاء و تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنے کی غرض سے آتی ہیں، ان کے لیے پردہ کا پورا انتظام واہتمام ہوتا ہے، نیز ان کی آمد

(۱) ردالمحتار، فصل تالیف الصلاة، تحت قوله: وتلصق بطنها، إلخ: ۴۷۱/۱، ظفیر (کتاب الصلاة، باب صفة

الصلاة، مطلب فی إطالة الركوع للجائی، انیس)

(۲) الدر المختار علی هامش الشامی: ۴۱۸/۱-۴۱۹ (کتاب الصلاة، باب الإمامة، انیس)

(۳) معلم الحجاج، ص: ۱۲۰۔

ورفت علیحدہ دروازہ سے رہتی ہے، مسجد میں ان کی آمدورفت سے کسی بھی قسم کا کوئی خلل واقع نہیں ہوتا ہے اور نہ خواتین مردوں کو دیکھ سکتی ہیں اور نہ ہی مردوں کی نظر خواتین پر پڑ سکتی ہے، تراویح کی بیس رکعت مکمل ہونے پر وہ گھروں کے لئے روانہ ہو جاتی ہیں اور مرد حضرات و ترنوائفل کے بعد مسجد سے باہر نکلتے ہیں، ایسی صورت میں خواتین کا مدرسہ میں آکر تراویح و نماز عشا ادا کرنا قرآن وحدیث کی رو سے درست ہے، یا نہیں؟

هو المصوب

دریافت کردہ صورت میں مذکورہ اہتمام و انتظام کی صورت میں زیادہ معمر بوڑھی عورتوں کے لیے مسجد میں جا کر تراویح کی نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، (۱) البتہ خواتین کے لیے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ افضل اور بہتر ہے۔ (۲) تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲/۲۱۳-۲۱۴)

جس مسجد میں عورتوں کا انتظام ہو:

سوال: شہر بنگلور میں ایک وسیع وعریض مسجد حاجی سرا اسماعیل سیٹھ ہے، اس کے قرب وجوار کی آبادی خوشحال و فارغ البال مسلمانوں کی ہے اور ماحول بھی پر امن و پرسکون اور فتنہ سے خالی ہے اور خواتین کے اندر مسلسل دینی بیداری اور اسلامی جذبہ ترقی کر رہا ہے، نیز ایسے ماحول کی مذکورہ مسجد کے مدخل الگ الگ سمتوں میں اس طرح ہیں کہ

(۱) وأما العجائز: فلا خلاف فی أنه یرخص لهن الخروج فی الفجر والمغرب والعشاء والعیدین واختلفوا فی الظهر والعصر والجمعة قال أبو حنیفة: لا یرخص لهن ذلك وقال أبو یوسف ومحمد: یرخص لهن فی ذلك، وجه قولهما: أن المنع لخوف الفتنة بسبب خروجهن. (وذلك لا یتحقق فی العجائز) (بدائع الصنائع: ۱/۶۱۷) (کتاب الصلاة، باب صلاة العیدین، فصل فی شرائط وجوبها، انیس)

أما العجائز فیخرجن فی الفجر والمغرب والعشاء وقال: یخرجن فی الصلوات كلها لوقوع الأمن من الفتنة فی حقهن. (الإختیار لتعلیل المختار، باب صلاة الجماعة: ۱/۵۹۱، مطبعة الحلبي، انیس)

(۲) سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة (ح: ۵۶۷) (عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لا تمنعوا نساءكم المساجد وبيوتهن خير لهن". (سنن أبي داؤد، باب ما جاء في خروج النساء إلى المسجد (ح: ۵۶۷) / مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عمر بن الخطاب (ح: ۵۶۸) / صحيح ابن خزيمة، باب اختيار صلاة المرأة في بيتها على صلاتها في المسجد (ح: ۱/۶۸۴) / المستدرک للحاكم، ومن كتاب الإمامة (ح: ۷۵۵) انیس)

عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: صلاة المرأة في بيتها أفضل من صلاتها في حجرتها وصلاتها في مخدعها أفضل من صلاتها في بيتها. (سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة، باب التشديد في ذلك (ح: ۵۷۰) ص: ۸۵، بيت الأفكار) / المستدرک للحاكم، ومن كتاب الإمامة (ح: ۷۵۷) / دارالكتب العلمية بيروت وقال: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه وقد احتجا جميعا بالمورق بن مشمرج العجلي. ووافق عليه الذهبي وقال: على شرطهما، انیس)

ایک سمت سے داخل ہونے والے، دوسری سمت سے داخل ہونے والوں کی نظر سے بچ کر داخل ہو سکتے ہیں اور نکل سکتے ہیں، اگر ایسی مسجد کے بالائی حصہ کو خواتین اسلام کے لیے مختص کر دیا جائے اور مرد اور عورتیں اپنے اپنے مدخل سے مسجد آئیں جائیں تو کیا اس مسجد میں خواتین اسلام باجماعت نماز تراویح اور رمضان وغیر رمضان میں بیچ وقتہ نمازیں ادا کر سکتی ہیں، نیز مسجد میں ہونے والے اسلامی درس میں شریک ہو سکتی ہیں؟

هو المصوب

عورتوں کے لیے اگر مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کا محفوظ اور معقول نظم ہے اور گھر سے مسجد تک آمد و رفت میں کوئی فتنہ کا اندیشہ نہیں ہے تو عورتوں کے لیے مسجد میں آنے کی اجازت ہو سکتی ہے اور یہ نماز و دیگر درس وغیرہ کے پروگرام میں شرکت کر سکتی ہیں؛ لیکن اگر فتنہ کا اندیشہ ہو، جیسا کہ موجودہ پُرفتن دور میں اس کا قوی اندیشہ رہتا ہے تو ایسی صورت میں اجازت نہیں ہوگی۔ (۱)

بہر حال عدم فتنہ کی صورت میں بھی عورت کی نماز گھر میں زائد ثواب کا باعث ہے، مسجد کی نماز سے، عورت کے حق میں کمرے کی نماز صحن کی نماز سے افضل ہے۔ (۲)

بہر حال عورت کی مسجد میں نماز افضل نہیں ہے، حدیث میں ہے:

”المراة عورة فإذا خرجت استشرفها الشيطان“۔ (۳)

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲۱۶/۲-۲۱۷) ☆

(۱) ولا يساح للشواوب منهن الخروج إلى الجماعات، بدليل ما روى عن عمر رضی اللہ عنہ أنه نهى الشواوب عن الخروج ولأن خروجهن إلى الجماعة سبب الفتنة والفتنة حرام وما أدى إلى الحرام فهو حرام. (بدائع الصنائع: ۳۸۸/۱) (كتاب الصلاة، باب الإمامة، فصل في بيان من يصلح للإمامة، انيس)

(۲) عن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: صلاة المرأة في بيتها أفضل من صلاتها في حجرتها و صلاتها في مخدعها أفضل من صلاتها في بيتها. (سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة، باب التقدير في ذلك (ح: ۵۷۰) (ص: ۵۸، بيت الأفكار، انيس)

(۳) سنن الترمذی، أبواب الرضاع (ح: ۱۱۸۳) (تحت باب ماجاء في كراهية الدخول على المغيبات)

☆ قرآن یاد رکھنے کی غرض سے عورت تراویح پڑھا سکتی ہے؟

سوال: زید کی لڑکی حافظ قرآن ہے اور رمضان المبارک میں عورتوں کی جماعت بنا کر ہند مکان میں پردہ کا انتظام کر کے تراویح سناتی ہے یہ کیسا ہے؟

(۲) اگر حافظ قرآن عورت اپنے گھر ہی کی مستورات کے ساتھ ماہ رمضان میں تراویح میں قرآن سناتی ہے اور محلہ کی عورتوں کو

==

اطلاع ہونے پر وہ بھی تراویح میں قرآن سننے کے لئے آجائیں اور ترتیب کے ساتھ پردے

== کہ اہتمام کے ساتھ تراویح میں قرآن سنیں تو یہ درست ہے یا نہیں؟

(۳) زید کی لڑکی حافظ قرآن ہے، اگر وہ اس ماہ مبارک میں تراویح نہیں سنائے گی تو قرآن شریف بھول جانے کا خطرہ ہے، لہذا ایسی صورت میں کس طرح تراویح سنائے جو جائز و درست ہو، صورت مسئولہ میں درستگی کی شکل اور جواز کی صورت کیا ہے؟

ہو المصوب

(۲-۱) عورتوں کی جماعت نہیں ہے۔ (و) یکرہ تحریمًا (جماعة النساء) ولو فی التراويح فی غیر صلاة جنازة (لأنها لم تشرع مکرورة) (الدر المختار مع رد المحتار: ۳۰۵/۲) (باب الإمامة، انیس)

(۳) قرآن بغیر تراویح کے سنائے تاکہ قرآن بھول نہ جائے۔

تحریر: محمد ظہور ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲۱۹/۳-۲۲۰)

بغرض تربیت عورت کا امامت کرنا:

سوال: عورتیں نماز باجماعت پڑھ سکتی ہیں، یا نہیں؟ اگر نماز سکھانے کی غرض سے جماعت کی جائے تو کیا مسئلہ ہے، نیز عیدین کی نماز عورتوں پر ہے، یا نہیں؟ اگر ہے تو کیا جماعت سے ادا کریں گی؟

ہو المصوب

اگر صرف عورتوں کی جماعت ہو تو تنہا عورتوں کا جماعت کرنا مکروہ ہے، سکھانے کی غرض سے باجماعت نماز ادا نہیں کر سکتی ہیں، صرف سکھانا ہو عبادت کی نیت نہ ہو تو ایسی نماز پڑھنا کسی کے لیے درست نہیں ہے۔

عیدین کی نماز عورتوں پر نہیں ہے، ہاں اگر بوڑھی عورتیں عید گاہ جا سکیں تو وہ نماز کے لیے جا سکتی ہیں۔ (عن أم عطية قالت: أمرنا نبينا صلى الله عليه وسلم بأن نخرج العواتق وذوات الخدور... ويعتزلن الحيض المصلى). (صحيح البخارى،

كتاب العيدین، باب خروج النساء والحيض إلى المصلى (ح: ۹۴۷) / (الصحيح لمسلم، كتاب صلاة العيدین (ح: ۸۹۰)

نماز عیدین میں شرکت کا مسئلہ عام نمازوں کی جماعت میں شرکت کا مسئلہ ہے، عہد نبوی میں عیدین کی نماز میں بھی عورتوں کی شرکت کی بات آئی ہے؛ (جامع الاصول: ۱۲۸/۶-۱۵۱) لیکن جو پابندیاں نماز کی شرکت کے لیے آئی ہیں، وہ دوسری نمازوں کی طرح عیدین کے لیے بھی ہیں، (عیدین کی روایتوں میں پردے و چادر کا تذکرہ معروف ہے۔) لہذا یہ بھی احادیث کی روشنی میں صرف جائز ہے اور مشروط بھی ہے، شرطاً کا لحاظ تم ہو جانے کی وجہ سے عدم جواز و ممانعت کو اختیار کیا گیا، چنانچہ حضرات صحابہ جیسے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابراہیم بن عبد اللہ بن عمرہ بن زبیر، قاسم بن محمد ابراہیم نخعی وغیرہ سے منقول ہے کہ ان حضرات کا اس پر عمل نہ تھا، یا یہ کہ اس کو مکروہ و ممنوع بتاتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۳۳/۴-۲۳۵)

مشہور محدث امام ترمذی نے اپنی جامع میں اس بابت حدیث کے ذکر و نقل کے بعد فرمائی ہے: ”کچھ حضرات نے عیدین میں عورتوں کو (نماز کے لیے) نکلنے کی اجازت دی ہے اور کچھ اس کو مکروہ و ممنوع بتاتے ہیں، عبد اللہ بن مبارک سے منقول ہے کہ میں تو اب عیدین کے لیے عورتوں کے نکلنے کو مکروہ سمجھتا ہوں، اور اگر عورت کو جانے پر اصرار ہو تو شوہر اس کو اجازت دے اس شرط کے ساتھ کہ وہ پرانے کپڑوں میں اور بغیر سنگار کے نکلے اور اگر وہ اس کے خلاف پر اصرار کرے تو شوہر کو حق ہے کہ اس کو روک دے“۔ (سنن الترمذی، ابواب العیدین من ابواب الصلوٰۃ، باب

فی خروج النساء فی العیدین) (احکام نماز اور احادیث و آثار، ص: ۳۶۰-۳۶۱) انیس)

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲۲۰/۳)

جماعت میں جذامی کی شرکت

جماعت کی شرکت کے لیے جذامی مسجد میں نہ آئے:

سوال: مرض جذام متعدی بیماری ہے، یا نہیں؟ اگر جذامی جماعت سے نماز ادا کرنا چاہے اور لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں، اس مجبوری کی حالت میں اس کا اپنے مکان میں نماز پڑھنا جائز ہے، یا نہیں اور ترک جماعت کا گناہ کس کے ذمہ ہوگا؟ اور یہ جو مشہور ہے کہ جذامی کو نیزہ روٹی لگا کر دینے کا حکم ہے، اس کی کیا اصل ہے؟

الجواب

جذامی کے لیے حکم یہی ہے کہ وہ مسجد میں نہ آوے اور جماعت میں شریک نہ ہو اور گھر میں نماز پڑھے، پس ترک جماعت میں اس پر کچھ گناہ نہیں ہے؛ بلکہ اس کو حکم یہی ہے اور جماعت میں شریک ہونا اس کے لیے مکروہ ہے اور گناہ ہے۔ (در مختار) (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴۱/۳)

جذامی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے، یا نہیں:

سوال: جذامی آدمی کو جماعت میں شریک ہونا چاہیے، یا نہیں اور دوسرے آدمیوں کو نفرت کرنی چاہیے، یا نہیں؟

الجواب

جذامی سے جمعہ و جماعت ساقط اور معاف ہے، اس وجہ سے وہ مسجد میں نہ آوے، پس جذامی کو نہ چاہیے کہ وہ جماعت میں شریک ہو اور جو لوگ جذامی شخص سے علاحدہ رہیں اور احتراز کریں، ان پر کچھ ملامت نہیں ہے کہ جذامی سے بھاگنے اور بچنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۶۵/۳)

(۱) ویمنع منه، أى: المسجد وكذا كل مؤذ. (الدر المختار)

وكذلك القصاب والسماك والمجدوم والأبرص أولي بالإلحاق. (رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره، مطلب في أحكام المسجد: ۶۱۹/۱، ظفیر) (مطلب: في الغرس في المسجد، انیس)

(۲) وأكل نحو ثوم، ويمنع منه، وكذا كل مؤذ ولو بلسانه. (الدر المختار)

وكذلك ألحق بعضهم بذلك من بفيه بخرأوبه جرح، له راحة وكذا القصاب والسماك والمجدوم والأبرص أولي بالإلحاق. (رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أحكام المسجد: ۶۱۹/۱، ظفیر) (مطلب: في الغرس في المسجد، انیس)

مجذوم جماعت میں شریک ہو سکتا ہے، یا نہیں:

سوال: مجذومی اپنے محلہ کی مسجد چھوڑ کر دیگر محلہ کی مسجد میں آ کر نماز جماعت میں شریک ہو جاتا ہے اور صف میں مل کر سمجھوں کے ساتھ نماز باجماعت پڑھتا ہے، بخوف متعدی ہونے اس بیماری کے نمازیوں کو اس کا جماعت میں شریک ہونا دشوار گزرتا ہے؛ اس لیے اس کو شرکت جماعت سے اور مسجد میں آنے سے روکا جاسکتا ہے، یا نہیں؟
(المستفتی: ۱۳۹۱، محمد علی صاحب عطار کریمی دواخانہ (ضلع پٹنہ) ۱۴ محرم ۱۳۵۶ھ، ۲۸ مارچ ۱۹۳۷ء)

الجواب:

مجذوم کی مختلف حالتیں ہیں، اگر جذام کا اثر زیادہ نہ ہو، محض معمولی ہو اور لوگوں؛ یعنی دوسرے دیکھنے والوں کو اس سے کراہت و نفرت کی اذیت نہ ہوتی ہو تو ایسے مجذوم کو جماعت میں شریک ہونا جائز ہے اور اس کو روکنا درست نہیں اور بیماری لگ جانے کا خیال کوئی حقیقت نہیں رکھتا؛ لیکن اگر مجذوم کی حالت زیادہ خراب ہو اور اس کو دیکھنے سے ہی طبعی طور پر نفرت پیدا ہوتی ہو، یا اس کے بدن سے زخموں کی وجہ سے بو آتی ہو، یا اس کے زخموں سے رطوبت بہتی ہو اور مسجد کے لوٹے وغیرہ ملوث ہوتے ہوں، یا فرش پر اجزائے رطوبات لگنے کا اندیشہ ہو تو ان صورتوں میں خود مجذوم پر لازم ہے کہ وہ مسجد میں نہ جائے اور جماعت میں شریک نہ ہو اور اگر وہ نہ مانے تو لوگوں کو حق ہے کہ وہ اسے دخول مسجد اور شرکت جماعت سے روک دیں اور اس میں مسجد محلہ اور مسجد غیر محلہ کا فرق نہیں ہے، محلہ کی مسجد سے بھی روکا جاسکتا ہے تو غیر محلہ کی مسجد سے بالاولیٰ روکنا جائز ہے اور یہ روکنا بیماری کے متعدی ہونے کے اعتقاد پر مبنی نہیں ہے؛ کیوں کہ تعدیہ کی شرعا کوئی حقیقت نہیں ہے؛ بلکہ نمازیوں کی ایذا، یا خوف تلویث مسجد، یا تنجیس ماء و ظروف و فروش پر مبنی ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی۔ (کفایت المفتی: ۱۳۷۳-۱۳۸) ☆

== ویلحق بما نص عليه بالحديث كل ما له رائحة كريهة من المأكولات وغيرها وإنما خص الثوم هنا بالذكر وفي غيره أيضا بالبصل والكرات لكثرة أكلهم بها وكذلك ألحق بذلك بعضهم من بفيه بخر أو به جرح له رائحة وكذلك القصاب والسماك والمجذوم والأبرص أولى بالإلحاق وصرح بالمجذوم ابن بطلال، عنقل عن شحنون، لا أرى الجمعة عليه واحتج بالحديث وألحق بالحديث كل من أذى الناس بلسانه في المسجد وبه أفتى ابن عمر رضی اللہ عنہما وهو أصل في نفي كل ما يتأذى به ولا يبعد أن يعذر من كان معذورا بأكل ما له ريح كريهة، الخ. (عمدة القاری شرح صحيح البخاری، باب ماجاء في الثوم النيء والبصل: ۱۶۶/۶، ۱۶۶/۷، إدرأحياء التراث العربی، انیس)

عن أبی هريرة رضی اللہ عنہ يقول: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا عدوی ولا طيرة ولا هامة ولا صفر وفر من المجذوم كما تفر من الأسد. (صحيح البخاری، باب الجذام (ح: ۵۷۰۷) انیس)

==

(۱) ویمنع منه وکذا کل مؤذ ولوبلسانه. (الدر المختار)

کوڑھی کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: اس علاقہ میں ایک کوڑھ کا مریض بھی رہتا ہے، جو برابر جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے، چند حضرات کا کہنا ہے کہ کوڑھی سے دوری اختیار کرنے کا حکم ہے اور یہ حکم شدید ہے؛ اس لیے کوڑھی کو جماعت میں آنے سے روک دیا جائے، کوڑھ سے مراد برص نہیں؛ بلکہ جو شکل و صورت خراب کر دیتا ہے اور ناک و چہرہ وغیرہ پر نمایاں اثر ہوتا ہے۔
الغرض کوڑھی کے لیے عام مسلمان اجتماعات میں اور نماز جماعت میں شرکت و عدم شرکت کا شرعی حکم کیا ہے؟ اور کس طرح ہے؟

الجواب _____ وباللہ التوفیق

اس مریض کے ذمہ سے جماعت ساقط ہو جائے گی، بہتر ہے کہ تنہا نماز پڑھے، ہاں زخم بالکل اچھا ہو گیا ہو تو حضور جماعت درست ہے، یہ صورت فتویٰ کی ہے، (۱) اور اہل تقویٰ اس کی پرواہ نہیں کرتے، چنانچہ سیدنا ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما اپنے اپنے دور خلافت میں اپنے ہاتھوں سے اور اپنی زبان پر لقمہ رکھ کر کوڑھی کے منہ میں ڈالتے تھے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد بشیر احمد، ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۳۲/۲-۲۳۵)

== وفي الشامية: "وكذلك القصاب والسماك والمجدوم والأبرص أولیٰ باللاحاق" إلخ. (باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في الغرس في المسجد: ۱ / ۶۶۱، بحوالہ فتاویٰ دارالعلوم: ۳۱/۳-۶۴، بحوالہ درمختار و رد المحتار)

☆ جذامی کا جماعت میں شریک ہونا:

سوال: زید ایک جذامی صوم و صلاۃ کا پابند ہے، نماز کے لئے مسجد میں شرکت کرتا ہے، دوسرے مصلیوں کو کراہت ہوتی ہے، دو چار مصلیوں نے اس کو منع بھی کیا، لیکن وہ باز نہیں آتا ہے۔

الجواب _____ وباللہ التوفیق

زید کو چاہئے کہ وہ گھر پر نماز پڑھے۔ مسجد میں جانے سے دوسرے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے، تو اس کو مسجد میں نہیں جانا چاہئے۔ (وَأَكَل نَحْوِ ثَوْمٍ، وَيَمْنَعُ مِنْهُ، وَكَذَا كُلُّ مَوْذُ لَوْ بِلِسَانِهِ. (الدرالمختار) "قوله وأكل نحو ثوم) وإنما خص الثوم هنا بالذكر وفي غيره أيضاً بالبصل والكراث لكثرة أكلهم لها وكذلك ألحق بعضهم بذلك من بفيه بخر أو به جرح له رائحة وكذلك القصاب والسماك والمجدوم والأبرص أولیٰ باللاحاق". (رد المحتار، قبيل باب الوتر والنوافل: ۴۳۵/۲) (رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره، مطلب: في أحكام المسجد: ۶۱۹/۱، انيس) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۲۶/۲/۱۳۷۲ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۹۵/۲)

(۱) وَأَكَل نَحْوِ ثَوْمٍ وَيَمْنَعُ مِنْهُ وَكَذَا كُلُّ مَوْذُ لَوْ بِلِسَانِهِ. (الدرالمختار)

(قوله وأكل نحو ثوم)... وإنما خص الثوم هنا بالذكر، وفي غيره أيضاً بالبصل والكراث لكثرة أكلهم لها وكذلك ألحق بعضهم بذلك من بفيه بخر أو به جرح له رائحة وكذلك القصاب والسماك والمجدوم ==

اگر جذامی سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہو تو افضل طریقہ کیا ہے:

سوال: ایک آدمی کو عارضہ جذام کا ہو گیا ہے؛ مگر جسم مجزوم کا بالکل سلامت ہے، کسی عضو میں فرق نہیں ہے اور ہر کس و ناکس سے ملتا رہتا ہے اور ہر مقام پر آتا جاتا ہے، مثلاً: مسجد و خانقاہ، مجلس و محفل وغیرہ اور وہ آدمی نماز جماعت کا شوقین اور پابند ہے؛ لیکن بعض آدمی اس سے نفرت کرتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر وہ نماز جماعت میں شامل ہوگا تو میں نماز مسجد میں نہ پڑھوں گا، مگر اکثر لوگ ملتے جلتے ہیں اور نماز باجماعت اس کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور اس کی مجالست و مخالطت رکھتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ مرض خداوند تعالیٰ کے اختیار میں ہے، جس کو چاہے دے دیوے اور مجزوم کہتا ہے کہ قرآن و حدیث سے علما منع فرمادیں تو میں اپنے مکان پر نماز جماعت ترک کر کے پڑھ لیا کروں،

== و الأبرص أولى بالإلحاق. (ردالمحتار، قبیل باب الوتر و النوافل: ۴۳۵/۲) (ردالمحتار، باب ما یفسد الصلاة، و ما یکره، مطلب: فی أحكام المسجد: ۶۱۹/۱، انیس)

(۲) بہت تلاش کے باوجود یہ روایت کتابوں میں نہیں ملی کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ اپنے دور خلافت میں اپنے ہاتھ سے، یازبان پر لقمہ رکھ کر کوڑھی کے منہ میں ڈالتے تھے، البتہ روایات سے یہ ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کوڑھی کے ساتھ ایک ہی برتن میں کھایا کرتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ ہمارا ایک کوڑھی غلام تھا، وہ میری پلیٹ میں کھاتا، میرے پیالہ سے پانی پیتا اور میرے بستہ پر سوتا، اسی بنیاد پر حضرت عمر فاروقؓ اور سلف کی ایک بہت بڑی جماعت اس بات کی قائل ہے کہ کوڑھی کے ساتھ کھانا جائز ہے۔ [مجاہد]

قال القاضي قد اختلف الآثار عن النبي صلى الله عليه وسلم في قصة المجذوم فثبت عنه الحدیثان المذكوران وعن جابر أن النبي صلى الله عليه وسلم أكل مع المجذوم وقال له كل ثقة بالله وتوكل عليه وعن عائشة قالت لنا مولی مجذوم فكان يأكل فی صحافی ویشرب فی أفداحی وینام علی فراشی قال: وقد ذهب عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ من السلف إلى الأكل معه. (النووی شرح مسلم: ۲/۲۳۳) (کتاب الطب و المرض، باب اجتناب المجذوم وغیرہ، انیس)

لا تری أم المؤمنین عائشة رضی اللہ عنہا بأسا فی الأكل مع المجذوم، قالت "كان لی مولی مجذوماً فكان ینام علی فراشی ویاكل فی صحافی ولو كان عاش كان علی ذلك. (موسوعة فقه عائشة أم المؤمنین حیاتها و فقهها، ص: ۴۲۹)

كان أبو بكر رضی اللہ عنہ يأكل مع الأجدم. (موسوعة فقه أبي بكر الصديق، ص: ۲۱۵) / جامع معمر بن راشد بتحقیق حبيب الرحمن الأعظمی، باب المجذوم (ح: ۱۹۵۰۹) / شرح السنة للبغوی، باب ما یکره من الطیرة و استحباب الفأل (ح: ۳۲۵۰) انیس

عن جابر بن عبد الله أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أخذ بيد مجذوم فوضعها معه في قصعة فقال: كل بسم الله ثقة بالله وتوكل على الله. (مصنف ابن أبي شيبة، الأكل مع المجذوم (ح: ۲۴۵۳۶) / سنن أبي داود، باب في الطیرة (ح: ۳۹۲۵) / صحيح ابن حبان، ذكر الإباحة للمرأة مؤكلة ذوى العاهات ضد قول من كرهه (ح: ۶۱۲۰) / المستدرک للحاکم: ۱۵۲/۴ (ح: ۷۱۹۶۶) دارالکتب العلمیة بیروت و قال: ها حدیث صحیح الإسناد ولم یخرجاه ووافق علیه الذهبی، انیس)

لہذا مسلمانوں کے رائے سے یہ استفتا ارسال خدمت والا ہے کہ بحوالہ کتب معتبرہ کے ارشاد فرمادیں؛ تاکہ مسلمانان اس کے مطابق عمل کریں؛ یعنی اس بیچارے جذامی کو ساتھ لے کر نماز پڑھیں، یا پرہیز کریں؟

الجواب:

جب مجزوم سے نمازیوں کو ایذا ہوتی ہے تو اس کو نماز اپنے گھر پڑھنا چاہیے، جماعت، یا جمعہ وغیرہ میں شریک نہ ہونا چاہیے، اس کو گھر پر نماز پڑھنے میں بھی جماعت کا ثواب ملے گا، جب کہ وہ جماعت کا شوق دل میں رکھتا ہے۔

وفی الفتاویٰ الشامیة: و كذلك الحق بعضهم بذلك من بفيه بخر أو به جرح له رائحة وكذلك القصاب والسماك والمجدوم والأبرص أولى بالإلحاق وقال سحنون: لا أرى الجمعة عليهما إلى أن قال وقوله صلى الله عليه وسلم وليقعد في بيته صريح في أن أكل هذه الأشياء (مثل الثوم البصل إذا كان عن ضرورة) عذر في التخلف عن الجماعة، وأيضاً هنا علتان: أذى المسلمين وأذى الملائكة، فبالنظر إلى الأولى يعذر في ترك الجماعة وحضور المسجد، إلخ. (۱/۶۹۲) (۱)

۳۰ رزی الحجہ ۱۳۴۰ھ (امداد الاحکام جلد: ۲/۱۱۷-۱۱۸)

جماعت سے کن لوگوں کو نکالنا جائز ہے:

سوال: کون سے شخص کو جماعت سے خارج کرنا درست ہے؟

الجواب:

ایسے شخصوں کو جماعت سے خارج کرنا جائز ہے، جن سے دوسرے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہو، جیسے: مجزوم اور گندہ دہن، یا گندہ بغل وغیرہ۔ (۲)

۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ (امداد المفتین: ۲/۲۸۹)

- (۱) کتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يفسد فيها، مطلب: في الغرس في المسجد، انيس
- (۲) عن جابر قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن أكل البصل والكراث فغلبنا الحاجة فأكلنا منها فقال: من أكل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقرب من مسجدنا فإن الملائكة تأذى مما يتأذى منه الإنس. (صحيح لمسلم، باب نهى من أكل ثوماً أو بصلاً أو كراثاً (ح: ۵۶۳) / مسند أبي يعلى الموصلي، مسند جابر (ح: ۲۲۲۶) / صحيح ابن خزيمة، باب الدليل على أن النهي عن ذلك لتأذى الملائكة بريحه إذ الناس يتأذون به (ح: ۱۶۶۸) / صحيح ابن حبان، ذكر البيان بأن حكم أكل الكراث حكم أكل الخ (ح: ۲۰۸۶) / الكنى والأسماء للدولابي، من كنيته أبو الغيث أبو غلاب وأبو غالب (ح: ۱۵۶۱) انيس)

وقال الطحاوي في شرح الآثار بعد ما سرد الأحاديث: فهذه الآثار دلت على إباحة أكل نحو البصل والكراث والثوم مطبوخاً كان أو غير مطبوخ لمن قعد في بيته وكراهة حضور المسجد وريحه موجود = =

مخنت مردوں کی جماعت میں مل سکتے ہیں، یا نہیں:

سوال: مخنت مردوں کی جماعت میں شامل ہو کر نماز پڑھ سکتے ہیں، یا نہیں؟ اور ان کے جماعت میں شامل ہونے سے دیگر مسلمانان کی نماز ہو سکتی ہے، یا نہیں؟ اور ان کی طرف سے جو کچھ کارِ خیر سمجھ کر روپیہ وغیرہ مسجد میں دیں تو مسجد کی ضروریات میں صرف ہو سکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب

مخنت مردوں کی جماعت میں شامل ہو سکتے ہیں؛ مگر وہ مردوں کی جماعت سے پیچھے کھڑے ہوں، (۱) اور ان کے شامل جماعت ہونے سے دیگر مسلمانوں کی نماز صحیح ہے اور ان کا روپیہ مسجد میں صرف کرنا درست ہے۔ (۲) فقط
(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۵۳)



== لئلا يؤذی بذلک من يحضره من الملائكة وبنی آدم، قال: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة وأبي يوسف

ومحمد. (مرقاة المفاتیح، کتاب الأطعمة: ۲۷۲/۷، دار الفکر بیروت، انیس)

(۱) یصف الرجال، إلخ، ثم الصبیان، إلخ، ثم الخنثی، ثم النساء. (الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب

الإمامة: ۱/ ۵۳۴، ظفیر)

(۲) اگر جائز کمائی ہے کہ وہ بھی مسلمان ہیں۔ ظفیر

جماعت ثانیہ کے مسائل

مکہ مکرمہ میں چار مصلیٰ کیوں ہیں:

سوال: مکہ شریف میں چار مصلے کیوں قائم کئے گئے ہیں؟ اور تعدد جماعت کا وہاں کیا حکم ہے؟

الجواب

اس میں اختلاف علماء ہے، جیسا کہ شامی میں نقل کیا ہے؛ لیکن آخر میں فرمایا کہ مسجد حرام میں متعدد جماعت مکروہ نہیں ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۶۳۳)

حرم شریف میں پہلی جماعت نہ ملے تو کیا دوسری جماعت میں شریک ہو جائے:

سوال: اگر حرم شریف میں صبح کو نماز شافعی نہ ملے تو اپنی نماز مسجد شریف میں علیحدہ پڑھنی اولیٰ ہے، یا جماعت مالکی، یا حنفی میں شریک ہو جانا افضل ہے؟ جماعت ثانیہ میں نماز بغیر کراہت جائز ہوگی، یا نہیں؟

الجواب

خلاصہ سوال یہ ہے کہ اگر کسی کو حرم محترم کی مسجد میں پہلی جماعت نہ ملے تو مالکی، یا حنبلی، یا حنفی کی دوسری جماعت میں شریک ہو جاوے، یا نہیں؟

اب اس جگہ دو مسئلے پیش ہیں: ایک یہ کہ دوسرے مذہب والے کی اقتدا کرنا اور جماعت سے نماز پڑھنا افضل ہے،

(۱) حرم شریف میں اب ایک ہی مصلیٰ ہے، چار مصلے پہلے تھے، جواب ایک کر دیئے گئے ہیں، انیس

ویکرہ تکرار الجماعة، الخ. (الدر المختار) وعن هذا ذكر العلامة الشيخ السندي رحمه الله تلميذ المحقق ابن الهمام في رسالته: أن ما يفعله أهل الحرمين من الصلاة بأئمة متعددة وجماعات مترتبة مكروه اتفاقاً ونقل عن بعض مشائخنا: إنكاره صريحاً، الخ، وقد مر أنه لا كراهة في تكرر الجماعة فيه إجمالاً. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۱۷/۱) (مطلب في تكرر الجماعة في المسجد، انيس)

لكن ألف العلامة الشيخ إبراهيم البيهقي شارح الأشباه رسالة سماها: الأقوال المرضية، أثبت فيها الجواز وكراهة الاقتداء بالمخالف، الخ، وكذا ألف العلامة الشيخ علي القاري رسالة سماها: الإفتاء في الاقتداء، أثبت فيها الجواز؛ لكن نفى فيها كراهة الاقتداء بالمخالف إذا راعى في الشروط والأركان فقط. (رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب في تكرر الجماعة، والاقتداء بالمخالف: ۳۵۰/۱، ظفير)

یا تنہا نماز پڑھنا افضل ہے؟ تو اس مسئلہ میں فقہا کا اختلاف ہے، بعض جماعت سے نماز پڑھنے کو افضل کہتے ہیں، اگرچہ امام دوسرے مذہب کا؛ یعنی شافعی وغیرہ ہو اور بعض تنہا نماز پڑھنے کو افضل کہتے ہیں، سو اس مسئلہ میں راجح یہ ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنا افضل ہے، تنہا نماز پڑھنے سے، جیسا کہ علامہ شامی نے بعد نقل اختلاف فرمایا ہے:

”فتحصل أن الاقتداء بالمخالف المراعى فى الفرائض أفضل من الانفراد إذا لم يجد غيرہ،

وإلا فالأقتداء بالموافق أفضل“ الخ. (۱)

اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ حرم شریف میں جو متعدد جماعتیں ہوتی ہیں تو اگر کسی کو پہلی جماعت نہ ملے تو دوسری اور تیسری اور چوتھی جماعت میں شامل ہونا جائز ہے، یا نہیں؟ اور جماعت ثانیہ حرم شریف میں جائز ہے، یا نہیں؟ اور جماعت ثانیہ وغیرہ میں شریک ہونا افضل ہے، یا تنہا نماز پڑھنا افضل ہے؟ تو اس میں بھی اختلاف ہے، اکثر محققین حرم محترم میں بھی جماعت ثانیہ و ثالثہ وغیرہ کو مکروہ فرماتے ہیں، ان کے نزدیک ظاہر ہے کہ تنہا نماز پڑھنا اولیٰ ہے، جماعت ثانیہ میں شریک ہونے سے، جیسا کہ دیگر مساجد محلہ کا حکم ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ مسجد حرم شریف کا حکم مسجد محلہ کا سا نہیں؛ بلکہ مسجد شارع کا سا ہے، وہاں جماعت ثانیہ درست ہے، چنانچہ علامہ شامی نے بعد نقل قول علماء محققین جو کہ دربارہ انکار جماعت ثانیہ ان سے منقول ہے، نقل کر کے فرمایا ہے:

”لكن يشكل عليه أن نحو المسجد المكي والمدني ليس لهم جماعة معلومون، فلا يصدق

عليه أنه مسجد محلة بل هو مسجد شارع وقد مرّ أنه لا كراهة في تكرار الجماعة فيه إجماعاً

فليتأمل“ الخ. (۲)

اور پھر علامہ موصوف نے جواز کو راجح سمجھا ہے؛ لیکن فی الواقع قول محققین جو عدم جواز کے قائل ہیں، راجح معلوم ہوتا ہے؛ کیوں کہ حرمین شریفین میں ائمہ و مؤذنین کا مقرر ہونا معلوم ہے اور ہمیشہ کے نمازیوں کی جماعت بھی معلوم ہے، اگرچہ موسم حج و زیارت میں اضافہ جماعت غیر معلومین کا ہو جاوے۔

وعن هذا ذكر العلامة الشيخ رحمة الله السندی تلميذ المحقق ابن الهمام في رسالته: أن ما يفعلُه أهل الحرمین من الصلاة بأئمة متعددة وجماعات مترتبة مکروہ اتفاقاً ونقل عن بعض مشايخنا إنكاره صريحاً حين حضر الموسم بمكة سنة: ٥٥١، منهم الشريف الغزنوي وذكر أنه أفتى بعض المالكية بعدم جواز ذلك على مذهب العلماء الأربعة ونقل إنكار ذلك أيضاً عن جماعة من الحنفية والشافعية والمالكية حضروا الموسم سنة: ٥٥١، آه، وأقره الرملي في

(۱) ردالمحتار، باب الإمامة، مطلب في الاقتداء بشافعي ونحوه: ٥٢٧/١، ظفير

(۲) ردالمحتار، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد: ٥١٧/١، ظفير

حاشیۃ البحر، (۱) ثم نقل العبارة المذكورة سابقاً أعني لكن يشكل عليه، إلخ، وقد مرّ الجواب عنها. فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۵۹۳-۶۱)

ایک مسجد میں دو اذانیں اور دو جماعتیں جائز ہیں، یا نہیں:

سوال: اگر کسی مسجد میں امام حنفی ہو اور کچھ زمانہ سے گروہ غیر مقلدین میں سے کچھ آدمی وہاں نماز پڑھنے لگے اور آئین بالجہر وغیرہ کرنے لگے اور موجودہ امام مسجد کو گاہ گاہ صحیح معنی سمجھ کر وظیفہ شیعاً للہ پڑھنے کا اتفاق ہوتا ہے: اس لئے غیر مقلدین نے اس کو مشرک قرار دے کر اس کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی، یہاں تک نوبت پہنچی کہ اس مسجد میں ایک گروہ نے علاحدہ جماعت کرانی اور اذان دینی شروع کر دی، اب اس مسجد میں دو اذان اور دو جماعت ہوتی ہیں، ایسا کرنا شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟ اور قدیم امام کو مشرک کہنا کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب

دو اذانیں اور دو جماعتیں ایک مسجد میں جائز نہیں ہیں۔ (۲)

اور امام مذکور مشرک نہیں ہے، اس کو مشرک کہنا غلط ہے، البتہ وظیفہ شیعاً للہ اس امام کو ترک کر دینا چاہیے کہ یہ وظیفہ جائز نہیں ہے، (۳) اور امام کو ایسے مشتبه امور سے احتراز کرنا چاہیے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴۱۳-۴۲)

جماعت ثانیہ کے سلسلہ میں وارد حدیث کا مفہوم:

سوال: حنفیہ کے نزدیک جماعت ثانیہ مکروہ ہے اور حدیث میں ہے:

عن أبي سعيد قال جاء رجل وقد صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: أياكم يتجر علي هذا فقام رجل و صلى معه. (۴)

وفي البخارى ولفظ رواية أبي يعلى أبو عثمان قال: مر بنا أنس بن مالك رضى الله عنه فى مسجد بنى ثعلبة، فقال أصليتم؟ قلنا: نعم، وذلك صلاة الصبح فأمر رجلاً فأذن وأقام ثم صلى بأصحابه، آه. (۵)

(۱) رد المحتار، باب الإمامة، مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد: ۵۱۷/۱، ظفیر

(۲) أهل المسجد إذا صلوا بأذان و جماعة يكره تكرار الأذان و الجماعة فيه. (الفتاوى الهندية، الباب الثانى فى

الأذان: ۵۱۱/۱، ظفیر) (الفصل الأول فى صفته و أحوال المؤذن، انیس)

(۳) دیکھئے! ماة مسائل، از حضرت شاہ اسماعیل صاحب دیوبند

(۴) رواه الترمذی: ۱۰۹/۱، أصح المطابع (باب ماجاء فى الجماعة فى مسجد قد صلى فيه مرة (ح: ۲۲۰) انیس)

(۵) صحيح البخارى: ۸۹/۱، باب فضل صلوة الجماعة (مسند أبى يعلى الموصلى، سعيد بن سنان عن أنس بن

مالك (ح: ۴۳۵۰) انیس)

وفی رواية البيهقي فجاء أنس في نحو من عشرين من فتية فقال: أصليتم؟ قلنا: نعم. آه. (۱)
عن أنس رضي الله عنه تعليقا و(عند) أبي يعلى موصولا: أنه جاء أنس إلى مسجد قد صلى
فيه فأذن وأقام وصلى جماعة. (۲)

لہذا اس حدیث کا کیا جواب ہے اور مسجد محلہ اور مسجد بازار اس حکم میں برابر ہیں، یا کچھ فرق ہے، اگر فرق ہے تو اس
کی کیا دلیل ہے؟

الجواب

ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں منتفل نے مفترض کی اقتدا کی اور کلام اس جماعت ثانیہ میں ہے، جہاں دونوں
مفترض ہوں، فلا حجة فيه، (۳) اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کا فعل ممکن ہے کہ مسجد طریق میں ہو، (۴) چنانچہ
تکرار اذان اس کا قرینہ ہے؛ کیوں کہ مجوزین جماعت ثانیہ بھی تکرار اذان کو منع کرتے ہیں۔ فقط

(امداد: ۱/۸۶) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۳۷-۳۷۱)

متعین مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم:

سوال: جماعت دوسری کرنا جائز ہے، یا نہیں؟ اور دوسری جماعت کے ہوتے ہوئے اکیلے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب

جماعت دوسری کرنا، اس مسجد محلہ میں، جہاں نمازی معین ہیں، مکروہ ہے، تنہا نماز پڑھنا بہتر ہے، دوسری جماعت

(۱) المطالب العالیة: ۱۱۸/۱ (كتاب الصلاة، باب إعادة الصلاة لجماعة في المسجد (ح: ۴۲۵) / السنن الكبرى،
باب الجماعة في مسجد قد صلى فيه، الخ (ح: ۵۰۱۵) انیس)
(۲) عمد القاری: ۱۸۹/۲، سعید (كتاب الأذان، باب فضل صلاة الجماعة: وجاء أنس إلى المسجد قد صلى فيه
فأذن وأقام وصلى جماعة. (ح: ۶۴۴) / مسند أبي يعلى الموصلي، سعید بن سنان عن أنس بن مالك (ح: ۴۳۵۵) انیس)
(۳) یعنی حضرت ابوسعیدؓ کی روایت سے جو تکرار جماعت کا جواز معلوم ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ امام فرض نماز ادا کرے اور مقتدی نفل اور یہ
صورت تکرار متنازعہ فیہ نہیں ہے؛ بلکہ ”فرض اداء کرنے والے کی نماز فرض ادا کرنے والے کے پیچھے“ متنازعہ فیہ ہے؛ اس لئے یہ حدیث موافق
مطلب نہیں ہو سکتی؛ کیونکہ منتفل کا اقتداء مفترض کے پیچھے بالاتفاق جائز ہے۔ لا تکرہ جماعة النفل إذا ادى الإمام الفرض،
۵۱. (طحاوی برد مختار: ۲۵۳/۱ و شامی: ۵۵۲/۱) تحت قول الدر المختار: صح اقتداء منتفل بمفترض. (الدر المختار مع

رد المحتار: باب الامامت مطلب القياس بعد عصر الاربعه مائة، الخ: ۵۹۰/۱) انیس)

(۴) یعنی حضرت انسؓ کا فعل کسی راستہ کی مسجد، یا اسی قسم کی مسجد پر محمول کر سکتے ہیں؛ کیوں کہ مسجد محلہ میں جماعت ثانیہ اذان واقامت
کے ساتھ مکروہ تحریمی ہے؛ اس لئے مجوزین جماعت ثانیہ کیلئے یہ اثر نافع نہیں ہو سکتا۔

علاوہ بریں خود حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جب صحابہ کرام کی جماعت فوت ہو جاتی تھی تو وہ مسجد میں الگ الگ نماز پڑھا کرتے
تھے۔ (کما فی البدائع ورد المختار) پس ظاہر یہ ہے کہ حضرت انسؓ کا عمل صحابہ کے عمل کے خلاف نہ ہوگا؛ اس لئے اس کو کسی صالح محمل پر
محمول کرنا ضروری ہے۔ (سعید احمد)

کی شرکت سے اگر فساد ہونے کا اندیشہ ہو تو وہاں نہ پڑھے، دوسری جگہ چلا جاوے۔ (تالیفات رشیدیہ: ۲۹۷) ☆

ملفوظات متعلق جماعت ثانیہ:

از مولانا رشید احمد گنگوہی:

جماعت ثانیہ مکروہ ہے، لہذا علیحدہ پڑھ لینا اولیٰ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (تالیفات رشیدیہ: ۳۰۳)

پنج وقتہ مسجد میں ہیئت اولیٰ سے ہٹ کر جماعت ثانیہ کا حکم:

(الجمعیۃ، مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۱ء)

سوال: جماعت ثانیہ (ایسی مسجد میں جس میں نماز کے اوقات مقرر اور مؤذن و امام مامور ہیں اور جماعت میں شریک ہونے والے، یا مسجد میں نماز پڑھنے والے اکثر حضرات مقامی ہوتے ہیں) جائز ہے، یا نہیں؟ عدم شرکت جماعت کی وجہ سے اگر کوئی شرعی مجبوری، یا عدم اطلاع اذان ہو تو ایسی صورت میں جماعت ثانیہ کی اجازت ہے، یا نہیں؟

الجواب

جس مسجد میں پنجگانہ جماعت مقررہ اوقات پر ہوتی ہو اور مؤذن و امام مقرر ہو، اس میں دوسری جماعت بتکرار اذان و اقامت و قیام محراب باتفاق مکروہ ہے اور اگر اذان و اقامت کی تکرار نہ کی جائے اور پہلی جماعت کی جگہ بھی بدل دی جائے تو مکروہ تحریمی نہیں ہے، مگر علمائے محققین کی ایک بڑی جماعت اس کو خلاف اولیٰ بتاتی ہے اور دلائل اس کے قوی ہیں اور دوسری جماعت اس کو خلاف اولیٰ نہیں کہتی، جماعت اولیٰ میں شرکت نہ ہونے کی وجہ کچھ بھی ہو، اس کا اس مسئلہ پر کچھ اثر نہیں۔ (۱) واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی۔ (کفایت لہفتی: ۳/۱۲۷-۱۲۸)

☆ ایک مرتبہ جماعت ہو جانے کے بعد دوسری جماعت:

سوال: مسجد میں ایک مرتبہ نماز جماعت اولیٰ کے ساتھ ہوگئی، اب تھوڑی دیر کے بعد نمازی اور جمع ہو گئے تو اب جو دوسری جماعت کی جاوے، تکبیر پڑھی جاوے، یا نہیں؟ اور اسی مصلیٰ پر یہ دوسرا امام کھڑا ہو، جہاں کہ پہلا کھڑا تھا، یا دوسری جگہ فاصلہ دے کر؟

الجواب

مسجد محلّہ میں دوسری جماعت مکروہ ہے، ثواب جماعت کا اس میں نہیں ملتا۔ فقط (تالیفات رشیدیہ: ۲۹۷)

(۱) المسجد إذا كان له إمام معلوم و جماعة معلومة في محلة فصلیٰ أهله فيه بالجماعة لا يباح تكرارها فيه أذان

شان أما إذا صلوا بغير أذان يباح إجماعاً، إلخ. (الفتاوى الهندية، الفصل الأول في الجماعة: ۸۳/۱، ط:

ماجدية، كوئٹہ) (الباب الخامس في الإمامة، انيس)

پنج وقتہ منظم طریقہ پر جماعت ہونے کے بعد جماعت ثانیہ کا حکم:

(الجمعیۃ، مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۴ء)

سوال: اگر کسی مسجد میں نماز باجماعت ہو چکی ہے تو کیا اسی مسجد میں دوبارہ جماعت ناجائز ہوگی؟ اور جماعت ہو جانے کے بعد انفرادی طور پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب

حنفیہ کے نزدیک ایسی مسجد میں، جس میں پنج وقتہ منظم طریقہ پر جماعت سے نماز ہوتی ہے، پہلی جماعت ہو جانے کے بعد دوسری جماعت مکروہ ہے، اگر دوسری جماعت اذان و اقامت کے اعادہ کے ساتھ ہو تو ہمارے ائمہ ثلاثہؒ کراہت تحریمیہ پر متفق ہیں؛ لیکن اگر اذان و اقامت کا اعادہ نہ ہو اور محراب سے بھی عدول کر لیا جائے تو اس کو امام ابو یوسفؒ جائز فرماتے ہیں، امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک وہ بھی مکروہ ہے؛ لیکن کراہت تحریمی نہیں، تنزیہی ہے، ہاں! انفرادی طور پر (جماعت اولیٰ کے بعد) نماز پڑھنا اسی مسجد میں جائز ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی (کفایت المفتی: ۱۳۸/۳)

دوبارہ جماعت کرنے کا حکم:

سوال: جس مسجد میں امام اور مؤذن مقرر ہے اور اس گاؤں کے تمام آدمی اس مسجد میں اول جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں، اس کے بعد اگر وہی آدمی پھر جماعت کریں مکروہ تحریمی ہوگا، یا نہیں؟ چند کتب معتبرہ کی عبارت نقل فرما کر جواب عنایت فرمادیں، بیوا تو جروا۔

الجواب ————— واللہ الموفق للصواب

ذکر فی رد المحتار عن المنبع، ثم قال فی الاستدلال: ولنا أنه عليه الصلاة والسلام كان خرج ليصلح بين قوم فعاد إلى المسجد وقد صلى أهل المسجد فرجع إلى منزله فجمع أهله وصلى، (۲)

(۱) فی الدر المختار: ويكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محللة، إلخ .

وفی رد المحتار: ”(قوله: يكره) أي تحريماً لقول الكافي: ”لا يجوز“ ولو كرر أهله بدونها أو كان مسجد طريق جاز اجتماعاً، كما في مسجد ليس له إمام ولا مؤذن... ومقتضى هذا الاستدلال كراهة التكرار في مسجد المحللة ويؤيده ما في الظهيرية: لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى فيه أهله يصلون وحداناً... وعن أبي يوسف إذا لم تكن الجماعة على الهيئة الأولى لا تكرهه ولا تكره وهو الصحيح وبالعدول عن المحراب تختلف الهيئة، إلخ. (باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد: ۱/۵۵۲-۵۵۳، ط، سعيد)

(۲) قلت: أخرجه الطبراني في الكبير والأوسط عن أبي بكره ورجاله ثقافت. (مجمع الزوائد: ۱/۶۰۸) ==

ولو جاز ذلك لما اختار الصلاة في بيته على الجماعة في المسجد ولأن في الاطلاق هكذا
تقليل الجماعة معنى فإنهم لا يجتمعون إذا علموا أنها لا تفوتهم ومقتضى هذا الاستدلال كراهة
التكرار في مسجد المحلة ولو بدون أذان ويؤيده ما في الظهيرية ولو دخل جماعة المسجد بعد
ما صلى فيه أهله يصلون وحداناً وهو ظاهر الرواية، آه، وهذا مخالف لحكاية الاجماع المارة
وهو ما ذكره قبل عن المنيع و التقييد بالمسجد المختصة بالمحلة احتراز من الشارع وبالأذان
الثانى احتراز عما إذا صلى في المسجد المحلة جماعة بغير أذان حيث يباح إجماعاً، آه. (رد
المحتار: ۵۷۷/۱)

وفى البدائع فى بيان ما يفعل بعد فوات الجماعة مانصه: فلا خلاف فى أنه إذا فاتته الجماعة
لا يجب عليه الطلب فى مسجد آخر؛ لكن كيف يصنع ذكر فى الأصل أنه إذا فاتته الجماعة فى
مسجد حيه فإن أتى مسجداً آخر يرجوا ادراك الجماعة فيه فحسن وإن صلى فى مسجد حيه
فحسن، لحديث الحسن. (۱) قال: كانوا إذا فاتتهم الجماعة فمنهم من يصلى فى مسجد حيه
ومنهم من يتبع الجماعة أراد به الصحابة رضى الله عنهم ولأن فى كل جانب مراعاة حرمة
وترك أخرى ففى أحد الجانبين مراعاة حرمة مسجده وترك الجماعة وفى الجانب الآخر
مراعاة فضيلة الجماعة وترك حق مسجده فإذا تعذر الجمع بينهما مال إلى أيهما شاء وذكر
القدورى: أنه إذا فاتته الجماعة جمع بأهله فى منزله وإن صلى وحده جاز لما روى عن النبى
صلى الله عليه وسلم أنه خرج من المدينة إلى صلح بين حيين من أحياء العرب فانصرف منه
وقد فرغ الناس من الصلاة فمال إلى بيته وجمع بأهله فى منزله وفى هذا الحديث دليل على
سقوط الطلب إذ لو وجب لكان أولى الناس به رسول الله صلى الله عليه وسلم وذكر الشيخ
الإمام السرخسى: إن الأولى فى زماننا أنه إذا لم يدخل مسجده أن يتبع الجماعة وإن دخل
مسجده صلى فيه، آه. (۱۵۶/۱) (۲)

== أورد عليه بعض الناس نقلاً عن التحرير المختار بقوله: ولا يتم الاستدلال به إلا إذا وجد جماعة يصلى بهم
فى المسجد ومع هذا اختار الصلاة فى منزله بأهله، آه. قلت: عدم وجدانه مثل هذه الجماعة بعيد؛ لأنه صلى الله عليه
وسلم لم يكن يذهب للصلح بين الأقوام وحده بل كان يذهب بجماعة من أصحابه كما هو المعروف من عادته
ولو سلم تنزلاً فكان يمكن أن يجمع الصلاة بأهله فى المسجد فإن النساء كن يشهدن الصلاة فيه مع النبى صلى الله
عليه وسلم كما عرف فى موضعه فاستدلال به تام ولا يضره الاحتمالات البعيدة، ظ، على أنه قد ثبت عن الصحابة أنهم
لم يجمعوا فى المسجد ثانياً مع قدرتهم على ذلك، كما سيأتى)

(۱) سيأتى ما يدل له مؤيده منه

(۲) بدائع الصنائع، فصل فى بيان ما يفعل بعد فوات الجماعة: ۱۵۶/۱، دار الكتب العلمية بيروت، انيس

قلت: وهذا ما يدل على كراهة الجماعة الثانية مطلقاً ولو بدون أذان؛ لأنه حصر صنع فاتت الجماعة في تتبعها في مسجد آخر إن كان يرجو أدراكها فيه وفي صلاته في مسجد حيه منفرد وعَلَّه بأن في كل جانب مراعاة حرمة وترك أخرى فإذا تعذر الجمع بينهما مال إلى أيهما شاء فلو كانت الجماعة الثانية بدون الأذان غير مكروهة لاتنفي ذلك التعذر بأن يجمع ثانياً في مسجد حيه كما لا يخفى فالظاهر أن المذهب عندنا وظاهر الرواية هو الكراهة مطلقاً ولو بدون أذان، فإن صاحب البدائع والقُدوري والسرخسي أعرف الناس بالمذهب من غيرهم وتقييدها بالأذان لعلها في النواذر، قال الشعراني في رحمة الأمة: ومن دخل مسجداً فوجد إمامه قد فرغ من الصلاة فإن كان المسجد في غير ممر الناس كره له أن يستأنف فيه جماعة عند أبي حنيفة ومالك والشافعي وقال أحمد: لا يكره، آه. (ص: ۳۴) (۱) والدلائل أيضاً تقتضي الكراهة مطلقاً، منها ما قد مر ذكره ومنها ما رواه سحنون عن ابن القاسم عن مالك عن عبد الرحمن بن المجر قال: دخلت مع سالم بن عبد الله مسجد الجحفة وقد فرغوا من الصلاة فقالوا: ألا تجمع الصلاة؟ فقال سالم: لا تجمع صلاة واحدة في مسجد واحد مرتين، رجاله كلهم ثقات، قال ابن وهب: وأخبرني رجال من أهل العلم عن ابن شهاب ويحيى بن سعيد وربيعة والليث مثله، آه، من المدونة الكبرى لمالك. (۲) فهؤلاء أكابر التابعين كرهوا الجماعة الثانية في مسجد واحد ولم يقيدها بالأذان وقال الشافعي: وإنما قد حفظنا أن قد فاتت رجالاً معه - صلى الله عليه وسلم - الصلاة، فصلوا بعلمه منفردين وقد كانوا قادرين على أن يجمعوا وأن قد فاتت الصلاة في الجماعة قومًا فجاءوا المسجد فصلّى كل واحد منهم متفرداً وقد كانوا قادرين على أن يجمعوا في المسجد، آه، من الأم. (۱۳۷/۱) (۳) قلت: فلو كانت الجماعة الثانية غير مكروهة بدون الأذان لما تركها الصحابة وهم سابقون إلى الغايات راغبون إلى أفضل الطاعات، قال الشافعي رحمه الله: وإنما كرهت (۴) ذلك لهم؛ لأنهم ليس مما فعل السلف قبلنا بل قد عابه بعضهم، آه، من الأم. (۱۳۶/۱) قلت: وكما لم يفعل السلف بالأذان ثانياً في المسجد كذا لم يفعلوه فيه بدون

(۱) رحمة الأمة شيخ محمد بن عبد الرحمن بن أبي حنيفة، علامه شعراني کی نہیں ہے، بلکہ علامه شعرانی کی کتاب کا نام ”الميزان الكبرى“ ہے، مذکورہ عبارت الميزان الكبرى، باب صلوة الجماعة: ۱/۱۵۷، ط: مصر میں مذکور ہے، مصنف سے سہو ہو گیا ہے۔ انیس

(۲) المدونة الكبرى، باب في المسجد تجمع الصلاة فيه مرتين: ۱/۱۸۱، دار الكتب العلمية بيروت، انیس

(۳) الأم، العذر في ترك الجماعة: ۱/۱۸۱، دار المعرفة بيروت، انیس

هذا يؤيد ما ذكره صاحب البدائع عن الحسن والإمام الشافعي رحمه الله مجتهد إمام في الفقه والحديث

فتعليقه جزءاً حجة منه

(۴) أي: تكرار الجماعة في المسجد. رفيع عثمانی

الأذان أيضاً ومن ادعى غير ذلك فليأت ببرهان. قال الشافعي رحمه الله: وأحسب كراهية من كره ذلك منهم إنما كان لتفرق الكلمة وأن يرغب رجل عن الصلاة خلف إمام جماعة فيتخلف هو ومن أراد عن المسجد في وقت الصلوة فإذا قضيت دخلوا فجمعوا فيكون في هذا اختلاف وتفرق كلمة وفيهما المكروه وإنما أكره هذا في كل مسجد له إمام ومؤذن فأما مسجد بنى على ظهر الطريق أو ناحية لا يؤذن فيه مؤذن راتب ولا يكون له إمام معلوم ويصلى فيه المارة ويستظلون فلا أكره ذلك؛ لأنه ليس فيه معنى الذي وصفت من تفرق الكلمة، ثم قال: وإنما كرهوا الثلا يجمعوا في مسجد مرتين ولا باس بأن يخرجوا إلى موضع فيجمعوا فيه، آه، من الأمام. (۱۳۶/۱-۱۳۷) (۱)

قلت وهذا كله موافق لما ذكره أصحابنا غير أنهم عللوا الكراهة بتقاعد القوم من الجماعة الأولى ولا يخفى أن العلة التي ذكرها الشافعي أشد وأحذر وأكثر وقوعاً واحتمالاً لاسيما في زمان الفساد وانقطاع الوداد ومقتضاها كراهة التكرار ولابدون أذان هذا هو الحق الراجح عندي والمراد بالكراهة كراهة التحريم.

خلاصہ ان عبارات کا یہ ہے کہ مسجد محلہ میں جس میں امام اور مؤذن مقرر ہے، دوسری جماعت کرنا مکروہ تحریمی ہے، خواہ بدون اذان ثانی کے ہو، یا مع اذان واقامت کے، دلائل کا مقتضی یہی ہے اور ظہیر یہ اور بدائع وغیرہ سے بھی اطلاق کراہت ہی مستفاد ہوتا ہے، گو بعض فتاویٰ میں بدون اذان ثانی کے جماعت ثانیہ کو مباح لکھا ہے؛ مگر دلائل پر نظر کر کے یہ قید ضعیف معلوم ہوتی ہے اور اگر اس کو تسلیم بھی کر لیا جاوے تو اباحت سے مراد کراہت تحریمہ کی نفی ہوگی، کراہت تزییہ کی نفی مراد نہیں، کذا قالہ بعض اکابرنا منهم قطب وقتہ مولانا الشیخ رشید أحمد قدس سرہ، دوسرے جن روایات میں اطلاق ہے ان کا مقتضی یہ ہے کہ بدون اذان کے بھی کراہت ہے، اور جن میں تقید ہے، یعنی: جن میں بدون اذان کے اجماعاً مباح کہا ہے، اگر امام صاحب سے یہ روایت بھی صحیح ہو تو ان کا مقتضا اباحت بدون الاذان ہے اور جب کراہت و اباحت میں تعارض ہو تو کراہت کو ترجیح ہوگی۔

۱۲/رمضان ۱۳۴۴ھ (امداد الاحکام: ۱۳۲/۳-۱۳۶)

جماعت ثانیہ مکروہ تحریمی ہے، یا تزییہ:

سوال (۱) جماعت ثانیہ میں کراہت تحریمی ہے، یا تزییہ؟ اور مکروہ تحریمی کا مرتکب گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، یا

صغیرہ کا؟

مکان سکونہ میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے، یا نہیں:

(۲) مکان سکونہ میں جماعت ثانیہ، یا ثالثہ کرنا مکروہ ہے، یا نہیں؟

الجواب

(۱) قال فی الشامی (قوله: ويكره تكرار الجماعة، إلخ) أى تحريماً لقول الكافى: لا يجوز

والمجمع: لا يباح وشرح الجامع الصغير: أنه بدعة، إلخ. (ردالمحتار) (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ جماعت ثانیہ میں کراہت تحریمیہ ہے۔

(۲) مکروہ نہیں ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷۲۳-۷۳)

جماعت ثانیہ کی کراہت و عدم کراہت کی تحقیق:

سوال: قول محقق اور معتبر باعتبار موافقت فقہ وحدیث در بارہ جماعت ثانیہ آپ کے نزدیک کیا ہے؟ مگر بحوالہ احادیث اور اقوال فقہاء ونیز بحوالہ کتب تحریر ہو اور نیز قطع نظر حالت موجودہ لوگوں کے؛ بلکہ نفس مسئلہ محقق ہو اور اگر حالت موجودہ لوگوں کے اعتبار سے جماعت ثانیہ کی کراہت ہو تو اس کے لیے علاحدہ ارقام ہو، ہندوستان کے محقق علماء مثل حضرت مولانا مولوی شیخ محمد صاحب تھانوی و حضرت مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری و حضرت مولانا مولوی سعادت علی صاحب سہارنپوری و جناب مولانا مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی و جناب مولوی مشتاق احمد صاحب سہارنپوری و جناب مولوی سید جمال الدین صاحب دہلوی بلا کراہت جائز فرماتے تھے؛ مگر غالب گمان یہ ہے کہ جو لوگ جماعت اولیٰ کے پابند ہوں، ان کے لئے بلا کراہت فرماتے تھے؟

الجواب

فی جامع الآثار لهذا العبد الحقیر: هكذا كراهة تكرار الجماعة في المسجد، عن أبي بكر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أقبل من نواحي المدينة يريد الصلاة فوجد الناس قد صلوا فمال إلى منزله فجمع أهله فصلى بهم. {رواه الطبرانی في الكبير والأوسط} وقال الهيثمي: رجاله ثقات، قلت: ولو لم يكره لماترك المسجد.

(۱) ردالمحتار، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، باب الإمامة: ۵۱۶/۱، ظفیر

(۲) ويكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة، لافي مسجد طريق أو مسجد لا إمام له ولا مؤذن

(الدرالمختار) ولنا أنه عليه الصلوة والسلام: كان خرج ليصلح بين قوم فعاد إلى المسجد وقد صلى أهل المسجد فرجع إلى منزله فجمع أهله وصلى. (ردالمحتار، باب الإمامة، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد: ۳۶۷/۱، ظفیر)

وعن إبراهيم النخعي قال: قال عمر رضی اللہ عنہ: لا یصلی بعد صلاة مثلها. {رواه ابن شیبہ} (۱)
 قلت: وأقرب تفاسيره حمله علی تکرار الجماعة فی المسجد.
 وعن خرشة بن الحر أن عمر رضی اللہ عنہ كان یکره أن یصلی بعد صلاة الجمعة مثلها. {رواه
 الطحاوی وإسناده صحیح} (۲)
 قلت: دل علی کراهة تکرار الجماعة خاصة.

وفی حاشيته تابع الآثار وما ورد من قوله عليه السلام: من يتصدق، (۳) لا یدل علی جواز التکرار
 المتکلم فيه وهو اقتداء المفترض بالمفترض إذ الثابت به اقتداء المتفعل بالمفترض ولا یحکم
 بکراهته بل ورد فی جوازه حدیث آخر من قوله عليه السلام إذا صلیتما فی رحاکما ثم أتیتما صلاة
 قوم فصلیاً معهم واجعلا صلاتكما معهم سبحة، (۴) كما هو ظاهر وما رواه البخاری تعليقاً عن أنس
 رضی اللہ عنہ محمول علی مسجد الطريق أو نحوه لما نقل فيه أنه أذن وأقام وهو مکروه عند العامة، اه.
 أما الروایات الفقہیة فی هذا الباب ففي الدر المختار:
 ویکره تکرار الجماعة بأذان وإقامة فی مسجد محلة لا فی مسجد طریق أو مسجد لا إمام له
 ولا مؤذن. (الدر المختار) (۱)

فی رد المحتار (قوله: ویکره): أي تحریماً لقول الکافی: لا یجوز والمجمع: لا یباح وشرح
 الجامع الصغیر: أنه بدعة، كما فی رسالة السندی. (قوله: بأذان وإقامة) عبارته فی الخزان أجمع
 ما هنا ونصها: یکره تکرار الجماعة فی مسجد محلة بأذان وإقامة إلا إذا صلی بهما فيه أو لا غیر
 أهله أو أهله لكن بمخافتة الأذان ولو کرر أهله بدونهما أو كان مسجد طریق جاز إجماعاً، كما فی
 مسجد لیس له إمام ولا مؤذن ویصلی الناس فيه فوجاً فوجاً فإن الأفضل أن یصلی کل فریق
 بأذان وإقامة علی حدة، كما فی أمالی قاضی خان، اه، ونحوه فی الدرر والمراد بمسجد المحلة:
 ماله إمام وجماعة معلومون، كما فی الدرر وغیرها، إلی أن قال: ولأن فی الاطلاق هكذا تقلیل
 الجماعة معنی، فإنهم لا یجتمعون إذا علموا أنها لا تفوتهم، ثم قال بعد سطر: ومقتضى هذا
 الاستدلال کراهة التکرار فی مسجد المحلة ولو بدون إذان، ویؤیده ما فی الظهیریة: لو دخل
 جماعة المسجد بعد ما صلی فيه أهله یصلون وحداناً وهو ظاهر الروایة، اه، وهذا مخالف لحکایة

(۱) مصنف ابن أبی شیبہ، من کره أن یصلی بعد الصلاة مثلها (ح: ۵۹۹۷) انیس

(۲) شرح معانی الآثار، باب التطوع بعد الجمعة کیف هو (ح: ۱۹۸۱) انیس

(۳) عن أبی عثمان: دخل رجل المسجد، وقد صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال: ألا رجل یتصدق علی هذا

فیقوم فیصلی معه. (مصنف ابن أبی شیبہ، فی القوم یجینون إلی المسجد وقد صلی فيه (ح: ۷۰۹۸) انیس)

(۴) الصحیح لمسلم، باب الندب إلی وضع الأیدی علی الركب فی الركوع ونسخ التطبيق (ح: ۵۳۴) انیس

الاجماع المارة. (۱) (۵۷۷/۱) وفيه ما نصه: وفي آخر شرح المنية وعن أبي حنيفة ولو كانت الجماعة أكثر من ثلاثة يكره التكرار وإلا فلا وعن أبي يوسف إذا لم تكن على الهيئة الأولى لا تكبره وإلا تكبره وهو الصحيح وبالعدل عن المحراب تختلف الهيئة، كذا في البزازية، وفي التاتارخانية عن اللؤلؤ الجية: وبه نأخذ. (۱) (۴۱۰/۱) وفيه (۲) قوله: إلا في مسجد على طريق: هو ما ليس له إمام ومؤذن راتب فلا يكره التكرار فيه بأذان وإقامة بل هو الأفضل، خانية. (۱) (۴۱۰/۱) (۳) روايات فقهية مذكورة سے چند صورتیں اور ان کے احکام معلوم ہوئے:

صورت اولی مسجد محلّہ میں غیر اہل نے نماز پڑھ لی ہو۔ صورت ثانیہ مسجد محلّہ میں اہل نے بلا اعلان اذان، یا بلا اذان بدرجہ اولی نماز پڑھی ہو۔ (۴) صورت ثالثہ وہ مسجد طریق پر ہو۔ (۵) صورت رابعہ اس مسجد میں امام ومؤذن معین نہ ہوں۔ صورت خامسہ مسجد محلّہ ہو؛ یعنی اس کے نمازی اور امام معین ہوں اور انہوں نے اس میں اعلان اذان کی صورت سے نماز پڑھی ہو۔ پس صورت اربعہ اولی میں تو بالاتفاق جماعت ثانیہ جائز؛ بلکہ افضل ہے، جیسا کہ افضلیت کی تصریح موجود ہے، (۶) اور صورت خامسہ میں اگر جماعت ثانیہ بہ ہیئت اولی ہو، تب بالاتفاق مکروہ تحریمی ہے، جیسا کہ رد المحتار میں تحریمی ہونے کی تصریح ہے اور اگر ہیئت اولی پر نہ ہو، پس یہ محل کلام ہے۔ (۷)

(۱) الدر المختار مع رد المحتار باب الإمامة: ۵۵۲/۱، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد. انیس

(۱) کتاب الصلاة. باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس.

(۲) کتاب الصلاة. باب الأذان، مطلب فی المؤذن إذا كان غير محتسب فی أذانه، انیس.

(۳) یعنی صورت ثانیہ کی ایک شکل تو یہ ہے کہ مسجد محلّہ میں اہل مسجد نے اذان تودی ہو؛ لیکن آہستہ دی ہو اور دوسری شکل یہ ہے کہ انہوں نے بغیر اذان دیئے نماز پڑھی ہو، پس جو حکم شکل اول کا ہے وہی حکم بدرجہ اولی۔ شکل دوم کا بھی ہوگا۔ سعید احمد

(۵) یعنی جس مسجد کا کوئی امام اور مؤذن مقرر نہ ہو۔ (فتاویٰ دارالعلوم جدید: ۲۳/۳، سعید)

(۶) افضلیت کی تصریح فقط تیسری اور چوتھی صورت میں ہے، کما تقدم فی الروایات الفقہیہ، پہلی اور دوسری صورت میں افضلیت کی تصریح

نظر سے نہیں گزری۔

(۷) یعنی صورت خامسہ کی پھر دو شکلیں ہیں: اول: جماعت ثانیہ بہ ہیئت اولی ہو، یعنی اذان واقامت اور قیام امام فی المحراب کے ساتھ

تکرار جماعت ہو تو بالاتفاق مکروہ تحریمی ہے، خواہ دوبارہ جماعت اہل مسجد کے علاوہ لوگ کریں، یا بعض اہل مسجد کریں۔ ان صلی فیہ اہلہ

بأذان واقامة أو بعض اہلہ یکره لغير اہلہ وللباقین من اہلہ أن یعیدوا الأذان والإقامة، آہ. (بدائع الصنائع، فصل فی بیان

محل وجوب الأذان: ۵۳/۱، دارالکتب، انیس) دوم: جماعت ثانیہ ہیئت اولی بدل کر ہو۔ ہیئت اولی نام ہے تین چیزوں کے مجموعہ کا، یعنی

اذان، اقامت اور قیام امام فی المحراب کا، پس جب یہ تینوں باتیں نہ رہیں گی تو پوری طرح ہیئت اولی بدل جائے گی اور اگر دو باتیں مرتفع

ہو جائیں (خواہ وہ کوئی سی دو ہوں) اذان واقامت ہوں، یا اذان و قیام محراب ہوں، یا اقامت و قیام محراب ہوں) تو بھی ہیئت اولی بدل جائے

گی؛ اس لئے کہ اکثر کے لئے کل کا حکم ہوتا ہے، اسی طرح جب ایک بات مرتفع ہو جائے گی؛ کیونکہ کسی بھی جزء کے ارتفاع سے ہیئت کلی مرتفع

ہو جاتی ہے۔ (القطوف الدانیة: ۶-۷، ملخصاً)

بہر حال یہ دوسری شکل محل بحث ہے، پہلی بحث تو یہ ہے کہ اس شکل میں صاحب درمختار نے خزانن الاسرار (۱) میں تکرار جماعت کو اجماعاً جائز کہا ہے، (۲) چند دیگر حضرات نے بھی یہی لکھا ہے۔ علامہ شامی منہ الخالق (۳۴۶/۱) میں لکھتے ہیں:

نقل الرملی عن رسالة العلامة السندی عن الملتقط وشرح المجمع وشرح درر البحار والعباب: من أنه يجوز تكرار الجماعة بلا إذان ولا إقامة ثانية إنفاقاً، قال: وفي بعضها إجماعاً، آه. (۳)

لیکن خود علامہ شامی نے اس شکل میں تکرار جماعت کو مکروہ کہا ہے، کما فی قوله: ومقتضى هذا الاستدلال، إلخ، (۴) پھر انہوں نے اپنے استنباط کو ظہیر یہ کی روایت سے (۵) امام ابو یوسف کے نزدیک مکروہ نہیں اور امام صاحب کے نزدیک مکروہ ہے، جیسا ظہیر یہ میں اس کا ظاہر روایت ہونا مصرح ہے، البتہ ایک روایت (۶) امام صاحب سے یہ ہے کہ اگر تین سے زیادہ آدمی ہوں، مکروہ ہے، ورنہ مکروہ نہیں، یہ تو خلاصہ ہوا روایات کے مدلول ظاہری کا۔

اب آگے دو مسلک ہیں، یا تو امام صاحب اور امام ابو یوسف کے اقوال کو متعارض کہا جاوے، یا دونوں میں تطبیق دی جاوے، اگر متعارض کہا جاوے تو حسب رسم المفتی ”واختلف فیما اختلفوا فیہ، والأصح، کما فی السراجیة وغیرہا أنه ینفی بقول الإمام علی الاطلاق، ثم بقول الثانی (إلی قوله) و صحیح فی الحاوی القدسی قوة المدرک، إلخ، ہکذا فی الدر المختار. (مقدمة الدر المختار: ۷۰-۷۱، مطلب إذا تعارض التصحیح)

امام صاحب کے قول پر عمل ہوگا، اگر سراجیہ کے قاعدہ کو ترجیح دی جائے تب تو ظاہر ہے اور اگر حاوی قدسی کے

(۱) جو درمختار کا نقش اول ہے۔

(۲) خزانن کی عبارت جواب کے شروع میں حضرت مجیب قدس سرہ نقل فرما چکے ہیں۔

(۳) البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب الإمامة، دار الکتب العلمیة، بیروت، انیس

(۴) ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد: ۲۸۹/۲، دار الکتب العلمیة، انیس

(۵) جو کہ ظاہر روایت ہے کیا ہے، دوسری بحث یہ ہے کہ اس شکل کے متعلق خود ائمہ مذہب کی روایت بھی مختلف ہیں، امام صاحب سے ظاہر روایت مطلقاً کراہت کی ہے، جس میں یہ شکل بھی داخل ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک کراہت نہیں ہے۔

حضرت مجیب قدس سرہ نے پہلے بحث ثانی پر گفتگو فرمائی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر شیخین کے اقوال میں تعارض مانا جائے تو آداب افتاء کے پیش نظر امام صاحب کے قول پر عمل ہوگا اور اگر تطبیق کی راہ اختیار کی جائے تو وہ یہ ہے کہ امام صاحب کراہت تنزیہی کا اثبات فرماتے ہیں اور امام ابو یوسف کراہت تحریمی کی نفی فرماتے ہیں، کراہت تنزیہی ان کے نزدیک بھی مسلم الثبوت ہے، اسی سے بحث اول کا تفسیر بھی ہو گیا کہ اصل کراہت میں کسی کو اختلاف نہیں ہے، پس جنہوں نے اجماعاً کہا ہے، انہوں نے کراہت تحریمی کی نفی کی ہے اور جنہوں نے کراہت ثابت کی ہے، ان کی مراد اس سے کراہت تنزیہی ہے۔ (واللہ سبحانہ اعلم) سعید احمد پالنپوری

(۶) امام ابو یوسف اور امام محمد سے بھی قریب قریب ایسی ہی روایتیں مروی ہیں: وروی عن أبي يوسف أنه إنما يكره إذا كانت

الجماعة الثانية كثيرة وفأما إذا كانوا ثلاثة أو أربعة، فقاموا في زاوية من زوايا المسجد، وصلوا بجماعة، لا يكره، وروی عن محمد أنه إنما يكره إذا كانت الثانية على سبيل التداعى والاجتماع، فأما إذا لم يكن فلا يكره، آه. (بدائع

الصنائع: ۱۵۳/۱، سعید احمد)

(کتاب الصلاة، فصل فی بیان محل وجوب الأذان، انیس)

قاعدے کو ترجیح دی جائے، تب بھی امام صاحب کی دلیل نقلی حدیث ہے، جو اول نقل ہوئی ہے اور دلیل قیاسی ردالمختار سے ”ولأن فسی الاطلاق“، إلخ معلوم ہو چکی ہے، جس کی قوت ظاہر ہے اور جو حدیثیں امام صاحب کی دلیل سے ظاہراً متعارض ہیں، ان سب کا جواب کافی شافی تابع الآثار سے گزر چکا ہے اور اگر بعض (۱) کی حکایت اجماع علی الجواز سے شبہ ہو کہ امام صاحب نے حکم بالکراہتہ سے رجوع کر لیا ہوگا تو شامی نے بعد نقل روایت ظہیر یہ کے عدم ثبوت اجماع کی تصریح کر دی ہے، (۲) پس یہ استدلال قطع ہو گیا، (۳) اور اگر امام صاحب اور ابو یوسف کے اقوال میں تطبیق دی جاوے تو وجہ تطبیق یہ ہو سکتی ہے کہ امام صاحب تو کراہت تنزیہیہ کے مثبت ہیں اور امام ابو یوسف کراہتہ تحریمیہ کے نافی ہیں، قرینہ اس کا یہ ہے کہ ردالمختار میں جو مسجد محلہ میں اذان کے ساتھ جماعت ثانیہ کو مکروہ کہا ہے، اس میں شامی نے تصریح کر دی کہ کراہت تحریمیہ مراد ہے، پس اس کے مقابلہ میں جو دوسری صورتوں میں عدم کراہتہ کا حکم ہوگا، اسی کراہت مذکورہ کی نفی ہوگی، پس کراہتہ تنزیہیہ کی نفی محتاج دلیل مستقل ہے، جیسا کہ صوراربعہ اولیٰ میں افضلیت کی تصریح بالاستقلال کراہت تنزیہیہ کی نفی پر دل ہے، پس صوراربعہ اولیٰ میں نفی کراہت سے تحریمیہ منقش ہوگئی اور حکم افضلیت سے کراہت تنزیہیہ منقش ہوگئی اور مندوبیت ثابت ہوگئی، بخلاف صورت متکلم فیہا کے کہ اس میں انتفاء کراہت تحریمیہ کی دلیل تو قائم ہے؛ لیکن انتفاء کراہت تنزیہیہ کی کوئی دلیل نہیں اور ظاہر روایت میں کراہت کا اثبات ہے، پس کراہت تحریم منقش ہوئی اور کراہت تنزیہیہ ثابت رہی، پس امام صاحب کے اثبات اور امام ابو یوسف کی نفی میں

(۱) اولاً یہ شبہ بے محل ہے؛ کیونکہ محل نزاع میں اجماع منقول نہیں ہوا؛ بلکہ ان صورتوں میں ہوا ہے، جن کی نسبت فتویٰ میں کہا گیا ہے کہ بالاتفاق نماز جائز؛ بلکہ افضل ہے اور ثانیاً اس کا جواب کہ شامی نے بعد نقل روایت ظہیر یہ عدم ثبوت اجماع کی تصریح کر دی ہے، نامناسب ہے؛ کیونکہ اگر اس تصریح کو مان لیا جاوے تو یہ فتویٰ کہ اس دعوے کے مخالف ہوگی، جو کہ ان الفاظ سے کیا گیا ہے: ”پس صوراربعہ اولیٰ میں تو بالاتفاق جماعت ثانیہ جائز؛ بلکہ افضل ہوگی“، ۲؛ کیونکہ صوراربعہ جن کی نسبت اجماع کا دعویٰ کیا گیا ہے، ان میں ایک صورت یہ بھی ہے کہ مسجد محلہ میں اہل محلہ نے بلا اعلان اذان یا بلا اذان بدرجہ اولیٰ نماز پڑھ لی ہو اور ظہیر یہ سے ان صورتوں کی کراہت ثابت ہوتی ہے، پس دعویٰ اجماع صحیح نہ ہوا۔ الحاصل جواب شبہ دعویٰ سابقہ کے مخالف ہے؛ اس لئے یہ جواب مناسب نہیں، پس اس صورت میں شبہ اور جواب دونوں کو ساقط ہونا چاہئے، نیز جن چار صورتوں میں عدم کراہت پر اتفاق نقل کیا ہے، ان میں سے دوسری صورت میں اختلاف نقل ہونا چاہئے، یا شامی کے قول: ومقتضیٰ هذا الاستدلال، إلخ کو رد کرنا چاہئے۔ (تصحیح الاغلاط: ۱۱۷)

(۲) اس جگہ مولانا رشید احمد صاحب مدرس دارالعلوم کراچی نے ایک حاشیہ لکھا ہے، وہ درج کیا جاتا ہے، وہ ہذا: ولو کسر اہلہ بدو نہما کو جائز بالا جماع کہا گیا ہے، حالانکہ اس صورت میں اگر ہیئت اولیٰ پر تکرار ہے؛ یعنی عدول عن المحرّب نہیں کیا تو بالاتفاق مکروہ ہے اور عدول عن المحرّب کی حالت میں محل نزاع ہے، پس یہ قول کہ محل نزاع میں اجماع منقول نہیں ہوا، صحیح نہیں، نیز یہ قول کہ ظہیر یہ سے صوراربعہ میں سے صورت ثانیہ کی کراہت ثابت ہوتی ہے، صحیح نہیں۔ صورت ثانیہ یہ ہے کہ جماعت اولیٰ بلا اذان، یا بغیر اعلان اذان کے ہوئی اور ظہیر یہ میں اس کی کراہت مذکور ہے کہ جماعت ثانیہ بلا اذان ہوئی ہو، غرض اصل جواب کی عبارت صحیح ہے اور تصحیح الاغلاط کی عبارت صحیح معلوم نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم اتین

(۳) اور ایک جواب آگے آرہا ہے کہ اجماع کراہت تحریمیہ کی نفی پر ہے۔ سعید

کوئی تعارض نہ رہا اور اگر یہ شبہ ہو کہ جاز اور یباح وغیرہ عبارات سے کراہت تشریحیہ منشی معلوم ہوتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ جائز کبھی مکروہ کو بھی شامل ہوتا ہے۔ (کذا فی ردالمحتار: ۱۲۵/۱) (۱)

اور جیسا درمختار میں اذان صبی کو جائز بلا کراہت کہا ہے اور شامی نے کہا ہے کہ مراد نفی کی کراہت تحریمیہ کی ہے اور

تشریحی ثابت ہے۔ (۴۰۶/۱) (۲)

و نیز حکایت اجماع جس میں تقدیر تعارض پر کلام ہوا ہے، اس تقریر تطبیق پر بحال ہا رہ سکتی ہے کہ نفی کراہت تحریمیہ پر اجماع ہے اور اگر ثبوت کراہت تشریحیہ سے قطع نظر بھی کی جاوے اور اباحت بالمعنی المتبادر مان لی جاوے، تب بھی چونکہ ندب و استحباب نہ دلیل سے ثابت، نہ ابو یوسفؒ سے منقول؛ اس لیے نفی کراہت سے ثبوت ثواب کا لازم نہ آوے گا، جیسا ردالمختار میں جماعت فی التطوع میں صرف مسنون نہ ہونے سے ثواب کی نفی کی ہے، گو بعض صورتوں میں مباح بھی ہے۔ (۴۱۱/۱) (۳) پس غایت مافی الباب ایک فعل مباح ہوا، جس میں نہ ثواب، نہ عقاب اور امام صاحب کراہت کے قائل، تب بھی مسلم اور احوط اس کا ترک ہی ہوا؛ کیوں کہ فعل میں تو احتمال کراہت کا ہے اور ترک میں کوئی ضرر محتمل نہیں، حتیٰ کہ حرمان ثواب بھی نہیں، پس ترک ہی راجح ہوا، یہ سب تحقیق ہے باعتبار حکم فی نفسہ کے اور اگر مفاسد اس کے امام ابو یوسفؒ کے روبرو پیش کئے جاتے تو یقیناً کراہت شدیدہ کا حکم فرماتے؛ لیکن چوں کہ مسئلہ مختلف فیہا ہے اور علماء کے فتوے بھی مختلف ہیں؛ اس لیے کسی کو کسی پر نکیر شدیدہ و طعن زینا نہیں۔ واللہ اعلم

۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۴ھ (امداد: ۷۳/۱) (امداد الفتاویٰ جدید: ۳۶۲/۱-۳۷۰)

جماعتِ ثانیہ کی کراہت کے دلائل:

سوال: جماعتِ ثانیہ کی کراہت کی کیا دلیل ہے؟

(۱) ردالمحتار: ۱۲۰/۱، مطلب قد یطلق جائز علی، إلخ (کتاب الطہارۃ، سنن الوضوء، انیس) (و عبارتہ: وقد یقال: أطلق "الجائز" وأراد به ما یعم المکروه، ففی الحلیۃ عن أصول بن الحاجب أنه قد یطلق یراد به ما لا یمتنع شرعاً وهو یشمل المباح والمکروه والمندوب والواجب، آہ. سعید احمد

(۲) و عبارتہما: (ویجوز) بلا کراہت (أذان صبی مراهق). (الدر المختار) قوله: (بلا کراہت) أى تحریمیة؛ لأن التزییہة ثابتة لما فی البحر عن الخلاصة (أن غیرهم) أولى منهم، آہ. (سعید) (الدر المختار مع ردالمحتار، باب الأذان، مطلب فی الأذان الجوق: ۳۹۱/۱، انیس)

(۳) الدر المختار مع ردالمحتار، باب الوتر والنوافل: ۴۸/۱ ("ولا یصلی الوتر و لا التطوع بجماعة خارج رمضان) أى یکره ذلك لوعلى سبيل التداعى بأن یقتدى أربعة بواحد، قال ابن عابدین: قوله: (أربعة بواحد) أما اقتداء واحد بواحد أو اثنين بواحد فلا یکره، وثلاثة بواحد فیہ خلاف، بحر عن الکافی: وهل یحصل بهذا الاقتداء فضیلة الجماعة؟ ظاهر ما قدمناه من أن الجماعة فی التطوع لیست بسنة یفید عدمه، تأمل. (ردالمحتار، قبیل باب إداراک الفریضة، ردالمحتار: ۴۹/۲، سعید احمد) (مطلب فی کراہت الاقتداء فی النفل علی سبيل التداعى وفى صلاة الرغائب، انیس)

الجواب

مقلدین کے لیے اقوال فقہا وائمہ بطور دلیل کافی ہیں، پس جب کہ ظاہر الروایۃ عند الحنفیہ کراہت جماعت ثانیہ مسجد محلہ میں ہے، جیسا کہ شامی میں منقول ہے تو اس سے زیادہ مقلدین کے لیے کوئی حجت نہیں ہے۔ شامی میں منقول ہے:

”و مقتضی هذا الاستدلال كراهة التكرار في مسجد المحلة ولو بدون اذان ويؤيده ما في الظهيرية: لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى فيه أهله يصلون وحداناً وهو ظاهر الرواية“، إلخ. (۱)

اور اس سے کچھ پہلے مذکور ہے:

”ثم قال في الاستدلال على الإمام الشافعي النافي للكرهة ما نصه: ولنا أنه عليه الصلوة والسلام كان خرج ليصلح بين قوم فعاد إلى المسجد وقد صلى أهل المسجد فرجع إلى منزله فجمع أهله وصلى بهم ولو جاز ذ لك لما اختار الصلاة في بيته على الجماعة في المسجد ولأن في الإطلاق (أى فى تجويز الجماعة الثانية) هكذا تقليل الجماعة معنى، فإنهم لا يجتمعون إذا علموا أنها لا تفوتهم، إلخ. (۲)

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے اور فقہا کی تصریح سے کراہت جماعت ثانیہ مسجد محلہ میں ثابت ہوئی، اس صورت میں اگر بعض روایات جواز کی بھی ہوں تو اول تو جواز، کراہت کے ساتھ بھی جمع ہوتا ہے تو وہاں جواز مع الکراہت مراد ہوگا، غایت یہ کہ کراہت تنزیہی ہوگی، بہر حال جماعت ثانیہ کراہت تحریمی یا تنزیہی سے خالی نہیں اور دوسرے یہ کہ جہاں کراہت اور عدم کراہت میں تعارض ہوتا ہے تو کراہت کو ترجیح دی جاتی ہے۔

”لأن دفع المضار أولى من جلب المنافع“.

یہی مضامین ہیں، جن کو حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ نے اپنے رسالہ ”کراہت جماعت ثانیہ“ میں بیان فرمایا ہے اور اس میں جواب ان روایات حدیث وفقہ کا دیا ہے، جس سے جواز مفہوم ہوتا ہے۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ نے اس بارے میں ایک امر فیصلہ کن ارشاد فرمایا ہے، انہوں نے فرمایا کہ عدم جواز جماعت ثانیہ میں ایک دلیل مجھ کو ظاہر ہوئی اور ایک حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپور قدس سرہ کو، جو کہ استاذ ہیں حضرت مولانا نانوتوی کے، وہ دلیل جو حضرت مولانا نانوتوی کو معلوم ہوئی، وہ قصہ صلوة خوف کا ہے کہ باوجود ایسی کشاکشی کے کہ جنگ کا موقع ہے، ایک ہی جماعت کی گئی اور نمازیوں کے دو طائفہ کئے گئے اور اس قدر حرکات اور ذہاب وایاب نماز کے اندر جائز کیا گیا؛ مگر جماعت ثانیہ کی اجازت نہ ہوئی، حالاں کہ یہ آسان تھا کہ ایک امام ایک

طاقفہ کو پوری نماز پڑھا دیتا اور دوسرا امام اس کے بعد دوسرے طاقفہ کو پوری نماز باجماعت پڑھا دیتا، اس کو فرمایا کہ یہ دلیل ظاہر تر ہے اور چونکہ یہ نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے ساتھ خاص نہیں تھی؛ بلکہ اب بھی اسی طرح پڑھنے کا حکم ہے تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ اس لیے تھا کہ سب کو ان کی اقتدا کی فضیلت حاصل ہو اور وہ دلیل جو حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ نے فرمائی ہے، وہ دقیق ہے۔ مولانا احمد علی صاحب نے فرمایا کہ یہ مسئلہ ہے کہ جس مسجد میں ایک دفعہ جمعہ کی نماز ہو چکی ہو تو اس مسجد میں پھر جمعہ کی جماعت درست نہیں ہے۔

چنانچہ شامی وغیرہ میں تصریح ہے کہ جمعہ کے بعد جامع مسجد کے کواڑ بند کر دیئے جاویں کہ ایسا نہ ہو کہ پھر چند آدمی آکر جماعت ثانیہ کر لیں۔ (۱) تو اس کی وجہ میں جو غور کیا کہ کیا وجہ اس عدم جواز کی ہے، حالانکہ شرائط جمعہ سبب علیٰ حالہا موجود ہیں، مضر بھی ہے، اذن عام بھی ہے، نمازی بھی موجود ہیں، ایک مصر میں تعدد جمعہ بھی درست ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ دوبارہ جماعت جمعہ ایک مسجد میں صحیح نہ ہو تو اس کے سوا کچھ وجہ نہیں کہ جمعہ کے لیے جماعت بھی شرط ہے، پس معلوم ہوا کہ جماعت ثانیہ جماعت مشروعہ نہیں ہے اور جب کہ وہ جماعت معتبرہ نہ ہوئی تو ایک شرط جمعہ کی فوت ہوگئی، پس معلوم ہوا کہ جماعت ثانیہ ایک مسجد میں درست نہیں ہے، وہو كما قال رحمہ اللہ۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۸/۳۰)

صحن مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم:

سوال: بعض صاحبان کا یہ قول ہے کہ اگر اندرون مسجد قریب محراب جماعت ہوگئی ہو تو وہ کچھ آدمی اگر باقی رہ جایا کریں تو جماعت ثانیہ صحن مسجد میں کر لیا کریں تو کسی نوع سے مکروہ نہ ہوگا؛ کیونکہ یہاں کی ہر ایک مسجد دو مسجد ہے، ایک صحنی؛ یعنی صحن مسجد، دوسری شتوی یعنی اندرون مسجد، جو اکثر مسقف ہوتی ہے، یا لداؤ کی اور درمختار (۲) میں جماعت کے بارے میں ہے: ولو فانتہ ندب طلبہا فی مسجد آخر، الخ۔ ظاہر ہے کہ صحن مسجد مسجد آخر ہے، لہذا اس میں جماعت ثانیہ کسی نوع سے مکروہ نہ ہوگی، جواب دیا گیا کہ یہاں کی مسجدوں میں صحن مسجد دوسری مسجد نہیں، حقیقت میں یہاں کی مسجدیں ایک مسجد ہیں؛ کیوں کہ عرف میں بھی ایک ہی مسجد سے تعبیر کرتے ہیں اور نہ بانین مسجد کی نیت دو مسجدوں کی ہوتی ہے؛ بلکہ ایک ہی مسجد کی ہوتی ہے، صحن کو صحن مسجد اور فناء مسجد سے تعبیر کرتے ہیں، دیکھو! نفائس اللغات، لغت انگنائی، بمعنی صحن خانہ بعربی ساحت و سرح فناء، پس اگر خانہ کی طرف اضافت ہوگی تو صحن خانہ اور مسجد کی طرف اضافت ہوگی تو صحن مسجد و فناء مسجد بولیں گے اور فقہاء بھی اس صحن کو صحن مسجد و فناء مسجد سے تعبیر کرتے ہیں، چنانچہ واقفین پر ظاہر ہے، واقف علم ظاہری و باطنی، مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نے کراہت

(۱) والظاہر أنه یغلق أيضاً بعد إقامة الجمعة لئلا یجتمع فیہ أحد بعدھا، الخ. (رد المحتار، باب الجمعة:

۷۶۶/۱، ظفیر (مطلب فی شروط وجوب الجمعة، انیس)

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، باب الإمامة: ۵۰۵/۱، دار الفکر بیروت، انیس

جماعت ثانیہ یہاں کی مسجدوں کے بارے میں ایک رسالہ تحریر فرمایا، (۱) اگر یہاں کی مسجدیں دو مسجدیں ہوتیں تو کراہت جماعت ثانیہ آپ مکروہ نہ فرماتے، (۲) بلکہ جماعت ثانیہ کا ہونا مکروہ نہ فرماتے اور تصریح بھی کر دیتے کہ صحن مسجد دوسری مسجد ہے، و نیز حاجیان سے معلوم ہوا کہ مسجد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسجد حرام میں بھی صحن ہے، حالانکہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ثواب صلوة اپنی مسجد اور مسجد حرام میں ”فی مسجدی ہذا و مسجد الحرام“ فرمایا، ”فی مسجدی ہذین و فی مسجدی الحرام“ نہیں فرمایا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحن مسجد دوسری مسجد نہیں اور صحنی و شتوی مسجدیں اور طرز کی ہوتی ہیں؛ یعنی ان میں ہر ایک کی محراب جدا گانہ ہوتی ہے، ایک دوسرے کے جب میں واقع ہوتی ہے اور درمیان دیوار قصیر مقدار ایک دو ذراع کے اس میں فرجہ ہوتا ہے، جیسا کہ قاضی خان کے صفحہ ۴۶ سے معلوم ہوتا ہے۔ محمول علیٰ ما إذا كان الحائط قصيراً أسه مقدار الفرجة بین الصفین ذراع أو ذراعان کما یکون بین المسجد الصیفی و الشتوی۔

لہذا حضور والا کو تکلیف دی جاتی ہے کہ جواب مسائل مفصلہ ذیل صاف تحریر فرما کر خا کسار کو ممنون و مشکور فرمائیں؟

(۱) یہ کہ یہاں کی ہر ایک مسجد حقیقہ صحنی و شتوی ہے، یا نہیں؟

(۲) یہ کہ محراب مسجد اصل میں کس جگہ ہے، آیا وہ طاق؛ یعنی محراب جو جانب قبلہ دیوار غربی مسجد میں ہوتی

ہے، یا دوسری جگہ؟

(۳) والسنة أن يقوم الإمام فی المحراب قول شامی منقول از معراج: تحت قوله: يقف

وسطاً (۳۹۹/۱، مطبوعة مصر) وقول شامی منقول از تاتارخانیہ: ”یکرہ للامام أن يقوم فی غیر المحراب

إلا لضرورة“ (صفحة: ۴۵۳، تحت قوله؛ لأن العبرة للقدم)، در مختار مع رد المحتار مکروهات صلوة: (۶۵۴-۶۴۶)

کا کیا مطلب ہے؟ آیا اس ظرفیت سے کمال قرب مراد ہے، یا محاذ محراب، خواہ قریب ہو، یا بعید، اگر محاذ مذکور مراد ہے

تو فی کا کیا موقع اور اس میں کیا نکتہ؟ یا حقیقت میں عین محراب میں کھڑا ہونا مراد ہے، جیسا کہ ظاہر میں فی کا مقتضی ہے،

بعض صاحبان کا خیال ہے کہ حقیقت میں کھڑا ہونا محراب کا مراد ہے؛ کیوں کہ اصح مذہب طحاوی اور سرحسی کا ہے کہ

علت کراہت قیام فی المحراب خفاء امام ہے، نہ مشابہت اہل کتاب، اگر خفا ہوگا تو کراہت ہوگی، ورنہ نہ ہوگی، گو مختار

سرحسی اول میں مشابہت اہل کتاب کی تھی؟

(۴) گرمی میں یہاں کی مسجدوں میں دراز صورت کہ مسجد صحنی و شتوی نہ ہوں، ترک محراب کی ضرورت

(۱) اس رسالہ کا نام ”القطوف الدایۃ فی تحقیق الجماعۃ الثانیۃ“ ہے اور فارسی زبان میں ہے اردو میں ترجمہ بھی شائع ہوا ہے۔ سعید احمد

(۲) کذافی الاصل؛ لیکن صحیح عبارت اس طرح ہے: ”دو مسجدیں ہوتیں تو جماعت ثانیہ کو آپ مکروہ نہ فرماتے؛ بلکہ جماعت ثانیہ کا نہ ہونا

مکروہ فرماتے، الخ“۔ سعید احمد

ہوسکتی ہے، جیسا کہ مسجدِ صفی و شتوی میں ہوتا ہے کہ گرمی کی وجہ سے صفی میں آجاتے ہیں اور سردی کی وجہ سے شتوی میں چلے جاتے ہیں، یا نہیں؟ اور یہاں کی مسجدوں میں عمل درآمد اس کا کہ جب گرمی ہوتی ہے تو صحن مسجد میں امام بلائیکیر پڑھا دیتا ہے، صحیح ہے، یا نہیں؟ اور یہ عمل درآمد کس بنا پر ہے؟

الجواب

ان بعض صاحبان کا قول غلط ہے، مجیب کا جواب بالکل درست ہے، البتہ مجیب کی تقریر میں لفظ فنا کی تفسیر میں تسامح ہے؛ کیوں کہ فنا اس جگہ کو کہتے ہیں، جو مضاف الیہ سے خارج ہو، اس کا جزو نہ ہو اور صحن مسجد جزو مسجد ہے، (۱) باقی سب تقریر نہایت صحیح اور کافی ہے، یہ تمہید کے متعلق عرض کیا گیا، اب جزئی سوالات کے متعلق لکھا جاتا ہے:

(۱) نہیں۔

(۲) وہ بھی اور اس کے محاذات (۲) جو مسقف درجہ کے مؤخر میں اور غیر مسقف کے مقدم میں ہوتی ہے، وہ بھی۔

(۳) یہاں فی الحراب عبارت ہے، فی الوسط سے؛ کیوں کہ محاریب وسط میں ہوتی ہیں، جب محراب سے مراد وسط ہو تو فی اپنے حقیقی معنی پر رہا، صرف مجاز لفظ محراب میں رہا، سو عند القرینہ کچھ مضائقہ نہیں اور قرینہ لفظ وسطاً صاف ہے۔

(۴) جب محراب سے مراد وسط ہے تو عدول عن المحراب لازم ہی نہیں آیا۔ واللہ اعلم

۲۳ رمضان المبارک ۱۳۲۸ھ (تمہ اولیٰ، صفحہ: ۳۰) (امداد الفتاویٰ جدید: ۳۷۱/۱-۳۷۲) ☆

جماعتِ ثانیہ میں شرکت کی جائے، یا نہیں:

سوال: جماعتِ ثانیہ مکروہ ہے، اگر بندہ مسجدِ محلہ میں پہنچے اور جماعتِ ثانیہ تیار ہو، یا ہو رہی ہو تو شریک

ہو جائے، یا دوسری مسجد میں جہاں جماعت کے ساتھ شریک ہو سکنے کا گمان ہو، چلا جاوے؟

(۱) بلکہ فناء مسجد وہ حصہ ہے، جو مسجد سے خارج ہو اور مسجد کے متعلقات سے ہو، مثلاً وضوء کرنے کی جگہ، حوض، جوتے نکالنے کی جگہ وغیرہ

وغیرہ، وہاں اہل مسجد کے لیے دوبارہ جماعت کرنا جائز ہے، جب کہ احیاناً ہو عادت نہ ہو۔ (سعید احمد)

(۲) یعنی محراب سے مراد 'وسط' درمیان ہے، لہذا اصل محراب کے محاذی، جو جگہ صحن مسجد میں ہے، وہ بھی بگم محراب ہی ہے؛ لیکن اگر صحن

ایک طرف بڑھا ہوا ہو تو صحن کے وسط کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ (فتاویٰ دارالعلوم جدید: ۳۶۱/۳)

☆ مسجد میں الگ نماز پڑھ کر جماعت کرنے کا مسئلہ:

سوال: مسجد میں نماز الگ پڑھ کر بعد کو ایک شخص کے ہمراہ نماز پڑھ لینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

ظہر اور عشاء میں درست ہے۔ فقط (تالیفات رشیدیہ: ۲۹۷)

الجواب

دوسری مسجد میں چلا جاوے، یا ہو سکے تو اور لوگوں کے ساتھ کسی دوسری جگہ جماعت کر لیوے۔ (۱) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۵۰)

فاسق امام کی وجہ سے جماعتِ ثانیہ:

سوال: جس مسجد میں امام فاسق نماز پڑھتا ہو، اس مسجد میں جماعتِ ثانیہ کرنا جائز ہے، یا نہ؟

الجواب

قال فی الدر المختار: صلّی خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة.

قال الشامی (قوله: نال فضل الجماعة): أفاد أن الصلاة خلفهما أولى من الانفراد، إلخ. (۲)

پس جماعتِ ثانیہ کرنا اس مسجد میں درست نہیں ہے، اسی امام کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے؛ کیوں کہ تنہا نماز پڑھنے

سے اس کے پیچھے نماز پڑھنا اولیٰ ہے اور جماعتِ ثانیہ کرنا مسجدِ محلّہ میں روا نہیں ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۱۹/۳)

بدنیتوں کی مخالفت سے امام سابق کی جماعت میں کوئی فرق نہ آئے گا:

سوال: اگر ایک شخص ۱۵ یا ۲۰ برس سے ایک مسجد میں امام ہو، بعض آدمی اس امام سے بغرض نفسانیت، یا

خلاف عقائد ہونے کے اس امام کو نکالنا چاہتے ہوں، درانحالیکہ امام متبع سنت ہو اور یہ فرقہ مبتدعین سے ہو اور سوائے

اس فرقہ کے اور سب مقتدی امام سے رضامند ہوں اور فرقہ مبتدعین کا ضد ایک امام ہم خیال کھڑا کر کے پہلے امام کی

جگہ پر جماعت کر لیتا ہو، بعد ازیں امام سابق جماعت کر لیتا ہو تو نماز امام سابق کی درست ہوگی، یا نہ؟ اگر ایک وقت

میں امام جدید اور امام سابق قرأتِ جہر سے جماعت کر رہے ہوں تو کس کی نماز ہوگی اور کس کی نہیں؟

الجواب

امام سابق کی جماعت بلا کراہت درست ہے، وہ جماعتِ ثانیہ نہیں ہے؛ بلکہ گناہ تفریق کا اس فرقہ مبتدعین پر ہے

اور ان کے امام پر ہے اور ان کی جماعت معتبر نہیں ہے اور ہر دو جماعت ایک وقت ہونے میں بھی گناہ امام جدید اور

مبتدعین مقتدین پر ہے، امام سابق کی جماعت میں کچھ کراہت نہیں ہے۔ (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۵۱/۳-۵۲)

(۱) إذا فاتته الجماعة لا يجب عليه الطلب في مسجد آخر بلا خلاف بين أصحابنا لكن إن أتى مسجداً آخر ليصلي بهم

مع الجماعة فحسن وإن صلّى في مسجد حيه فحسن، وذكر القدروري أنه يجمع في أهله ويصلي بهم. (الفتاوى الهندية مصرى

فصل في الإمامة: ۷۷/۱، ظفير (الباب الخامس في الإمامة، الفصل الأول في الجماعة، انيس)

(۲) دیکھئے: رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۵/۱، ظفير (مطلب: البدعة خمسة أقسام، انيس)

(۳) ولوصلی بعض أهل المسجد بإقامة وجماعة ثم دخل المؤذن والإمام وبقية الجماعة

مقررہ وقت سے پہلے، مسجد میں جماعت کا حکم اور اس کا ثواب:

سوال: قبل از وقت معین، اگر دو چار شخص نے ضرورت سفر، یا اور کسی ضرورت میں، مسجد میں جماعت کر لی، بعدہ امام معین کے ساتھ وقت مقررہ پر جماعت ہوئی، جماعت اولیٰ یہ ہوئی، یا پہلی اور پہلوں کو ثواب جماعت [کا] ملے گا، یا نہیں؟

الجواب

جماعت اولیٰ امام حجتی و اہل محلہ کی ہوتی ہے، اس صورت میں جماعت اولیٰ دوسری ہے اور ثواب جماعت بھی دوسری جماعت والوں کو ہوگا، پہلے لوگوں کی جماعت مکروہ تھی اور ثواب بھی جماعت کا نہیں ملے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
(مجموعہ کلاں، ص: ۱۳۴-۱۳۵)

مسئلہ: ترک جماعت درست نہیں، اگر بسبب تاخیر امام کے حرج ہے، تو دوسری مسجد میں چلے جایا کرے؛ مگر ترک جماعت سخت گناہ ہے اور امام سے پہلے پڑھ جانے میں فساد ہوتا ہے، اس سے بھی اجتناب واجب ہے۔
(مجموعہ فرخ آباد، ص: ۵۴) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۶۷)

جب شرک چار سے زائد نہ ہوں تو مسجد کی کسی طرف میں جماعت ثانیہ کر سکتے ہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں کی مسجد میں معین امام موجود ہے اور نماز ادا کریں؛ لیکن کچھ آدمی رہ جائیں اور جماعت ثانیہ کریں تو کیا ان کی یہ نماز؛ یعنی جماعت ثانیہ درست ہے؟
بیٹو اتو جروا۔ (المستفتی: حبیب اللہ خان گمبیلہ لکی مروت، ۴/۷/۱۴۰۱ھ)

الجواب

مسجد کی کسی طرف میں بلا اذان و اقامت جماعت ثانیہ کرنا جائز ہے، خصوصاً جب کہ یہ شرک نماز چار سے زائد نہ ہوں۔
كما في الهندية (۸۳/۱): وفي الأصل للصد والشهيد: أما إذا صلوا بجماعة بغير أذان وإقامة في ناحية المسجد لا يكره وقال شمس الأئمة الحلواني: إن كان سوى الإمام ثلاثة لا يكره بالاتفاق. (۱) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۳۱۶/۲)

جماعت کی نماز خراب ہونے کی صورت میں دوبارہ نماز:

سوال: اگر نماز جماعت میں پڑھتے ہوئے مقتدیوں سے کوئی ایسا فعل سرزد ہوا کہ ان کی نماز نہ ہوئی اور امام نے اپنی نماز اچھی طرح ادا کی تو ان مقتدیوں کو دوبارہ جماعت کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

== فالجماعة المستحبة لهم والكرهة للأولى، كذا في المصمرات. (الفتاوى الهندية مصرى، الباب الثانى فى الأذان: ۵۱۱، ظفیر) الفصل الأول فى صفته وأحوال المؤذن، انیس)
(۱) الفتاوى الهندية: ۸۳/۱، الفصل الأول فى الجماعة الباب الخامس فى الإمامة

الجواب

دوبارہ جماعت درست نہ ہوگی؛ مگر بکراہت، پس بہتر ہے کہ دوسری مسجد میں جا کر پڑھیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
(بدست خاص، ص: ۳۲) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۶۷) ☆

ایک مسجد میں جمعہ کی دو جمعائیں:

سوال: ایک مسجد میں وقفہ کے ساتھ جمعہ کی دو جمعائیں ہو سکتی ہیں، یا نہیں؟

هو المصوب

جس مسجد میں ایک بار باقاعدہ نماز جمعہ ادا کی جا چکی ہے، وہاں دوبارہ نماز جمعہ ادا کرنا درست نہیں ہے، جن لوگوں نے نماز ادا نہیں کی ہے، وہ دوسری مسجد میں نماز جمعہ ادا کریں، یا پھر بلا اذان و اقامت اور بغیر جماعت کے ظہر کی نماز ادا کر لیں۔
تحریر: محمد طارق ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲۰۹۲-۲۱۰)

☆ دوسری جماعت کا حکم:

سوال: ایک جامع مسجد جو چوراہے پر ہے اور اس کے آس پاس کپورتھلہ مارکیٹ، جس میں بینک اور مختلف قسم کی دکانیں اور دفاتر وغیرہ ہیں، کبھی کبھار کچھ لوگوں کی نماز جماعت سے چھوٹ جاتی ہے تو کیا نیز سے علاحدہ ہو کر نماز جماعت کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں، یا نہیں؟ اور اگر جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لی تو نماز ہوگی، یا نہیں؟

هو المصوب

مسجد کے ایک کنارہ حصہ میں کبھی کبھی جماعت ثانی کر کے نماز ادا کر سکتے ہیں۔ (یکرہ تکرار الجماعۃ فی مسجد محلۃ بأذان وإقامة إلا إذا صلّیٰ بہما فیہ أو لا غیر اہلہ أو اہلہ لکن بمخافتۃ الأذان ولو کرر اہلہ بدو نہما أو کان مسجد طریق جاز إجماعاً کما فی مسجد لیس لہ امام ولا مؤذن ویصلیٰ الناس فیہ فوجا فوجا، فإن الأفضل أن یصلیٰ کل فریق بأذان وإقامة علیٰ حدة، کما فی أمالی قاضی خان۔ (رد المحتار: ۲۸۸/۲) (کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعۃ فی المسجد، انیس)
تحریر: محمد ظہور ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲۰۵۸/۳)

پہلی جماعت فوت ہونے پر دوسری جماعت:

سوال: چند مقتدیوں کی نماز فوت ہوگئی اور سب مل کر الگ جماعت بنا کر اسی مسجد کے صحن میں جس میں جماعت سے نماز فوت ہوگئی نماز پڑھنا درست ہے؟

هو المصوب

جماعت ثانیہ اگر جماعت اولیٰ کی بیعت پر ہو اور ایسی مسجد میں ہو، جس میں جماعت معینہ ہوتی ہے تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر تبدیلی بیعت سے ہو تو جائز ہے۔ (عن ابي يوسف أنه إذا لم تكن الجماعة على الهيئة الأولى لا تکره، ولا تکره وهو الصحيح، بالعدول عن المحراب تختلف الهيئة، کذا فی البزازیة، انتہی وفي التاتر خانیة عن الولوجیة: و به نأخذ۔ (رد المحتار: ۲۸۹/۲) (کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعۃ فی المسجد، انیس)
تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲۰۷۲/۳)

بارش کی وجہ سے جمعہ کی دو جمعائیں:

سوال: ہمارے محلہ کی مسجد میں جمعہ کی نماز ہوتی ہے، جس وقت یہ مسجد تعمیر ہوئی تھی، اس وقت کافی تھی؛ لیکن اب آبادی میں اضافہ ہو جانے اور پاس پڑوس سے لوگوں کے جمعہ کی نماز میں شرکت کے لیے آنے کی وجہ سے تعداد دو گنی سے زیادہ ہو جاتی ہے، اردگرد کی مساجد کا بھی یہی حال ہے، عام دنوں میں تو پارک اور راستوں پر نمازی نماز ادا کر لیتے ہیں؛ لیکن بارش کے موسم میں بہت زحمت ہوتی ہے، بیشتر حضرات بھیگ جاتے ہیں، کیا ایسی صورت حال میں رفع زحمت کے لیے تھوڑے وقفہ کے ساتھ دو مرتبہ جمعہ کی نماز باجماعت ادا کی جاسکتی ہے؟

هوالمصوب

تکرار جماعت نماز جمعہ مشروع نہیں ہے؛ کیوں کہ اگر تکرار جماعت نماز جمعہ ہوتی تو یہ حکم نہ ہوتا کہ جس کی نماز جمعہ چھوٹ جائے، وہ ظہر کی نماز ادا کرے، (۱) اور اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ ایک آدمی کی چھوٹے، یا کسی مجمع کی چھوٹے؛ بلکہ یہ حکم سب کے لیے ہے۔

تحریر: محمد طارق ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء، ۲۱۰/۲) ☆

(۱) (و کذا أهل مصرفتاتهم الجمعة) فإنهم يصلون الظهر بغير أذان ولا إقامة ولا جماعة. (الدر المختار مع رد المحتار: ۳۳/۳) (کتاب الصلاة، باب الجماعة، انیس)

(و کره يومها) أى يوم الجمعة (بمصر) احتراز عن السواد (ظهر معذور ومسجون ومسافر وأهل مصر فاتتهم الجمعة بجماعة) متعلق بقوله ظهر معذور وإنما كره لما فيه من الإخلال بالجمعة لأنها جامعة للجماعات بخلاف أهل السواد إذ لا جمعة عليهم. (درر الحکام شرح غرر الحکام، شروط الجمعة: ۱۳۹/۱، دار إحياء الكتب العربية بيروت، انیس)

قال فى الظهيرية: جماعة فاتتهم الجمعة فى المصر فإنهم يصلون الظهر بغير أذان ولا إقامة ولا جماعة، (البحر الرائق، شروط وجوب الجمعة: ۱۶۶/۲، دار الكتاب الإسلامى بيروت، انیس)

(ويكرهان) أى الأذان والإقامة (لظهر يوم الجمعة فى المصر) لمن فاتتهم الجمعة كجماعتهم مثل المسجونين. (مراقى الفلاح شرح نور الإيضاح، باب الأذان: ۸۰، المكتبة العصرية، انیس)

☆ غیر اہل محلہ کی جماعت ثانیہ اور اذان واقامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک مسجد میں نماز ہو چکی ہو اور مہمان حضرات جماعت ثانیہ کریں تو یہ جائز ہے، یا نہیں؟ نیز اذان واقامت کا کیا حکم ہوگا؟ بینوا تو جروا۔

(المستفتی: نور الحق باڑہ پشاور، ۶ صفر ۱۴۰۳ھ)

دوسری جماعت کی ایک صورت:

سوال: ایک مسجد میں کچھ مسافر لوگوں نے مسجد کے مقررہ وقت سے پہلے جماعت سے نماز پڑھ لی، اب وقت مقررہ پر محراب سے امام نے نماز پڑھائی تو کیا یہ بعد میں پڑھی جانے والی نماز جماعت ثانی ہوگی؟

هو المصوب۔

مقررہ وقت پر جماعت سے پڑھی جانے والی جماعت ثانی کے حکم میں نہیں ہوگی۔

تحریر: ساجد علی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲۱۰/۲-۲۱۱)

مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اور فقہاء عظام اس مسئلہ میں کہ اگر ایک مسجد میں جماعت کا تکرار کیا جائے

الجواب

==

جس مسجد کے ساتھ محلّہ ہو اور امام و مؤذن مقرر ہو تو اہل محلّہ کی باقاعدہ جماعت کے بعد دوسری جماعت مکروہ ہے، البتہ اگر تین چار اشخاص ایک کونے میں بغیر اقامت کے جماعت ثانیہ کریں تو قابل اعتراض نہیں، ہاں! شارع عام کی مسجد میں یہ حکم نہیں ہوگا، فلیراجع إلی البدائع والشرح الكبير. (قال الحلبي: وإذا لم يكن للمسجد إمام ومؤذن راتب فلا يكره تكرار الجماعة فيه بأذان وإقامة بل هو الأفضل ذكره قاضي خان أما لو كان له إمام ومؤذن معلوم فيكره تكرار الجماعة فيه بأذان وإقامة عندنا وعن أبي حنيفة رحمه الله لو كانت الجماعة الثانية أكثر من ثلاثة يكره التكرار وإلا فلا وعن أبي يوسف رحمه الله إذا لم تكن على هيئة الأولى لا يكرهه ولا يكرهه وهو الصحيح وبالعدل عن المحراب تختلف الهيئة، كذا في فتاوى البزازی. (غنية المستملی: ۵۶۶/۱-۵۶۷، فصل فی أحكام المسجد) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۳۲۱/۲-۳۲۲)

مسافروں کا اہل محلّہ کی جماعت سے قبل جماعت کرنا جائز ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسافروں کے لئے قبل از جماعت اہل محلّہ ان کی مسجد میں علیحدہ جماعت کرنا درست ہے، یا نہیں؟ بیوقوف تو جروا۔

(المستفتی: زاہد حسین بٹ خیلہ سوات)

الجواب

مسافر لوگ اہل محلّہ کی جماعت سے قبل جماعت کر سکتے ہیں، اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ (العناية شرح الهداية / رد المحتار: ۳۷۱/۱) (قال الحصكفي: (وكره تركهما) معاً (لمسافر) ولو منفرداً (و كذا تركها) لتركه لحضور الرفقة (بخلاف مصل) ولو بجماعة (في بيته بمصر) أو قرية لها مسجد، أي فيه أذان وإقامة، وإلا فحكمه كالمسافر، فلا يكره تركهما إذا أذان الحي يكتفي به (أو مصل) (في مسجد بعده صلاة جماعة فيه) بل يكره فعلهما. (الدر المختار على هامش رد المحتار: ۲۹۱/۱، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب: في المؤذن إذا كان غير محتسب في آذانه، انيس) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۳۲۲/۲)

اور نمازی بھی اسی محلہ کے ہوں، تکرار عذر سے ہو، یا بلا عذر؟ اور یہ تکرار دائمی ہوتا ہو، یا کبھی اتفاقاً تو یہ نماز صحیح غیر مکروہ ہے، یا کہ مکروہ؟ اگر مکروہ ہے تو تحریمی ہے، یا تنزیہی؟ بینوا تو جروا۔

الجواب: ————— ومنه الصدق و الصواب

تکرار جماعت کی صورتیں مختلف ہیں اور ان کا حکم بھی مختلف ہے، لہذا ہر صورت کا حکم علاحدہ بیان کیا جاتا ہے۔

(۱) مسجد طریق ہو؛ یعنی اس کے نمازی معین نہ ہوں۔

(۲) اس مسجد میں امام اور مؤذن معین نہ ہو۔

(۳) مسجد محلہ میں غیر اہل محلہ نے جماعت کی ہو۔

(۴) مسجد محلہ میں اہل محلہ نے بلا اعلان اذان، یا بلا اذان جماعت کی ہو، ان صورتوں میں تکرار جماعت

(اگرچہ تکرار اذان و اقامت کے ساتھ ہو) بلا جماع جائز؛ بلکہ افضل ہے۔

(۵) مسجد محلہ میں اہل محلہ نے اعلان اذان سے جماعت کی ہو اور تکرار جماعت بھی اذان سے ہو۔

(۶) صورت مذکورہ میں تکرار جماعت بلا اذان ہو اور جماعت ہیئت اولیٰ پر ہی ہو؛ یعنی عدول عن المحراب نہ

کیا گیا ہو۔ یہ دونوں صورتیں بالاتفاق مکروہ تحریمی ہیں۔

(۷) مذکورہ صورت میں جماعت ثانیہ ہیئت اولیٰ پر نہ ہو؛ یعنی عدول عن المحراب کیا گیا، امام وسط مسجد میں

محراب، یا محراب کی محاذات میں نہ کھڑا ہوا ہو، اس حالت میں کراہت شیخین میں مختلف فیہا ہے۔

قال فی شرح التنویر: ویکرہ تکرار الجماعة بأذان وإقامة فی مسجد محلة، لافی مسجد

طریق أو مسجد لا إمام له ولا مؤذن.

قال فی ردالمحتار (قولہ: (ویکرہ): (أی تحریمًا لقول الکافی: لا یجوز والمجمع: لا یباح

وشرح الجامع الصغیر: أنه بدعة، كما فی رسالة السندی (قولہ: بأذان وإقامة) عبارته فی الخزائن

أجمع مما ههنا ونصها: ویکرہ تکرار الجماعة فی مسجد محلة بأذان وإقامة إلا إذا صلی بهما

فیه أو لا غیر أهله أو أهله لکن بمخافتة الأذان ولو کرر أهله بدونهما أو کان مسجد طریق

جاز إجماعًا، كما فی مسجد لیس له إمام ولا مؤذن ویصلی الناس فوجا فوجا، فإن الأفضل أن

یصلی کل فریق بأذان وإقامة علی حدة، كما فی أمالی قاضیخان، آه، ونحوه فی الدرر والمراد

بمسجد المحلة: ماله إمام وجماعة معلومون، كما فی الدرر وغيرها وقال فی المنبع: والتقیید

بالمسجد المختص بالمحلة احتراز من الشارع، وبالأذان الثانی احتراز عما إذا صلی فی مسجد

المحلة جماعة بغير أذان حيث یباح إجماعًا، آه، ثم قال فی الاستدلال علی الإمام الشافعی النافی

للكراهة مانصه: ولنا أنه عليه الصلوة والسلام” كان خرج ليصلح بين قوم فعاد إلى المسجد وقد صلى أهل المسجد فرجع إلى منزله فجمع أهله وصلى، ولو جاز ذلك لما اختار الصلاة في بيته على الجماعة في المسجد ولأن في الاطلاق هكذا تقليل الجماعة معني، فإنهم لا يجتمعون إذا علموا أنها لا تفوتهم، وأما مسجد الشارع فالناس فيه سواء لا اختصاص له بفريق دون فريق، آه، ومثله في البدائع وغيرها ومقتضى هذا الاستدلال كراهة التكرار في مسجد المحلة ولو بدون أذان ويؤيده ما في الظهيرية: لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى فيه أهله يصلون وحداناً وهو ظاهر الرواية، آه، وهذا مخالف لحكاية الاجماع المارة وعن هذا ذكر العلامة الشيخ رحمه الله السندي تلميذ المحقق ابن الهمام في رسالته أن ما يفعله أهل الحرمين من الصلاة بأئمة متعددة وجماعات مترتبة مكروه اتفاقاً ونقل عن بعض مشايخنا إنكاره صريحاً حين حضر الموسم بمكة سنة: ٥٥١، منهم الشريف الغزنوي وذكر أنه أفتى بعض المالكية بعدم جواز ذلك على مذهب العلماء الأربعة ونقل إنكار ذلك أيضاً عن جماعة من الحنفية والشافعية والمالكية حضروا الموسم سنة: ٥٥١، آه، وأقره الرملي في حاشية البحر؛ لكن يشكل عليه أن نحو المسجد المكي أو المدني ليس له جماعة معلومون، فلا يصدق عليه أنه مسجد محلة بل هو كمسجد شارع وقد مر أنه لا كراهة في تكرار الجماعة فيه إجماعاً، فليتأمل هذا. (ردالمحتار، باب الإمامة) (١)

وأيضاً في ردالمحتار في باب الأذان: وروى عن أنس رضى الله تعالى عنه أن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كانوا إذا فاتتهم الجماعة في المسجد صلوا في المسجد فرادى، (إلى أن قال) وفي الآخر شرح المنية: وعن أبي حنيفة ولو كانت الجماعة أكثر من ثلاثة يكره التكرار وإلا فلا، وعن أبي يوسف: إذا لم تكن على الهيئة الأولى لا تكره، وإلا تكره وهو الصحيح، وبالعدول عن المحراب تختلف الهيئة، كذا في البزازية، آه، وفي التاترخانية عن الولوالجية: وبه نأخذ. (ردالمحتار باب الأذان) (٢)

شامیہ میں جو جزئیہ خزانہ اور بیج سے منقول ہے، اس میں مسجد محلہ میں تکرار جماعت بدون اذان کی اباحت بالاجماع بیان کی گئی ہے؛ مگر صحیح نہیں؛ کیوں کہ مسجد محلہ میں تکرار جماعت بلا اذان کی دو صورتیں ہیں:

(١) علی البہیۃ الاولى

(١) ردالمحتار، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، : ٥٥٣/١، دار الفكر بيروت، انيس

(٢) ردالمحتار، مطلب في المؤذن إذا كان غير محتسب في أذانه: ٣٩٥/١، دار الفكر بيروت، انيس

(۲) علی غیر الہیۃ الاولیٰ

صورت اولیٰ بالاتفاق مکروہ ہے؛ کیوں کہ امام ابو یوسف کے ہاں جواز تکرار کے لیے عدول عن المحراب ضروری ہے، (کما مر) علاوہ ازیں مسجد مکہ اور مسجد مدینہ میں کراہت تکرار پر فقہاء مذاہب اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا اجماع تحریر کیا جا چکا ہے، ان دونوں مسجدوں میں تکرار بدون اذن علی الہیۃ الاولیٰ ہوتا تھا، جیسے کہ شامیہ کی عبارت سے بھی ظاہر ہے۔ شامی کا ان مساجد کو مساجد شارع میں داخل کر کے عدم جواز تکرار پر اشکال پیش فرمانا بھی بین دلیل ہے کہ مسجد محلہ میں ایسا تکرار ہرگز جائز نہیں۔

دوسری صورت میں اختلاف ہے، امام صاحب کے ہاں مکروہ ہے، چنانچہ شامیہ نے ظہیر یہ کی روایت نقل کر کے قول اجماع کو فاسد قرار دیا ہے، بہر کیف ان دو صورتوں کو بالاجماع جائز کہنا صحیح نہیں؛ بلکہ صورت اولیٰ بالاتفاق مکروہ اور صورت ثانیہ مختلف فیہا ہے۔

امام ابو یوسف کے قول ”عدول عن المحراب“ سے مراد حقیقی محراب نہیں؛ بلکہ محاذات محراب مراد ہے، اگرچہ مسجد کے صحن ہی میں ہو؛ کیوں کہ صلوٰۃ اولیٰ کا محراب میں ہونا ضروری نہیں؛ بلکہ محراب کی محاذات میں ہونا مسنون ہے، لہذا جو نماز محاذی یا للمحراب ہوگی، وہ ہیئت اولیٰ پر ہوگی، ہیئت اولیٰ کے تغیر کے لیے ضروری ہے کہ عدول عن محاذات المحراب ہو۔

قال فی رد المحتار: (قوله: (ويقف وسطاً): قال فی المعراج: وفي مبسوط بكر: السنة أن يقوم في المحراب ليعتدل الطرفان ولو قام في أحد جانبي الصف يكره (إلى أن قال) قال عليه الصلاة والسلام: ”توسطوا الإمام“ الخ.

وأيضاً فيها: (تنبيه) يفهم من قوله ”أو إلى سارية“ كراهة قيام الإمام في غير المحراب (إلى قوله) السنة أن يقوم الإمام إزاء وسط الصف، ألا ترى أن المحاريب ما نصبت الأوسط المساجد وهي قد عينت لمقام الإمام، اه. (رد المحتار) (۱)

وأيضاً فيها: (قوله: لأن العبرة للقدم) يكره للإمام أن يقف في غير المحراب إلا للضرورة. (رد

المحتار) (۲)

(۱) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: هل الإساءة دون الكراهة أفحش منها ومطلب في كراهة قيام الإمام في غير المحراب: ۳۱۰/۲، دار الكتب العلمية، انيس

(۲) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب: إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة أولى: ۴۱۴/۲، دار الكتب العلمية بيروت، انيس

مذکورہ جزئیات سے واضح ہو گیا کہ محراب سے مراد محاذ اذہ محراب ہے، امام کے عین محراب میں قیام کی سنیت اور عین محراب سے عدول کی کراہت کا کوئی بھی قائل نہیں، بالاتفاق محاذ اذہ محراب ہی مسنون ہے۔

غرضیکہ صور سبچہ میں سے پہلی صور اربعہ میں تکرار جماعت بالاجماع افضل ہے اور خامسہ و سادسہ میں بالاتفاق مکروہ تحریمی ہے، کراہت تحریمیہ کی تصریح شامیہ کی عبارت میں تحریر ہو چکی ہے۔

صورت سابعہ؛ یعنی تکرار جماعت عدول عن محاذ اذہ المحراب کی حالت میں شیخین کا اختلاف ہے اور حالت اختلاف میں تطبیق، یا ترجیح کی ضرورت ہے۔ شرح التنویر میں اصول ترجیح بایں الفاظ منقول ہیں:

واختلف فیما اختلفوا فیہ والأصح کما فی السراجیة وغیرہا: أنه یفتی بقول الإمام علی الاطلاق ثم بقول الثانی (إلی قوله) وصحح فی الحاوی القدسی: قوة المدرک. (شرح التنویر، مطلب رسم المفتی)

لہذا سراجیہ کے قانون کے مطابق ظاہر ہے کہ امام صاحب کا قول مفتی بہ ہے اور اگر حاوی قدسی کے قانون پر عمل کیا جائے تو بھی امام صاحب ہی کا قول مختار ہے؛ اس لیے کہ امام صاحب کے قول کی دلائل عقلیہ و نقلیہ سے قوت ظاہر ہے۔ دلیل عقلی، شامیہ میں ہے: ولأن فی الاطلاق، الخ.

اور ادلہ نقلیہ یہ ہیں:

(۱) الحدیث المرفوع الذی مرفی عبارة الشامیة. (۱)

(۲) قول أنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ الذی نقله العلامة الشامی و فیہ بیان تعامل لصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم. (۲)

(۳) عن أبی بکرۃ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أقبل من نواحی المدینة یرید الصلاة وقد صلوا فمال إلی منزله فجمع أهله فصلی بهم. (۳)

(۴) عن إبراہیم النخعی قال: قال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: لا یصلی بعد صلاة مثلها. (رواہ ابن أبی شیبہ) (۴)

(۱) أنه علیہ الصلوٰۃ والسلام: "کان خرج لیصلح بین قوم فعاد إلی المسجد وقد صلی أهل المسجد فرجع إلی منزله فجمع أهله وصلی". (رد المحتار، باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، ۵۵۳/۱، دار الفکر، انیس)

(۲) وروی عن أنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن أصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم كانوا إذا فاتتهم الجماعة فی المسجد صلوا فی المسجد فرادی. (رد المحتار، مطلب فی المؤذن إذا کان غیر محتسب فی أذانه: ۳۹۵/۱، انیس)

(۳) قال الہیثمی: رواہ الطبرانی فی الکبیر والأوسط ورجالہ ثقات. (مجمع الزوائد، باب فیمن تحصل بهم فضیلة الجماعة: ۴۵/۲، مکتبۃ القدسی القاہرہ، انیس)

(۴) مصنف ابن أبی شیبہ، من کرہ أن یصلی بعد الصلاة مثلها (ح: ۵۹۹۷) انیس

(۵) عن خرشة بن الحر أن عمر رضى الله تعالى عنه كان يكره أن يصلى بعد صلاة

الجمعة مثلها. (رواه الطحاوى بسند صحيح) (۱)

مندرجہ ذیل دو روایتیں بظاہر امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلاف نظر آتی ہیں۔

(۱) عن أبي سعيد رضى الله تعالى عنه قال: جاء رجل وقد صلى رسول الله صلى الله

عليه وسلم فقال: أيكم يتجر على هذا فقام رجل فصلى معه. (رواه الترمذی) (۲)

(۲) عن أنس رضى الله تعالى عنه تعليقا وأبى يعلى موصولا أنه جاء أنس رضى الله تعالى

عنه إلى مسجد قد صلى فيه فأذن وأقام وصلى جماعة. (رواه البخارى) (۳)

ان آثار کا جواب تابع الآثار حاشیہ طحاوی میں اس طرح مذکور ہے:

وما ورد من قوله عليه السلام: "من يتصدق" لا يدل على جواز التكرار المتكلم فيه وهو اقتداء

المفترض بالمفترض إذا الثابت به اقتداء المتنفل بالمفترض ولا يحكم بكراهية بل ورد في

جوازه حديث آخر من قوله عليه السلام: إذا صليتما في رحالكما ثم أتيتما صلاة قوم فصليا

معهم واجعلا صلاتكما معهم سبحة، كما هو ظاهر وماروى البخارى تعليقا عن أنس رضى الله

تعالى عنه محمول على مسجد الطريق أو نحوه لما نقل فيه أنه رضى الله عنه أذن وأقام وهو

مكروه عند العامة، آه. (تابع الآثار)

قلت: ويحمل على مسجد الطريق أيضا لئلا يخالف قوله لما نقله الشامى من حكاية تعامل

الصحابه رضى الله تعالى عنهم. (۴)

غرضیکہ دلائل کے لحاظ سے امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول قوی ترین ہے، علاوہ ازیں ترجیح للمحرم کے اصول پر بھی

امام ہی کا قول راجح ہے، پس اصول ترجیح میں ہر حیثیت سے حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ ہی کا قول مفتی بہ و مختار ہے۔

صورة التطبيق

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کراہت تحریمیہ کے نافی ہیں اور حضرت امام کراہت تہذیبیہ کے مثبت ہیں، اس پر دلیل یہ

(۱) شرح معانی الآثار، باب التطوع بعد الجمعة كيف هو (ح: ۱۹۸۱) انیس

(۲) سنن الترمذی، کتاب الصلاة، باب ماجاء فى الجماعة فى مسجد قد صلى فيه مرة (ح: ۲۲۰) ص: ۵۷، بیت

الأفكار / مسند أبى يعلى الموصلى، من مسند أبى سعيد الخدرى (ح: ۱۰۵۷) انیس

(۳) صحيح البخارى، باب فضل صلاة الجماعة، ص: ۱۳۹، بیت الأفكار / مسند أبى يعلى الموصلى، سعيد بن

سنان عن أنس بن مالك (ح: ۴۳۵۵) انیس

(۴) وروى عن أنس رضى الله تعالى عنه أن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كانوا إذا فاتتهم الجماعة

فى المسجد صلوا فى المسجد فرادى. (رد المحتار، مطلب فى المؤذن إذا كان غير محتسب فى أذانه: ۳۹۵/۱، انیس)

ہے کہ شامیہ میں صورت خامسہ کو مکروہ تحریمی کہا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ جن صورتوں میں کراہت کی نفی کی ہے، ان میں کراہت تحریمیہ کی نفی ہے، للنتقابل الظاهر، نیز مطلق کراہت سے مراد تحریمیہ ہوتی ہے، کما هو مصرح فی کتب المذہب، تو عند النفی بھی اسی تحریمیہ کی نفی ثابت ہوگی، بعدہ کراہت تنزیہیہ کی نفی کے لیے کسی مستقل دلیل کی ضرورت ہے، پہلی چار صورتوں میں افضلیت تکرار کی تصریح کراہت تنزیہیہ کے عدم پر دلیل ہے، کراہت کی نفی سے کراہت تحریمیہ منقش ہوگی اور دلیل افضلیت سے کراہت تنزیہیہ منقش ہوگی اور استحباب ثابت ہو گیا، اس کے برعکس صورت سابعہ میں کراہت تحریمیہ کا انتفاء ہے اور تنزیہیہ کی نفی پر کوئی دلیل نہیں؛ بلکہ ظہیر یہ سے منقول ظاہر الروایہ میں کراہت کا ثبوت ہے، لہذا کراہت تحریمیہ کا انتفاء اور تنزیہیہ کا ثبوت ظاہر ہے تو معلوم ہوا کہ امام صاحب کے اثبات اور امام ابو یوسف کی نفی میں کوئی تعارض نہیں، اس صورت میں خزان اور منبع سے منقول اجماع کی تغلیط کی بھی ضرورت نہیں؛ کیوں کہ مطلق (بدون اذان) کو مقید (علی غیر الہیئۃ الأولى) پر محمول کیا جائے گا اور ”جواز اجماعاً“ اور ”یباح اجماعاً“ سے مراد جواز و اباحت مع کراہتہ التنزیہیہ ہے، کراہت تحریمیہ کی نفی مقصود ہے، جواز و اباحت کا اطلاق کراہت تنزیہیہ پر ہوتا رہتا ہے۔

قال فی رد المحتار: وقد یقال: أطلق الجائز وأراد به ما یعم المکروه، ففی الحلیۃ عن أصول ابن حاجب أنه قد یطلق ویراد به ما لا یمتنع شرعاً وهو یشمل المباح والمکروه والمندوب والواجب، آه، لکن الظاهر أن المراد المکروه تنزیہاً؛ لأن المکروه تحریمًا ممتنع شرعاً منعاً لازماً. (رد المحتار) (۱)

وفی شرح التنویر: (ویجوز) بلا کراہۃ اذان صبی مراعق و عبد.

وفی رد المحتار: (قوله: بلا کراہۃ) أى تحریمیۃ، لأن التنزیہیۃ ثابتۃ لما فی البحر عن الخلاصۃ أن غیرہم أولى منهم. (رد المحتار) (۲)

مذکورہ بالا تقریر سے معلوم ہوا کہ صورت سادسہ میں بھی کراہت تحریمیہ ہے، امام ابو یوسف کا خاص صورت سابعہ یعنی علی غیر الہیئۃ الاولى میں کراہت تحریمیہ کی نفی کرنا اس پر بین دلیل ہے کہ صورت سادسہ؛ یعنی بدون اذان علی الہیئۃ الاولى بالاتفاق صورت خامسہ کی طرح مکروہ تحریمیہ ہے۔

بالفرض اگر اباحت کو نفی متبادر پر محمول کر کے امام ابو یوسف کے ہاں عدم کراہت تنزیہیہ کا قول تسلیم کر لیا جائے تو

(۱) کتاب الطہارۃ، سنن الوضوء، مطلب: قد یطلق الجائز علی ما لا یمتنع شرعاً فی شتم المکروه: ۲۴۲/۱، دار

الکتب العلمیۃ، بیروت، انیس

(۲) کتاب الصلاۃ، باب الأذان، مطلب فی أذان الجوق: ۵۹/۲، دارالکتب العلمیۃ، انیس

بھی تکرار کا ندب اور استحباب چوں کہ نہ کسی دلیل سے ثابت ہے اور نہ ہی امام ابو یوسف سے منقول ہے، لہذا نفی کراہت سے اثبات ثواب لازم نہ ہوگا۔

قال فی رد المحتار فی بیان کراہة الاقتداء فی النفل علی سبیل التداعی: و یمکن أن یقال: الظاهر أن الجماعة فيه غير مستحبة، ثم إن كان ذلك أحياناً كما فعل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان مباحاً غیر مکروہ (إلی قولہ) فإن نفی السنیة لا یستلزم الکراہة، إلخ. (رد المحتار) (۱)

غرضیکہ تکرار میں امام ابو یوسف کے ہاں کوئی ثواب نہیں اور امام کے نزدیک کراہت ہے اور ترک میں امام کے ہاں ثواب ہے اور امام ابو یوسف کے ہاں کوئی نقصان نہیں، حتیٰ کہ حرمان عن الثواب بھی نہیں، اس لحاظ سے بھی ترک تکرار ہی اولیٰ ہوا؛ کیوں کہ تکرار میں فائدہ کا کوئی ثبوت نہیں؛ بلکہ کراہت کا احتمال ہے اور ترک تکرار میں کوئی نقصان نہیں؛ بلکہ ثواب کی امید ہے، یہ کل تحقیق فی نفسہ ہے، ورنہ مفسد خارجہ کے پیش نظر تکرار کی ہرگز اجازت نہیں دی جاسکتی، اگر امام ابو یوسف کے سامنے یہ مفسد پیش ہوتے تو ہرگز جواز کا قول نہ فرماتے۔ (ہکذا أفاد حکیم الأمة قدس سرہ العزیز)

انقلاب زمانہ:

شریعت کا حکم یہ ہے کہ مساجد میں جماعت قائم کی جائے، بدون عذر غیر مسجد میں جماعت کرنا بالخصوص اس کی عادت بنا لینا مکروہ اور بدعت ہے، قرون خیر میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی، چلنے سے عاجز مریض کے علاوہ صرف ایسے لوگ مسجد کی جماعت سے پیچھے رہتے تھے، جن کا نفاق معروف و مشہور ہوتا تھا۔

قال عبد اللہ رضی اللہ عنہ: لقد رأيتنا وما يتخلف عن الصلاة إلا منافق قد علم نفاقه أو مريض إن كان المريض ليمشي بين رجلين حتى يأتي الصلاة وقال: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم علمنا سنن الهدى وإن من سنن الهدى الصلوة في المسجد الذي يؤذن فيه. (رواه مسلم) (۲)

وعن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم فقد ناساً في بعض الصلوات فقال: لقد هممت أن امرراً جلاً يصلني بالناس، ثم أخالف إلى رجال يتخلفون عنها، فأمر بهم فيحرقوا عليهم بحزم، الحطب، بيوتهم. {الحديث} (رواه مسلم) (۳)

(۱) کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب فی کراہة الاقتداء فی النفل علی سبیل التداعی وفي صلاة الرغائب: ۲/ ۵۰۰، دار الکتب العلمیة، بیروت، انیس

(۲) صحیح لمسلم، کتاب المساجد، باب صلاة الجماعة من سنن الهدی (ح: ۶۵۴) ص: ۲۵۷، بیت الأفكار، انیس

(۳) صحیح لمسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاة الجماعة، و بیان التشدید فی التخلف عنها (ح: ۶۵۱) ص: ۲۵۶، بیت الأفكار، انیس

البتہ کسی عذر سے مسجد کی جماعت فوت ہو جائے تو گھر میں جماعت کی جائے، جیسا کہ مضمون بالا میں متعدد احادیث اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تعامل سے ثابت ہوا۔ (۱)

مگر انقلاب زمانہ دیکھئے کہ بدون عذر گھروں پر جماعت کا عام دستور ہو رہا ہے۔ علما، صلحا، مقتدا و مرجع عوام و خواص بھی اس بدعت میں مبتلا ہیں، جن کا عمل دوسروں کے لیے بھی مشعل راہ ہے اور دوسری جانب مساجد میں جماعت ثانیہ کا عام رواج ہو گیا ہے، جس میں مندرجہ ذیل قبائح ہیں:

- (۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریق سے مخالفت۔
- (۲) جماعت کی تقلیل و تہاون۔
- (۳) جماعت اصلہ کے ساتھ شرکت میں تکاسل اور اس کی عادت پڑ جانے کا سبب۔
- (۴) جماعت سے تخلف کے گناہ کا اظہار۔
- (۵) افتراق کی صورت اور اس کا سبب۔

غرضیکہ دور بدعت کی ستم ظریفی ہے کہ حکم شرع کے بالکل برعکس مسجد کی جماعت گھروں میں ہونے لگی اور گھروں کی جماعت مسجد میں۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو اتباع سنت و اجتناب بدعات کی توفیق عطا فرمائیں۔ فقط واللہ المستعان و لا حول و لا قوة إلا بہ۔

رشید احمد، ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۷۳ھ (حسن الفتاویٰ: ۳۲۲/۳-۳۲۸)



(۱) تفصیل کے لیے دیکھئے! ردالمحتار، باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، ۱/۵۵۳/۱
ردالمحتار، مطلب فی المؤذن إذا کان غیر محتسب فی أذانه: ۱/۳۹۵، دارالفکر/مجمع الزوائد، باب فیمن تحصل بهم فضیلة الجماعة: ۲/۴۵، مكتبة القدسی القاهرة/مصنف ابن أبی شیبة، من کره أن یصلی بعد الصلاة مثلها (ح: ۵۹۹۷) انیس

ایک جماعت کے وقت دوسری جماعت کا حکم

ایک وقت میں ایک مسجد میں دو جماعتیں سخت مکروہ ہیں:

سوال: کچھ مسلمانوں نے زید کو امام بنایا اور کچھ دوسرے مسلمانوں نے عمر کو اور ایک فریق دوسرے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا ہے تو ایسی حالت میں ان دونوں فریق کو ایک وقت میں ایک ہی مسجد میں ایک ہی ساتھ جماعت کرنا درست ہے، یا نہیں؟ اور دونوں کی نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

فرض نماز کا دونوں سے ادا ہو جاتا ہے؛ مگر دونوں فریق مرتکب کراہت ہیں؛ کیوں کہ تفریق جماعت سخت مکروہ ہے۔ واللہ اعلم

(بدست خاص، ص: ۲) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۶۶-۱۶۷)

ایک جماعت کے وقت دوسری جماعت جائز ہے، یا نہیں:

سوال: مسجد میں جب کہ جماعت اہل حدیث کی ہو رہی ہو اور نماز بھی جہری، اس وقت خفیوں کو دوسری جماعت کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

غیر مقلد کو امام نہ بنانا چاہیے اور اگر ہو گیا تو نماز اس کے پیچھے صحیح ہے؛ مگر احتمال کراہت و فساد ہے، (۱) علاحدہ جماعت اسی مسجد میں نہ کرنی چاہیے، اگر علاحدہ جماعت کرے تو دوسری جگہ کرے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۵۳۳-۵۳۴)

(۱) وحاصله: إن كان هوئى لا يكفر صاحبه تجوز الصلاة خلفه مع الكراهة وإلا فلا، هكذا فى التبيين والخلاصة، وهو الصحيح، هكذا فى البدائع. (الفتاوى الهندية، باب الإمامة: ۸۳/۱، انیس)

(۲) دراصل امام متعین کی جماعت کا اعتبار ہے۔

”ولو صلى بعض أهل المسجد بإقامة وجماعة ثم دخل المؤذن والإمام وبقية الجماعة فالجماعة المستحبة لهم والكراهة للأولى، كذا فى المضمرة. (الفتاوى الهندية مصرى، الباب الثانى فى الأذان: ۵۱/۱) (الفصل الأول فى صفة أحوال المؤذن، انیس)

جماعت ہوتے ہوئے دوسری جماعت کرنا کیسا ہے:

سوال: بکر مسجد میں پہنچا جب کہ مغرب کی جماعت ہو رہی تھی، بکر ایک آدمی کو لے کر الگ نماز مغرب باواز بلند شروع کی، لوگوں نے بکر سے دریافت کیا تو جواب دیا کہ اس امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی؛ کیوں کہ یہ جمعہ کے روز فاتحہ نہیں دیتا، اس شخص کی نسبت کیا حکم ہے؟

الجواب

اس صورت میں بکر سخت گنہگار اور قصور وار فاسق اور تفرقہ انداز ہے، جو مخالفت جماعت کی کرتا ہے اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالتا ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۵۷۳)

جماعت ہوتے وقت دوسری جماعت کی سعی:

سوال (۱) ایک شخص مسمی زید نے باوجود جماعت ختم نہ ہونے کے تکبیر کہہ کر جماعت ثانیہ کرائی اور یہ جماعت صرف اس غرض سے کرائی کہ جماعت اولیٰ کا امام غیر مقلد تھا؛ یعنی اہل حدیث اس مسجد میں امام ہے، جب نماز ختم ہوئی تو امام غیر مقلد نے مقتدی جماعت ثانی سے کہا کہ تم نماز کا اعادہ کرو؛ کیوں کہ تمہاری نماز اس وجہ سے نہیں ہوئی کہ حدیث شریف میں آیا ہے: ”إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا التي أقيمت“۔ (۲)

اب سوال یہ ہے کہ مذکورہ بالا صورت میں حدیث شریف موصوف سے اس نماز کا باطل ہونا ثابت ہوتا ہے، یا نہیں؟ جو جماعت اولیٰ کے ختم ہونے سے پہلے شروع کی گئی ہو، اگر ثابت ہے تو اعادہ باجماعت چاہیے، یا بلا جماعت چاہیے؟ اور اگر نہیں ثابت ہے تو ایک مسجد میں ایک فرض کی دو جماعت بیک وقت کے ناجائز ہونے کی کیا دلیل ہے؟

جماعت کے وقت دوسری جماعت والوں کی نماز ہوئی، یا نہیں:

(۲) مذکورہ بالا صورت میں حدیث مذکور سے قطع نظر کر کے خاص حنفی مذہب کی رو سے وہ نماز ہوئی، یا نہیں؟ جو جماعت اولیٰ کے ختم ہونے سے پہلے شروع کی گئی ہے، اگر ہوگئی تو باکراہت تحریمی، یا تنزیہی؟

ذاتی زنجش، تفریق جماعت کے لیے ترک اقتدا کا حکم:

(۳) سوال یہ ہے (الف) کہ باوجود قسم شرعی کھانے کے ذاتی زنجش کی وجہ سے زید کا اقتدا ترک کرنا (ب)

(۱) ثمرتہ تظہر فی الإثم بترکھا مرة. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۱۸/۱، ظفیر)

(۲) شرح معانی الآثار، باب الرجل یدخل المسجد والإمام فی صلاة (ح: ۲۱۸۶) انیس

تفریق جماعت کی کوشش کرنی (ج) جماعت اولیٰ میں شریک نہ ہو کر اس کے ختم ہونے سے پہلے دوسری جماعت شروع کر دینی حنفی مذہب کی رو سے جائز ہے کہ نہیں؟

الجواب

(۲-۱) حدیث شریف کے الفاظ جو مسلم شریف میں مروی ہیں یہ ہیں:

”إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة“۔ (۲)

اس حدیث سے ممانعت اس امر کی ثابت ہے کہ جس وقت تکبیر نماز کی ہو جاوے اور جماعت شروع ہو جاوے تو اس جماعت میں شریک ہو جانا چاہئے، سنت نفل وغیرہ کچھ نہ پڑھنا چاہیے؛ مگر دیگر احادیث کی وجہ سے سنت فجر کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس سے مستثنیٰ فرمایا ہے، اس بحث کی اس وقت لکھنے کی ضرورت نہیں۔ بہر حال اس حدیث سے بطلان دوسری نماز کا معلوم نہیں ہوتا، اس حدیث کا حاصل صرف یہ ہے کہ جب جماعت کھڑی ہو جاوے دوسری نماز نہ پڑھو، نہ یہ کہ دوسری نماز باطل ہوگی، یہ مفہوم اس حدیث کا نہیں ہے، یہ امام غیر مقلد کی غلطی ہے کہ دوسری نماز کے بطلان کا حکم کیا، بلکہ اس کو یہ کہنا چاہیے تھا کہ جماعت کے ہوتے ہوئے دوسری جماعت نہ کرنی چاہیے تھی، یہ فعل بُرا ہوا آئندہ ایسا نہ کرنا۔ الغرض اعادہ اس نماز کا ضروری نہ تھا، غیر مقلد کو امام نہ بنایا جاوے؛ کیوں کہ غیر مقلد ایسی ہی خطا احادیث میں کیا کرتے ہیں اور ناواقفیت سے غلط مسائل بتلاتے ہیں اور ان کے عقائد میں فساد ہوتا ہے اس وجہ سے غیر مقلد کو امام نہ بنانا چاہیے اور اس سے بہت احتیاط کرنی چاہیے۔ تعجب ہے کہ غیر مقلدین تقلید کو شرک اور حنفیہ کو مشرک کہتے ہیں اور پھر حنفیہ انہی کو اپنی نماز کا امام بناویں، چونکہ صورت مسئلہ میں امام غیر مقلد کی نسبت سوال ہے؛ اس لیے سوال نمبر: ۳ کے مضامین کا جواب ترک کر دیا گیا کہ جب امامت غیر مقلد کی درست نہیں ہے اور اس کو معزول کر دینا ضروری ہے تو اس کے متعلق زید کے ترک کے اقتدا سے بحث نہ کی گئی۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷۳-۷۵)

محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی۔ (کفایت المفتی: ۱۳۶/۳)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ”إذا أقيمت الصلاة، فلا صلاة إلا المكتوبة.“ (رواه مسلم) {مشکوٰۃ، باب الجماعة، ص: ۹۶، ظفیر} (کتاب الصلاة، باب الجماعة وفضلها، الفصل الأول (ح: ۱۰۵۸) ص: ۳۳۳، المكتب الإسلامي) / الصحيح لمسلم، باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المكتوبة (ح: ۷۱۰) / سنن ابن ماجه، باب ماجاء إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة (ح: ۱۱۵۱) / سنن أبي داود، باب إذا أدرك الإمام ولم يصل ركعتي الفجر (ح: ۱۲۶۶) / سنن الترمذی، باب ماجاء إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة (ح: ۴۲۱) / سنن النسائي، باب ما يكره من الصلاة عند الإقامة (ح: ۸۶۵) / مسند أبي يعلى الموصلي، مسند أبي هريرة (ح: ۶۳۸۰) انیس

بوقت تراویح فرض کی جماعت کرنا:

(الجمعیۃ، مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۳۲ء)

رمضان شریف میں تراویح کی جماعت ہو رہی ہے، دوسری صف میں چار پانچ نمازیوں نے آکر فرض کی جماعت شروع کر دی، آیا دونوں جماعتوں کی نماز ہوگئی؟

الجواب

دونوں کی نماز تو ہوگئی؛ مگر ایسا کرنا مکروہ ہے، دونوں جماعتیں علاحدہ علاحدہ ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر ہونی

چاہیے تھیں۔ (۱)

محمد کفایت اللہ غفرلہ (کفایت المفتی: ۱۳۸/۳)



امام و مؤذن متعین نہ ہوں، وہاں جماعت ثانیہ

جماعت ثانیہ کے جواز کے لیے امام و مؤذن کے عدم تعین کی شرط اور اس کی حیثیت:

سوال: یہ جو فقہا نے فرمایا ہے کہ جماعت ثانی مسجد قارۃ الطریق میں جائز ہے اور اس کی یہ تعریف کی ہے کہ جہاں امام و مؤذن معین نہ ہوں، اس تعریف کی بنا پر آج کل اکثر جگہ کوئی مسجد ایسی نہ نکلے گی کہ جہاں کوئی امام و مؤذن معین نہیں ہوتے، لہذا جماعت ثانی جائز ہی نہ ہوگی اور اکثر دیہات میں امام و مؤذن متعین نہیں ہوتے تو اس تعریف سے لازم آتا ہے کہ وہاں ہر مسجد میں جماعت ثانی جائز ہو، مجھ کو یہ شبہ ہے کہ یہ تعریف ویسی تعریف تو نہیں ہے، جیسی مصر کی تعریف ہے، اپنے اپنے زمانے کے اعتبار سے فقہا نے تعریف کر دی؟

الجواب

یہ قاعدہ کلیہ فقہا کا ہے کہ جس مسجد میں امام و مؤذن مقرر ہوں، وہاں جماعت ثانیہ مکروہ ہے، خواہ وہ شہر کی مساجد ہوں، یا دیہات کی، پس اشکال کچھ نہیں، اسی قاعدہ کے موافق عمل کیا جاوے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۵/۳-۳۶)

(۱) ویکرہ تکرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محللة لافي مسجد طريق أو مسجد لا إمام له ولا مؤذن. (الدر المختار)

قولہ: (یکرہ) اى تحريماً لقول الكافي: لا يجوز و المجمع: لا يباح، و شرح الجامع الصغير: أنه بدعة، كما في رسالة السندی (قولہ: (بأذان، إلخ) عبارتہ فی الخزائن أجمع مما هنا و نصها: يكره تکرار الجماعة في مسجد محللة بأذان وإقامة، إلا إذا صلى بهما فيه أولاً غير أهله أو أهله، بمخافتة الأذان، ولو كرر أهله بدونها أو كان مسجد طريق جاز إجماعاً، كما في مسجد ليس له إمام ولا مؤذن ويصلى الناس فيه فوجاً، إلخ، والمراد بمسجد المحلة: ماله إمام وجماعة معلومون، إلخ، و مقتضى هذا الاستدلال كراهة التكرار في مسجد المحلة ولو بدون أذان. (رد المحتار، باب الإمامة، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد: ۵۱۶/۱)

إلا في مسجد على طريق فلا بأس بذلك. (الدر المختار)

هو ما ليس له إمام و مؤذن راتب. (رد المحتار، باب الأذان: ۳۶۷/۱، ظفیر) (مطلب في المؤذن إذا كان غير محتسب في أذانه، انیس)

قولہ: ولا تکرر في مسجد محللة) قيد به لما قال القدوري: لا بأس بها في مسجد في قارة الطريق. = =

جہاں امام و مؤذن متعین نہ ہو جماعت ثانیہ جائز ہے، یا نہیں:

سوال: یہاں کی مساجد میں عموماً نہ تو اوقات جماعت نماز متعین ہیں، نہ امام و مؤذن، صرف مغرب کے وقت کچھ آدمی آجاتے ہیں تو ان مساجد میں جماعت ثانیہ جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

ایسی مسجد میں جس میں امام و مؤذن و جماعت معین نہ ہو، جماعت ثانیہ جائز ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۵۱/۳)

جس مسجد میں امام و مؤذن مقرر نہ ہوں، اس میں دوسری جماعت کا حکم:

سوال: کیا جس مسجد میں امام و مؤذن مقرر نہ ہوں، اس میں جماعت ثانیہ جائز ہے؟

الجواب۔ وباللہ التوفیق

جس مسجد میں امام و مؤذن مقرر نہ ہوں، وہاں حنفیوں کے نزدیک تکرار جماعت بلا کراہت جائز ہے۔ (۲) فقط

واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۳۷/۲)

جس مسجد میں امام مقرر ہو، وہاں جماعت ثانیہ کا حکم:

(الجمعية، مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۲۷ء)

سوال: مسجد میں امام مقرر ہے پنجوقتہ نماز ہوتی ہے، اس میں جماعت ثانی کے واسطے کیا حکم ہے؟

الجواب

ایسی مسجد میں جماعت ثانی مکروہ ہے۔ (۳) (کفایت المفتی: ۱۳۶/۳)

== وفي أمالي قاضي خان: مسجد ليس له إمام ولا مؤذن ويصلي الناس فوجا فوجا فالأفضل أن يصلي كل فريق بأذان وإقامة على حدة، آه. (درر الحکام شرح غرر الأحكام، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۸۵/۱، دار إحياء الكتب العربية بيروت/ والبنية شرح الهداية، حكم صلاة الجماعة: ۳۲۵/۲، دار الكتب العلمية بيروت/ كذا في البحر الرائق شرح كنز الدقائق، كتاب الصلاة، صفة الإمامة في الصلاة: ۳۶۷/۱، دار الكتاب الإسلامي بيروت/ الفتاوى الهندية، الفصل الثاني في كلمات الأذان والإقامة: ۵۵/۱، دار الفكر بيروت، انيس)

(۳-) ويكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة لا في مسجد طريق أو مسجد لا إمام له ولا مؤذن.

==

(الدر المختار على هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۵۱۶/۱، ظفير)

جس مسجد میں باضابطہ امام و مؤذن و جماعت کا انتظام ہو، اس میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے:

سوال: محلہ کی مسجد میں امام نہیں ہے؛ لیکن اس کے قریب چھوٹا سا بازار بھی ہے اور بازار کی سڑک بھی مسجد کے دس بارہ ہاتھ کے فاصلے پر ہے، آیا اس مسجد میں دوسری جماعت بلا کراہت جائز ہے، یا نہیں؟ اگر مکروہ ہو تو جماعت بہتر ہے، یا الگ الگ؟

(المستفتی: ۱۳۴۹ھ، محمد یونس صاحب (مقرر) ۲۷/۱۲ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ، ۱۰/۱ فروری ۱۹۳۷ء)

الجواب:

جس مسجد میں جماعت کا انتظام ہو اور نماز کا وقت معین ہو اور امام بھی مقرر ہو اس میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے، بازار کے قریب ہونے نہ ہونے سے اس حکم پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی۔ (کفایت المشتی: ۱۳۹/۳)

مسجد جہاں امام و مؤذن مقرر ہو، جماعت ثانیہ کا حکم:

سوال: ہمارے اطراف میں اکثر جماعت کے ساتھ نماز پنج وقتہ بعض جگہوں میں پڑھی جاتی ہے اور بلا تنخواہ کے امام بھی امامت کے لیے نامزد رہتے ہیں، گو مؤذن کئی ایک ہوا کرتے ہیں تو آیا جماعت اولیٰ کے بعد ایسی جگہوں میں جماعت ثانیہ حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے، تحریمی، یا صرف مکروہ، یا کچھ بھی نہیں؟

الجواب:

قال فی الشامیة: یکرہ تکرار الجماعة فی مسجد محلة بأذان (۲) وإقامة، إلا إذا صلی بہما فیہ أو لا غیر اہلہ أو اہلہ لکن بمخافتة الأذان ولو کرر اہلہ بد ونہما أو کان مسجد طریق جازاً جماعاً کما فی مسجد لیس لہ إمام ولا مؤذن و یصلی الناس فیہ فوجاً فوجاً فإن الأفضل أن یصلی کل فریق بأذان وإقامة علی حدة کما فی أمالی قاضی خان، آہ. (۵۷۷/۱)

== وفي رد المحتار: "و مقتضى هذا الاستدلال كراهة التكرار في مسجد محلة ولو بدون أذان، ويؤيده ما في الظهيرية: "لودخل جماعة المسجد بعد ما صلى فيه أهله يصلون وحداناً... وعن أبي يوسف أنه إذا لم تكن الجماعة على الهيئة الأولى لا تکره، وإلا تکره، وهو الصحيح، وبالعدول عن المحراب تختلف الهيئة، إلخ. (باب الإمامة، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد: ۵۵۲/۱، ط: سعید)

(۱) الدر المختار: باب الإمامة: ۵۵۲/۱، ط: سعید

(۲) صفته أو حال عن مسجد أي مسجد محلة يؤذن فيه ويقام، ظفیر

وفیه (۵۷۸/۱): وقدّمنا فی باب الأذان عن آخر شرح المنیة عن أبی یوسف أنه إذا لم تكن الجماعة علی الهيئة الأولى لا تکره وإلا تکره، وهو الصحيح وبالعدول عن المحراب تختلف الهيئة، کذا فی البزازیة، انتهى وفي التاتارخانیة عن الولوالجیة وبه نأخذ، آه. (۱)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ بصورتِ مذکورہ مسجدِ محلّہ، جس میں امام وموذن مقرر ہیں، جماعتِ ثانیہ مکروہ ہے؛ مگر بتغییرِ ہیئت امام ابو یوسفؒ کے قول پر گنجائش ہے؛ لیکن ہمارے مشائخ نے انتظامِ عوام کے لیے اس پر فتویٰ نہیں دیا؛ بلکہ مسجدِ محلّہ میں جہاں امام وموذن مقرر ہوں، مطلقاً کراہت کا فتویٰ دیا ہے۔

قلت: وهو الذی یمیل إلیه القلب لقوة دلیلہ فإن علة الکراهة وهی مظنة التهاون موجودة بعد

تغییر الهيئة أيضاً والله أعلم

ظفر، ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۲۰ھ (امداد الاحکام: ۱۱۱/۳)



جس مسجد میں جماعت ثانیہ جائز ہے

جو مسجد شاہراہ عام پر ہو، اس میں جماعت ثانیہ جائز ہے:

سوال: جس مسجد میں دوسری جماعت کرنی جائز ہے، وہاں اس جگہ کو بھی بدلے جہاں جماعت ہوئی ہے، یا نہیں اور تکبیر بھی دوسری کہے، یا نہیں؟

الجواب

جو مسجد شاہراہ پر ہے، وہاں اذان و جماعت ثانی اس جگہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
(بدست خاص، ص: ۶۰) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۶۶)

مسجد قارعة الطريق کی تشریح:

سوال: جماعت ثانیہ کا کیا حکم ہے اور مسجد قارعة الطريق سے کیا مراد ہے؟

الجواب

مسجد قارعة الطريق سے مراد یہ ہے کہ اس میں امام و مؤذن مقرر نہ ہوں، جس مسجد میں امام و مؤذن مقرر نہ ہوں اس میں جماعت ثانیہ جائز ہے، مگر وہ نہیں ہے اور مسجد محلہ میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۶۴۳)

تکرار جماعت در مسجد شارع عام:

سوال: یہاں بازار میں ایک مسجد ہے، جس میں جمعہ ہوتا ہے اور جماعت کا بھی معقول انتظام ہے؛ یعنی امام و نائب امام اور مؤذن تنخواہ دار مقرر ہیں، ایسی مسجد میں جماعت ثانیہ جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

بعض عبارتوں سے جواز معلوم ہوتا ہے۔ (۲)

(۱) قال الشامی: ومقتضى هذا الاستدلال كراهة التكرار ولو بدون أذان، إلخ. (رد المحتار: ۵۱۶/۱، جمیل)

(۲) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

(۲) حضرت مجیب قدس سرہ نے مسئلہ ”بازار کی مسجد“ کو شارع (سڑک) اور طریق (راہ)

فی الدر المختار: ویکره تکرار الجماعة بأذان وإقامة فی مسجد محلة لا فی مسجد طریق
أو مسجد لا إمام له ولا مؤذن. (۱)

فی ردالمحتار: ولو کرر أهلہ بدو نهما أو کان مسجد طریق جاز إجماعاً کما فی مسجد لیس
له إمام ولا مؤذن، إلخ. وفيه: والتقیید بالمسجد المختص بالمحلة احتراز من الشارع، إلخ.
وفیه: وأما مسجد الشارع فالناس فیہ سواء لا اختصاص له بفريق دون فريق، آه، ومثله فی
البدائع وغيرها ومقتضى هذا الاستدلال كراهة التکرار فی مسجد المحلة ولو بدون أذان
ویؤیدہ مافی الظهيرية: لودخل جماعة المسجد بعد ما صلى فیہ أهلہ یصلون وحداناً وهو
ظاهر الرواية، آه، وهذا مخالف لحكاية الإجماع المارة، آه.

قال الناقل: ولم يتعرض الشامي لمسجد الطريق فبقى حکم المذكور سالما عن الخلاف.
وفیه: لكن يشکل علیه أن نحو المسجد المکی أو المدني لیس له جماعة معلومون فلا
یصدق علیه أنه مسجد محلة، بل هو کمسجد شارع وقد مر أنه لا کراهة فی تکرار الجماعة فیہ

== کی مسجد قرار دے کر جواب دیا ہے، لیکن اظہر یہ ہے کہ وہ ”مسجد محلّہ“ ہے اور اس میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے، (جیسا کہ سوال نمبر: ۲۸۵ کے جواب میں مفصل بحث گزری ہے۔) تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ”جس مسجد میں امام اور مؤذن مقرر ہوں اور جماعت کا وقت معین اور لوگوں کو معلوم ہو، اس مسجد کو محلّہ کی مسجد کہتے ہیں۔ (شامی) اگر امام اور مؤذن مقرر نہ ہو، یا جماعت کا وقت معین اور معلوم نہ ہو تو وہ رہ گزری مسجد ہے، محلّہ کی نہیں، آہ۔ (علم الفقہ: ۹۰۲/۹۰۲ در حاشیہ)

اور کفایت المفتی: ۱۰۵/۳ میں ہے: ”حنفیہ کے نزدیک ایسی مسجد میں جس میں پنجوقتہ منظم طریقہ پر جماعت سے نماز ہوتی ہے، پہلی جماعت ہو جانے کے بعد دوسری جماعت مکروہ ہے اور مسئلہ ”بازاری مسجد“ میں امام و مؤذن مقرر ہیں، جماعت کا معقول انتظام ہے، یعنی نماز کے اوقات معین ہیں اور لوگوں کو معلوم ہیں، پس وہ محلّہ کی مسجد ہے۔“

اور محلّہ کی مسجد ہونے کے لیے ”جماعت معلومہ“ (معین نمازی) ہونا ضروری نہیں ہے، چنانچہ شیخ سندھی رحمۃ اللہ علیہ (تلمیذ علامہ ابن ہمام) نے حریم شریفین کی مسجدوں میں تکرار جماعت کو مکروہ فرمایا، علامہ شریف غزنوی حنفی نے بھی نکر فرمائی، بعض مالکیہ نے تو ائمہ اربعہ کے مذہب پر اجماعاً عدم جواز کا فتویٰ دیا، علامہ خیر الدین ربلی نے بھی البحر الرائق کے حاشیہ میں کراہت کو تسلیم کیا ہے، حالانکہ حریمین کی مسجدوں میں جماعت معلومہ نہیں ہے، پس معلوم ہوا کہ ان تمام حضرات کے نزدیک مسجد محلّہ ہونے کے لیے ”جماعت معلومہ“ کی شرط نہیں ہے، لہذا علامہ شامی علیہ الرحمۃ کا مسجد محلّہ ہونے کے لیے جماعت معلومہ ہونا شرط قرار دے کر مذکور تمام فقہاء پر استدراک فرمانا صحیح نہیں ہے۔

علاوہ بریں آج کل جو بازاروں میں مساجد ہوتی ہیں ان میں تین طرح کے نمازی ہوتے ہیں، ایک وہ تاجر جن کی اس مسجد کے قرب وجوار میں دوکانیں ہیں، دوسرے مسجد کے قرب وجوار میں بسنے والے مسلمان، تیسرے وہ لوگ جو بازار میں اپنی کسی ضرورت سے آئے ہوتے ہیں، پہلی قسم کے لوگ اگر چہ رات کو دوکان بند کر کے گھر چلے جاتے ہیں؛ لیکن دن کی تمام نمازیں اسی مسجد میں ادا کرتے ہیں اور دوسری قسم کے لوگ تو تمام نمازیں اسی مسجد میں ادا کرتے ہیں، لہذا ”بازاری مسجد“ کے لیے بھی جماعت معلومہ ہوگئی، تیسری قسم کے کچھ لوگوں کے شریک ہونے کی وجہ سے وہ مسجد طریق اور مسجد شارع نہیں بنے گی، جیسا کہ حریمین کی مسجدیں۔ واللہ سبحانہ اعلم (سعید احمد)

(۱) الدر المختار مع ردالمحتار، باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد: ۵۵۲/۱-۵۵۳، انیس

إجماعاً، آء. ۵۱. (۱/۵۷۷-۵۷۸) (۱)

قال الناقل: بنی الشامی الجواب علیٰ کونہما مسجد شارع مع أن لهما إماماً ومؤذناً معیناً واللہ أعلم
۲۳ رجب ۱۳۳۳ھ (تمتہ ثالثہ، ص: ۵۶) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۳۷۱-۳۷۶) ☆

جامع مسجد میں نماز کے بعد دوسری جماعت:

سوال: جامع مسجد میں جہری نماز کے ختم کے بعد لوگ سنتیں پڑھ رہے تھے، اس وقت کچھ لوگوں نے آکر جماعت ثانیہ شروع کر دی اور قرأت بھی بالجہر کی، ایسی حالت میں جماعت ثانیہ جائز ہے، یا نہیں؟ اور عموماً مساجد میں جماعت ثانیہ کا کیا حکم ہے؟

(المستفتی: ۹۷۵، مولوی عبدالخالق (میرٹھ) ۱۳ رجب الاول ۱۳۵۵ھ، ۲ جون ۱۹۳۶ء)

(۱) کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس

☆ سڑک پر واقع مسجد میں دوبارہ جماعت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسجد بازار و شارع عام وغیر آبادی وغیرہ کے سوا آبادی کی مسجد جیسے محلہ کی مسجد، یا جامع مسجد میں جماعت ثانیہ کا ہونا کیسے ہے؟

الجواب

اختلاف ہے۔ (یہ اختلاف اور اس میں تطبیق سوال ”جماعت ثانیہ کے سلسلہ میں وارد حدیث کا مفہوم: امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۳۷۱-۳۷۶“ کے جواب میں بیان ہوئی ہے۔ سعید احمد پالنپوری) ۱۳۳۸ھ (حوادث خامس، ص: ۳۶) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۳۷۱-۳۷۶)

چھوٹی مسجد میں دوبارہ جماعت:

سوال: ایک چھوٹی سی مسجد ہے، جب ایک مرتبہ جماعت ہو چکی تو اسی مسجد میں دوبارہ ہو سکتی ہے، یا نہیں؟
(المستفتی: ۱۱۶۲، شیخ حشمت اللہ (ضلع میرٹھ) ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ، ۳۱ اگست ۱۹۳۵ء)

الجواب

(از مولوی ابو محمد عبدالستار صاحب) صورت مرقومہ و مسئلہ بالا میں واضح باد کہ شرعاً دوبارہ جماعت ہو سکتی ہے، احادیث سے ثابت ہے۔ (کذا فی المشکوٰۃ) ابو محمد عبدالستار غفرلہ الغفار

الجواب

دوسری جماعت مسجد مذکور میں درست ہے۔ فقط واللہ اعلم
حررہ احمد اللہ سلمہ غفرلہ مدرس مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی۔ مورخہ ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ
الجواب صحیح: مظفر احمد غفرلہ، نائب امام مسجد فتحپوری دہلی

الجواب

(از حضرت مفتی اعظم) اگر اس مسجد میں جماعت سے نماز ہونے کا انتظام ہے تو اس میں دوسری جماعت کرنی مکروہ ہے۔ (و مقتضیٰ هذا الاستدلال کراهة التکرار فی المسجد المحلہ. رد المحتار، باب الإمامة: ۱/۵۵۳) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس) فقط
محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی (کفایت المفتی: ۱۳۷/۳)

الجواب

یہ دوسری جماعت ایسی حالت میں کہ لوگ سنن و نوافل میں مشغول ہیں، ایسے مقام پر پڑھنا اور ایسی طرح پڑھنا کہ لوگوں کی نمازوں میں خلل پڑے، اس وجہ سے بھی مکروہ ہے کہ دوسرے نمازیوں کی نماز میں خلل اندازے اور اس وجہ سے بھی مکروہ کہ مسجد محلہ میں تکرار جماعت مکروہ ہے، مسجد محلہ سے وہ مسجد مراد ہے، جس میں پنج وقتہ التزام سے جماعت ہوتی ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی (کفایت المفتی: ۱۳۶/۳)

پنج وقتہ جماعت والی مسجد میں جماعت ثانیہ:

سوال: محلہ میں ایک مسجد ہے، جس میں امام و مؤذن مقرر ہیں اور مصلین بھی معین و معلوم ہیں، وقت پر بلاناغہ نماز ہوتی ہے اور ہوتی چلی آئی ہے، اب کچھ عرصہ سے بعض لوگوں نے علیحدہ جماعت ثانیہ کرنے کا ارادہ کیا ہے، جو جماعت اولیٰ کی طرح بلاناغہ پانچوں وقت اقامت کے ساتھ بالالتزام و تداعی اور پابندی وقت کے ساتھ ہوا کرے گی، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اس قسم کی جماعت ثانیہ کرنا جائز ہے اور شریعت مقدسہ اور فقہ حنفی میں اس کی اجازت ہو سکتی ہے؟ فقہ میں اگر کہیں جماعت ثانیہ کے لیے ”لا بأس“ یا ”لم یکن علیٰ الهيئة الأولى“ وغیرہ بیان کیا ہے، اس سے جماعت ثانیہ اتفاقہ گاہ بگاہ مراد ہے، یا بالتداعی و بالالتزام؟ درمختار، یا فتاویٰ عالمگیری میں جو اجازت دی ہے تو کیا اس سے اس قسم کی اجازت مراد ہے؟

(المستفتی: ۲۲۶۸، حافظ عبد الجلیل خاں صاحب (بریلی) ۲۵، ربیع الاول ۱۳۵۷ھ)

الجواب

جس مسجد میں کہ پنج وقتہ جماعت اہتمام و انتظام سے ہوتی ہو، اس میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جماعت ثانیہ مکروہ ہے؛ کیوں کہ جماعت دراصل پہلی جماعت ہے اور مسجد میں ایک وقت کی فرض نماز کی ایک ہی جماعت مطلوب ہے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک اور خلفائے اربعہ و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانوں میں مساجد میں صرف ایک ہی مرتبہ جماعت کا معمول تھا، پہلی جماعت میں نمازیوں کی حاضری میں سستی پیدا ہوتی ہے اور جماعت اولیٰ کی تکلیل لازمی ہوتی ہے؛ اس لیے جماعت ثانیہ کو حضرت امام اعظمؒ نے مکروہ فرمایا اور اجازت نہ دی اور جن ائمہ نے اجازت دی، انہوں نے بھی اتفاقی طور پر جماعت اولیٰ سے رہ جانے والوں کو اس شرط

(۱) ویکرہ تکرار الجماعة بأذان وإقامة فی مسجد محلة لا فی مسجد طریق أو مسجد لإمام له ولا مؤذن.
(الدر المختار: ۵۵۲/۱، کذا رد المحتار: باب الإمامة: ۵۵۳/۱) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

سے اجازت دی کہ وہ اذان و اقامت کا اعادہ نہ کریں اور پہلی جماعت کی جگہ بھی چھوڑ دیں تو خیر پڑھ لیں؛ لیکن روزانہ دوسری جماعت مقرر کر لینا اور اہتمام کے ساتھ اس کو ادا کرنا اور اس کے لیے تداعی؛ یعنی لوگوں کو بلانا اور ترغیب دینا یہ تو کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں، نہ اس کے لیے کوئی فقہی عبارت دلیل بن سکتی ہے، یہ تو قطعاً ممنوع اور مکروہ ہے۔ (۱) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی۔ (کفایت المفتی: ۱۳۹۳-۱۴۰)

مسجد محلہ میں جماعتِ ثانی اور دوبارہ جمعہ:

سوال: ایک شخص ضداً اسی مسجد میں اپنی علاحدہ نماز پنجگانہ اور جمعہ کراتا ہے، جماعتِ ثانیہ اور جمعہ دوبارہ پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب

جماعتِ ثانیہ مسجد محلہ میں کرنا مکروہ ہے اور جمعہ کی نماز دوبارہ اسی مسجد میں جس میں جمعہ ہو چکا ہے، جائز نہیں۔

”والظاهر أنه يغلق أيضاً بعد إقامة الجمعة لئلا يجمع فيه أحد بعدها“۔ (رد المحتار) (۲)

پس جو شخص ضد میں ایسا کرتا ہے، وہ سخت گنہگار ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۶۲۳)

مسجد محلہ میں جماعتِ ثانیہ مکروہ ہے:

سوال: جماعتِ ثانیہ جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

محلہ کی مسجد میں جماعتِ ثانیہ مکروہ ہے۔ (۳)

احقر عبد الکریم عفی عنہ۔ الجواب صحیح: ظفر احمد عفا عنہ، ۱۰ صفر ۱۳۲۵ھ (امداد الاحکام: ۱۵۵/۲)

(۱) قال فی الدر المختار: ويكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة لا في مسجد طريق أو مسجد لا إمام له ولا مؤذن.

وفی رد المحتار: ”و مقتضى هذا الاستدلال كراهة التكرار في مسجد محله، ولو بدون أذان، ويؤيده ما في الظهيرية: لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى فيه أهله يصلون واحداً“ الخ. (باب الإمامة: ۵۵۲/۱، ط: سعيد) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

(۲) رد المحتار، باب الجمعة تحت قول الماتن وأفاد أن المساجد تغلق يوم الجمعة إلا الجامع: ۷۶۶/۱، ظفیر

(۳) رجل دخل مسجداً صلى فيه أهله فإنه يصلی وحده من غير أذان وإقامة ويكره أن يصلی بجماعة بأذان وإقامة. (المحيط البرهانی: ۳۵۱/۱، دار الفکر بیروت، انیس)

مسجدِ محلّہ میں جماعتِ ثانیہ میں اختلاف اور اس کا جواب:

سوال: جماعتِ ثانیہ کی مسجد میں جائز ہے، یا نہیں؟ اگر جائز نہیں ہے تو عدم جواز کی کیا دلیل ہے؟ امام ابو یوسفؒ جائز کہتے ہیں اور اس قول کو اکثر فقہانے صحیح کہا ہے، اس کا کیا جواب ہے؟

الجواب

مسجدِ محلّہ میں جماعتِ ثانیہ مکروہ ہے۔

قال المحقق الشامي: ولنا أنه عليه الصلوة والسلام كان خرج ليصلح بين قوم فعاد إلى المسجد وقد صلى أهل المسجد فرجع إلى منزله فجمع أهله وصلى بهم، ولو جاز ذلك لما اختار الصلاة في بيته على الجماعة في المسجد، ولأن في الإطلاق هكذا تقليل الجماعة معنى، فإنهم لا يجتمعون إذا علموا أنها لا تفوتهم، إلخ، ومثله في البدائع وغيرها ومقتضى هذا الاستدلال كراهة التكرار في مسجد المحلة ولابدون أذان، ويؤيده ما في الظهيرية: لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى فيه أهله يصلون وحداناً وهو ظاهر الرواية. (۱)

اس روایت سے کراہت کا صحیح راجح ہونا معلوم ہو گیا؛ کیوں کہ یہ ظاہر الروایہ ہے، پس امام ابو یوسفؒ کی روایت ظاہر الروایہ کے مقابلہ میں معمول بہانہ ہوگی اور نیز جب کہ کراہت و عدم کراہت میں تعارض ہو تو کراہت کو ترجیح ہوتی ہے، کما بین موضعہ .

اور زیادہ تحقیق اس مسئلہ کی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کے رسالہ ”القطوف الدانية في كراهية الجماعة الثانية“ میں دیکھی جاوے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۵/۳)

جماعتِ معینہ والی مسجد میں جماعتِ ثانیہ کا حکم:

سوال: جماعتِ ثانیہ جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

جماعتِ ثانیہ اگر جماعتِ اولیٰ کی ہیئت پر ہو اور ایسی مسجد میں ہو کہ جس میں جماعتِ معینہ ہوتی ہے تو مکروہ تحریمی ہے، (۲) اور اگر بہ تبدیل ہیئت ہو تو مکروہ تنزیہی ہے اور لفظ لا بأس، یا لفظ جواز مکروہ تنزیہی کے منافی نہیں۔ فقط (کفایت المفتی: ۱۳۴/۳)

(۱) ردالمحتار، باب الإمامة، مطلب في تکرار الجماعة في المسجد: ۵۱۶/۱، ظفیر

(۲) ویکرہ تکرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة لا في مسجد طريق أو مسجد لا إمام له

پنج وقتہ مسجد میں ہیئت اولیٰ سے ہٹ کر جماعت ثانیہ کا حکم:

(الجمعیۃ، مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۱ء)

جماعت ثانیہ (ایسی مسجد میں جس میں نماز کے اوقات مقرر اور مؤذن و امام مامور ہیں اور جماعت میں شریک ہونے والے یا مسجد میں نماز پڑھنے والے اکثر حضرات مقامی ہوتے ہیں) جائز ہے، یا نہیں؟ عدم شرکت جماعت کی وجہ سے اگر کوئی شرعی مجبوری، یا عدم اطلاع اذان ہو تو ایسی صورت میں جماعت ثانیہ کی اجازت ہے، یا نہیں؟

الجواب

جس مسجد میں پنجگانہ جماعت مقررہ اوقات پر ہوتی ہو اور مؤذن و امام مقرر ہو اس میں دوسری جماعت ہتکر اذان و اقامت و قیام محراب با تفاق مکروہ ہے اور اگر اذان و اقامت کی تکرار نہ کی جائے اور پہلی جماعت کی جگہ بھی بدل دی جائے تو مکروہ تحریمی نہیں ہے؛ مگر علمائے محققین کی ایک بڑی جماعت اس کو خلاف اولیٰ بتاتی ہے اور دلائل اس کے قوی ہیں اور دوسری جماعت اس کو خلاف اولیٰ نہیں کہتی، جماعت اولیٰ میں شرکت نہ ہونے کی وجہ کچھ بھی ہو، اس کا اس مسئلہ پر کچھ اثر نہیں۔ (۱) واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی (کفایت المفتی: ۱۳۷۳-۱۳۸) (۱۲۸)

ایئر پورٹ کی مسجد میں جماعت ثانیہ مکروہ نہیں ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مسجد عرب امارات کے ایئر پورٹ پر واقع

== قال ردالمحتار: قدمنا فی باب الأذان عن آخر شرح المنیة عن أبی یوسف أنه إذا لم تكن الجماعة علی هیئۃ الأولى لا تکره وإلا تکره، وهو الصحیح، وبالعدول عن المحراب تختلف هیئۃ، کذا فی البزازیة انتھی، و فی الساتار خانیة عن الولوجیة: وبه نأخذ. (ردالمحتار مع الدر المختار، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، باب الإمامة: ۵۵۳/۱، انیس)

(۱) المسجد إذا كان له إمام معلوم وجماعة معلومة فی محلة فصلی أهلہ فیہ بالجماعة لا یباح تکرارها فیہ بأذان ثانٍ أما إذا صلبو بغیر أذان یباح إجماعاً، إلخ. (الفتاویٰ الہندیة، الفصل الأول فی الجماعة: ۸۳/۱، ط: ماجدیة کوئٹہ) (الباب الخامس فی الإمامة، انیس)

وفی ردالمحتار: ”قوله: یکره) أي تحریماً لقول الکافی: ”لا یجوز“ ولو کرر أهلہ بدونها أو کان مسجد طریق جاز إجماعاً، کما فی مسجد لیس له إمام ولا مؤذن... ومقتضى هذا الاستدلال کراهة التکرار فی مسجد المحلة ویؤیدہ ما فی الظہیریة: لودخل جماعة المسجد بعد ما صلی فیہ أهلہ یصلون وحداناً... وعن أبی یوسف إذا لم تكن الجماعة علی هیئۃ الأولى لا تکره وإلا تکره وهو الصحیح وبالعدول عن المحراب تختلف هیئۃ، إلخ. (باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد: ۵۵۳-۵۵۲/۱، ط: سعید)

ہے، پانچ وقتہ نمازوں کے لیے امام مقرر ہے، جو باقاعدہ امامت کرتا ہے؛ مگر مسئلہ یہ ہے کہ ظہر کو دو جماعتیں ہوتی ہیں، جو ہیئت اولیٰ پر پڑھائی جاتی ہیں، اسی مصلیٰ اور اقامت کے ساتھ اور دونوں جماعتوں کے لیے اوقات بھی باقاعدہ لکھے جاتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟ بینوا تو جروا۔

(المستفتی: عبدالرشید اندرون ہشتنگری گیٹ پشاور، ۲۰ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ)

الجواب

بظاہر اس تکرار جماعت میں کوئی کراہت نہیں ہے؛ کیوں کہ ایئر پورٹ اور اسٹیشن وغیرہ کے مساجد محلہ نہیں رکھتے

ہیں۔ (۱) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۳۱۷/۲) ☆



(۱) ماخوذ از رد المحتار: ۵۱۶/۱، باب الإمامة (قال العلامة ابن عابدین رحمہ اللہ: أو كان مسجد طریق جازاً جماعاً، كما في مسجد ليس له إمام ولا مؤذن ويصلي الناس فيه فوجاً فوجاً، فإن الأفضل أن يصلي كل فريق بأذان وإقامة على حدة كما في أمالي قاضيخان... وأما مسجد الشارع فالناس فيه سواء لا اختصاص له بفريق دون فريق. رد المحتار، ص: ۴۰۸ جلد ۱، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، باب الإمامة، انيس)

☆ دیہات کی مساجد میں جماعت ثانیہ کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دیہات کی مساجد میں مذہب حنفی کی بنا پر جماعت ثانیہ جائز ہے، یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔ (المستفتی: محمد عمران نوشہرہ)

الجواب

جماعت ثانیہ نہ مطلقاً ممنوع ہے اور نہ مطلقاً مشروع ہے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول: ”أوسع المذاهب ہے، وهو أنه إذا لم تكن الجماعة على الهيئة الأولى لا تكروه، وإلا تكروه، وهو الصحيح. (كما في رد المحتار: ۵۵۲/۱) رد المحتار علی هامش الدر المختار: ۴۰۹/۱، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد (كتاب الصلاة، باب الإمامة، انيس) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۳۱۷/۲)

جماعت فوت ہو جانے کے بعد نماز ادا کرنے کا طریقہ

جس کو جماعت نہیں ملی، وہ کہاں نماز پڑھے:

سوال: منفرد جس کو نماز جماعت سے نہیں ملی، اس کو مسجد میں اپنے فرض پڑھنا افضل ہے، یا مکان میں؟

الجواب

اگر مسجد سے باہر جماعت ہو سکے تو یہ افضل ہے، (۱) ورنہ فرائض کے لیے مسجد افضل ہے۔

”فی روایة أنس رضی اللہ عنہ أن أصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم كانوا إذا فاتتهم

الجماعة فی المسجد صلوا فی المسجد فرادی“ إلخ. (رد المحتار) (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۵۴۳)

محلہ کی مسجد میں اگر جماعت فوت ہو جائے تو کیا کرے:

سوال: اگر مسجد میں جماعت فوت ہوگئی تو تنہا مسجد میں نماز ادا کرنا بہتر ہے، یا مکان پر اور فضیلت مسجد میں نماز پڑھنے کی جو پچیس یا پانچ سو یا ہزار، یا پچاس ہزار، یا لاکھ کا مسجد محلہ سے لے کر کعبہ تک کے بارہ میں آیا ہے تو یہ باعتبار جماعت کے، یا تنہا اور یہ سب واجبات سے ہے، یا مندوبات سے؟ بیٹو! تو جروا۔

الجواب

قال فی الخلاصة (۲۲۸/۱): رجل فاتته الجماعة فی مسجده إن ذهب إلى مسجد آخر یصلی

(۱) أنه علیه الصلوة والسلام كان خرج لیصلح بین قوم فعاد إلى المسجد وقد صلی أهل المسجد فرجع إلى

منزله فجمع أهله وصلی. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۱۸/۱، ظفیر) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد) / شرح

أبی داؤد للعبنی، باب فیمن صلی فی منزله ثم أدرک، الخ: ۶۵/۳، مكتبة الرشد الرياض) / المنهل العذب المورود

شرح أبی داؤد، أقوال الأئمة فی صلاة الجماعة فی المسجد: ۲۷۸/۴، مطبعة الاستقامة القاهرة، انیس)

و ذکر القدوری: أنه إذا فاتته الجماعة جمع بأهله فی منزله وإن صلی وحده جاز، لماروی عن النبی صلی

الله علیه وسلم أنه خرج من المدينة إلى صلح بین حیین من أحياء العرب فانصرف منه وقد فرغ الناس من الصلاة

فمال إلى بيته وجمع بأهله فی منزله. (بدائع الصنائع، فصل فی بیان ما یفعل بعد فوات الجماعة: ۱۵۶/۱، دار الکتب

العلمیة بیروت، انیس)

(۲) رد المحتار، کتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب: فی المؤذن إذا كان غیر محتسب فی أذانه: ۳۶۷/۱، ظفیر

فیہ بالجماعة فهو حسن وإن صلى في مسجد حيه وحده فحسن وإن دخل منزله فصلی بأهله فحسن، آہ۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اپنی مسجد میں اگر جماعت فوت ہو جاوے تو دوسری مسجد میں جا کر جماعت سے نماز پڑھنا بہتر ہے اور اگر تنہا اسی مسجد محلہ میں پڑھ لے، یہ بھی اچھا ہے اور اگر اپنے گھر پر آ کر اہل و عیال کے ساتھ جماعت کر کے پڑھے، یہ بھی بہتر ہے اور بظاہر سب سے بہتر صورت اولیٰ ہے اور اخیر کی دونوں صورتیں فضیلت میں برابر ہیں؛ کیوں کہ تنہا مسجد میں پڑھنے سے جماعت کا ثواب نہ ہوگا؛ مگر مسجد کی فضیلت حاصل ہو جاوے گی اور گھر پر جماعت کرنے سے مسجد کی فضیلت فوت ہو جاوے گی؛ مگر جماعت کا ثواب مل جائے گا؛ مگر میرے خیال میں تیسری صورت دوسری سے افضل ہے؛ کیوں کہ جماعت کی فضیلت مسجد کی فضیلت سے زیادہ ہے، البتہ اگر مسجد محلہ میں کوئی بھی نماز نہ پڑھتا ہو، اس وقت مسجد میں تنہا نماز پڑھنا گھر پر جماعت کرنے سے افضل ہے اور مسجد میں نماز پڑھنے پر جو ثواب احادیث میں وارد ہے، (۱) وہ ہر حال میں ہے، خواہ تنہا پڑھے، یا جماعت سے اور جماعت کا ثواب اس کے علاوہ ہے۔ (۲) واللہ اعلم

(۱) عن عثمان بن عفان قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من توضع للصلاة فأسبغ الوضوء ثم مشى إلى الصلاة المكتوبة فصلاها مع الناس أو مع الجماعة أو في المسجد غفر الله له ذنوبه. (الصحيح لمسلم، باب فضل الوضوء والصلاة عقبه (ح: ۲۳۲) / سنن النسائي، حد إدراك الجماعة (ح: ۸۵۶) وكذا في السنن الكبرى (ح: ۹۳۱) / مستخرج أبي عوانة (ح: ۱۵۲۸) / معجم ابن عساكر، محمود بن محمد بن أبي أحمد أبو أحمد (ح: ۱۴۵۵) / السنن الكبرى للبيهقي، باب إسباغ الوضوء (ح: ۳۸۵) انيس)

قال عبد الله: لقد رأيتنا وما يتخلف عن الصلاة إلا منافق قد علم نفاقه أو مريض إن كان المريض ليمشى بين رجلين حتى يأتي الصلاة وقال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم علمنا سنن الهدى وإن من سنن الهدى الصلاة في المسجد الذي يؤذن فيه. (الصحيح لمسلم، باب صلاة الجماعة من سنن الهدى (ح: ۶۵۴) انيس)

(۲) كذا دل عليه إطلاق الحديث.

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: تفضل صلاة الجميع صلاة أحدكم وحده بخمس وعشرين جزءاً. (صحيح البخاري، باب فضل صلاة الفجر في جماعة (ح: ۶۴۸) / سنن الترمذی، باب ماجاء في فضل الجماعة (ح: ۲۱۵) انيس)

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: صلاة الرجل في جماعة تضعف على صلاته في بيته وفي سوقه خمسا وعشرين ضعفا. (صحيح البخاري، باب فضل صلاة الجماعة (ح: ۶۴۷) انيس)

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: صلاة الجماعة أفضل من صلاة أحدكم وحده بخمسة وعشرين جزءاً. (موطأ الإمام مالك رواية أبي مصعب الزهري، باب ماجاء في فضل صلاة الجماعة (ح: ۳۲۳) / مسند الشافعي، ومن كتاب الإمامة: ۵۲/۱، دار الكتب العلمية بيروت، انيس)

جماعت حنفیہ کے نزدیک واجب عین ہے اور مسجد میں جماعت کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ واللہ اعلم
قال فی الخلاصة: قال الصدق الشہید: إنما الإساءة فيما إذا ترك أهل المسجد كلهم
الجماعة فح أساؤا أو تركوا السنة وإن صلوا بالجماعة في البيت اختلف المشائخ فيه
والصحيح أن الجماعة فضيلة والجماعة في المسجد فضيلة أخرى فهو قد أتى بإحدى
الفضيلتين وترك الأخرى وهكذا الجواب في المكتوبات، آ، ۵، (۱)

۲۴ جمادی الاولیٰ (امداد الاحکام: ۱۱۴/۶)

ایک مسجد میں جماعت نہ مل سکے تو کیا دوسری مسجد میں جائے:

سوال: اگر ایک مسجد میں جماعت نہ ملے تو دوسری مسجد میں بتلاش جماعت جانا کیسا ہے؟

الجواب

ایک مسجد میں اگر جماعت ہو چکی ہو تو اگر امید دوسری مسجد میں جماعت کے ملنے کی ہو تو دوسری مسجد میں جا کر
جماعت سے نماز پڑھنا بہتر اور موجب ثواب ہے، سلف میں اکابر امت ایسا کرتے تھے کہ ایک مسجد میں جماعت
ہو چکی تو دوسری مسجد میں جماعت کی تلاش میں جاتے تھے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۶۵/۳)

بعد جماعت مسجد میں تنہا تنہا نماز بہتر ہے، یا گھر میں باجماعت:

سوال: مسجد میں جماعت ثانیہ کرنی جائز ہے، یا نہیں؟ اور جماعت ہونے کے بعد اکیلے اکیلے مسجد میں نماز ادا
کریں، یہ افضل ہے، یا جنگل، یا مکان میں باجماعت ادا کرنا افضل ہے؟ اور جنگل یا مکان میں اذان و تکبیر کہنا افضل ہے،
یا نہیں؟ اور مسجد کی چھت پر، یا مسجد کی حوض پر، یا کوٹھڑی میں جو مسجد سے باہر ہے، جماعت ثانیہ کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

مکان، یا جنگل میں جماعت سے پڑھنا افضل ہے، جنگل، یا مکان میں اذان و تکبیر کہنا افضل ہے، صرف تکبیر کہنا
بھی کافی ہے، مکان میں پڑھیں تو اس محلہ کی مسجد میں جو اذان ہو گئی ہے، وہی کافی ہے، صرف تکبیر کہہ لے۔ (۳)

(۱) خلاصة الفتاویٰ فی فصل التراويح: ۶۳/۱، انیس

(۲) ولو فاتته ندب طلبها فی مسجد آخر إلا المسجد الحرام و نحوه. (الدر المختار)

فلا یجب الطلب فی المساجد بلا خلاف بین أصحابنا، بل إن أتى مسجداً للجماعة آخر فحسن، وإن صلی فی
مسجد حیہ منفرداً فحسن، الخ. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۱۸/۱، ظفیر) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

(۳) عن ابن عمر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: صلاة الجماعة تفضل صلاة الفذ بسبع وعشرين
درجة. (متفق علیہ) {مشکوٰۃ، ص: ۹۵} (باب الجماعة و فضلها، الفصل الأول (ح: ۱۰۵۲) انیس) ==

مسجد کے فرش کے بیچ میں جو حوض ہے، یا مسجد کی چھت، سب مسجد کے حکم میں ہیں، ہاں! کوٹھری وغیرہ جو خارج ہیں، ان میں جماعت ثانیہ جائز ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۵۲/۳)

بعد جماعت کیا ایک درجہ میں الگ الگ نماز پڑھ سکتے ہیں:

سوال: مشہور ہے کہ اگر عصر کی نماز ہو چکی اور بعد میں دو آدمی مسجد میں نماز کے لیے آویں تو ایک درجہ میں دونوں فرادی فرادی نماز نہیں پڑھ سکتے اور نماز نہ ہوگی، ہر آدمی علاحدہ درجہ میں نماز پڑھے اور نمازوں میں اس طرح سے جائز ہے، یہ درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

یہ جو مشہور ہے غلط ہے، جیسا کہ دوسری نمازوں میں اگر جماعت اولیٰ نہ ملی اور دو چار آدمی بعد میں آویں تو وہ مسجد کے ایک درجہ میں فرادی نماز پڑھ سکتے ہیں، (۱) اسی طرح کسی وقت میں پڑھ سکتے ہیں، کوئی وجہ فرق کی نہیں۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۶۱/۳)

جس کی جماعت چھوٹ جائے، وہ تنہا مسجد میں نماز پڑھے، یا گھر میں جماعت کرے:

السؤال: رجل فاتته الصلاة بالجماعة هل يصلي في المسجد وحده أو يصلي في البيت مع الجماعة؟ (۲)

== ثم لهما سنة للصلاة الخمس أداءً وقضاءً إذ صليت بجماعة. (الكبيرى شرح منية المصلى، ص: ۳۵۷)
ولايكره تركهما لمن يصلي في المصر إذا وجد في المحلة ولا فرق بين الواحد والجماعة، والأفضل أن يصلي بالأذان والإقامة وإذا لم يؤذن في تلك المحلة يكره له، تركهما ولو ترك الأذان وحده لا يكره، ولو ترك الإقامة يكره ويكره للمسافر تركهما وإن كان وحده ولو ترك الإقامة أجزأه ولكنه يكره فإن أذن وأقام فهو حسن. (الفتاوى الهندية، مطبوعة هند: ۵۲/۱، جميل الرحمن) (الباب الثاني في الأذان وفيه فصلان، الفصل الأول في صفته وأحوال المؤذن، انيس)

(۱) فی روایة أنس رضی اللہ عنہ أن أصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم كانوا إذا فاتتهم الجماعة في المسجد صلوا في المسجد فرادى. (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الأذان مطلب في المؤذن إذا كان غير محتسب في أذانه: ۳۶۷/۱، ظفیر/بدائع الصنائع، فصل في بيان محل وجوب الأذان: ۱۵۳/۱، دارالکتب العلمیة) شرح سنن أبی داؤد للعینی، باب فیمن صلی فی منزله ثم أدرك الجماعة: ۶۵/۳، مکتبة الرشد، انیس)

عن الحسن قال: كان أصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم إذا دخلوا المسجد وقد صلی فيه صلوا

فرادى. (مصنف ابن أبی شیبہ، من قال يصلون فرادى ولا يجمعون (ح: ۷۱۱) انيس)

(۲) ترجمہ: جس شخص کی نماز جماعت سے فوت ہو جائے تو کیا وہ مسجد میں تنہا نماز پڑھے یا گھر میں جماعت سے پڑھے؟ انیس

الجواب

إن أمكن الصلاة بالجماعة في البيت فهو أولى وأصوب كيف وهو مروى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، كما نقله في رد المحتار. (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۶۲۳)

جماعت ثانیہ کے بعد آنے والے کیا کریں:

سوال: ایک مسجد میں پیش امام مقرر ہیں، نماز پابندی وقت کے ساتھ و باجماعت ہوا کرتی ہے؛ تاہم کچھ لوگ ایسے بھی آجایا کرتے ہیں، جو جماعت ثانیہ کے نماز ادا کرتے ہیں، کیا جماعت اولیٰ بعد ثانیٰ جماعت بھی درست ہے، یا الگ الگ؟

(المستفتی: ۱۱۳۱، نصیر الدین صاحب (ضلع رنگپور) ۲۶/جمادی الاول ۱۳۵۵ھ، مطابق ۱۵/اگست ۱۹۳۶ء)

الجواب

جس مسجد میں باقاعدہ پابندی وقت کے ساتھ جماعت ہوتی ہو، اس میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے، اگر جماعت اولیٰ کے بعد کچھ لوگ آجائیں تو وہ علاحدہ علاحدہ نماز پڑھ لیا کریں۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی (کفایت المفتی: ۱۳۷/۳)

(۱) ولنا أنه عليه الصلوة والسلام كان خرج ليصلح بين قوم فعاد إلى المسجد وقد صلى أهل المسجد فرجع إلى منزله فجمع أهله وصلى. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۱۶/۱، ظفیر) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انیس)

وروى الطبرانی برجال ثقات عن أبي بكره رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أقبل من نواحي المدينة يريد الصلاة فوجد الناس قد صلوا فمال إلى منزله فجمع أهله فصلى بهم. (سبل الهدى والرشاد في سيرة خير الأنام، في محافظته صلى الله عليه وسلم على صلاة الجماعة: ۱۸۸/۸، دار الكتب العلمية بيروت/المعجم الأوسط، من اسمه عبدان (ح: ۴۶۰۱) /شرح أبي داؤد للعيني، باب فيمن صلى في منزله ثم أدرك الجماعة: ۶۵/۳، مكتبة الرشد الرياض، انیس)

ترجمہ اس صورت میں اگر گھر میں جماعت سے نماز پڑھنا ممکن ہو تو وہ زیادہ بہتر ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ فقط (انیس)

(۲) عن ابراهيم أن علقمة والأسود أقبلتا مع ابن مسعود إلى مسجد فاستقبلهم الناس قد صلوا فرجع بهما إلى البيت فجعل أحدهما عن يمينه والآخر عن شماله ثم صلى بهما. (مصنف عبدالرزاق الصنعاني، باب الرجل يؤم الرجلين والمرأة (ح: ۳۸۸۳) /كذا في المعجم الكبير للطبرانی (ح: ۹۳۸۰) انیس)

ولنا أنه عليه السلام كان خرج ليصلح بين قوم، فعاد إلى المسجد وقد صلى أهل المسجد فرجع إلى منزله فجمع أهله وصلى. (رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد: ۵۵۳/۱، انیس)

جماعت ہو جانے کے بعد چند افراد کے آنے کی صورت میں دو بارہ جماعت:

سوال: مسجد میں جماعت سے نماز ہوگئی، بعد میں چند آدمی اور آگئے تو جماعت ثانیہ کا کیا حکم ہے، یا علاحدہ علاحدہ ادا کی جائے؟

(المستفتی: ۲۲۷۲، شیخ اعظم شیخ معظم (دہلیہ ضلع مغربی خاندیس) ۸/۸ صفر ۱۳۵۸ھ، ۳۰/۳ مارچ ۱۹۳۹ء)

الجواب

جس مسجد میں نماز کا باقاعدہ انتظام اور التزام ہو، اس میں دوسری جماعت کرنا مکروہ ہے، اگر جماعت اولیٰ کے بعد کچھ لوگ آجائیں تو وہ اپنی اپنی نماز علاحدہ علاحدہ پڑھیں۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی (کفایت المفتی: ۱۳۲۳)



(۱) قال فی الدر المختار: ویکرہ تکرار الجماعة بأذان وإقامة فی مسجد محلة، لافی مسجد طریق أو مسجد لا إمام له ولا مؤذن.

وفی رد المحتار: ”و مقتضیٰ هذا الاستدلال كراهة التكرار في مسجد المحلة، ولو بدون أذان، ويؤيده ما في الظهيرية: لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى فيه أهله يصلون واحدا نا، إلخ. (باب الإمامة: ۱/۵۵۲، ط: سعيد)
(مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

جماعت اولیٰ کا تعین

امام کی آمد سے پہلے جو شخص نماز پڑھے، وہ جماعت کے حکم میں نہیں:

سوال: ایک مسجد کا امام صبح کے وقت دیر سے آتا ہے، ایک مقتدی جلدی آتا ہے اور وہ نماز میں قرأت بالجہر پڑھتا ہے اور ایک جاہل نمازی اس مقتدی کے ساتھ شامل نہیں ہوتا؛ بلکہ امام کا منتظر رہتا ہے، یہ فعل اس کا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

جماعت اولیٰ وہی ہوتی ہے، جو امام محلہ اہل محلہ کے ساتھ ادا کرتا ہے، پس اس نمازی جاہل کو انتظار جماعت امام محلہ کرنا چاہیے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۵۳۳)

وقت مقررہ سے پہلے کی جماعت کا حکم:

سوال: اگر کچھ لوگ قبل وقت معین اور امام معین کے جماعت کر لے ویں، بعدہ کچھ نمازی جماعت بعد کو مع امام معین کے کریں تو جماعت اولیٰ کون سی ہوگی؟

الجواب

اگر چند لوگ وقت معین سے پہلے اور امام معین سے الگ اپنی جماعت کر لیں تو اس سے جماعت معہود و معمولہ قوم میں کراہت نہ آوے گی اور یہی جماعت اولیٰ شمار ہوگی۔ (۲) (تالیفات رشیدیہ: ۲۹۷)

(۲-۱) ولو صلی بعض أهل المسجد بإقامة وجماعة ثم دخل المؤذن والإمام وبقية الجماعة فالجماعة المستحبة لهم والكراهة للأولى، كذا في المضمرة. (الفتاویٰ الهندیة مصری، باب الأذان: ۵۱/۱) (الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول في صفته وأحوال المؤذن، انیس)

قولہ: بأذان وإقامة، الخ) عبارتہ فی الخزائن: أجمع مماننا ونصها: يكره تكرار الجماعة في مسجد محللة بأذان وإقامة إلا إذا صلی بهما فيه أو لا غير أهله أو أهله لكن بمخافتة الأذان ولو كرر أهله بدو نهما أو كان مسجد طريق جازاً جماعاً كما في مسجد ليس له إمام ولا مؤذن ويصلي الناس فيه فوجا فوجا فإن الأفضل أن يصلي كل فريق بأذان وإقامة على حدة كما في أماكي قاضي خان. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۵۲/۱-۵۵۳، دار الفكر بيروت، انیس)

مقررہ وقت سے پہلے تکبیر کہنا:

سوال: اگر وقت کی وسعت ہو اور چند آدمی وضو کرتے ہوں اور ایک شخص جلدی کر کے مع چند آدمیوں کے تکبیر کہہ کر نماز شروع کر دے اور یہ لوگ کوئی تکبیر اولیٰ سے رہ جائے، کوئی رکعت سے رہ جاوے تو تکبیر کہنے والا گناہ گار ہوگا، یا نہیں؟

الجواب

اگر وقت کے اندر وسعت ہے اور کوئی ضرورت شرعی بھی نہیں ہے تو ایسے وقت میں تکبیر کا کہنا، اگرچہ گناہ نہیں، مگر مستحسن بھی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض وقت مسجد میں تشریف لاتے اور قلت لوگوں کی دیکھتے تو کچھ اقامت صلوٰۃ میں توقف فرماتے تھے، (۱) لہذا انتظار کر لینا بہتر ہے، بشرطیکہ پہلے آنے والوں کو کوئی حرج نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (تالیفات رشیدیہ: ۲۹۸)

مقررہ وقت جماعت سے پہلے جماعت کرنا:

سوال: جماعت کے اوقات معینہ کے قبل اگر کچھ لوگ جماعت کر لیں، خواہ معینہ جماعت کے یہ لوگ ہوں، خواہ باہر کے تو ان کی جماعت ہوگی، یا معینہ اوقات والوں کی؟

الجواب

مسجد محلہ میں حق امام و مؤذن و اہل محلہ کا ہے اور جماعت کرنا ان کو ہی لائق ہے، لہذا اگر دوسرے لوگ جماعت کریں گے تو ثواب جماعت کا نہ ہوگا اور جماعت اہل محلہ کی ہوئے گی، اگر ان کو جلدی ہے تو دوسری جگہ جا کر جماعت کر لیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم اور اگر یہ بھی اسی محلہ کے ہیں اور چند آدمی ہیں، جب بھی یہی حکم ہے۔ (۲) فقط (تالیفات رشیدیہ: ۲۹۸)

(۱) عن محمد بن عمرو وهو ابن الحسن بن علی قال: سألتنا جابر بن عبد اللہ عن صلاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال: کان یصلی الظهر بالهاجرة والعصر والشمس حية و المغرب إذا وجبت والعشاء إذا کثر الناس عجل وإذا قلوا آخر والصبح بغلس. (صحيح البخاری، کتاب الصلاة، باب وقت العشاء إذا اجتمع الناس أو تأخروا (ح: ۵۶۵) / الصحيح لمسلم، باب استحباب التكبير بالصبح في أول وقتها (ح: ۶۴۶) / سنن أبي داؤد، باب في وقت صلاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم (ح: ۳۹۷) / سنن النسائی، تعجيل العشاء (ح: ۵۲۷) انیس)

(۲) (قوله: بأذان وإقامة، إلخ) عبارته في الخزائن: أجمع مماننا ونصها: يكره تكرار الجماعة في مسجد محلة بأذان وإقامة إلا إذا صلى بهما فيه أو لا غير أهله أو أهله لكن بمخافتة الأذان. (ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۵۲/۱ - ۵۵۳، دار الفكر بيروت، انیس)

مقررہ وقت سے پہلے، مسجد میں جماعت کا حکم اور اس کا ثواب:

سوال: قبل از وقت معین، اگر دو چار شخص نے ضرورت سفر، یا اور کسی ضرورت میں مسجد میں جماعت کر لی، بعدہ امام معین کے ساتھ وقت مقررہ پر جماعت ہوئی، جماعت اولیٰ یہ ہوئی، یا پہلی اور پہلوں کو ثواب جماعت [کا] ملے گا، یا نہیں؟

الجواب

جماعت اولیٰ امام جمعی و اہل محلہ کی ہوتی ہے، اس صورت میں جماعت اولیٰ دوسری ہے اور ثواب جماعت بھی دوسری جماعت والوں کو ہوگا، پہلے لوگوں کی جماعت مکروہ تھی اور ثواب بھی جماعت کا نہیں ملے گا۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (مجموعہ کلاں، ص: ۱۳۴-۱۳۵)

مسئلہ: ترک جماعت درست نہیں، اگر بسبب تاخیر امام کے حرج ہے تو دوسری مسجد میں چلے جایا کرے، مگر ترک جماعت سخت گناہ ہے، (۲) اور امام سے پہلے پڑھ جانے میں فساد ہوتا ہے، اس سے بھی اجتناب واجب ہے۔ (۳)

(مجموعہ فرخ آباد، ص: ۵۴) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۶۷)

(۱) ولوصلی بعض أهل المسجد بإقامة وجماعة ثم دخل المؤذن والإمام وبقية الجماعة فالجماعة المستحبة لهم والكراهة للأولى، كذا في المضمرة. (الفتاویٰ الہندیة مصری، باب الأذان: ۱/۵۱) (الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول في صفته وأحوال المؤذن، انیس)

(۲) عن ابن مسعود قال: لقد رأيتنا وما يتخلف من الصلاة إلا منافق قد علم نفاقه أو مريض إن كان المريض ليمشي بين رجلين حتى يأتي الصلاة وقال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم علمنا سنن الهدى، وإن من سنن الهدى الصلاة في المسجد الذي يؤذن فيه. (الصحيح لمسلم، باب صلاة الجماعة من سنن الهدى (ح: ۶۵۴) / مسند أبي يعلى الموصلي، مسند عبد الله بن مسعود (ح: ۵۰۲۳) / جامع الأصول: ۵/۵۶۹، انیس)

عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "من سمع النداء ولم يجب فلا صلاة له إلا من عذر"، صححه الحاكم وابن حبان. (مسند ابن الجعد، شعبة عن عدی بن ثابت (ح: ۴۸۳) / سنن ابن ماجه، باب التغليظ في التخلف عن الجماعة (ح: ۷۹۳) / سنن الترمذی، باب ماجاء فيمن يسمع النداء فلا يجيب (ح: ۲۱۷) ص: ۵۶، بيت الأفكار) / صحيح ابن حبان، ذكر الخبر الدال على أن هذا الأمر حتم لا ندب (ح: ۲۰۶۴)

قال الحاكم: وهو صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه وقال الذهبي: على شرطهما. (المستدرک للحاكم بتحقيق مصطفى عبدالقادر عطا: ۳۷۲/۱، دار الكتب العلمية بيروت، انیس)

(۳) وسئل الحلواني: عمن يجمع بأهله أحياناً هل ينال ثواب الجماعة أو لا؟ قال: لا ويكون بدعة ومكروهاً بلا عذر، إلخ. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۲۷۳/۱، دار الكتاب الإسلامي بيروت، انیس)

وقت مقررہ پر امام مسجد سے قبل کوئی دوسرا امام جماعت کرائے تو شرعاً کیسا ہے:

(ازتمہ) عطیہ مولانا ریاست علی بجنوری مکتبہ رحمت دیوبند

سوال: امام مسجد جب کہ وقت مستحب پر نماز پڑھتا ہو تو اس سے پہلے مسجد میں جماعت کر لینا کیسا ہے؟ اور جو امام مسجد سے پہلے نماز پڑھا دے، اس کی امامت کیسی ہے؟

الجواب

امام مسجد سے پہلے جماعت کر لینا ناجائز ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف ہے، حدیث شریف میں ہے:

”ولا يؤمن الرجل في سلطانه“ (۱)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعة اللمعات میں فرماتے ہیں:

”پس تقدم تکند بروالی تا ترتیبے کہ در ولایت است مثل امام اعظم و خلفا و حکام وے خصوصاً در اعیاد و جمعہ و نہ بر امام حی و صاحب خانہ مگر باذن ایشان، زیر گرد ایندن کہ اس مقتضی میگردد بہ سست گرد ایندن امر سلطنت و عزت و مودی می شود بہ بتا غرض و نفاطح و ظہور خلاف کہ شریعت جماعت برائے دفع آنت“ انتہی۔

(یعنی: بادشاہ اور اس کے نائبوں اور امام مسجد اور صاحب خانہ کی امامت کے مواقع میں بغیر ان کی اجازت کے امامت ہر گز نہ کرنی چاہیے؛ کیوں کہ اس سے ہیئت سلطنت میں نقصان واقع ہوگا اور آپس میں بغض و نفاق پیدا ہوگا، حالانکہ جماعت انہیں باتوں کو دفع کرنے کے لئے مشروع و مقرر ہوئی ہے۔)

ترمذی شریف میں ہے:

”ولا يؤم الرجل في سلطانه“ (الحديث) (۲)

ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔

صاحب مجمع البحار لکھتے ہیں:

”في سلطانه أي في موضع يملكه أو يتلست عليه بالتصرف كصاحب المجلس إمام المسجد فإنه أحق به من غيره وإن كان أفضه“ انتہی۔ (۳)

اور صاحب منزل اور امام مسجد کی اجازت پر بھی بعض صحابہ امامت نہیں کرتے تھے، مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ

(۱) مسند الإمام أحمد، مسند أبي مسعود البدری الأنصاری (ح: ۱۷۰۹۹) انیس

(۲) سنن الترمذی، باب من أحق بالإمامة (ح: ۲۳۵) انیس

(۳) مجمع بحار الأنوار، مادة سلطن: ۹۹/۳، مطبعة دائرة المعارف العثمانية بحیدرآباد، انیس

کا قصہ ترمذی میں موجود ہے کہ باوجود اجازت کے انہوں نے نماز نہ پڑھائی اور حدیث متقدم کو دلیل میں پیش کیا، پس بمقتضائے فرمان واجب الاذعان پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم امام مسجد سے پہلے نماز پڑھنے والے گنہ گار ہیں؛ کیوں کہ اس کی موجودگی میں جب ان کو نماز پڑھانا ممنوع ہے تو اس سے قبل اس کی جماعت کو متفرق کرنا اور اختلاف پیدا کر دینا تو سخت ممنوع ہونا چاہیے، اسی واسطے فقہانے لکھا ہے کہ امام راتب سے پہلے جماعت کرنے والوں کی جماعت مکروہ ہوگی؛ کیوں کہ اقامت جماعت کا حق اسی کو ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولاہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔

الجواب صحیح: خادم حسن عفی عنہ مدرس مدرسہ عبدالرب دہلی، محمد وصیت علی عفی عنہ مدرس مدرسہ عبدالرب دہلی، بندہ ضیاء الحق عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی، محمد ابراہیم دہلوی (واعظ) (کفایت لہفتی: ۱۱۳-۱۱۲)

امام متعین کی عدم موجودگی میں امامت:

سوال: ”فتاویٰ رشیدیہ“ میں ہے کہ اگر چند اشخاص وقت معینہ پر امام متعین کی عدم موجودگی میں نماز جماعت سے ادا کریں تو امام متعین پھر دوبارہ جماعت بلا کراہت کر سکتا ہے اور ثواب جماعت کا اس دوسری جماعت کو ہوگا نہ کہ اول الذکر کو؛ مگر درمختار میں جہاں کراہت لازم آنے کی شرائط امام اعظم اور امام ابو یوسف نے بیان کی، وہاں تعین وقت، یا امام کی کوئی شرط نہیں ہے، اس صورت میں کیا کیا جائے، شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب

شامی میں اس کی تصریح ہے کہ اگر پہلی جماعت غیر اہل مسجد نے کی ہے تو اس صورت میں دوسری جماعت مکروہ نہیں ہے؛ بلکہ اس حالت میں دوسری جماعت ہی معتبر ہے اور پہلی جماعت کا اعتبار نہیں ہے؛ یعنی بدیں معنی کہ اہل مسجد کو حق جماعت کرنے کا ہے، اگرچہ ثواب جماعت پہلی جماعت والوں کو بھی حاصل ہوگا۔ عبارت اس کی یہ ہے:

عبارتہ فی الخزائن أجمع مما هنا ونصها: يكره تكرار الجماعة في مسجد محلة بأذان وإقامة إلا إذا صلى بهما فيه أولاً غير أهله، إلخ. (۱)

اور دیگر عبارات سے بھی یہ مفہوم ہوتا ہے:

ويؤيده ما في الظهيرية: ولو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى فيه أهله يصلون وحداناً

وهو ظاهر الرواية. (رد المحتار) (۲)

اس عبارت میں قید اہلہ سے غیر اہل مسجد کی جماعت خارج ہوگئی۔

(۱) رد المحتار، باب الإمامة: ۵۱۶/۱، ظفیر (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

(۲) رد المحتار، باب الإمامة: ۵۱۷/۱، ظفیر (مطلب فی المؤذن إذا كان غير محتسب في أذانه، انیس)

اسی طرح باب الأذان میں ہے:

و حينئذ فلو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى أهله فيه فإنهم يصلون وحداناً، إلخ. (۳)
پس معلوم ہوا کہ جو کچھ ”فتاویٰ رشیدیہ“ میں ہے صحیح ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۶۹، ۷۰)

امام متعین کی اجازت کے بغیر ان کی موجودگی میں دوسرے کی امامت:

سوال: اگر اہل اسلام کی کوئی جماعت کسی مسجد میں جا کر وقت معینہ پر، یا بعد میں امام کی موجودگی، یا عدم موجودگی میں کسی ضرورت کی وجہ سے اپنے گروہ میں سے سب سے بزرگ شخص کو امام بنا کر جماعت سے نماز ادا کریں تو امام مسجد، یا کسی اور کو یہ حق ہے کہ ان کو روک دے، یا یہ حق نہیں؟

الجواب:

مسجد کے امام معین کے سوا کسی دوسرے شخص کو اس مسجد کے امام کی موجودگی، یا عدم موجودگی میں امام معین کی اجازت کے بغیر امام بنانا اور جماعت کرنا نہ چاہیے، اگر امام معین اور محلہ کے نمازیوں کی جماعت کے وقت میں دیر ہو تو یہ لوگ اپنی جماعت خارج از مسجد کسی جگہ دالان، یا صحن، یا جنگل میں (یعنی خارج مسجد) پڑھ لیں اور اگر مسجد میں بھی پڑھ لیں گے تو نماز ہو جائے گی؛ لیکن ان کو اس طرح جماعت کرنا بہتر نہیں ہے، مسجد کے نمازیوں اور جماعت کا انتظار کریں، ورنہ اکیلے نماز پڑھ لیں۔

الغرض اہل محلہ اور امام معین کے سوا دوسرے محلہ کے آدمیوں کو یہ مناسب نہیں ہے کہ اہل محلہ کی جماعت سے پہلے اس مسجد میں جماعت کریں اور اگر کریں گے تو اہل محلہ پھر جماعت کر سکتے ہیں اور جماعت اولیٰ کا ثواب انہیں کو ملے گا، وہ جماعت جو پہلے ہوئی اس کا کچھ اعتبار نہیں ہوگا۔ (ہکذا فی کتب الفقہ) فقط

دلیلہ قول الدر المختار: ويكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محللة إلخ قال الشامي تحت قوله: بأذان وإقامة... يكره تكرار الجماعة في مسجد محللة بأذان وإقامة إلا إذا صلى بهما فيه أو لا غير أهله أو أهله لكن بمخالفة الأذان (إلى أن قال) والمراد بمسجد المحللة: ماله إمام وجماعة معلومون، إلخ. (ردالمحتار: ۱/۵۱۶) (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۳۲۳-۳۲۴)



(۳) ردالمحتار، باب الأذان: ۱/۳۶۷، ظفیر (مطلب فی المؤذن إذا كان غير محتسب في أذانه، انیس)

(۱) کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس

القطوف الدّانية

فی تحقیق الجماعة الثانیة ☆

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد سيد الانبياء والمرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين اللهم أرني الحق حقاً وارزقني اتباعه وأرني الباطل باطلاً وارزقني اجتنابه.

بدانکہ در مسئلہ تکرار جماعت بدون اذان و اقامتہ در مسجد محلّہ علماء اختلاف دارند و روایات مختلفہ در کتب فقہ دریں باب یافتہ می شود، بعد تامل صادق چنان معلوم میشود کہ در اصل کراهت کسے را خلاف نیست، و آنچه اختلاف است در تحریم و تنزیہ است، چنانچہ در ضمن این تحریر واضح گرد و این ہم از کتب ظاہر است کہ در زمان سلف تکرار جماعت نبود، پس اگر اتفاقاً کسے از جماعت میماند در حق آنکس آنانکہ بمآل مفسدہ تکرار نظر فرمودند فتویٰ بکراهت تحریم تکرار دادند و کسیکہ بر انجام نظر نفرمود و اتفاق شد و ذحال را مد نظر داشت لا باس گفت اگر چه تحریم فتویٰ نداد، مگر تنزیہ تا ہم مسلم داشت۔

اما این طمطراق تکرار کہ در زمان ماست کہ بسا اوقات جماعت ثانیہ اکثر از جماعت اولی می باشد کما لا یخفی پس ہرگز این فتنہ در آن وقت نبود لاریب اگر این فساد را آن مقتدایان مشاہدہ میکردند ایشان ہم حکم تحریم این تکرار می فرمودند گو دور آن زمان خود تحریم نمی فرمودند و بسا افعال و اوضاع است کہ باختلاف حال و زمان مختلف می گردد و از جواز بکراهت مبدل می شود نہ بینی کہ در زمان خیریت نشان جناب صدر الانبیاء صلوة اللہ تعالیٰ علیہ و سلامہ زنان را حکم جواز حضور جمعہ و جماعات بود و از آن بعد صحابہ و دیگر علماء در زمان خود بسبب فساد زمان منع فرمودند۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرمود کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حال نساء زمان مشاہدہ فرمودندے بے شک ایشان را از خروج منع می فرمودند و ازین قسم بسیار وقائع از کتب اگر تتبع کردہ شود معلوم شوند کہ در اوائل حکمی داشتند و در آخر زمان بسبب فساد و فتنہ حکمے دیگر گرفت و این نہ از قسم نسخ و تبدیل است چرا کہ بعد صاحب شرع علیہ الوفاء التّحیات و التّسلیمات نسخ غیر ممکن است بلکہ از قسم رفع حکم بانقضاء شرائط و اسباب است، چنانچہ در کتب اصول فقہ مبسوط است۔

☆ یہ رسالہ حضرت مولانا عبدالرشید گنگوہی قدس اللہ سرہ کی تالیف کردہ ہے، جسے حضرت مولانا محمد یحییٰ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۳۱ھ میں شائع کرایا تھا۔ انیس

الحاصل در کتب فقہ در باب تکرار موصوف روایات کراہتہ تحریم ہم موجود است و روایات کراہتہ تنزیہ نیز مسطور و بعض تنزیہ صحیح گفتہ و بعض تحریم را معتمد داشته۔ پس دریں زمان اگر عالمے فتویٰ بکراہتہ تحریم تکرار دہد بعید نیست و مفسدہ تفریق جماعت و کسل اہل زمان تقاضاء آن میکنند ورنہ در کراہتہ تنزیہ ترددے نیست اگر احتیاطاً تنزیل کردہ بہ تنزیہ فتویٰ دہند ہیچ گونه محل جرح نیست، پس باید شنید کہ ظاہر روایت ائمہ حنفیہ کراہتہ تکرار است مطلقاً خواہ باذان و اقامت بود خواہ بغیر آن و صاحب ظہیریہ ہم کراہتہ را گرفتہ و در بدایع ہم بر کراہتہ اعتماد کردہ و بدلیل عقلی و نقلی اثبات کراہتہ کرد۔

چنانچہ در ردِّ مختار ایں روایات منقول است:

قال: روى عن عبد الرحمن ابن أبى بكر عن أبيه رضى الله تعالى عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج من بيته يصلح بين الأنصار فرجع وقد صَلَّى في المسجد بجماعة فدخل رسول الله صلى الله عليه وسلم في منزل بعض أهله فجمع أهله فصلَّى بهم جماعة و لولم يكره تكرر الجماعة في المسجد لصلَّى فيه و روى عن أنس بن مالك رضى الله تعالى عنه أن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كانوا إذا فاتتهم الجماعة في المسجد صلوا في المسجد فرادى و لأن التكرار يؤدي إلى تقليل الجماعة لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة يتعجلون فنكثروا و إلا تأخروا (بدائع) و حينئذ فلو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى أهله فيه فإنهم يصلون و حداناً و هو ظاهر الرواية (ظهيرية) انتهى. (۱)

پس ازیں روایات صاف معلوم شد کہ ظاہر روایت علماء ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ کراہتہ تکرار است و کراہتہ چوں مطلق بود تحریم مراد باشد۔

قال في رد المحتار: اعلم أن المكروه إذا أطلق في كلامهم فالمراد منه التحريم إلا أن ينص على كراهة التنزيه. فقد قال المص في المصنفي: لفظ الكراهة عند الإطلاق يراد بها التحريم. قال أبو يوسف رحمه الله: قلت لأبي حنيفة: إذا قلت في شيء أكرهه فما رأيك فيه؟ قال: التحريم، انتهى. (۲) و چوں نظر بردلیل کردہ شود ہم کراہتہ تحریم مقتضائے اوست چرا کہ تقلیل و تفریق جماعت مکروه تحریمی است و آنچه مودی بوئے است در حکم او باشد۔

لأن للوسائل حكم المقاصد قال في الهداية: لأن الأصل أن سبب الحرام حرام، انتهى.

قال الطحاوى: صلاة الظهر يستلزم تفويت الجمعة و تفويتها حرام فما أدى إلى الحرام حرام، انتهى. البته کراہت کلی مشکلک است کہ شدت و خفت او قدر مفسدہ می باشد پس آنچه در تکرار مع الاذان است در غیر آں نبود۔

(۱) رد المحتار، باب فی الأذان: ۶۴/۲، انیس

(۲) رد المحتار، باب فی المیاء: ۳۸۵/۱، انیس

ولكن تتفاوت التزيهية في الشدة والقرب من التحريمية بحسب تأكيد السنة فإن مراتب الاستحباب متفاوتة كمراتب السنة والواجب والفرض فكذا أضدادها، كما أفاده في شرح المنية، انتهى (۱)

لہذا بعض افراد تکرار قریب تزییمی شود، چنانچہ تکرار بترک اذان واقامتہ وعدول محراب خفیہ در زاویہ مسجد و ہمیں کراہتہ مراد از جواز است کسے کہ جاز اجماعاً گفت، چنانچہ تحقیقش بیاید و با وجود ظاہر روایت بر غیر آن فتویٰ نمی شاید۔

قال في الدر المختار: إن ما اتفق عليه أصحابنا في الروايات الظاهرة يفتى به قطعاً، انتهى (۲)

و ظاہر روایت آن مسائل باشند کہ از امام ابوحنیفہ و ابو یوسف و محمد رحمہم اللہ تعالیٰ بنقل مشہور و معتبر مروی باشد۔

قال في رد المحتار: وكذا لا تخيير... لو كان أحدهما ظاهر الرواية وبه صرح في كتاب الرضاع من البحر حيث قال: الفتوى إذا اختلفت كان الترجيح لظاهر الرواية.

وفيه من باب المصرف: إذا اختلف التصحيح وجب الفحص عن ظاهر الرواية والرجوع إليها، انتهى (۳)

و نیز ترک فرمودن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکرار جماعتہ را در مسجد نبوی با آنکہ خود فرمود:

عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: صلاة في مسجدى هذا خير من ألف صلاة فيما سواه إلا المسجد الحرام“ (۴)

دلیل کراہت است چہ اختیار مفضول با وجود فضل از حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بلا وجہ نباشد و وجہش بظاہر و الغیب عند اللہ تعالیٰ اہتمام شان جماعتہ است۔

تفصیلش اینکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در امر جماعتہ چہاں اہتمامات و تاکیدات فرمود و برائے یک امر جماعتہ چہ قدر تزییات و تزییات ارشاد کرد کہ قبل اذان در مسجد حاضر آید و اہلش اینست و قبل دخول وقت اجزش و جنین و خلف امام و میامن صفوف و صف اول چنان و باز در شان متخلفین گاہے لفظ نفاق و گاہے وعید اہراق بیوت ارشاد گشت و امثال این ہا۔

چنانچہ از کتب احادیث تو ان بر آ و رد و مقصود صلی ہمہ این وعدہ و وعید ہون اجتماع مسلمین و مسارعتہ بسوی جماعتہ اولی و عدم تخلف ازاں بود، ورنہ از شان رحمۃ للعالمین می زبید کہ متخلفین را بو عید اہراق نسوختندے؛ بلکہ عذر شان قبول کردہ

اشارتہ تکرار جماعتہ فرمودندے؛ مگر چون مراد تا کد و وجوب حضور جماعتہ اولی بود قطعاً رگ تکرار تراشیدند و اشارتہ بکراہتہ تکرار تخصیص فرمودند و نظر غائر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در باب انجام و مال آن قدر بود کہ جز شان نبوت ممکن التصور

(۱) رد المحتار، باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا: ۴۰۴/۲-۴۰۵، مکتبۃ بیروت، انیس

(۲) الدر المختار مع رد المحتار فی المقدمة: ۱۶۸/۱، مکتبۃ بیروت، انیس

(۳) رد المحتار فی المقدمة: ۱۷۳/۱، انیس

(۴) صحیح البخاری، باب فی فضل الصلوٰۃ فی مسجد مکة والمدینة: ۱۰۹/۱ (ح: ۱۱۹۹) مکتبۃ ملت دیوبند، انیس

نیست، لہذا احتمالات فساد راہم انسدادی فرمودند، پس دریں صورت اگر خود بذات خود تکرار جماعت فرمودندے ہمانا تشریح تکرار کردندے و باعث تفریق جماعت خویشین گردیدندی و عکس مراد اہتمام اجتماع مثنیٰ تفریق شدنے چرا کہ فعل خود را آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ تشریح و تسنن میدانستند نہ بینی کہ بعد دخول مکہ مخزون شدند کہ امتہ خود را در حرج انداختم و از دلوشی چاہ زمزم بسبب هجوم مردم بریں فعل ابا فرمودند و علی ہذا القیاس، بسیارے ازیں قسم از کتب حدیث باید دید و ہم چنانا اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ترک تکرار جماعت را عادت میداشتند، پس چون خود صاحب شرع تکرار جماعت را ترک فرمود و اصحاب کرام را ہم ہموں تعامل بود با وصف حرص حضرات ایشان بر مشروبات و جماعات و ظاہر روایت علماء حنفیہ ہم ہمین باشد، بعد ازاں کدام حجۃ قوی تر ازیں خواهد بود و چون درایت باروایت موافق شود احق بالقبول میگردد۔

وقال شارح المنية ناقلاً عن ابن الهمام: ولا ينبغي أن يعدل عن الدراية إذا وافقتها رواية، انتهى. (۱)
دریں صورت اگر چه در تکرار جماعت ثوابی ہم باشد تا ہم ترک او اہم و مقدم خواهد بود چرا کہ فرمود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:
”ترك ذرة مما نهى الله عنه أفضل من عبادة الثقلين“، كذا في الأشباه. (۲)
وازیں جا است کہ بر جلب نفع درء مفسدہ را مقدم دارند۔

قال في الأشباه: إذا تعارضت مفسدة ومصلة قُدِّمَ دفع المفسدة غالباً لأن اعتناء الشرع بالمنهيات أشد من اعتنائه بالمأمورات، انتهى. (۳)
قال في فتح القدير: ترك المكروه مقدم على فعل السنة، انتهى. (۴)
و آنچه حدیث ترمذی باعث اشتباہ جواز تکراری شود و آں اینکہ:
جاء رجل وقد صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: أيكم يتجر على هذا؟ فقام رجل وصلى معه. (رواه الترمذی) (۵)

و ہمیں معنی ابوداؤد ہم در سنن خود روایت کرد، پس فی الحقیقت بایں حدیث استدلال بر جواز درست نمی آید، چه ازین حدیث جواز صلوة منتفل خلف مفترض ثابت شد و ایں تکرار جماعت نیست؛ بلکه تنازع فیہ تکرار جماعت مفترض خلف مفترض است و آنچه ظاہر روایت حکم بکراهتہ او کرد و از فعل فخر عالم ترک او مستدل شد و تعامل صحابہ بر ترک آن شاہد است،

(۱) رد المحتار فی المقدمة: ۱۷۲/۱، مکتبۃ بیروت، انیس

(۲-۳) القاعدة الخامسة: وهي درء المفسد أولى من جلب المصالح، ص: ۹۱، انیس

(۴) باب إدراك الفريضة: ۴۹۴/۱، مکتبۃ زکریا دیوبند، انیس

(۵) سنن الترمذی، باب ماجاء فی الجماعة فی مسجد قد صلى فيه مرة: ۵۳/۱ (ح: ۲۲۰) / صحيح ابن خزيمة،

باب الرخصة في الصلاة في المسجد الذي قد جمع فيه، الخ (ح: ۱۶۳۲) انیس

ہمیں اقتداءً مفترض خلف مفترض است نہ مطلق تکرار، ورنہ صلوٰۃ تراویح بجماعت بعد جماعت عشاء راہم تکمیل کہ متمسک جواز تکرار گردانند و اقتداءً منتفل خلف مفترض بالاتفاق جائز است۔

أما إذا أدى الإمام الفرض والقوم النفل فلا كراهة لقوله عليه السلام للرجلين: إذا صليتما في رحالكما ثم أتيتما صلاة قوم فصليا معهم واجعلا صلاتكما معهم سبحة، انتهى. (۱)
قال الطحاوي: (وقوله منتفل بمفترض) إشارة إلى أنه لا تكره جماعة النفل إذا أدى الإمام الفرض والمقتدى النفل، انتهى. (۲)

واگر تکرار متنازع فیہ را قیاس بریں قضیہ میکنند، پس باید دانست کہ این حدیث قضیہ تشبیہ واقعہ شدہ اصل در محاورات کلامیہ و نصوص مدلول مطابقی می باشد، پس آنچه از این حدیث مستفاد شد، تصدیق و تجارت کسی است براں رجل مرحوم خاسر و متخلف و بس و بر ہر متخلف و آنچه از شخصیات حکم کلی گیرند بقیاس می باشد و قیاس آنجا صحیح بود کہ نص مانع از تعدیہ حکم در آنجا نبود و اینجا کہ نصوص احراق بیوت مختلفین و نفاق آنان و علت تفریق و تقلیل جماعت و کسل مسلمین مانع از قیاس موجود اند قیاس نتوان کرد و اگر در مثل ہمیں مرحوم متخلف چرا کہ حکم خلاف قیاس مقصور بر مورد خود میماند، پس ہمہ تیمود این نص مرعی و معتبر خواهند بود اعنی اگر متخلفی از کابلی نماندہ باشد و در گوشہ مسجد مطلقہ طلب احدی تنہا نماز شروع کردہ باشد و کسے منتفل، پس او شود البتہ این تکرار جائز بلا کراہت مطلقہ خواهد بود و الا فلا فلیتدبر۔

و آنچه بخاری در سنن خود در ترجمہ الباب تعلیقاً روایت کردہ۔

جاء أنس بن مالك رضي الله عنه إلى مسجدٍ وقد صَلَّى فيه فأذن وأقام وصَلَّى جماعة، انتهى. (۳)
جائے تردد نیست، چه این فعل انس رضی اللہ عنہ مجہول بر مسجد طریق، یا مثل آن خواهد بود و چونکہ تکرار باذان و قامتہ بالاتفاق مکروه تحریمی است، در مسجد محلّہ مجوزین را این اثر نافع نیست و دریں صورت این فعل انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ معارض قول ایشان کہ سابقاً گذشت نخواہد شد، فلیتأمل۔

الحاصل چون روایت غیر مشہورہ بتوافق آثار و اخبار مرخ گرد و ظاہر روایت بسبب توافق آنہا بطریق اولی راجح خواهد بود و ہم ابن نجیم صاحب بحر الرائق از سراج و ہاج روایت کرد۔

وإن دخل مسجداً ليصلي فيه فإنه لا يؤذن ولا يقيم وإن أذن في مسجد جماعة وصلوا يكره
لغيرهم أن يؤذنوا ويعيدوا الجماعة ولكن يصلون وحداناً، انتهى. (۴)

(۱) رد المحتار، باب فی إدراك الفريضة: ۵۰۶/۲، انيس

(۲) حاشية الطحاوي على الدر المختار، باب في الوتر والنوافل: ۲۵۳/۱، انيس

(۳) صحيح البخاري، باب في فضل صلاة الجماعة: ۸۹/۱، مكتبة ملت ديوبند، انيس

(۴) البحر الرائق، باب في شروط الصلاة: ۴۶۲/۱، مكتبة زكريا ديوبند، انيس

ونقل ایں روایت در محل استدلال وعدم تعاقب بران دلیل کراہت جماعت واختیار وحدت است از صاحب بحر در کنز العباد گفتہ فی فوائد الجامع الصغیر۔

إذا دخل الرجل مسجداً قد صلى فيه بجماعة وهو مسجد قوم معروف فإنه يصلي فيه وحده بغير أذان وإقامة وإن صلى وحده بأذان وإقامة يكره، انتهى.
وہم در در مختار گفت:

بقی ما إذا تعددت الجماعات فی المسجد وسبقت جماعة الشافعية مع حضور نقل الطحاوی عن رسالة لابن نجيم أن الأفضل الاقْتداء بالشافعي بل يكره التأخير؛ لأن تكرار الجماعة في مسجد واحد مكروه عندنا على المعتمد إلا إذا كانت الجماعة الأولى غير أهل ذلك المسجد أو أديت الجماعة على وجه مكروه، انتهى. (۱)

وطحاوی ایں روایت در باب امامت نقل کند و معلوم است کہ ہر جا کہ تعدد جماعت مذاہب است بتغیر ہدیۃ اولی باختلاف مکان وبلا اذان است و کراہت را عند الاطلاق شنیدہ کہ تحریم است دریں جایبان روایت شرح منیہ ضرور است۔

قال: أما لو كان له إمامٌ ومؤذنٌ فيكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة عندنا.

وعن أبي حنيفة: لو كان الجماعة الثانية أكثر من ثلاثة يكره التكرار وإلا فلا.

وعن أبي يوسف أنه إذا لم تكن الجماعة على هيئة الأولى لا تكره وإلا فتكره وهو الصحيح

وبالعدول عن المحراب تختلف الهيئة، كذا في البزاية. (۲)

ردالمحتار بعد ایں روایت افزود:

وفي التاتارخانية عن الولوالجي: وبه نأخذ، انتهى. (۳)

پس اولاً باید دانست کہ بیتہ جماعت اولی بسہ چیز است، یکے اذان دوم اقامتہ سوم محراب کہ مقام امام است اما دخل

اذان و اقامتہ در بیتہ جماعت پس در ہدایہ گوید:

ولو صلى منفرداً في بيته اذنً وأقام ليكون الأداء على هيئة الجماعة، انتهى. (۴)

ولیکن محراب پس آں از شرح منیہ معلوم می شود۔

(۱) ردالمحتار، مطلب فی إذا صلی الشافعی قبل الحنفی هل الأفضل الصلاة مع الشافعی أم لا: ۳۰۳/۲، انیس

(۲) ردالمحتار، باب فی الإمامة: ۲۸۹/۲، انیس

(۳) ردالمحتار، باب فی الإمامة: ۲۸۹/۲، انیس

(۴) فإن صلی فی بیتہ فی المصر یصلی بأذان وإقامة لیكون الأداء على هيئة الجماعة وإن ترکها جاز. (الهدایة،

باب فی الأذان: ۷۶/۱، انیس)

قال: وبالعدول عن المحراب تختلف الهيئة، كذا في البزازیة، انتھی. (۱)

وایں ہر سہ امر در جماعت اولی موجودند، پس برفع یکے ازین ہادم ہیئۃ اولی خواہد گشت، اگرچہ نفس ہیئۃ جماعت باقی ماند، چنانچہ لفظ تختلف بہمیں اشارہ میکند و چونکہ اذان و اقامت رادر ہیئۃ مدخل ظاہر است، شارح منیہ راجحت اثبات اختلاف ہیئۃ بترک آن ہائے فتاویٰ، مگر محراب از آنکہ بظاہر مدخل در ہیئۃ جماعت نداشت، چرا کہ مسجد جملہ یک موضع باشد محل دون محل خصوصیت ندارد و مع ہذا خصوصیت محراب وقت کثرت جماعت است تا مقام امام وسط صف بود و سنیۃ او بہمیں وجہ است، ورنہ در ترک او حرج نیست بخلاف اذان و اقامت، لہذا شارح منیہ از بزازیہ سند آورد و ازین جا احتمال می شود کہ بسبب خفاء ایں امر کہ اختلاف مکان رادخل در تغیر ہیئۃ است یا نے شاید کسی منکر ایں امر شدہ باشد، لہذا در مختار از تارخانیہ آورد:

وبہ نأخذ أى باختلاف الهيئة بالعدول عن المحراب. (۲)

وقرینہ اوست کہ در مختار در باب اذان گفت:

نعم قد علمت أن الصحيح أنه لا يكره تكرار الجماعة إذا لم تكن على الهيئة الأولى. (۳)

بالفصح لفظ ماخوذ نكفت حالانکہ ”بہ نأخذ“ از ”هو الصحيح“ آ کہ دست و در چنین محل سند بقوی اقدم است؛ مگر آن کہ صریح معلوم شود کہ ضمیر بہ ناخذ سوئے اختلاف ہیئۃ نیست؛ بلکہ بسوئے عدم کراہت است آنگاہ سبیل او سبیل صحیح خواہد بود، چنانچہ بیاید۔ الغرض چون مدخل ہر سہ امر در ہیئۃ جماعت اولی دریافت اگر ہر سہ امر مرتفع شوند قطعاً ہیئۃ اولی نیست، اگر دو امر مرتفع شوند ہر کدام دو باشند، یا اذان و اقامت، یا اذان و محراب، یا اقامت و محراب تا ہم ہیئۃ مرتفع خواہد شد؛ لأن لئلا أكثر حکم الكل و اگر یک امر مرتفع شود ہر کدام یک باشد، نیز ارتفاع ہیئۃ اولی خواہد شد چرا کہ ارتفاع مجموع برفع یک جز ہم میگردد و بہمیں ناظر است، ظاہر عبارت بزازیہ منقولہ شرح منیہ کہ فقط باختلاف محراب حکم باختلاف ہیئۃ اولی کرد و بہمیں است کہ در حرمین شریفین بر ترک اذان و مکان اکتفاء کردند و ترک اقامت را ضرورت ندانستند و ہم باید دانست کہ عدول از محراب از دو امر سابق خود کہ ترک اذان و اقامت است ادنی حال دارد چرا کہ سنیت قیام امام در محراب لغیر است کہ توسط امام است۔

قال في ردالمحتار: السنة أن يقوم الإمام في المحراب والظاهر أن ذلك عند كثرة الجماعة لئلا يلزم قيامه في غير الوسط ولولم يلزم ذلك لا يكره، انتھی. (۴)

(۱) وبالعدول عن المحراب تختلف الهيئة فيما روى عن الثاني. (الفتاوى البزازیة على هامش الفتاوى

الهندية، باب الإمامة، نوع فيما يكره وما لا يكره: ۵۶/۴، دار الفكر بيروت، انیس)

(۲) ردالمحتار، باب في الإمامة: ۲۸۹/۲، انیس

(۳) ردالمحتار، باب في الأذان: ۶۵/۲، انیس

(۴) السنة أن يقوم الإمام إزاء وسط الصف... الظاهر هذا في الإمام الراتب لجماعة كثيرة لئلا يلزم عدم قيامه

في الوسط فلولم يلزم ذلك لا يكره. (ردالمحتار، باب في الإمامة: ۳۱۰/۲، مكتبة بيروت، انیس)

پس معلوم شد کہ ترک محراب مکروہ تنزیہی است، وقت کثرت جماعت، ورنہ جائز و چوں بترک ادنیٰ اختلاف ہدیۃ می شود، چنانچہ بزازیہ گوید بترک اعلیٰ بطریق اولیٰ خواهد شد، چرا کہ آن دو باقی از خواص جماعت اند خصوصاً اقامتہ و درین وقت اگر تکرار جماعت با اذان و اقامتہ و قیام امام در محراب کنند کراہت اشد خواهد بود و بدون اذان فقط کم ازان و بدون اذان و اقامتہ فقط در محراب کم ازان و بدون ہر سہ کمتر ازان چرا کہ در ظاہر روایت در اطلاق کراہتہ ہیچ شق را مستثنیٰ نکرد و بہر حال افراد اختیار کرد گویند بین خود در کراہتہ متفاوت باشند و صاحب بحر و رسالہ خود با وصف تبدیل ہدیۃ اولیٰ کہ از عادت مکررین جماعت و تعارف شان معلوم است کہ بلا تکرار اذان میکنند حکم کراہتہ تکرار جماعت کردہ ہمون را معتمد داشت و در المحررات بقہم از سراج تصریح بوحده میکنند۔

پس واضح شد کہ تبدیل بینات ثانی رافع کراہتہ مطلقہ نیست البتہ تغلیظ تحریم رفع می گردد و بالا گذشت کہ افراد کراہتہ تحریمیہ در تغلیظ و تخفیف متفاوت می باشد، پس انچہ کسان قرار داده اند کہ جماعت کمرہ اگر با ققامتہ باشد مکروہ و اگر بارتفاع ہر سہ امور جائز بلا کراہت مطلقہ در محل خود نیست، چرا کہ چوں اختلاف ہدیۃ در ہر دو موجودہ است فرق مکابرہ محض خواهد بود و علی ہذا القیاس در دیگر شقوق؛ بلکہ کراہت در ہمہ موجود است اگر چہ کراہتہ یکے فحش از دیگر باشد و بعد ایں تمہیدات معنی روایت شرح منیہ مذکورہ باید، دریافت کہ چوں اول شارح منیہ گفت: "یکرہ تکرار الجماعۃ عندنا"، پس صاف اقرار بلفظ عندنا از علماء ثلاثہ حنفیہ نموده کراہت تحریمیہ ثابت کرد و چرا کہ تحریم تکرار با اذان و اقامتہ متفق علیہا است و عند الاطلاق ہمون تحریم مراد باشد، چوں از ظاہر روایت کراہت تکرار در ہمہ شقوق از ظہیر یہ معلوم شد لہذا مفہوم مخالفت اذان و اقامت مضر نیست، چرا کہ آنچہ شارح منیہ روایت کردہ ہمون ظاہر روایت علماء ثلاثہ است، کما لا یخفی و بتجسید شارح منیہ ظاہر روایتہ متعین خواهد شد زیرا کہ اولاً مفہوم اکثریست نہ کلی و مع ہذا مفہوم در صورت مخالفت منطوق روایت دیگر ہرگز معتبر نیست و صاحب ظہیر یہ بتصریح اختیار وحدت از ظاہر روایت آورده غایب آنکہ شارح منیہ از بعض شقوق سکوت کرد، پس شارح منیہ بعد ثبات کراہت تحریم تکرار روایتی دیگر از ابو یوسف نقل کرد کہ رفع کراہتہ تحریم از و مستفاد شد در صورت اختلاف ہدیۃ اولیٰ، فقولہ: لایکرہہ ای تحریمیاً.

حاصل ایں شد کہ از ابو یوسف در روایتی منقول است کہ بسبب اختلاف ہدیۃ کراہتہ تحریمیہ نمی ماند نہ آنکہ کراہتہ مطلقاً مرتفع شود اگر چہ در بعض صور اختلاف کراہتہ اخف باشد از بعض دیگر چنان کہ بترک ہر سہ امور و یانش بالا گذشت، ورنہ لازم آید کہ اگر اختلاف ہدیۃ اولیٰ فقط بترک محراب گردد و اذان و اقامتہ بحال خود ماند، تاہم کراہت نبود چرا کہ ہدیۃ اولیٰ نیست بسبب عدول محراب، چنان چہ از بزازیہ معلوم شد و ایں ظاہر البطلان است، پس شارح منیہ گفت کہ صحیح ہمیں است کہ تغلیظ کراہتہ در اختلاف ہدیۃ مخفف می شود، چنانکہ ظاہر روایت است کہ علی الاطلاق کراہتہ تحریم تکرار از و مستفاد و متبادر است۔

لأن المکرهه إذا أطلق في كلامهم فالمراد منه التحريم إلا أن ينص على التنزيه، انتهى من رد المحتار. (۱)
پس تامل درکار است ظاہر روایت و اس روایت ابو یوسفؒ را در اصل کراہتہ اختلاف نیست و مؤید انہست کہ صاحب بحر ہمیں روایت ابو یوسف را بلفظ: ”لابأس“ نقل کردہ۔

قال في البحر: وفي المجتبى: يكره تكرارها في مسجد بأذان وإقامة وعن أبي يوسف إنما يكره تكرارها بقوم كثير أما إذا صلى واحد بواحد أو اثنين فلا بأس به وعنه: لا بأس به مطلقاً إذا صلى في غير مقام الإمام وعن محمد إنما يكره تكرارها على سبيل التداعى أما إذا كان خفية في زاوية المسجد فلا بأس به، انتهى. (۲)
چرا کہ لفظ لا بأس کراہتہ تنزیہ را تقاضا می کند۔

قال في رد المحتار عن النهاية: لفظ لا بأس دليل على أن المستحب غيره لأن البأس الشدة انتهى. (۳)
و ترک مستحب و اولی جائزیکہ دلیل کراہتہ موجود باشد مکره تنزیہی میشود و ما نحن فیہ از ہمیں قسم است کما لا یخفی،
و اگر قید مفہوم اذان و اقامت در روایت شرح منیہ معتبر باشد، چنانچہ بعضی گویند معنی اس روایت اس شد کہ تکرار با اذان و اقامت مکره و بدون آنها غیر مکره دانستہ کہ بترک اذان و اقامت تغیر ہیئتہ اولی می گردد و لهذا معنی او بعینہ اس گشت کہ بلا تغیر ہیئتہ مکره و بے تغیر ہیئتہ غیر مکره۔

پس میگوئیم کہ نقل اس روایت ابی یوسفؒ لغرض شد و اصلاً فیما بین ظاہر روایت مذیلہ بلفظ عندنا و اس روایت معبرہ
بعن ابی یوسفؒ مقابلہ نما ند و ابو یوسفؒ در اس روایت خود ہرگز خلاف ظاہر روایت خود نمی گفت پس نقلش بچہ معنی و مراد
ضرورت افتاد، و اگر از قولہ: ”إن لم یکن علی ہیئۃ الأولى“ عدم ہر سہ امور مراد دارند و در روایت بزازیہ با قول
او بالعدول عن المحراب قید مع ترک الاذان و الاقامتہ افزا یند، اگر چہ ظاہر عبارت بزازیہ ازالہ اباء دارد مگر تا ہم لفظ لا
باس بحر کراہتہ تنزیہ را مقرر می سازد حاصل آں کہ در اس روایت ابی یوسفؒ مراد عدم کراہتہ تحریم است نہ عدم کراہتہ تنزیہ
فانہم و نیز تحت قولہ علیہ السلام: ”لا یصلی بعد صلاة مثلها“، یعنی در شرح کنز و صاحب مستخلص در شرح آں
و صاحب کفایہ و عنایہ در حاشیہ ہدایہ روایت می کنند:

ومن مشایخنا من قال: المراد به الزجر عن تكرار الجماعات في المساجد وهو حسن، انتهى (۴)

و در فتح القدری گفت: أو محمول علی تکرار الجماعۃ علی ہیئۃ الأولى، انتهى. (۵)

(۱) رد المحتار، باب فی المیاء: ۳۸۵/۱، انیس

(۲) فی باب الإمامة: ۶۰۵/۱، مکتبہ زکریا، انیس

(۳) رد المحتار، باب ما یفسد الصلاة و ما یکره فیها: ۴۳۰/۲، انیس

(۴) العنایة، فصل فی القراءۃ: ۴۶۰/۱، دار الفکر بیروت، انیس

(۵) فتح القدری، فصل فی القراءۃ: ۴۵۹/۱، دار الفکر بیروت، انیس

والدر المختار تحت ہمیں خبر گفت:

قال فخر الإسلام: لو حمل علي تكرار الجماعة في مسجد له أهل أو على قضاء الصلوة عند توهم الفساد لكان صحيحاً، نهر، وما ذكره عن فخر الإسلام نقله في البحر أيضاً عن شرح الجامع الصغير لقاضي خان ثم قال في البحر: فالحاصل أن تكرار الصلاة إن كان مع الجماعة في المسجد على الهيئة الأولى فمكروه، انتهى. (۱)

وازیں روایات ہم کراہتہ تحریم تکرار جماعتہ مستفاد شد چرا کہ لفظ: ”لا یصلی“ کہ نفی بمعنی نہی ست، زجر و تحریم رامی خواهد، پس اکثر علماء آں را بر اطلاق داشته اند مثل تعیم ظاہر روایتہ و مماثلہ در نفس جماعتہ گرفتہ اند چرا کہ مماثلتہ در ہمہ اوصاف محال است مگر صاحب فتح و تحقید ہیئہ اولی افزودہ اند و بیانش در تقریر روایت شرح منیہ گذست کہ مراد عدم کراہتہ تحریم است اگر مفہوم قید گیرند ورنہ کلام صاحب بحر دریں روایت بحر و روایت رسالہ خود کہ طحاوی اذال نقل می کند و روایت سراج منقولہ مسلمہ خود در بحر متعارض خواهد بود و هو مستبعد کما لا یتخیل و ہم تکیر علماء بر تکرار جماعتہ حریم شریفین با وجود تبدل ہیئہ حجۃ کراہتہ است چرا کہ گو تکرارشان بسبب تبدل ہیئہ حسب این روایات مقیدہ از درجہ تحریم بر آمد، مگر تا ہم کراہتہ مخففہ را معمول بہا کردن لائق نیست، چرا کہ تفریق جماعت و کسل در آن ہم موجود است و در مختار بعد نقل نمودن آثار کہ از بدائع بالانقل شد منقول است۔

ولأن في الإطلاق هكذا تقليل الجماعة معنى فإنهم لا يجتمعون إذا علموا أنها لا تفوتهم وأما مسجد الشارع فالناس فيه سواء لا اختصاص له بفريق دون فريق. ومثله في البدائع وغيرها، ومقتضى هذا الاستدلال كراهة التكرار في مسجد المحلة ولابدون أذان، ويؤيده ما في الظهيرية من ظاهر الرواية وهذا مخالف لحكاية الإجماع المارة، وعن هذا ذكر العلامة الشيخ رحمه الله السندی تلميذ المحقق ابن الهمام في رسالة: أن ما يفعله أهل الحرمين من الصلوات بأئمة متعددة وجماعات مترتبة مكروه اتفاقاً ونقل عن بعض مشايخنا إنكاره صريحاً حين حضروا الموسم بكمة ٥٥١ هـ منهم الشريف الغزنوي و ذكر أنه أفتى بعض المالكية به بعدم جواز ذلك على مذهب العلماء الأربعة ونقل إنكار ذلك عن جماعة من الحنفية و الشافعية و المالكية وأقره الرملي في حاشية البحر، انتهى. (۲)

و بالجمله ازیں روایات واضح شد کہ با وصف اختلاف ہیئت اولی کراہتہ باقی میماند گونزد بعض تنزیہ باشد و ہم در کنز العبادی گوید:

(۱) ردالمحتار، باب فی الوتر والنوافل: ۴/۸۵، مکتبہ بیروت، انیس

(۲) ردالمحتار، باب فی الإمامة: ۲/۲۸۹، مکتبہ بیروت، انیس

وفی الکافی: لا یجوز تکرار الجماعة عندنا وفي الجامع الصغير: رجل دخل مسجدًا قد صلى أهله فيه فإنه يصلي بغير أذان وإقامة لأن في تکرار الجماعة تقليلها بأن كل واحد لا يخاف فوت الجماعة فيكون مكرهًا، انتهى. (۱)

دریں جا بعض کسان رارایت طحاوی درتشویش می اندازدوآں قول او است فلا کراهة مطلقًا لهذا بیانش ضرورت افتاد۔

قال الطحاوی فی باب الأذان عند قوله: بل یکره فعلهما ظاهره کالبحر إنها تحریمة، انتهى. (۲)
ثم قال فی باب الإمامة تحت قوله فی مسجد محلة: أى جارة والذى فی المجتبى الإطلاق هو أوجه لما یلزم من الأذان التخلیط والتلبیس فریما یظن الخطاء فی الأذان الأول أما إذا كررت بغير أذان فلا کراهة مطلقًا وعلیه المسلمون. انتهى. (۳)

پس اولاً بشنود کہ ظاہر عبارت طحاوی آنست کہ فارق در کراهت تکرار وعدم آن وجود اذان است وعدم آن ولس ولہذا اقامت وعدم محراب راز کرکرده وانچه اودلیل کراهت آورد، البتہ در اذان است ولس واز بیان دلیل واحد عدم اولہ و دیگر لازم نیست کمالاتی و اقتضای دلیل تحریم است مع ہذا افتناء معصیت و اظہار تقصیر و کسل خود از شمول جماعت اولی در صورت اذان بدرجہ کمال است، لہذا طحاوی گفت کہ صاحب در مختار قید محلہ می افزاید و از مجتبی کہ عبارتش از بحر سابقاً نقل شدہ، اندرین رسالہ اطلاق مساجد مفہوم می شود و ہمیں اوجہ معلوم می شود، پس در صورت تکرار جماعت باذان چنانچہ تحریم کراهتہ در مسجد محلہ است در دیگر مساجد ہم شاید و اما اذا کررت بلا اذان فلا کراهتہ اے تحریماً مطلقاً اے فی جمیع المساجد از انجا کہ لفظ مطلقاً در جب فلا کراهتہ افتاد تو ہم شد کہ مراد عدم کراهتہ مطلقہ است؛ یعنی نہ تحریم و نہ تنزیہ چنین نیست؛ بلکہ مطلقاً ہمون اطلاق ست کہ در صدر روایت گوید۔

والذى فى المجتبى الإطلاق ثم قال: وعلیه المسلمون أى من بعد القرون الثلاثة والسلف وکراهتہ تنزیہ (أز قوله) وعلیه المسلمون۔

ہم توان فہمید چرا کہ ہمہ مسلمین از خاص تا عام اتفاق دارند کہ جماعت ثانی اولی نیست و عدم اولویت ہمان کراهتہ تنزیہ باشد جانیکہ دلیل کراهتہ موجود بود غایبہ آنکہ کراهتہ جنس مشکلک است و تحت او دونوع مندر چند کیے کراهتہ تنزیہ کہ جنس او کراهتہ و فصل اوسنیۃ ترک و بعض افراد قریب تحریم و بعضے کم از کم و اساءة کہ افش از کراهتہ تنزیہ است و اینہم دریں

(۱) کذا فی البحر الرائق، باب الإمامة: ۱/۳۶۶، دارالکتاب الإسلامی بیروت، انیس

(۲) باب الأذان: ۱/۸۸۸، انیس

(۳) حاشیة الطحاوی علی الدر المختار، باب فی الإمامة: ۱/۳۴۰، انیس

کراہتہ مندرجہ است دویم کراہتہ تحریم و فصل او وجوب الترتک و این ہم حسب قلت و کثرت مفاسد درجات دارد و تواند کہ نہ نوع قرار داده شوند و ثالث متوسط اساءة باشد دریں صورت جنس اساءة سنیة الترتک و فصل تنزیہ استحباب الترتک خواهد بود، پس طحاوی آل چنچی کراہتہ کردہ ہوں نوع کراہتہ تحریم است کہ در باب اذان اعتراف آن کردہ نہ مطلق کراہتہ دریں صورت ہیج خلافی نیست و چگونہ باشد کہ خود طحاوی در باب امامتہ از ابن نجیم نقل میکند:

بل یکرہ التأخیر؛ لأن تکرار الجماعة فی مسجد واحد مکروه عندنا علی المعتمد.

چنانچہ گذشتہ و این روایت را مسلمہ داشته سندی آرد و پیدا است کہ جماعت حنفیہ بعد شوافع بلا اذانست و اگر چنان باشد کہ میان تقریر کردیم طحاوی در کلام خود متعارض خواهد بود و لیس کذا لک؛ بلکہ ناظرین بسبب قلت تدر بر تعارض افتادہ اند و نیز در رد المحتار آرد۔

ماقاله الحلوانی مبنی علی ما کان فی زمن السلف من صلاة الجماعة مرة واحدة وعدم تکرارها کما هو فی زمنه صلی اللہ علیہ وسلم و زمن الخلفاء بعده و قد علمت أن تکرارها مکروه فی ظاهر الروایة إلا فی روایة عن الإمام وروایة عن أبی یوسف کما قدمناه و سیأتی قریباً أن الراجح عند أهل المذهب وجوب الجماعة وأنه یأثم بتفويتها اتفاقاً و حینئذٍ یجب السعی بالقدم لا لأجل الأداء فی أول الوقت أو فی المسجد بل لأجل إقامة الجماعة و إلا لزم فوتها أصلاً أو تکرارها فی مسجد واحد إن وجد جماعة أخری و کل منهما مکروه، انتهى. (۱)

دریں روایت بنظر ما تقدم پیدا است کہ تکرار محکوم الکرہتہ بلا اذانست و اینهم تحقیق شد کہ در زمان صحابہ کرام و سلف عظام تکرار جماعتہ نبود، چنانچہ خود رد المحتار از شرح جامع صغیر نقل کرد: ان تکرار الجماعة بدعة، انتهى.

و علماء ثلاثہ حنفیہ قائل کراہتہ اند جز یک روایت امام و یک روایت ابی یوسف کہ مفاوش کراہتہ تحریم نیست بلکہ تنزیہ و ہچنان روایتی از امام محمد، چنانچہ از بحر نقلش در سابق کردہ شد و چنین روایات شاذہ قادی مذہب نیستند، لہذا قول طحاوی: ”و علیہ المسلمون“ را بقید بعد القرون الثلثہ و السلف مقید کردہ ایم و انچہ در رد المحتار از نزہین نقل کرد:

قوله: یکرہ تکرار الجماعة فی مسجد المحلہ بأذان و إقامة إلا إذا صلی بہما أو لا غیر أهلہ أو أهلہ لکن بمخافة الأذان ولو کور أهلہ بدونها أو کان مسجد طریق جازاً إجماعاً... و نحوه فی الدرر، قال فی المنبع: و التقیید بالمسجد المختص احتراز من الشارع و بالأذان الثانی احتراز عما إذا صلی فی مسجد المحلہ جماعة بغير أذان حیث یباح إجماعاً، انتهى. (۲)

(۱) رد المحتار، مطلب فی کراہتہ تکرار الجماعة فی المسجد: ۶۵۲، انیس

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، باب فی الإمامة: ۲۸۸/۲، مکتبہ زکریا، انیس

و نیز عبارت شرح مجمع کہ در عالمگیریہ ہم منقول است، حیث قال:

وقيد بأذان ثان؛ لأنهم إن صلوا بلا أذان حيث يباح اتفاقاً. (۱)

پس جائے خدشہ نیست چرا کہ قولہ: یکرہ تکرار الجماعة بأذان وإقامة ظاہر است کہ کراہت تحریم مراد است، چنانچہ بالائے ہمین قول ردالمحتار گفت: یکرہ ای تحریمًا بقول الکافی لایجوز والمجمع لایباح و شرح الجامع الصغیر أنه بدعة، انتہی. پس انچہ گفت بعد اذان ولو کر بدو نہما جازاً جماعاً. پس برفع وصف اذان واقامتہ نفی ہمون نوع تحریم کرد نہ نفی نوع دیگر کہ تنزیہ است و لفظ جواز منافی کراہت نیست چرا کہ بسا است کہ از جواز کراہتہ دون تحریمہ مراد دارند۔

قال فی ردالمحتار: وقد يقال أطلق الجائز وأراد به ما يعم المكروه، ففي الحلية عن أصول ابن الحاجب أنه قد يطلق ويراد به ما لا يمتنع شرعاً وهو يشمل المباح والمكروه والمندوب والواجب لكن الظاهر أن المراد المكروه تنزيهاً؛ لأن المكروه تحریمًا ممتنع شرعاً منعاً لازماً، انتہی. (۲)

غرض آنچہ کم از کم کراہتہ تحریم است بر آں گاہ لفظ جائز اطلاق کنند پس از لفظ جازاً جماعاً در خزانہ ہمیں کراہتہ دون التحریم مراد است و سابق اشارہ رفت کہ افراد کراہتہ متفاوت اند و بتغیر بیدہ تخفیف کراہتہ می شود فلما منافاة ورنہ لفظاً جماعاً را معنی صحیح نخواہد آمد کما ہوا الظاہر و لہذا صاحب ردالمحتار بر ظاہر این عبارت تعاقب کردہ گفت و لهذا مخالف لحکایة الإجماع المارة، چنانچہ بالانقل کردہ شد و مباح آنکہ فعل و ترک او یکسانست و در فعل و ترک او ثواب و عقاب نبود و گاہ باشد کہ از مباح مکروہ تنزیہ مراد گیرند و در ردالمحتار در باب اوقات مکروہہ گفت:

الظاهر أنه أراد بالمباح ما لا يمتنع فلا ينافي كراهة التنزيه، انتہی. (۳)

پس آنچہ در شرح مجمع و غیرہ گفت یباح اتفاقاً منافی کراہتہ تنزیہ نیست و رنہ لفظ اتفاقاً رایج معنی نخواہد بود چرا کہ اتفاق ائمہ بر کراہتہ دریافت و علی هذا القیاس در ہر روایتہ کہ این قسم الفاظ باشند باعث حیرت نیستند، چنانکہ لفظ لا بأس و لم یرو بأساً چرا کہ این الفاظ منافی کراہتہ تنزیہ میند، چنانچہ در ما سبق تحقیق رفت و آنچہ در بعض کتب یجوزاً جماعاً بلا کراہتہ گفته اند، پس معنی آن بلا کراہتہ تحریمہ است۔ چنانچہ حلبی و طحاوی و ردالمحتار در شرح قول ردالمحتار گفتند:

يجوز بلا كراهة أى تحريمه أذان صبي، إلخ.

و خود معلوم شد کہ لفظ جواز بر ما دون تحریم شایع است، لہذا از جاز بلا کراہتہ تنزیہ دون تحریم مراد است

(۱) الفتاویٰ الہندیہ، فی الفصل الأول فی الجماعة: ۸۳/۱، انیس

(۲) ردالمحتار. باب فی سنن الوضوء: ۲۴۲/۱، انیس

(۳) ردالمحتار، باب فی أوقات الصلاة: ۲۷/۲، مکتبۃ بیروت، انیس

ومعہذا میگویم کہ معنی عبارتہ منع اینکه قولہ: وبالاذان الثانی احتراز عما إذا صلیٰ ای أولاً فی مسجد المحلۃ جماعۃ بغير اذان، یعنی اول جماعۃ بغير اذان کردہ باشد، حیث یباح التکرار بأذان إجماعاً، چرا کہ این تکرار باذان ثانی نشد؛ بلکہ این اذان خود اذان اول است و در روایت شرح مجمع در قول آں إذا کان المسجد له إمام معلوم و جماعۃ معلومۃ فصلوا فیہ بأذان وإقامة لا یباح تکرار الجماعۃ بأذان وإقامة طہراست کہ ضمیر صلوا راجع بسوئے امام معلوم و جماعۃ معلومہ است۔

پس ازاں کہ عبارت است: وقید بأذان ثانی؛ لأنہم لو صلوا بلا اذان یباح اتفاقاً این ضمیر ان صلوا، نیز طرف ہمون امام و جماعۃ معلومہ ہست، پس معنی چنین شد لأنہم ای الجماعۃ المعلومۃ إن صلوا ای أولاً بلا اذان یباح اتفاقاً چرا کہ این اذان اول است نہ ثانی و ہنچماں معنی عبارت عالمگیر یہ است و این ترجمہ این عبارات اولیٰ و اظہر است، ازاں ترجمہ کہ مجوزین میکنند و انتشار ضمایر بلا ضرورت بر سر گیرند و در تعارض روایات می افتند و این مسئلہ ہمون مسئلہ است کہ در خزائن گفتہ:

وأما عبارة ردالمحتار نعم قد علمت أن الصحيح أنه لا يكره تکرار الجماعۃ إذا لم يكن علی هنية الأولى، انتهى. (۱)

پس مخالف کراہتہ تکرار نیست چرا کہ صاحب ردالمحتار باین عبارت اشارہ بروایت شرح منیہ منقولہ خود می کند و معنی شرح منیہ دریافت شد و معہذا مختار صاحب ردالمحتار ہمونست کہ در ظاہر روایت است دلیل بریں مدعا آنکہ او بعد نقل عبارت خزائن و پیش کردن دلائل کراہتہ تکرار بطور نقض بر ظاہر عبارت خزائن می گوید و مقتضی هذا الاستدلال کراهة التکرار ولو بدون اذان و يؤیدہ ما فی الظہیریۃ، إلخ و این عبارت خود در مختار است کما لا یخفی و معلوم است کہ روایتی را کہ معلل بیان کنند رجحان اورا است نزد قائل۔

قال فی ردالمحتار: وكذا لو عللوا أحدهما دون الآخر كان التعليق ترجيحاً للمعلل، انتهى. (۲)

پس معلوم شد کہ صاحب ردالمحتار ہمیں روایت کراہتہ را اختیار کردہ و نیز از سنن ترمذی استظہار کراہتہ می گردد:

حيث قال: وقال آخرون من أهل العلم: يصلون فرادى وبه يقول سفیان وابن المبارک والشافعی یختارون الصلاة فرادى.

البتة عبارت اول:

”وهو قول غير واحد من أهل العلم من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم وغيرهم من

(۱) ردالمحتار، باب فی الأذان: ۶۵/۲، مکتبۃ بیروت، انیس

(۲) ردالمحتار فی المقدمة: ۱۷۳/۱، مکتبۃ بیروت، انیس

التابعین قالوا: لا بأس أن يصلى القوم جماعة في مسجد قد صلى فيه وبه يقول: أحمد وإسحاق، انتهى. (۱)

بظاہر متعارض است بانچہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرد کہ!

عن أنس بن مالك كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كانوا إذا فاتتهم الجماعة صلوا فرادى، انتهى. (۲)

مگر فی الواقع تعارض نیست چرا کہ ترمذی بلفظ لا بأس روایت می کند و لا باس مخالف کراہتہ تنزیہی نیست۔ پس تواند کہ کراہتہ تنزیہی زداایشان ہم محقق باشد و قوله یختارون الصلوة فرادی ای تاکداً. واختیار منافی تاکد نیست لہذا لفظ باس و اختیار در ترمذی متقابل مانند و تعامل امر دیگر است و لا باس بودن امر دیگر۔ پس اگر چہ نزد بعض ایشان تکرار مکروه تحریمی نبود مگر تا ہم تکرار ترک میداشتند فإن ترک ذرة مما نهى الله تعالى خیر من عبادة الثقلين و حضرت ایشان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بالطبع مائل تجر بہ بودند فلا منافات ہمانا کہ ترمذی گفت کہ احمد و اسحاق وغیر واحد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین تکرار را بدرجہ کراہتہ تنزیہی داشتند خلاف دیگران کہ ایشان تحریم می دانستند و در میزان شعرانی گوید:

ومن ذلك قول أبي حنيفة ومالك والشافعي: من دخل مسجداً فوجد إمامه قد فرغ من الصلاة كره له أن يستأنف فيه جماعة أخرى إلا أن يكون المسجد على ممر الناس، انتهى. (۳)

و مشروعیہ صلوٰۃ خوف خود دلیل است واضح بر کراہتہ تکرار نزد اہل علم و فہم بشرط تامل و انصاف۔

الحاصل این جملہ روایت منقولہ ناظر کراہتہ تکرار جماعتہ اند در مسجد محلہ از بعضی از انہا کراہتہ تحریمہ مستفاد می شود مطلقاً و از بعض کراہتہ تنزیہی در صورت تغیر ہیئتہ، مگر در اصل کراہتہ متفق اند و انچہ خلاف است در تحریم و تنزیہ است، پس بعد از این در اصل کراہتہ ترد و لائق نیست البتہ کراہتہ امر مطلق است در صورتی شدید و در صورتی خفیف و انہم حسب مفاسد و مقتضائے وقت و حال مختلف می شود، چنانچہ در مبداء رسالہ اشارہ بدال شد و بعد از این باید دانست کہ چوں شیء واحد باعتباری وجہتی محکوم حکمی شرعی گشت حکم دیگر ضرایب حکم ہرگز بروئے محمول نمی توان شد، مگر باعتبار دیگر مثلاً ادائے صلوٰۃ عصر وقت اصراف بسبب خطاب و امر واجب است و بایں چہتہ محکوم بکراہتہ ہرگز نمی تواند شد چرا کہ مامور مکروه ہرگز نبود کہ امر حسن را می خواهد نہ فتح را و انچہ کراہتہ دارند و نیست بسبب مجاد است کہ مشابہت کفار است، کما لا یخفی علی الماہرین، و علی هذا القیاس ہر

(۱) سنن الترمذی، باب ماجاء فی الجماعة فی مسجد قد صلى فيه: ۲۹۷/۱، دار الغرب الإسلامی بیروت، انیس

(۲) تحفة الأحوذی: ۱۳/۴، دار الکتب العربیة بیروت، انیس

(۳) المیزان الکبریٰ للشعرانی، باب صلاة الجماعة: ۱۰۷/۱، ط: مصر، انیس

جا کہ بریک فعل دو اثر مختلف باشند تا مل باید کرد کہ لاریب بدو وجه و اعتبار خواهد بود و دریں مسئلہ ما نحن فیہ ہر گاہ کراہتہ ثابت شد و حکم کراہتہ نیست، مگر بر تکرار جماعت کہ نوعیست از جماعتہ مطلقا کہ جنس است نہ بر جماعتہ مطلقہ۔

پس بریں تکرار بجز کراہتہ کدائے حکم ضد کراہتہ حمل نتواند شد و وجوب و سنیہ و استحباب و افضلیتہ کہ اضداد کراہتہ اند ہر گز بروے ثابت نخواہند و آنچه حکم وجوب جماعتہ است مختص بجماعتہ اولی است کہ نوعی دیگرست نہ حکم مطلق جماعتہ جنس و علی ہذا ہر نوع جنس را حکم دیگر می بود چنانچہ حقیقتہ و غرض متباین می باشند، مثلاً جماعتہ نفل بلا تداعی را حکم نیست و بتداعی را حکم دیگر البتہ حکم جماعتہ مطلقہ جنس کہ عود برکت یکے بر دیگرے ست، در جملہ انواع حاصلست چرا کہ نوع از جنس خالی نمی شود اگرچہ این نفع در جب مفاسد تکرار حکم لاشی گیرد، پس حکم جماعتہ اولی مسجد محلہ نوعیست و وجوب است و تضعیف اجر و عید ترک و حکم نوع دیگر کہ جماعتہ مکررہ است کراہتہ در فعل او و ثواب در ترک او اگرچہ در بعض افراد قلیل باشد و نفع جماعتہ مطلقہ دریں جماعتہ مکررہ ہم موجود است، مگر بسبب اختیار فتح کراہتہ اثرش ہویدا نیست؛ بلکہ غلبہ جانب معصیتہ را بیاید، لہذا می گویم کہ در جماعتہ مکررہ متوقع ثواب و اجر مضاعف بودن و اور از افراد فضل دانستن خیلی مستبعد است، مثلاً نیم پاؤ آب شیریں خالص اگر با یک تولہ قدمزوج گردانند، اگر چہ شربت لذیز حسب مراد نمی شود مگر گونہ ذوق خوش توان بخشید و اگر یک تولہ ایلو اہم در و ممتزج شود ہر چند شیریں قنداز و بدر نہ رفتہ؛ لیکن ہیچ عاقل اورا شیریں نخواہد گفت با آنکہ امتزاج قند دران یقینی میدانند و آن شیرینی اورا لاشی محض خواهد دانست و از آب خالص غیر ممتزج بیشہ ہرگز فضل نخواہد گفت ہیچناں دریں جا باید فہمید و خود ظاہر است کہ اجر مضاعفہ در سنت و مشروع می باشند نہ در مکروہ منہی و در رجحان تحت مسئلہ جماعتہ نفل بتداعی و جماعتہ و تر خارج رمضان بعد اثبات کراہتہ تزییمی گوید۔

و هل يحصل بهذا الاقتداء فضيلة الجماعة؟ ظاهر ما قدمناه من أن الجماعة في التطوع

ليست بسنة. (۱)

وأيضاً فيه في باب إدراك الفريضة: الظاهر المراد أنه يحصل بذلك الاقتداء فضيلة الجماعة التي هي المضاعفة بخمس أو سبع وعشرين درجة كما لو كان صلى الفريضة مقتدياً؛ لأن هذه جماعة مشروعة أيضاً، انتهى. (۲)

(۱) رد المحتار، باب في الوتر والنوافل: ۴۹/۲، انيس

(قوله: ويكره التطوع بجماعة إلا التراويح) لورود الأثر في التراويح دون غيرها من النوافل. (منحة السلوك في شرح تحفة الملوك، فصل في السنن الرواتب وغيرها: ۱/۴۸، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية قطر، انيس)

(۲) رد المحتار، باب في ادراك الفريضة: ۵۰/۲، انيس

عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: صلاة الجماعة تفضل صلاة الفذ بسبع وعشرين درجة. (متفق عليه) {مشكوة، ص: ۹۵} (باب الجماعة وفضلها، الفصل الأول (ح: ۱۰۵۲) انيس) = =

پس ازیں ہر دو روایت صاف معلوم شد کہ حصول اجر مضائقہ موقوف بر سنیہ و مشروعیہ است، البتہ اگر اصل جماعت مشروع بود و از خارج عروض کراہتہ گردد بوجہ مشروعیہ اجر خواهد یافت و باعتبار امر خارجی کراہتہ خواهد بود، چنانکہ در صلوة خلف فاسق، کما ہو مصرح فی الکتب و خود از بالا دریافت کہ ظاہر روایت دریں صورت انفرادی اختیار کرد و عبد الوہاب شعرانی از ائمہ ثلاثہ اختیار انفرادی روایت کرد و ترمذی ہم از بعض ائمہ اختیار انفرادی نقل کرد و صحابہ تعامل انفرادی دانستند، اگر ایں جماعت از انفرادی افضل بودے ہرگز از مقتدیان دین یکسر متروک نشدی؛ بلکہ در چین امر کثیر الوقوع ضروری دین برائے بیان جواز از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم بالضرور چیزے منقول شدے، چنانکہ در دیگر مثل ایں امور ثابت شد و ایں جا خلاف آن تشدیدات و تغلیظ و عید مروی اند و انچہ آں را اثبات جواز قراء دادہ اند ہرگز ایں بحث نیست، چنانچہ در ماسبق گفتہ شد و بشرط تامل و انصاف باید دید کہ دلائل کراہتہ اند یا استحباب و افضلیت، پس باید کہ انفرادی افضل و فاضل باشد و جماعت مکررہ مکروہ تحریمات تزیہاً، کما مروی اللہ أعلم و علمہ اتم و احکم

انہیست انچہ کہ در جمع و توجہیہ روایات شتی کہ از نظر ایں عاجز گذشت ثبت افتاد ایں بعد عرض اینکہ دریں جزو زمان فاضلے تحریری در باب افضلیتہ جماعت مکررہ از انفرادی عدم کراہتہ مطلقہ آں مرتب فرمودہ اند بنظر احقر در آمد جو ابش اگرچہ ایں رسالہ تو ان فہمید، مگر چونکہ آنجناب طرز ترجیح روایات اختیار فرمودہ اند باں طور ہم انچہ در خاطر ایں ہیچمدان گذشت پیش می کند و مقصودم نہ مقابلہ آن اعلیٰ مرتبہ است، علام الغیوب شاہد است، مگر چون در بادی النظر ایں تحریر باعث فتنہ عوام است اسنادش بریں آورد از مبتدیان علماء و از افاضل توقع دارم کہ ملال خاطر پاک شان نگرند اگر خطائے کردہ باشم اصلاح فرمودہ ایں عاجز را ہدایت فرمائید بالراس و العین قبول خواهد شد و اگر صواب بود قبول فرمائید یا رب انچہ براہ تعصب حرفے قلم ریزہ شدہ باشد ازیں صحیفہ مخوفر مائے۔

و ماتوفیقی إلا باللہ علیہ تو کلت و هورب العرش العظیم

قال: در باب تکرار جماعت در مسجد محلہ علماء را اختلاف است روایات مختلفہ دریں باب در کتب موجود اند و ظاہر از روایت متن مجمع البحرین کراہتہ تکرار جماعت در مسجد محلہ وقتے است کہ باذان و اقامت ثانی باشد الا مکروہ نیست، چنانکہ گفتند:

ولا تکرارها فی مسجد محلہ بأذان ثان یعنی إذا کان للمسجد إمام معلوم و جماعة معلومة فصلوا فیہ بجماعة بأذان وإقامة لا یباح تکرار الجماعة بأذان وإقامة عندنا و قید بأذان ثان؛ لأنهم إن صلوا بلا أذان یباح اتفاقاً وإنما لم یذکر الإقامة مع الأذان اکتفاءً بذكره، انتهى. (۱)

== عن أبی سعید الخدری أنه سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول: صلاة الجماعة تفضل علی صلاة الفرد بـخمس وعشرین درجة. (صحيح البخاری، باب فضل صلاة الجماعة (ح: ۶۴۶) / الصحيح لمسلم عن أبی هريرة، باب فضل صلاة الجماعة (ح: ۶۴۹) انیس)

(۱) المسجد إذا كان له إمام معلوم و جماعة معلومة فی محلہ فصلی أهله فیہ بالجماعة لا یباح تکرارها فیہ بأذان ثان أما إذا صلوا بغير أذان یباح اجماعاً. (الفتاویٰ الہندیة، فصل الأول فی الجماعة: ۸۳/۱، انیس)

ورویات متون مقدم اند بر غیر آن، انتہی۔

بلفظہ اقول: سابقاً ازیں رسالہ واضح شد کہ اختلاف نہ در نفس کراہتہ بلکہ در تحریم و تمزیہ است و معنی روایت شرح مجمع البحرین ہم بیان شد و بعد تسلیم آنکہ اختلاف در کراہتہ و عدم آنست و معنی روایت شرح مجمع عدم کراہتہ مطلق در صورت عدم اذان و اقامتہ است می گویم کہ اولاً ایں قاعدہ کلیہ غیر مسلم است کہ ہر روایت متن بر غیر خود مقدم باشد بلکہ ایں تقدم وقتے است کہ روایت متن و شرح مثلاً ہر دو غیر مطلق بذیل صحیح باشند و باز معارض شوند۔

پس دریں صورت متن را ترجیح بود و اگر روایت شرح مذیل صحیح باشد و روایت متن مطلق بود دریں صورت روایت متن مقدم نیست بلکہ روایت شرح مرجح خواهد بود صرح بہ فی رد المحتار:

قال: أما لو ذكرت مسألة في المتن ولم يصرحوا بتصحيحها بل صرحوا بتصحيح مقابلها فقد أفاد العلامة قاسم بترجيح الثاني؛ لأنه تصحيح صريح و مافی المتن تصحيح التزامی و التصحيح الصريح مقدم على الالتزامی، انتہی. (۱)

پس در صورتیکہ این حکم تصریح کردہ باشد بقولہ مکروہ عندنا علی المعتمد، چنانکہ بالا منقول ایں تصحیح التزامی مقابل آن نتواند شد و مرجح کراہتہ خواهد ماند و معہذا رسالہ کہ در باب اثبات مسئلہ خاص نوشتہ شد ہم متن است چہ ترجیح متن محض بسبب التزام ماتن است روایتہ راجح را و ایں امر در رسالہ ہم موجود است فلا فرق، پس گوئیم کہ روایت متن رسالہ مذیل صحیح راجح خواهد بود بر شرح مجمع و متن مجمع و ثانیاً آنچہ از مجمع ظاہری شود نہ بمنطوق عبارتہ اوست بلکہ بمفہوم مخالف کہ رفع حکم است عند رفع الوصف و القید و مفہوم آنگاہ می شود کہ منطوق خلاف او موجود نبود و در مفہوم ہرگز معتبر نخواہد بود و قید و وصف بر محلی از محامل مقررہ حمل خواهد بود و محلہ علم الاصول و دریں جا منطوق ظاہر روایت و دیگر کتب معلوم شد کہ کراہتہ است۔

پس دریں جا روایت شرح مجمع باقیماندہ نہ روایت متن البتہ اگر شارح خود ماتن باشد مضائقہ ندارد و مگر دریں صورت رسالہ متن ابن نجیم مذیل صحیح راجح خواهد ماند، فلیتأمل۔

قال: وفي الدر المختار: ويكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة، انتہی. (۲)
و در رد المحتار تحت ایں قول گفتہ:

ويكره تحريماً لقول الكافي: لا يجوز والمجمع: لا يباح و شرح الجامع الصغير: أنه بدعة. (۳)

(۱) رد المحتار في المقدمة: ۱/۱۷۳، انیس

(۲) الدر المختار مع الرد، باب في الإمامة: ۲/۲۸۸، انیس

(۳) رد المحتار، باب في الإمامة: ۲/۲۸۸، انیس

پس ایں جملہ عدم جواز و مکروہ تحریمی بودن ثانیہ مقید باذان و اقامتہ ثانیہ است، چنانچہ ردالمحتار محشی در مختار ہمیں کراہت تحریمی قرار داده و استدلال قول کافی و مجمع وغیرہ نقل کرده و قول کافی وغیرہ اگرچہ مطلق باشد؛ لیکن بسبب اینکہ در روایات قاعدہ حمل مطلق بر مقید معتبر و جاریست ہمیں مقید مراد است، انتہی۔

بلفظہ أقول: کراہتہ تحریم در صورت اذان و اقامتہ مسلم فریقین است و غرض از ایراد عبارت در مختار و ردالمحتار دریں جا آنست کہ چون دریں روایت در مختار و حاشیہ او کراہتہ تحریم مقید باذان و اقامتہ واقع شد بمفہوم مخالف او عدم کراہتہ عند عدم الاذان و الاقامتہ مستفاد شد ورنہ مسئلہ متنازعہ دریں روایات ہرگز مذکور نیست، مگر باید شنید کہ قاعدہ مفہوم اینست کہ حکمیکہ در مقید است بعد رفع قید ہموں حکم مرتفع شود، چنانچہ بر ماہرین مخفی نیست، پس چون ارتفاع قید اذان و اقامتہ شد عدم کراہتہ تحریمی خواهد شد نہ آنکہ دونوع دیگر کراہتہ کہ اساءت و تنزیہ است ہم مرتفع شوند و ایں کلام مفہوم است کہ حکمی را کہ ہنوز در منطوق نرسیدہ بود رفع کرد و اگر گویند کہ شارح در مختار قول خود بیکرہ کراہتہ مطلقہ مراد گرفتہ، پس با ارتفاع او بر رفع قید ہمہ انواع کراہتہ مرتفع شد، چرا کہ ارتفاع مطلق بدون ارتفاع ہمہ افراد او حاصل نمی آید۔

پس گویم کہ قید محشی ردالمحتار بقول تحریم بالکل لغو شد، چرا کہ اونوع خاص را مشخص کردہ داد و یک نوع از نوع دیگر مباہتہ دارد، پس با ارتفاع یک نوع مرتفع بودن نوع دیگر لازم نیست و اگر فرمائید کہ مقصود ما رفع کراہتہ تحریم است نہ تنزیہ، پس چشم ماروشن دل ما شاد مدعا ما ہم ہمیں است کہ ترک او اولی و انفراد احسن از تکرار جماعت است و ہمیں است مرجع کراہتہ تنزیہ و ایں محقق خود در آخر ہمیں تحریر خود با فضیلت جماعتہ ثانیہ مقرر شدہ اند، چنانچہ بیاید و لہذا در ما سبق قول شارح را در خز این جازاً و جماعاً بجواز مع کراہتہ التنبیہ توجیہ کردہ ایم تا تہافت اقوال با و عائد نگردد، فلیفہم۔

و انچہ ایں محقق مطلق کافی وغیرہ را بر مقید حمل فرمودند باین وجہ کہ روایت مطلق بر مقید محمول می شود و الا حاصل مطلق بر مقید آنجاست کہ دلیل داعی اطلاق در آنجا نبود، ورنہ المطلق یجوز علی اطلاقہ محقق است و ایں جا ظاہر روایت دلیل اطلاق موجود است و بعد تسلیم دلالتہ ایں روایات بر رفع کراہتہ تنزیہ بدون اذان و اقامتہ غیر مسلم است، کما لا یخفی۔

بہر حال ازیں روایات بترجیح یک طرف اثبات عدم کراہتہ مطلقہ ہم حاصل نمی آید، فلیتدبر۔

قال: و صاحب طحاوی تحت ہمیں قول در مختار و تصریح عدم کراہتہ بدون اذان کردہ حیث قال:

أما إذا كررت بغير أذان فلا كراهة مطلقاً و عليه المسلمون و لفظ عليه المسلمون دلالت دار و بر آنکہ تکرار جماعتہ بدون اذان ثانی متواتر است و متواتر مکروہ نباشد۔

قال في رد المحتار في باب الأذان: والمتواتر لا يكون مكروهاً، انتهى. (۱)

إذ مارآه المسلمون حسناً فهو عند الله حسن، انتہی. (۱)

بلفظہ اقول: تقریر کلام طحاوی سابقاً کردہ ایم کہ از مطلقاً مراد اطلاق مساجد است نہ اطلاق کراہتہ وغرض اورفع کراہتہ تحریم است نہ تنزیہ و بعد تسلیم می گویم کہ قول طحاوی را پیش نظر روایت وابن نجیم وغیرہ اعتباری نخواستہ بود و این خود مشرح است و رسالہ ابن نجیم متن، پس حسب قاعدہ مسلمہ خود انصاف باید کرد اما توارث مسلمین، پس باید دانست کہ توارث بردو قسم است یکے آنکہ بعد قرون ثلاثہ در قرنی بسبب مصلحتی امری حادث شدہ بے آنکہ بروحجتی شرعیہ باشد و خلف باتباع سلف خود بد انا تامل کردند و شدہ بدرجہ قضا یا مسلمات و ضروریات رسید کہ ترک او اشداً ترک ضروریات پنداشتہ شود و این تعامل را رواج گویند و ہیچ گونه حجتہ نباشد و ہرگز قابل التفات نبود، اگرچہ علماء ہم بلا تردد عمل فرمودہ باشند۔

دوم آنکہ در قرنی بعد قرون ثلاثہ امری پیش آمد و علماء را بعد تحقیق حجتی شرعیہ پندارند و ہمیں مراد است در حدیث ”مارآه المسلمون حسناً فهو عند الله حسن“ (۲) چرا کہ روایت فعل قلب است و نسبت او بسوی مسلمین و نسبت بمشفق علیہ مشتق منہ را می خواهد لہذا روایت بوجہ اسلام مراد خواهد بود و از لفظ اسلام بسبب اطلاق فرد کمال مراد خواہند داشت و کمال اسلام نیست، مگر در علماء را بنابین۔

پس حاصل حدیث این شد کہ ہر چیزیکہ از امور دین علماء بتامل و روایت قلبی بختہ شرعیہ حسن دانند عند اللہ ہم حسن است چہ حسن و قبح شرعی است نزد ہمہ اہل سنت اگرچہ نزد بعض عقل آلہ اور است و لہذا آہ المسلمون فرمودہ راہ الناس یا تعامل الناس یا تعامل المسلمون نفرمود و توارث اجماعی ہم آنگاہ ہم معتبر می شود کہ خلاف تعامل صحابہ و قرون ثلاثہ نباشد و مارآه المسلمون الخ ہموندم باشد کہ از اصحاب شرع در وی قوی و فعلی و تقریری و از صحاب عظام و تابعین ابرار و مجتہدین در وی چیزے بصریح ثابت نبود، ورنہ ہرگز در مارآه المسلمون آنکہ داخل نخواہد بود و اکنون استحسان عوام مسلمین چہ اجتہاد مجتہدین ہم معتبر نخواہد گردید، چنانچہ شارح مدیہ گفت کہ در آیت خلاف روایت گرفتن لائق نیست و ردالمحتار در باب جمعہ گفت:

أقول: کون ذلك متعارفاً لا يقتضى جوازہ عند الإمام القائل بحرمۃ الکلام ولو أمراً بمعروف
أورد سلام استدلالاً بما مروى ولا عبرة بالعرف الحادث إذا خالف النص؛ لأن التعارف إنما يصلح
دليلاً على الحل إذا كان عاماً من عهد الصحابة والمجتهدين كما صرحوا به، انتہی. (۳)
وانچہ ردالمحتار گفت:

(۲-۱) عن عبد الله بن مسعود قال: ... فمارأى المسلمون حسناً فهو عند الله حسن ومارأوا سيئاً فهو عند الله

سئى. (مسند أحمد، من مسند عبد الله بن مسعود: ۸۴/۶، ح: ۳۶۰۰) انیس

(۳) ردالمحتار، باب فی الجمعة: ۳/۳، مکتبۃ بیروت، انیس

المتوارث لایکون مکروہا. (۱)

ہمیں متوارث است نہ مطلق توارث مسلمین و خود حال توارث جماعت ثانیہ در سلف صالح از عبارت بالادیدہ حاجت اعادہ ندارد و در شرح جامع صغیر صراحتاً حکم بدعت بودن تکرار نمودہ و در ہر قرن علماء برابر آن انکار مانده۔

پس صاف روشن شد کہ ایں تعامل ارواح بیش نیست و انچہ روایات شاذہ از ابو یوسف و غیرہ خلاف ظاہر مذہب اند اولاً مفاد آنها عدم کراہت تحریمی است نہ عدم تنزیہ چنانچہ گذشت، ورنہ پیش ظاہر مذہب، ہرگز قابل اعتبار نخواہند بود و مورث اجماع نمی تواند شد و تواند کہ در زمان خود بسبب عدم فساد لابس گفته باشند، اکنون آن حکم قابل تعویل نماندہ است، پس بسبب فساد اہل زمان چنانچہ در صدر رسالہ اشارہ بدان شد۔

الحاصل بایں روایت ترجیح معلوم در اثبات جواز ہنوز کلام است و دریں جا اتہم یاد باید داشت کہ تعامل قرون ثلثہ ہمونست کہ بلا تکبیر در اں قرون بر عمل در آمد باشد، ورنہ اگر یک دو کس بر آں عمل کردہ باشد، یا جماعتی کردہ مگر تکبیر دیگران بران وارد شدہ آں را تعامل گفته نخواہد شد و ایں قاعدہ نظایر بسیار دارد و نہایت کار آمدنی است، فاحفظ۔
قال: و در فتاویٰ عالمگیریہ کہ در جمع آں مجمع علماء بود نوشتہ کہ!

”المسجد إذا کان له إمام معلوم و جماعة معلومة فی محلہ فیصلی اہلہ فیہ بالجماعة لایباح تکرارہا فیہ بأذان ثان أما إذا صلوا بغیر اذان یباح إجماعاً انتہی مع ما فیہ. (۲)
وفی رد المحتار: ولو کراہلہ ای اہل مسجد محلہ بدو نہما أو کان مسجد طریق جاز إجماعاً. (۳)
و بعد نقل قول ظہیریہ و ظاہر الروایۃ ایں عبارت نقل نمودہ:

عن أبی یوسف أنه إذا لم تكن الجماعة علی الهيئة الأولى لا تکره و إلا تکره هو الصحيح و بالعدول عن المحراب تختلف الهيئة کذا فی البزازیة و فی التاتارخانیة عن اللؤلؤ الجیة و به نأخذ. (۴)
و در البحر الرائق فی صفة الإمامة: ۳۶۶/۱:

و یجوز تکرار الجماعة بلا أذان و إقامة ثانیة اتفاقاً و فی بعضها إجماعاً بلا کراہة.
قال فی شرح الدر: هو الصحيح. و قد روی عن أبی یوسف لم یربأساً فی الصلاة مرة بعد أخرى إذا لم یقم الإمام فی موضع الإمام الأول و هذا هو الذی علیہ العمل فینبغی أن یکون هو المعمول.

(۱) رد المحتار، باب فی الأذان: ۵۷/۲، مکتبہ بیروت، انیس

(۲) الفتاویٰ الہندیة، الفصل الأول فی الجماعة: ۸۳/۱، انیس

(۳) رد المحتار، باب فی الإمامة: ۲۸۸/۲، انیس

(۴) رد المحتار، باب فی الإمامة: ۲۸۹/۲، انیس

وأيضاً في ردالمحتار في باب الأذان: نعم قد علمت أن الصحيح أنه لا يكره تكرار الجماعة إذا لم تكن على الهيئة الأولى، انتهى. (۱)

بلفظه أقول: توجیه و تقریریں ہمہ روایت سابقا کردہ شد و بعد تسلیم انچہ اس فاضل مراد داشته اند میگویم کہ روایت عالمگیر یہ روایت شرح مجمع است و روایت ردالمحتار منقولہ از خزائن ہم روایت شرح تنویر است، پس حسب قاعدہ مسلمہ اس فاضل متعارض متن ابن نجیم چگونہ تواند شد و ظاہر روایت خلاف اس روایات است و معلوم شد کہ خلاف ظاہر روایت بلا تصریح صریح مقابل اوقوئی رانمی شاید، چنانچہ از در مختار و ردالمحتار بالا منقول شد و انچہ ملا علی قاری نقل کرد از بعض کتب بلا تذیل تصحیح نقل می کند و تمام عبارت ہلذا:

وقد كره تكرار الجماعة عندنا وبه قال مالك والشافعي في الأصح خلافاً لأحمد ثم اختلف علماء نافرهم بعضهم كراهة تحريمية. ففي الكافي: تكرار الجماعة لا يجوز. وفي شرح المنظومة والمجمع: لا يباح. وفي شرح الجامع الصغير: بدعة، وفي بعض الكتب يجوز تكرار الجماعة بلا أذان وإقامة ثانية اتفاقاً وفي بعضها إجماعاً بلا كراهة، انتهى.

پس اس نقول پیش ظاہر روایت و رسالہ ابن نجیم چگونہ معول خواہند شد و تامل در کار است کہ عبارت علی قاری توجیه مارا کہ سابقاً گذشت چه قدر معانست پیش اہل فہم حاجت تقریر نیست۔ (۲)

قوله وقد كره تكرار الجماعة عندنا. بقول خود ثم اختلف علماء نا الخ چگونہ شرح می کند، فلیتأمل. و قوله لهذا هو الذي عليه العمل راهم جو ابست کہ در تحقیق توارث گذشت، بعد از اس باید شنید کہ بر تقریر بندہ کہ سابقاً در توجیہ اس روایات گذشت بر لفظ جازا جماعاً و بیاح اتفاقاً روایات عالمگیر یہ و خزائن و غیر ہما پنج خدشہ نیست، مگر حسب رائے مجوزین تکرار اشکال عظیم در پیش می آید چرا کہ در صورتیکہ ظاہر روایت علماء ثلاثہ حنفیہ کراہتہ تکرار است، پس اجماعاً چه معنی دارد و اگر روایتی شاذہ از ایشان مروی بود قادی در ظاہر روایت و اجماع کراہتہ نمی تواند شد و اجماع خلف خلاف رائے صاحب مذہب چه پیش میرود و مع ہذا جمہور علماء راشنیدہ کہ ہر روز بر تکرار جماعت نکیر شد پید داشته اند و ہمیں معنی دار قوال ردالمحتار: و لهذا مخالف لحکایة الإجماع المارة، (۳) چنانکہ گذشت نہ بنی کہ در ردالمحتار چه قدر اقوال در باب انکار منقول است و از علامہ سندھی نقل کردہ قولہ مکروہ اتفاقاً، چنانکہ سابقاً نقل شد، پس معنی اجماع ندانیم کہ چه خواهد بود و اگر اجماع عامہ مسلمین مراد است۔

(۱) ردالمحتار، باب فی الأذان: ۶۵/۲، مکتبہ بیروت، انیس

(۲) إن تكرار الجماعة في مسجد واحد مكروه عندنا على المعتمد. (ردالمحتار، باب فی الإمامة: ۳/۲۵۱، انیس)

(۳) ردالمحتار، باب فی الإمامة: ۳/۵۵۳، انیس

پس جو ایش از بحث توارث معلوم می شود، بہر حال طوریکہ مجوزین تقریری فرمانید تسدید لفظ اجماع و اتفاق برایشان واجبست باقی ماندہ قول شرح و هو الصحیح و روایت شرح منیہ و این عمدہ استدلال مجوزین است پس بیانش مفصلاً گذشت، مگر چون این فاضل بایں روایت ترجیح جو از دادہ اند بایں سلک ہم بیانش ضرور افتاد و مطلب این روایت چنانکہ ایشاں می فرمانید تسلیم کردہ شد تحریرش این کہ چنانکہ معلوم شد کہ تصحیح متون تصحیح الترامی ضمنی است و از ظاہر روایت عدول روانیست، مگر چون تصحیح تصریح در روایت مقابل او باشد، چنانچہ ردالمحتار تحقیق آں کرد؛ لیکن چون در ہر دو جانب تصحیح موجود باشد آنگاہ ترجیح ظاہر روایت را باشد۔

پس دریں صورت معلوم است کہ چنانکہ شارح منیہ و دردیواری صاحب را بایں روایت ضم کردہ اند صاحب بحر لفظ علی المعتمد را جانب ظاہر روایت ضم می کند و تسلیم طحاوی و ردالمحتار این تصحیح صاحب بحر را در حکم تصحیح این روایت کراہتہ است از ایشاں و لفظ: بہ نأخذ در تاتارخانیہ اولاً ہنوز در خفاست و اگر فرض کردہ شود کہ بر عدم کراہت است أفندی بعض المالکیۃ علی المذاهب الأربعة، در ردالمحتار بسوئے کراہتہ است و لفظ انکر صریحاً گواہ الفاظ فتویٰ منقولہ کتب نیست مگر در معنی: أفندی بکونہ مکر و ہا منکر است و لفظ فتویٰ بہر لفظ کہ باشد آں کذا صحیح واضح می باشد، کذا فی ردالمحتار۔

باقیماند اینکہ گونید این فتویٰ مالکی است نہ اہل مذہب حنفی، پس بشنوید کہ معنی أفندی بعض المالکیۃ انیست کہ بعض مالکی ثابت کرد کہ در ہر چہار مذہب فتویٰ بر کراہت است، چرا کہ مفتی مجتہدی باشد و غیر مجتہد ناقل فتویٰ است نہ مفتی۔

قال ابن الہمام: إنه لا یفتی إلا المجتہد وقد استقر رأی الأصولیین علی أن المفتی هو المجتہد فأما غیر المجتہد ممن یحفظ أقوال المجتہدین فلیس بمفتی فعرف أن ما یكون فی زماننا من فتویٰ المجتہدین لیس بفتویٰ بل نقل کلام المفتی، انتہی۔ (۱)

پس معلوم شد کہ مفتی فی الحقیقہ اہل مذہب اند و بعض مالکیہ ناقل فتویٰ اند و صاحب ردالمحتار کہ ماہر مذہب حنفیہ است بریں نقل و تعاقب و تکمیر کردہ قبول داشت، لہذا ظاہر شد کہ در مذہب حنفیہ فتوے بر کراہتہ ثابت است گو ماہر آں کتاب و عبارت معلوم نباشد آں خبر صحیح و مفتی بہ بودن دیگر روایات کہ جزم داریم از نقل ہمیں کتب داریم، یا آنکہ بعض مالکیہ بر مذہب خود فتویٰ داد و اہل مذہب ثلثہ بر مذہب خود فتویٰ دادہ باشند و نسبت مالکی بہتہ باعث بودن ایشانست بریں فتویٰ و چنانکہ این مفتیان بعد طبقہ مجتہدان اند چنان لفظ: هو الصحیح و بہ نأخذ گویندگان کہ شارح منیہ و ولوالجی اند مثل ایشاں بعد طبقہ مجتہدان ہستند و چون تصحیح طحاوی و ردالمحتار را تسلیم کردنت انچہ خود ایشاں تسلیم سازند ما را بطریق اولی بر سر نہادن خواہد افتاد۔ الغرض دریں مسئلہ جانب کراہتہ معتمد و مفتی بہ بر آں دو جانب عدم کراہتہ بزعیم مجوزین صحیح و ماخوذ۔

پس اولاً ترجیح لفظ فتویٰ راست و ثانیاً بظاہر الروایۃ کما مر فلیتأمل وانچہ این فاضل در ما بعد نقل فرمودند۔

قوله: وإذا ذیلت روایۃ فی کتاب معتمد بالتصحیح ومثله لم یفت بمخالفه، الخ. (۲)۔ بمراد اینکہ ظاہر روایت غیر صحیح و مذیل بلفظ فتویٰ است و روایت شرح منیہ مذیل، پس این قول شان بر محل خود نیا مدچرا کہ تصحیح در بنجا بہر دو جانب موجود است بلکہ تصحیح ظاہر روایت اقوی است از مقابل خود کما لایخفی و بیاید کہ این تذکیلات و تصحیحات خلاف روایت امام قابل التفات نمی شود۔

قال: در حدیثی کہ ابوداؤد و ترمذی از ابی سعید خدری تخریج کرده اند کہ!

”جاء رجل وقد صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ألا رجل يتصدق فيصلي معه فقام رجل وصلى معه“ (۳) دلالت است بر آنکہ افضلیت در ہر اہی است، نہ در تنہائی۔

وفی شرح المنیۃ: لا ینبغی أن یعدل عن الدراية إذا وافقتها رواية، ذكره فی واجبات الصلاة فی معرض ترجیح روایۃ وجوب الرفع من الركوع والسجود للأول الواردة مع أنها خلاف الروایۃ المشهورة عن الإمام أنه سنة انتهى. (۱)

بلفظہ أقول: بیان این حدیث در ما سبق گذشت کہ درین حدیث ہرگز دلالت بر مسئلہ تنازعہ نیست و نہ قیاس این مسئلہ را بریں واقعہ توانند کرد آری اثر: ”لا یصلی بعد صلاة مثلها“ ببعض معانی خود و آثار منقولہ رد المحتار از بدائع و تشدید و تاکید جماعتہ دارد احادیث دلالت میدارند بریں کہ افضلیت؛ بلکہ ضرورت در تنہائی است نہ در ہر اہی و حسب تحقیق شرح منیہ بالضرورت تنہائی را اختیار باید کرد چرا کہ موافق روایت این درایت می افتد، اگرچہ مشہور در عوام و علماء و بعض کتب جواز تکرار است، فلیتأمل۔

قال: وچوں امام ابو یوسف ظاہر الروایت را ترک فرمودہ فتویٰ جواز تکرار بلا اذان و اقامتہ دادند و علماء زمان سابق کا برا عن کابر مسلمش داشتند و بصحتش قائل شدند بعض کسی را مجال فتویٰ بر ظاہر روایت چگونہ خواهد ماند۔

وفی وقف البحر وغيره: متنی کان فی المسئلة قولان مصححان جاز القضاء والإفتاء بأحدهما. (۲)

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، المقدمة: ۱۷۵/۱، انیس

(۳) رويينا في حديث أبي سعيد الخدری رضى الله عنه: في الرجل الذي دخل المسجد وقدم صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ألا رجل يتصدق على هذا فيصلي معه فقام رجل فصلى معه. (سنن الكبرى، باب في من أعادها وإن صلاها في جماعة: ۳۰۳/۲، انیس)

(۱) رد المحتار في المقدمة: ۱۷۷/۱، دار الفكر بيروت، انیس

(۲) الدر المختار مع الرد في المقدمة: ۱۷۲/۱، انیس

وإذا ذيلت رواية في كتاب معتمد بالصحيح و المأخوذ أوبه يفتى أو عليه الفتوى لم يفت بمخالفة إلا إذا كان في الهداية مثلاً هو الصحيح فيختار الأقوى عنده والأليق والأصح. (۱)

و بساست کہ باوجود ظاہر الروایت بر قول صاحبین بل بر قول زفر فتوے دادہ اند، انتہی۔

بلفظہ أقول: نسبت فتویٰ این روایت بآبای یوسف کردن خیلی مستبعد است، اولاً معلوم شد کہ مذہب ابی یوسف ظاہر الروایت است و بعد بیان مذہب مجتہدین عادت مصنفین است کہ اگر روایتی شاذہ از اہل مجتہدی یا بند آنرا ہم نقل می کنند ہدایہ را باید دید کہ از امثال این پر است، پس این نقل را فتویٰ ابو یوسف فہمیدن نہایت عجب است و پیش ظاہر روایت کہ حکم متواتر در روایت شاذہ را مفتی بہ ایشان گفتن چیز بیاست، البتہ اگر لفظہو الصحيح از ابو یوسف منقول بودی مضائقہ نبود کہ ابو یوسف مذہب مشہور خود را ترک فرمودہ روایت دیگر را صحیح کردہ او نہ مگر این امر بالکل غیر مسلم است چہ در بحر این روایت را بلفظ لا بأس آورده و هو الصحيح باء مضموم نیست و در مضمرات ہم لفظ لم یربأساً گفته و ہیچ تصحیح نیست و در برجندی بلفظ عن أبي يوسف این روایت منقول است و ہیچ لفظ تصحیح باء نیست و از رسالہ علی قاری خود این فاضل بلفظ روی آنہ لم یربأساً نقل کردہ اند و ہیچ لفظ فتویٰ بادی نیست و ہذا هو الذی علیہ العمل از مصنف است نہ از امام ابو یوسف کما لا یخفی بہچنان شارح منیہ بعد نقل روایت از طرف خودہو الصحيح باء ضم میکند۔

پس نسبت آں بآبای یوسف چگونہ درست خواہد بود و اگر در کتابے فتویٰ یا تصحیح ابی یوسف منقولست اظهارش واجب ست، ورنہ لفظ: ”لا بأس“ و ”عن فلان“ بعد بیان روایت مذہب آں فلاں ہرگز فتویٰ نمی بود کما هو الظاہر و اگر تسلیم کنیم کہ ابی یوسف بجواز تکرار مذہب داشتند تا ہم بشنوید کہ ردالمحتار گوید:

و كذا لا تخير لو كان أحدهما قول الإمام والآخر قول غيره لأنه لما تعارض التصحيحان تساقطاً فرجعنا إلى الأصل الذي هو تقديم قول الإمام، بل في شهادة الفتاوى الخيرية: المقرر عندنا أنه لا يفتى ولا يعمل إلا بقول الإمام الأعظم ولا يعدل عنه إلى قولهما أو قول أحدهما إلا لضرورة كمسئلة المزارعة وإن صرح المشايخ بأن الفتوى على قولهما لأنه صاحب المذهب والإمام المقدم ومثله في البحر عند الكلام على أوقات الصلاة.

وفيه من كتاب القضاء: يحل الإفتاء بقول الإمام بل يجب وإن لم يعلم من أين قال؟ انتہی. (۲)

(۱) الدر المختار مع الرد في المقدمة: ۱۰۷/۱، انیس

(۲) ردالمحتار في المقدمة: ۱۷۳/۱، دار الفکر بیروت/البحر الرائق، أوقات الصلاة، باب وقت صلاة

العشاء: ۲۰۹/۱، دارالکتاب الإسلامی بیروت، انیس

وایضاً صاحب البحر در رسالہ رفع الغشاء گفت:

واستفید منه أنه لا يفتى ولا يعمل إلا بقول أبي حنيفة ولا يعدل إلى قولهما إلا لموجب من ضعف دليل أو ضرورة أو تعامل كما قدمناه واستفید منه أيضاً أن بعض المشايخ وإن قال: الفتوى على قولهما، وكان دليل الإمام واضحاً ومذهبه ثابتاً لا يلتفت إلى فتواه ولا يعمل بها وإن كان في كتاب مشهور معروف، انتهى.

پس صاف روشن شد کہ اگر ایں روایت مذہب مشہور ابی یوسف ہم بود تا ہم فتویٰ بر مذہب امام شاید لا غیر و ہر چند در کتاب مشہور مثل شرح منیہ و در رد و لوالجی، مثلاً: هو الصحيح وبه نأخذ گفته باشند التفات بدان نمی شاید و ترک روایت امام روانیست، مگر یا بسبب ضعف دلیل و ایں جا قوت دلیل امام نقلاً و عقلاً دریافت کہ تعامل صحابہ و توافق حدیث است و اعتماد صاحب بحر، بس است کہ از نقاد مسلم الثبوت است و یا بضورت و مراد ضرورتیست کہ با حرج مسلمانان بود در بیجا ضرورت جز ایں کہ تکلیف حضور جماعتہ اولی و تا کہ در او از عوام برداشته شود دیگر چه خواهد بود یا بسبب تعامل و از تعامل مراد تعامل سلف است نہ عوام، چنانچہ بالا بیانش گذشت و در ایں جا تعامل ہم ترک تکرار است۔

پس در ایں صورت چگونہ ترک ظاہر روایت جائزہ بودہ و فتویٰ بر غیر آں درست شد و علماء زمان مفتی نیستند؛ بلکہ ناقل فتویٰ، لہذا ایشان را ہموں نقل باید کرد کہ اہل مذہب و مشائخ آں را معتمد کردہ اند و اگر تصحیح خلاف آں یا بند بر آں نباید گردید و خود واضح شد کہ ترک ظاہر روایت کردہ بر مذہب صاحبین و زفر ہماں جا فتویٰ است کہ دلیل ظاہر روایت ضعف دارد یا تعامل قرون ثالثہ و اجماع سلف خلاف آں بود یا حرج باشد و ایں جا ہر سہ امر مدفوع اند و حال تسلیم علماء سلف از بالا معلوم شد کہ در ہر زمان از علماء جم غفیر بر آں نکیر داشتہ اند، فلینتدبر۔

قال: غرض روایاتی کہ بالفاظ فتویٰ کہ هو الصحيح وبہ نأخذ و علیہ الفتویٰ و علیہ المعمول و علیہ المسلمون و غیرہ مذیل باشند بر روایات دیگر ترجیح دارند کسے را از فقہائے زمان گنجائش افتاء بر مخالفش نخواہد بود و مارا نمی رسد کہ بر فتویٰ علماء سابقین کہ مرجع انام اند فتویٰ جدید را غالبہ دادہ گویم فتویٰ اوشان قابل فتویٰ نماند و حال مردم زمانہ ایں است کہ ہر کسے را توفیق شمول جماعتہ اولی ندادہ اند اگر صد نماز جماعتش فوت شود گاہے ہمت شمول جماعتہ اولی نخواہد ساخت و کسے را کہ غرض است اورا ہمیں قدر کافی است کہ جماعتہ ثانیہ مثل اول نیست در ثواب حتی کہ بکراہتیش نیز قائل نشدہ اند و جائز داشتن جمعہ در شہر در مساجد متعدده ہم مؤید ایں معنی می تواند شد۔ واللہ اعلم و علمہ احکم و اقوم، انتهى۔

بلفظہ اقول: وجبتا نینچہ در فہم احقر آندہ اینکہ جمعہ جامعہ جماعت است و اصل در جمعہ عدم تعدد است و معہذا ہر جواز تعدد در یک شہر فتویٰ دادہ اند، پس جامع مسجد مشابہ مسجد محلہ شد و تمام شہر مشابہ محلہ و چنانکہ روز جمعہ فقط در جامع مسجد قائمہ جمعہ اولی است و اگر در مساجد متعدده سازند ہم جائز است بچنان اہل محلہ را باید کہ در جماعتہ اولی حاضر باشند و اگر حاضر نشدند و تکرار جماعتہ

کردند باختلاف پدۂ اولیٰ روا باشند۔ پس گویم در مقیاس علیہ و مقیاس فرق بین است چرا کہ مسجد محلہ کہ مقیاس است حکما یک مکانست۔ چنانچہ اثر وحدت در احکام سجدہ تلاوت و اتصال صفوف بیداست و مقیاس علیہ جامع مسجد و مساجد دیگر حکما مکانات متعدده اند پس قیاس بر تعدد چگونہ درست آید، البتہ ایں تا سید آنگاہ درست بودی کہ مجموعہ مساجد در باب جمعہ حکما یک مکان شدندے تا اگر جامع مسجد کہ مشابہ محراب است نماز جمعہ خواند و بجائے دیگر کہ مساجد دیگر است خواند در جمعہ درست است۔ در تکرار ہم اگر محراب گذاشتہ بجائے دیگر خواند جائز گرد و مگر چنان نیست؛ بلکہ مساجد دیگر در صورت مسئلہ جمعہ در حکم مکانات و بیوت اند نہ قطعات و اجزاء مسجد جامع، پس قیاس مع الفارس شد آرے جامع مسجد حکما یک مکانست اگر تعدد جمعہ دریں یک مسجد جامع در روایتے جائز باشند لا ریب تا سید مسلم است ورنہ اقامتہ جمعہ در مسجد دیگر باں مانند کہ فائدہ جملتہ اولیٰ مسجد محلہ بخانہ خود یا اہل خود جماعت کند و در کتب فقہ مصرح شد کہ ایں جملتہ بخانہ مکروہ نیست کذانی فتح القدر و غیرہ مگر در مسجد محلہ تکرار جماعت نکند چنانکہ فائدہ جمعہ جامع مسجد در جامع مسجد تکرار جمعہ نہ کند، البتہ در مسجد دیگر رفتہ شریک اہل مسجد دیگر گردد۔

وقال فی فتح القدير: وإذا فاتته لا يجب عليه الطلب في المساجد بلا خوف بين أصحابنا بل إن أتى مسجداً آخر للجماعة فحسن وإن صلى في مسجد حية منفرداً فحسن. (۱)
و ذکر القدوری: یجمع بأهله و یصلی بهم؛ یعنی وینال به فضیلة الجماعة، انتہی، و هكذا فی فتاویٰ قاضی خان و شرح المنیة. (۲)

و جواز تعدد جمعہ با آنکہ ظاہر روایت عدم تعدد است بسبب قوتہ دلیل جواز تعدد است و حرج مسلمین در عدم تعدد چنانچہ در فتح و غیرہ مصرح شد و ترک ظاہر روایت بسبب قوت دلیل روایت مقابلہ در حرج و ضرورت مسلم الثبوت است خلاف مسئلہ تکرار جماعت کہ قوت دلیل او پیدا است و عدم حرج و ضرورت در اینجا ہویدا، پس ایں را از اں چگونہ تا سید آید البتہ در مشروعیت صلوة خوف تا سید کراہتہ تکرار جماعت ظاہر و بین است، فلیفہم.

الغرض چون کراہتہ معتمد و محقق شد اگر چه تنزیہ باشد، لا ریب ترک تکرار اولیٰ خواہد بود و تہائی افضل و چوں نباشد کہ تعامل صحابہ کرام انفراد بود و اگر جماعت ثانیہ اولیٰ بودی از ایشان یکسر چگونہ متروک شدے و ظاہر روایت ہم انفراد افضل گفت و از ائمہ ثلاثہ انفراد منقول شد؛ بلکہ از ترمذی بلفظ: "لا بأس" او لویۃ انفراد ز امام احمد ہم ثابت می شود ہمہ روایات کراہت تکرار داعی افضلیتہ انفراد هستند، چرا کہ مکروہ نیست، مگر آنکہ ترک او افضل باشد و ایں ادنیٰ حال مکروہ است و اگر با وصف کراہت ہم فعل او اولیٰ است، پس ایں قلب موضوع شرع شریف گردید و از مکروہ بمسئب منقلب گشت

(۱) فتح القدير باب فی الإمامة: ۲۹۰/۱، انیس

(۲) کذا فی درر الحکام شرح غرر الحکام، صفة الإمامة: ۸۴۱، دار احیاء الکتب العربیة/ والبحر الرائق، باب الإمامة: ۳۶۷/۱، دار الکتب الإسلامی بیروت، انیس

ولا یخفی ما فیہ، فافہم۔ اکنون بفضلہ تعالیٰ بایں مسلک ترجیح ہم محقق شد کہ راجح کراہتہ تکرار است و اہل مذہب و جماہیر ملاء و مشائخ کرام کراہت راجح و معتمد ساختہ اند۔

پس فقہاء زمانہ رالائق است کہ ظاہر روایت مفتی بہار ترک نسا زند و بروایت غیر مشہورہ فتویٰ ندہند و حال بنی نوع انسان از قدیم ہمیں است کہ موفق را اشارہ بس است و غیر موفق را ہزار بار گفتن ہم کافی نیست، ابو جہل را از فخر عالم صلوة اللہ و سلامہ علیہ ہدایت نشد، مگر علمارانہی زبید کہ عوام را کابل بنداشتہ روایات از ویادستی ارشاد فرمائید و بر توفیق ازلی حوالہ فرمودہ خود از امر ونہی فارغ نشینند و مع ہذا بتجر بہ دریافت ایم کہ گفتہ را اثرے بسیار است، از انکہ در فطرت ایشان قابلیتہی نہادہ اند، بر ہر چہ آرنہ قبول شان می گردو، پس علماء را لازم است کہ ہمتہ ایشان چست فرمائند، نہ ارشاد پست ہمتے۔

وما علینا إلا البلاغ المبین واللہ یهدی من یشاء إلی صراط مستقیم

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد سید الأنبیاء

و المرسلین و علی الہ و صحبہ أجمعین و علی من تبعہم إلی یوم الدین۔ فقط (تالیفات رشیدیہ: ۷۲۹-۷۵۱)



اردو کتب فتاویٰ

مطبوع	مفتیان کرام	کتب فتاویٰ	نمبر شمار
ایم ایچ سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی	حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	فتاویٰ عزیزی	(۱)
محمد اسحاق صدیقی اینڈ سنز، تاجران کتب، و مالکان کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند، سہارنپور، انڈیا	حضرت مولانا رشید احمد بن ہدایت احمد بن قاضی پیر بخش گنگوہی	فتاویٰ رشیدیہ	(۲)
مکتبہ الحق ماڈرن ڈبیری، جوگیشتوری، ممبئی ۱۰۲	حضرت مولانا رشید احمد بن ہدایت احمد بن قاضی پیر بخش گنگوہی	تالیفات رشیدیہ	(۳)
حضرت مفتی الہی بخش اکیڈمی کاندھلہ ضلع پر بدھ نگر (مظفر نگر) یو پی، انڈیا	حضرت مولانا رشید احمد بن ہدایت احمد بن قاضی پیر بخش گنگوہی	باقیات فتاویٰ رشیدیہ	(۴)
زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور، یو پی، انڈیا	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانی ابن فضل الرحمن عثمانی	عزیز القتاوی	(۵)
زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور، یو پی، انڈیا	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانی ابن فضل الرحمن عثمانی	فتاویٰ دارالعلوم دیوبند	(۶)
زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور، یو پی، انڈیا	حضرت مولانا محمد اشرف علی بن عبدالحق التھانوی	امداد القتاوی	(۷)
مکتبہ رضی دیوبند، سہارنپور، یو پی، انڈیا	حضرت مولانا محمد اشرف علی بن عبدالحق التھانوی	الحدیۃ الناجزۃ	(۸)
زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور، یو پی، انڈیا	حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی بن لطیف احمد مولانا عبدالکریم گنگوہی	امداد الاحکام	(۹)
مکتبہ تفسیر القرآن، نزد چھتہ مسجد، دیوبند، یو پی	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی بن محمد یاسین عثمانی	آلات جدیدہ کے شرعی احکام	(۱۰)
مکتبہ تفسیر القرآن، نزد چھتہ مسجد، دیوبند، یو پی	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی بن محمد یاسین عثمانی	جواہر الفقہ	(۱۱)
زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور، یو پی، انڈیا	حضرت مفتی محمد شفیع دیوبندی بن محمد یاسین عثمانی	امداد المفتیین	(۱۲)
مکتبہ تھانوی، دیوبند، یو پی، انڈیا	ابوالحسنات محمد عبدالحق بن حافظ محمد عبداللیم بن محمد امین لکھنوی	مجموعہ فتاویٰ عبدالحق	(۱۳)
شعبہ نشر و اشاعت مظاہر علوم سہارنپور، یو پی، انڈیا	ابو ابراہیم خلیل احمد بن مجید علی انہوٹی محدث سہارنپوری	فتاویٰ مظاہر علوم	(۱۴)
مکتبہ شیخ الاسلام، دیوبند، سہارنپور، یو پی، انڈیا	حضرت مولانا مفتی محمود حسن بن حامد حسن گنگوہی	فتاویٰ محمودیہ	(۱۵)
شعبہ نشر و اشاعت امارت شرعیہ پھولواڑی شریف، پٹنہ	حضرت مولانا ابوالحسن محمد سجاد بن مولوی حسین بخش دیگر مفتیان	فتاویٰ امارت شرعیہ	(۱۶)
حفیظ الرحمن واصف، کوہ نور پریس، دہلی، انڈیا	حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی بن شیخ عنایت اللہ	کفایت المفتی	(۱۷)
جامعہ باقیات صالحات، ویلور، بنگلور، انڈیا	حضرت مولانا شاہ عبدالوہاب قادری دیوبندی بن عبدالقادر	فتاویٰ باقیات صالحات	(۱۸)
جامعہ احیاء العلوم، مبارک پور، یو پی، انڈیا	حضرت مولانا مفتی محمد یونس مبارک پوری بن عبدالسبحان	فتاویٰ احیاء العلوم	(۱۹)
ایفا پبلیکیشن، جوگا بائی، جئی دہلی، انڈیا	حضرت مولانا مفتی نظام الدین اعظمی	منتخبات نظام القتاوی	(۲۰)

- (۲۱) نظام الفتاویٰ حضرت مولانا مفتی نظام الدین اعظمی ایفا پبلیکیشن، جوگابائی، نئی دہلی، انڈیا
- (۲۲) خیر الفتاویٰ حضرت مولانا خیر محمد جالندھری مکتبہ الحق ماڈرن ڈبیری، جوگیشوری، ممبئی ۱۰۲
- (۲۳) فتاویٰ شیخ الاسلام شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی بن سید حبیب اللہ مکتبہ شیخ الاسلام، دیوبند، یوپی، انڈیا
- (۲۴) فتاویٰ حقانیہ حضرت مولانا عبدالحق بن حاجی معروف گل پاکستانی دکن ٹریڈرس بک سیلرا اینڈ پبلیشرز، نزد وائٹ ٹینک مغل پورہ، حیدرآباد
- (۲۵) احسن الفتاویٰ حضرت مولانا مفتی رشید احمد بن مولانا محمد سلیم پاکستانی زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور، یوپی، انڈیا
- (۲۶) فتاویٰ عثمانی حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی بن محمد شفیع دیوبندی کتب خانہ نعیمیہ دیوبند، سہارنپور، یوپی، انڈیا
- (۲۷) فتاویٰ قاضی قاضی القضاة حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی ایفا پبلیکیشن، جوگابائی، نئی دہلی، انڈیا
- (۲۸) فتاویٰ رحیمیہ حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب لاچپوری مکتبہ رحیمیہ نشی اسٹریٹ راندر، سورت، گجرات
- (۲۹) کتاب الفتاویٰ مولانا مفتی خالد سیف اللہ رحمانی صاحب کتب خانہ نعیمیہ دیوبند، سہارنپور، یوپی، انڈیا
- (۳۰) محمود الفتاویٰ مولانا مفتی احمد خان پوری صاحب مکتبہ نور، محمود نگر، متصل جامعہ ڈابھیل
- (۳۱) حبیب الفتاویٰ مولانا مفتی حبیب اللہ قاسمی صاحب سہج پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، دریا گنج، نئی دہلی
- (۳۲) فتاویٰ فرنگی محل حضرت مولانا محمد عبدالقادر صاحب فرنگی محل مطب نامی نخاس، لکھنؤ، یوپی، انڈیا
- (۳۳) فتاویٰ ندوۃ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد ظہور ندوی صاحب مجلس صحافت و نشریات، ندوۃ العلماء مارگ، پوسٹ باکس نمبر ۹۳ لکھنؤ، انڈیا
- (۳۴) فتاویٰ بینات مفتیان جامعہ علوم اسلامیہ، بنوری ٹاؤن، پاکستان مکتبہ بینات، جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی، پاکستان
- (۳۵) فتاویٰ فریدیہ مولانا مفتی محمد فرید صاحب پاکستانی دارالعلوم صدیقیہ زروئی ضلع صوابی، پاکستان
- (۳۶) فتاویٰ مفتی محمود مولانا مفتی محمود صاحب پاکستانی جمعیت پبلیکیشنز وحدت روڈ، لاہور، پاکستان
- (۳۷) آپ کے مسائل اور ان کا حل حضرت مولانا محمد یوسف بن چودھری اللہ بخش لدھیانوی مکتبہ لدھیانوی ایم اے جناح روڈ، کراچی، پاکستان
- (۳۸) مرغوب الفتاویٰ مولانا مفتی مرغوب الرحمن صاحب لاچپوری جامعۃ القرأت کفلیہ، مولانا عبدالرحمن نگر، سورت، گجرات
- (۳۹) فتاویٰ دارالعلوم زکریا مولانا مفتی رضاء الحق صاحب، افریقہ ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، دہلی - ۶، انڈیا
- (۴۰) فتاویٰ شا کرخان مولانا مفتی محمد شا کرخان صاحب پونہ، انڈیا مدرسہ بیت العلوم کوئٹہ، اختر دروے نمبر ۱۴۲، شوکا میوزک پیجیج، پونہ ۲۸، انڈیا
- (۴۱) فتاویٰ ریاض العلوم مفتیان کرام مدرسہ عربیہ ریاض العلوم، گورینی، جونپور مدرسہ عربیہ ریاض العلوم، چوکہ گورینی، جونپور (یوپی)
- (۴۲) فتاویٰ بسم اللہ حضرت مولانا اسماعیل بن محمد بسم اللہ جامعۃ القرعات، مولانا عبدالرحمن نگر، کفلیہ، سورت، گجرات
- (۴۳) فتاویٰ یوسفیہ مولانا مفتی محمد یوسف صاحب تاولوی مکتبہ فقیہ الامت دیوبند

مصادر و مراجع

سن وفات	مصنف، مؤلف	اسمائے کتب	نمبر شمار
---------	------------	------------	-----------

﴿قرآن (مع تفاسیر و علوم قرآن)﴾

- | | | | |
|----------|---|---|------|
| وہی الہی | کتاب اللہ | القرآن الکریم | (۱) |
| ۳۱۰ھ | ابو جعفر الطبری، محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الآملی | جامع البیان فی تآویل القرآن | (۲) |
| ۳۲۱ھ | ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامۃ بن عبد الملک بن سلمۃ الازدی الحجری
المصری الطحاوی | احکام القرآن | (۳) |
| ۳۷۰ھ | ابو بکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفی | احکام القرآن | (۴) |
| ۶۰۶ھ | أبو عبد اللہ، محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التیمی الرازی، فخر الدین الرازی | التفسیر الکبیر (مفتاح الغیب) | (۵) |
| ۶۸۵ھ | ناصر الدین ابوسعید عبد اللہ بن عمر بن محمد الشیرازی البیضاوی | انوار التزیل و اسرار التأویل (تفسیر بیضاوی) | (۶) |
| ۷۷۷ھ | ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی | تفسیر القرآن العظیم | (۷) |
| ۸۶۲ھ | جلال الدین محمد بن احمد الحلی | تفسیر الجلالین | (۸) |
| ۹۱۱ھ | جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمن بن ابوبکر بن محمد بن ابوبکر بن عثمان السیوطی | الإتقان فی علوم القرآن | (۹) |
| ۹۱۱ھ | جلال الدین سیوطی، عبدالرحمن بن ابوبکر | تفسیر مظہری | (۱۰) |
| ۱۲۲۵ھ | قاضی محمد ثناء اللہ مظہری پانی پتی | فتح القدر | (۱۱) |
| ۱۲۵۰ھ | محمد بن علی بن محمد بن عبد اللہ الشوکانی | روح المعانی | (۱۲) |
| ۱۲۷۰ھ | محمود بن عبد اللہ شہاب الدین ابوالثناء الحسینی الآلوسی | | |

﴿عقائد (مع شروحات)﴾

- | | | | |
|------|--|----------|------|
| ۱۵۰ھ | ابو حنیفہ، نعمان بن ثابت بن زوطی بن ہرمز | فقہ اکبر | (۱۳) |
|------|--|----------|------|

نمبر شمار	اسمائے کتب	مصنف، مؤلف	سن وفات
(۱۴)	العقیدۃ الطحاویۃ	ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاوی	۳۲۱ھ
(۱۵)	المسائرۃ	ابن ہمام کمال الدین محمد بن عبد الواحد بن عبد الحمید الحنفی	۸۶۱ھ
	المسامرۃ شرح المسایرۃ	کمال الدین بن ابی شریف، محمد بن محمد الشافعی	۹۰۶ھ
(۱۶)	شرح فقہ اکبر	نور الدین علی بن سلطان محمد الہروی القاری، ملا علی قاری	۱۰۱۴ھ
(۱۷)	مخ الروض الأزهري شرح فقہ اکبر	نور الدین علی بن سلطان محمد الہروی القاری، ملا علی قاری	۱۰۱۴ھ
﴿متون و اطراف و اجزاء حدیث﴾			
(۱۸)	مسند ابو حنیفہ بروایۃ الحکفنی و ابی نعیم	امام اعظم ابو حنیفہ، نعمان بن ثابت بن زوطی بن ہرمز	۱۵۰ھ
(۱۹)	جامع معتمر بن راشد	ابو عروۃ البصری معمر بن ابی عمرو راشد الأزدی	۱۵۳ھ
(۲۰)	موطأ امام مالک	امام دارالجزیرہ، مالک بن انس بن مالک بن عامر الاصبغی المدنی	۱۷۹ھ
(۲۱)	کتاب الآثار بروایۃ ابی یوسف	ابو یوسف القاضی، یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن سعد بن حبیبہ انصاری	۱۸۲ھ
(۲۲)	الزهد و الرقائق لابن المبارک	ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن المبارک بن واضح الحنظلی الترمذی ثم المروزی	۱۸۱ھ
(۲۳)	کتاب الآثار بروایۃ امام محمد	ابو عبد اللہ محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی	۱۸۹ھ
(۲۴)	موطأ امام مالک موطأ امام محمد	ابو عبد اللہ محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی	۱۸۹ھ
(۲۵)	الجامع لابن وهب	ابو محمد عبد اللہ بن وهب بن مسلم المصری القرشی	۱۹۷ھ
(۲۶)	مسند الشافعی بترتیب السندی	امام شافعی ابو عبد اللہ محمد بن ادريس بن عباس بن عثمان بن شافع بن عبد المطلب بن عبد مناف الشافعی القرشی المکی	۲۰۴ھ
(۲۷)	مسند ابوداؤد الطیلسی	ابوداؤد سلیمان بن داؤد بن الجارود الطیلسی البصری	۲۰۴ھ
(۲۸)	مصنف عبد الرزاق صنعانی	عبد الرزاق بن ہمام بن نافع الصنعانی	۲۱۱ھ
(۲۹)	مسند الحمیدی	ابو بکر عبد اللہ بن الزبیر بن عیسیٰ بن عبید اللہ القرشی الأسدی الحمیدی المکی	۲۱۹ھ
(۳۰)	الصلوۃ	ابو نعیم الفضل بن عمرو بن حماد بن زبیر بن درہم القرشی المروزی با بن دکین	۲۱۹ھ
(۳۱)	مسند ابن الجعد	علی بن الجعد بن عبید الجوهري البغدادي	۲۳۰ھ
(۳۲)	مصنف ابن ابی شیبہ مسند ابن ابی شیبہ	حافظ ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان بن خورشق	۲۳۵ھ
(۳۳)	مسند اسحاق بن راہویہ	ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الحنظلی المروزی، ابن راہویہ	۲۳۸ھ

سن وفات	مصنف، مؤلف	اسمائے کتب	نمبر شمار
۲۳۱ھ	امام احمد، ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی الذہلی	مسند امام احمد	(۳۴)
۲۳۱ھ	امام احمد، ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی الذہلی	فضائل الصحابة	(۳۵)
۲۴۹ھ	ابو محمد عبد الحمید بن نصر الکسی	المنتخب من مسند عبد بن حمید	(۳۶)
۲۵۶ھ	ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ الجعفی البخاری	صحیح البخاری	(۳۷)
۲۵۶ھ	ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ الجعفی البخاری	الادب المفرد	(۳۸)
۲۶۱ھ	ابو احسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری بن دردین النیشافوری	صحیح مسلم	(۳۹)
۲۷۲ھ	ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن العباس المکی الفاکھی	أخبار مکتة فی قدیم الدهر و حدیثہ	(۴۰)
۲۷۳ھ	حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ الربیع القزوینی، ابن ماجہ	سنن ابن ماجہ	(۴۱)
۲۷۵ھ	ابوداؤد، سلیمان بن الاثعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو الازدی السجستانی	سنن ابوداؤد	(۴۲)
۲۷۹ھ	ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سوری الترمذی	سنن الترمذی	(۴۳)
۲۷۹ھ	ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سوری الترمذی	شمال الترمذی	(۴۴)
۲۸۲ھ	ابو محمد الحارث بن محمد بن داہرا التیمی البغدادی الخطیب المعروف بابن ابی اسامہ	مسند الحارث	(۴۵)
۲۸۶ھ	ابو عبد اللہ محمد بن وضاح بن بزیع المروانی القرطبی	البردع	(۴۶)
۲۸۷ھ	ابو بکر بن ابی عاصم، احمد بن عمرو بن الضحاک بن مخلد الشیبانی	الآحاد والمثنائی	(۴۷)
۲۸۷ھ	ابو بکر بن ابی عاصم، احمد بن عمرو بن الضحاک بن مخلد الشیبانی	السنة	(۴۸)
۲۹۲ھ	ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد بن عبید اللہ العتکی، البرزار	البحر الزخار المعروف بمسند البرزار	(۴۹)
۲۹۴ھ	ابو عبد اللہ محمد بن نصر بن الحجاج المروزی	تعظیم قدر الصلاة	(۵۰)
۲۹۴ھ	ابو عبد اللہ محمد بن نصر بن الحجاج المروزی	مختصر قیام اللیل و قیام رمضان و کتاب الوتر	(۵۱)
۳۰۱ھ	ابو بکر جعفر بن محمد بن الحسن بن المستفاض القریابی	القدر	(۵۲)
۳۰۳ھ	احمد بن شعیب بن علی بن سنان النسائی	سنن النسائی	(۵۳)
۳۰۳ھ	احمد بن شعیب بن علی بن سنان النسائی	عمل الیوم واللیلة	(۵۴)
۳۰۷ھ	حافظ ابو یعلیٰ احمد بن علی الموصلی	المسند	(۵۵)

سن وفات	مصنف، مؤلف	اسمائے کتب	نمبر شمار
۳۰۷ھ	ابن الجارود ابو محمد عبداللہ بن علی النیشاپوری	لمنتقی	(۵۶)
۳۰۷ھ	ابو بکر محمد بن ہارون الرویانی	مسند الرویانی	(۵۷)
۳۱۰ھ	ابو بشر محمد بن احمد بن حماد بن سعید بن مسلم الانصاری الدولابی الرازی	الکتبی والاسماء	(۵۸)
۳۱۱ھ	محمد بن اسحاق بن المغیرة بن صالح بن بکر السلمی النیسافوری الشافعی	صحیح ابن خزیمہ	(۵۹)
۳۱۱ھ	محمد بن اسحاق بن المغیرة بن صالح بن بکر السلمی النیسافوری الشافعی	التوحد	(۶۰)
۳۱۱ھ	ابو بکر احمد بن محمد بن ہارون بن یزید الخلال البغدادی الحسنبلی	السنۃ لابن ابی بکر بن الخلال	(۶۱)
۳۱۳ھ	ابو العباس محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن مہران الخراسانی النیسابوری	مسند السراج حدیث السراج	(۶۲)
۳۱۶ھ	ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم النیسابوری الاسفرائینی	مستخرج ابو عوانہ	(۶۳)
۳۲۱ھ	ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاوی	شرح معانی الآثار	(۶۴)
۳۲۱ھ	ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاوی	شرح مشکل الآثار	(۶۵)
۳۲۷ھ	ابو بکر محمد بن جعفر بن محمد بن سہل بن شاکر الخرنطی السامری	مکارم الأخلاق مساویء الاخلاق	(۶۶)
۳۳۵ھ	ابو سعید الہیثم بن کلیب بن سرتج بن معقل الشاشی البتیشی	مسند الشاشی	(۶۷)
۳۴۰ھ	ابو سعید بن الأعرابی احمد بن محمد بن زیاد بن بشر بن دہم البصری الصوفی	معجم ابن الأعرابی	(۶۸)
۳۵۴ھ	ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ التیمی الدارمی البستی	صحیح ابن حبان	(۶۹)
۳۶۰ھ	سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطر ابو القاسم الطبرانی	المعجم الأوسط والمعجم الکبیر	(۷۰)
۳۶۰ھ	سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطر ابو القاسم الطبرانی	الدعاء	(۷۱)
۳۶۰ھ	سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطر ابو القاسم الطبرانی	مسند الشامیین	(۷۲)
۳۶۴ھ	ابن السنی، احمد بن محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن اسباط بن عبداللہ	عمل الیوم واللیلۃ	(۷۳)
۳۸۵ھ	ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود البغدادی الدارقطنی	سنن الدارقطنی	(۷۴)
۳۸۵ھ	ابن شاہین، ابو حفص عمر بن احمد بن عثمان بن احمد بن محمد بن ایوب بن ازداد البغدادی	الترغیب فی فضائل الاعمال وثواب ذلک	(۷۵)
۳۸۵ھ	ابن شاہین، ابو حفص عمر بن احمد بن عثمان بن احمد بن محمد بن ایوب بن ازداد البغدادی	شرح تہذیب اہل السنۃ	(۷۶)
۳۸۷ھ	ابو عبداللہ عبید اللہ بن محمد بن محمد بن حمدان العکبری المعروف بابن بطنہ	الإبائۃ الکبریٰ	(۷۷)

سن وفات	مصنف، مؤلف	اسمائے کتب	نمبر شمار
۳۸۸ھ	ابوسلیمان حمد بن محمد بن ابراہیم بن الخطاب البستی المعروف بالخطابی	معالم السنن	(۷۸)
۴۰۵ھ	محمد بن عبداللہ بن عمرو بن الحکم النیسافوری	المستدرک علی الصحیحین	(۷۹)
۳۹۵ھ	ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحییٰ بن مندہ العبیدی	الإیمان	(۸۰)
۴۱۸ھ	ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن الحسن بن منصور الطبری الرازی اللاکائی	شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة	(۸۱)
۴۳۰ھ	ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصفہانی	حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء	(۸۲)
۴۳۰ھ	ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصفہانی	المسند المستخرج علی صحیح مسلم	(۸۳)
۴۳۰ھ	ابوالقاسم عبدالملک بن محمد بن عبداللہ بن بشران بن محمد بن بشران البغدادی	امالی	(۸۴)
۴۵۴ھ	ابوعبداللہ محمد بن سلامۃ بن جعفر بن علی بن حکمون القضاہ المصری	مسند الشہاب	(۸۵)
۴۵۸ھ	ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ الخراسانی البیہقی	السنن الکبریٰ والسنن الصغیر	(۸۶)
۴۵۸ھ	ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ الخراسانی البیہقی	شعب الإیمان	(۸۷)
۴۵۸ھ	ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ الخراسانی البیہقی	معرفة السنن والآثار	(۸۸)
۴۵۸ھ	ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ الخراسانی البیہقی	الدعوات الکبیر	(۸۹)
۴۵۸ھ	ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ الخراسانی البیہقی	المدخل إلی السنن الکبریٰ	(۹۰)
۴۶۳ھ	ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم الثمری القرطبی	جامع بیان العلم وفضله	(۹۱)
۴۸۸ھ	محمد بن فتوح بن عبداللہ بن فتوح بن حمید الازدی المیورقی الحمیدی	تفسیر غریب مافی الصحیحین	(۹۲)
۵۰۹ھ	ابوشجاع، شیرویه بن شہر دار بن شیرویه بن فنا خسرو الدیلی الہمدانی	الفردوس بما تور الخطاب	(۹۳)
۵۱۶ھ	محمی الدین ابوجمہ الحسین بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوی الشافعی	شرح السنة	(۹۴)
۵۵۲ھ	عبداللہ بن عبدالرحمن بن الفضل بن بہرام التمیمی السمرقندی الداری	سنن الدارمی	(۹۵)
۵۷۱ھ	ابوالقاسم، علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ المعروف بابن عساکر	المعجم	(۹۶)
۵۷۹ھ	علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین البہندی	کنز العمال فی سنن الأقال و الأفعال	(۹۷)
۶۰۶ھ	محمد الدین ابوالسعادات المبارک بن محمد بن محمد بن محمد بن عبدالکریم الشیبانی الجزیری ابن الاثیر	جامع الأصول فی أحادیث الرسول	(۹۸)

سن وفات	مصنف، مؤلف	اسمائے کتب	نمبر شمار
۷۷۲۰ھ	ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی	مشکوٰۃ المصابیح	(۹۹)
۷۷۲۸ھ	تقی الدین ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم بن تیمیہ الجرجانی الحسنبلی دمشقی	منہاج السنۃ	(۱۰۰)
۷۷۵۰ھ	علاء الدین علی بن عثمان بن ابراہیم بن مصطفیٰ الماردینی ابن الترمکانی	الجوہر التقی	(۱۰۱)
۷۷۷۴ھ	ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی دمشقی	جامع المسانید ولسن الہادی لا قوم السنن	(۱۰۲)
۷۷۶۲ھ	جمال الدین ابومحمد عبداللہ بن یوسف بن محمد الزلیعی	نصب الرایۃ فی تخریج أحادیث الہدایۃ	(۱۰۳)
۷۸۰۴ھ	ابن الملقن سراج الدین ابوحنفہ عمر بن علی بن احمد الشافعی المصری	البدرد المیز مختصر تلخیص الذہبی	(۱۰۴)
۷۸۰۶ھ	عبدالرحیم بن الحسین بن عبدالرحمن الحافظ العراقی	تخریج أحادیث إحياء علوم الدین	(۱۰۵)
۷۷۷۱ھ	تاج الدین ابونصر عبدالوہاب ابن تقی الدین السبکی		
۷۱۲۰۵ھ	السید محمد تقی الزبیدی		
۷۸۰۷ھ	نور الدین محمد بن ابوبکر بن سلیمان الہیثمی	مجمع الزوائد منبع الفوائد	(۱۰۶)
۷۸۰۷ھ	ابوالحسن نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان الہیثمی	موارد الظمان رالی زوائد ابن حبان	(۱۰۷)
۷۸۵۲ھ	ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر الکنانی العسقلانی	الدرر الیۃ فی تخریج احادیث الہدایۃ	(۱۰۷)
۷۸۵۲ھ	ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر الکنانی العسقلانی	التلخیص الجبیر	(۱۰۸)
۷۹۰۲ھ	محمد بن عبدالرحمن بن محمد شمس الدین السخاوی	المقاصد الحسنیۃ	(۱۰۹)
۷۹۱۱ھ	جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمن بن ابوبکر بن محمد بن ابوبکر بن عثمان السیوطی	الجامع الصغیر	(۱۱۰)
۷۹۱۱ھ	جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمن بن ابوبکر بن محمد بن ابوبکر بن عثمان السیوطی	تنویر الحواکک شرح موطأ الامام مالک	(۱۱۱)
۷۱۰۹۴ھ	العلامة محمد بن محمد سلیمان المغربي	جمع الفوائد من جامع لأصول وجمع الروايد	(۱۱۲)
۷۱۳۲۲ھ	محمد بن علی الشہیر بظہیر احسن الیومی البہاری الحنفی	آثار السنن	(۱۱۳)
۷۱۳۹۴ھ	مولانا ظفر احمد بن محمد لطیف عثمانی تھانوی	اعلاء السنن	(۱۱۴)
﴿ شرح و علل حدیث ﴾			
۷۲۴۹ھ	ابن بطلال ابوالحسن علی بن خلف بن عبدالملک	شرح صحیح البخاری	(۱۱۵)
۷۶۷۶ھ	محمد بن ابوبکر بن یحییٰ بن شرف النووی الشافعی دمشقی	النووی شرح مسلم	(۱۱۶)

سن وفات	مصنف، مؤلف	اسمائے کتب	نمبر شمار
۷۷۰۲ھ	تقی الدین ابوالفتح الشہیر بابن دقیق العید	احکام الاحکام شرح عمدۃ الاحکام	(۱۱۷)
۷۷۲۷ھ	الحسین بن محمد بن الحسن مظہر الدین الزیدانی الکوئی الضریہ اشیر ازی الحنفی	المفاتیح شرح المصائب	(۱۱۸)
۷۷۳۳ھ	شرف الدین حسین بن عبداللہ بن محمد الحسن الطیبی	الکاشف عن حقائق السنن شرح الطیبی	(۱۱۹)
۷۷۹۵ھ	زین الدین عبدالرحمن بن احمد بن رجب بن الحسن السلاوی البغدادی ثم الدمشقی الحنفی	فتح الباری	(۱۲۰)
۸۵۲ھ	ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر الکنانی العسقلانی	فتح الباری شرح صحیح البخاری	(۱۲۱)
۸۵۳ھ	محمد بن عزالدین عبداللطیف بن عبدالعزیز بن امین الدین بن فرشتا الرومی الکرمانی الحنفی المشہور بابن ملک	شرح المصائب	(۱۲۲)
۸۵۵ھ	بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین العینی	عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری	(۱۲۳)
۸۵۵ھ	بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین العینی	شرح سنن أبی داؤد	(۱۲۴)
۹۱۱ھ	جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمن بن ابوبکر بن محمد بن ابوبکر بن عثمان السیوطی	قوت المغتدی شرح جامع الترمذی	(۱۲۵)
۹۱۱ھ	جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمن بن ابوبکر بن محمد بن ابوبکر بن عثمان السیوطی	مصباح الزجاجة شرح سنن ابن ماجہ	(۱۲۶)
۹۲۳ھ	احمد بن محمد بن ابوبکر بن عبدالملک القسطلانی المصری	ارشاد الساری شرح البخاری	(۱۲۷)
۱۰۱۴ھ	نورالدین علی بن سلطان محمد الہروی القاری، ملا علی قاری	مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح	(۱۲۸)
۱۰۱۴ھ	نورالدین علی بن سلطان محمد الہروی القاری، ملا علی قاری	جمع الوسائل فی شرح الشیخ	(۱۲۹)
۱۰۳۱ھ	زین الدین محمد عبدالرؤف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین المناوی	فیض القدری شرح الجامع الصغیر	(۱۳۰)
۱۰۵۲ھ	مولانا عبدالحق محدث دہلوی (عبدالحق بن سیف الدین بن سعد اللہ البخاری الدہلوی الحنفی)	اشعۃ المعانی شرح مشکوٰۃ المصابیح	(۱۳۱)
۱۱۳۸ھ	ابوالحسن نورالدین السندی محمد بن عبدالہادی التتوی	حاشیۃ السندی علی سنن ابن ماجہ	(۱۳۲)
۱۱۳۸ھ	ابوالحسن نورالدین السندی محمد بن عبدالہادی التتوی	شرح مسند الشافعی	(۱۳۳)
۱۱۶۲ھ	اسماعیل بن محمد بن عبدالہادی بن عبدالغنی العجلونی الدمشقی الشافعی	کشف الخفاء	(۱۳۴)
۱۱۸۲ھ	محمد بن اسماعیل بن صلاح بن محمد الحسن امیر بیمان	سبل السلام شرح بلوغ المرام	(۱۳۵)

نمبر شمار	اسمائے کتب	مصنف، مؤلف	سن وفات
(۱۳۶)	نبیل الأوطار	محمد بن علی بن محمد بن عبداللہ الشوکانی	۱۲۵۰ھ
(۱۳۷)	مظاہر حق	نواب قطب الدین دہلوی	۱۲۸۹ھ
(۱۳۸)	بذل الحجوہ فی حلّ اَبی داؤد	المحدث خلیل احمد السہارنفوری	۱۲۹۷ھ
(۱۳۹)	تعلیق المجد علی موطا الامام محمد	ابوالحسنات محمد عبدالحی بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین کھنوی	۱۳۰۲ھ
(۱۴۰)	حاشیہ حصن حصین	ابوالحسنات محمد عبدالحی بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین کھنوی	۱۳۰۲ھ
(۱۴۱)	تعلیق الحسن علی آثار السنن	محمد بن علی الشبیر بظہیر احسن النبیوی البہاری الحنفی	۱۳۲۲ھ
(۱۴۲)	لامع الدراری علی صحیح البخاری	حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی	۱۳۲۳ھ
(۱۴۳)	الکوکب الدرّی علی جامع الترمذی	حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی	۱۳۲۳ھ
(۱۴۴)	عون المعبود فی شرح سنن اَبی داؤد	ابوالطیب محمد شمس الحق بن امیر علی بن مقصود علی الصدیق العظیم آبادی	۱۳۲۹ھ
(۱۴۵)	المُصل العذب المورود شرح اَبی داؤد	محمود محمد خطاب السبکی	
(۱۴۶)	العرف الشذی شرح سنن الترمذی	علامہ محمد انور شاہ بن معظم شاہ حسینی کشمیری	۱۳۵۲ھ
(۱۴۷)	فیض الباری شرح البخاری	علامہ محمد انور شاہ بن معظم شاہ حسینی کشمیری	۱۳۵۲ھ
(۱۴۸)	تحفة الأوزی شرح سنن الترمذی	ابوالعلی عبدالرحمن مبارکپوری	۱۳۵۳ھ
(۱۴۹)	فتح المہم	مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی	۱۳۶۹ھ
(۱۵۰)	تعلیق الصیح علی مشکوٰۃ المصابیح	مولانا محمد ادریس کاندھلوی	۱۳۹۴ھ
(۱۵۱)	معارف السنن شرح جامع الترمذی	مولانا محمد یوسف بن سید زکریا حسینی بنوری	۱۳۹۷ھ
(۱۵۲)	أوجز المسائل إلی موطا امام مالک	مولانا محمد زکریا بن محمد یحییٰ کاندھلوی	۱۴۰۲ھ
(۱۵۳)	مرعاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح	ابوالحسن عبید اللہ بن بن محمد عبدالسلام بن خاں محمد بن امان اللہ بن حسام الدین رحمانی مبارکپوری	۱۴۱۴ھ
(۱۵۴)	منہاج السنن شرح سنن الترمذی	مولانا مفتی محمد فرید زردیوی	۱۴۳۲ھ
﴿سیرت و شمائل﴾			
(۱۵۵)	زاد المعاد فی ہدیۃ خیر الانام	ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامتہ المقدسی	۶۲۰ھ

سن وفات	مصنف، مؤلف	اسمائے کتب	نمبر شمار
۹۳۲ھ	محمد بن یوسف الصلاحی الشامی	سبل الہدی والرشادی سیرۃ خیر الانام	(۱۵۶)
۸۵۲ھ	ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر الکنانی العسقلانی	لمواہب اللدنیۃ بالمشیح الحمدیۃ	(۱۵۷)
۱۳۹۴ھ	مولانا محمد ادریس بن مولانا حافظ محمد اسماعیل کاندھلوی	سیرت مصطفیٰ	(۱۵۸)
﴿کتب فقہ احناف﴾			
۱۸۹ھ	ابوعبداللہ محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی	الحجۃ علی اہل المدینۃ	(۱۵۹)
۱۸۹ھ	ابوعبداللہ محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی	کتاب الأصل	(۱۶۰)
۱۸۹ھ	ابوعبداللہ محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی	الجامع الصغیر	(۱۶۱)
۳۲۱ھ	ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاوی	مختصر الطحاوی	(۱۶۲)
۳۷۰ھ	ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفی	شرح مختصر الطحاوی	(۱۶۳)
۳۷۳ھ	ابواللیث نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم السمرقندی	عیون المسائل	(۱۶۴)
۴۲۸ھ	محمد بن احمد بن جعفر بن حمدان القدوری	مختصر القدوری	(۱۶۵)
۴۶۱ھ	ابوالحسن علی بن الحسین بن محمد السعدی الحنفی	التنف فی الفتاویٰ	(۱۶۶)
۴۸۳ھ	شمس الائمہ ابوبکر محمد بن احمد بن سہیل السرخسی	المبسوط	(۱۶۷)
۴۸۳ھ	شمس الائمہ ابوبکر محمد بن احمد بن سہیل السرخسی	شرح السیر الکبیر	(۱۶۸)
۵۳۹ھ	علاء الدین محمد بن احمد بن ابواحمد السمرقندی الحنفی	تحفۃ الفقہاء	(۱۶۹)
۵۴۲ھ	طاہر بن احمد بن عبدالرشید البخاری	خلاصۃ الفتاویٰ و مجموع الفتاویٰ	(۱۷۰)
۵۷۰ھ	ابوالمعالی محمود بن احمد بن عبدالعزیز بن مازہ البخاری	المحیط البرہانی فی الفقہ العثماني	(۱۷۱)
۵۸۷ھ	علامہ علاء الدین ابوبکر بن مسعود اکاسانی الحنفی	بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع	(۱۷۲)
۵۹۲ھ	محمود اوزجندی قاضی خان حسن بن منصور	فتاویٰ قاضی خان	(۱۷۳)
۵۹۳ھ	برہان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر المرغینانی	بدایۃ المبتدی و شرح الہدایۃ	(۱۷۴)
۶۵۸ھ	ابوالرجاء مختار بن محمود بن محمد الزاہدی الغزینی	رقنیۃ المہنیۃ لتتیم الغنیۃ	(۱۷۵)
۶۵۸ھ	ابوالرجاء مختار بن محمود بن محمد الزاہدی الغزینی	المجتبیٰ شرح مختصر القدوری	(۱۷۶)

سن وفات	مصنف، مؤلف	اسمائے کتب	نمبر شمار
۶۶۶ھ	زین الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر بن عبد القادر الحنفی الرازی	تحفۃ الملوک	(۱۷۷)
۶۶۷ھ	ابو البرکات بن حسام الدین بن سلطان بن ہاشم بن رکن الدین بن جمال الدین بن سماء الدین الحنفی الدہلوی	مجمع البرکات	(۱۷۸)
۶۷۳ھ	صدر الشریعہ محمود بن عبد اللہ بن ابراہیم الحنبلی الحنفی	(وقایہ الروایۃ)	(۱۷۹)
۶۸۳ھ	عبد اللہ بن محمود بن مودود بن محمود ابو الفضل مجد الدین الموصلی	الاختیار التعلیل المختار	(۱۸۰)
۶۸۶ھ کے بعد	شیخ داؤد بن یوسف الخطیب الحنفی	الفتاویٰ الغیابیۃ	(۱۸۱)
۶۹۴ھ	مظفر الدین احمد بن علی بن ثعلب المعروف بابن الساعاتی البعلبکی	مجمع البحرین و ملتقى البیرین	(۱۸۲)
۷۰۵ھ	سدید الدین محمد بن محمد بن الرشید بن علی اکاشغری	منیۃ المصلیٰ وغنیۃ المبتدی	(۱۸۳)
۷۰۱، ۷۱۰ھ	حافظ الدین ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی	کنز الدقائق	(۱۸۴)
۷۴۳ھ	فخر الدین عثمان بن علی بن یحییٰ الزلیعی	تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق	(۱۸۵)
۷۴۷ھ	صدر الشریعہ الصغیر، عبد اللہ بن مسعود بن محمود بن احمد الحنبلی الحنفی	شرح مختصر الوقایہ (شرح وقایہ الروایۃ)	(۱۸۶)
۷۴۷ھ	صدر الشریعہ الصغیر، عبد اللہ بن مسعود بن محمود بن احمد الحنبلی الحنفی	الوقایہ مختصر الوقایہ	(۱۸۷)
۷۶۷ھ	جلال الدین بن شمس الدین الخوارزمی الکرمانی	الکفایۃ شرح الہدایۃ (متداولہ)	(۱۸۸)
۷۷۱ھ	حسام الدین حسن بن علی بن حجاج السغستانی	النہایۃ شرح الہدایۃ	(۱۸۹)
۸۳۲ھ	یوسف بن عمر بن یوسف الصوفی الکاوردی نبیرہ شیخ عمر بزار	جامع المضممرات شرح مختصر القردوری	(۱۹۰)
۷۸۶ھ	اکمل الدین محمد بن محمد بن محمود البابرقتی	شرح العنایۃ علی الہدایۃ	(۱۹۱)
۷۸۶ھ	علامہ عالم بن العلاء الانصاری الدہلوی	الفتاویٰ التاریخیۃ	(۱۹۲)
۸۰۰ھ	ابوبکر بن علی بن محمد الحدادی العبادی	السرارج الوہاج فی شرح مختصر القردوری	(۱۹۳)
۸۰۰ھ	ابوبکر بن علی بن محمد الحدادی العبادی	الجوہرۃ البیرۃ فی شرح مختصر القردوری	(۱۹۴)
۸۰۱ھ	ابن الملک، عبد اللطیف بن عبد العزیز	شرح مجمع البحرین علی ہامش الجمع	(۱۹۵)
۸۲۷ھ	محمد بن محمد بن شہاب بن یوسف الکردوی الخوارزمی المعروف بابن بزازی	الفتاویٰ البزازیۃ	(۱۹۶)
۸۴۴ھ	ابوالحسن علاء الدین علی بن خلیل الطرابلسی الحنفی	معین الحکام	(۱۹۷)

نمبر شمار	اسمائے کتب	مصنف، مؤلف	سن وفات
(۱۹۸)	البنایۃ شرح الہدایۃ	بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین العینی	۸۵۵ھ
(۱۹۹)	منحۃ السلوک فی شرح تحتۃ المملوک	بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین العینی	۸۵۵ھ
(۲۰۰)	فتح القدر علی الہدایۃ	ابن ہمام کمال الدین محمد بن عبد الواحد بن عبد الحمید الحنفی	۸۶۱ھ
(۲۰۱)	کتاب الصحیح والترجیح علی مختصر القدوری	ابو العدل زین الدین قاسم بن قطلوبغا الحنفی	۸۷۹ھ
(۲۰۲)	درر الحکام شرح غرر الأحکام	ملاخسر و محمد بن فرامر زین علی	۸۸۵ھ
(۲۰۳)	شرح النقایۃ	ابو المکارم عبد العلی بن محمد بن حسین البرجندی	۹۳۲ھ
(۲۰۴)	حاشیہ علی العنایۃ شرح الہدایۃ	سعد اللہ بن عیسیٰ بن امیر خان الرومی الحنفی الشہیر بسعدی حلی و سعیدی آفندی	۹۴۵ھ
(۲۰۵)	ملتی الأبحر	ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلی حنفی المعروف بالحمی الکبیر	۹۵۶ھ
(۲۰۶)	الصغیری شرح منیۃ المصلی	ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلی حنفی المعروف بالحمی الکبیر	۹۵۶ھ
(۲۰۷)	الکبیری شرح منیۃ المصلی	ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلی حنفی المعروف بالحمی الکبیر	۹۵۶ھ
(۲۰۸)	جامع الرموز شرح مختصر الوقایۃ المسمی بالبقایۃ	شمس الدین محمد الخراسانی القہستانی	۹۶۲ھ
(۲۰۹)	البحر الرائق فی شرح کنز الدقائق	ابن نجیم زین العابدین بن ابراہیم المصری الحنفی	۹۷۰ھ
(۲۱۰)	الفتاویٰ الحامدیۃ	حامد بن محمد آفندی القونوی العمدادی المفتی بالروم	۹۸۵ھ
(۲۱۱)	تنویر الأبصار و جامع البحار	شمس الدین محمد بن عبد اللہ بن احمد بن ترمناش الغزوی الحنفی الخطیب الترمناشی	۱۰۰۴ھ
(۲۱۲)	انہر الفائق شرح کنز الدقائق	علامہ سراج الدین عمر بن ابراہیم بن نجیم المصری الحنفی	۱۰۰۵ھ
(۲۱۳)	شرح النقایۃ فی مسائل الہدایۃ	نور الدین علی بن سلطان محمد الہروی القاری، ملا علی قاری	۱۰۱۴ھ
(۲۱۴)	رمز الحقائق شرح کنز الدقائق	نور الدین علی بن سلطان محمد الہروی القاری، ملا علی قاری	۱۰۱۴ھ
(۲۱۵)	حاشیۃ اشلمی علی تبیین الحقائق	شہاب الدین احمد بن محمد بن احمد بن یونس بن اسماعیل بن یونس اشلمی	۱۰۲۱ھ
(۲۱۶)	سکب الأنہر علی فرائض مجمع الأنہر	علاء الدین علی بن محمد الطرابلسی بن ناصر الدین الحنفی	۱۰۳۲ھ
(۲۱۷)	نور الایضاح و نجات الارواح	ابو الاصلاح حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی	۱۰۶۹ھ
(۲۱۸)	امداد الفتاح شرح نور الایضاح	ابو الاصلاح حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی	۱۰۶۹ھ
(۲۱۹)	مراتی الفلاح شرح نور الایضاح	ابو الاصلاح حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی	۱۰۶۹ھ

سن وفات	مصنف، مؤلف	اسمائے کتب	نمبر شمار
۱۰۷۸ھ	عبدالرحمن بن شیخ محمد بن سلیمان الکلبيو لی المدغونی شیخ زاده، المعروف بداماد آندی	مجمع الأ نہر فی شرح ملتقى الأ بحر	(۲۲۰)
۱۰۸۱ھ	خیر الدین بن احمد بن نور الدین علی ابوی علی عینی فاروقی الرطلی	الفتاویٰ الخیریة لفتح البریة	(۲۲۱)
۱۰۸۸ھ	محمد بن علی بن محمد بن عبدالرحمن بن محمد بن حسن الحفصی المعروف بالعلاء الحفصی	الدر المختار شرح تنویر الأ بصار	(۲۲۲)
۱۱۶۱ھ	شیخ نظام الدین برهان پوری گجراتی (وجماعة من اعلام فقهاء الهند)	الفتاویٰ الهندیة (عالمگیریہ)	(۲۲۳)
۱۲۲۱ھ	علامہ السید احمد بن محمد الطحاوی	حاشیة الطحاوی علی مرآتی الفلاح	(۲۲۴)
۱۲۲۱ھ	علامہ السید احمد بن محمد الطحاوی	حاشیة الطحاوی علی الدر المختار	(۲۲۵)
۱۱۲۲ھ کے بعد	احمد بن ابراہیم تونسوی وقدوسی مصری	اسعاف المولی القدری شرح زاد الفقیر	(۲۲۶)
۱۲۲۵ھ	قاضی ثناء اللہ الاموی العثماني البندی پانی پتی	مالا بدمنہ (فارسی)	(۲۲۷)
۱۲۵۲ھ	علامہ محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین الشامی	رد المحتار حاشیة الدر المختار (شامی)	(۲۲۸)
۱۲۵۲ھ	علامہ محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین الشامی	العقود الدریریة فی تنقیح الفتاویٰ الجامدیة	(۲۲۹)
۱۲۵۲ھ	علامہ محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین الشامی	مجموعہ رسائل ابن عابدین	(۲۳۰)
۱۲۵۲ھ	علامہ محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین الشامی	منحة الخالق حاشیة البحر الرائق	(۲۳۱)
۱۲۶۲ھ	ابوسلیمان اسحاق بن محمد افضل بن احمد بن محمد بن اسماعیل بن منصور بن احمد بن محمد بن قوام الدین العمری الدهلوی (مولانا محمد اسحاق دہلوی)	مأة مسائل	(۲۳۲)
۱۲۷۱ھ	مترجم اول: مولانا خرم علی ملہوری	غانیة الاوطار	(۲۳۳)
--	مترجم دوم: مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی	ترجمہ اردو الدر المختار	
۱۲۸۳ھ	عبدالقادر الرفعی الفاروقی	التحریر المختار حاشیة رد المحتار	(۲۳۴)
۱۲۹۸ھ	عبدالغنی بن طالب بن حمادة بن ابراہیم الغنیمی الدمشقی المیدانی الحنفی	اللباب فی شرح کتاب (القدوری)	(۲۳۵)
۱۳۰۴ھ	ابوالحسنات محمد عبدالحئی بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین کھنوی	النافع الکبیر شرح الجامع الصغیر	(۲۳۶)
۱۳۰۴ھ	ابوالحسنات محمد عبدالحئی بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین کھنوی	السعایة فی کشف مانی شرح الوقایة	(۲۳۷)
۱۳۰۴ھ	ابوالحسنات محمد عبدالحئی بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین کھنوی	عمدة الرعایة فی حل شرح الوقایة	(۲۳۸)
۱۳۰۴ھ	ابوالحسنات محمد عبدالحئی بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین کھنوی	حاشیة علی الہدایة	(۲۳۹)

نمبر شمار	اسمائے کتب	مصنف، مؤلف	سن وفات
(۲۴۰)	نفع المفتی والسائل کتبج متفرقات المسائل	ابوالحسنات محمد عبدالحئی بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین لکھنوی	۱۳۰۴ھ
(۲۴۱)	مجموعۃ الفتاویٰ	ابوالحسنات محمد عبدالحئی بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین لکھنوی	۱۳۰۴ھ
(۲۴۲)	مجموعۃ رسائل اللکنوی	ابوالحسنات محمد عبدالحئی بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین لکھنوی	۱۳۰۴ھ
(۲۴۳)	تحفۃ النبلاء فی جماعۃ النساء	ابوالحسنات محمد عبدالحئی بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین لکھنوی	۱۳۰۴ھ
(۲۴۴)	القطوف الدانیۃ فی تحقیق الجماعۃ الثانیۃ	مولانا رشید احمد بن مولانا ہدایت احمد انصاری گنگوہی	۱۳۲۲ھ
(۲۴۵)	رسائل الارکان	عبدالعلی محمد بن نظام الدین محمد انصاری لکھنوی	۱۳۳۵ھ
(۲۴۶)	مجلة الاحکام العدلیۃ	لجۃ مکوئۃ من عدۃ علماء وفقہاء فی الخلافة العثمانیۃ	--
(۲۴۷)	الآثار الحمیدیۃ شرح مجلة الاحکام العدلیۃ	عبداللطیف بن حسین الغزوی	۱۳۴۰ھ
(۲۴۸)	بہشتی گوہر	مولانا محمد اشرف علی بن عبدالحق اتھانوی	۱۳۶۲ھ
(۲۴۹)	بہشتی زیور	مولانا محمد اشرف علی بن عبدالحق اتھانوی	۱۳۶۲ھ
(۲۵۰)	کشف الدلیلی عن وجہ الربوا	مولانا محمد اشرف علی بن عبدالحق اتھانوی	۱۳۶۲ھ
(۲۵۱)	تصحیح الاغلاط	مولانا محمد اشرف علی بن عبدالحق اتھانوی	۱۳۶۲ھ
(۲۵۲)	علم الفقہ	عبدالشکور بن ناظر علی فاروقی لکھنوی	--
(۲۵۳)	معلم الحجاب	حضرت مولانا قاری سعید احمد صاحب سہارنپوری	--
(۲۵۴)	شرح کشف الاسرار ترجمہ الدر المختار	مولانا مفتی ظفر الدین صاحب	--
(۲۵۵)	طہارت اور نماز کے تفصیلی مسائل	مولانا اویس احمد قاسمی	۱۴۳۶ھ
(۲۵۶)	رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طریقہ نماز		مذللہ
(۲۵۷)	احکام نماز اور احادیث و آثار	مولانا عبید اللہ اسعدی باندہ	مذللہ
(۲۵۸)	الجامع لأحكام الصلوٰة	ابوعبدالرحمن عادل بن سعد	مذللہ

﴿دیگر مسالک کی کتب فقہ﴾

(۲۵۹) المدونہ امام دارالبحرہ، مالک بن انس بن مالک بن عامر الاحمدی المدنی ۱۷۹ھ

سن وفات	مصنف، مؤلف	اسمائے کتب	نمبر شمار
۲۰۴ھ	امام شافعی ابو عبد اللہ محمد بن ادريس بن عباس بن عثمان بن شافع بن عبد المطلب بن عبد مناف الشافعی القرشی المکی	کتاب الام	(۲۶۰)
۳۵۶ھ	ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی القرطبی الظاہری	المحلی بالآثار	(۲۶۱)
۵۰۲ھ	ابو الحاسن عبد الواحد بن اسماعیل الرویانی	بحر المذہب	(۲۶۲)
۶۲۰ھ	ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن محمد بن قدامة المقدسی	المغنی	(۲۶۳)
۶۷۶ھ	محمی الدین ابوزکریا تکی بن شرف النووی الشافعی الدمشقی	المجموع شرح المہذب	(۲۶۴)
۶۷۶ھ	محمی الدین ابوزکریا تکی بن شرف النووی الشافعی الدمشقی	فتاویٰ النووی	(۲۶۵)
۶۸۲ھ	شمس الدین ابوالفرج عبدالرحمن بن محمد بن احمد بن قدامة المقدسی	الشرح الکبیر علی المقنع	(۲۶۶)
۷۲۸ھ	تقی الدین ابوالعباس احمد بن عبد الحلیم بن تیمیہ الجرائنی الحنبلی الدمشقی	الفتاویٰ الکبریٰ	(۲۶۷)
۷۳۷ھ	ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن محمد العبدری الفاسی المالکی الشہیر بابن الحاج	المدخل	(۲۶۸)
۸۵۲ھ	ابو الفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر الکنانی العسقلانی	شرح العباب	(۲۶۹)
۸۵۲ھ	ابو الفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر الکنانی العسقلانی	الفتاویٰ الکبریٰ	(۲۷۰)
۸۸۲ھ	ابو اسحاق، برہان الدین، ابراہیم بن محمد عبد اللہ بن محمد بن مفلح	المبدع شرح المقنع	(۲۷۱)
۹۷۳ھ	ابو المواہب عبد الوہاب بن احمد بن علی بن احمد بن علی بن زوفان بن ابی الشخ اشعرانی	المیزان الکبریٰ	(۲۷۲)
مدظلہ	شیخ صالح بن فوزان بن عبد اللہ الفوزان الودعانی الدوسری	خواتین کے مخصوص مسائل	(۲۷۳)

﴿فقہ مقارن﴾

۸۵۲ھ	ابو الفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر الکنانی العسقلانی	بلوغ المرام من ادلة الاحکام	(۲۷۴)
۲۰۱۵ء	ڈاکٹر وہبہ بن مصطفیٰ زحیلی	الفقہ الاسلامی وادلتہ	(۲۷۵)
مدظلہ	ڈاکٹر محمد رواں قلجہ جی	موسوعہ فقہ ابو بکر	(۲۷۶)
مدظلہ	ڈاکٹر محمد رواں قلجہ جی	موسوعہ فقہ عائشہ	(۲۷۷)
--	مرتبہ وزارت اوقاف کویت	الموسوعۃ الفقہیۃ	(۲۷۸)

سن وفات	مصنف، مؤلف	اسمائے کتب	نمبر شمار
---------	------------	------------	-----------

﴿اصول فقہ﴾

۳۲۲ھ	فخر الاسلام علی بن محمد البرز دوی	اصول البرز دوی	(۲۷۹)
۳۸۳ھ	محمد بن احمد بن ابوسہل شمس الائمہ السرخسی	اصول السرخسی	(۲۸۰)
۶۷۶ھ	محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی الشافعی دمشقی	آداب المفتی	(۲۸۱)
۷۱۱ھ	الحسین بن علی بن جاج بن علی حسام الدین السغناقی	الکافی شرح البرز دوی	(۲۸۲)
۷۳۰ھ	عبدالعزیز بن احمد بن محمد علاء الدین البخاری الحنفی	کشف الاسرار شرح اصول البرز دوی	(۲۸۳)
۹۷۰ھ	زین الدین بن ابراہیم بن محمد ابن نجیم المصری	الأشباہ والنظائر	(۲۸۴)
۱۰۹۸ھ	احمد بن محمد الکی ابوالعباس شہاب الدین الحسینی الحموی الحنفی	غزویون البصائر فی شرح الاشباہ والنظائر	(۲۸۵)
۱۲۵۲ھ	علامہ محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین الشامی	شرح عقود رسم المفتی	(۲۸۶)
۱۳۰۰ھ	سید زوار حسین شاہ	عمدة الفقہ	(۲۸۷)

﴿ترکیب و احسان﴾

۳۵۰ھ	ابوالحسن علی بن محمد بن محمد بن حبیب البصری البغدادی الماوردی	ادب الدنیاء والدرین	(۲۸۸)
۵۰۵ھ	ابوحامد محمد بن محمد الغزالی الطوسی	احیاء علوم الدین	(۲۸۹)
۵۶۱ھ	قطب ربانی محبوب سبحانی عبدالقادر بن ابی صالح الجلیلی	غذیة الطالین	(۲۹۰)
۵۶۱ھ	قطب ربانی محبوب سبحانی عبدالقادر بن ابی صالح الجلیلی	الفتح الربانی	(۲۹۱)
۶۵۶ھ	ابومحمد زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری الشامی الشافعی	الترغیب والترہیب	(۲۹۲)
۶۷۶ھ	محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی الشافعی دمشقی	الأذکار للنووی	(۲۹۳)
۷۴۸ھ	شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قائم زہبی	الکلباء	(۲۹۴)
۹۷۷ھ	شہاب الدین شیخ الاسلام احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیثمی السعدی الانصاری	الزواجر عن اقتراف الکلباء	(۲۹۵)

﴿لغات، معاجم، ادب و تاریخ، طبقات و تراجم﴾

۲۳۰ھ	ابو عبداللہ محمد بن سعد بن منیع الهاشمی البصری البغدادی	الطبقات الکبریٰ لابن سعد	(۲۹۶)
------	---	--------------------------	-------

سن وفات	مصنف، مؤلف	اسمائے کتب	نمبر شمار
۶۰۶	مجدالدین ابوالسعادات المبارک بن محمد بن محمد بن محمد بن عبدالکریم الشیبانی الجزری	النهائية في غريب الحديث والأثر	(۲۹۷)
۹۸۶ھ	علامہ محمد طاہر بن علی صدیقی پٹنی	مجمع البحار في لغة الاحاديث والآثار	(۲۹۸)
۱۳۹۵ھ	محمد عییم الاحسان الجودی البرکتی	التعريفات الفقهية	(۲۹۹)
مدظلہ	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	قاموس الفقہ	(۳۰۰)
مدظلہ	محمد رواں قلچہ جی رحاد صادق قنہی	مجمع لغة الفقهاء	(۳۰۱)
---	الحاج مولوی فیروز الدین	فیروز اللغات	(۳۰۲)
﴿ متفرقات ﴾			
۱۱۷۶ھ	شاہ ولی اللہ احمد بن عبدالرحیم ابو عبدالعزیز ابو عبداللہ	حجة الله البالغة	(۳۰۳)
۱۱۷۶ھ	شاہ ولی اللہ احمد بن عبدالرحیم ابو عبدالعزیز ابو عبداللہ	ازالة الخفاء	(۳۰۴)
---	عبداللہ الموصلی	حقیقۃ الشیعۃ	(۳۰۵)

نوٹ: ”فتاویٰ علماء ہند، جلد-۱۰“ کے متن و حاشیہ میں ان کتابوں سے استفادہ ہوا ہے اور متعلقہ جگہ طباعت کی تفصیلات درج ہیں۔ (انیس الرحمن قاسمی / محمد اسامہ شمیم ندوی)